

سینس ڈائجسٹ کا مشہور سلسلہ

دلونا

اٹھارواں حصہ

VISIT: WWW.ADABIZOUQ.COM



سپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
 سوچ نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

دیوتا

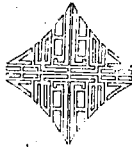
اٹھارواں حصہ

داوی: — فرہاد علی تیمور
 مصنف: — محی الدین نواب



کتابیات پبلی کیشنز
 پوسٹ بکس نمبر ۲۳-۱ کراچی۔

پیرایہ



ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک
فسوں کا رقص، جس کا جادو سر
چڑھ کر بولتا تھا۔ اس شور، پشت، شویبہ و سر
کا احوال، ایک عالم جس کے خون کا پیسا سا تھا۔

ذہانت سے کام لیتا تھا۔
یہ ذہانت علم سے حاصل ہو رہی تھی۔ اسکول کی تعلیم مکمل کرنے
مک وہ کالے علوم کے کتنے ہی پراسرار شریک چکا تھا۔ وہ محض
عالم پر و فیہ سر بن کر زندگی گزارنا نہیں چاہتا تھا بلکہ بہت کچھ سیکھنا چاہتا
تھا۔ کالج میں داخل ہونے کے بعد اس پر تنوعی عمل سیکھنے کا جنون سلا
ہو گیا۔ وہ اسی دامن میں رہا۔ تقریباً ایک برس چار ماہ کے اندر اس
نے یہ علم بھی سیکھ لیا۔ پھر اس میں اتنی ریاضت کی کہ پتا ٹرم جلنے
والے بڑے بڑے ماہیوں کو پیچھے چھوڑ گیا۔ اس نے ایم اے کرنے
کے بعد بڑے مذہب انداز میں زندگی گزاری۔ وہ اچھے بال پنتا تھا۔ پھی سوسائٹی
میں رہتا تھا۔ وہاں کی اونچی سوسائٹی میں بڑے بڑے سرمایہ داروں
کو دیکھ کر سوچتا تھا اُسے بے انتہا دولت حاصل کرنا چاہیے۔ یوں کہنا
چاہیے کہ اسے بچپن ہی سے طاقت اور دولت حاصل کرنے کا جنون
تھا۔ اسی لیے یہ سب کچھ سیکھتا آیا تھا مگر اس کی تسلی نہیں ہو رہی تھی
ان دنوں ٹیلی ویژن کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ میں اور میری ساقی
عورتیں دنیا کے ہر ملک اور ہر شہر ہر محفل میں گفتگو کا موضوع بنتے رہتے
تھے۔ وہ سوچتا تھا کسی طرح ٹیلی ویژن کا علم بھی سیکھ لے تو ساری دنیا پر
حکومت کر سکے گا۔
اس ارادے کو پورا کرنے کے لیے وہ کالے علم کا سراپا بننے

کا اصل نام رام گنگولی تھا۔ وہ کالہ علم
جلنے والے روایتی جادو گروں کی
طرح کوئی جاہل گنوار آدمی نہیں تھا۔ اس نے کلکتہ یونیورسٹی سے ایم اے
کیا تھا۔ تعلیم کے دوران پہلوانی بھی کرتا رہا تھا اور کسرت کے ذریعے
اپنے جسم کو بیٹا سٹوارٹا اور نکھارتا رہا تھا جس کے باعث آج وہ
پہاڑ جیسا قد آور دیونا انسان دکھائی دیتا تھا۔
وہ بچپن سے کالی مانتا کی بھگتی کرتا رہا تھا۔ طرح طرح کا کالا
علم جلنے والوں کی خدمت کرتا رہتا تھا۔ ان سے کچھ نہ کچھ سیکھتا
رہتا تھا۔ انہی چکروں میں رہ کر اس نے جانوروں کا تازہ خون پینا
اور کچا گوشت کھانا بھی لیا تھا۔ کالا علم سیکھنے کے لیے ایسے ایسے
گھناؤنے مصلوں سے گزرنا پڑتا ہے جنہیں دیکھ کر ہڑھ کر پائیں کر
کراہیت سی محسوس ہوتی ہے۔
وہ کالی مانتی کے قدموں میں اب تک دو درجن کنواری لڑکیاں
اور لڑکوں کی گردنیں کاٹ چکا تھا۔ کالا علم جاننے والے عام طور پر
گندہ ہوتے ہیں۔ وراثت سے کام لینا نہیں جانتے۔ اگر ان کے
پاس ذہانت ہوتی تو ایسا علم سیکھنے کے بجائے انسانیت کی خدمت
کے لیے اچھے سے اچھا علم دہن سیکھتا ہر ام گنگولی خلاف توقع بہت
ذہین اور چالاک تھا۔ وقت آنے پر عقل سے کام لیتا تھا اور بھرپور

لگا۔ اپنے مختلف علم کے ذریعے معلوم کرتا تھا کہ افراد علی تیمور اور روتی ان دونوں کس ملک اور کس شہر میں پھیرا کی جگہ پہنچا تھا تاہم ایک ہنگامہ بدھ پتیا نامی دوسری جگہ پہنچ چکے ہوتے تھے۔ اس نے کئی بار دیے اور روتی کو دودھ پانی سے دیکھا تھا لیکن جھڑنے کی طاقت نہیں کرتا تھا بہت سمجھ دار تھا۔ پہلے خود کو ہر پہلو سے مجبوراً اور مستحکم کر لینا چاہتا تھا۔ اس نے کئی بار سوچا، ایک محسوس انجینیئر کہ ہم سے دو کھائے پھر خیال آتا تھا، روتی اور فرادیاں غول کے ذریعے جو خیرات پڑھ کر امدیت معلوم کر لیں گے۔ جو جانوروں کا خون پیتا تھا اور کچا گوشت کھاتا تھا، کالی مائے قدوں میں انسانوں کی گردیں اڑا دیتا تھا، وہ قتلہ سنگھ اور خاک ہو گا اس کا صرف اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس نے کبھی یوگا کی مشق نہیں کی تھی لیکن پہلوانی کے سلسلے میں اتنا دم تھا کہ کئی منٹ تک سانس روک کر کسی سے بھی متاثر نہ کر سکتا تھا اور اسے پھانسی لگا سکتا تھا۔ ایسے میں خیال خوانی کی لہجوں اس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ اگر پتہ نہیں تو وہ بے اختیار سانس روک لیتا۔

اس قدر شہ زور دار تھا تاں ہی شکست ہوئے کے باوجود وہ ہم سے خوف کھاتا تھا۔ اس نے ہمارے متعلق سنا بھی تھا اور پڑھا بھی تھا۔ اب تک ہمارے مقابلے ہو کر گئے تھے مگر ہمارے جو کئی نئی منٹ تک سانس روک لیتے تھے۔ ہم نے ایسے سانس روکنے والوں کو مائیں کی پیاریوں میں مبتلا کر دیا تھا۔

میں ایک بات بتانا بھول گیا۔ اس نے ایران کے ایک بہت بڑے عامل سے تخریج مل لی تھی جس کا نام بہرام تھا۔ وہ اپنے ایرانی استاد سے بہت متاثر تھا اس نے اپنے نام کے ساتھ استاد بہرام کا نام شامل کر لیا تھا۔ اپنے اصل نام رام کے آگے اس نے ب اور کا اضافہ کر کے بڑے بڑا خدا یا خدا ادا اس طرح بہرام لنگولی بن گیا تھا۔ تعبیر نے اسے سکھا یا تھا کہ جاہلی اور گھبراہٹ و گردوں کی طرح کبھی کامیاب نہ بن کر ایک ہی ملک یا ایک ہی شہر میں رہنا چاہیے ساری دنیا میں پھیل جانا چاہیے۔ ویسے بھی کبھی پتہ چلے گا کہ اس کے لیے وہ ہمارے تعاقب میں رہتا تھا۔ جب سے میری سامتی مورخین کو مائیں گرفتار ہوئی تھیں تب سے میری جد و جہد کا ذکر آیا تھا۔ وہ کسی نہ کسی ریاست یا کسی شہر میں میری کسی سامتی کی موجودگی کا سراغ ملتا تھا۔ بہرام لنگولی نے بھی امریکا میں مستقل رہنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ پہلے وہ نیویارک میں تھا۔ پھر شکاگو چلا آ گیا تھا۔

ہندوستان سے عام طور پر جو سامو مانا وید پران یا دوسرے روحانی عمل کرنے والے یورپ یا امریکا آتے ہیں تو حقوق کو گتے یا گروے رنگ کی چادر میں بوس رہتے ہیں تاکہ ان کی علیحدہ شناخت نہ رہے اور مرنے لکھنے والی نسل اور بچنے والی نسل روحانی سکین حاصل کرنے کی خاطر ان کے پیچھے چل پڑے۔ بہرام لنگولی نے بھی یہی طریقہ

اپنا یا تھا۔

اس نے چوٹی کی داڑھی رکھی تھی۔ سر کے بال خانوں تک بڑھ چکے تھے گھنے دے رنگ کی چادر خانوں پر بڑی رتی تھی۔ وہ جوتے میں کوئی جوتا دکھائی دینا چاہتا تھا لیکن انھیں اتنی خطرناک تھیں کہ دیکھتے ہی ڈر گتا تھا۔ جو شخص تازہ خون پیتا ہو چکا گوشت کھاتا ہو اور انسانوں کو گاجوڑی کی طرح کاٹ دیتا ہو اس کے چہرے سے قدرتی طور پر رعباں اور درد منگی جھلکتی رہتی ہے۔

مغرب کی اونچی سوسائٹی میں امیر غریب اور مذہب لوگ اس سے کتراتے تھے۔ محض رتی منظر کرتے تھے اور کسی ہمارے اس سے دور ہو جاتے تھے لیکن عورتیں ایک بار نظروں لانے کے بعد ابھر جاتی تھیں اس سے ذرت تھیں۔ اسے دیکھنا نہیں چاہتی تھیں لیکن اس کی طرف کھینچی آتی تھیں۔

اس نے ایک ملک سے دوسرے ملک جانے والے بننے اور دولت کمانے کے سلسلے میں کبھی اپنا کلام استعمال کیا تھا اور کبھی تخریجی عمل سے کام لے لیا تھا۔ جو کام کا وہی ہوتا اس پر کلام کرتا تھا۔ جب وہ اس کے تابع فرمان ہو جاتا تو اس کے خفیہ افسرے ملے جاکر اس پر تخریجی عمل کرتا تھا۔ اسے آواز کا رونا بھینا تھا۔ اگر وہ کوئی افسر ہوتا تو اس کے ذریعے اس ملک میں مستقل رہنے کا اجازت نامہ حاصل کر لیتا تھا۔ اگر وہ کوئی بے انتہا دولت مند ہوتا تو اس کی چوڑی خالی کر دیتا تھا اگر کوئی حسین ترین عورت ہوتی تو اسے سحر زدہ کر کے اپنا اسیر کر لیتا تھا۔

اس نے اب تک اپنے پیسہ اسرار معلوم اور پیسہ راقیوں کو دوسروں پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔ جس ملک اور جس شہر میں رہتا وہاں خود کو ایک معزز شہری اور بے انتہا دولت مند کی حیثیت سے متعارف کرتا تھا۔ لوگ اسے ان بڑے تھے کیونکہ اس کی کسی کسی چیز کی کمی نہ ہوتی تھی۔ بعض اوقات وہ اپنے مقابلے میں اونچی سوسائٹی کے لوگوں کو کسی کسی کی احساس دکھا کر اس کی کسی چیز میں مبتلا کر دیتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ اس سے خائف ہونے کے باوجود اسے مانتے تھے اور خود سے برتر سمجھتے تھے۔

دوسروں کو کسی کا احساس دلانے والا خود ایک کئی کے احساس میں مبتلا رہتا تھا اور وہ کبھی کبھی کی تھی۔ اس نے بہت سے دشوار علم سکھے تھے۔ ہر دشوار علم سکھنے کے دوران عدم متحرک تھا کہ اسے سکھ کر رہے ہو گایہ بات سمجھ میں آتی تھی کہ وہ کبھی بھی کلمہ کیوں نہ سکھ سکا۔ جبکہ تمام طریقے تمام مراحل درجہ بدرجہ کیا کہ وہ میں جانتے گئے تھے۔ استادوں سے بھی۔ ہنسی حاصل کی جاسکتی تھی۔ بہرام لنگولی نے یہ سب کیا تھا۔ اس کے باوجود وہ ناکام رہا تھا۔ بہت سے لوگ ایسا کرتے ہیں اور ناکام رہتے ہیں حالانکہ وہ اپنے متعلق

پورے یقین سے کہتے ہیں کہ مستقل مزاج ہیں اور مضبوط قوت الہی کے مالک ہیں۔ اس کے باوجود یہ علم کچھ نہیں پاتے۔ آخر ایسا کیسا ہوتا ہے؟

اس کی وضاحت ضروری ہے سب سے پہلی بات تو یہ کہ آدمی اپنے متعلق حوالے قائم کرتا ہے وہ نصیحت درست نہیں ہوتی کیونکہ وہ اپنی ذات میں بہت زیادہ خوش فہم ہوتا ہے۔ اپنے اندر کبھی ہونے لگدوری کو کچھ نہیں پاتا۔ ایک رائے قائم کر لیتا ہے کہ مستقل مزاج ہے۔ دوسری رائے قائم کر لیتا ہے مضبوط قوت الہی کا مالک ہے۔ حقیقت کیا ہوتی ہے، یہ خدا جانتا ہے یا وہ ماہر نفسیات جان سکتا ہے جو اس کا نفسیاتی تجزیہ کر سکے۔

اس طرح ایک بات سمجھ میں آتی ہے۔ اگر کوئی ٹیلی پتھی جاننے والا ہے سمجھنا چاہیے کہ یہ علم کیوں نہیں سکھ پاتا تو اسے کچھ کاہل ہے وہ اپنے آپ کو سمجھنے کی ایک بہترین کمی کر سکتا ہے یعنی اگر سیکھنے والا اس علم کو سیکھنے کی کسی حد تک تیج کے اور اپنے اندر روحانی پختگی محسوس کر سکے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مستقل مزاجی اور قوت الہی کے معاملے میں صرف تین فیصد کامیاب رہا ہے۔ باقی تین فیصد کامیابی حوالہ کے کم سے ہوتی ہے۔ جو بات خدا کو منظور ہو وہ ہوتی ہے ورنہ نہیں ہوتی۔

میرے بعض بڑے بھٹے والے صرف داستان کے ٹیپو کو دیکھتے ہیں کہ اس میں کتنا آتش ہے کتنا جھست ہے کتنا رومان ہے ادب یہ داستان کسی موڈ پر پہنچ کر جو نکلتے والے ہیں لیکن یہ مفق صرف داستان گوئی نہیں ہے۔ ان حقائق کو بھی چھی نظر رکھنا ہے جو میری نظر میں ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں میری مٹی نسل کے کچھ ذہن رکھنے والے فوجوان ایک موم جی روکش کر کے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھتے ہیں اور اس پر نظروں مرکوز کر کے اپنے ذہن کو اس پر مرکوز کرنے کی طاقت کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کی عمر کیا ہے؟ ان کی تعلیم کیا ہے؟ ان کا محل کیا ہے؟ ان کا مزاج کیا ہے؟ ان کی روح ان کی طبیعت اور ان کے قدرتی حالات اس عمل سے مل کھاتے ہیں یا نہیں؟ جو وہ کرنے جا رہے ہیں۔

میں اپنی داستان کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اگلے ماہ سے اس داستان کا بارحواں سال شروع ہوا ہے اگر اس کی کھٹی میٹھی کوئیوں میں حقیقت کی چاشنی نہ ہوتی تو یہ بارحواں سال میں قدم نہ رکھتے۔ دنیا کی کوئی بھی سنیاتی ہر وہ قیامت تک چلتی ہے اور جھوٹ چند قدم چل کر فنا ہو جاتا ہے۔

جس وقت یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں ہوگا وہ ۱۹۸۸ء کا سال شروع ہونے والا ہوگا۔ آپ حساب لگائیں تو میسوں صدی کو ختم ہونے میں صرف تیرہ برس نہ گئے ہیں۔ انشاء اللہ ان تیرہ برسوں

میں مٹی پتھر کے متعلق سائنٹیفک ریسرچ بڑی کامیابی سے آگے بڑھ چکی ہوگی۔ اس صدی کے اختتام تک ہمارے عالم، ہمارے سائنسدان اس نتیجے تک پہنچ چکے ہوں گے کہ کھٹی میٹھی کا علم کس قدر آسان طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کی ذخیرہ یوں کس طرح ممکن کیا جاسکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آج جو زمین شہر بارود اس کے مہمانوں نے ایجاد کیا ہے وہ اس صدی کے اختتام تک عام ہو جائے یا اس کی کوئی اور شکل سامنے آجائے۔ آپ اپنی آنکھوں سے سائنسی ترقیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ آئے دن نئی نئی سائنسی ایجادات ہر جہاں ہیں ان میں ایسی سائنسی ایجادات بھی ہیں جو عام لوگوں سے چھپائی جاتی ہیں۔ ان چھپا کر رکھی جلدنے والی چیزوں میں ایک میل میٹھی کا مسلم بھی ہے۔ میں تمام ناخواند اور پسماندہ مالک کی طرف سے اہل لوگوں کو اس علم کی تحقیقات کو اور اس کے کامیاب نتائج کو موم سے نہ چھپایا جائے۔

ان حقائق کو بیان کرنے کے بعد اصل داستان کی طرف آ رہا ہوں۔ ایک زمانہ تھا جب کلام علم سیکھنے والے یا اس میں مہارت رکھنے والے نشان لکھا تھا یا کسی قبرستان کے آس پاس بہتے تھے۔ رنگ ان کی طرز زرباشی اور تعبیر دیکھ کر درخت میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ انھیں ہندوستان پہنچ کر تھے۔ ان سے کسی طرح کی عداوت مول لینے کی جرات نہیں کر سکتے تھے۔ آج کے دور میں وہی کا لال کرنے والے

سائنس دان حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب

جسے قارئین آج تک نہیں جانتے

۲۱ حصوں میں (مکمل)

قیمت فی حصہ: ۱۵ روپے / ڈاک خرچ فی حصہ: ۱۵ روپے

- پتہ ارسال کیا نہیں دے سکتے ہیں
- طبعی مزاج چسکنے والے ہوں گے
- جاسوسی کیا نہیں دے سکتے ہیں

ایک دلچسپ داستان جو آج تک آپ نے نہ پڑھی ہوگی!

کتاب کا شکل میں تیار ہے

اپنے قریبی بک، ڈاک، سبب فراہم یا براہ راست ہم سے مل سکیں

تجزیہ جیسے ایک سائنس دان کے عملی خاکے

کتابیات پبلیکیشنز پوسٹ بکس ۱

جادوگر عامل اور پروفیسرین کو کاروباری مرکز میں اپنے دفاتر قائم کرتے ہیں۔ اخبارات میں بڑے بڑے اشتہارات دیتے ہیں۔ جگہ جگہ پر لان کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ ان کا دھول ہوتا ہے کہ وہ سگولہ بجز کو قدموں میں جھکا سکتے ہیں۔ بعد جگہ کو روڈ کا دلا سکتے ہیں برسوں سے چلنے والے فوجداری مقدمات کو ایک جہ میں جمع کر کے مخالف پارٹی کو خون تھونے پر مجبور کر سکتے ہیں۔

کلمے علم کے سلسلے میں بہرام گنگولی ایک کامل جادوگر تھا۔ تنوی علی میں اتنی مہارت رکھتا تھا کہ اپنی آنکھوں سے ایک باڑی کو دیکھ کر اس کا دل اپنی منہی میں کر لیتا اور اسی بھاری بھر کم اور گونجی ہوئی سی تھی کہ سلسلے والا اپنی بات بھول جاتا تھا اس کے گھٹنے کا پنے گتے تھے۔ تنوی علی کے لیے آواز اور اچھے بہت آیت رکھتی ہیں اور یہ دونوں ہی خوبیاں اس میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اس کے باوجود اس نے عالم یا پروفیسرین کو کتنی شہرت حاصل نہیں کی وہ بھینس برس کی عمر سے جرائم کی دنیا میں آہستہ آہستہ اپنا مقام بناتے ہوئے اس سطح تک پہنچ گیا تھا جہاں دنیا کی خطرناک خلیوں سے ٹکرا سکتا تھا وہ اس سے بھی آگے جانا چاہتا تھا۔ دنیا کے بڑے بڑے مافک کو سپر طاقتوں کو اپنے قدموں میں جھکانا چاہتا تھا یا ٹیلی ویژنی کے ذریعے اپنے سامنے بے بس کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت اس کے شاگرد ڈان فریزر نے بتایا۔ مگر وہ مارچ ایک پراسرار شخص نے ٹیلی ویژنی کے ذریعے مجھ سے رابطہ قائم کیا تھا، مجھ سے کہ رات میں اس کے ایک آواز پر تنوی علی مل کروں۔ بہرام گنگولی کے لیے یہ چونکا دینے والی اطلاع تھی۔ اس نے یہ نہیں سوچا کہ تنوی علی کی عمر کتنا چھوٹا ہے اور وہ عمل کی نوعیت کا ہو گا اس نے کہا: "خان اتم نے اس ٹیلی ویژنی جاننے والے کا راز مجھ بتایا ہے۔ اس نے آئندہ تجھ سے رابطہ کو پورا تو معلوم ہو جائے گا تم نے یہ بات مجھے بتائی ہے۔ لہذا تمہارے دماغ کو لاک کیا جانا چاہیے۔"

اس نے اپنے شاگرد ڈان فریزر پر تنوی علی کی تھا اس کو سوا میں یہ بات نقش کر کے تھی کہ ان فریزر کا دماغ اس پراسرار ٹیلی ویژنی جاننے والے شخص کے لیے کھلا ہے گا لیکن اس چور خیال پر گہری پرکھی تھی کہ فریزر اپنے کسی استاد سے رابطہ قائم رکھتا ہے اور اسے ٹیلی ویژنی جاننے والے کے متعلق اطلاع فراہم کرتا ہے۔

گر گنگول کے اس تنوی علی کے بعد شاربہ پر معلوم نہیں کیا تھا کہ فریزر کو کوئی استاد ہے اور وہ پردہ پردہ کی سادگی میں مصروف ہے اس نے پچھل رات اپنے غلام کو تنوی علی کے لیے بھیجا تھا۔ وہ اس سے ملے گا۔ اس کے خیالات پر متاثر ہوا تھا۔ اسے کوئی شبہ نہیں رہا تھا۔ دوسری طرف فریزر نے غلام باقی پر تنوی علی کرنے کے در

ایک خامی چھوڑی تھی اور شاربہ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے غلام باقی کو تنوی بند کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ جب وہ سو گیا تو شاربہ مطمئن ہو گیا تھا۔

اگر اسے شبہ ہوتا اور وہ تنوی دیر تک غلام باقی کے دماغ میں موجود رہتا تو پتا چل جاتا کہ فریزر کے بعد اس کا استاد بہرام گنگولی غلام باقی پر تنوی عمل کر رہا ہے اور اس خامی سے فائدہ اٹھا رہا ہے جو اس کا شاگرد چھوڑ گیا ہے لیکن شاربہ کو اس حد تک معلومات حاصل کرنے کی فرصت نہیں تھی۔ وہ دوسرے مسائل میں لپسا ہوا تھا اور سب سے اہم مسئلہ مورینہ تھی جو اس کے قریب رہ کر اسے دیوانہ بنا رہی تھی اور اب جنون میں مبتلا کر رہی تھی۔

بہرام گنگولی نے غلام باقی پر آخری تنوی عمل کرتے ہوئے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے آقا مسٹر کا ریل کے متعلق پوری تفصیلات بیان کرے اور غلام معمول بننے کے بعد شاربہ کے متعلق ایک ایک بات بتاتا چلا گیا تھا چونکہ وہ خود شاربہ کو اس کے اصل نام کے ساتھ نہیں جانتا تھا اس لیے نام نہ بتا سکا۔

بہرام گنگولی نے اس حکم دیا: "میاں سے جاننے کے بعد وہ اپنے مالک کے ساتھ رہے گا وہاں جو کچھ دیکھے گا اسے اپنے دماغ کے پورے دماغ میں محفوظ رکھے گا۔ ڈان فریزر کے تنوی عمل کے مطابق بظاہر وہ سب کچھ بھلا رہے گا لیکن جب بہرام اس پر دوبارہ تنوی عمل کرے گا تو وہ سبے راز بیان کرے گا۔"

تھوکر یہ کہ حادثے کے بعد اسی لیے غلام باقی کو وہاں لایا گیا تھا۔ اس پر تنوی عمل کیا گیا تھا اس کے دماغ کو لاک کر دیا گیا تھا تاکہ شاربہ کو بہرام کی سازش کا علم نہ ہو سکے دوسری بار تنوی عمل کے دوران غلام باقی نے بتا دیا تھا کہ وہ کسی طرح تفرغے میں گیا تھا۔ وہاں بہرام پر مورینہ اور شاربہ پر لڑتے گئے تھے اور اس نے اپنے آفاقی ہدایت کے مطابق ڈاکری کی مدد سے مشین کو پریٹ کیا تھا۔

غلام باقی نے یہ بھی بتا دیا کہ وہ دوسری بار تفرغے میں گیا تھا اس وقت مورینہ نے مشین کو آپریٹ کیا تھا۔ وہ بھڑک سکا کہ اس آپریشن کا مطلب کیا ہے لیکن چند گھنٹوں بعد اس نے دیکھا کہ اس کا آقا بالکل غلاموں کے سے انداز میں مورینہ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔

بہرام گنگولی نے پوچھا: "اس تفرغے کا راز کس طرح لگتا ہے؟ اس کے جواب دیا: "مجھے نہیں معلوم، میں جب بھی تفرغے میں گیا تو دروازے کو کھلا ہوا پایا۔"

بہرام گنگولی بہت خوش تھا۔ اسے تفرغے کا پتا چل گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا راز شاربہ کے میڈروم کے ساتھ والے اسٹور روم سے چاہا ہے اور اسی تفرغے میں وہ حیرت انگیز مشین کو ہونی ہے جس کے لیے ساری دنیا دیوانی ہے۔

اب ایک مسئلہ رہ گیا تھا۔ اسے معلوم کرنا تھا کہ تفرغے کا راست کس طرح کھتا اور بند ہوتا ہے۔ یہ معلوم کرنے کے لیے وہ زیادہ وقت برابرا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ یہ بات سمجھ میں آئی تھی شاربہ اور مورینہ اپنے غلام کے سامنے کبھی تفرغے کا راست نہیں کھولیں گے۔ اسے کھولنے کے لیے عقل سے نہیں طاقت سے کام لینا ہو گا۔

آپریشن مکمل ہو چکا تھا۔ تنازعہ بستر پر ساکت ٹری ہوئی تھی مورینہ بڑے پیار سے اسے دیکھ رہی تھی اسے یقین تھا ہوش میں آنے کے بعد وہ بھی اس کی طرح خیال خوانی کرنے لگے گی۔

شاربہ کو کچھ کہہ دیا تھا اپنے بستر پر لیٹے لیٹے کسی مورینہ کا اور کبھی تنازعہ کو دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ میرے دماغ سے ایک باڑی بہن نے دوسری باڑی بھی بہن نے ٹیلی ویژنی کی صلاحیتیں مشتعل کرانی ہیں۔ یہ آئندہ حکم دے سکتی ہے کہ اس کے پورے دماغ میں باب کے ناموں میں خیال خوانی کی صلاحیتیں مشتعل کرادی جائیں گی۔ یہ تکمیل ہو گیا اس مشین نے مجھے اس کا غلام بنا کر رکھ دیا ہے۔ میں اس سے کیسے نجات حاصل کروں؟

مورینہ نے کہا: "شاربہ! اٹھو میری بہن کو اٹھا کر تفرغے سے باہر چلو۔"

وہ بھی چھوٹی سی اٹیچی اٹھا کر ادھر سے ادھر نہیں لے جاتا تھا۔ کیا یہ کہ ایک جوان وہ فریڈ کو اٹھانے کے لیے کہا جا رہا تھا ایک تو وہ غلام بننے کے بعد انکار نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے سامنے پڑا ہوا جو نہایت ہی خوبصورت تھا۔

وہ بستر سے اتر کر تنانے کے قریب آیا ماسی وقت لگے میں بڑے ہونے لاکٹ سے اٹھا ہوا موصول ہونے لگا۔ اس نے لاکٹ کو کان سے لگا کر ناچنے مورینہ سے کہا: "ایک اہم مسئلہ ہے۔ سپرے معلوم کروں اس کے بعد اس سے جاؤں گا۔"

"جو رانا ہے چل کر دیکھیں غلاموں کو کہی ہوں۔ غلام باقی کو گھنٹوں سے حاضری ہے۔ ہم کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ میں اس سے پہلے اپنی بہن کے ساتھ میاں سے نکل جانا چاہتی ہوں۔"

"کیا مجھے چھوڑ کر جانا چاہتی ہو؟"

"ہرگز نہیں! تمہیں چھوڑنے کا مطلب ہے؟" رانا سفار مشین کو بھی چھوڑ دیا جائے۔ میں ابھی واپس آؤں گی مجھے ہم مشین کو کسی دوسری جگہ مشتعل کروں گے۔"

شاربہ کو ایک بہت ہی اہم مسئلہ درپیش تھا۔ وہ انھیں بند کر کے وہاں پہنچ گیا۔ مورینہ نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا معلوم کرنا چاہا آخر وہ کن مسائل سے دوچار رہتا ہے۔

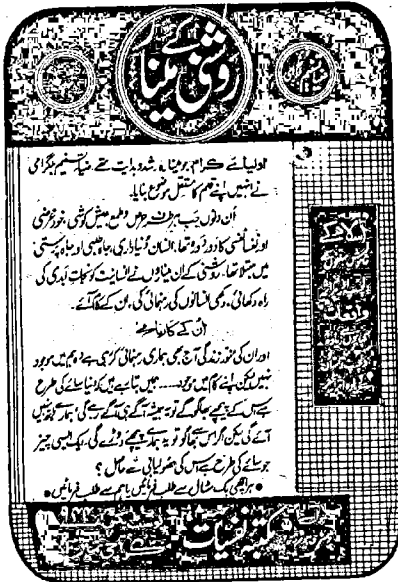
وہ اس میں حکومت کے ایک منفرز آفسیئر کی ہام کے دماغ میں پٹیا ہوا تھا وہ وہاں کے حکام سے رابطہ قائم کرنے کے لیے پیشہ گیری

کو اپنا ذریعہ بنانا تھا کہ وہ ہاتھ شاربہ ایک اہم اطلاع ہے، سوینا اسٹینڈل کے جنوب مشرق میں سمندر کے ساحل پر رہا ہے ایک خفیہ آفس میں پہنچ گیا ہے۔ میں تمہیں وہاں کے چارج مسٹر کی گونہ کی آواز سن رہا ہوں۔ تم اس کے پاس پہنچ کر سوینا پر نظر رکھ سکتے ہو۔"

"مجھے وہاں کیا کرنا ہو گا؟ تم کیا چاہتے ہو؟"

"کیسی ہام نے کہا سوینا کو قتل کر دے۔ اس نے ہمارے آفس کے کتے ہی اہم دیوں کو ایک دوسرے کے ذریعے ہلاک کر دیا ہے۔ تم اسے زندہ دھولے دو۔"

وہ خاموش ہو گیا۔ ریکارڈ ران ہو گیا تھا وہاں سے ایک گولہ کی آواز ابھری تھی شاربہ وہ آواز سننے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب سوینا اس خفیہ آفس میں آئی سلاخوں کے پیچھے تھی اور اس کے ہاتھ ایک اسٹین کی لگ گئی تھی۔ سلاخوں کے باہر ایک گولہ موس اس کا دل دوانہ بنا ہوا تھا اور اپنے ہی ہاتھوں سے نجات حاصل کر کے کسی طرح سوینا کی قربت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ شاربہ کے لیے یہ اچھا موقع تھا وہ موس کے دماغ میں دھک سوینا کو کسی وقت بھی دھک سے ہلاک کر سکتا تھا لیکن مورینہ کی آواز نے خیال خوانی کا سلسلہ ختم کر دیا۔ اس نے چونک کر دیکھا کہ کبھی تفرغے میں کسی ایک گولہ موس کے دماغ میں پہنچ چکے ہو مورینہ اور موجود ہے۔ تم تنوی دیر بعد بھی اس عورت کو ٹریپ کر سکتے ہو۔ ابھی میرا کام کر دو فریڈ! نہ اٹھو! نہ اٹھو!"



غلام شارب نے حکم کی تعمیل کی آگے بڑھ کر دونوں بانوؤں میں خوبصورت سے پھول جیسے بدن کو اکٹھا کیا۔ آہستہ آہستہ چپا ہوائیے کی طرف جانے لگا۔

وہ عجز وہ سادہ سا اسٹھلے ہونے نہ خانے سے باہر آیا۔ پھر کمرچی کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا پردہ میں آیا۔ وہاں کار کھڑی ہوئی تھی۔ مورینے نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اس نے تیار کو وہاں لٹا دیا۔ پھر دروازے کو بند کر دیا۔ مورینے اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے کما میں جب تک واپس نہ آؤں تم منتیں نہ کیجئے گا۔ پھر نہیں لگاؤ گے۔ میں تمہارا انتظار کروں گا۔

”فورا جاؤ اور تھانے کے دروازے کو بند کر دو۔ میں ابھی آ رہی ہوں۔“ وہ بیٹ کر چلا گیا۔ مورینا چانی گھا کر مارا مارٹ کرنا چاہتی تھی۔ پتا چلا وہ چانی کو پکڑ نہیں سکتی ہے۔ بڑا ناچا ہتی ہے تو ہاتھ دوسری طرف چلا جاتا ہے۔ اس نے جی رانی سے سوچا۔ کوئی میرے مات میں موجود ہے؟ اس نے فورا ہی شارب کے دروازے میں چلا گیا۔ لگا ہی پتا چلا کہ حکم کا بندہ تھانے کے دروازے کو بند کرنے کے لیے اس پچھے کو چلا رہا ہے۔ اور ابھی خیال غواں نہیں کر رہا ہے۔

وہ بڑی جی رانی سے سوچنے لگی۔ فورا دیا اس کی کسی ساتھی عورت لے میری آواز کبھی نہیں سنی۔ وہ جھلا میرے دروازے میں کیسے آسکتے ہیں؟ وہ سوچتے سوچتے چونک گئی۔ کیا گارڈ کی سیٹ پر بیٹھ کر تنازعہ پیش نہیں رہی تھی۔ پھر گارڈ گھڑا اس کے گلے میں بانیں ڈال کر چوتھے ہوئے بولی میری جان میری بن آتے تھے تو کال کر دیا۔ مجھے بھی ٹیلی فون سے کھانا دیا۔ اب کارا مارٹ کسکتی ہو۔

مورینا نے اس کے کان پکڑے ہوئے تھے کہ میری جی رانی سے ملناؤں ٹیلی فون میں ضروری ہدایات دینا چاہتی ہوں۔ وہ پچھلی سیٹ سے اٹھ کر اگلی سیٹ پر آئی۔ مورینے کا مارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ میں روڈ پر پھٹ کر بولی میری چاندی اچھی طرح گہ میں باندھ لو اور ان پر منتھی سے مل کر رہو۔

تنازعہ تو جیسے سے نہ رہی تھی۔ مورینا نے کہا۔ خود کو زیادہ سے زیادہ ریزرو رکھا کر۔ جب تک کسی سے ملنا ہے ضروری نہ بھانے اس وقت تک ملاقات نہ کرو۔ اس طرح کم سے کم لوگ تمہارا آواز سنیں گے۔

تنازعہ نہ کیا میں نے فورا سوچنا اور سوچتی ہی ہڑی ہڑی ہے۔ میں سمجھ رہی ہوں تم کیوں محتاط رہتے کے لیے کہ رہی ہو۔ میں ضرور ایسا کروں گی۔

”دوسری بات یہ کہ آج سے ہم نہیں ایک دوسرے سے دور رہیں گی۔ ایک دوسرے سے گھٹنگ نہیں کریں گی ہمارے درمیان صرف خیال خوانی کے ذریعے رابطہ قائم ہوگا۔“

چوٹی بن نے پوچھا۔ ہم ایک دوسرے کے دروازے میں باہمی کریں گے۔ لگاؤ اور خیال خوانی کرنے والا ہیں۔ گرفت میں نہیں لے سکے گا؟ ”اس کی بھی ایک تدبیر ہے۔ شارب پریشانی اپنے بھائی اکر مارٹ پر اختیار کر کے کسی کے دروازے میں پڑتا ہے۔ ہم دونوں کوئی وی اٹھاتا تھا۔ سخت پسند ہے۔ ہم ہمیشہ اس کے دروازے دیکھتے ہیں۔ لہذا جب بھی ایک دوسرے سے رابطہ قائم کرنا ہوگا، ہم راستہ استخرا کے لیے میں باہمی کریں گے اس طرح کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا ہمارے اصل جیسے گرفت میں لے کر ہم تک نہیں پہنچ سکے گا۔“

چوٹی بن نے پوچھا۔ مورینا کی خیال خوانی کرنے والا ہمارے داخلی میں ہمارا البم معلوم نہیں کر سکتا ہیں ابھی میں بوسے پریمو نہیں کر سکتا؟

”اکثر زندگی حالت میں ٹرپ کیا جاتا ہے اور خوابیدہ دروازے کو مجبور کیا جاتا ہے کہ سوتنے والا آلا لے لے لے۔ کوئی ہم میں سے کسی ایک کو ٹرپ کر کے دوسرے تک پہنچ سکتا ہے۔“

”یہ ہم کسی طرح بچاؤ نہیں کر سکتے؟“ ”اگر چہ وہ فرانسا میں بہت ضروری ہے لیکن اس سے پہلے اپنا محتاط لانا ہی ہے۔ میں ایک بیٹا ٹرم کے ماہر کو جانتی ہوں۔ ہم خیال خوانی کے ذریعے اسے مجبور کر دیں گے کہ وہ ہم پر باری باری تخیلی کرے۔“

”میکہ تو تخیلی عمل کے ذریعے ہمیں بے بسی نہیں کرے گا؟“ ”اس کا باب بھی نہیں کر سکے گا۔ جب وہ تم پر عمل کرے گا تو میں اس کے پاس کھڑی رہوں گی اور اس کے دروازے میں موجود رہوں گی۔ اسے غلط عمل کرنے نہیں دوں گی۔ جب تم تخیلی ہندسے۔ بیدار ہو جاؤ گی اور وہ مجھ پر عمل کرے گا تو تم اس کے دروازے میں موجود ہو گی۔“

تنازعہ خوش ہو کر کہا۔ وہاں اسے فضا شک آئیں گے۔ مورینا تم تو بالکل سونہا کے انداز میں ضروری اقدامات کرتی جا رہی ہو۔“ ”تھیں فورا ڈرستی اور سونا وغیرہ کی مشق اور زیادہ توجہ سے پڑھنا چاہیے اور ان کے انداز پر عمل کرنا چاہیے۔“

”اچھا یہ بتاؤ۔ جب میں تمہارے لب و لہجہ کو بھول جاؤں گی تو کس طرح تمہارے دروازے میں آؤں گی؟“

”یہ ایک مسئلہ ہے۔ بعد میں اس کا حل تلاش کیا جائے گا۔ کافی اہل ایک دوسرے کے دروازے میں آنا چاہیے۔ کوئی ضروری بات ہوئی تو فیڈبک پر گفتگو ہوگی لیکن گفتگو کے دوران اسی مارٹا استھ کا بھر اختیار کریں گے۔“

اس نے ایک مہارت کے سامنے کارڈک دی۔ وہاں کے ایک اپارٹمنٹ میں برنارڈ سیسی نامی ایک عامل رہتا تھا۔ وہ دونوں نہیں اس کے دروازے پر پہنچ سکتیں۔ کال بیل کے جھنک دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔ خود برنارڈ سیسی نظر آکر ہاتھ۔ وہ مورینا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ خوشی سے باہمیں کھل گئیں۔ اس نے کہا۔ اہ ماہی کلب! یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ میں امریکا میرے دروازے پر آؤ۔ اٹھنا پڑا۔ دونوں اندر آئیں۔ دروازہ بند ہو گیا۔ اس نے پوچھا۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

مورینا نے پوچھا۔ کیا تم تخیلی عمل کرنے کے موڈ میں ہو؟ ”موڈ نہیں ہو تو تمہارے علم سے کون کا فرار لگا کرے گا۔ یورو؟“

”یہ میری چوٹی میں نہیں تھکتا ہے۔ اس پر عمل کرو اور اس کے دروازے سے میری آواز اور لب و لہجہ کو بھلا دو۔“

”بس اتنی سی بات؟ لیکن ایسا کیوں چاہتی ہو؟“ ”مشورہ ناناؤ ایم تم سے درخواست کروں گی اس سلسلے میں کوئی سوال نہ کرو۔ میں اس کام کا سنا مانگا معاوضہ دوں گی۔“

وہ کھلتے ہوئے بولا۔ تمہارا ایسا آنا کسی معاوضے سے کم نہیں ہے۔ میرے ساتھ ایک تصویر اترنا۔ یہ تصویر تمام اخبارات اور سائیلیں شائع ہوں گی۔ کس طرح اس کے اسٹیٹل کھڑے ہوں گے۔ یہ شہرت میں اضافہ ہوگا۔ پھر میرے کچنوں میں اضافہ ہوگا۔“

”وہ بیل کتے ہونے دوسرے کتے میں آئے۔ کتہ کو خالی تھا۔ صرف ایک بستر نظر آکر تھا۔ برنارڈ سیسی نے کہا۔ میں یہاں اپنے منوں کو لٹا ہوں ان کی مرضی کے مطابق تخیلی عمل کرتا ہوں۔ بس تنازعہ آپ آرام سے بستر پر لیٹ جائیں۔ اپنے جسم کو دھسلا چھوڑ دیں اور ذہنی طور پر خود کو آمادہ کریں کہ آپ جلد ہی فرانسیسی آکریٹری معمول بن جائیں گی۔“

پھر میری ہونے لگا۔ دس منٹ کے اندر عمل شروع ہو گیا۔ ”کوئی معمول راضی خوش خود کو عامل کے حوالے کر دے تو عمل کرنے میں زیادہ وقت نہیں لگتا۔ وہ فرانسیسی میں آگئی۔ برنارڈ سیسی نے اپنے بھائی بھر کے لیے منہ مکر دیا۔ تنازعہ تم تخیلی ہندسے بیدار ہونے کے بعد اپنی بس مورینا کی آواز اور اس کے لب و لہجہ کو بھول جاؤ گی۔“

تنازعہ نے وعدہ کیا۔ اس دوران مورینا برنارڈ سیسی کے دروازے میں چپ چاپ موجود تھی۔ تخیلی عمل کرنے والے کو چاہیے کہ میں خیال خوانی کرنے والا اس کے خیالات پھر رہا ہے۔ وہ اندر ہی اندر سوچ رہا تھا۔ خود مورینا ایسا کیوں کر چاہتا ہے۔ سائیلی بس پر عمل کیوں کر رہا ہے؟

مورینا لال نے تخیلی عمل مکمل کیا۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ ایک

گھنٹے تک سوئی رہے گی۔ اس نے مورینا کو وہاں سے چلنے کا اشارہ کیا۔ وہ کمرے سے باہر آگئی۔ دوسرے کمرے میں بیٹھ کر برنارڈ نے کلمہ جس مورینا اہم نے مجھے ابھیں میں ڈال دیا ہے۔ میں اس دنیا میں آدھی صدی گزار چکا ہوں۔ بچپن، بڑپن سے تخیلی عمل کر رہا ہوں۔ آج تک کوئی ایسا سونہا نہیں آیا جس نے یہ کیا ہو کر اس کے دروازے سے کسی کلب و لہجہ بھلا دیا جائے۔ آخر بات کیا ہے؟

”میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گی۔ سب کچھ بتا دوں گی مگر ایک کام اور کرنا ہوگا۔“

”تم حکم دو۔ میں کرتا جاؤں گا۔“

”جب تنازعہ تخیلی ہندسے بیدار ہو جائے تو یہی عمل مجھ پر بھی کرنا اور میرے دروازے سے تنازعہ کی آواز اور لب و لہجہ بھلا دینا۔“

وہ شدید حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولا۔ آخر یہ چکر کیا ہے؟ ”میں نے کہا تائب کہ بتا دوں گی۔ پہلے میرا کام کر دو۔“

ایک گھنٹے بعد تنازعہ بیدار ہوئی۔ اسے کھانے کے لیے ایک سیب اور پیسے کے لیے ایک گلاس دودھ دیا گیا تاکہ وہ توانائی کوئی کرے۔ اس کے بعد وہی عمل مورینا کے ساتھ کیا گیا۔ اسے بھی ایک گھنٹہ تخیلی ہندسے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ برنارڈ سیسی تنازعہ کے ساتھ دوسرے کمرے میں آیا۔ اس کے سلسلے میں اس نے ابھیں چکر لگاتے ہوئے کہا۔ جب میری بس نے سب کچھ بتانے کا وعدہ کیا ہے تو پھر انتظار کرو۔“

اسے مزید ایک گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ مورینا نے تنازعہ سے بیدار ہوئی۔ اسے بھی ایک سیب کھانے کے لیے اور ایک گلاس دودھ پینے کے لیے دیا گیا۔ وہ ڈرائنگ روم میں آکر مارٹا استھ کے لیے میں بولی۔ ”مشر برنارڈ! کیا ہم بسوں کو بندرہ منٹ کے لیے تنہا چھوڑنا پسند کر دے؟“

برنارڈ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر حیرانی سے پوچھا۔ یہ تمہاری آواز اور لہجہ جیسے بدل گیا؟ تم اپنی آواز میں کیوں نہیں بول رہی ہو؟ ”ابھی معلوم ہو جائے گا۔ تھوڑی دیر کے لیے دوسرے کمرے میں چلے جاؤ۔“

وہ حیران و پریشان کمرے سے چلا گیا۔ مورینا نے دروازے کو بند کیا۔ پھر اپنی بس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر آہستہ سے بولی۔ کیا تم میرے دروازے میں پہنچ سکتی ہو؟

تنازعہ نے کھٹکھٹ کر کہا۔ مورینا کے لب و لہجہ کو یاد کرنا چاہا۔ مگر ڈانٹیں آ رہی تھیں۔ وہ تو مارٹا استھ کے لیے میں بول رہی تھی۔ لہذا وہ مارٹا کے لیے گرفت میں لے کر دروازے کے لیے تھوڑی دیر بعد ہنسنے لگی۔ مورینا نے پوچھا۔ کیوں نہیں رہی ہو؟

وہ بھی مارٹا استھ کے لب و لہجہ میں بولی۔ ابھی میں خیال خوانی

کرتے کرتے راتھکے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ تمہارا سب دلچسپ یاد نہیں آرہا ہے۔
مورینا نے کہا: میں بھی کوشش کرچکی ہوں۔ مجھے بھی تمہارا دلچسپ یاد نہیں آ رہا ہے۔

"یقیناً ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے ہیں۔"

وہ راتھکے لیے میں بول رہی تھیں۔ مورینا نے کہا: اب میں ایک دوسرے سے بچھڑنا ہے۔ ہماری ملاقات ہر رات میں ہوتی تھی کہ دماغ میں ہوا کے لہر، ہمارا تھکا آواز میں بولنے کے باوجود ایک دوسرے کو پہچان لیا کرتی اور یقین کر لیں کہ ہم ہمیں بھی آپس میں بول رہی ہیں۔

تناؤ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر مورینا کے سانسے فرش پر گھٹنے ٹیک دیئے، بس کے ہاتھوں کو تھام کر کہا: میں تم سے جدا نہیں ہوتا چاہتی مگر حالات مجبور کر رہے ہیں، مگر آج سے میں اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کر رہی ہوں اور وہ بھی بالکل نیا۔

"میری جان خیال خوائی کہ تیرے وقت بے منتظرانہ کسی کو شبہ نہ ہونے دینا کہ وہ ٹیلی جیٹیک کا شکار ہو رہا ہے۔ جب وہ حیران و پریشان ہو کر یہ بات دوسروں کو بتائے تو بات دوڑنے لگے پھیلنے لگے۔ فریڈا کو اس کی ساتھی عورتیں شاد پر اور دوسرے بے شمار اچانکے دشمن ہمارے پیچھے پڑ جائیں گے۔ میں تلاش کرتے رہیں گے لہذا ہمیں ہر حال میں چھپ کر رہنا ہے۔"

"آخر ہم تک چھپ کر رہیں گی؟"

"جب تک ہم ہر طرح سے مضبوط نہ ہو جائیں۔ تم نے جتنا شک کی تربیت مکمل کر لی ہے۔ تم سانسوں پر قابو پانا جانتی ہو۔ بہت جلد یوگا میں مہارت حاصل کر سکتی ہو۔ مجھے اس میں وقت لگے گا۔ پھر بھی کوشش کروں گی یا کسی نئی عمل کر کے والے کا سامنا کر اپنے دماغ کو لاک کر لیں گی تاکہ پرانی سوچ کی لہروں ٹریپ نہ کر سکیں۔"

وہ تناؤ کا ہاتھ تھام کر صوفے سے اٹھ گئی۔ اسے لگے سے لگا لید بیوں کی دھڑکن ایک دوسرے میں گڑبڑ رہی تھی۔ پھر اس نے بسن کی پیشانی کو جو کم کہا: میری جان! اب جاؤ۔ ہم بہت جلد اپنی ذات کو ایک بہت مضبوط واقعہ بنانے کے بعد ملاقات کریں گی تب تک یہ یاد رکھنا۔ ہر رات میں مجھے ہاتھ استھکا کا دماغ ٹھیک ہے؟

تناؤ نے اسے محبت سے دیکھا۔ اس کے کانوں کو چومائے پاؤں دروازے کی طرف جاتے ہوئے اسے دھکی رہی پھر نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ وہ دماغ سے برنارڈ سیرک نے آکر پوچھا: یہ کہاں گئی ہے؟

"تم دروازہ بند کر دو میرے پاس آکر بیٹھ جاؤ۔"

برنارڈ نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر سامنے والے صوفے پر بیٹھ کر کہا: میں اب تک تمہیں صحت کی دیوی میں امریکا کھتا تھا۔ تم اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ہو۔ بہت کچھ سراسر ہو۔
"تم ٹیلی جیٹیک کے متعلق کیا جانتے ہو؟"

آج کل اس کا بڑا چرچا ہے۔ فرما دلی تھوڑے ایسے غلطے سیدھے لوگوں کے دماغ خراب کر دیئے ہیں جسے دیکھو ٹیلی جیٹیک کے متعلق جس میں مبتلا نظر آتا ہے۔

"میں تم سے پوچھ رہی ہوں تم کیا جانتے ہو؟"
"پچ پوچھو تو مجھے بہت دلچسپ ہے۔ میں نے کوشش بھی کی مگر سیکھ نہ سکا۔ ویسے فریڈا اور اس کی ساتھی عورتوں کے متعلق پڑھتا رہتا ہوں۔ شاد پرانہ اور کسی نہ کسی ذریعے سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔ اب تو ٹرانسفارمیشن ایسا ذکر کرنے والے ہیں جہاں پیدا ہو گئے ہیں جو ٹیلی جیٹیک جانتے ہیں اور دوسروں کو بھی ٹیلی جیٹیک کھا سکتے ہیں لیکن وہ سراسر دشمن کہاں ہے اس کا علم کسی کو نہیں ہے۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا کی خطرناک تخلیق اس دشمن کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔"

"تم بہت کچھ جانتے ہو۔ اب یہ بتاؤ اگر کوئی ٹیلی جیٹیک جانتے والا تمہارے دماغ میں آئے تو اسے کیسے روک سکو گے؟"

"میں مجبور ہو جاؤں گا۔"

"کیا تمہارا توجہ عمل کسی کام نہیں آ سکتا؟"

"میں نے اس پیلر پر غور کیا ہے۔ اگر کوئی توجہ عمل کے ذریعے میرے دماغ کو تھام بنا دے تو پرانی سوچ کی لہروں کو مٹا دے کہ جسے ہی سانس روک لوں گا اور وہ لہروں والیں چلی جائیں گی۔"
"کیا اس عمل کے ذریعے تم میرے دماغ کو لاک کر سکتے ہو؟"
"مجبور کر سکتا ہوں لیکن ایک عمل کر چکا ہوں۔ اب جو میں لکھنے بعد مناسب ہوگا۔"

"میں جو میں لکھنے بعد ہی تمہارے پاس آؤں گی۔"

"تم اپنے سوالات میں ابھی اکتی ہو۔ میرے سوال کا بھی جواب۔"

"تم نے ٹیلی جیٹیک کے متعلق کیوں پوچھا؟"

"میں تمہیں اپنا راز دارنا بتانا چاہتی ہوں۔"

"پھر ویرڈ کرو میں تمہارا راز دار ثابت ہو سکتا ہوں۔"

"میں ٹیلی جیٹیک جانتی ہوں اور تمہارے دماغ میں پہنچ سکتی ہوں۔"

وہ ایک دم سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ شدید حیرانی سے دیکھتے ہوئے بولا: "ایک تو یہ خدا داد حسن! اس پر ٹیلی جیٹیک کا علم مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے سٹرٹنل پر سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھا لیا۔ مورینا نے کہا: تم سگریٹ پینا چاہتے ہو مگر میں نہیں کونگ

میں خیال خوائی کے ذریعے تمہیں اس عمل سے روکوں گی۔
"میں ضرور یوں کروں گی۔ دیکھتا ہوں تم کیسے روکوں گی۔"

اس نے پیکٹ سے ایک سگریٹ نکالا۔ اسے ہونٹوں کے درمیان رکھنا چاہتا تھا لیکن سگریٹ ناک کے سوراخ میں چلا گیا۔ اس نے جینٹل کمرورن کو دیکھا۔ پھر معصوم ارادہ کیا سگریٹ کو ہونٹوں کے درمیان دبائے کے بعد لائٹ سے سلگنے لگا۔

لیکن دوسری بار وہ ناک کے دوسرے تھن سے نہیں چلا گیا۔ اس نے جلدی سے سگریٹ کو ناک سے نکال کر دیکھا۔ وہ گنڈ ہو چکا تھا۔ اس نے ایش ٹرے میں اسے ڈال دیا۔ پھر پیکٹ سے دوسرا سگریٹ نکالا۔ اس کی سٹرٹنل کی آغوش میں تھی۔ وہ بار بار اسے ہونٹوں کے درمیان لانا چاہتا تھا لیکن ہاتھ بگ جاتا تھا۔ وہ بڑی بے یقینی سے بولا: "کیا یہ ٹیلی جیٹیک کے ذریعے ہو رہا ہے؟"

مورینا نے جواب نہیں دیا صرف مسکرائی رہی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر اسے حسرت سے دیکھتے ہوئے بولا: "میں تمہارے صحت کا خیال نہیں کرتی۔ تمہیں حاصل تو نہیں کر سکتا۔ کم از کم تمہارا ہاتھ تمہارا منہ چاہتا ہوں۔"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ وہ خوش ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا سگریٹ کو ایک طرف چھینک دیا۔ پھر آگے بڑھ کر اس کے سامنے فرش پر گھٹنے ٹیک کر ہاتھ کو تھامنا چاہا لیکن جھکتا ہوا قدموں میں پہنچ کر اس کے پاؤں کو چومنے لگا۔

اس نے دماغ کو آواز دھڑوڑا دیا۔ وہ ایک دم سے چونک کر اس کے پاؤں کو دیکھتے ہوئے سوچنے لگا: میں یہاں کیسے آ گیا؟ پھر اس نے سر اٹھا کر مورینا کو دیکھا۔ وہ ایک شان سے بنیادی سے سر کلاتے ہوئے کہہ رہی تھی: میں نے اپنے صحت کو شہاب کا ٹوٹا سے محفوظ رکھنے کا علم سیکھا ہے جو میرا ہاتھ تھامنا چاہے گا وہ قدموں میں پہنچ کر کہہ رہا ہے: مجبور ہو جائے گا۔"

اس نے پھر ایک گہری سانس لی۔ اسے حسرت سے دیکھا پھر کہا: "یہ خوش فہمی کیا ہے کہ پاؤں ہی چھوئے کوئے۔ لوگ تو تمہارا دیوالیہ کرتے ہیں۔"

"میں خود ہی دیر تمہارا راز دار بنا چاہتی ہوں۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا: میں باہر جا رہا ہوں۔ کیا آج رات کا کھانا میرے ساتھ کھانا پسند کر دیتی؟

وہ مسکرا کر بولی: تم ڈرنا بات کر رہے ہو۔ ہو سکتا ہے مجھے اس اپارٹمنٹ میں رات بھی گزارنا پڑے۔"

وہ خوشی سے ڈگ گیا۔ پھر ایک مسرت ہر انگوٹھ لگاتے ہوئے بولا: "ہاں! آج میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں۔"

"اے خوش نصیب انسان! ہر کسی سے جا کر میرا ذکر نہ کرنا۔ اگر

تم اپنی بے بسی چاہو گے تو میں چلی جاؤں گی۔"

وہ پیچھے ہٹ کر ایک ہاتھ سے کان پکڑ کر بولا: میں ایسی غلطی نہیں کروں گا کہ کسی سے تمہارا ذکر نہیں کروں گا۔ تم دروازہ بند کر لو۔"

وہ چلا گیا۔ مورینا نے آٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کیا۔ وہاں صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ اب وہ خیال خوائی کی پرواز کر کے شاربچے پاس پہنچا چکا تھی جی۔ سامنے سٹرٹنل پر سگریٹ کا پیکٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ایک سگریٹ نکال لیا پھر اسے سلگایا۔ اس کے کش لینے پر ٹرانسفارمیشن کے متعلق سوچنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی مسکرائے گی کیونکہ وہ اہم ڈائری اپنے ساتھ لے آئی تھی جس کی رہنمائی میں ٹرانسفارمیشن کو پکڑ لیا جاسکتا تھا۔

مورینا زیادہ سے زیادہ سونیا کی طرح چالاک بننے کی مشق کر رہی تھی۔ وہ ہر پہلو پر نظر کرتی تھی۔ جب اپنی بسن تناؤ کو دیکھنے سے لے کر نکلی تو اس کے آگے آگے شاربچہ جوتا دکھائی دیا تھا۔ اس نے چپکے سے وہ ڈائری اٹھا کر کھلی تھی۔ یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ کسی نے شاربچہ کو پکڑ لیا ہے۔ اسے مجبور کیا کہ وہ خشین کو پکڑ کر لے کر سکا۔ تو یہ خیال خوائی کے ذریعے اسے سکھانے نہیں دے گی پھر وہ غلام تھا مگر کا بنہ تھا۔ اپنی ماکہ کی اجازت کے بغیر کسی ٹرانسفارمیشن کے متعلق کوئی بات نہیں بتا سکتا تھا۔

اب وہ ڈائری اس کی گاڑی کے ڈیش بورڈ کے ایک خانے میں رکھی ہوئی تھی۔ غلام باقی تقریباً چھ گھنٹے سے غائب تھا اس کی عدم موجودگی نے غلطی کا احساس پیدا کیا تھا۔ ایسی ہی وہ ڈائری پکڑ کر لے آئی تھی۔ اپنی بسن کی حفاظت کا سامنا بھی کر رہا تھا۔ ہر طرف مطمئن ہونے کے بعد وہ خیال خوائی کی پرواز کر کے شاربچے کی پہنچ گئی۔

اب اُدھر کی سنیے جب مورینا اپنی بسن کے دماغ میں ٹیلی جیٹیک کی صلاحیتیں متعلق کرانے کے بعد اسے کار میں گئی تو شاربچہ کوٹھی کے اندر گیا۔ سب سے پہلے اپنے بیلڈوم میں گیا۔ پھر اسٹور روم میں پہنچ کر دیوار سے لگے ہوئے شخبے کو سیدھا چلایا۔ اسے اٹھ چلانے سے ترخانے کا خفیہ راستہ کھل جاتا تھا۔ سیدھا چلنے پر بند ہو جاتا تھا۔ اس نے سیدھا چلا کر فرش کی طرف دیکھا راستہ بند ہو چکا تھا۔ اس نے وہاں کے قالین کو ہر ایک پھر بیلڈوم میں آکر بہت پرکھ لیت گیا۔ پریشانی سے سوچنے لگا: آخر میں ایک مین کا غلام کب تک رہا ہوں گا۔ اس نے کہہ دیا ہے کہ جب تک والدین نہیں آئے گی، میں ٹرانسفارمیشن کو ہاتھ نہ لگاؤں اور میرا دل نہیں چاہتا کہ اسے ہاتھ لگاؤں۔ میرا دل تو مورینا کو ہاتھ لگانا چاہتا ہے۔
اس کی دلواپچی کا یہ عالم تھا کہ وہ مورینا کے متعلق سوچتا تھا تو سوچتا ہی چلا جاتا تھا اور وقت گزرنے کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ آج

اس کی سوج میں اداس کی دلچاسی میں دلکشی تبدیلی واقع ہوئی تھی وہ یہ کہ سوج کے ساتھ ساتھ تانہ بھی اس کی سوج میں داخل ہو گئی تھی اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھایا تھا۔ تھکانے لے کر باہر پورچ تک گیا تھا اور بڑی دھڑک خیالوں میں تانہ کے حسن و شباب تک پہنچتا رہا تھا۔ ان لمحات میں سوج بند ہو گئی تھی۔ تانہ دھڑکنوں کے قریب آگئی تھی۔ اب وہ بڑی حسرت سے سوج رہا تھا۔ کاش میں ایک گدھا ہوتا اور ساری عمر اسے پیٹنے پر اٹھانے پھرنا!

وہ سوچنے کے دوران چوبنگ لگا۔ اسے کمرے کے باہر آہٹ کی محسوس ہوئی تھی سوج پر تلے کہا: میں تمھارے دماغ میں ہوں اور میں بھی یہ آہٹ سن چکی ہوں۔ اس کی بات ختم ہوتے ہی دروازے پر دھک سنائی دی۔ شاربہ سر ہوا کر بیٹھ گیا۔ دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا: کون ہے؟

میں ہوں غلام باقی۔ مورینا اور شاربہ دونوں نے خیال خوانی کی جھلانگ لگائی، ملازم کے دماغ میں پہنچنا یا مگر کام واپس آگئے۔ مورینا نے کہا: اس کا دماغ اب بھی تک متعلق ہے۔ شاربہ نے کہا: تعجب تو یہ ہے کہ میں بھی اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر دروازے کے قریب آیا۔ پھر بولا: "غلام باقی! اپنے دماغ میں آنے کا راستہ دو یا جھج جھج ساؤ۔ اب تک کہاں تھے اور کس نے تمھارے دماغ کو لاک لیا ہے؟"

غلام باقی کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملا۔ اچانک ہی ایک دھماکا سا ہوا۔ دروازے میں ایک شگاف سا پڑ گیا۔ اس شگاف سے ایک ہاتھ اندر آگیا تھا۔ وہ اتنا مضبوط اور ایسا بھاری بھر کم ہاتھ تھا، جسے دیکھتے ہی یقین ہو گیا کہ اس ہاتھ نے دروازے میں صرف ایک مگرا کر شگاف پیدا کیا اور چٹخنی تک پہنچ گیا۔

شاربہ پہلے تو حیران رہ گیا۔ پھر اس نے جلدی سے جا کر دونوں ہاتھوں سے اس ایک ہاتھ کو لپٹا لیا کہ وہ چٹخنی نہ کھول سکے۔ چٹخنی دروازے کے اوپر ہی جھٹکتی تھی۔ وہ ہاتھ اوپر اٹھا رہا تھا اور اس کے ساتھ شاربہ بھی اوپر اٹھتا جا رہا تھا۔ اس نے فوراً اسے چھوڑ دیا۔ گھر کی جگہ چلا گیا۔ بات سمجھ آگئی کہ جب ایک ہاتھ اسے اوپر اٹھا سکتا ہے تو وہ ہاتھ اور کٹاؤ زور آور ہوگا۔

مورینا نے حیرانی سے پوچھا: شاربہ پر ایہ کون سی بلا آگئی ہے؟ وہ پریشان ہو کر بولا: "معلوم ہوتا ہے میرا وقت پورا ہو چکا ہے شاید فرما دے غلام باقی کے ذریعے مجھ تک پہنچنے کا راستہ"

بنایا ہے۔ مورینا پوچھنا چاہتی تھی۔ کیا فرما دے جانی طور پر اتنا شر زور ہے کہ ایک گھونٹ مار کر مجھ کو دروازے میں شگاف ڈال سکے؟ وہ ایسے سوالات کے دقت خانے نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس نے کہا: شاربہ میری بات تو جیسے سنو۔ اگر کوئی تم پر زور دیتا ہے کہ اس ٹرانسفارمر میں کو حاصل کرنا ہے تو وہاں کا راستہ کبھی نہ بتانا اگر وہ وہاں تک پہنچ جائے تو اس میں کو آپرٹ کرنے کا طریقہ کبھی نہ بتانا!

میں نہیں بتاؤں گا۔ میری کسی کوئی بیٹی ہے کہ میں ان میں اپنا مقابل بنانا نہیں چاہتا۔

"تم جاؤ یا نہ جاؤ، اسے میری وارننگ سمجھو۔ تم میرے غلام بن چکے ہو۔ میرے دماغ میں اجازت کے بغیر نہیں آ سکو گے۔ میں کسی دقت میں تمھارے دماغ میں پہنچ کر اتنے جیسے بیچاؤ کی کو سوچنے بجھنے کے قابل نہیں رہوں گے۔ غرت باگل کلاؤ گے؟"

ان کی باتوں کے دوران چٹخنی پیچھے آگئی تھی۔ دروازہ کھل گیا تھا۔ کھلے ہوئے دروازے پر ایک لمبے لمبے قد اور خاص نظر رکھنا والا تھا۔ اس کا سر دروازے کی اوپر کچھ اونچ سے تھا۔ وہ اوٹلا باقی قد میں بلرہتے مگر حیرت میں وہ اب جی پھلا ہوا تھا۔ سر کے بال شافوں تک بڑھے ہوئے تھے۔ وہ دھوئی کرتے اور گھر سے رنگ کی چادر میں ملبوس تھا۔ اس نے دروازہ کھولتے ہی ایسی بھاری بھر کم گھبراہٹ میں کہا: بے جا کال کرنا ہے اس کو اس کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ یہ سوج سانس کھڑا ہے، یہی مجھے ٹرانسفارمر میں تک پہنچانے کا۔ تو میری سانس کھڑے رہا کال....

اس کے پیچھے غلام باقی ہاتھ میں کڑا لے کر ہٹا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ڈان فریڈر بھی تھا۔ شاربہ انھیں جھانپتے ہوئے غلام کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے آج تک اتنا شیم سیم اور ہیبت ناک آدمی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی آنکھیں دیکھتے ہی نظریں جھک گئی تھیں۔ وہ خود کو کتر سوجس کر رہا تھا۔ اس کے باوجود اس نے ذرا حوصلے سے پوچھا: کون پرتم؟

کے دماغ نے کہا: میرا نام غلام ہے۔ باقی تعارف نہ تھانے میں ہو چکا ہے گا۔ شاربہ نے پیچھے ہٹ کر پوچھا: تہ خانہ؟ کیسا تہ خانہ؟

"زیادہ بینک کی کوشش نہ کرو۔ تمھارے اسٹور دم سے ایک چور دروازہ نہ خانے کی طرف جا رہا ہے۔ وہاں کئی طرح کی شیشیں رکھی ہوئی ہیں، مجھے صرف ٹرانسفارمر میں پہنچنا ہے۔"

غلام باقی نے کہا: مسٹر جارج کارنل! میں جو پہلے سے آپ کا غلام تھا، اب کیوں نہیں ہوں، یہ کچھ میں نہیں آ رہا ہے۔ مجھے انٹوس ہے میں وہ فادار ہونے کے باوجود وفاداری نہیں کر سکتا اور ہیئت مسلمان قسم کھا کر سنا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کو تہ خانے کے متعلق کچھ نہیں بتایا ہے۔

"پھر کمال! یہ وہاں کیوں کھڑے ہوئے میرے پاس آؤ۔ میرے لیے ڈھال بن جاؤ۔" "مجھے انٹوس ہے کہ میں آپ کے کام نہیں آ سکتا۔ میں ان لوگوں کا ساتھ دینے پر مجبور ہوں۔ شاید مجھ پر کچھ کیا گیا ہے۔"

شاربہ نے تائید میں سر ہکا کر ڈان فریڈر کو دیکھا۔ پھر کہا: جب بھی اپنا آٹھ کارنا کر سمجھتا تھا، انھیں اتنی زیادہ رقم دیتا تھا جس کی تم توئی نہیں کر سکتے تھے اور وہی کئی اتنی بڑی رقم نہیں دے سکتا تھا۔ اس کے باوجود تم اس شیطان نالسان کو میرے مقابل بنائے ہو۔ کیا سمجھتے ہو؟ ٹرانسفارمر میں اتنی آسانی سے ہاتھ آجائے گی؟

ہرلم گنگولی نے قہقہہ لگایا: اس کا قہقہہ بڑا ہی ہیبت ناک تھا۔ پورے کمرے میں ایسے گونج رہا تھا جسے موت کا فرشتہ اپنی آمد کی خبر دے رہا ہو پھر اس نے کہا: اے او شاربہ! میں بھی تمہارے جارج کارنل سمجھتا رہا ہوں کہ میرے غلام پر توجہ کی عمل کرنے کے بعد پتلا کر تیرے پاس کوئی ٹرانسفارمر نہیں ہے اور تو نے غلام کے ذریعے اسے آپرٹ کر لیا تھا تب میں نے سمجھا لیا تو جارج کارنل میں بلکہ شاربہ پر ہے۔

"ہرلم گنگولی! آخر معلوم تو ہوئے کیا پیچھے ہو؟" ہرلم نے چاروں طرف گھوم کر بڑے سے بڑے دم کو دیکھا۔ دیوار کے ساتھ کڑی کی بہت بڑی اڑیاں اور کس وغیرہ نظر آ رہے تھے۔ یہ تمام بھاری بھر کم اشیاء دیواروں سے بریکٹ اور کلوں کے ذریعے مضبوطی سے بڑھی ہوئی تھیں۔ اس نے کہا: تم کو کچھ نہیں یاد ہے؟

اس نے ایک بڑی سی الازاری کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھینکا۔ یہ وہ دیوار سے لگ ہو گئی پھر اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھایا یا شاربہ خدیجہ حیرانی سے دیکھا رہا تھا۔ مورینا اس کے ذریعے معلوم رہی تھی کہ وہ کتنا زبردست ہے اور کمرہ بھی یہ تو کوئی شیطان ہے نہ انسان اتنا طاقتور نہیں ہو سکتا۔

تھک ہرلم گنگولی نے اس پر نروسے پاؤں مارا۔ اس کا پاؤں اسی سالم حصے کے اندر دھنس گیا۔ اس نے دوسرا پاؤں بڑھا کر دوسری طرف زور سے مارا۔ اس کا دوسرا پاؤں بھی دھنس گیا۔ پھر اس نے پہلا پاؤں نکال کر دوسری طرف مارا۔ اس طرح وہ الازاری کے اندر یوں چل رہا تھا جیسے طاقتور کپڑوں میں پاؤں دھنس رہے ہوں اور نکل رہے ہوں وہ نکلتا ہوا الازاری کے پاس جا پڑا گیا۔ دونوں ہاتھ کر پکڑ کر کہ زمین تان کر گردن کو اٹھاتے ہوئے بولا: سمجھ میں آیا، میں کیا پیچھے ہوں؟

شاربہ کے ہوش اڑ گئے تھے۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ کڑا لے دیکھتا رہ گیا تھا کچھ بولنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ مورینا نے کہا: حقیقت میں میں نے ایسا انسان آج تک دیکھا نہ سنا۔ جو کچھ تمھارے ذریعے دیکھ رہی ہوں اس لیے یقین کرنا کہ تمھارے آپ کیا کر گئے؟

"میں جارج کارنل کو ٹرانسفارمر میں تک پہنچنے نہیں دوں گا۔" "شاہا! یہی حوصلہ کر تو تم نہیں مرو گے۔ جب تک ٹرانسفارمر شیشیں حاصل نہیں ہو گی وہ تمھیں زندہ رکھے گا۔"

ہرلم گنگولی نے ہاتھ نکالتے ہوئے پوچھا: اسے دیکھ بچھڑ کر دیکھنا کیسا ہے۔ بولن تہ خانے کا راستہ دکھانا ہے یا نہیں؟

شاربہ نے کہا: تیری قوت کا مظاہرہ دیکھ کر میں نے یقین کر لیا تھا کہ بڑی دنیا میں تو ایک ہی بیٹھتا ہے جس سے کوئی جگہ کی طور پر ٹھیک نہیں کر سکتا مگر ٹرانسفارمر میں حاصل کرنے کے لیے قتل کی ضرورت ہو گی۔ ہرلم نے اپنے چٹان جیسے پر ہاتھ مارے ہوئے کہا: تو کیا جھٹلے کر میرے پاس قتل نہیں ہے؟

"اگر ہو تو مجھے جان سے مار ڈالنے کی دھمکی نہ دیتا۔ میں تیرے ہاتھوں میں جانا پسند کروں گا لیکن زور زبردستی سے وہ ٹرانسفارمر میں تیرے حوالے نہیں کروں گا۔"

اسے جا رہے۔ جا۔ میں سوج بھڑک رہا تھا۔ اسی لیے کمال ساتھ لایا ہوں۔ تیرا ہی غلام اس اسٹور دم کے فرش کو توڑے گا اور میں تہ خانے تک لے جائے گا۔

شاربہ نے کہا: خفیہ تہ خانے کا جو مینیجر ہے وہ صرف ایک ہی طرح دروازہ کھولے گا کسی اور طرح سے اس مینیجر کو مارتا کیا جائے یا فرش کو توڑا جائے تو چاہے تہ خانے میں دھماکا ہو گا تو ٹرانسفارمر میں ہی شیشیوں کے ساتھ تباہ ہو جائے گی، فرش توڑنے یا مینیجر کو غلط طور پر مارنا۔ اس کے والے بھی زندہ نہیں رہنے گا۔ اس دھماکے میں ختم ہو جائے گا۔

ہرلم گنگولی نے کہا: میرے پاس قتل ہے اور میں سمجھ سکتا ہوں تم یہ جھوٹی بات سن رہے ہو مینیجر کے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔

"تم بہت زیادہ عقلمند ہو تو ایک شورہ دوں گا۔ اس پسار

الازاری کا ٹوٹا ہوا حصہ نیچے جلا گیا تھا، سالم حصہ اوپر نظر آ رہا

13

جیسے جسم کے پر پٹے اڑانے کے لیے خود اسٹور رو میں نہ جانا۔ اپنے ان دو گھوڑوں میں سے کسی ایک کو پیچ دینا۔ وہ فرس توڑیں یا کسی کیڑ کو غلط طور سے استعمال کر کے نتیجہ تھارے سامنے آجائے گا۔

ہرام گنگولی جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا شاربہ نے ہاتھ اٹھا کر کہا: ہاں ایک بات اور جب دھماکا ہوگا تو وہ صرف اس کے ایک ایک عضو و شے ہوگا اس کی آواز دور دور تک پہنچے گی پھر ہر گاہی آدمی یہاں پہنچ جائیں گے اس کے بعد تم سمجھ سکتے ہو ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟

ہرام گنگولی بڑی قویہ سے سن رہا تھا۔ اسے گھور کر دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا: میں جس سے انکھیں ملتا ہوں وہ میرے آگے جھوٹ نہیں بولتا۔ تیری بات سچ ہو سکتی ہے۔

”اتنی سی عقل تو مرد ہوگی کہ جس ٹرانسفاڈریشن کو حاصل کرنے کے لیے تمام چیز طاقتیں اپنا زور صرف کر دی ہیں اس کی مخالفت کے لیے میں نے کیسے پیچیدہ انتظامات کیے ہوں گے؟“

ہرام گنگولی نے اپنے شاندار ڈان فریزر کی طرف دیکھا۔ ڈان فریزر نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ پھر ہرام نے کہا: شاربہ تیری بات سمجھ میں آتی ہے تو نے ضرور کچھ لکھ لیا ہے۔ اس ٹرانسفاڈریشن تک پہنچنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا میں سمجھ کر آیا ہوں۔

اس نے الماری کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر گھر الیچر شاربہ کی طرف بڑھتے ہوئے بولا: ”مگر میں کالی ماما کا داس ہوں۔ خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔ وہ مشین نہ ملی تو مجھے لے جاؤں گا۔“

شاربہ نے گھر آکر بھیجے بستے ہوئے کہا: ”کیا کچھ رہے ہو تم؟“

تم مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔“

”اے جے! ایک ہاتھ میرے سر پر رکھو گا تو توڑ میں میں دھنسنے لگاؤں گا۔“

اس نے ہراس میں اس امر کا اس شخص کے ذریعے ٹیلی ویشن دکھایا ہے۔ اگر وہ مشین جیسے پاس رہی تو توڑنی کی تمام حسناؤں کو یہ مسلم کھلے گا اور مردوں کو ان کا غلام بنا کر رکھ دے گا۔“

موریتا نے کہا: ”شاربہ پر ایسے شخص بہت ہی خطرناک ہے۔ ہم پہلی بار اس کے سامنے آئے اور اس قدر متاثر ہو گئے خیال خوانی بھول گئے۔ تم اس کے دماغ میں بیچو۔“

اس نے خیال خوانی کی پروا کی اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا تو وہ قہقہہ لگنے لگا۔ موریتا نے کہا: یہ سانس روکنا جانتا ہے۔ اس کا دماغ بہت حساس ہے۔“

ہرام نے مقدمہ لگانے کے دوران کہا: ”یہ انوکھا پٹھا میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔“

شاربہ نے سیمے ہوئے انداز میں ہفتہ دکھاتے ہوئے کہا: ”یہ گنگولی بیچہ فریڈرک آجیو انوکھا پٹھا نہ کرنا۔ میں نازیبا کلمات برداشت

نہیں کروں گا۔“

جب ایک ہاتھ بڑے گا تو تیرا باپ بھی برداشت کرے گا۔ تم کہتے ہو تھارے انکھوں کے سامنے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ پھر تھارے انکھیں غصہ ناک ہیں۔ اگر کچھ کہتے ہو تو میرے حوصلے کو بھڑکادو۔ میرا جوں کا موثر ٹرانسفاڈریشن تک پہنچنے میں دوں گا۔ لہذا دوست میری ہر بات کو یقینی فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ دشمن جو گے تو صرف میری جان لے سکے گا۔“

ہرام گنگولی نے اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا: ”میرا کالام جھوٹ نہیں کہتا مجھے کالی ماما کی طرف سے یہ کیا حاصل ہوا تھا کہ میں وہ مشین آسانی سے حاصل نہیں کر سکوں گا اور تجھ سے دشمنی نہیں کر سکوں گا۔ یہ بات بدھ ہو رہی ہے پھر حال جلدی سے بتا، ہم دوست کس طرح ہی کہتے ہیں؟“

شاربہ نے کہا: تم کسی کالی ماما کی بھاری بھاری کچھ کہتے تھے کہ میں تک نہیں پہنچ سکے گا پھر میرے پاس کیوں آئے ہو؟

”کالی ماما کی طرف سے کیا حاصل ہوا تھا کہ میں آسانی سے مشین تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ دو دوستی اور صلہ صفائی سے حاصل کر سکوں گا۔ لہذا دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ میرے جیسا شہ زور تجھے ساری دنیا میں نہیں ملے گا۔ تو مجھے دوست سمجھنے یا باڈی گارڈ مقرر کرنا چاہیے۔“

شاربہ فریڈرک اور دلیر ہو گیا لیکن مغرور نہیں ہوا وہ سمجھ رہا تھا کہ سامنے جو شخص کھڑا ہے وہ نہایت ہی غیر معمولی قوتوں کا حامل ہے اسے دوست بنا کر رکھنا چاہیے۔ ایک دن وہ صرف باڈی گارڈ بن کر رہ جائے گا اور اسے فریڈرک اور اس کی ٹیم سے محفوظ رکھے گا۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر اس نے کہا: ہرام! انسان چلیے دوستی کرے یا رشتہ دار یا ہر معاملے میں برتری ہوتی ہے تم جواب دہم میں سے کون برتر ہے؟“

”میں جہانی اعتبار سے برتر ہوں اور تم خیال خوانی کے اعتبار سے۔“

تم مجھے تمہیں کرنے اور دشمن حاصل کرنے آئے تھے مگر ناکام ہو چکے ہو۔ میں اپنی ذہانت سے تمہیں دوست بننے پر مجبور کر رہا ہوں۔ بناؤ گون برتر ہے؟“

”فی الحال تم برتر ہو۔“

”اور جب تک رہوں گا تم میرے لیے کبھی نازیبا الفاظ استعمال نہیں کرو گے۔ میرے حکم کی تعمیل بھی کرو گے۔“

”تم بہت آسان شرائط منوار ہے۔ ہو میں ایسی شرائط بھی تسلیم کرنے کو تیار ہوں جس سے مجھے گالی پڑتی ہو لیکن میں دشمن حاصل کرنا چاہتا ہوں کم از کم اپنی حاکم ٹیلی ویشن سمجھنے کے لیے۔“

موریتا اس کے دماغ میں موجود تھی۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق

بولے لگا: میں نے ایک حید کو ٹیلی ویشن کی سکرین پر مولا ہے۔ اس کا غلام ہی گیا ہوں لہذا آئندہ کسی کو یہ علم اس وقت تک نہیں سکھائو گا جب تک اپنے غمگناہی کے لیے نہ ہو جائے۔“

”تمہیں یہ لوگ کیسے یقین ہوگا؟“

”میں نے لوگ کی مشینیں لیں۔ بیش سانس روکنے کی کوشش کرتا تھا لیکن میں ان مشینوں میں ناکام رہا۔ میری کچھ مشینیں آتا کر میں سانس کیوں نہیں روک سکتا کیوں پڑتی ہوگی کہ لہروں کو روک نہیں سکتا تم کسی کالی ماما کے بھاری ہو۔ سیاہ علم چلتے ہو مجھے اس قابل بنا سکتے ہو کہ میں فریڈرک کو راستہ روک سکوں۔“

”اگر میں تمہیں ایسا بنا دوں تو؟“

”میں تمہارے دماغ میں مشین کے ذریعے ٹیلی ویشن کا علم بھر دوں گا۔“

ہرام گنگولی نے خوشی کا ایک نعرہ لگا کر اتنی جھوم کر شاربہ کو اٹھایا۔ اسے پچھت کی طرف اچھال کر پھینک دیا۔ وہ خوشی کا اظہار کر رہا تھا اور شاربہ بدست زدہ ہو کر بیچ رہا تھا۔ کیا مجھے ماراؤ گے؟ چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔“

اس نے چھوڑ دیا۔ وہ دھب سے قالین پر جا رہا تھا۔ شاربہ چپت ہو گیا اپنی کمر کو مسلاتے ہوئے بولا: ”تھارے خوشی کی ایسی کیسی تم تو دوست بن کر بھی ماراؤ گے۔“

ہرام نے کہا: ”میں شرمندہ ہوں۔ آئندہ اتنی خوشی کا اظہار نہیں کروں گا۔ اب ہم دوست بن گئے ہیں۔ تم ترخانے میں چلو۔“

”کیا مطلب؟“

”پہلے تم مجھے اس قابل بناؤ گے کہ میں فریڈرک کو راستہ روک سکوں۔ اس کے بعد تمہیں ٹیلی ویشن سکھائوں گا۔“

وہ سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے سوچنے کے لیے ایک موٹے پر بیٹھا جانا لیکن مشکل موٹے میں اس کی جسامت مانا نہ سکی۔ وہ اٹھ کر اٹھ اٹھ کر پھر پھر ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ ڈان فریزر کو دیکھتے ہوئے بولا: ”اب اسے ادا کر دے۔ کچھ تو بھری عقل سے مشورہ دے۔ میں یہ مان گیا صرف طاقت سے کام نہیں چلتا۔ عقل کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے عقل دماغ طاقت والوں کو غلام بنا کر رکھتے ہیں۔“

فریزر نے کہا: ”میری عقل کتنی ہے۔ عجیب تک شاربہ کو وہ مانتی تو انسانی حاصل نہ ہو کہ وہ فریڈرک کو راستہ روک سکے اور جب ستمیں ٹیلی ویشن کا علم حاصل نہ ہوا اس وقت تک دونوں کو ایک دوسرے پر زہر دواتی کرنا چاہیے۔“

”واہ میرے شاگرد! تو نے کمال کی بات کہہ دی۔ میرے حق کوئی اچھا مشورہ دے نہیں جیسے ایک کالام سکھادوں گا۔“

”اچھا مشورہ یہ ہے کہ شاربہ پر ہر اعتماد نہ کیا جائے جب تک دونوں کو اپنے اپنے مطلب کا علم حاصل نہ ہوا اس وقت تک دونوں کو ساتھ نہ رہنا ہوگا۔ تم شاربہ کے ساتھ ہو یا یہ ہمارے ساتھ چل کر پٹھے دوں گے شاربہ ناخوش ہوگی۔ میں تمہارے ساتھ چل کر پڑی۔“

”میری بہت ہی خفیہ رہائش گاہ ہے۔ میں تم لوگوں کی حکمت عملی کو مانتا ہوں کہ یہاں تک پہنچنے کے لیے لیکن میں یہاں رہنے کی اجازت نہیں دوں گا اور نہ ہی تم لوگوں کے ساتھ ہیں جا کر رہنا پڑے گا۔“

شاربہ نے کہا: ”میرے گرو گھٹان! دیکھو میں نے کتنا عقیدہ مشورہ دیا تھا۔ میں اس پر زہر دواتی کرنا چاہتا ہے یہ ابھی سے اپنی حکمرانی بتا رہا ہے ہمارا کوئی ایسا مشورہ ماننا نہیں چاہتا جس سے دونوں کا کھلا ہو۔“

ہرام نے کہا: ”مشر شاربہ! ہمارے ساتھ چلو تم نہیں چاہتے۔ میں کسی غضب کا بخوبی عامل ہوں۔ اگر میں ایک بار تم پر عمل کروں گا تو تم چھ ہاتھ دماغی طور پر توانا اور سانس روکے گا۔ فریڈرک دیکھ لوگ تمہارے دماغ تک نہیں پہنچ سکیں گے۔“

وہ انکھیں بند کر کے موریتا سے بولا: ”میری جان میری مائیک تم کیا کہتی ہو؟“

”یہ جاؤ گے معلوم ہوتا ہے۔ یہ مانتی طور پر ناقابل شکست ہے۔ نہیں دیکھنا چاہیے؟“

یہ کانے علم میں کہاں تک پہنچ رکھا ہے۔ اگر اس نے تمہیں دماغی طور پر توانا اور سانس بنا دیا تو ہمارا کام ختم ہو جائے گا۔ میں بھی اسی طرح بننا چاہوں گی لیکن یہ کیسے ہوگا بعد میں بتاؤں گی۔ ابھی اس کی بات مان لو۔“

”یعنی میں اس کے ساتھ کس چلا جاؤں؟“

”کیا ہر جگہ ہے۔ تمہاری ٹرانسفاڈریشن یہاں محفوظ ہے۔ میں بھی اس کی نگرانی کرتی رہوں گی کوئی تھارے خفیہ رہائش گاہ میں پہنچ سکے گا۔ یہ میں شخص جو تمہارے سامنے موجود ہیں یہ بھی کسی کی یہاں تک پہنچنے نہیں دیں گے یعنی تمہیں یہ میں میرے دار مل گئے ہیں۔ تم ہر طرح سے محفوظ ہو ان کے ساتھ چلے جاؤ گے میرا حکم ہے۔“

جب حکم تھا تو پھر حکم کا بندہ اس پر عمل کیسے نہ کرتا۔ اس نے کہا: ہرام! مجھے منسوب ہے۔ میں تمہارے ساتھ چل کے دیکھ رہا ہوں۔ یا تم میرے ساتھ یہاں رہ سکتے ہو۔ اگر میرے ساتھ رہنا چاہو گے تو تمہارے ہونے کے لیے میں کسی تیرے کو برداشت نہیں کروں گا۔“

ہرام گنگولی نے غلام باقی اور ڈان فریزر کو دیکھا پھر چہرے ہوئے کہا: ”مجھے یہاں رہنا منظور ہے اس طرح میں ٹرانسفاڈریشن کے قریب رہوں گا۔ یہ دونوں ابھی جائیں گے۔ فریزر۔۔۔“

فریزر نے ارٹ ہو کر کہا: ”گرو گھٹان! کیا حکم ہے؟“

”تم غلام باقی کے ساتھ جاؤ۔“

تم درست سمجھتے ہو یہ بتاؤ کیا چاہتے ہو؟
 • قرآن کے جنوب مشرق میں اسرائیلیں کو خونیہ ظلم کا ایک بہت
 ہی اہم اڈا ہے جہاں سونیا پرنسپل تھی۔ اس اڈے کا انجارج
 میک ٹول موس ہے۔ تم موس کے درماغ میں جاؤ اور طرح اسے بجاؤ
 ہم اس نغفہ اڈے کو نہیں بچا سکے لیکن اسرائیلی حکمرانوں کا کٹنا ہے
 موس ان کے لیے بہت اہم ہے اسے پہلاؤ

میں نے اسے خیال خوانی کی طرف مائل کیا۔ وہ پڑھنا اور لکھنا بہت ہی شاعر پر کے دماغ میں بچپنا چاہتا تھا۔ پھر ناکام ہو کر واپس آگئی۔ وہ حیران ہوئی حیران تو میں بھی ہوا۔ سرگبات سمجھ میں آنے لگی۔

شاعر پر نے ہر کام گنگولی کو پوسل شدہ طبی پیش کی بھی کر اسے فریاد اور اس کی مسئلہ ہی جتنی جاننے والی سہاقتوں سے محفوظ رکھا جائے یقیناً ہم سے بچا ہے۔ رکھنے کے لیے اس کے دماغ کو توبہ کی عمل کے ذریعہ

مذہب سے موریتانی کی سوچ میں کہاں بہرام گھنگولی اپنا وعدہ پورا کر کے ہے؟
 شاربہ کی شرط رکھ کر مطابق اس نے اس کے دماغ کو لوٹ کر اپنے
 نئے شہنشاہ شاربہ بھی اپنا وعدہ پورا کر کے نکال دیا۔
 کھلے گا۔ اس پہلے مجھے اس شخص تک پہنچنا چاہیے۔
 سوال یہ پیدا ہوتا تھا، کہ اس طرح کیسے کیسے اس نے اپنے

میں نے اس کی سوچ میں کہا: ”میں تو خواہ مخواہ سوچنے میں دلت
مضائق کر رہی ہوں۔ کیا میں بیل کا پٹر میں پرواز کرنے کے دوران



وہ میٹر و فلٹنگ کا بی بیچ گئے۔ وہاں انھوں نے اپنے
بیس ایک جیمل کا بیڑ چار ڈکریا۔ چند دن منٹ کے اندر ہی
کو صاف پوچھا

یہاں پر دیکھا تھا۔ پھر پرواز دراز اونچی کر لیتا تھا۔ مورو بنانے لیا ٹرانسمو والی گاڑیوں کو شہر ہو سکتا ہے کہ پہلی گاڑی کے ذریعے

ایسی سین کیوں ایجاد کی۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے

کھڑا سامنے اعلیٰ بی بی کھڑی ہوئی تھی۔ وہ ادا اس نظر آرہی تھی۔ اس
کہا: ابھی رسوئی نے بتایا ہے، تم جا رہے ہو۔“

• اکل دلیت رانے کے ہاں بڑے سکون سے ہو۔ یہاں
ہر طرح مفید ہونے والی چیزیں کھجور کی جڑیں جاڑے، خضر کوئی نام نہ ہوگا۔
میں نے ٹرانسفار مشین کا کڈر جیٹر بنا چاہا، وہ اب ہاتھ اٹھا کر لہلہ
• بس کرو، میں پریشان ہو چکی ہوں۔ تم پریشان نہیں ہوتے۔ دن رات
بھلے گتے دہتے ہو۔ ہر لمحہ اپنی خواتین کو گتے کہہ کر تم کبھی نہیں بھلے گتے
• تمہیں کھوکھرا اتنی تھکن محسوس کر رہی ہوں جیسے وقت سے پہلے بڑھی
• ہو چکی ہوں !

میلنے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا: "تم نے پسلی ملاقات میں خوف کا اظہار کیا تھا پتا نہیں کب بچھڑ جائیں گے اور اب بچھڑنے کی گھڑی آئی ہے۔"

میں نے درویشانے کو انداز سے جنم کر دیا ہر سوختی بڑی
 نراصل ہو گئی تھی۔ اس نے خود ہی اسے اطلاع دی تھی کہ میں جا رہا
 ہوں تاکہ آخری بار مجھ سے ملاقات کے لیے پہنچ جائے۔ اس کا دل
 کھرا ہوا تھا مگر وہ مسکرا رہی تھی۔ میری قربت سے نہال ہو رہی تھی
 نہ ڈھال ہو رہی تھی۔ بار بار کہہ رہی تھی۔ فراد کوئی ایسا رشتہ
 اختیار کر کے کہ میں اسے ایک بار ملاقات ہو سکے۔ کیا تھیں میری یاد
 کلاں نہیں آتی یا فقط انداز کرنے کے لیے اس قدر مصروف رہ جاتے
 کہ میں کب حرف شکایت بھی زبان پر نہیں لاسکتی؟

”مجموع ہوئیں تھیں نظر انداز کرتا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے اصل میں اتنا معروف رہتا ہوں اور پھر اتنا متحاکم جانا ہو کہ دینے و مانگے کی بات دے کر سوچتا ہوں کہ سب مجھے یاد داتی ہو تو یہی فاصلے مجھ کو دیتے ہیں۔“

”اسی لیے کوئی ہوں فاصلے کم کرنے کا راستہ اختیار کرو۔ تم بلا سکتے ہو۔ تم جب چاہو گے، میں چلاؤں گی۔“

دروازے پر دستک سنائی دی۔ میں نے فوراً یہ خیال خوانی کی
لگا لی اچھل کرے داغ میں پہنچا تو سچا چلا وہ دابھس اٹھنے ہی۔
مے جلد آواز میں کہا میں ابھی آتا ہوں
اعلیٰ لیبل نے بڑی مضبوطی سے جکڑ لیا، جیسے کبھی جھوڑنے کا
وہ نہ ہو وہ اپنی ذہانت اور حاضر دماغی سے ناممکن کو ممکن بنائی تھی۔
یہ تقدیر کو کسی منظور ہوتا تھا اور جب تقدیر کو کوئی بات منظور
تو قدر کیم کہ نہیں آتی۔ کم از کم میرے معاملے میں تو اس کی تدبیر اور
نرم دماغی کسی کام نہیں آتی تھی۔

۴۰ ہاتھ روم میں چلی گئی تو میں دروازہ کھول کر باہر آیا۔ انکل
ترائے ڈرامک روم میں انتظار کر رہے تھے۔ انھوں نے
دیکھتے ہی کہا: آج رات ایک طیارہ لندن تک جا رہا ہے۔
باہر سوختے دیکھا تھا میں اس میں سیٹ برسر و کار دوں۔ وہاں

سے آگے جانے کے سلسلے میں تمہارے شیخ صاحب مدد کر رہے ہیں۔
 "اچھی بات ہے، مشکل میں رات کے دس بجے روانہ ہو چاؤں گا۔"
 وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ میرے پاس آگے دوڑوں شانوں کو
 تھمتے ہوئے کہا: میں بہت برا نصیب ہوں، میری بیوی کو ایک
 طلبہ نے مار ڈالا۔ دوسری شادی کی فوج بہترین مجرم ثابت
 ہوئی، تم نے مجھے تباہ ہوئے سے بچایا۔ میری کوئی اولاد نہیں ہے
 اگر کوئی تو آج تمہاری طرح جوان ہوتی بیٹے یہاں سے جانے
 کے بعد مجھے بھول تو نہیں جاؤں؟

میں نے انھیں گلے سے لگاتے ہوئے کہا: "اٹھ! میں آپ کو بھی نہیں بھول سکتا۔"

”مجھے ایک بات کا ذکر ہے کیا تم بتا سکتے ہو؟“
 میں نے ان کی سوچ کو بڑھا پھیر کہا: ”ہاں! آپ مجھے بتا سکتے
 ہیں اور میں آپ کو اکل کہتا ہوں۔“ اُس نے نہیں کہیں گے۔ میں نے آپ
 کو ذکر سمجھایا ہے میں آپ کو ذکر کیوں گا؟

وہ مجھ سے اگے ہو کر مجھے ٹھہرتے گئے۔ اس وقت ان کی کھینکھین آنسوؤں سے جھلک رہی تھیں۔ پرکے محبت کا کوئی تباب درحرم نہیں ہوتا۔ محبت کسی ملک کی سرحد پر ترک نہیں سکتی۔ کوئی سے دارائے روک نہیں سکتا۔ میں نے ان کے آنسوؤں کو دیکھتے ہوئے کہا: "یہ بھی آپ کو نہیں جھلاؤ گا۔ جب بھی اصرار کا رنج دل کا گیدھا آپ کے پاس آؤں گا اور آپ جب بھی ملک سے غافل ہو جائیں گے۔"

میں نے یہ محاسبے رابطہ قائم کیا۔ روسی نے انھیں
ہے ہی بتلادیا تھا کہ جس فیاریے کے آرہا ہوں وہ لندن تک جانے
لاپے لٹا ہے۔ لیکن میں نے لندن سے دوسرے فیاریے میں ہریکا تک
نہ کا انڈیا کر دیا تھا۔

میں نے کہا: میں بیس میں دوسری فلاٹ میں تک تیار ہو کر
درمختی کے ساتھ وقت گزاروں گا۔
میں نے درمختی کے پاس پہنچ کر کہا: تم تاہم سے بیس واپس
میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔

میں اس دوران مورسٹاڈ اور برنارڈسلی کے دماغ میں پہنچنا تھا۔ ان دونوں کی نظر میں پانچ سو اترتھے جو مختلف راستوں سے رہے تھے۔ پہلا ٹرانزیشن کی میل کے کنارے والی شاہراہ پر ہوا ایک چھوٹے شہر بلبرگ میں لگ گیا تھا۔ دو چوڑا سا شہر وہاں آسانی سے معلوم کیا جاسکتا تھا کہ فنان دن فنان تاریخ کو، وقت کون سا ٹرانزیشن کا ہے اگر کوئی تھا۔

دوسرا اثر انوکھا زاویہ سے ہوتا ہوا جیٹل کر ایک بیج گیا تھا وہاں پہنچے
بنانے پائٹ سے کہا "میں نے ذرا دیر تک جھاؤ اور معلوم کروں گا اثر انوکھ

جنگ پنجاب اور وہاں کیسے مال اتارا جا رہا ہے؟
یہ معلوم کرنے میں تقریباً آدھ گھنٹہ گزر گیا۔
کہ ٹانٹ اس کا دروازہ تھا۔ اس کے اشاروں پر چل
گئی تھی وہاں پرواز شروع کر دیتا تھا۔ سرٹراٹرا ٹانٹ
ہوا پٹوں کے چھوڑنے کے شر میں گر گیا تھا۔ وہ جو
وہاں بھی آسانی سے ٹراٹر کے متعلق معلوم کیا جا سکتا
طرف چل پڑی جس پر رٹاؤ سلیپر پرواز کر رہا تھا۔
کے شمال مغرب میں بیڈین شرمٹک گیا تھا۔ وہ
نکرتا۔ یہاں توخڑی دیوار تک جا ہی معلوم کر وٹراٹرا
نکرتا۔ (اگرچہ اس کا مطلب ہے؟)

پانچواں ٹرانزمرین کے لیے کی طرف جارہا تھا اور کافی دیریں مقررہ جتنا چھوٹا سیلیئم کے ساتھ حاصل کر رہا تھا۔ اس وقت تک سورینا گرین کے واسطے ٹرانزمر کا تعاقب کر رہی۔ اس نے مربع چھ ٹرانزمر کی منزل منھو کر پتا چلا لیا۔ دہشت خوش تھی۔ جاسوس کی قسمی اور کامیابی سے ہر ایک کی منزل اور تھا۔ اس نے ہر بار ڈسکری سے کہہ دیا تھا: ”تم اب ٹھیک ہو آ رہی ہو“

ہر نارڈ سلیپر بھی بہت خوش تھا اسٹی دیر
 آتا رہا تھا اس کی ہدایات کے مطابق ننھی عمل کر
 کام کرنا چاہتا تھا جس سے خوش ہو کر مدینا اسے
 لایا، ہر موقع دے دے۔

وہ وعدے کے مطابق اس کے اپارٹمنٹ
ادھر پہنچی گا پتھر کے پاؤں کی نیت خراب ہو گئی تھی
کی بنیائیت کے مطابق گرین بے کے ایک فلائنگ
بیس کا پتھر مارتا راستہ۔ مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی کہ
ان لوگوں کا کیا حال ہے؟ مشتاق کا حال یہ ہے۔

وہ پائونٹ کے ساتھ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر
اس نئی سی کارٹر کے ذریعے اس ٹرانسکو کر کے
اچھی طرح مشاہدہ کرنے کے بعد جب یقین ہو گیا
کہ قریب ہی ایک چھوٹے سے جنگل میں پتھر
”اس ہمیں واپس ملنا چاہیے“

ہاؤس نے کہا: یہاں میری ایک کزن
دیر کے لیے جاؤں گی، میں جلد ہی واپس آؤں گا۔
مورینا انجیل کا مایہ ناز خونی خوش قسمتی کا
کوٹھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی وہ سوچ رہی
میں سے کہیں نہ کہیں شام بھی مل جائے گا اور میں

تھی کہ وہاں پہنچ کر کیا کرے گی اس طرح میں حاصل کر کے گی؟
وہ اپنی فکر میں تھی یا غلط اپنی فکر میں تھا اس نے ایک چوڑے
سے اپارٹمنٹ کے سامنے ٹیکسی لے کر گاڑی بھر کر کیا آؤ ہم بھی میری کزن
سے ملے

وہ دونوں اس اپارٹمنٹ کے دروازے پر پہنچے۔ دھک دھک
ایک فوجیوں نے دروازہ کھولا۔ اس نے جس امریکا کو اپنے دروازے
پر دیکھ کر خوشی سے جیتے ہوئے کہا: اوہ گاڈ! کیا میں خواب دیکھ
رہا ہوں جس امریکا اللہ میرے دروازے پر؟
پہنٹ نے یکساں رنگ لے لیا۔ جیسے چاقو نکالنا پھر اسے کھیل
کر مونیٹا کو اندر دھکا دیتے ہوئے بولا: میرے دوست! دروازے
کو کھولنا۔ یہ تمہارے لیے ہے۔

اکی کے دوست نے مدد مانگے کو جند کر دیا۔ وہ دونوں اُسے
 چھاپی پڑی اہل سبھی کی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے زندگی میں
 پہلی بار کی صورت کو دیکھ رہے ہیں حالانکہ انھوں نے بچپن سے
 اپنی ماں اور بہنوئیں کو دیکھا ہوگا لیکن مرگو کا ملاخا نہ فرقت کی ایک سی یادگار
 اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ اسے وقت وہ اپنی ماں بہنوں کو کھانا
 دیتے نہ کیوں باؤں کی کہ نہ کہ وہ بھی کسی کے شے میں اُسکھی ہیں۔

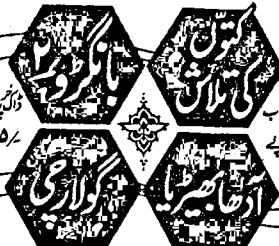
وہ دو کمروں کا ایئر کنڈیشنر تھا وہ اسے کھینچتے ہوئے دوسرے

ایم اے راحت کے سنسنی خیز ناول

عمران، ناصر آفریدی اور پروفیسر ڈارے

دہی تین ہنگامے

طنزومزاح سے بھرپور



چاروں کتابیں ایک ساتھ منگانی پورے اک خرچ معاف

کتابیات پبلی کیشنز، پوسٹ بکس ۲۳ کراچی

کرسے میں لے گئے۔ اس کی دیواروں پر عورتوں کی بڑی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ انھوں نے ان تصویروں کو یوں ترتیب دیا تھا کہ مردینا کا چہرہ گردن تک تھا باقی تصویریں کی لوہکی تھیں اس طرح انھوں نے دونوں کے گٹھ جوڑے مورینا کی اپنی تصویریں بنا ڈالی تھیں۔ انھیں اپنے خواب گاہ کی دیواروں پر چسپان کر دیا تھا وہ شاید ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے سوچتے تھے۔

وہ تصویریں نہ تھیں اب یہ نقشہ جیتا جاگتا ان کے سامنے ان کے بالکل قریب ان کے ہاتھوں کی پہن تک آگیا تھا جہر جلا وہ اسے کیسے چھوڑ سکتے تھے؟

مورینے نے ایک بے بس اور مجبور عورت کی طرح پریشان ہر کہہ لگا۔ دیکھو میں اس امریکا ہوں تمھارے ملک کی عورت ہوں۔ ساری دنیا میں میرے جی کا دکھنا کر رہا ہے۔ اس طرح امریکا کا نام ہو رہا ہے کیا تم مجھے پر باد کرو گے؟

ساری دنیا میں ڈک پٹنے والے یہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ وہ جوانوں نے اس امریکا کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ لہذا پریشان ہونا چھوڑو اور گنگے لگ جاؤ ورنہ دیکھ رہی ہو۔ ایک کے ہاتھ میں چاقو ہے۔ اس کے بعد جہر دوسرے کے ہاتھ میں چاقو ہوگا آدم جہر ہے اس کے ہاتھ کی دھواں کی دھواں میں نے مورینا کے داغ میں کہا۔ یہ اچھا موقع ہے انھیں آپس میں لڑاؤ۔

میری آواز ادوب دابہ سن کر وہ چونک گئی۔ اس نے پوچھا میرے داغ میں کون بول رہا ہے؟

میں کوئی بھی ہوں، وقت خالص صحت کرو۔ انھیں آپس میں لڑاؤ۔ سوجھ جھٹس میں مبتلا ہو گئی تھی۔ پوچھ رہی تھی۔ کیا تم خراب رہو؟

ہوئے بھل کر بول رہے ہو؟ میں بھگیا جب تک اس کا تجس نہیں ختم ہوگا وہ کوئی عملی قدم نہیں اٹھائے گی۔ میں نے کہا۔ میں فریاد ہوں بہت دیر سے تمھارے داغ میں ہوں۔ میں نے ہی نہیں بولی کا پڑ کے ذریعے دشمنوں کا تعاقب کرنے پر مجبور کیا تھا تم آتی تیر فرار نہیں ہو کر پانچوں ٹرائڈز کے متعلق کامیابی سے سراغ لگائیں۔ یہ سب میری بدولت ہو رہا ہے۔

وہ حیران اور پریشان تھی۔ پوچھ رہی تھی۔ کیا واقعی تم فرار ہو؟ میں ابھی یقین دلانا ہوں۔ دیکھو تم ان دوسرے کئے نوجوانوں سے کس طرح فٹ سکتی ہو؟

وہ بولی۔ یہ کون سی بڑی بات ہے۔ میں نہیں جانتی اس کے ذریعے انھیں فنا کر دوں گی؟

”تم زیادہ سے زیادہ ان کے داغ کو بھٹکے پتھاؤ گی؟“

”کیا یہ سزا کم ہوگی؟“

”ان کے لیے بہت بڑی سزا ہوگی لیکن تمھاری ٹیلی ہتھی کا علم

ظاہر ہو جائے گا۔ ایسا کام کرنا سب سے اچھا اور اچھی جی ڈنڈے تھیں اپنے اس علم کو اپنی ہر شے پر لگا کر چاہیے؟“

”پھر تم آؤ کیا کروں؟“

”تم دونوں کے خیالات پر مبنی جاؤ اور دیکھو جاؤ وہ کس طرح تھیں گھر بنا رہے تھے۔ تم خیال خوانی کے ذریعے صرف اتنا ہی کام کرو۔ باقی میں نبھال لوں گا۔“

اسے باقی کام کے متعلق پوچھنے کی مدت نہیں ملی۔ وہ دونوں اس کے قریب آچکے تھے۔ اس نے فوراً ہی ہانٹ کے داغ کو پرچا پھر اچانک ہی بیٹھ گئی۔ دونوں نے ایک ساتھ کئے ہاتھ پرچا ہاتھ پیچھے کے طور پر دونوں ایک دوسرے سے ٹکرائے۔ میں اس کے اندر تھا۔ اس نے میری جھکی کے مطابق وہاں سے اٹھتے ہوئے دونوں کے پیٹ میں گلیاں ماریں۔ وہ بھلا کر رہ گئے۔ اگر وہ تنہا ہوتی تو شاید اس کا یہ عمل اتنا شاندار نہ ہوتا۔ جب وہ پیٹ پر ہونے لگی تو اس نے دو گھونٹے دونوں کے منہ پر جما دیے۔ وہ آٹھ کر پیچھے کی طرف چلے گئے۔ اب وہ حیران حیران آتی تھی۔ دونوں کو دیکھ کر سوج رہی تھی۔ کیا اس کے اندر اتنی جہاں قوت آگئی ہے کہ وہ دونوں کا مقابلہ تنہا کر سکتی ہے تب اسے محسوس ہوا جیسے اس کے اندر سونیا ماگئی ہے۔ وہ خود سونیا بن گئی ہے اب ان کی ایسی حرمت کرسے گی کہ ساری دنیا میں اس کا نام ہو جائے گا۔

دوسری طرف وہ دونوں بھی حیران تھے کبھی سوج رہی نہیں سکتے تھے کہ تباہی میں آڈل آنے والی نازک اقدام دہیزہ اس طرح ان کی پٹائی کر سکتی ہے وہ دونوں جھپٹا گئے۔ انھوں نے نیک وقت اس کی طرف چھلانگ لگائی۔ وہ ایک کے خیالات پڑھ رہی تھی اس سے پچھنے کے لیے ایک طرف ہٹ گئی۔ میں نے اسے گھوم کر ایک لٹ مارنے پر مجبور کیا۔ وہ لٹ دوسرے کے منہ پر پڑی۔ وہ ایک طرف آٹھ گیا پہلا تو اندر سے منہ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس نے فرش سے اٹھنے کے دوران جیب سے چاقو نکال لیا۔ اسے ایک کھانکے سے کھولا۔ مورینا کی جان نکل گئی۔ وہ سم کر پیچھے ہٹنے لگی۔ میں نے پیچھا کیا ہوا ابھی تو تم سونیا بن رہی تھیں صوف ایک چاقو کھنکھ کر کم گئی ہو؟ اسے حوصلہ ہوا۔ وہ کہہ کر بولی۔ میں مقابلہ کروں گی مگر مجھ میں نہیں آتا کس طرح پتھا پتھا ہے؟

”مگر ذرا صرف ان کے خیالات پڑھتی رہو۔“

میں نے اسے حوصلہ دیا مگر اس پر جہر دوا نہیں تھا لہذا میں چاقو والے کے داغ پر قابض ہو گیا۔ اس بار وہ تیزی سے مورینا پر حملہ کرنے آیا اس وقت اس کا ساتھ میں اسے دوپٹے پر دھکا دیا۔ وہاں کو دینا بیچ کر پچھے ہٹ گیا اور وہ چاقو والے کے ساتھ کے سینے میں پڑی۔

ہو گیا۔

وہ چاقو ہانٹ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ کبھی اپنے ساتھ کوئی فرش پر تھپتھپتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور کسی دشت زدہ نظروں سے مورینا کو دیکھ رہا تھا اسے غصہ ہوا تھا۔ ایک تھوڑے ہاتھ شمشاد سے دوسرے اس کا ساتھی جان سے جا رہا تھا۔ اس نے منہ سے ایک چیخ ماری۔ پھر چاقو اٹھا کر مورینا کی طرف لپکا۔ چارے ہی اس امریکا نے آج تک ایسا خون خرابا نہیں دیکھا تھا۔ وہ صرف جن موسیقی گٹھ پھول اور شاعری کو سمجھتی تھی۔ پہل بار اپنی آنکھوں سے ایک شخص کو چاقو کھانکے فرش پر گرے ہوئے دیکھتے اور دم توڑتے دیکھ رہی تھی۔

جب ہانٹ نے خون آلود چاقو سے اس پر حملہ کرنا چاہا تو اس کی جھکی بندھ گئی۔ وہ ایک دم سے دیوار کے ساتھ جا کر ٹکرائی۔ پھر آہستہ آہستہ منہ سے چیخ ماری۔ وہ فرش پر گر پڑی۔ وہ کھڑکی تھی اب زندہ نہیں بچے گی۔ تال اس کے سینے میں چاقو اتار دے گا لہذا مارنے سے پہلے یہ ہٹ جائے گی۔

اگر ہانٹ کے داغ میں نہ ہوتا تو وہ پھر بچے اسے ختم کر دیتا۔ حق جب ہاتھ نہ لے تو ہوس پرست جنوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ سوجا ہے جو چیز اس کے ہاتھ نہ آسکی کہ اس کے ہاتھ نہ آئے لہذا اسے کھل دینا چاہیے کل دینا چاہیے تم کر دینا چاہیے۔

میں نے ایک کرے نہیں دیا۔ اس کے ہاتھ سے چاقو گر دیا۔ اسے یہ سوچنے پر مجبور کیا۔ شاید وہ شکست تسلیم کر رہی ہے اسے کسی فرش پر گر پڑی ہے نہیں ہے پوچھ نہ ہو گئی ہو۔ اسے دیکھنا چاہیے۔

وہ اس کے قریب آیا۔ اس پر جبکہ کر رہی کی دھڑکنوں کو سمجھنے لگا۔ پھر یقین ہو گیا وہ بے ہوش ہو گئی ہے۔ اس نے اسے دونوں بازوؤں میں آٹھ لیا۔ اسے بستر پر لاکر ڈال دیا۔ وہ میری طرح بائیں رہا تھا۔ ہوس ناک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ایک طرف فرش پر دوست کی لاش پڑی ہوئی تھی دوسری طرف حق جہم بستر پر پڑا ہوا تھا۔ ایک طرف مات تھا۔ دوسری طرف میں امریکا کو حاصل کرنے کا امر آواز سے ملنے لگا تھا اور وہ حسد جیسے بے ہوش کی حالت میں بھی دعویٰ کر رہی تھی۔ آدھر ماتھے دیکھو یا آدھر روانہ آتا ہے۔

اس نے دوست کی لاش کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ وہ دونوں بہت ہی گرسے دوست تھے اور ایک دوسرے پر فخر کرتے تھے لیکن وہ مرچا تھا۔ اب اس سے دوستی نبھانے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس جو زندہ تھی اس سے فائدے حاصل کیے جا سکتے تھے۔ وہ بستر کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے اسے دوست کی آواز سنائی دی۔ وہ ڈرنا کرک گیا کیونکہ وہ زندہ ہو گیا ہے؟

اس نے ہانٹ کو درست کی لاش کو دیکھا۔ وہ چاروں شانے پت پڑا ہوا تھا۔ انھیں کھارہ نہ تھا۔ یہ سب سبھی صلا ہوا تھا جیسے ابھی دوست کو پکارتے پکارتے نکل گیا ہو۔

ہانٹ کا دل خوف سے دھڑکنے لگا۔ اگرچہ وہ مرچا تھا۔ سینے میں جہاں خنجر پیوست ہوا تھا وہاں سے خون ابھی گھر گھر بہا تھا۔ وہ مسرے پاؤں تک ساکت تھا۔ وہ ہل نہیں سکتا تھا پھر بول کیسے لکنا تھا۔ وہ تو مرچا تھا، پتھر چھڑک رہا تھا۔

ہانٹ نے اطمینان کی سانس لی سوچا یہ اس کا دہم تھا۔ وہ خولہ حمادہ خوفزدہ ہو رہا تھا۔ یہ سب کر وہ پھر مورینا کی طرف بڑھا۔ اب وقت پھر آواز آئی۔ دوست، اب کیا مجھے چھوڑ کر فرار کرو گے؟

اس بار وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اپنے دوست کو دیکھا۔ جن کا توں پڑا ہوا تھا۔ اس بار وہ یقین سے کہہ سکتا تھا کہ یہ دم نہیں ہے اس نے صاف طور سے اپنے مقتول دوست کی آواز سنی ہے۔ وہ کبھی سوج بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس کے داغ میں اس کے دوست کے لیے میں بول رہا ہوں۔

اگر وہ حیران تو محسوس کر لیتا یہ آواز اس کے داغ کے اندر ہے یا ہر میں ہے لیکن وہ خوفزدہ تھا۔ ایک تو اس نے قتل کیا تھا۔ مگر ماہر احساس اس پر حاوی تھا۔ پھر ہوس غالب آتی تھی۔ وہ کسی طرح اپنی ہوس پوری کر کے جلد سے جلد وہاں سے فرار ہونا چاہتا تھا۔ مگر قتل کا الزام عائد نہ ہوا۔ ایسے میں اسی مقتول دوست کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ ان حالات میں وہ ٹپک دینے کے متعلق سوچ نہیں سکتا تھا۔ اس کے اندر کا جرم بڑی طرح دشت زدہ تھا۔

اسے شبہ ہوا۔ شاید دوسرے کرسے میں کوئی چھپا ہوا ہے۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا اس کرسے میں آیا۔ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔ اس نے بیرونی دروازے کو کھولا۔ باہر بھی کوئی نہیں تھا۔ اس نے اسے قتل کرتے نہیں دیکھا تھا۔ ادوب ابھی اسے کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ وہ ملنے ہو کر پھر واپس آیا۔ جیسے ہی بستر پر جا کر بیٹھا، اس امریکا کو چھوٹنے کی حسرت ہو گئی۔ اچانک اس کی پیٹھ پر کوئی چیز آکر لگی۔ وہ ایک دم سے بیچ مار کر ہٹ گیا۔

کرسے میں جھپٹ کی طرف ایک چھوٹی سی چان، بنی ہوئی تھی۔ جس پر فائو سامان رکھا ہوا تھا وہیں سے بیڑ کا ایک خالی ٹن جانے کیسے گر پڑا تھا اور اسے گٹھا ہوا فرش پر آگیا تھا۔ ہانٹ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دوست نے کوئی چیز بھیج کر ماری ہو اور پوچھ رہا ہو۔ کیا تمنا پیش کر گئے؟

وہ دہشت زدہ ہو کر ہنگام سے دوڑ ہو گیا۔ دوست سے بھی دور ہو گیا۔ حسد سے بھی دور ہو گیا۔ اب اس میں بہت نہیں تھی کہ مورینا کو ہاتھ لگا دے۔ میں اس کے اندر کھد ہاتھ لگاؤں۔ میں نے مار ڈالا۔ جسم کھار۔ تم نے کیا بڑا بڑے روح تو زندہ ہے اور یہ روح تمھارے اندر ہے اور یہ تمھارے اندر لہلہ رہی ہے اور تم ابھی طرح ٹن پتے ہو۔ یاد رکھو، ہم ہمیشہ مل بانٹ کر کھایا کرتے تھے۔ تم تمنا رہ گئے۔

ہو۔ تنہا بھی نہیں کھا دے گا۔ اگر دوستی نہ بنا سکتا ہے تو میرے پاس چلے آؤ۔
چاقو فرش پر پڑا ہے۔ اسے سینے میں اندر دھجھ کر میری روح بھاری روٹ
لو گئے لگے گی۔ اس طرح ہم دوستی کی ایک عجیب و غریب مثال قائم
کر لیں گے۔ دنیا کو بتائیں گے کہ مرے لئے بعد بھی دوستوں کی دوسری کس
طرح ملے گی ہیں؟

پائلٹ نے بذاتی انداز میں جیتے ہوئے کہا: یو
ٹھٹ اپ، یو ٹیٹ یسول، ایک یو سیلف کو ایڈجسٹ۔ میں
پوچھتا ہوں، تم کیسے دوست ہو سکتے ہو جو خود غرض ہو خود دھڑکتے اور جو بیسے
زندہ انسان کو زندگی کا کلف اٹھانے نہیں دیتے۔ اگر
بھاری روح ابھی بھی دیکھ سکتی ہے تو دیکھو۔ امریکا کی حسین
ترین عورت میسکے سامنے بیچ پر ٹھیک ہے۔ اسے مال کرنے
کے لیے لوگ اپنے چھوٹے بٹے جڑی سے اس کے ناکھ دینے
کو تیار ہیں۔ اپنی ماری دولت اس کے ناکھ کرنے کو تیار ہیں اس
کی ایک ایک تصویر ایک ایک رسلے میں دس ہزار ڈالر کے
عوض میں جیتی ہے۔ اس کی تصویریں ہر لڑکچھان کے بیڈ روم میں بسی
ہوتی ہیں اور یہ سارا میسر سامنے موجود ہے اور تم مجھے دوستی
کے بدلے دوستی کر رہے ہو۔ خدا کے لیے چلے جاؤ، میرے اندر
سے چلے جاؤ مجھے غائب نہ کرو۔

میں نے ایک عجیبانک تھمہ لگاتے ہوئے کہا: "نہیں
میرے دوست! ہم نے اس دنیا میں بڑی بدعاشیاں کی
ہیں، نہ جانے کتنی غلام اور معصوم لڑکیوں کی زندگیاں تباہ
کی ہیں۔ اب میں جہنم میں پہنچ چکا ہوں۔ تمہیں بھی اپنے
پاس بلا رہا ہوں۔ اگر تم عیش کر دے تو میرے ساتھ درد کچھ
نہیں کر سکو گے۔ میں تمہیں ہر لڑکیا تک پہنچنے نہیں دوں گا۔
اس نے غصے سے مٹھیاں بیچتے ہوئے کہا: "تمہارا
باپ بھی پہنچنے دے گا، اگر بھاری روح نے میرا راستہ روکا تو
میں بھاری روحی پر تھوک دوں گا۔"

رکتے ہوئے وہ مورینا کی طرف بڑھتا جاتا تھا مگر
دوست کی لاش کے پاس لڑکھڑک کر پڑا۔ اس کا منہ ٹھیک دوست
کے منہ کے پاس پہنچا تھا اسے ٹوک جیسے دوست کی روح نے
اپنے پاس بلا لیا ہے۔ وہ گہری سچ کر دوسری طرف کر دھ
برستے ہوئے، لڑکتے ہوئے دور نہ لیا۔

مورینا کو بول گیا، وہ آنکھیں کھول کر سوچنے لگی۔ میں

کہاں ہوں؟
میں نے کہا: تم پائلٹ کے ساتھ یہاں آئی تھیں، دو
زجوان بھاری عزت کی دیکھیں انہیں پالتے تھے اور تم سونپانے

سے پہلے ہی بے ہوش ہو گئی تھیں۔ خدا کے لیے ہوش میں آؤ اور
دیکھو میں نے اب تک کس طرح تمہاری عزت بچا کر بیٹھا ہے
تم سے دور رکھتا رہا ہوں۔

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پائلٹ فرش پر پڑا ہوا تھا، لڑکتے
ہو ایک دیوار سے جا کر لگ گیا تھا۔ اس نے یایس ہو کر پوچھا
"ادہ تم تو ہوش میں آگئی ہو؟ میں کتنی دیر سے تمہارے قریب آنے
کی کوشش کر رہا ہوں مگر یہ لاش مجھے آئے نہیں دیتی میرا
مزدہ دوست میسر اندر پڑا ہے، اس کی روح مجھے اپنی
طرف بلاری ہے مگر میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں زندہ رہنا چاہتا
ہوں۔ میں قائل ہوں مجھے بھائی ہو بلے کو فی بات نہیں، میں
گہر گاہن باؤں، مجھے نزاری بلے کو فی بات نہیں لیکن میں فخر
سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے تمہارے حسن و شباب کو حاصل کیا ہے۔
وہ مختار سے بولی: "تم میری بے ہوشی میں میسر
قریب نہ آئے تو اب کیسے آسکو گے؟"

وہ جھنجھلا کر گھٹا ہوا خون آؤد چاقو کے پاس گیا۔ پھر اسے
اٹھا کر بولا: "اگر میں تمہیں حاصل نہ کر سکا تو بیشک کے لیے شاکر رکھ
دوں گا کوئی دوسرا تمہیں حاصل نہیں کر سکتا گا۔"
میں نے اس کے اندر ایک ایک قدم لگا کر اس کے دوست
کی آواز میں کہا: "تم نے چاقو پھیلایا ہے اب یہ تمہارے ہاتھ سے
نہیں چھوٹے گا، تمہارا دوست تمہیں بلا رہا ہے، اسے اپنے سینے
میں آکر لو۔"

وہ جھنجھلا کر چاقو کو چھوڑ دیا جاتا تھا مگر میں نے اسے چھوڑنے
کا موقع نہیں دیا۔ وہ اس کی اپنی ہتھی میں تھا، اس کی نوک ٹھیک
اس کے سینے کی طرف چلی آ رہی تھی، وہ روکنا چاہتا تھا مگر کام ہو
رہا تھا، گھر کر کہ رہا تھا، نہیں، نہیں میرے دوست میں مرنا
نہیں چاہتا مجھے زندہ رہنے دو، میں تمہارے بغیر نہیں کر سکتا
گا، میں اسے ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا، مجھے زندہ رہنے دو۔

اس کا ہاتھ ٹھیک گیا مگر چاقو اب تک ہتھی میں تھا، میں کہہ رہا
تھا: تم نے وہ دھکیا ہے کہ میں نے یہ کچھ نہیں کر دے گا، جب تک
زندہ ہو گئے میسر پاس آئے گا انتظار کرتے رہو گے، میرے ہم
یہاں جہنم میں پیش کریں گے۔

اس نے جھنجھلا کر چاقو کو ایک طرف پھینک دیا۔ دونوں
ہاتھ سر پر ماسے ہوئے کھڑے تھے۔ میری بھی کیا تمنا ہے میں تو
اس کو دوسری طرف ہوں جس کے سامنے انجور ہیں اور وہ انجوریں
تک پہنچ نہیں سکتی، جب پہنچ نہیں سکتی تو کتنی بے رحم تھیں۔
مورینا، تم صحتی ہو، میرے دوست، میرے مزاج ہو، تم لڑکی گری ہو
دو شیر ہو جسے میں دیکھتا ہوں گوارا نہیں کرتا، آہ ابھی میں زندہ ہونا

چاہتا ہوں۔
"اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو مجھے دابیں شکا گئے چلو۔"
وہ بستر سے اٹھ کر وہاں سے چلتی ہوئی مگر سے نکلی۔
پھر دوسرے کمرے کے زمرہ کر باہر گئی پائلٹ کا انتظار کرنے لگی۔
میں نے کہا: تم خیال خانی کرنا قبول مئی ہو۔ اگر یاد ہے تو دیکھو
پائلٹ کیا کر رہا ہے۔

اس نے دیکھا پائلٹ ہاتھ دوڑ میں گیا تھا خون آؤد ہاتھوں
کو آؤد کپڑوں پر رگے ہوئے خون کے جبوں کو دھو رہا تھا پھر وہ
میرے کمرے کے پاس آؤد بولی: "اس طرح مسکین بنے کیوں
کھڑے ہو آگے بڑھ کر کسی عیسیٰ کو روکو اور فلاں ملک کلب یلو۔"
اس کے ہاتھ پر عمل کیا، وہ آؤد کھٹکے کے اندر فلاں ملک
کلب پہنچنے کے بعد علی کا پیش میں سفر کر رہے تھے۔ مورینا سیاہ
رنگ کا مکرٹ اور شرٹ رنگ کا پلاؤڈ پہنے ہوئے تھی۔ پائلٹ
بڑی حسرت سے دیکھ رہا تھا اس وقت اس کی حالت پر یہی کہا
جاسکتا تھا: "سے"

سے گھر پورے کر لپٹا بام نظر شری اسے
نہ زور و نہ زاری سے نہ زور سے آیت
مورینا لباس میں جو میرے بام نظر آ رہی ہے وہ نہ تو طاقت
سے حاصل ہو سکتی ہے، نہ آؤد زاری سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی
دین دولت سے اسے اپنا یا جاسکتا ہے۔ میں اسے دیکھ کر صرف
آہیں بھری جا سکتی ہیں۔

مورینا نے مجھے مخاطب کیا: "فراہد ایک تم موجود ہو؟"
"تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟"

"جب دماغ میں موجود ہو تو میری سوچیں بھی پڑھ سکتے
ہو میرے خیالات سمجھ سکتے ہو؟"

"سمجھ رہا ہوں، تم مجھے خوف زدہ ہو لیکن میں صاف طور
پر کہہ دوں مجھے تم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے تم مجھے جو سمجھتی ہو سمجھتی
رہو، میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"سمجھ رہا ہوں، میرے لیے نیازی دکھاتے ہیں، اگر تمہارے
لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟"
"تم خوش فہمی میں مبتلا ہو۔ میں تمہارے پاس لڑنا حاضر
مشتیں تک پہنچنے کے لیے آیا ہوں۔"

وہ کیا وہ مشتیں تم لے جاؤ گے؟

میں میں اسے تمہارے پاس چھوڑ دوں گا کہ ایک تم ہندو کے
متعلق جانتی ہو وہ ذرا دل کھانا نہیں جانتا جب ایک ناول اس کے
ہاتھ میں آتا ہے تو وہ مجھ نہیں بلکہ اس کے ہاتھ میں ناول ہے۔
وہ اسے گیند کی طرح کھیتا ہے اور کھیتا ہی رہ جاتا ہے۔ ایک

فدا سے محروم رہا ہے۔ اس طرح تم اس مشین کے متعلق کچھ نہیں
جانتی ہو کہ وہ کتنی دور تک تباہی پھیلا سکتی ہے، لہذا اس کا خیال
دماغ سے نکال دو۔

اسے تو یوں کا احساس ہوا۔ میں مشین کو اجیت دے
رہا تھا اور اسے نظر انداز کر رہا تھا، اس نے بڑے فخر سے کہا: "یہ
تم نے مجھے کچھ نہیں ہے۔ صرف دماغ میں آکر مسموم کر رہے ہو۔"
"فدا نہ کرے جو تمہیں سمجھی دیکھو۔"

وہ جھجھکا کر بولی: "تم میری انسٹ کر رہے ہو۔"
"انسٹ برداشت کر لو۔ ورنہ میں نے تمہیں دیکھ کر بھی
گھاس نہیں ڈالی تو تم کو یوں کے احساس سے مراد کیا؟"

وہ ہنسا کر بولی: "تم میرے مشتیں کچھ نہیں جانتے۔"
"میں نے بہت گہرائی تک دماغ کے تہ خانے میں آکر
بہت کچھ معلوم کر لیا ہے، بھاری فطرت کا ایک حصہ ہے۔ تم
چاہتی ہو سب تمہیں چاہتے ہیں اور تم انہیں دھتکار رہی ہو۔ تم
لے اب تک صرف ایک شخص کو پسند کیا ہے اور وہ بے غم باقی
تم اس کی دیوانی ہو۔"

وہ حیرانی سے بولی: "اوہ گاؤڈ! تم کتنی گہرائی تک معلومات
حاصل کر لیتے ہو۔ پھر مجھے یہ طریقہ بتاؤ۔"
"خیال خانی کر کے کہتے بہت سے تجربات ہوں گے تم
خود دیکھ لو گی۔"

"کیا تم مانتے ہو کہ میں صرف اس کی دیوانی ہوں؟"
"میں اچھی طرح سمجھتا ہوں، تم غلام باکی کی امانت ہو۔ میں
تمہیں وہاں تک پہنچاؤں گا کہ شہر تک تم مجھے تعادل کر دو۔"
"میں دل و جان سے تعاون کروں گی یہ تم غلام کو اچھی
میسرے پاس پہنچا سکتے ہو؟"

"میں کوئی مادہ کر نہیں ہوں۔ وہ جن لوگوں کے درمیان
ہے وہاں سے نکلنے میں وقت لگے گا۔"

"کوئی وقت نہیں لگے گا میں ان کے آؤد معلوم کر
چکی ہوں۔ پانچ ٹیڑھا پانچ مختلف مقامات پر ہیں میں وہاں
باری باری جاؤں گی تو فلاں ملک پہنچ جاؤں گی مگر اس کے ساتھ
بڑے خطرناک لوگ ہیں اگر تم میرے ساتھ ہو تو میں ان سے
بھی منٹ لوں گی۔"

میں نے طنز بے انداز میں کہا: "میں تمہارے نقشے کا اندازہ
دیکھ چکا ہوں جب پائلٹ خون آؤد چاقو لے کر بھاری طرف بڑھا
تو تم بے ہوش ہو گئی تھیں یہی حال رہا تو ہر اہم سنگولی ہوشیار
ہو رہے تھے بھاری نظر میں آتے آتے کہیں حکم ہو رہے گا میں
بہت متاثرہ کران پاچوں آؤد تک پہنچنا چاہتا ہوں۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی: ”ایک غلام اور تمہارا بھائی؟“

میں بعض اوقات کچھ اہم باتیں کہنے سے رہ جاتا ہوں جو میرا
 شانہ و آبرو میں منسلک تھا کہ وہ برہنہ تین پہلے اٹھا سمجھ
 لے و بجان میں آکر اس کے لب و لہجے میں باتیں کر گئے
 یہ کیوں میری پہچان بات اُن پانچ ٹراگڈوں کا تعاقب کرنے میں
 فخر و مصروف رہی تھی کہ وعدے کے باوجود رات بھر سمجھ کے
 میں پہنچ کر اپنی ہنر سنانے سے لافیات نہ کر سکی۔

میں طلبہ میں سفر کرنے کے دوران بھی موربنا اور بھی
 بننا دوسلیہ کے دماغ میں جا رہا تھا۔ اگر میں ایسے وقت
 بننا دوسکے دماغ میں پہنچتا جب تنہا خون پر گھٹا ہو کر رہا تھی
 تو طبی آسانی سے اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا۔ اب بھی موربنا
 کا اشتہار کیے بغیر بننا دوسکے اس خبر پر فخر نہ کر سکتا تھا۔

”میسری سی سی ای خواہش ہے کہ گرفتاری ہوں انھارے ساتھ رہوں گی تو میسری دوجیسے تمام قیدیوں میں گرفتار ہو جاؤ گی بشار پر کوئی خوف نہ ڈھن لے گئے ہیں، وہ اس کے ذریعے ٹیلی ویژن پر بیکیو میں ادا رہے خوش کہنے کے لیے مجھے اس کے پاس پہنچا دیں گے۔ میں ان معاملات میں اُچھڑ چکی ہوں کہ کوشش کروں لیکن وہ ڈراما ساز مشین میں سے اٹھ گک جائے اور بشار پر

27

بیشتر زحمت اٹھانے کا سہ۔ اس طرح میں محفوظ رہ سکتی ہوں۔
 میں تم سے غم میں بھی چھوٹی ہوں اور عقل میں بھی۔ میں
 نے فرما دیا اس کی ساتھی عورتوں کے ریکارڈ پڑھے ہیں بھاری
 سلاخی اس میں ہے کہ فریاد کا ساتھ دو۔ ہم دونوں کو اس کی قسم
 میں شامل ہو جانا چاہیے۔

وہ ناگوار سے بولی۔ اور اس کے ہاتھوں میں گھلوانا بن جانا
 چاہیے۔ جیسے اس کی تمام عورتیں ہی ہوتی ہیں۔ ہم نے اس کا ریکارڈ
 چرچا ہوا ہے پڑھنے کے بعد جو بھی سمجھنے کے لیے بہت کچھ دیکھا
 ہے کوئی کسی کے تمام رازوں سے واقف نہیں ہوتا، چاہیں اس
 میں کیا بات نہ کہ عورت اس کی ہوتی ہیں تو اس کی ہر کردہ بات
 میں جیسے اس نے محروم کر دیا ہوا انھیں قیدی بنا رکھا ہو۔ میں
 ایسی زندگی کبھی پسند نہیں کروں گی اور نہ ہی تمہیں اس کا مشورہ
 دوں گی۔

”ہن موریا اپنی بیٹی کا علم کچھ کرتی تھی خوشی ہو رہی ہے اتنی
 ہی پریشانی بھی برقعے کی بار بار ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے چاروں طرف
 سے ناگانی لڑائیں گھیر چکی ہیں اور ہم بھی مصیبتوں میں
 پھنسنے والی ہوں۔“

”میں جانتی ہوں تم عزت آبرو سے زندگی گزارو۔ کوئی
 بھاری طرف ہاتھ نہ بڑھا سکے۔ میں نے اس سنگ تھکنے قابل
 بنا لیا۔ اب بھاری سوچو بوجھ اور مصلحت اندیشی یہ ہے کہ تم کس
 طرح زندگی گزاراؤ گی۔ میں جانتی ہوں مجھ سے کسی طرح بھی رابطہ
 قائم نہ کرو۔ فراد ہوت جا لاکا ہے شکوہ ہے ابھی تم محفوظ ہو۔
 میں جانتی ہوں ابھی طرح محفوظ ہو اور اس سے دور رہو۔ بلکہ جھٹ
 سے بھی دور رہو۔“

”یہ کیا کہہ رہی ہو؟“
 ”بھاری سلامتی، محفوظ اور بھاری آزادانہ زندگی کی خاطر
 کہہ رہی ہوں۔ آئندہ مجھ سے رابطہ قائم نہ کرو۔ میں رات کے
 تین بجے اٹھتا سمجھتے کے داغ میں تم سے نہیں ملوں گی۔ ہمیشہ
 کے لیے یہ سلسلہ ختم سمجھو۔ اگر تقدیر کو منظور ہو تو دونوں ہمیں
 زندگی کے کسی موڑ پر پھر ملیں گی۔“

وہ باتیں ایک دوسرے سے نامعلوم نمٹتے کے لیے
 بچھڑنے والی تھیں میں نے سوچا اگر ایسا ہوا تو میں تانہ تک
 نہیں پہنچ سکوں گا جب کہ کسی بھی جلی جیتی جانے والے تک
 پہنچنا ناہیت ضروری ہوتا ہے۔ تاکہ وہ نیا خیال خواتی کرنے والا
 والی ہمارے دشمنوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

میں سمجھان ہنوں کی باتیں سن رہا تھا، کبھی سوچ رہا تھا کہ کسی
 طرح دوسرے ذلالت سے تانہ تک پہنچنا چاہیے، پھر میں نے

نویارک میں ریڈیو کے پاس سے رابطہ قائم کیا۔ اس نے اپنے
 داغ میں میری آواز سن کر حیرانی سے پوچھا: ”جناب کیا آپ
 مخاطب کر رہے ہیں؟“
 ”ہاں میں فریادوں کا ایک نمبر نوٹ کر دو اور فوراً
 اس نمبر پر فون کر کے رابطہ قائم کرو۔“

میں نے اس نمبر بتایا اس نے ریسپونڈ کیا کہ نمبر ڈال کتے
 ہوئے پوچھا: ”جناب! اس سے رابطہ قائم ہوگا۔“
 ”میں دوسری طرف سے بولنے والی کی آواز سننا چاہتا ہوں
 تم فون پر کچھ بھی کہہ سکتے ہو۔“
 فوراً ہی رابطہ قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز
 سنائی دی۔ ”ہیلو۔“

میں بھول کر پوچھ گیا۔ ریڈیو کے پاس نے پوچھا: ”کیا میں میری
 سے بات کر سکتا ہوں؟“
 دوسری طرف سے جواب ملا: ”ہاں اس ناکی کوئی نہیں ہے
 اگر آپ پسند فرمائیں تو یہاں آکر دوسری لڑکیاں دیکھ سکتے ہیں، آپ کو
 یونی نہیں ہوگی۔“

”اس نے رابطہ قائم کرتے ہوئے کہا: ”جناب فرما صاحب! یہ تو
 لڑکیوں کی دلی کہنے والی عورت کا نمبر ہے، کیا میں اس سلسلے میں کوئی
 خدمت کر سکتا ہوں؟“
 ”تمہارا شکریہ بہت ہے۔“

میں دماغی طور پر حاضر ہوا، بھاری دیر تک اس عورت کے
 لب و لہجے کو یاد کرتا رہا پھر اس کے داغ میں پڑ گیا۔ وہ بڑبڑاتے ہوئے
 دوسرے کمرے میں جا رہی تھی۔ اس کمرے میں تین لڑکیاں ابھر جانے
 کے لیے میک اپ کر رہی تھیں۔ اس عورت نے پوچھا: ”آخر وہ
 لڑکی کہاں گئی؟“
 ”مجھ میں نہیں آتا، اس کا نام تانہ ہے، یہ میری ایک
 بار لون کیا تھا تانہ سے بات کرنا چاہتے ہیں، دوسری بار لون آیا مرس
 میری کہاں ہے؟“

اس کی باتوں سے پتا چلا کہ ہم سے پہلے بھی کسی نے فون پر تانہ
 کو تلاش کیا ہے، آخر وہ کون ہو سکتا ہے؟ اور یہ کوئی پیچیدہ بات
 نہیں تھی۔ تانہ کو اس کی بہن موریا، شارب اور فام کی پچیدہ بات
 اس کے بعد میں نے اس کا نام سننا تھا، دراصل اس کے داغ میں پہنچنا چاہتا
 تھا کہ میں مجھ سے پہلے شارب پہنچنے کی کوشش کر چکا تھا۔

کیا شارب نے تانہ کی آواز پہلے نہیں سنی تھی، کیا اس کا رابطہ
 اسے یاد نہیں رہا تھا؟ بات کچھ لمبی ہی تھی وہ اپنی خفیہ باتیں گاہ میں
 بہت دیر تک تانہ کے ساتھ رہا تھا اس کے داغ میں جلی جیتی منتقل
 کی تھی تھی اس دوران اس نے کسی بڑبڑائی کی آواز سنی ہوگی اس سے

گفتگو بھی کی ہوگی لیکن اس کے لب و لہجے کو یاد نہ کر سکا۔
 یہ بات یوں سمجھ میں آتی ہے کہ وہ موریا کا بندھن ہے دام بن
 چکا تھا۔ اس سے وہ کچھ کچھ کہتی تانہ کے داغ میں نہیں ملے
 گا لہذا اس نے اس کی آواز اور لب و لہجے کو ذہن سے نکال دیا تھا۔
 شارب کا داغ یا تو غلطی سے متاثر تھا اور وہ تانہ کو بندھن چکا تھا یا پھر اس
 کا لب و لہجہ یاد نہیں رہا تھا۔ ایسی کوئی بات ضرور تھی جس کی وجہ
 سے وہ بھی کوئی دوسرا ذریعہ اختیار کر کے تانہ تک پہنچنا چاہتا تھا
 دوسرا ذریعہ موریا ہی تھی جس وقت میں برنارڈ میسر
 کے داغ میں رہ کر دونوں ہنوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ وہ گفتگو
 برنارڈ کے لہجے میں ہی ہو رہی تھی۔ ایسے ہی وقت شارب بھی چپ
 چاپ دہاں موجود رہا ہوگا تب ہی اُسے پتا چلا تھا کہ برنارڈ نے
 کس نمبر پر فون کرنے کے بعد تانہ سے رابطہ قائم کیا ہے اس طرح
 اس نے بھی فون کر کے اس کی آواز سننے کی کوشش کی ہوگی اور
 ناکام رہا ہوگا۔

دو تین لڑکیاں جو میک اپ کر کے باہر جانا چاہتی تھیں
 ان میں سے ایک نے کہا: ”وہ تانہ کی یا میری، مجر بہت پر اسرار
 تھی۔ ہم سمجھ رہی تھیں وہ دوسرے کمرے میں گئی ہے۔ تم سمجھ رہی تھیں
 وہ تانہ پاس ہے۔ اس طرح اس نے ہم سب کو بھڑکایا پھر اپنے کسی
 دوست سے فون پر ضروری باتیں کرنے کے بعد چلی گئی۔“
 اس عورت نے پوچھا: ”کیا وہ کسی دوسرے اپنے دوست کو
 فون نہیں کر سکتی تھی؟“

ایک لڑکی نے کہا: ”تم بڑی جلدی جاتی جا رہی ہو، میں بھی بڑی
 جلدی جاتی ہوں۔ اس نے اپنے دوست کو یہاں کی ٹیلی فون نمبر بتایا تھا۔
 اسی لیے دوسری بار کسی نے اُسے فون کیا تھا۔“

”کسی ایک نے نہیں، ہمیں نے کیا تھا۔ پتا نہیں وہ تینوں
 ایک ہی تھے یا الگ الگ تھے۔“

وہ عورت سمجھ نہیں سکتی تھی کہ تین لڑکیوں فون آیا تھا اپنی
 بار تو برنارڈ میسر نے تانہ کو اطلاع دی تھی کہ اس کی بہن موریا
 آگئی ہے وہ اس کے داغ میں آگئی تھیں کہ سکتی ہے۔ دوسری
 بار شارب نے اور میری بار میں نے فون کر لیا تھا لیکن تانہ ہم سب
 کی توقع سے زیادہ چالاک تھی جب برنارڈ میسر نے اسے بتایا
 کہ اس کی بہن موریا آگئی ہے تو وہ ریسپونڈ کر فوراً ہی اس
 مکان سے نکل گئی تھی کیوں کہ اب فون پر بات کرنے کی ضرورت
 نہیں رہی تھی وہ خیال خواتی کے ذریعے برنارڈ کے داغ میں رہ کر
 بس سے باتیں کر رہی تھی اور باتیں کسی کی بھی میٹ پر بیٹھ
 کر بھی کی جاسکتی تھیں۔ اس نے اس مکان سے دور پہلے چلنے
 کے لیے یہ طریقہ کار استعمال کیا تھا اور وہ سو فیصد کامیاب رہی

تھی ہم اس کے پاس پہنچتے پہنچتے رہ گئے تھے۔
 میں نے سوچنا تو کیا فون کر کے ہوئے کہا: ”تمہارے لیے
 خوشخبری ہے تمہیں شارب سے نجات مل گئی ہے۔“
 اس نے تعجب سے پوچھا: ”کیا وہ مر گیا ہے؟“
 ”میرے ذہن بڑے دھڑکتے ہوئے ہیں، بعد میں ہمیں سہلے۔“
 ”پھر مجھے نجات کیسے مل گئی ہے؟“
 ”اُسے معلوم ہو گیا ہے کہ میں تمہارے داغ میں نہ لگا ہوں،
 لہذا وہ تمہارے قریب ہی نہیں بیٹھے گا۔“

”میں اس کی زندگی میں آئے تو ابلی عورت ہوں، وہ میرا دیوانہ
 ہے مجھے بھول نہیں سکے گا، میرا بچہ انور کے گھر چوری سے کسی گھر میں
 داغ میں ضرور لگا جائے گا۔“

”جو میری جگہ آنے کی بات نہیں کر سکتا وہ اس وقت بھی
 تمہارے داغ میں تھا جب تم اپنی بہن سے تانہ کے لیے جے میں گھلتی
 کر رہی تھیں اور میرے متعلق بتا رہی تھیں۔ اسی وقت اسے علم ہوا کہ میں
 تم دونوں کے درمیان آچکا ہوں۔“

”ایک بات مجھ میں نہیں آتی، وہ میرا غم بنا ہوا تھا۔ میری
 اجازت کے بغیر داغ میں نہیں آ سکتا تھا پھر کیسے آیا؟“
 ”غم بالائی بھی شارب کا دماغ دار غم تھا لیکن ہر گم گولی اور دماغ
 فریڈر کے ہتھ کر چھ کر پائی ہوگی۔“
 ”تم کیا کہنا چاہتے ہو کہ ہر گم گولی نے میری من کے ذریعے
 شارب کو میرے داغ میں آئے بغیر رکھا؟“
 ”یہ بات ہو سکتی ہے۔“

”اب میں یقین سے نہیں رہوں گی، میں سوچ کر پریشان ہوتی
 رہوں گی کہ شارب میرے داغ میں چپ چاپ بیٹھا ہوا ہے۔ میرے سچے
 خیالات پڑھ رہا ہے۔ اور گاؤ! میں اُسے کس طرح روکوں؟“

”وہ میری طریقے ہیں اسے مستقل طور پر روکنا چاہتی ہو تو روکنا
 مشکل کرو۔ ماسٹر روکنے میں مہارت حاصل کر لو گی تو کوئی مشکل
 داغ میں نہیں آسکتا گا۔“

”یہ بہت مشکل کام ہے، ویسے کوشش کروں گی لیکن جب
 تک کامیاب نہ ہوں یا وہ بے یقینی رہے گی۔“
 ”وہ تو جی میں مل کر دلا برنارڈ میسر کی بھاری دیوانہ ہے۔ اس
 سے کوئی تمہارے داغ کو لاک کرے۔“

وہ جانے طور پر سوچ رہی تھی۔ ”ہاں میں ایسا ضرور کروں گی،
 صرف شارب سے نہیں فوراً سے بھی اپنے جو خیالات کو چھپائے رکھا
 ہے میں کسی کو داغ میں نہیں آئے ڈنڈ لے گی۔
 ایسا سوچتے وقت وہ بھول گئی تھی کہ میں اس کے داغ کی
 یہ سوچ بھی پڑھ سکتا ہوں۔ میں نے ہتھے ہوئے کہا: ”جب میں چلا
 29

جاؤں تو میرے غلات سوچنا

وہ چوک گئی، پھر بولی "تم میرے داغ میں کیوں ہو؟"
"ایک اور خوشخبری سنا، اپنا ہاتھ بھونکے۔"
"جلدی سناؤ اور یہاں سے جاؤ۔"
"تمہاری بہن تیار۔۔۔"

میں نے بات اور وہی چھوڑ دی، وہ ایک دم سے پریشان ہو کر بولی "کیا ہوا تانہ کو؟ تم اس کے متعلق کیا مانتے ہو کیا تم اس کے دماغ تک پہنچ گئے ہو؟"
"وہ ہماری خیال خوانی سے ڈر کر نکل گئی ہے۔"
"وہ خوش ہو کر بولی۔" اوٹھیں گھاڑی پھر چوک کر بولی "کیا تم ہنسا کر رہے ہو؟"

"ہاں، پہلے شارب نے اس کے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کی، برنارڈ ٹیلر نے جس خون پر رابطہ قائم کیا تھا شارب اور میں نے اس کے منہ لٹک کر لے لیے تھے لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی تانہ جاچکی تھی کہاں گئی کچھ پتہ نہیں چل سکا۔"
"وہ غصے سے بولی یہ میری بہن نے جو تانہ کسی کی تربیت حاصل کی ہے ہمیشہ باج و چون بد رشتی کے بھی ہے تم لوگوں کے ہاتھ نہیں آنے لگی۔ اب یہ اچھا چھوڑ دو۔"
"تم نہ کوئی تب بھی مجھے عورت کے پیچھے پھرنا پسند نہیں ہے۔ میں باہر آؤں۔"

وہ ذرا چپ رہی پھر اس نے مخاطب کیا "فسر ادا ایک ضروری بات رہ گئی ہے۔"
میں نے جواب نہیں دیا۔ اس نے پھر پکارا۔ "بیروں زاد! میری بات سنو۔ میں غلام ابائی کے سلسلے میں کچھ کھانا چاہتی ہوں مجھے جواب دو پلینز۔"

میں پھر بھی خاموش رہا۔ اس کے چور خیالات پڑھ چکا تھا وہ آزمائش بات تھی کہ موجود ہوں یا چکا ہوں۔ اس لیے باتیں بنا کر بولنے پر مجبور کرنا چاہتی تھی۔ چھوڑ دی وہ بعد سے یقین ہو گیا۔ اس نے اپنا منہ اس کے دوسرے کمرے میں جا کر دیکھا۔ برنارڈ ٹیلر سو رہا تھا، پچھلی رات سے جاگا ہوا تھا، کافی جھگڑا ہو چکا تھا۔ اس لیے تنہا کر رہا تھا۔ وہ دب گیا تھا۔ مورینا خٹوڑی دیر تک سو جاتی رہی ہاں کالادہ تھا، ابھی برنارڈ ٹیلر کی توخوی عمل کے لیے کھینچی تاکہ وہ اس کے دماغ کو لاک کر دے۔ پھر اس نے سوچا کہ بے پادہ تنہا جا کر سو رہا ہے۔ میں نے بھی نیند پوری نہیں کی ہے خٹوڑی دیر ہو جاؤں پھر تو فی محل مناسب دے گا۔ ہو سکتا ہے اس وقت تک فراہم ہونے والی میں مصروف ہو جائے میری طرف دھیان نہ دے سکے اور میں تو فی محل سے گزر جاؤں۔

میں اسے چھوڑ کر برنارڈ ٹیلر کی غولبیدہ دماغ گیا۔ جسے ہی مناسب وقت پر بچا تھا مجھے وہاں شارب کی آواز نہ سنی دی۔ میں نے پہلے بھی اس کی آواز نہیں سنی تھی۔ چون کہ برنارڈ کے دماغ میں وہ آسکتا تھا یا نہیں، لہذا وہی تھا اور جس لیے نہ رہا تھا۔

وہ اسے تینہ کی حالت میں ٹھیک کر رہا تھا۔ اس کے دماغ میں خیال خوانی کے ذریعے بات نقش کر رہا تھا کہ وہ ہر نلکے دماغ کو لاک کر لے لے اس پر تو فی محل کرے گا۔ اس کے دماغ کو حواس بنا دے گا۔ وہ کسی بھی سورج کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گی لیکن رات کے ایک بجے سے دو بجے تک صرف ایک گھنٹے کے لیے اس کا دماغ بے حس رہے گا۔ پانی سورج کی لہر کو محسوس نہیں کر سکے گا۔

میں نے یہ بات نقش ہونے نہیں دی چپ چاپ برنارڈ ٹیلر کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ اس کے خوابیدہ ذہن سے کہنے لگا۔ "میں یہ بات یاد رکھوں گا مورینا پاپا اصل کون گا کہ وہ پانی سورج کی لہروں کو محسوس کیا کرے گی۔ صرف رات کے ایک بجے سے ایک گھنٹے تک بے حس رہا کرے گی۔"

شارب اور بھرام گنگولی نے یہ چل ملی ہوئی۔ بڑی کامیاب چال ہوئی۔ ایک گھنٹے کے لیے وہ بے حس ہو جائی تو آسانی دیر میں شارب اس کے دماغ سے بہت سی معلومات حاصل کرے کہ بھرام گنگولی کو بتا دیا کیوں کہ وہ اس کا تابع رہنا ہوا تھا۔

پاپا بشارب کی آواز میں کر مجھے بے مدخوشی ہوئی تھی جی چاہتا تھا فوراً ہی خیال خوانی کی پردہ لاک کر کے اس کے اس بیچ جاؤں تاکہ وہ پھر بھی بھرام گنگولی کے منہ سے لیکن فوراً ہی قتل ہو جی۔ بھرام گنگولی نے توخوی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا ہو گا تو فی محل کہ مورینا خیال خوانی کر کے اس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکتی تھی، پھر بھرام میں کیسے پہنچ سکتا تھا؟

یوں دیکھا جائے تو شارب پر اب بھی پہلے کی طرح پراسرار تھا۔ کالا عمل اور توخوی عمل کرنے والے کا تابع دار بن کر پہلے سے زیادہ طاقت ور ہو گیا تھا۔ بھرام گنگولی کے سامنے اس کی حیثیت ثانوی تھی۔ وہ اس کا محتاج تھا اور یہی اس کی شہ زوری تھی۔ "دونیا کی تمام خطرناک تنظیمیں اور دیگر طاقتیں فی الحال اس کا پکڑ نہیں لگا رہیں تھیں۔ ہمارے لیے یہ بات متثریشناک تھی کہ وہ بھرام گنگولی کا تابع دار بن گیا تھا۔ یقیناً اسے ٹرانسفارمر مشین سے فزکالنے والا تھا۔ یاب تک موقع لاؤ تو شاید گرا کر اچھا ہو۔"

مروختی نے مجھے مخاطب کیا "جناب شیخ صاحب کے پاس پہنچو۔" میں نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا "کیا بات ہے؟"

انہوں نے کہا "ہمارے ادارے سے تعلق رکھنے والے جتنے افراد شکار گواہ اس کے قریبی شہروں میں موجود ہیں ان سے کام لے سکتے ہو۔ میں ان کی آواز میں مشن رہا ہوں۔"

پھر انہوں نے ایک ریکارڈ دکھان کیا۔ اس کے ذریعے ہمیں مختلف افراد کی آواز سنائی دینے لگیں۔ کچھ آوازوں کو سن ذہن نشین کر رہا تھا اور کچھ کو سن کر تو فی محل تھا۔ تمام آوازوں کو سمجھنے کے بعد وہ بولی "اب ٹرانسفارمر مشین کی موجودہ پوزیشن بتاؤ۔" "پانچ مقامات ایسے ہیں جن میں سے کسی ایک جگہ وہ مشین ہے اور مشین کی حفاظت کرنے والے بھی وہیں پائے جاسکتے ہیں۔" "تم مجھے دیگر مقامات بتاؤ میں ادارے کے افراد کو وہاں روانہ کر دوں گی۔ تم جن کی آواز میں سنیں، وہاں باقی تین مقامات کی طرف روانہ کرو۔"

پھر ہم نے یہ کیا مختلف افراد کے دماغ میں پہنچ کر اپنا تعاون کرا دیا۔ ہمارا نام مشین ہی انشیں ہو گئے۔ فوراً عملی اقدامات کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنے لگے۔ میں ان مقامات کے متعلق بتانے لگا۔ جو مقام قریب تھا، وہاں تک وہ اپنی کھدوں میں جا سکتے تھے۔ ہمارے چاروں افراد نے گرین بے تک جانے کے لیے فوراً ٹیلیفون کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر مارٹر کر لیا، پھر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مروختی نے کہا ہمارے افراد زیادہ سے زیادہ ان کا ٹریننگ لگا سکیں گے لیکن وہ ٹریننگ ہی جیتی جانتے والے شارب اور کالا عمل جانتے والے بھرام گنگولی کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے اپنی حفاظت کے لیے پھر پورا انتظامات کیے ہرل گئے۔ میں نے کہا "پہلے ان کا پتہ چلنے دو جہاں بھی ان کا ٹریننگ ہے گا ہم وہاں پہنچنے والے افراد کے دماغوں میں رہیں گے اور دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنی حفاظت کے سلسلے میں کیے انتظامات کیے ہیں۔"

"لیکن وہ اب بہت دیر ہو چکا، ہو گیا وہ اپنی ٹریننگ ہی کی صورت میں بھرام کے دماغ میں منتقل ہو چکا ہوگا۔" "اگر وہ ایسا کرے گا تو ہم صرف انہوں ہی کر سکیں گے۔ بھرام گنگولی کی صورت میں ایک بہت ہی خطرناک ٹریننگ ہی جیتی جانتے والا ہمارے مقابل آجائے گا اس کے باوجود وہ مشین کی اہمیت جانتی ہے۔ ہم اسے ہر حال میں حاصل کریں گے تاکہ اگر کوئی بھرام گنگولی یہ علم حاصل نہ کرے۔"

"ان کا ٹریننگ کے بعد ہی تم کچھ کر سکیں گے، تم چار گھنٹے بعد پیرس پہنچ جاؤ۔ میرا مشورہ ہے۔ خٹوڑی نیند پوری کر لو۔" "میں سونا چاہتا ہوں لیکن ایک ضروری کام رہ گیا ہے۔"

"آؤی سونا تہا ہے۔" "دونیا کے ضروری کام ہو رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان کاموں کے لیے آؤی سونا چھوڑ دے۔"

"ابھی مورینا نیند سے بیدار ہوگی تو برنارڈ کو توخوی عمل کے لیے کہے گی۔"

"تم وہاں کی کرنا چاہتے ہو؟"

"شارب نے برنارڈ کے خواب میں دماغ کو ٹھیک کرنا چاہا تھا۔ میں نے اسے ناکام بنا دیا ہے، اب میں چاہتا ہوں مورینا کا دماغ مسیح چار بجے سے پانچ بجے تک بے حس رہے، وہ ہماری خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہ کر سکے۔ باقی ہر روز تین گھنٹے تک حواس بنی رہے۔ مروختی نے کہا "تم آرام سے نیند پوری کر لو۔ میں اس دوران مورینا کا خیال رکھوں گی۔ تم جو چاہتے ہو وہی ہوگا۔"

میں نے مسکراتے ہوئے سیٹ کی ٹیسٹ سے ٹیک لگالی۔ پھر سیٹ سیٹ باندھ کر انہیں بند کر دیں۔ مروختی نے میرے دماغ کو ہدایت دی کہ میں دو گھنٹے تک سکون سے سوتا رہوں۔ اگر کوئی غیر معمولی بات ہو تو فوراً آٹھ گھنٹہ مکمل جائے۔ اس کے بعد وہ خیال خوانی کے ذریعے میرے دماغ کو کھینچتی رہی۔ میں ایک منٹ کے اندر ہی گہری نیند میں ڈوب گیا۔

مجھے صاف لگے کہ بعد وہ اپنے بیٹے کے پاس اچھی شکر وہاں موجود تھا اس سے کہہ رہا تھا "چھوٹے، ایک باکر آپ کی ماما پاپا میں تو مجھ سے رابطہ کر دیں۔"

مروختی نے کہا "بیٹے اس سے کہہ دو میں موجود ہوں۔" "پارس نے شکریہ سے پوچھا "کیا تم میری ماما سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں انہوں نے کہا تھا، تم آپ کی ماں چپا کے لیے ایسے انتظامات کر دیں کہ وہ آپ کے ہاں سے جانے کے بعد کسی کی محتاج نہ رہے۔"

مروختی نے شکریہ کے دماغ میں پہنچ کر کہا "مجھے یاد ہے اگر میں دوسرے معاملات میں مشغول ہو جی۔ میں نے کہا تھا دو گھنٹے بعد اس کے سکون کی کوئی چیز نہیں ہے جہاں سے ہم کو ڈر رہے نقد لاکتے ہیں۔ چپا کے لیے کسی ایسی انڈسٹری کا سودا کر سکتے ہیں جو اسے ماما پاس ہزار روپے کا منافع دے سکے۔ ہر سال یہ کام اب ہو سکتا ہے۔"

اس اہم کارنامہ مراد وائٹ تھا۔ نام کے اعتبار سے آدھا مسلمان اور آدھا عیسائی تھا۔ عمل کے اعتبار سے بھی مکمل انسان نہیں تھا۔ وہ جس سے لے کر ہرے جوارات تک کی اسمگلنگ کرتا تھا۔ اس کی دولت کا شمار زمینیں تھا۔ حکومت کے کارہائے

اسے اچھی طرح جانتے اور پہانتے تھے۔ شمالی ہندوستان کے ایک بہت بڑے علاقے میں دو مٹی دانا کی حیثیت سے مشہور تھا۔ جو پلاس مندر اور گرجا گھر جوتا تھا۔ تین خیلے اندر مشرق کو لاٹھوں روپے چندے کے طور پر دیتا تھا۔ ایکشن کے رولنے میں غریبوں کے لیے غور کی کامز کھول دیتا تھا۔ وہ جس دانی کی حمایت کرتا تھا وہ ٹ اس کی بھولی میں گرتے تھے۔ یہی وہ جگہ تھی کہ ہر کرنے والی حکومت اس کے اسٹاک کے دھندے کو نظر انداز کرتی تھی۔

وہ کبھی ہندوستان اور کبھی یورپی ممالک میں رہتا تھا اس کی بوی مستقل پیرس میں رہا کرتی تھی۔ بچہ امریکا میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ بچے کی عمر پانچ برس تھی۔ قتل و حرمانت میں تقریباً پارس جیسا تھا اس کا نام بیو تھوہدہ دوسرے دن کی خلافت سے پہلے پیرس اپنی ماں کے پاس بانیانا ہوتا تھا اس کے بعد تعلیم کی طرف سے امریکا روانہ ہو جاتا۔

روٹی نے کہا: "شکر! ایک تیسرے سو ڈسکار ہوں گے ہمارا بیٹا بیوی کی جگہ جائے گا۔ تم ٹیلیفون کے ذریعے مرادواشن کی کوئی میں سہی سے بھی رابطہ قائم کر دینا اس کو مٹی کے اندر تمام لوگوں تک پہنچ جاؤں گی"۔

مٹھکونے اس کی ہدایت پر عمل کیا وہ اپنے طریقہ کار کے مطابق مرادواشن کی پرسنل سیکرٹری کے دماغ تک پہنچی پھر اس کے ذریعے مرادواشن تک پہنچ گئی۔ جس طرح جو تم کی تصویریں مختلف زاویوں سے حاصل کی گئی تھیں اس طرح اس نے ٹیلیوی تصویروں میں بھی ششور تک پہنچا دیں۔ ششور نے وہ تصویروں ڈاکٹر وڈیا مار کے حوالے کر دیں۔ روٹی نے کہا: "ڈاکٹر مار میرا بیٹا اس بچے کی جگہ میراں سے جلتے گا۔ کیا پارس اس سے مطابقت رکھتا ہے؟"

ڈاکٹر وڈیا مار غور سے تصویروں کا مطالعہ کر رہا تھا پھر اس نے اثبات میں سر ہلا کر کہا: "کچھ فرق ہے مٹی کی کوشش کروں گا وہ فرق نہ رہے۔ اپنے بیٹے کو میرے پاس بھیج دو"۔

پارس کو دیاں بھیج دیا گیا۔ روٹی نے اعلیٰ فی کی رسائی میں بتائیں اس نے کہا: "تم زیادہ سے زیادہ ٹیپو کے دماغ میں رہو اس کی باتوں کو اس کی خیال دھال کو ادارہ کی سنجیدگی کی اشارت کو اچھی طرح دیکھو اور سمجھو۔ اس طرح تم پارس کو ہر پہلو سے ٹیپونکر پیش کر سکو گی"۔

اچھی ٹیپو کی اسٹڈی کرنے کے لیے کافی وقت تھا۔ وہ دوسرے دن روانہ ہوئے والا تھا۔ روٹی مورین کے پاس پہنچ گئی۔ اس کا دیوانہ برنارڈ سلیوری تو مٹی کی تیاریاں کر رہا تھا۔ وہ بہتر

پر چاروں شملے جیت لیتی تھی۔ روٹی تھوڑی دیر تک انتظار کرتی رہی۔ برنارڈ اس پر تو مٹی عمل کی مشق کرتا رہا۔ اسے ٹرانس میں لاکر اپنی معمولی ناک بار پھر اس کے دماغ کو لاکر کرنے کے سلسلے میں ہدایت دیتے لگا۔ ایسے ہی وقت روٹی نے مداخلت کی۔ برنارڈ سلیوری کی اپنی سوچ میں کہا: "مورینا! تمہارا دماغ صبح پانچ بجے سے پانچ بجے تک جس رہے گا۔ تم کسی بھی پرانی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کر سکو گی۔ باقی ہر روز تین گھنٹے متاس نہ رہو گی، کسی بھی سوچ کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرو گی"۔

برنارڈ سلیوری: "یائیں اپنی زبان سے کہہ رہا تھا اور سوچ رہا تھا وہ ایسا کیوں کہہ رہا ہے۔ چاہیے سے لے کر پانچ بجے تک اس کے دماغ کو بے حس کیوں بنا رہا ہے؟"

روٹی نے پھر اس کی سوچ میں کہا: "مجھے ایسا کہنا ہے اس حیدر کو مکمل طور پر ہر طرح سے محفوظ نہیں رکھنا چاہیے۔ یہ ایک گھنٹے کے لیے کمزور ہو گی تو ہر مسئلہ جسے بھی کمزور ہو کر میری ہو جائے۔ صورت کو خود اسامی محتاج بنا کر رکھنا چاہیے"۔

برنارڈ سلیوری اس بات سے قائل ہو گیا اس کے مطابق تو مٹی عمل کرتا رہا پھر اسے ایک گھنٹے تک سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ روٹی میرے پاس آگئی۔ میں نیند ٹوڑی کر چکا تھا بلکہ میں گھنٹے گزر چکے تھے۔ اس نے کہا: "تم انشاء اللہ ایک گھنٹے بعد میرے پاس رہو گے۔ فی الحال میں ٹیپو کے پاس جا رہی ہوں۔ اس کی اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں"۔

وہ چلی گئی میں نے پوری سے رابطہ قائم کیا۔ وہ نیو یارک پہنچ گئی تھی میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کہا: "ڈاکٹر وڈیا میری تم سے رابطہ قائم کروں گا"۔

میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے ان افراد سے رابطہ قائم کرنے لگا جو شہر پارادیزا میں قیام کر رہے تھے۔ گرین بے میں ہمارے چار سرائے رہا تھے ان میں سے ایک نے کہا: "جناب! آپ نے گرین بے میں جس جگہ کی نشاندہی کی تھی، وہاں وہ ڈاکٹر وڈیا رہا ہے۔ اس سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ایک بڑا سا بنگلا ہے، وہاں ہم نے ایک بہت ہی قد آور پہوان نما شخص کو دیکھا ہے وہ ایشیائی ہے اس کے بال شاندار ہیں۔ ہر قسم کے ہوش میں اس کی بڑی بڑی آنکھیں بہت ہی غفیف ہیں۔ اگرچہ ہم نے دور سے دیکھا ہے لیکن وہ بہت ہی خطرناک شخص دکھائی دیتا ہے آپ کے بتلے ہوئے خیلے سے مشابہت رکھتا ہے"۔

"اس جگہ کی نشاندہی کرتے رہو۔ پوری دلی پہنچنے والی ہے۔ میری بات غم جو ہے ہی اس نے چونک کر کہا: "جناب! اس جگہ سے ایک نیگرو باہر آ رہا ہے۔ وہ بھی قتل و حرمانت میں

پہلے والے شخص کے جیسا ہے"۔
میں نے کہا: "وہ یقیناً غلام باقی ہو گا۔ اس پر نظر رکھو۔ اگر وہ کہیں جا رہا ہے تو تعاقب کرو"۔

"جی ہاں" وہ جا رہا ہے۔ ایک جیب کی اسٹیم ٹنگ سیٹ پر بیٹھ رہا ہے"۔

اس سرائے والے کے پاس بیٹھ ہوئے ساتھی نے اپنی کار اسٹارٹ کی۔ مجھ سے بات کرنے والے نے ٹرانسپیر کے ذریعے اپنے دوسرے ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنا شروع کیا۔ میں نے کہا: "اگر یہاں تمہارے کئی ساتھی ہیں اور کوئی غاص آ رہا ہے تو اس نیچر کو اغوا کر لو، اسے جیسے چکر چکھو کوئی اس کے سائے تک بھی نہ پہنچے گی"۔

"جناب! آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی۔ ہم یہی کوشش کریں گے"۔

"اس نیچر سے متبادل نہ کرنا۔ وہ تنہا چار چھ پر بھاری پڑے گا۔ بہتر ہے اغوا کرنے کے لیے ذہنت استعمال کرو"۔

میں نے پوری کو مخاطب کیا: "ان کا مشراغ مل گیا ہے۔ وہ گرین بے کے ساحلی شہر میں ہیں۔ ہمیں وہاں پہنچنا ہے اپنی پوریشن بناؤ گیس نام سے کس روپ میں آئی ہو تمہارے پاس کوئی بے یاسین بندوبست کروں؟"

"میں فرضی نام سے مارٹی میک اپ میں آئی ہوں وہ نام وہ میک اپ پاپیورٹ وغیرہ تم کو پہنچی ہوں۔ جناب شیخ صاحب نے ہمارے ادارے کے ایک پرنسپل نے انجینئر کا پتا دیا تھا میں یہاں ان کی بھولی بہن کی حیثیت سے ہوں۔ مجھے کونسی کی ضرورت نہیں ہے لیکن خوراک دیاں پہنچنے کے لیے یہی کا پٹر لازمی ہے۔ اس کے لیے کیا کر سکتے ہو؟"

"میں اس سلسلے میں ریڈیو والوں سے مدد لینا نہیں چاہتا انھیں معلوم ہو گا کہ نیو یارک کے ایک لڑکی کیلے کا پٹر میں پراڈا کرتی ہوئی گرین بے پہنچی ہے تو سبھی تجس میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اپنے ہاوس میں تمہارے پیچھے لگا دیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی بھی تنظیم کو بھی اس مشین کا علم ہو"۔

"اچھی بات ہے۔ میں اپنے موجودہ انجینئر بھائی کے ذریعے کیلے کا پٹر مارڈ کر دے گا۔ میرے پاس ہو کر کوئی قانونی رکاوٹ ہو تو خیال خواتی کے ذریعے اسے ڈور کر دیتا"۔

میں اس کے پاس موجود رہا۔ وہ انجینئر کے ساتھ کارڈ میں بیٹھ کر فلائنگ کلب پہنچی۔ وہاں تعداد رقم ادائیگی۔ انجینئر نے اپنا نام پتا اور مدد کھولا۔ اپنا پتا سن کر ڈاکٹر وڈیا انھیں ہر طرح مطمئن کیا۔ میں بھی خیال خواتی کے ذریعے انھیں مطمئن کرتا رہا۔ آخر یہی کا پٹر کا۔

انتظام ہو گیا۔ وہ نیو یارک سے روانہ ہوئی۔ میں تھوڑی دیر تک اس کے پاس رہا۔ پھر ان آدمیوں کے پاس پہنچ گیا جو غلام باقی کو اغوا کرنے والے تھے۔

غلام جیب میں بیٹھ کر ایک ایسے اسٹور میں پہنچا تھا جس میں مشینوں کے کل پرزے فروخت ہوتے تھے۔ وہ جیب کے ایک طرف پرک کر کے اسٹور کی طرف چلا گیا۔ جسے رابطہ رکھنے والے نے فرما کے دوسرے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انھیں پہلے ہی ٹرانسپیر کے ذریعے بتا دیا گیا تھا کہ میں غلام باقی کو بڑی مہولت سے اغوا کرنا چاہتا ہوں۔

ان میں سے ایک نے جیب کے ایک پستے کی ہوا نکال دی۔ ان کا ایک ساتھی اپنی گول فرنٹ کے ساتھ آگ لگا کر کچھ سوچ بچ کر ہی اسے ساتھ لایا تھا۔ غلام باقی اس خیر کو جیب کے پاس آیا۔ پچھلی سیٹ پر سالان کھا چھوڑ کر اسٹارٹ کرنا چاہتا تھا مگر پتا چلا ایک پیسیر بے کار ہو چکا ہے، وہ آگ لگا رہا۔ پریشان ہو کر پیسیر کو دھتھنے لگا۔ خالص پیسیر بھی نہیں تھا۔ اب وہ کئی سی میں جانے پر مجبور تھا۔ اسی وقت ہمارا ایک آدمی بھولی کی پری کے کراس کے پاس گیا پھر کھٹے لگا پھر مشرک کا بتا سکتے ہوئے بنگلہ اس جگہ پر۔

غلام باقی پریشان تھا۔ کچھ چھوٹا ہوا تھا لیکن اخلاقی تقاضے کو نو کر کے کے لیے اس سے پری کی سی برائے دیں پڑھا تو چونک کر بولا: "ارے تو تمہارے بنگلے کے قریب ہے مجھے نہیں جانا ہے لیکن پیسیر بے کار ہو گیا ہے"۔

ہمارے مشراغ رسالے نے کہا: "اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے میری کار موجود ہے۔ میں واقع کے ساتھ جا رہا ہوں۔ تم پچھلی سیٹ پر بیٹھ جاؤ اس طرح میری رہنمائی بھی کر سکو گے اور اپنی منزل تک بھی پہنچ جاؤ گے"۔

غلام باقی خوشحال کی اعتراض پر ہنسٹا تھا۔ شاید وہ اپنے آقاؤں کے حکم کے مطابق جلد سے جلد وہاں پہنچنا چاہتا تھا۔ وہ سالان اٹھا کر پچھلی سیٹ پر گیا۔ کار اسٹارٹ ہو کر لگے بڑھ گئی۔ غلام نے کہا: "ساؤت" شاہراہ تک چلو، میں اس کے بعد رہنمائی کروں گا"۔

کار کے پیسیر کھڑے تھے۔ باہر سے اندر بیٹھے والے نظر نہیں آتے تھے اندر والوں کو باہر کا منظر دکھائی دیتا تھا۔ وہ آرام سے پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا پھر چونک کر ایک کھٹکے کی آواز کے ساتھ اٹھی اور پچھلی سیٹ کے درمیان ٹیشے کی دیوار اٹھرتی ہوئی چھت تک چلی گئی تھی۔ وہ شیشہ شہرت ہی مضبوط، دیراز انقباض شکست تھا۔ اس نے ہاتھ لگاتے ہوئے پوچھا: "یہ کیا حرکت ہے؟" اسے عجیب سی ٹوکا احساس ہوا۔ وہ خوشحالی سے زبردلوں نے گہری سانس لے کر محسوس کرنے کی کوشش کی۔ آخر وہ کسی ٹوکے

میں ہر بات اچھی طرح سمجھا کر واپس پڑی کے پاس آگیا۔ اس دوران ایک گفتگو گزرتی تھی۔ (ادھر میں پیر کی طرح رہتا تھا ادھر وہ گریبے کے ساحلِ عطیہ میں قدم رکھ کر بھیجی - میں نے کہا: ہم نے غلام کو کتابوں کی ریلیف دے دی ہے۔ وہ بے ہوش ہے، میں نے کچھ معلومات حاصل کی ہیں انہیں عذر سے منسوب۔

میں وہی بول،
پاسپورٹ پر میری وجہ صرف تھی کہ میں ایک ایپ آنا چکا
تھا۔ میں نے مشکرتے ہوئے کہا، ”میرے پاسپورٹ میں انٹیلی جنس کے
آؤی ضرور ہوں گے، چاہے آپ کو تو میرے خلاف رپورٹ کر سکتے ہوں۔“
اس نے پاسپورٹ واپس کرتے ہوئے کہا، ”تم خود بخینسو“

مسب ذہنت ہو گئے آخر میں شیخ صاحب رومے۔ وہ آدمے مجھے ملک موجودہ مسائل پر گفت گو کرتے رہے پھر یہ کہ کر پلے گئے کہ کبھی رات دس بجے دالی فٹاٹ سے مانا ہے۔ دوبارہ ایک گھنٹا پلے آئیں گے پھر سردی مسائل پر گفت گو کریں گے۔ ان کے ہاتھ کے بعد میں نے دروازے کو اندر سے بند کیا پھر ٹپ کر دیکھا تو سوتی سر پر کچل رہے تھے، ہر گھمکے شرابی تھی۔ مٹا اس کے پاس آئی۔ اس کے بازوؤں کو تھام کر مٹے لائے جوئے

ہم نے ان لمحات میں خود کو کھل دیا۔ ان لمحات میں لکھنا
ہوتا ہے کہ بڑی کیا ہے ؟
بیوی ہماری نسل کا بوجھ اٹھانے والی ایک عظیم ماہر
عورت ہوتی ہے ۔
موت ہمیں ماہر ڈالتی ہے ۔ بیوی ہمارے بچے کو جنم دے

کرموت کے بعد بھی ہیں زندہ رکھتی ہے۔ یہ موت کی شکست ہے کہ وہ ہماری بیوی کے سامنے نہیں اڑیں سکتی۔

خون سے زیادہ دودھ کی اہمیت ہے۔ خون تو عورت میں بھی ہوتا ہے مگر وہ دودھ کی بجائے جو کئی نہ لے سکے اور بیوی ہمارے بچوں کو یہی نایاب دودھ دیتی ہے جو بازار میں نہیں ملتا۔ اور اگر ملتے ہیں تو آٹھ منہ نسلوں کی جسمانی اور دماغی صحت مشکوک کر دیتا ہے۔

بیوی وہ ہے جو کوئی کی طرح اپنے دھرم کے لیے لڑتی ہے اور اپنے لڑنے لڑنے ہمارے مذہب کی طرف ٹھک جاتی ہے۔ قدرت نے تمام عورتوں کے رشتوں کے مقابلے میں بیوی کو زیادہ ٹھیک سمجھا ہے اس لیے وہ ٹھیکے ٹھیکے ایمان کے سامنے بکود ہو جاتی ہے۔

وہ نہیں سوچتی اس کا دھرم کیا تھا۔ وہ نہیں سوچتی اس کی آنا اور خود داری کیا تھی۔ وہ نہیں سوچتی سماع میں اس کا ماں مرتبہ کیا تھا۔ وہ صرف اپنے مرد کے لیے فنا ہو جاتی ہے بعد میں انکشاف ہو کہ فنا ہونے کے بعد گناہ زدہ ہے۔ اولاد جو ان پر ہو کر باپ کا صرف نام لہتی ہے مگر مال کی عظمت کو سلام کرتی ہے اس کا بیت باگنا ثبوت یہ ہے کہ آپ کسی بھی شہر کے رکشے اور سیکور کے پیچھے دیکھ لیں وہاں اٹکھا ہوا ہوگا۔ مال کی دغا بھی آپ نے باپ کی دغا کیا ہوا نہیں دیکھا ہوگا۔

گویا عورت بیوی بن کر فنا ہو رہی ہے اور مال بن کر اتر رہا جاتا ہے۔

روستی میرے سامنے سب کچھ بھول گئی تھی، جیسے ہوش حواس سے بگائی ہوئی تھی۔ اس نے ان لمحات میں یارس کو بھی یاد نہیں کیا۔ عورت شاید اس لیے اولاد کو یاد نہیں کرتی کہ اولاد والی اس ہی ہوتی ہے وہ پھر پورا اعتماد کرتی ہے جب تک تقدیر مہربان ہے جب تک باپ اپنے پیچھے چلے گا۔ تب تک پیچھے کا نصیب اپنے تئیں نہیں دے گا۔

وہ یارس کے سلسلے میں مطمئن تھی۔ اس وقت تک اس کی پامنگ مگر جی ہو چکی تھی۔ اس نے شوہر کا رعب اختیار کر لیا تھا پھر اعلیٰ لی لی اس کی حفاظت کے لیے موجود تھی اور کسی بھی قسم میں اپنے پیچھے سے پاس پیچھ سکتے تھے۔ اسی لیے روستی صرف میری ذات میں گم ہو گئی تھی۔

رات کے کھانے پہنچے۔ روستی اُناس ہونے لگی میری رواجی کا وقت قریب آ جا رہا تھا۔ ہم نے منسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کیا اور اسی وقت جناب شیخ الغار سے تشریف لے آئے۔ ہم نے مگر ان کی گیسٹ ہاؤس کے ڈرائنگ روم میں

اگر دیکھا وہ ایک خامنی صاحب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کہا: "میرا خیال ہے تم دونوں ایک صاحب ہو۔ ذکر کر سکتے ہو اور بعد ہنگامہ کر سکتے ہو، لہذا میں خامنی صاحب کو لے آیا ہوں۔ روستی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تم دونوں کا دوبارہ نکاح چھڑایا جائے گا۔"

روستی مارے خوشی کے بے مال ہو گئی۔ فوراً ہی پلٹ کر تیری سے چلتی ہوئی ہاتھ روم میں گئی اور دھوکے لگائی۔ میں نے بھی جاکر دھوکا پھر پانچ منٹ کے بعد مرم دونوں خامنی صاحب کے سامنے سر جھکا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ روستی ٹھونٹ میں چھٹی ہوئی تھی۔ وہ نکاح چڑھا رہے تھے اور ہم نکاح قبول کر رہے تھے۔

ساڑھے آٹھ بجے ہم مذہبی اور قانونی طور پر از سر نو نیاں بیوی بن گئے۔ خامنی صاحب رحمت ہو گئے۔ جناب شیخ الغار نے میرے رشتے پر ہاتھ رکھ کر کہا: "فراوان میں نے کہا تھا غلام سے ایک ٹھکانا بنے گا اور وہ دوسری مسائل پر گفتگو کروں گا۔ مسائل کچھ نہیں ہیں۔ تم سب اپنے اپنے سالی سے بنو بیٹھ سکتے ہو۔ میرا مقصد یہی تھا کہ میں مرم دونوں کا قاعدہ نکاح چڑھا دوں۔ تاکہ رد و عشرت کے سامنے جواب دہ نہ بنو پڑے تو مجھے شرمندگی نہ ہو۔ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا میری تمام دعاتیں تم دونوں کے ساتھ ہیں۔"

وہ ہم سے رحمت ہو گئے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ روستی دونوں ہاتھوں سے منہ دھو کر روئے لگی۔ میں نے حیرانی سے پوچھا: "کیا بات ہے؟"

"آج صبح عتوں میں ہمارا نکاح ہوا ہے۔ آج ہم ایک دوسرے کے شریک حیات ہیں لیکن کسی کی شادی ہے، ایک انکاح ہے کہ ہم شہادت نہیں دے سکتے۔ تمہاری رواجی کا وقت ہو چکا ہے۔ اس کی آنسو بھری فراوانی کر میرا دل ڈھکنے لگا۔ میں نے کہا: "میں میری جان! ہم شہادت کرنا نہیں گے۔ خواہ قیامت آج آجائے۔ جس شریک حیات نے مجھے یارس میسا پٹا دیا ہے، میں اس کے دل میں کوئی حسرت دہنے نہیں دوں گا۔ میں چند محمول تک انتظار کروں گا۔"

میں نے فرانسیسی عورتوں سے باری باری رابطہ قائم کیا۔ ان سے کہا: "میں فراوانی کی تیور آپ لوگوں سے منسوب ہوں اور پوچھ رہا ہوں اگر میری خاطر طیارہ دو چار گھنٹے لیٹ ہو جائے تو کیا فرق پڑے گا؟"

ہر عہد سے دارنے ہی جواب دیا: "کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آپ کے لیے تو جان مافہ ہے۔ آپ جس قیادے میں سفر کرنے والے ہیں وہ ہمارا پناہ گاہ ہے۔ ہم اعلان کر دیں گے،

اس میں کوئی غامی پیدا ہو گئی ہے اسے دست کیا جا رہا ہے تاکہ ماسٹر کے دکان کوئی نقصان نہ پہنچے۔"

تم انہوں نے یہی جواب دیا: "کوئی سافرا عراض نہیں کرے گا۔ ہر مشافروہ اپنی زندگی عزیز ہوتی ہے وہ یہی چاہے گا کہ سفر سے پہلے ہی طیارے کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے۔"

روستی میرے دماغ میں تھی میرے ذہن میں تمام افسران کے جوابات ملتی جا رہی تھی۔ پھر اس نے پوچھا: "کیا ماسٹروں کو غلط اطلاع دی جائے گی کہ طیارے میں خرابی پیدا ہو گئی۔ غلطی اس قدر کم ہو گئی ہے کہ طیارے میں خرابی پیدا ہو جاتی تو کیا ہوتا؟"

میں اس منطقی پر حیران ہو کر اسے سننے لگا۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ دیے۔ پھر چیخنے ہوئے بولی: "نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، خدا بڑے صاف کر دے اگر میرا جیون سافری سفر کرنا اور اس اختیار سے میں کچھ خرابی پیدا ہو جاتی تہ کیا ہوتا؟"

میں اس کی بات نہ سمجھ سکی۔ کیوں کر لگتا ہے کہ بولی: "نہیں فراوانی نہیں، ہرگز نہیں۔ طیارے میں جھوٹی بجتی خرابی پیدا نہیں ہوگی، کبھی پیدا نہیں ہوگی۔ تم فرم کرنے والے ہو، لعنت ہے اسی شہادت پر جو ایک رات کی خوشی کے لیے اس سے اس کا شرم چھین جسے طیارے میں وہ مگر ہا ہوا اس طیارے میں جاتی آجانی خرابی پیدا ہونے نہیں، یہ کفر ہے، یہ مذاق ہے جو قدرت سے کیا جائے۔ اور میں ایسا مذاق کر کے اپنا ازدواجی زندگی کو داؤ پر نہیں لگاؤں گی۔ تم یہاں نہیں روکو گے۔ میں اپنی شہادت کو تعدادی صلاحیت پر قربان کرتی ہوں تم وقت پر جاؤ گے۔"

اور میں وقت پر روانہ ہو گیا۔ طیارے میں پرواز کرنے کے دوران روستی کا چہرہ ملنے تھا اس کی پیچھی ہوئی آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ میں نے اپنا سب کچھ فراموش کر کے شہادت کی قربانی نہیں دے سکتی کیوں کہ یہ اس کی جوانی کی پہلی اور آخری خوشی ہوتی ہے وہ بڑھاپے کی آخری سانس میں بھی جب اس رات کو یاد کرتی ہے تو خوشی نہیں کی طرح شائے لگتی ہے۔ جس طرح زندگی ایک بار جیتی ہے اسی طرح رات بھی ایک بار آتی ہے۔ روستی میری شریک حیات تھی میرے پیچھے کی مائیں لیکن اس کے نصیب میں آج تک وہ مات نہیں آئی تھی۔ آج وہ مائیں تھی گھر اس نے میری سلامتی کے لیے اتنی بڑی قربانی کو قربان کر دیا تھا۔ وہ آخری ساتوں تک میری شریک حیات رہے گی۔ لیکن یہ رات اب اس کی زندگی میں کبھی نہیں آئے گی۔

میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اپنے دل اور دماغ سے تمام جذبات کو نکالنے کی کوشش کرتا رہا کیوں کہ اندر ہر بات میں اس کی غامی پیدا ہو گئی ہے اسے دست کیا جا رہا ہے تاکہ ماسٹر کے دکان کوئی نقصان نہ پہنچے۔

میں تھوڑی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔ اپنے دل اور دماغ سے تمام جذبات کو نکالنے کی کوشش کرتا رہا کیوں کہ اندر ہر بات

بہرے ہوں تو جیسے غبارِ ابرو ہوتا ہے ایسے میں آدمی نہ تو کام کی بات سوچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی کام پوری توجہ سے کر سکتا ہے۔

پھر میں نے پوری سے رابطہ قائم کیا۔ وہ میرا انتہائی بہن تھی۔ اس نے کہا: "تم کچھ گھنٹے سے غائب ہو کر شکایت نہیں کر دوں گی۔ بہت عرصے بعد روستی سے ملاقات ہوئی ہے۔"

"ہاں، میں چھ گھنٹے تک ساری دنیا کو بھول گیا تھا، تم بتاؤ، کیا کرتی ہیں؟"

"اس شے کے قریب ان کی محنت کی کوئی رہی۔ وہاں سے کبھی بہرام گم ہو گیا اور بھی ایک انگریز باہر آتا تھا وہ لوگ رات سے میں کھڑے ہو کر دُور دُور تک دیکھتے تھے پھر پریشان ہو کر پلے جاتے تھے یقیناً انہیں غلام باقی کا اشتہار تھا۔"

پولی کے بیان کے مطابق وہ لوگ دھنکے ٹمک پر نشان دہے پھر ڈان فریزر باہر آ کر بیٹھنے کے احاطے میں دو گلابیں تھیں، ایک تو غلام باقی نے لیا تھا دوسری کاربو جو تھی۔ ڈان فریزر نے اس کی اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی۔ پھر لڑکھڑکھا ہوا سرک پڑا۔ پولی ڈان ہڑی دیکھ رہی تھی۔ وہ سرک کے کنارے اکٹھڑی ہو گئی پھر ایک انگوٹھے سے لطف حاصل کرنے کا اشارہ کرنے لگی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اور لوگ فریزر کا تعاقب کر رہے تھے اور وہ یقیناً ہمارے ہی آدمی تھے۔

ڈان فریزر نے دیکھا، ایک حسین نوخیزہ و خیزہ مرک کے کنارے لیٹ ہو گیا۔ وہی ہے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ گاڑی رک دیتا۔ ان وقت وہ سب پریشان تھے۔ غلام باقی کی گمشدگی نے انہیں خطرے کا احساس دلایا تھا۔ پھر وہ اپنے استاد بہرام گم کوئی سے رٹا تھا۔ اس کے کم کی تعمیل کرنے کے دوران کسی حیدر میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ بہرام اس نے گاڑی نہیں روکی۔ پولی کے قریب سے تیز رفتاری کے ساتھ گزر گیا۔ پیچھے آنے والی گاڑی بھی اسی طرح گزر گئی۔ اس کے پیچھے ایک گاڑی آ رہی تھی وہ مرک گئی۔ ایک نوجوان نے دروازہ کھول کر باہر آئے ہوئے کہا: "میں پولی! میں آپ کو پوچھا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتا ہوں۔ کم آن ہری آپ، ورنہ وہ نکل جائے گا۔ وہ جلدی سے آکر مجھے بھی پھر پولی! یہ ڈان فریزر بھی اسی اسٹو میں جلتے گا اور شین کے کل پڑے خریدے گا۔"

گاڑی ڈرائیو کو ملنے والے نوجوان نے مجھ کو اسٹیرنگ نکال کر اپنے ہاتھوں سے رابطہ قائم کیا۔ انہیں بتایا: "پولی میرے ساتھ ہے۔ اگر ڈان فریزر بھی اسی اسٹو میں ہو جائے گا کہ پڑے خریدے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کل پڑے نہایت اہم ہیں۔"

دوسری طرف سے جواب ملا: "ہم اس کی اہمیت کچھ دہے

ہیں۔ ہماری کوشش یہی ہوگی کہ ڈان فریئر بھی وہاں نہ مل سکے؛
پوچھنے اس کے ہاتھ سے ٹرانسپیرٹ لے کر کہا: میں پوری
بول رہی ہوں۔ ڈان کو اغوا کر کے کسی دوسری جگہ بھیجا جائے۔

اسے غلام بانی کے پاس ہرگز نہ جانے۔
میں پوری کوان کے متعلق اچھی خاصی تفصیلات بتا چکا تھا۔
وہ کبھی کبھی فریئر سے تو می مل کے ذریعے غلام بانی کو اپنا تبادلہ
بنایا تھا۔ اگر اغوا کر کے بعد دونوں کو ایک جگہ رکھا جاتا تو غلام
منرو اپنے تئیں عملی کر کے والے سے متاثر ہوتا۔

پوری یہ بھی سمجھتی تھی میں نے غلام بانی کے لیے بوش ہونے
کے دوران اس کے دماغ سے کچھ معلومات حاصل کی تھیں اگر
اسے علم نہ ہو کہ کھاس کے دماغ کو اسی طرح کمزور کیا جاتا تو مزید
معلومات حاصل ہوتی تھیں اس لیے اس نے ہمارے آدمیوں
سے کہہ دیا تھا ڈان فریئر کو اس سے دور رکھا جائے۔

ہمیں اس بات کا یقین تھا کہ ڈان فریئر مشینیں ابھی ان
کے کسی کام نہیں آسکتی۔ اسے دوبارہ نصب کرنے اور اس کی
کرنے کے سلسلے میں جی جیڑن کی کمی تھی وہ ان کے پاس
نہیں پہنچ رہی تھیں بلکہ ہم پہنچنے نہیں دے رہے تھے۔
براہ کھلی کو ٹیلی فونی کے علم سے خود رکھنے کافی اعمال ہی ایک
طریقہ تھا۔

ڈان فریئر نے ایک اسٹور کے سامنے جا کر گاڑی روکی
پھر گاڑی سے اتر کر اسٹور کی طرف جانا چاہتا تھا اسی وقت
عقاب کے منہ دالوں میں سے ایک نے اسے جڑے جڑے کر کہا: "ہیلو،
مشر، تم جو سامان خریدتے جا رہے ہو وہ ہمارے پاس موجود ہے،
فریئر نے اسے تم کو روکنا نہیں کیا مطلب؟ تم کیسے جانتے ہو؟
میں کیا خریدنے جا رہا ہوں؟"

"تم سے پہلے ہی ایک خریدار آقا تھا، اس کی جیب کے
پیسے سے ہوا نکال دی۔ اسے اپنے ساتھ جانے پر مجبور کر دیا۔
فریئر نے پریشان ہو کر پوچھا: تم یہ کیسا پاتھو؟ تم کو کون
مجھے بھی مجبور کر دے؟"

"راستی خوشی کیلئے تجوید نہیں کیا جائے گا تم دیکھ رہے
ہو لیکن ہاتھ کوٹ کی جیب میں ہے مالان اگر اتنی سہولت نہیں پڑتی
ہے پھر بھی ریو اور کو چھپا کر رکھنے کے لیے ہاتھ کو جیب میں رکھنا
ہی پڑتا ہے۔"

وہ ہم کوٹ کی جیب کی طرف دیکھنے لگا۔ اسے مجبور
کرنا اگر ہاتھ لایا یہ بتانا ہو گا کہ ریو اور کو کا رخ ہمارا ہی ہے؟
وہ ہٹوٹ لنگے لگا اس پاس دیکھتا بھی جا رہا تھا کٹ پاتھ
پر کا ڈاکٹر اگر نظر آ رہے تھے ایک آدمی قریب سے بھی گزرتا تھا

حمر گزرنے والا یہ کیسے جان سکتا تھا کہ کسی کی جیب میں ریو اور
ہے۔ اور تو می عمل جانتے والا ڈان فریئر موت کے سامنے
کھڑا ہے۔

وہ مجبور ہو گیا۔ اس کے اشارے پر گھرے رہتا ہوا ایک کار
کے پاس پہنچا۔ اس کے لیے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا گیا۔ سیٹ پر
پہلے ہی ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ہاتھ پیر کر اندر کھینچ لیا بیو اور
والا بھی اس کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ دروازہ بند ہوا پھر گاڑی آگے چل پڑی
اسے آبادی سے دور آڈور ایک چھوٹے سے مکان میں لایا گیا ایک
کمرے میں تنہا چھوڑ دیا گیا۔ وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر دیکھنے لگا۔
فرار کا راستہ نہیں تھا۔ ایک ہی دروازہ تھا جو اب قفل رہا تھا۔ وہ
دروازے پر پوری کو دیکھنے ہی چوک گیا۔ یاد آ یا اس لڑکی نے لغت
انجی تھی۔

اس نے پیچھے ہٹ کر پوچھا: تم کون ہو؟ کس تنظیم سے تعلق
رکھتے ہو؟ دیکھو سر کے گرد بوسے باسے میں تھیں کچھ معلوم نہیں
وہ بہت خطرناک ہے۔ ابھی کالے ملک کے ذریعے مجھے ہال سے
نکال لے جائے گا۔

پوچھنے کمرے میں آ کر کہا: "تھیں گے دو دیو پر یقین ہے،
پھر بھی خوف سے حرکت جا رہے ہو، اگر تم سے بیٹھو۔
وہ ایک گری پر بیٹھتے ہوئے بولا: کیا تم نے غلام بانی کو
اغوا کیا ہے؟"

"وہ دوسری گری پر بیٹھتے ہوئے بولی: تم سوال نہیں کرو گے،
صرف جواب دو گے۔ اس جنگل میں شارب اور براہم گنگولی کے
علاقہ اور کون ہے؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دوں گا۔"
پوچھنے ایک جوان کو لاکر کہا کہ ریو اور کی مال کٹی سے لگا
دو۔ یہ جواب دینے میں ایک لمحے کی بھی دیر کرے تو کوئی امرینڈ
فریئر نے ریو اور نکال کر ڈان فریئر کی پٹری سے لگا دیا وہ
خوف سے روتے لگا پھر بولا: وہاں صرف شارب اور براہم گنگولی
ہیں۔ وہ کسی اور کو اس راز میں شریک نہیں کرنا چاہتے۔
"کیا اس جنگل میں ٹیغیوں ہے؟"

"نہیں ہے۔"
"میں نے ٹیغیوں کا نام اس جنگل کی طرف جانتے دیکھا ہے۔
وہ بے بسی سے بولا: جب تم نے دیکھا ہے تو یہ بھی کیوں ہو؟
"اب اس نے غلام جواب دیا تو کچھ چلا دیا۔ ان کو شارب
جواب دیکھا شارب نے تھیں اس مشین کو آپریٹ کرنا سکھا یا ہے؟
"نہیں! شارب کہہ رہا تھا غلام بانی ایک بادشاہ کی پرستش کر
چکے۔ اگرچہ وہ تو می مل کے زیر اثر تھا اس لیے اس طرح یونین

ہے لیکن دوبارہ بتایا جائے گا تا یاد آ جائے گا۔"
"اب غلام بانی وہاں نہیں رہا؟"

"میرا استاد براہم گنگولی کہہ رہا تھا مجھے آپریٹ کرنا سکھا
جائے گا لیکن پہلے سامان منرو تھا اس لیے میں خریداری کے لیے
آتا تھا میں کہتا ہوں میرا استاد بہت خطرناک ہے وہ کالے منرو کا
باپ کر کے گا تو ریو اور کی کو لیاں پچھل جائیں گی۔ تم سب کے ہاتھ
باؤں شل ہو جائیں گے کوئی میرے سامنے آکھہ اٹھا کر دیکھ بھی
نہیں سکے گا اور میں تم سب کے سامنے سے گزرتا ہوا چلاؤں گا۔
وہ بولی: ہم یہ دلچسپ تماشا منرو دیکھیں گے، فی الحال
ٹیغیوں نے آؤ۔"

دوسرے جوان نے ٹیغیوں لاکر منرو شیل پر رکھ دیا فریئر
تم جاؤ تو اپنے منرو گنگول سے بات کر سکتے ہو؟

وہ بے یقینی سے ایک ایک کا منرو دیکھنے لگا۔ پوچھنے فریئر
سے ریو اور لیاں پھر پوچھا: کیا تم بات کرنا نہیں چاہتے؟
وہ ہمدی سے گری کھٹکا کہ منرو شیل کے قریب آیا۔ پھر
ریو اور لیاں قریب ڈال کر لے لگا جب ڈاننگ ختم ہوئی لیاں قائم ہو گیا
دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو ڈان نے جانچ کر کہنے کے لیے
منرو کھولا اسی لمحے پوچھنے ریو اور کی ہال اس کے منرو میں گھس پڑی۔
اس کے ہاتھ سے ریو اور لیاں۔ اپنے کان سے لگا کر منرو۔ دوسری
طرف سے ہال کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ "ہیلو، ہیلو، ہوا آؤ دیر"
ڈان فریئر دبا کرتا ہو؟

پوچھنے کہا: تمہارے شاگرد کے منرو میں ریو اور کی مال
گھسی ہوئی ہے نہ کج نکل نہیں رہی ہے؟

براہم گنگولی نے گریٹ کر پوچھا: تم کون ہو؟
"میں موت ہوں اور تمہارے کان میں سرگوشی کر رہی ہوں"
خوشتی سنا۔ اس جنگل میں تم دورہ گئے ہو اور دونوں کی زندگی
تھوڑی سی رہ گئی ہے جب تک باہر میں منرو گنگولے زندہ رہو گے تاہم
نکلے ہیں اپنے غلام اور شاگرد کی طرف لپٹا ہوا مارے اور اپنا اشارے
کرتے ہیں جس کا اس کو نہ پتا نہیں بتا رہے۔
"دوسری طرف سے تقریر پوچھا: کیا تم کسی تنظیم سے تعلق
رکھتے ہو کیا تمہاری تنظیم میں کوئی منرو نہیں ہے؟"

"منرو تنظیم باؤں زمین پر مارتے ہو تو زمین و منس باقی ہے
میری تنظیم میں جو مر رہے اس کا نام منرو گنگولے تو باؤں مارنے سے
پٹھان و منس مارا ہو۔"
"کیوں دیکھیں اور ہی ہو تا تو تم کون ہو تمہارا سر فریئر
کون ہے؟"

"یہ کوئی بدشاہن کی ٹوٹی نہیں ہے کہ سر منرو کا لفظ استعمال
کیا جائے۔ بانی دی دے، تم مجبور ہو اور خود سوال نہیں کرتے تون

جواب دیتے ہیں۔ پوچھنے اس کے سلسلے میں کیا سمجھتا رہے ہو؟
"کیسی مشین، ایک کس مشین کی بات کر رہی ہو؟
"دعا خواہ انجان ان کر دت متا مت کر دت"

"اس مشین پر تم لوگوں کا سا یہ نہیں پڑ سکے گا تم سمجھتی
ہو میرے دو آدمیوں کو یہ مثال بنا کر مجبور کر دو گی۔ میں انہیں تونوں
کی موت نہ دے کے لیے چھوڑ دوں گا۔ یہ مشین میری جان ہے یہ بڑی
زندگی ہے۔"

"تم اپنی جان کو تنہا استعمال نہیں کر سکو گے۔ شارب بھی کچھ
نہیں کر سکے گا۔ اسے آپریٹ کرنے کے لیے ایک تیسرے آدمی کی
منرو تھیں گی اور وہ تیسرا آدمی اب تمہارے پاس نہیں رہا۔"
"تم کیا سمجھتی ہو میرے پاس غلاموں اور جان مشا روں کی
کمی ہے؟"

"جو بھی غلام یا جان شارب مشین سے تعلق رکھنے والے مل پڑے
خرید لے آئے گا زندہ واپس نہیں جائے گا۔ اور تم دونوں کے متعلق
میں پہلے ہی پیش گوئی کر چکی ہوں۔ زندگی سے بیزار ہونے کے بعد
ہی بہتر قدم لگنا ہو گا۔"

تھوڑی دیر تک دوسری طرف خاموشی رہی۔ پوچھنے کہا۔
"میں جواب کا انتظار کر رہی ہوں۔"

براہم گنگولی کی سرگوشی ہوئی اور آواز سنائی دی۔ "میں تھوڑی
مہلت چاہتا ہوں اسوجنے کا موقع دو۔"

وہ بے شک موقع ڈول کی جیب تک کالے منرو پڑھ سکتے
ہو پڑھتے رہو۔ میں نے باوجود کے متعلق بہت کچھ سنا ہے کبھی
آنکھوں سے دیکھا نہیں ہے، آج دیکھنا چاہتی ہوں۔"
"میں ڈان فریئر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"اس سے میری بات ہو جائے گی لیکن میری ایک بات
ابھی طرح یاد رکھنا غلام بانی اور ڈان فریئر سے ہمیں خطرہ نہیں
تھا اس لیے ہم نے ان دونوں کو اغوا کیا، تھیں نہیں کیوں گے۔
جیسے ہی باہر منرو گنگولے چاروں طرف سے گولیاں برساتی شروع ہوئیں
گی تا کہ تم غیر معمولی جسمانی قوتوں کا مظاہرہ نہ کر سکو اور میری کسی اور
علم کے سوا دے وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو سکو۔ میں ٹیک
چار کھٹے بعد تون کر دوں گی۔"

اس نے ریو اور دیکھا۔ ڈان فریئر کے منرو سے ریو اور کی
مال نکال لی۔ تقریباً دو گھنٹے بعد ادارے کے ایک جوان نے
ٹرانسپیرٹ کے ذریعے رابطہ قائم کیا۔ اس نے کہا: بس پوری اگر
آپ جنگل کے قریب موجود ہیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔
پوچھنے پوچھا: کوئی خاص بات ہے؟

"جی ہاں، ہم کچھ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اس پر
یقین نہیں کر سکتے پھر حال آپ کیسے یقین کر لی گی۔"

”پہیلیاں نہ بھراؤ، سیدھی طرح جواب دو“
 دوسری طرف سے کہا گیا ہے ہم تقریباً دس منٹ سے عجیب و غریب تماشا دیکھ رہے ہیں۔ اس جگہ کے لوگ اور بچے دہانے سے ہرام گنگولی نکلتے اور چند قدم چلنے کے بعد ہمارے نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے جیسے غائب ہو گیا ہو یا کسی دھت کے پیچھے چھپ گیا ہو۔ دس منٹ کے اندر تقریباً چھ ہرام گنگولی اس جگہ سے نکل چکے ہیں اور اسی طرح ہماری نظروں سے اوجھل ہوتے رہے ہیں۔

پوری نے پوچھا کہ میں اس بجواس پر یقین کر لوں؟
 ”میں ہم نے پہلے ہی کہا تھا آپ یقین نہیں کریں گی۔ میں جگہ کے لوگ جتنے کی طرف ہوں۔ میں نے اس دہانے سے تین ہرام گنگولی کو نکلنے دیکھا ہے جو ساری جگہ کے پیچھے جتنے کی طرف بھاگتا کر رہے ہیں ان کا بھی یہی بیان ہے انہوں نے تین ہرام گنگولی کو نکلنے دیکھا ہے۔ اس طرح اب محکمہ ہرام نکل چکے ہیں۔“
 ”چلو میں مان لیتے ہوں مگر پھر میں سے کوئی تو کہیں جاتا ہوا نظر آیا ہوگا؟“

”یہ تو میری بات ہے۔ ہم انھیں بھاگتا دیکھ رہے ہیں اور جگہ سے نکلنے والا ہرام چند قدم چلنے کے بعد گم ہو جاتا ہے۔“
 ”میں ابھی کہہ رہی ہوں۔ ٹرانسمیٹر پر بتور رابطہ قائم کرتے رہو۔“

اس نے ڈان فٹز روڈ کو دھواؤں کے حوالے کیا۔ پھر وہاں سے کام میں بیچ کر تیز کر کے ڈرائیو کرتے ہوئے اس جگہ کی طرف جانے لگے راستے میں ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم ہوتا ہوا تھا۔ جگہ کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی موس ہوا جیسے موسم اچانک بدل گیا ہے، تیز ہوائیں چلنے لگی ہیں۔ تیز ہوا بھاگتا ہوا پوری ہمال اچانک آنکھیاں پھٹنے لگی ہیں۔ دھت یوں لڑ رہے ہیں جیسے جڑ سے اٹھنے والے ہوں لڑو کا ایک طوفان ہے۔ جگہ کے آس پاس نظر نہیں آ رہا ہے صرف ایک آواز مٹاتی ہے۔ یہی ہے کیا آپ ٹرانسمیٹر کے ذریعے کچھ سن سکتی ہیں؟“

پوری نے اس ٹرانسمیٹر کو کان سے لگا لیا۔ وہاں سے آواز آرہی تھی۔ ”یہ وہاں کی اتیرا جیڑن نے دہانے خالی۔“
 ٹرانسمیٹر سے بات کرنے والا خوف زدہ ہو کر کہہ رہا تھا۔ ”میں پوری وہ بھی تو کہنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ یہ سنا نہیں۔ یہ حقیقت ہے یا وہ ہے مگر وہ میری طرف بڑھا کر رہا ہے۔“

ٹرانسمیٹر سے بات کرنے والے کی آواز کے ساتھ ساتھ ہرام گنگولی کا بھی غور ہی مٹاتی دے رہا تھا۔ وہ جتنی جتن کر رہا تھا جیسے ہمالی، تیرا جیڑن نے دہانے خالی۔ ٹوٹے اپنے داس کو ٹرانسفارمر میں کی بھیٹ دی ہے۔ میں تیسے جیڑن میں انسانوں کی بی دے رہا ہوں۔ اے اسے قبول کر۔“
 اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر گنگوتی کو نکلنے والے کی ایک آخری جیڑن مٹاتی دی۔ پوری نے تصور میں دیکھا۔ ہرام گنگولی نے منجھی تنوار اس جوان کی گردن میں آ مار دی تھی اور اس کے سر کو تن سے جدا کر دیا تھا۔ ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تھا۔ پوری ہیلو ہیو کو کہہ کر اسے مخاطب کر رہی تھی مگر جواب نہیں مل رہا تھا پھر اس نے ٹرانسمیٹر کی آواز دیا۔ کار کی رفتار بڑھا دی۔

یہ جو کچھ ہوا تھا اس کے سانس میں دوسری جیڑن کے جوان اس پر یقین نہیں کریں گے اور یقین کرنا بھی نہیں پایا ہے کیوں کہ حادثہ سوڈا دار نہیں کی طرف ہوتا ہے۔ بوسل کھٹے ہی تیری سے جھگ نکلتا ہے پھر وہ بوسل ٹھنڈی طبعاتی ہے۔
 ہمارے جی پی پیٹریول پر آسانی کتابیں نازل ہوتی ہیں۔ پرایمان رکھنے والے تسلیم کرتے ہیں کہ حادثہ اس دنیا میں ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ کے مقابلے میں کہتے ہیں خطر کا جادو کر آئے اور اپنا سامنے کر رہے۔ یہ آسمانی کتابیں ہمیں بھیاتی ہیں کہ ایمان مضبوط ہو، انسان راستی پر چل رہا ہو تو اس پر جادو اثر نہیں کر سکتا۔

آج بھی ہماری دنیا میں بڑے بڑے جادو گر ہیں جو سحر و جادو کے دے ہمال، برہنہ سحر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ وہ میکو مافرن کے سامنے کھڑے ہو کر سب کی گھڑیوں کا وقت روک دیتے ہیں اور اپنی مرضی کے مطابق وقت بدل دیتے ہیں جعفری کو اپنی خالی ٹوپی دکھا کر سر پر کھتے ہیں پھر اسے سر سے اُٹاتے ہیں تو ٹوپی کے اندر سے کوئی تر پڑا کرتے ہیں۔ یہ جادو اور نظر بند کا کمال ہے۔ اسی ہی نظر بندی کا کمال ہرام گنگولی کو آتا تھا۔ اس نے جادو کے عجیب تلسے دکھائے۔ اس جگہ سے بچے بعد دیکھے تھے ہی ہرام گنگولی کو نکالا جب اصل ہرام گنگولی نکل تو آنکھیاں ہی چلنے لگیں۔ ہر طرف گرد و غبار اٹھ گیا اور وہ منجھی کو اس لیے نظر آ گیا جس نے ٹرانسمیٹر پر کھٹو کرنے والے کی گردن اڑائی۔

پوری کا جی ہاں تھا تھا خیال خالی کی پر از کی طرح پک جھپٹے ہی ہرام گنگولی پک جھپٹے گھرے ممکن نہیں تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ رفتار بڑھا کر اس جگہ کے قریب پہنچتی جا رہی تھی قریب پہنچتے ہی اس نے بریک لگانے شروع کر دیے۔ تھوڑی دیر جا کر

وگ گئی۔ کار رکتے رکتے دوسری طرف گھوم گئی۔ اچھا ہوا کہ گھوم گئی مگر وہاں کے طوفان کے باوجود جگہ سے ایک گاڑی نکلتی ہوئی نظر آتی تھی جو اسی رخ پر جا رہی تھی اور تیزی رفتار سے جا رہی تھی۔ پوری نے اپنی گاڑی اس کے پیچھے لگا دی۔

اس نے دیکھا جو گاڑی آگے جا رہی تھی، اس کی جیت پر اچھا خاصا سامان بندھا ہوا تھا۔ وہاں سے دوسرے جگہ میں آگیا تھا کہ پوری جگہ سے تھی۔ وہ یقیناً ٹرانسفارمر میں ہوگی۔ اس کے بغیر ہرام گنگولی فرار ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

پتا نہیں لے کاے عمل کا نتیجہ تھا یا جیڑن آندھی چلنے لگی تھی۔ کڑے جادو پر یقین رکھنے والے اسے ہرام گنگولی کا کمال سمجھ سکتے تھے اور نہ جگہ والوں کے لیے یہ قدرتی حالات تھے جو ہرام کے حسب حال تھے۔ ہر طرف گرد و غبار کا ایک طوفان تھا۔ آگے چلنے والی گاڑی دھندلی سی نظر آرہی تھی۔ وہ اپنی دے پر چاہتے تھے۔ اس راستے پر شاذ و نادر ہی گاڑیاں نظر آتی تھیں۔ پوری خطرناک حد تک رفتار بڑھا رہی تھی۔ اس کے باوجود ہرام گنگولی کی گاڑی تک پہنچ نہیں پا رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا وہ بھی آندھی طوفان کی رفتار سے جا رہا ہے۔ بلکہ اس سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ وہ گاڑی کبھی دکھائی دی تھی اور کبھی دھند میں چھپ جاتی تھی۔

تقریباً آدھے گھنٹے تک تعاقب کرتے رہنے کے بعد پتا چلا آگے جانے والی گاڑی وہ میں ہے جس کا وہ بھیج کر آ رہی ہے۔ اگرچہ اس گاڑی کی جیت پر بھی سامان تھا مگر وہ سامان کچھ اچھا ہرام گنگولی کی گاڑی یا تو دوسرے راستوں میں سے کسی پر مڑ گئی تھی یا اسی اپنی دے پر میلوں دوڑ لگ گئی تھی۔ پوری نے رفتار بڑھا دی۔ گرد و غبار کے طوفان نے اُچھا دارا تھا بلکہ جھٹکا دیا تھا اور سر اُٹھ کر چلنے کا موقع دیا تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے آدھیوں سے رابطہ قائم کیا۔ انھیں ہدایت دی تو فریڈیکل کا پتھر کے ذریعے اسے تلاش کیا جائے۔ وہ اپنی دے سے چلنے والی مختلف سڑکوں میں سے کسی پر ضرور نظر آئے گا۔ اس کی کار کا رنگ نیلا ہے۔ جیت پر سامان بندھا ہوا ہے۔

وہ تھک ہار کر اپنی دے کے ایک ریسٹوران میں پہنچ گئی۔ وہاں ہلکا سا ناشا کرنے کے بعد گاڑی کی رہ گئی۔ ایسے ہی وقت میں اس کے پاس پہنچا وہ تمام رواد دہانے لگی۔ اس کی رواد دہانے لگی تھی، ہم نہیں جانتے تھے دوسری طرف ہرام گنگولی کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور وہ کیا کر رہا ہے۔

ایک وقت کا ہر پتھر سامنے ہوتا بات پوری طرح سمجھ آتی ہے۔ ہمیں بعد میں معلوم ہوا، ہرام گنگولی کی سائل کا سامنا کر رہا تھا لہذا جو معلومات بعد میں حاصل ہوئیں، میں ان کا ذکر بھی کر رہا ہوں

اپنی تدبیروں سے کامیاب ہونے والے اکثر ایسے واقعات سے دوچار ہوتے ہیں کہ تقدیر کے قائل ہو جاتے ہیں۔ ہرام نے اپنی تدبیروں سے اور اپنی کوششوں سے دنیا کے خطرناک معلوم کیے۔ ٹیلی ویژن کے لیے کچھ خطرناک ششیں کیں تھیں ہر تدبیر کی آزمائش لیکن تقدیر نے ساتھ نہیں دیا۔ آخر کچھ دن اس نے ٹرانسفارمر میں کے ساتھ شہر پر بھی ہاتھ لگ گیا۔ وہ چاہتا تو پچھلے رات ہی مشین کے ذریعے اپنے دماغ میں ٹیلی تھی کا علم بھر سکتا تھا لیکن اس کی تدبیر تھی ناکامی کا پہلا سبب شہر پر تھا وہاں چانک، ہر بیار پر گیا تھا۔ دوسرا سبب وہ مشین تھی خفیہ تر خانے سے مشین کو بڑی محنت میں محمول کر گاڑی میں رکھا گیا تھا۔ اسے اندیشہ تھا کسی خفیہ تنظیم کے افراد اس کے تھے اور مشین کا راز فاش ہو سکتا تھا۔

بہر حال محنت میں ششیں کو منتقل کرنے کا نتیجہ ہوا کہ اس کے کچھ پڑے تو خانے میں وہ گئے یا تھانے سے گاڑی تک لانے کے دوران کہیں گڑھے میں جیڑن کی وجہ سے وہ مشین فی الحال ناکارہ ہو گئی تھی۔ ہرام کی ناکامی کا تیسرا سبب وہ ڈائری تھی جسے مورچے لگی تھی۔ اب شہر پر ہی اس مشین کو کپڑوں میں لپیٹ کر رکھا گیا تھا۔ ہرام گنگولی نے کہا: تم کاغذ پر اس مشین کو آپرٹ کرنے کا طریقہ پوری تفصیل سے لکھ دو تاکہ غلام بائی اسے پھر تیار کرے اور آپرٹ کرے۔

شہر پر گرنے سے پہلے کر کھٹے والا تھا شہر شہر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ہرام علاج کے لیے اسے جگہ سے باہر لے جانا نہیں چاہتا تھا اور نہ کسی ڈاکٹر کو بلانا چاہتا تھا۔ داکٹر کا نوں پر ہمارا کرنے کی مخصوص دوا میں مل جاتی ہیں۔ اس نے دہی دوائیں منگو کر اسے پلا میں جس کے پیچھے میں وہ چار گھنٹے تک سوتا رہا۔ جب بیدار ہوا تو اسے کچھ کھانا پلا گیا۔ وہ بہت ہی تھکتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ ہرام نے کہا: تمہاری حالت بہت خراب ہے، کم از کم مشین کو آپرٹ کرنے کا طریقہ لکھ دو۔

جب وہ مشین مکمل میں ہو گئی تو آپرٹ کرنے کا طریقہ لکھوا کر کیا کر دے۔ اس میں جن پڑوں کی کمی ہے، وہ میں لکھ رہا ہوں۔ پہلے انھیں منگو آؤ۔

اس نے ان چیزوں کی فہرست تیار کر دی۔ یہ وہی وقت تھا جب غلام بائی نے خبر دے کر جا رہا تھا اور ہمارے آدھیوں کے ہتھے چڑھ گیا تھا۔ ہرام گنگولی شہر پر اضطراب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ وہ بار بار شہر کے پاس آ کر اسے پھیر کر دیکھتا تھا۔ شہر پر گیا تھا اس پر بے رحمی کی حالت طاری تھی۔ ایسے میں وہ کہہ نہیں سکتا تھا۔

اس کے لیے غمی پڑی تھی کہ غلام باقی باہر جانے کے بعد واپس نہیں آیا تھا۔ اس کا ایک گھنٹے تک انتظار ہوتا رہا۔ اس نے سوچا تھا جب ٹیلی تھی کی صلاحیتیں اس کے دماغ میں منتقل کئے

جائیں گی تو ایک بیڑ پر وہ بیٹھ گا، دوسرے پر شاد پر اور غلام باقی
 مٹین کو آپریٹ کر کے گا لیں وہ تم کو بھی ہاتھ سے نکل گیا حساب
 لے دے کروان فریزر اس کے پاس رہ گیا تھا۔
 وہ شہید یا اضطراب کے عالم میں متر بہتر تھا جا رہا تھا۔ معلوم
 کرنا چاہتا تھا کہ غلام باقی کہاں رہا ہے۔ وہ ڈان کو شارب کے پاس
 چھوڑ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ وہاں وہ بند کرنے کے بعد اس
 نے ایک پراسا بنجر نکالا پھر دونوں ہاتھ بند کرنے کے لئے کمرے
 سے نکل آیا۔ تیرا دلچسپ نہ جانے خالی۔ میں تجھے رام کرنے کے لئے متر
 پر تھا جا رہا ہوں۔ اب اپنا خون دے رہا ہوں۔ مجھے بتاؤ مجھ پر
 آفت آنے والی ہے یا میں کامیاب ہونے والا ہوں؟
 اس نے سامنے والی دیوار سے الٹا دیکھا کہ دوسری طرف
 رکھ دیا۔ اب دیوار خالی تھی اس نے ایک ایشی ٹرے کو اٹھایا۔ پھر
 اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو بنجر سے زخمی کر دیا لہو کا دھا
 نکلی اور ایشی ٹرے پر گر گئے۔ گئی جب وہ ایشی ٹرے سے
 بھرنے لگا تو اس نے اپنی جیب سے کوئی معصوم نکالا اور زخم پر
 لکھ دیا۔ خون رونا بند ہو گیا۔ اس نے ایشی ٹرے کو اٹھایا۔ دیوار کے
 پاس آیا پھر مومیں الٹنگ ڈیوڈ پر دوڑا کر کالی مائی کی تصویر بنانے لگا
 وہ عجیب وحشی اور درندہ صفت بچا رہا تھا۔ جنون کی حالت
 میں کانپ رہا تھا۔ گونجی اور گرجتی ہوئی غصہ ناک آواز میں سے جا
 کا کا جا کا کرتا جا رہا تھا۔ غصہ کی ولولہ کو خوش کرنے کے لئے اپنے
 سر سے اس کی تصویر بنانا تھا۔ آخر اس نے سر سے پاؤں تک اس
 کی بڑی ہی بھیا ناک تصویر منسلک کر لی۔
 اس نے ذرا پیچھے ہٹ کر کالی مائی کو دیکھا پھر نعرہ لگاتے
 ہوئے بولا۔ تم جا کالی تیرا دلچسپ نہ جانے خالی تیرا دلچسپ تیرے دموں
 میں آیا ہے۔ اسے گیان دے۔
 وہ کہیں اونچی آواز میں بول رہا تھا کہیں نیچی آواز میں متر بہتر
 جا رہا تھا۔ پھر ایک دم سے پچھ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور
 وہ غلام کو شکستے میں دیکھ رہا تھا۔ اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس نے
 اغوا کیا ہے اور اسے کہاں باندھ کر رکھا گیا ہے لیکن اس کے اس
 پاس خون بنا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ غلام کو
 واپس لانے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔ عواہر خواہ خون خرابا ہوگا
 اور اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔
 پھر اس نے مائی کی نعرہ لگاتے ہوئے پوچھا کہ کیا میں
 ڈان فریزر کو بڑے لانے کے لئے بھیج سکتا ہوں؟
 اسے اپنی ہمت آنکھوں میں ڈان فریزر دکھائی دیا۔ اب وہ
 شکستے میں تھا۔ اس کے اس پاس خون بنا ہو دکھائی دے رہا تھا
 لیکن کامیابی کے استار بھی نظر آ رہے تھے۔ وہ ٹرانسفا مرشیں بہت

چھوٹی۔۔۔ ہو گئی تھی اور ہر لم ترنگی کو اپنی گود میں نظر آ رہی تھی۔
 اس کا مطلب تھا شین حاصل ہو جائے گی۔
 اس نے پھر پوچھا۔ شین حاصل کرنے کے لئے مجھے کیا کرنا
 ہوگا۔ بڑی مائی بھئی۔ جتنی تیرا دلچسپ نہ جانے خالی تیرا دلچسپ تیرے
 کاٹ کر رکھ سکتا ہوں؟
 اس نے اپنی ہمت آنکھوں میں خود کو دکھا دیا۔ وہ کالی مائی کے
 سامنے پاؤں کے صرف ایک انگوٹھے کے بل کھڑا ہوا تھا۔ وہ خوشی
 کا نعرہ لگاتے ہوئے، انھیں کھوتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر
 کٹنے لگا۔ تیرے مائی میں کچھ گھبراہٹ میں چلتا کر دیا۔ کامیابی میرے
 قدموں میں ہو گئی۔
 وہ اور پیچھے ہٹ کر کمرے کے وسط میں کھڑا ہو گیا۔ بند آواز
 سے ڈان فریزر کو پکارا۔ چند لمحوں کے بعد ہی بند کمرے کے باہر
 اس کی آواز سنائی دی۔ ڈان فریزر کو پکارا۔
 "تم اپنی زندگی کی فہرست لے کر جاؤ اور انھیں خرید کر لاؤ۔"
 وہ حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہر لم
 نے کالی مائی کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیے۔ انھیں بند کی بچھڑائی
 ٹانگ پیچھے کی طرف موڑ لی۔ اب وہ ایک ناگہر کھڑا ہوا تھا۔
 زیر لب متر بہتر ہوتا ہوا پیچھے کے بل اٹھنے لگا۔ اب وہ پیچھے کے بل تھا۔
 پھر اس نے متر کا چاب خدو کر لیا۔ اب اس نے چار انگلیاں موڑ لی
 تھیں۔ بائیں پاؤں کے صرف ایک انگوٹھے کے بل پر اپنے بوجھ
 جمع کر بوجھ ڈالے کھڑا ہوا تھا۔
 یہ بظاہر ایک کرب تھا لیکن اس کا جسم بتائیں کہ کتنے میں کا
 ہوگا۔ اتنے وزن کو صرف ایک انگوٹھے سے اٹھانے رکھنا چھڑاں کا
 کھیل میں تھا۔ محض ایک انگوٹھے پر خود کو اٹھانے رکھنے میں کتنی
 تکلیفیں برداشت کر رہا تھا یہ دیکھتا ہوگا۔ وہ عجیب دخت ناک
 پکاری تھا۔ کالی مائی کو خوش کرنے کے لئے متروں کا چاب کرتا
 جا رہا تھا۔
 دقت گذر رہا تھا۔ متروں کا چاب کرنے کے دوران اسے
 پتا چل رہا تھا۔ ڈان فریزر کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ جنگل کے اس
 پاس صرف دو چار شبنم رہ گئے ہیں۔ اس نے پھر نعرہ لگاتے ہوئے
 کہا۔ تیرے مائی۔ میں تیرے دموں میں انسان کی بی دون جگہ باہر نکلتے
 ہی کسی کا سر تیرے نام سے کاٹوں گا؟
 وہ پھر متروں کا چاب کرنے لگا۔ تب اسے محسوس ہوا
 اس کے اندر سے وہ خود نکل رہا ہے اور کمرے کے باہر جا رہا ہے
 شاید اس کا ہمزاد ہوگا۔ وہ ٹرانسفا مرشیں کی ایک انچی آٹھارے
 جا رہا تھا اور باہر کھڑی ہوئی ایک گاڑی کی جھت پر رکھ رہا تھا۔
 پھر اس نے محسوس کیا، اس کے اندر سے دوسرا ہر لم ترنگی نکل رہا

ہے۔ وہ بھی ٹرانسفا مرشیں کی دوسری انچی اٹھ کر لے جا رہا تھا اور
 گاڑی کی جھت پر رکھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر وقت تھا جب ہمارے
 ایک آدمی نے ٹرانسفا مرش کے ذریعے پوری کو اٹھ دیا تھی کہ
 یکے بعد دیگرے چھ ہر لم ترنگی اس جنگل سے نکل چکے ہیں اور
 نظروں سے اوجھل ہوتے جا رہے ہیں۔
 بے شک ہمارا دنیا میں جا رہے ہیں لیکن جاو ایک فہم سے کی
 مانند ہے۔ انسانی حملے اور ذہانت کے آگے اس فہم سے ہوا
 نکل جاتی ہے۔ پوری ہی سنسنی مچ چلی تھی۔ اس کا ایمان تھا کہ وہ
 اپنے حوصلوں سے اس جاو کو متر بہتر جواب دے گی اور اسے
 جھانگنے کا موقع نہیں دے گی۔
 فی الحال وہ قرار ہوئے میں کسی حد تک کامیاب ہو چکا تھا۔
 شارب کا ڈی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے بخار میں تھا لیکن
 کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ ہر لم ترنگی ڈان فریزر کا ہمارا اگلے حصے میں
 بڑ بڑا رہا تھا۔ آخر تک ایک بیار پر اسے گا لیں جان پر کھیل کر
 شین سے آتا ہوں۔ ہمارے دو آدمی ہاتھ سے نکل گئے۔ شین کا پیرٹ
 کرنے والا کوئی تیرا آدمی نہیں ہے کم از کم مجھے آپریٹ کرنے کا طریقہ
 سمجھا ہے۔ ایک کاغذ پر کھد کر دے دے کیا تیرے ہاتھوں میں اتنا
 بھی دم نہیں ہے؟
 شارب بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھ گیا کہنے لگا۔ "کسی محفوظ
 جگہ چلوں گئے کی کوشش کروں گا؟"
 اس نے گالی دیتے ہوئے کہا کہ کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے۔
 میں کھوٹا۔
 "تھرا تو داغ خراب ہو گیا ہے۔ اول تو چلتی گاڑی میں کھ
 نہیں سکتا۔ دوسرے کھنے کے لئے ذہنی سکوت کی ضرورت ہے۔
 خوب سوچو کھد کر طریقہ کھنا ہوگا۔ ذرا سی بھی غلطی ہو جائے گی
 تو تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے۔"
 وہ فرماتے ہوئے بولا۔ تو مجھے نقصان سے ڈرا رہا ہے۔ اپنا
 کام نکال چکا ہے۔ میں نے تیرے داغ کو فریادنا دیا ہے۔ کوئی
 شکوتی جاننے والا تیرے اندر نہیں آ سکتا لیکن تیرے لئے کیا
 کر رہا ہے؟
 "تم میری حالت دیکھ رہے ہو۔ جب بھی ذرا قناتی محسوس
 کروں گا تب سے پہلے تھا یا کام کروں گا؟"
 مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ شارب اس حد تک بیمار ہے ہر لم ترنگی
 نے تو میری حل کے ذریعے اسے بہت زیادہ سانس بنا دیا تھا لیکن
 اپنی زبان میں اس کے داغ کو فریادنا تھا۔ میری خیال خوانی کی
 گہری دہان تک پہنچ نہیں سکتی تھیں لیکن بیاد کی اچھے سے اچھے
 اشارات کو دیکھ کر دیتی ہے۔ میں ایسی حالت میں اس کی سوچ چڑھ

سکتا تھا لیکن میں تو یہی سمجھا رہا کہ وہ صحت مند ہے اور میں اس کے
 دماغ میں نہیں پہنچ سکتا۔
 میں بھی میں مختلف مسائل میں بڑی طرح الجھتا ہوں جس
 معاملے میں ایک بار کام ہوتا ہوں اسے وقتی طور پر نظر انداز کرتا
 ہوں سوچتا ہوں بعد میں دیکھا جائے گا میں بعد میں فرسٹ میں ہوں۔
 اب بھی یہی ہو رہا تھا۔ پوری نے اپنی تمام روداد سنائی تھی۔ اگر اس
 روداد کا دوسرا حصہ معلوم ہوتا تو شارب اس وقت میری خیال خوانی کی
 مٹھیں میں ہوتا۔
 پوری نے کافی کا آخری گھونٹ حق سے اتارنے کے بعد
 پوچھا۔ "تم کتنی دیر میں پہنچ رہے ہو؟"
 "ان شاء اللہ تین گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا۔"
 اسی وقت ٹرانسفا مرش کے ذریعے اشارہ موصول ہونے لگا۔
 پوری فوراً ہی اٹھ کر ستوران کے ہاتھ درم میں چلی گئی۔ دروازے کو
 بند کر کے اسے اندر لایا۔ دوسری طرف کی آواز سنائی دینے لگی۔ ہمارا
 ایک جوان پہلی کا پٹر میں سفر کر رہا تھا اور کمرہ ہاتھ۔ وہ گاڑی میری
 نظروں میں آگئی ہے۔ وہ جیسک پورٹ جانے والی شاہراہ پر ہے۔
 پوری نے کہا کہ اس کا تعاقب کرتے رہو۔ میں آ رہی ہوں۔
 اس نے ٹرانسفا مرش کو آت کیا۔ ہاتھ درم سے نکلی میں لے گا۔
 "جیسک پورٹ کی طرف جانے کا مطلب ہے وہ مٹھیں گن جیل کے
 کنارے سفر کرے گا۔ ہو سکتا ہے اس نے کسی ساحلی شہر میں خفیہ
 اڈا بنا رکھا ہو؟"
 پوری کا میں اگر بیٹھ گئی تھی۔ اسے اشارت کرنے پر رشتاری
 سے ڈرا ہو کر رہی تھی۔ وہ واپس اسی راستے پر جا رہی تھی کہ کوئی کھ
 جا کر جیسک پورٹ جانے والی شاہراہ پر مڑا تھا اس نے کہا۔ "فریاد
 ہم نے ہر لم ترنگی کو ہر طرح مجبور کیا ہے۔ وہ شین استعمال نہیں کیسے
 گا۔ مورین کے پاس جو ڈائری ہے اسے غائب کر دینا چاہیے ہو سکتا
 ہے ہم سے مات کھانے کے بعد وہ مورین کی طرف رخ کرے۔"
 "مجھے یہ کام بہت پہلے کرنا چاہیے تھا لیکن میں دوسرے
 معاملات میں الجھ جاتا ہوں۔ اب بھی یہ معاملہ ایسا ہے کہ تمہیں جو
 کر نہیں چاہتا؟"
 "اس ڈائری کی خاطر تمہاری دیر کے لئے چلے جاؤ۔"
 "میری قیامت ہے۔ میں تھوڑی دیر کے لئے نہیں جاتا ہوں
 اور وہ معاملہ طویل پڑ جاتا ہے۔ بظاہر اس سے ڈائری حاصل کرنا
 معمولی سی بات نظر آتی ہے لیکن معمولی سی بات میں معاملہ کچھ ادا ہو جاتا
 ہے۔ ہر حال میں روتھ سے کہتا ہوں۔"
 میں دائمی طور پر لیارے میں حاضر ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک
 اس ڈائری کے حقیق سوچنا رہا پھر رسوئی کو غائب کیا۔ وہ پورے

متعلق اسٹڈی کر رہی تھی اور پاس کو کھجائی جارہی تھی کسی طرح
 لہجہ بدل کر بولنا ہے۔ وہ بہت ہی اہم کام میں مصروف تھی۔ میں
 اپنے سینے کو دلاسے نکال لانے کے سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں
 کرنا چاہتا تھا۔ اس کی ماں کو غیر حاضر نہیں رہنا چاہیے تھا۔ روزنی
 نے پوچھا کیا بات ہے؟
 "کچھ نہیں مگر میں اسے وہ ڈائری حاصل کرنا ہے۔ تم سے یہ کام
 لینا چاہتا تھا لیکن پاس کے پاس رہنا بہت ضروری ہے۔ میں خود
 نمٹ لوں گا تم اپنا کام کرو۔"
 میں نے انھیں بند کر کے مورینا کا تصور کیا۔ اس کے لڑ بڑے
 کو یاد کیا۔ پھر خیال غرائی کی بردار کا دوسرے ہی لمحے میں واپس آ گیا۔
 قرب یاد آگیا، بزرگ دوسلے کی اس کے دماغ کو لاک کر دیا تھا میں صرف
 صبح چار بجے سے پانچ بجے تک اس کی سوجیں بڑھ سکتا تھا۔ اس
 سے پہلے کس نہیں تھا۔
 میں نے پوچھی کے پاس آکر اسے سو رہا ہے ہونے والے توبہ کی
 کے بدلے میں بتایا۔ وہ بولی "تم نے چپ چاپ اس کے دماغ سے
 معلومات حاصل کرنے کے لیے ایک ٹھکانے کا وقت رکھا۔ اب اس
 وقت کا خاص خیال رکھنا ہوگا لیکن ایسا نہ ہو اس سے پہلے ہی وہ
 ڈائری کسی اور کے ہاتھ لگ جائے۔"
 "میرا خیال ہے ایسا نہیں ہوگا۔ اس ڈائری کے متعلق صرف
 ہر ام گنگولی اور شاد بھارتی جانتے ہیں۔ ہم ان دونوں کو مورینا کی طرف
 رخ کرنے نہیں دیں گے۔"
 بروی اب نیکن بورٹ چلنے والی شاہراہ پر تھی۔ تیزی سے
 کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ میں نے سوچا۔ اگر غلام باقی کو مورینا کے
 پاس پہنچا دوں تو اس نے گرو کی دیوانی خوشی سے اور دیوانی ہو جائے
 گی پھر میں غلام باقی کے ذریعے اس ڈائری کو غائب کر سکیں گا۔
 یہ سوچ کر میں نے پھر روزنی کو غافل کیا۔ وہ بولی "تم کچھ زیادہ
 ہی پریشان لگتے ہو؟"
 "اسی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل میں غلام باقی اور مورینا کو
 ٹریپ کرنا چاہتا ہوں۔ تم تھوڑے تھوڑے دھکے سے بڑی کئی بار
 میں پہنچتی رہو۔ جیسے ہی وہ ہر ام گنگولی کے قریب پہنچے، مجھے اطلاع
 دے دینا۔ بس اتنا ہی کام ہے۔ باقی تم اپنے بیٹے پر توجہ دینا۔"
 میں غلام باقی کے پاس آ گیا۔ وہ اپنے اندر سے بیسی محسوس
 کر رہا تھا۔ اس کی دماغی توانائی بحال نہیں ہوئی تھی مگر غلام باقی کے
 زیر اثر برائی سوچ کی لہر محسوس کر رہا تھا۔ جیسے ہی اس بات کی خبر
 کمزوری کے باعث سانس روک کر اس سوچ کی لہر کو دماغ کے باہر
 دھکیل نہیں سکتا تھا۔ اسے جس خفیہ آڈے میں چپکا کر اور باندھ کر
 رکھا گیا تھا وہاں ہمارے دو مسلح جوان تھے۔ میں نے ایک کو

غافل کرتے ہوئے کہا "اس کی دماغی توانائی بحال ہونے والی
 ہے۔ ایک انجینر لگاؤ تاکہ اور کچھ دیر کو نوپ ہو۔"
 پھر میں نے غلام کو غافل کرتے ہوئے پوچھا کیا میرے
 لب و لہجے سے مجھے پہچان سکتے ہو؟
 وہ سوچنے لگا میں نے کہا "میں فردا دلی تصور ہوں۔"
 وہ بیٹا ہوا تھا۔ ذرا سیدھا بکر ہو گیا۔ آخر مسلمان تھا۔ اس نے
 بے اختیار سلام کیا حالانکہ میں اس کے آقا کا دشمن تھا۔ مجھے یہ جانتا تھا
 اس کے باوجود اس نے ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنا فرض ادا کیا
 میں نے اسے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا "ہمارے غریب میں کوئی
 کسی کا غلام نہیں ہوتا۔ یہ بات تم ابھی طرح جانتے ہو؟"
 "بے شک جانتا ہوں مگر ہماری قوم ہمیشہ غلام رہی ہے۔"
 "دنیا کی کوئی شے ہمیشہ یکساں حالت میں نہیں رہتی۔ نظام قدرت
 کے مطابق دوسرے ذرے میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے تم تو بہت کچھ
 لیم شیم ہو رہے تھے۔ اندر رتبدی میں کیوں نہیں آتی؟"
 "جناب! میں نے آپ کا بہت نام سنا ہے۔ ایک مسلمان کی
 حیثیت سے آپ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن آپ میرے آٹلکے
 خلاف مجھے بگا نہیں سکیں گے۔"
 "میں جانتا ہوں تمہاری رگ رگ میں غلامی کا زہر بھرا ہوا ہے
 تم بہت کام کے آدمی ہو مگر غلامی نے تمہیں کسی کام کا نہیں چھوڑا اب
 میں تمہیں بہت ہی کڑا امد نڈاؤں گا۔"
 ہمارا وہ مسلح جوان ہاتھ میں سرینج لیے کمرے میں داخل ہوا۔
 غلام اسے دیکھتے ہی چپلے اور تڑپنے لگا۔ اسے اس بڑی طرح ریزول
 سے باندھا گیا تھا کہ وہ بجائے حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پوچھا
 "فردا صاب! یہ کیا ہے؟"
 "کال مائی کے واسطے شیطان کے چیلنے سے تم پر توبہی عمل کے
 ذریعے غلامی کا زہر بھر دیے۔ میں یہ زہر تمہارے دماغ سے نکال
 دوں گا۔ توبہی عمل کے جواب میں توبہی عمل کروں گا۔"
 میرے اشارے پر اس جوان نے غلام باقی کے بازو میں
 سرینج کی سوئی پیوست کر دی۔ وہ انکار کر رہا تھا۔ سر اور سرے دگر
 بار رہا تھا مگر باقی جس طرح ریتوں سے بندھا ہوا تھا کہ وہ ہل نہیں
 سکتا تھا۔
 چند ساتوں کے بعد ہی وہ چپلا اور تڑپنا بھول گیا۔ اس
 کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑنے لگے۔ وہ سانسے والی دیوار کو سینے
 لگا۔ میری سوچ کی لہروں کو سننے لگا۔ وہ مضبوطی سے بندھا ہوا بیٹا
 تھا۔ میں نے کہا "آرام سے لیٹ جاؤ۔"
 وہ میرا حکم شاید نہ مانا لیکن ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ چکے تھے۔
 وہ خود ہی لیٹا چاہتا تھا۔ اس لیے لیٹ گیا۔ میں نے کہا "اپنے دماغ

کو میرے حوالے کر دو۔ جسم کو ڈھیلہ چھوڑ دو۔"
 "کیا خاک ڈھیلہ چھوڑ دوں۔ ہر طرف سے توندھا ہوا ہوں۔"
 "تم میری بات ملتے رہو میں ریتیں گھول رہا ہوں۔"
 وہ جوان میرے حکم کے مطابق اس کی ریتیاں کھولنے لگے۔
 اب وہ اٹھ نہیں سکتا تھا۔ اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس
 کے اعصاب کمزور ہو چکے تھے۔ دماغ شل ہو رہا تھا۔ میں نے کہا
 "ہمیں بند کر لو جسم کو ڈھیلہ چھوڑ دو۔"
 وہ میری ہدایت پر عمل کر رہا تھا۔ دماغ بہت کمزور
 ہو چکا ہے اس وقت صرف میری آواز سن رہا ہے اور رفتہ رفتہ
 دنیا کی تمام آوازیں سے غافل ہو رہا ہے۔"
 اس کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھیں۔ اس کی سماعت محدود
 ہوتے ہوئے صرف میری آواز سن رہی تھی۔ میں توبہی عمل کے اصول
 کے مطابق اسے ٹرائس میں لار رہا تھا۔ تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد
 وہ میرے محمول بن گیا۔ میں نے کہا "غلام باقی! تم جس سے متاثر ہوؤ اس
 کا نام لو۔"
 وہ خواب میں بولا "ہر ام گنگولی۔"
 "اس نے تم پر توبہی عمل کیا ہے؟"
 "جی ہاں کیلئے ہے۔"
 "اس نے تمہارے دماغ کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے؟"
 "جی ہاں بہت زیادہ متاثر بنا دیا ہے۔"
 "میں تم سے پوچھتا ہوں تم کون ہو؟"
 "اجرا باقی۔"
 "میں کون ہوں؟"
 "میرے عامل فردا دلی تصور۔"
 "کیا تم معمول کی حیثیت سے اپنے عامل کی ہر بات پر عمل کر دیتے؟"
 "جی ہاں میں آپ کی ہر بات پر عمل کروں گا۔"
 "میرا پہلا حکم ہے تم ہر ام گنگولی سے متاثر ہو کر بھول جاؤ۔"
 "میں ہر ام گنگولی سے متاثر ہو کر بھول جاؤں گا۔"
 "تم ہر ام گنگولی کے توبہی عمل سے نکل چکے ہو۔"
 "میں ہر ام گنگولی کے توبہی عمل سے نکل چکا ہوں۔"
 "میں تمہیں حکم دیتا ہوں تم آئندہ کسی کے غلام نہیں بنو گے۔"
 "کسی کی غلامی میں نہیں کروں گے۔"
 وہ میری باتیں دہرانے لگا۔ میں نے کہا "تم آئندہ فردا دلی
 کے جاں نثار دوست بن کر رہو گے۔"
 "اس نے کہا میں آئندہ فردا دلی تصور کا جاں نثار دوست
 بن کر رہوں گا۔"
 "آئندہ تمہارا دماغ اس قدر متاثر ہوگا کہ برائی سوچ کی لہر میری

کوتے ہی سانس روک لوگے کسی کو اپنے دماغ میں بولنے نہیں
 دو گے۔"
 وہ پھر میری باتیں دہرانے لگا۔ میں نے کہا "جب تمہارے
 حواس دماغ کو برائی سوچ کی لہر محسوس ہو تو اس سے کوڈرڈ پوچھ
 لینا۔ اگر وہ کہے فردا دلی زبردست تو اس کے لیے دماغ کے روٹنے
 کھول دینا۔"
 وہ میرے احکامات دہرا کر اٹھا اور عید کرتا جا رہا تھا۔
 میرے ایک ایک حکم کی تعمیل کرتا رہا ہے گا۔ میں نے آخر میں کہا "میں
 تمہیں سختی سے حکم دیتا ہوں، اپنے دل دماغ سے غلامی کو بالکل
 نکال دو۔"
 اس نے کہا "میں سختی سے عید کرتا ہوں کوئی غلامی کو کچھ بھلا
 دل گا۔"
 میں نے پوچھا "میں نے اس عمل کے دوران جتنے احکامات
 تمہیں دیئے کیا سب یاد ہیں؟"
 "جی ہاں سب یاد ہیں۔"
 "اس میں سب سے اہم حکم کون سا ہے؟"
 وہ چند ساتوں کے لیے خاموش رہا۔ پھر بولا "سب سے
 اہم حکم یہ ہے کہ میں غلامی کو کچھ بھلا دوں اور آپ کا جاں نثار دوست
 بن کر رہوں۔"
 "شاباش! اب تم جاں نثار کی اور دوستی کا ثبوت دو اور بتاؤ
 ہر ام گنگولی اور شاد بھارتی کی کمزوری کیا ہو سکتی ہے۔ تم نے کچھ دیکھا ہے؟"
 "کچھ بھلا ہے؟"
 وہ چند لمحوں تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا "میری عقل
 زیادہ کام نہیں کرتی لیکن میں نے ہر ام گنگولی پریشان دیکھا ہے۔
 ایک بار بڑا بڑا ہاتھ کا شاد بھارتی طرح بیا رہا ہے۔ اگر ایسے میں کوئی
 دشمن اس کے دماغ میں پہنچنا چاہے تو آسانی سے پہنچ جائے گا اور یہ
 بات ہر ام گنگولی کے لیے پریشان کن ہوگی۔"
 غلام باقی نے یہ معلومات فراہم کر کے دل خوش کر دیا۔ ہمارا
 سب سے بڑا دشمن شاد بھارتی اور میں اپنی چند لمحوں میں اس کے گالے
 تک پہنچ سکتا تھا۔ یقیناً وہ بیمار تھا اور اب بیمار نہیں ہے تب بھی
 اس کا دماغ کمزور ہوگا۔ میری خیال غرائی کی لہروں کو روک نہیں سکے گا
 میں نے کہا "باقی! تم نے واقعی وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اب تم
 آرام سے دو گھنٹے تک سوئے رہو گے جب خندے بیدار ہو گے
 تو توبہی عمل کو بھول جاؤ گے۔"
 اس نے وعدہ کیا اور رفتہ رفتہ گہری نیند میں ڈوب گیا۔ میں
 تھوڑی دیر تک اس کے دماغ میں موجود رہا۔ پھر میں نے ایک جوان
 کو غافل کرتے ہوئے پوچھا "کیا تمہارے پاس ٹرائس ہے؟"

جی ہاں جناب

”تم اپنے کسی ایسے ساتھی سے رابطہ قائم کرو جو پہلی کا بیڑا کا انتظام کر سکتا ہو۔ خدام باقی دو گھنٹے بعد میدان پر ہوں گے۔ اسے یہاں سے تنگ کر دو اور کر دینا اس کے ساتھ کسی کو جانے کی ضرورت نہیں ہے۔“

میں نے سوچا۔ اور کوئی خاص بات تو نہیں رہ گئی ہے؟ پھر مجھے یاد آیا، میں نے اسے جوں سے کہا: ”اگر گیس کا پٹر حاصل کرنے اور غلام کو شکا گوہر ذکر کرنے میں دشواری پیش آئے تو پوری سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم کرنا۔“

میں نے تمام باتیں سمجھانے کے بعد پوری کے پاس آگیا۔ اسے خوشخبری سناتا چاہتا تھا کہ میں چشمِ بزدلی میں شاد پر کے پاس پہنچنے والا ہوں۔ اس وقت تک وہ بہرام نگلوی کے پاس پہنچ چکی تھی۔ میری باتیں سننے کے بعد اس نے کہا: ”خدا ادا ہے تم کسی جی سے اس پر سزا شفع کے اندر پہنچ سکتے ہو جو خود کو فلاوی علیہ ثابت کرتا رہا تھا لیکن تمہیں میرے پاس موجود رہنا چاہیے۔ بہرام نگلوی زیادہ سے زیادہ بچیں باقیں کو گزے کا فائدہ ہے۔ وہ ایک کنڈر نامکان کے سامنے گاڑی روک کر اتر رہا ہے۔ شاید یہ اس کا خفیہ اڈا ہے۔“

میں نے ہنستے ہوئے کہا: ”یہی وجہ معلومات تم فراہم کر رہی ہو؟ میں اس سے زیادہ بتا سکتا ہوں۔ جی میں شاد پر کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ وہاں رہ کر تمہاری رہنمائی کرتا رہوں گا۔ میرا انتظار کرو۔“

وہ ان میں سے نہیں تھی جو ایک جگہ بہت بکرانہ نظر کرتے رہ جاتے ہیں وہ کار سے اتر کر تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی اس کے کنڈر نامکان کے پچھلے حصے میں جا رہی تھی۔ میں شاد پر کے دماغ میں ایسی سہولت سے اتر گیا جیسے بھن پر انگلی کا نشان اتر جاتا ہے۔

خدا تو کیا ہے؟ تیری خدائی کیا ہے؟ تیرے جیسا دو کوئی پراسرار ہو سکتا ہے۔ دو کوئی برسرِ عام ہو سکتا ہے تو باطن میں ہے ظاہر میں ہے۔ تو حتمی بھی ہے شکست بھی ہے لیکن تم انسان خود کو کسی قوت حاصل کرنے کے بعد غریب اور غمزدہ دین جاتے ہیں خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ تیری طرح پراسرار رہنا چاہتے ہیں بھر پورے غم کی کھلتے ہیں۔

اس شاد پر نے کتنا پریشان کیا تھا۔ ساری دنیا کو چور کا کر دیا تھا۔ ساری دنیا کے براہِ پیشہ افراد خطرناک تنظیمیں پرتا تھیں اس ٹرانسفارمیشن کو حاصل کرنے کے لیے اسے تلاش کرتی پھر رہی تھیں اور اب وہ میری مٹھی میں تھا۔ یا خدا! میں تیرا جتنا شکر ادا کرنا کہ ہے۔

میں نے اس کے دماغ میں پہنچنے کے بعد خود کو ظاہر نہیں کیا۔ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ بہرام آخر کار ناکجا ماہ بتا ہے۔ کس طرح خود کو اور مشین کو چھپا کر رکھے گا اور کس طرح پوری کو ڈانچ دینے کی کوشش کرے گا۔

وہ ایک کنڈر نامکان کے سامنے گاڑی روک کر اتر گیا تھا۔ اس کے سامنے شاد پر سے زیادہ مشیناں تھیں۔ مشین کے کئی حصے الگ الگ انجینی میں بند کر دیے گئے تھے گاڑی رکھتے ہی بہرام نگلوی کے جاں نثار وہاں پہنچ گئے تھے۔ اس کے حکم کے مطابق ایک ایک انجینی اٹھا کر اس مکان کے اندر لے جا دیے تھے۔ میں نے شاد پر کی سوچ میں کہا: ”انسان اپنے اختیار کو حاصل کرنے کے لیے کتنے چھلانگے آ رہا ہے۔ طرح طرح کی جالبازیوں سے کام لیتا ہے۔ پھر بھی وہ ساری زندگی حکومت نہیں کر سکتا۔“

وہ پریشان ہو کر کہہ پڑے: ”میں ایسا کیوں سوچ رہا ہوں؟ میں نے اس کی سوچ میں کہا: ”خدا میرا (آخری وقت آگیا ہے مجھے اپنی ساری زندگی یاد کرنا چاہیے اور اپنے اعمال کا حساب کرنا چاہیے) میں نے کسی کو ایک پیسے کا فائدہ پہنچایا یا کیا میں نے اپنے دوستوں کو نقصانات سے بچا یا ہے؟“

کیا میں نے اپنے خون کے رشتوں کے ساتھ انصاف کیا ہے؟ خدا اور اس کی ساتھی عورتیں اور اس کی بیٹی جی جانتے والی عورتیں تو دور کی بات ہیں۔ میں نے تو اپنے ہی خون سے بنے ہوئے بھائی اور بہن کو ہلاک کر دیا۔ سین کی گردن اڑا کر ایک قبر میں پہنچا دی اور اس قبر سے بھائی کا حصہ فائب کر دیا۔“

وہ ان باتوں کو یاد نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں یاد کر رہا تھا۔ اب وہ خود ہی سوچنے لگا کہ کس طرح اس نے بن کار کاٹ کر قبر میں پہنچا دیا تھا۔ کس طرح بھائی اور بہن کو کاتی پلائی تھی کہ وہ دم گھٹنے کے بعد گرنا تھا اور اب کس طرح اپنے بڑے بھائی آرم اور سب سے چھوٹی بس جو جو کو ملتا ہے۔ ہشادینا چاہتا تھا کہ میں فی الحال بھوت تھا۔

وہ ایسی سوچوں میں گھر کر پریشان ہو گیا تھا بلکہ بھول گیا تھا۔ اس نے ایک دم سے بدحواس ہو کر پچھتے ہوئے کہا: ”بہرام نگلوی! ادھر آؤ میرے اندر کچھ ہو رہا ہے۔ میرا خیمہ مجھے بیدار کرنا چاہتا ہے۔ میں اپنے خیمہ کی بات نہیں مان سکتا۔ میں نے بہت گناہ اور جرائم کیے ہیں بتائیں کیوں مجھے ان سب کا احساس ہو رہا ہے۔ پلینجے اپنے کاغذ مل سے بچاؤ مجھے تمہیر کی ہیلڈ رکے دو بہت دور لے جاؤ۔“

بہرام نگلوی نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس کے شانے کو تھپتھپاتے ہوئے کہا: ”تم میری زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہو۔ میں تو تمہیں مرنے دوں گا مگر یہی تمہارے خیمہ کو بیدار ہونے دوں گا۔ آؤ میرے ساتھ۔“

اس نے ہاتھ تھام لیا۔ شاد پر اس کا سامان لے کر گاڑی سے

باہر نکلیا۔ بہرام نگلوی اپنے جاں نثاروں سے کہہ رہا تھا: ”گاڑی سے اتارنا ہو تاہم سامان جھیل کے کنارے رکھ دو۔“

میں نے پوری کے پاس پہنچ کر اسے بتایا: ”تمام سامان جھیل کے کنارے رکھا جا رہا ہے۔“

”چوتھا لیمت شاد پر کے پاس پہنچ گئے ہو؟“

”ہر کسی آسانی سے اس کے دماغ میں جا سکتا ہوں۔“

”پھر تو بہرام نگلوی کا باپ بھی اس مشین کو نہیں لے چکے گا۔“ شاد پر اس کے ساتھ چلتا ہوا اس مکان کے اندر آیا۔ مگر واقعی کنڈر تھا۔ جگہ جگہ گاڑیوں اور گاڑیوں کے جلتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ رات کا اندھیرا چھا گیا تھا۔ بہرام کے جاں نثار مارنے کے ذریعے راستہ دکھا رہے تھے۔ شاد پر اس مکان کا ایک آدھ کر رہنے کے قابل ہوئی احوال تو بہتے کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ بہرام نگلوی اس مشین کی حفاظت کے مسئلے میں بہت پریشان تھا۔ اس نے سمجھ لیا تھا کہ کوئی لڑکی اس کا بیچا کرتی ہوئی وہاں تک پہنچ گئی ہے۔ اگر وہ تھلے سے تو اسے چپنی میں مسل دے گا لیکن اس کے پیچھے کوئی خطر کا تقسیم ہے تو وہ مصیبت بن جائے گی۔ لہذا اب وہ مشین کو اپنے کاغذ مل کے ذریعے کس چھپا دینا چاہتا تھا مگر کوئی انسان اسے اچھے نہ دے۔

شاد پر بہرامی کے باعث کو دور ہو چکا تھا۔ خیال خواتین نہیں کر سکتا تھا۔ بہرام نگلوی نے اس پر جو تنقیدیں کی تھیں فی الحال وہ بے کار ہو چکا تھا۔ میں دماغ کی کوڑی کے باعث کسی وقت بھی اس کے دماغ میں پہنچ سکتا تھا اور اس وقت بھی پہنچا ہوا تھا۔

ہر ذمی شعور پر تسلیم کرنا ہے کہ قدرت اور مشین میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ قدرت جو صلاحیتیں ہمیں عطا کرتی ہے وہ پائیدار ہے۔ ہمیں مشین کے ذریعے ٹانگ تیار کیا جائے یا آناج اگا جائے، ان سے قدرتی توانائی کبھی نہیں مل سکتی۔ وہ جی جی کرب و دوزخ کے چرے کو لگا دیا اور اسے بد صورتی کا احساس ہوا اور اسے دماغی جھکاؤ پہنچا تو اس کے دماغ سے ٹپکی ٹپکی کی صلاحیتیں مٹ گئیں۔

شاد پر کے ساتھ دو بار ایسا ہو چکا کہ وہ خیال خواتین کے ایک تو اس وقت جب ٹرانسفارمیشن سے اس کے دماغ کو شک کیا گیا تھا اور اس کی صلاحیتیں مرنے کے دماغ میں منتقل کی گئیں تو وہ بے قراری ہو گیا تھا۔ ہوش میں آنے کے بعد چند گھنٹوں تک خیال خواتین کر سکتا تھا۔ دوسری بار آج بہرامی کے باعث خیال خواتین کرنے کے قابل نہیں رہا تھا لیکن ٹپکی کی صلاحیتیں اس وقت بھی بحال ہو سکتی تھیں کیونکہ ابھی تک اسے اپنی بہن روزا کی طرح دماغی جھکاؤ نہیں پہنچا تھا۔ بس وقت بھی ایسا تھا کہ پہنچا ہے ٹپکی کی صلاحیتیں اس کے دماغ سے مٹ جائیں۔

بہرام نگلوی اس مشین کو ایسی جگہ چھپا دینا چاہتا تھا جہاں ہم پہنچ نہ سکیں۔ پوری کسی بھی لمحے اس خطرناک جادوگر سے ٹکرانے والی تھی۔ ایسے میں اس کے پاس موجود رہنا لازمی تھا۔ شاد پر اپنے تنہا ہونے کے ساتھ اس کنڈر سے گزرتا ہوا ایک ایسے کمرے میں آیا جو نسبتاً صاف ستھرا تھا۔ وہاں وہ آرام سے لیٹ سکتا تھا۔ بہرام نگلوی نے کہا: ”تم آرام کرو۔ جیسے ہی میں کامیابی حاصل کروں گا میرے آدمی تمہیں میرے پاس پہنچا دیں گے۔“

میں نے شاد پر کی زبان سے کہا: ”میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔“

”بے شک سو جاؤ۔ اگر تم کمزور نہیں رہو گے تو میرے آدمی تمہیں کاغذ مل پر آٹھا کر میرے پاس پہنچا دیں گے۔ بس یہ سمجھ لو کہ میں اور مشین کو چھو کر نہیں جا سکتا۔“

میں نے پوری کے پاس آکر دیکھا۔ وہ دور ہی در سے ایک لمبا چکر کاٹ کر اس کنڈر نامکان کے پچھلے حصے میں پہنچ گئی تھی۔ اس مکان سے تقریباً پچیس گزے کا فاصلہ پر جھیل کا کنارہ تھا۔ کتا سے پر ایک بڑی موٹر بوٹ نظر آ رہی تھی۔ پوری نے سمجھا، شاید سامان اسی موٹر بوٹ پر لاداجائے گا لیکن وہ تمام سامان یعنی تمام انجینی اور بڑے بڑے سوٹ کس میں ہیں وہ مشینیں رکھی ہوئی تھیں۔ میدان میں لا کر رکھ دیا گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بہرام نگلوی آگیا۔ اس کے جاں نثار وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس کے پاس ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ اس نے بیگ کھول کر ایک چھوٹا سا ڈبا نکالا۔ پھر اس میں سے سرخ سنوٹ نکال کر اس سامان کے چاروں طرف ڈالتے رہا۔ گاڑی اس نے سرخ سفوت کا ایک دائرہ بنایا۔ اس دائرے کے اندر وہ ٹرانسفارمیشن تھی یعنی وہ کوئی بند کر رہا تھا۔

پوری اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اور اسے یاد آ رہا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں جناب شیخ الفار سے اسے سمجھا تھا تھا۔ بڑی جادو ایک حقیقت ہے۔ ایک ایسی حقیقت جسے ہم جھوٹ کہہ سکتے ہیں۔ جھوٹ شیطان سے تعلق رکھتا ہے اور شیطان سے تعلق رکھنے والی ہر بات عارضی اور نا پائیدار ہوتی ہے۔ کسی وقت بھی فنا ہو جاتی ہے۔ لہذا جھوٹ سے شیطان سے اور جادو سے کبھی مرعوب نہیں ہونا چاہیے۔

جھیل کے کنارے گری تارکی تھی۔ کبھی کبھی مارچ کی روشنی میں نظر آتا تھا۔ بہرام وہاں کی کرکڑی ہاٹے پھر مارچ بھونکی۔ ساحل اور کنڈر کے ستارے میں اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ چیخ و جج کر منتر پڑھ رہا تھا۔ ایک منٹ کے اندر ہی اچانک روشنی کا جھمکا سا ہوا۔ پوری نے حیرانی سے دیکھا۔ اس مشین کے چاروں طرف اس نے سرخ سفوت کا جو جھیر لگا دیا تھا وہ دائرے کے صورت میں لادو

کی طرح روشن ہو گیا تھا۔ وہ سنوٹ سرخ شعلوں میں بدل گیا تھا اور وہ شعلے زیادہ سے زیادہ بلند کی طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ ان کے درمیان ہر لم گنگولی گم ہو گیا تھا نہ وہ نظر آ رہا تھا اور نہ انہی کیس اور سوٹ کیس دکھائی دے رہے تھے شعلوں کے پس پا راسل پر کھڑی ہوئی موٹر بڑھی نظر دوسرے سے اوچل ہو گئی تھی۔

تب یو کی کچھ مل گیا، یہ چائنا سی ہے وہ اپنی بہتر منتر سے نظر بند کرنا چاہتا ہے۔ دیکھنے والے کی آنکھوں میں دھول چھوٹ کر اس شین کو نہ کر سکا تھا چاہتا ہے تب اس نے لگا دیا کہ ہوش کمانا بہرام گنگولی! ہم تمہارے مقابلے پر تیار آئی ہیں۔ ان شعلوں کو پرہہ بنا کر چھیننے کی کوشش نہ کرو دے سامنے آؤ!

شعلہ جیسے بڑے گئے ان کی بلندی یاد رکھو ہوئی تو بہرام نظر آنے لگا۔ وہ بڑی بڑی سرخ آنکھوں سے گھور کر دیکھ رہا تھا پھر اس نے پوچھا: تو کون ہے؟

جواب سنائی دیا: ہاہپ ہاہپ! اس کے ساتھ ہی وہ فضا میں اچھٹے ہوئے کبھی ہاتھوں سے مل کبھی پاؤں کے بل قسلا بازیاں کھاتی ہوئی دائیں سے بائیں دوڑ نکلی۔ پھر ہاہپ ہاہپ کی آواز کے ساتھ فضا میں اچھلی۔ فضا میں ایک قلابازی کھائی اس کے بعد زمین پر آ کر دونوں پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ دونوں ہاتھ کر پر رکھ لیے اس کی ہوتی ہوئی گردن اوپر رہی تھی کیا ابھی جواب دینا ضروری ہے؟ وہ غرا کر بولا: اری تو فرما دی جتنا شک والی ہے!

وہ جھانک انداز میں قہقہہ لگاتے لگے۔ پھر بولا: میرے سنبے یہ اچھل کر کام نہیں آئے گی۔ یہ جا دو ہے سیاہ جا دو۔ میری طرف چھلانگ لگا کر آئے گی تو تنہا کے بل گرے گی!

اس نے "ہاہپ ہاہپ" کا نعرہ لگاتے ہوئے پھر فضا سے چھلانگ لگائی۔ اس کی طرف پکی اس نے بے جا کالی کا نعرہ لگاتے ہوئے اس کی طرف ایک جھونک ماری۔ وہ بیکارگی کے کٹے ہوئے شتیر کی طرح نیچے گر کر زمین پر اوندھے منہ گر پڑی۔

خدیہ نکلیت کا احساس ہوا۔ وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولا: "میں نہ کتا تھا نہ گے کے بل گئے گی!"

وہ سوچ رہی تھی کیسے گر پڑی۔ آج تک جتنا شک کے خطرناک کرتب دکھانے کے دوران اس سے سبھل چوک نہیں ہوئی تھی۔ ایک بار وہ ایسے تھے ہوتے تار پر کرتب دکھا چکی تھی جہاں اوپر نیچے سانپ ہی سانپ دکھائی دے رہے تھے۔ ایسے نہ رہیے غائب تھے ہوئے آہنی تاروں پر چلتا بیچوں کا کھیل نہیں تھا۔ ذرا سی لغزش اسے نہر بے سانپوں کے درمیان پہنچا سکتی تھی۔ بہر حال اس نے سمجھ لیا کہ خود سے نہیں گری۔ نہ ہی اس سے کوئی غلطی ہوئی۔ اسے شیطانی من نے گواہ کیا تھا۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دونوں ہاتھ کر پر رکھ کر گھومتے ہوئے بہرام کو دیکھنے لگی۔ وہ قہقہہ لگاتے کے بعد پھر منتر پڑھ رہا تھا۔ انداز بتا رہا تھا منتر پڑھتے ہی پھر اس کی طرف چھونک مارے گا۔ یو کی تیز نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جیسے ہی اس نے چھونک مارنے کی کوشش کی، وہ "ہاہپ ہاہپ" کرتی ہوئی قلابازی کھاتی ہوئی ایک طرف سے دوسری طرف گئی۔ ایسا کرنے سے پہلے جہاں کھڑی ہوئی تھی وہاں آگ کے شعلے پکے ہوئے آئے تھے۔ پھر کچھ گئے تھے۔ لیکن اس نے چھونک مار کر اسے شعلوں میں لپیٹنا چاہا تھا اور نا کام رہا تھا۔ وہ آدھر گھوم گیا جہر وہ کرتب دکھائی ہوئی تھی۔ آدھر منہ کر کے منتر پڑھتے کے بعد چھونک ماری محد وہ "ہاہپ ہاہپ" کرتی ہوئی دوسری جگہ پہنچی تھی۔ بہرام نے اپنے کالے مل سے چادر کی طرف منٹا پھر کلا دیے تھے۔ وہ دائرہ کا شعلوں کے باہر چکر کاٹ رہی تھی کبھی آدھر کبھی آدھر کبھی کی طرح پلک رہی تھی۔ بہرام گنگولی ایک جگہ کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا کہ دوسری طرف پلٹ کر اسے دیکھنا پڑتا تھا۔

اگر وہ تمام رات آدھر سے آدھر پلٹ کر اسے دیکھتا رہتا تب بھی پریشان نہ ہوتا اور نہ ہی تنگی محسوس کرتا۔ پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ منتر پڑھتے پڑھتے بھول جاتا تھا۔ دھیان بٹ جاتا تھا۔ وہ کبھی کی طرح لپکتی تھی اور دل لگتا تھا جیسے ابھی آگ کے شعلوں کو پار کر کے اس کے سر پر پہنچ جائے گی۔

اس کی عقل میں یہ بات آئی کہ یو کی کی طرف چھونک مارنے کے بجائے آگ کے شعلوں کو بلند کرنا چاہیے تاکہ وہ دائرے کے کنارے نہ آ سکے۔ پھر اس نے یہی کیا اور زور سے منتر پڑھتے ہوئے آگ کے شعلوں کو ہوائیے لگا۔ انھی لمحات میں اسے ایسا لگا جیسے سر کے پچھلے حصے میں کسی نے لوہے کی سلاخ دے ماری ہو۔ وہ ایک ٹانگ پر کھڑا منتر کا چاکر رہا تھا۔ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔ سنبھلے سنبھلے ہی منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ اسے یو کی کی آواز سنائی دی "میں نے بھی کبھی چٹا دی۔ حساب برابر ہوا۔ اب نیا حساب شروع ہو گا!"

وہ پھر کھڑی ہوئی۔ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ سر کے پچھلے حصے کو مسلاتے ہوئے یو کی کو جرات سے خالی ہاتھ دیکھ کر بولا: قہقہہ! کس چیز سے تھکا گیا تھا؟

وہ بیہوشا بدلتے ہوئے بولی: "جنگ جاری رہی تو جیسے ابھی یقین ہو جانے لگا کہ میرے ہاتھ پاؤں کبھی کسی ہتھیار سے کم نہیں ہیں!" تو میری غفلت سے فائدہ اٹھا کر اندھا گئی منکواب تیرے بدن کی لاکھ باہر جانے لگی!

وہ چاروں طرف گھوم گھوم کر شعلوں پر چھونکی مارنے لگا شعلے دائرے کی صورت میں پھرنے لگے۔ ہر بندہ ہوتے جا رہے تھے۔ اب اس دائرے کے باہر سے کوئی اندر دیکھ نہیں سکتا تھا۔ میں پڑا

مے پاس رہ کر خیال خوانی کی آغوش سے دیکھ رہا تھا۔ مختلف انہی اور سوٹ کیس میں ٹرانسفاوریشن کے حصے رکھے ہوئے تھے۔ سان کے طرارت پوچی اور بہرام گنگولی بیتر سے بدل رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا: مجھے یاد آیا تیرا ویڈیو فلم دیکھنے والے تھے فلاوی دوشیزہ لیتے ہیں۔ یہ میرے لیے شرم کی بات ہوگی اگر گیم تبھے بائیں ہاتھ سے نہ ماروں!"

وہ بے شک دوشیزہ غیر معمولی قوتوں کا حامل تھا۔ اس کا دھوی خاؤہ ہاتھوں سے اچھی کی سوٹر سوٹر دیتا ہے۔ اور منشا شیر سے لڑتا ہے۔ وہ شہر کی طرح غراتا ہوا ہے۔ لڑھا۔ اسے لڑنے کا فائدہ آتا تھا۔ اس نے اپنی دانست میں بڑا کامیاب حملہ کیا تھا لیکن یو کی وہاں نہیں تھی۔ "ہاہپ ہاہپ" کی آواز کے ساتھ ہی فضا میں پر دار کرتی اس کے سر کے اوپر سے گزرتی تھی۔ سب اس نے نا کام حملے کے بعد پلٹ کر دیکھا تو منہ پر زبردست ٹھوکر پڑی۔ وہ تھلا کر رہ گیا اسے تسلیم نہ پا رہا کہ وہ گشت بدست کی ہے محارثہ اور اسوروں کی لے لے ڈال دینا چاہیے۔

بہرام گنگولی نے کئی حملے کیے۔ وہ بیٹھ کی طرح آدھر سے دھڑکتی تھی۔ وہ ایک بار اسے گزرتے ہی نہر بیت کرنا چاہتا تھا کہ وہی اس کے پچھلے سے منہ نکل گئی۔ "یو کی کی طرح منٹا جائے لیکن وہ ایک بار بھی ہاتھ نہیں آ رہی تھی۔ آخر وہ غصے سے ہاتھ منٹے بولا: عورت آخر عورت ہوئی ہے۔ مرد کی طرح لڑنا نہیں آتی تیری مرد کی پچھے تو ایک جگہ کیوں نہیں لڑتی؟ ہندریا کی راج اچھی کیوں جا رہی ہے؟ میں ایک بار..."

اس کی بات آدھر دی گئی۔ پوچی با پوچی با پوچی با پوچی کے سر کو ٹوکر مارتی ہوئی گزرتی تھی۔ ہر بار وہی محسوس ہوتا تھا جیسے لوہے کی ٹانگ پر پڑ رہی ہیں۔ وہ غیہ محسوس کرتے برداشت نہ کھاتا پھر وہاں بلی کوئی اور ہوتا تو سر پر اتنی سلاخی لکھانے کے بعد گر پڑتا۔

تب اس نے چھونک کر ہوا۔ اسے بچے مراد لگی دکھانا ہے شین حاصل کرنا ہے۔ یہ چھونک کر کرتب دکھا کر اٹھ رہی ہے۔ یہ شین کی ٹھوکر کا ناپا ہے۔ اس سے بعد میں ٹٹ لوں گا؟

اس نے بیکارگی دونوں ہاتھ اٹھا کر بے جا کالی کا نعرہ لگایا۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کے کپڑے ہوئے ہاتھوں میں وہ ٹوکر لگا جس سے وہ کالی مان کے چٹروں میں انسانی گردنیں کاٹ کر بلی جاتا تھا۔ یو کی کی نظروں میں اس کے ہاتھوں پر چھوٹی تھیں۔ وہ لوں کی روشنی میں دائیں بائیں اوپر نیچے تھوڑا جھٹکا ہوا اس کی بددب دکھا رہا تھا۔ پھر اس نے بیکارگی حکم کیا۔

"ہاہپ ہاہپ" وہ تھوڑا کلاٹ سے نکل گئی۔ اس کی حصار س سوٹ کیس پر پڑی اٹھ کر پڑی خول کٹ گیا۔ اندر دیکھ کر شین

تھی، تھوڑا رنگ مٹی در نہ سوٹ کیس دھتوں میں تقسیم ہو کر بتا کر پوچی تقسیم ہوتے ہوئے رہے۔

بہرام گنگولی سمجھ رہا تھا، وہ لڑکی اس کا وقت منالے کر رہی ہے۔ شاید اس کے حاضری پسینے والے ہیں۔ پھر شین کا حصول دشوار ہو جائے گا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر کلا لائی کیا منتر پڑھتے پڑھتے یو کی پاؤں کے انگوٹھے پر کھڑا ہو گیا۔

یو کی نے حیرانی سے دیکھا۔ ایک انگوٹھے پر تمام جسم کا بوجھ اٹھا کر کھڑے رہنا حیرت انگیز کمال تھا۔ یہ حیرانی اور بڑھ گئی جب اس نے بہرام گنگولی کے کدو سے ایک اور بہرام گنگولی کو نکلتے دیکھا دوسرے کے ہاتھ میں بھی تھوڑا تھا۔

اب مقابلے پر دو تھے۔ دیکھو حیرانی اور بڑھ گئی۔ بہرام کے کدو سے تھوڑا بہرام تھوڑا نکلا۔ پھر ہوتا تھا پھر با پوچی اس طرح پھر بہرام گنگولی اسے چاروں طرف سے گھیرنے لگے اسے اپنے داغ میں لپیٹ لیا۔ ان کے آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ حقیقت نہیں ہے جو دھرت ایک بہرام گنگولی کا ہے۔ باقی نظر کا دھوکا ہیں۔ با پوچی تھوڑا نقصان نہیں پہنچا نہیں کی صرف دہشت زدہ کر رہی گی۔ محض ایک تھوڑا سے نقصان پہنچے گا؟

یو کی اٹھ کر رہ گئی تھی۔ چاروں طرف سے گھیرنے والے ہلزلہ میں سے اصلی بہرام کی شناخت مشکل ہو گئی تھی۔ اس کی سلاخی اس میں تھی کہ وہ اصلی تھوڑا پچھتا رہی ہے۔ اسے زیادہ سوچنے کی بجائے کالو کتہ نہیں ملے۔ وہ سب کے سب اچھا کھٹے کھٹے گئے۔ اس نے ایک آہ کے دائرے سے نکل آئے پھر وہ ایک بہرام کے اوپر سے چھلانگ لگائی، فضا میں قلابازی کھاتی ہوئی آگ کے دائرے سے باہر آئی لیکن نجات نہیں ملی۔ وہ تمام تھوڑا رور رہی باہر چلے گئے۔

وہ عجیب مشکل میں تھی۔ اصل اور نقل کی پیمان نہیں ہو رہی تھی۔ وہ متواتر چلنے کر رہے تھے۔ یو کی بھاڑ کرنے کے دوران ایک تھوڑا کی زد میں آ گئی۔ وہ تھوڑا اس کے بازو پر آئی پھر بازو اور سینے کو کاٹتی ہوئی گر گئی۔

ایک لمبے کیوں لگا جیسے اس کے دو ٹوکے ہو گئے ہوں لیکن وہ ثابت و سلاقی خون کی ایک بوند نہیں نکلی تھی۔ یعنی وہ غریب نظر تھا۔ اس پر جگہ کے دائرے اصل نہیں تھا۔ وہ پھر تازہ دم ہو کر منٹا کے کرتب دکھانے لگی۔ آئندہ گئے دال دوسری تھوڑا اصل ہو سکتی تھی۔ مصیبت یہ تھی نقل کو کچھ اصل سمجھ کر بھاڑ کرنا پڑتا تھا۔ تب وہ چوک گئی۔ موٹر بوٹ کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

گنتے پر پانچ نظر آئے یعنی پانچوں فریب نظر تھے۔ اصل ہرام لنگولی ٹرانسفاوریشن سے جا رہا تھا۔ وہ خود چھلچھلی لگاتی ہوئی آگ کے دائرے میں بیٹھی۔ شعلہ سر پر رہے تھے۔ دائرے میں کھایا ہوا سامان غائب تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی ساحل پر آئی۔ تاریکی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ رات کے سناٹے میں وہ درجاتی ہوئی موٹر بوٹ کی آواز سنانا دے رہی تھی۔

کوئی جادو نہیں تھا یہ صرف نظر بندی کا ٹھنڈا تھا۔ یہ الگ بات ہے کہ نظر بندی کا پتہ بھی جادو کے خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ بہر حال؟

مشین ہاتھ سے نکل چکی تھی۔

تاریکی میں موٹر بوٹ کی آواز ڈوٹی جا رہی تھی۔ پوری مٹیوں بچھنے زور زور سے ہل رہی تھی۔ وہ بیٹھا کایاب ہوئی آئی تھی۔ یہی ناکامی کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ یہی شکست نہیں کھائی تھی۔ اس لیے اپنی اسلٹ محسوس کر رہی تھی میں نے کہا۔ ناکام ہونا اور شکست کھانا بھی یکھو۔ اس طرح انسان مغرور نہیں ہو جاتا۔ خاکو ماتار جتا رہا ہے۔

اس نے بڑی لمبے سے تائید میں سر ہلایا۔ پھر پلٹ کر اُدھر دیکھا جہاں وہ اڑا ہوا آگ روشن تھی مگر اب کچھ نہیں تھا۔ وہ دائرہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ٹرانسفاوریشن ہرام لنگولی نے ہانپا تھا۔ وہ جاؤں گا۔ عد ہرام لنگولی تھے، ان میں سے کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "بھوک میں آئی تاکہ کھاؤں تھا۔ میں نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سب کچھ میرے سامنے پیش آ رہا تھا۔ پھر بھی یقین کرنے کی جی نہیں چاہتا۔" ہم سناشی دور میں سانس لے رہے ہیں۔ یہ کالامل آج کے دور میں محدود ہو گیا ہے۔ یہ کبھی کبھی کسی کے سامنے آتا ہے یا کوئی اس کا ذکر کرتا ہے تو دوسرے یقین نہیں کرتے۔ تم بڑے حوصلے سے کلمے جاؤ۔ کو ناکام بناتی رہی ہو۔ ہرام لنگولی تمہیں جھلا نہیں سکے گا۔

"اسے تو میں بھی نہیں بھلاؤں گی۔ وہ مشین لے کر ہی آؤں گی۔ کیا فوری طور پر یہی لاک پٹر کا انحصار نہیں ہو سکتا؟" وہ دوڑتی ہوئی لاک کے پاس آئی۔ اس کے ڈش بورڈ سے ٹرانسفاوریشن کا پھر رابطہ قائم کرنے میں غلطی ہو گئی۔ اس نے کہا۔ وہ آرام سے آنکھیں بند کر لیا۔ ہوا تھا۔ اس کے ذہن میں کسی کی آواز آ رہی۔ پتا چلا۔ وہ شخص بھی ٹرانسفاوریشن کے ذریعے باتیں کر رہا ہے۔ دوسری طرف سے جواب دینے والا ہرام لنگولی ہے۔ وہ حکم دے رہا تھا۔ شارپر کو فوراً ہال سے اٹھا کر اسے جادو فراہم کرنا تھا۔ والی بہت خطرناک ہے۔ اس سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہ کرنا۔ وہ راستے میں آئے تو فوراً لنگولی مار دینا۔ شارپر کو کسی خفیہ اڈے میں لے جاؤ۔ میں اس سلسلے میں ناکامی برداشت نہیں کروں گا۔ اور ایذا دلانی۔ ٹرانسفاوریشن کے ذریعے بات کرنے والے نے اپنے ساتھی کو ہرام

کا حکم سنا یا دوسرے نے کہا۔ میں گاڑی اس مکان کے قریب لے آتا ہوں۔

وہ اہلکار۔ وہاں میں شخص پہرہ دے رہے تھے تاکہ پوری آواز کا رخ نہ کرے۔ میں انہیں آپس میں بات کرنے پر مجبور کرتا رہا اور سب کی آواز میں مشتعل رہا۔ پھر پوری کے پاس آ گیا۔ وہ بولی۔ اس وقت ایلن کا پٹر کا حصول مشکل ہے۔ مٹی گن جیل اور گرین لے کے ساحل پر سختی سے چنگل ہوئی ہے۔ رات کے وقت ان اطراف میں مرد سرکاری یا سیل کا پٹر پرواز کر سکتے ہیں۔ میں نے پرواز کی اجازت نہیں لے۔

"پرواز نہ کرو۔ گاڑی میں بیٹھو اور یہاں سے نکل جاؤ۔" وہ میری رائے سے بولی کیا شارپر کچھ چوڑوں؟

"تم یہاں سے چلو۔ میں تیار ہوں۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ گاڑی اٹھارتے ہوئے بولی۔ "اب بتاؤ اسے کیوں چھوڑنا چاہتے ہو؟"

"ہم اسے پکڑ کر کیا کریں گے؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو؟ یہ شخص اسے دونوں ملک پر سزا دینا۔ اس نے ٹیلی ویژن کے ذریعے اسرائیلی ایجنٹوں کو باا صاحب کے ادارے میں گھسنے کا موقع دیا۔ ہماری راتوں کی نیندیں خراب کرنا اور تم اسے چھوڑ دینا چاہتے ہو؟"

"وہ ہم سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ میں نے اس کے ذہن میں جگہ بنائی ہے۔ اس کے آس پاس جتنے لوگ ہیں، ان سب کی آوازوں اور لب و لہجے کو یاد کر چکا ہوں۔"

"اس کے پاس معمولی آواز کا بدلہ دے دو۔ کسی وقت بھی اپنی جگہ بدل سکتے ہیں۔ ان کی جگہ نہ آ سکتے ہیں۔ شارپر کے دماغ کو پھر تنہائی عمل کے ذریعے لاک کیا جاسکتا ہے۔ تب کیا کرو گے؟"

"جب ایسا ہوگا تب دیکھا جائے گا۔ ہرام شیشے سے لپکا۔ لیکن وہ شارپر کے بغیر بے کار ہے۔ اسے بہر حال میں اپنے پاس جلائے گا۔ ہم شارپر کے ذریعے ہی ہرام تک پہنچ سکتے ہیں۔"

وہ دماغی طور پر رہی۔ کچھ سوچتی رہی۔ پھر بولی۔ "ابھی شارپر کا فزیکل پورٹ بنا ہوا ہے۔ کوئی بھی ٹیلی ویژن جاننے والا وہاں آج نہیں ہے۔ یہ اچھا موقع ہے۔ عمومی عمل کے ذریعے ہرام لنگولی کا قہر دونا کہ اس کا دماغ متعلق نہ رہے۔"

"میں ایسا کرنے والا ہوں اس کے لیے مناسب موقع دیا رہا ہوں۔ جب تک شارپر نہیں آرام سے جا کر نہیں لیٹے گا، میں ان پر عمل نہیں کر سکتا گا۔"

"جب میں ہرام سے متاثر ہو کر رہی تھا تب موقع تھا۔" "تمہارا متاثر ہونا سبھی خیر تھا۔ وہ بد بخت بار بار کاٹے تھے۔ تمہارا شکار کیا تھا میں یہ سوچ کر تمہارے دماغ میں موجود تھا کہ

بھی صحبت کی گھڑی میں اچانک خود کو ظاہر کر دوں گا۔"

"اگر وہ اپنے عمل سے مجھے مار ڈالتا تو؟"

"سوال ہی پوچھنا نہیں ہوگا۔ کالے عمل سے کوئی گمی کو نہیں سکتا۔ اگر ایسی کوئی مثال ملتی ہے تو سرنے والا نہایت بزدل اور سست بہت ہوتا ہے۔ وہ دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔ بعض حالات میں خون کی رائے کرتا ہوا مر جاتا ہے۔ جو لوگ غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں وہ مضبوط قوت ارادی کے مالک ہوتے ہیں اور حوصلہ مند ہوتے ہیں، ان پر ہر جگہ ٹھک کالاجاد اور ڈر کر سکا۔ تاہم ترین مثال خود تھا رہی ہے۔ وہ جیتیں ایک۔ جیتیں ہرام لنگولی کے ذریعے دہشت زدہ کر رہا تھا۔ ابھی آہا لیکن جیتیں جان سے نہ سکا۔"

"جب وہ شیشے نے فرار ہوا تھا تو تم نے خود کو ظاہر کر دیا۔ نہیں کیا؟"

"اس کے کالے عمل کے ذریعے صرف تمہیں نہیں مجھے بھی الحاد تھا۔ میں حیران تھا کہ اصل ہرام لنگولی کون ہے اور اصل تو اکر کون سی ہے بعد میں انکشاف ہوا کہ تم پانچ کے درمیان گھری ہوئی تھیں۔ چھٹا جو اصلی تھا وہ شیشے نے فرار ہوا تھا۔ موٹر بوٹ کی آواز سن کر میں اپنی عقلی کا اور اچھے کا احساس ہوا لیکن اس وقت تک دیر ہو چکی تھی۔"

"مجھے اب کہاں جانا ہے؟"

"شکار کو پتہ۔ میں آ رہا ہوں۔"

"ہرام لنگولی کی زیر زمین آڈے میں پناہ لے گا۔ جب تک شلی پتہ کی کالے عمل اپنے دماغ میں متعلق نہیں کر لے گا خود کو اور شیشے کو کسی کی نظروں میں نہیں آئے دے گا۔"

"وہ کبھی بھی بد پوش رہے۔ ہم شارپر کے ذریعے اس تک پہنچ رہی جا میں گے۔ میں جا رہا ہوں۔ مجھے شارپر کے پاس رہنا چاہیے دیکھا ہوں اسے کہاں پتہ چاہا جا رہا ہے۔"

وہ ایک گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لیٹا ہوا تھا۔ اعلیٰ دوسریوں پر ہرام کے پانچ آواز دے۔ اسے کہیں لے جا رہے تھے۔ میں نے ان کے دماغ کو پکڑ کر معلوم کر لیا ہے کہ کہاں بیٹھا جا لے گا پھر میں نے باا صاحب کے ادا سے سے تعلق رکھنے والے ہران کو مخاطب کیا۔ اسے کہا۔ "میں چند ضروری باتیں کر رہا ہوں انہیں نوٹ کر دو۔ وہ خود قلم کے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا۔ ہرام لنگولی کے تین آڈوں کا پتا ملا ہے۔ ابھی یہ لوگ شارپر کو شیشے کی جیل کے ساحل راستے پر لے جا رہے ہیں۔ ششائیت میں پہنچ کر جیل کو پار کریں گے پھر آڈا اور شیشے کی گے۔ وہاں لیکن اسکو ان سے میں میل دے دیکھو گی کسی سستی ہے جہاں میں ایک کے لوگ زیادہ آباد ہیں۔"

"جناب! میں کچھ گیا۔ آڈا وائیں ہمارے جوان موجود ہیں۔ میں ان سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔"

"ہرام لنگولی کا دوسرا آڈا اعلیٰ ہڈس کے انتہائی جنوب میں ہے۔ وہاں ایک ساحلی شہر کوئی ایک آشار کے سامنے میں خا ہے۔ اس غار میں سانپوں کی بسات ہے لہذا اوگ اس طرف نہیں جاتے ہیں۔ کیا وہ سانپ زہریلے ہیں؟"

"ان میں سے چند زہریلے ہیں۔ وہ سب ہرام لنگولی کے پروڈ ہیں۔ وہ جھمٹا بننے پر کرم میں ہے۔ اور اس طرح ان کو اپنے قتل و مر سے کرنا چاہیے۔"

"پھر تو وہ اسی آڈے میں ٹرانسفاوریشن لے جائے گا۔" تم سب کو کھانا طور پر دروہی دے دو۔ تمام آڈوں کی ٹھکانی کرنا ہے۔ ہرام کو کسی طرح شبہ نہ ہونے پائے۔"

"جناب! اطمینان رکھیں۔ ہرام بھی ہماری آہٹ بھی نہیں پائے گا۔"

"میسرا آڈا ابلے ہڈس کی شمال مشرقی ساحلی بستی میں ہے۔ یہاں ایک قلعہ ہمارا نشان گاہ ہے۔"

وہ میرے بتائے ہوئے پتے نوٹ کرتا جا رہا تھا۔ ہرام لنگولی کے یہ تینوں آڈے کیا میں تھے۔ میں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جناب شیشے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "ہم ایک آدمی کا پٹر کی سخت ضرورت ہے۔ یہاں فلائنگ کلب سے حاصل کرنے میں نامی دشواری پیش آتی ہے۔"

"میں ابھی فرانسس میکرٹنوں سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔ ان کا سفیر تمہارے لیے آسانیاں فراہم کرے گا تم خود ہی دیر بعد مجھے رابطہ قائم کر دو۔"

میں غلام کے پاس گیا۔ ہمارے آدمیوں نے اسے شکار بچا دیا تھا۔ اس کا غلیب بھی بدل دیا تھا۔ اب وہ بیٹوں سوٹ میں نظر آ رہا تھا۔ اس کے پاس ہزاروں ڈالر تھے۔ ضرورت پڑنے پر اوپر لے سکتے تھے۔ وہ ایک بہت ہی شگے ہوئے کمرے میں قیام کر رہا تھا۔ بنیادی بات یہ تھی کہ میں نے اس کے دماغ سے غلامی کے باقی ختم کر دیے تھے۔ اب وہ ایک آزاد انسان تھا اور آئندہ کسی کے غلامی قبول کرنا اپنی توہین سمجھتا تھا۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔

"ہیلو صاحب! میں فریڈ ہول رہا ہوں۔"

وہ ایک دم سے اٹھ کر انٹیش ہو گیا۔ دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر بولا۔ "آپ کا غلام حاضر ہے۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ابھی تمہارا دماغ پڑھ رہا تھا تم غلامی کو اپنی توہین سمجھتے ہو پھر خود کو غلام کیوں کہہ رہے ہو؟"

"میرے آقا! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا غلام نہیں ہوتا لیکن تا بعد از ہوتا ہے۔ اب کی ذات سے مجھے آزاد ہی لیب ہوئی ہویشہ کی غلامی سے نجات مل گئی۔ میرا دماغ ہمیشہ ایک آزاد انسان

کی طرح سوچے گا مگر اپنے صحن کے کام آنا اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا
میرا عرض ہوگا۔ میں غلام نہ ہوں لیکن آپ سے درخواست کرتا ہوں
مجھے غلام باقی ہی کہہ کر مخاطب کریں۔ آپ صلاحیتوں کے اعتبار سے
اصل میں نہیں ادنیٰ ہوں۔ اس لحاظ سے آپ کو ناقصا کہا کروں گا؟
"ابھی بات ہے یہ بتاؤ میرا سے رابطہ قائم کیا؟"
"وہ ذرا بچپانے لگا۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے؟"
"مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے؟"
"بلا جھک کر اور نہ ہی مختار سے خیالات بڑھوں گا؟"
"وہ ایک ایک کر کے لگاتار وہاں سے وہاں آگئی تھی۔"
"کئی بار مجھے ہر گھنٹے کی خوش کنی دہی لیکن میں اس پر تیار ہوجاتا
ہوں۔ اس سے رابطہ قائم کروں گا تو وہ پھر وہی حرکتیں کئے گی؟"
"میں یہی چاہتا ہوں۔ وہ خود غرضی ہوگی صرف تم سے اپنا کام
نکالتے کے لیے محبت کرے گی تو تم بھی خود غرض بن جانا۔ اگر وہ
دل سے تمہیں چاہے گی تو تم بھی اس سے دو کر دو گے؟"
"میں نے برابر ڈاؤن لے کر دماغ میں پہنچ کر اس کے پاپارٹ
کافون لبر کو دیکھا۔ پھر غلام کو جانتے ہوئے کہا۔ فون پر رابطہ قائم
کرو۔ میں ٹھوڑی دیر بعد آؤں گا؟"
"میں نے پھر پھر صاحب کو مخاطب کیا۔ انھوں نے کہا۔
"دانشگاہ میں فرانسیسی سفیر سے رابطہ قائم کر سکتے ہو۔ میں اس کی آواز
سناتا ہوں؟"
"انھوں نے ریکارڈ کر لیا۔ مجھے ایک شخص کی آواز سنائی دی۔
میں نے چند فقرے سننے کے بعد کہا۔ کافی ہے آپ اسے بڑھائیے؟"
"میں غصے کے دماغ میں پہنچ گیا جب اسے مخاطب کیا تو اس
نے مسکرا کر جواب دیا۔ مجھے فون پر پتا چلا کہ زبردستی میں پرفیکشن ہونے
والی ہے۔ آپ میرے دماغ میں آئے ہیں۔ میں آپ کو خوش آمدید
کہتا ہوں اور اپنا بے پناہ متوازن کا اظہار کرتا ہوں؟"
"میں نے سچو اسے دیکھ کر جواب دیا۔ پھر کہا۔ مجھے یہاں
دو بیانی کا پتہ مل گیا ضرورت ہے۔ یہ دن رات میرے اشتعال میں لپکتے
وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔ پھر اس نے کہا۔ ہمارا ایک
بے انتہا دولت مند شخص یہاں موجود ہے۔ اس کے پاس ذاتی
ایک کاپی ہے۔ وہ تمہیں مل سکتے ہیں؟"
"غرض اس کے لیے انتہا دولت مند کا نام فرانس فرنانڈو
تھے۔ زبردستی دولت کا شمار نہیں تھا۔ اس نے صرف عام مینگ فرنانڈو
کہا۔ مختار غیرت سے ٹیبلٹن کے ذریعے اس سے رابطہ قائم کیا۔ پھر
کہا۔ میں ابھی مختار سے پاس آ رہا ہوں۔ ایک نہایت اہم مسئلے پر
گفتگو کرنا چاہتا ہوں؟"
"مختار آنا سرگرمیوں پر کیا دو گئے بعد میں آ سکتے۔ میں

بورڈ فٹ ٹائمر کرکٹ میٹنگ امینڈ کرنے جا رہا ہوں۔ یہ میٹنگ
ضروری ہے؟"
"تم چاہو تو دو گھنٹے کے لیے میٹنگ ملتوی کر سکتے ہو؟"
"میرے علاوہ کچھ کے باجے ڈائریکٹر نہیں۔ دو گھنٹے بعد
کرنے کے لیے ہر ایک کو قائل کرنا ممکن نہیں ہے؟"
"میں نے سفیر سے کہا۔ آپ بحث نہ کریں۔ اس کے پاس
پڑیں۔ وہ آپ کا انتظار کرے گا؟"
"میں کنگ فرنانڈو کے پاس پہنچ گیا وہ ریسورس کھنے کا
اٹھا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ کیا ہر جگہ ہے، اگر
تمام ڈائریکٹر نہ دو گھنٹے بعد کا وقت ملے کرکٹ۔ شاید وہ را
ہو جائیں؟"
"وہ اس بات کو ماننا نہیں تھا۔ میں نے اسے ماننے پر مجبور
ہوایا۔ ایک ڈائریکٹر کو باری باری فون پر مخاطب کرنے لگا۔ دوسرا
کے مخاطب جواب میں کہہ سکتے تھے۔ میں ان کے دماغ میں پہنچ
انھیں راضی ہونے پر مجبور کر رہا تھا۔ اس طرح وہ پانچوں ڈائریکٹر
دو گھنٹے بعد ملنے کے لیے راضی ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد سفیر اس
پاس پہنچ گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا کیا ہوا تم میٹنگ
میں گئے؟"
"تمہیں ناراض نہیں کر سکتا تھا۔ پانچوں ڈائریکٹر زکو راضی
ہے۔ بتاؤ کون سا اہم مسئلہ ہے جس پر گفتگو کرنا چاہتے ہو؟"
"اس نے فرنانڈو کی آنکھوں میں جھلکتے ہوئے مسکرائے
ہوئے کہا۔ اس وقت ہمارا پاکستانی اور فرانسیسی بیروہا سے دو
موجود ہے؟"
"وہ ذرا مددگار ہو کر بیٹھ گیا۔ جرانی سے بولا۔ کیا تمہیں کسنا چاہا
ہو؟ فراد صاحب ہمارے درمیان ہیں؟"
"ہاں تم میٹنگ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ فراد صاحب
نے کہا۔ میں مختار سے پاس چلا آؤں۔ تم کہیں نہیں جاؤ گے۔ یہاں
آکر دیکھو ہاں تو واقعی میرا انتظار کر رہے ہو؟"
"وہ سرگرمی کر سونے لگا۔ میں نے مخاطب کیا۔ "مسٹر فرنانڈو
میں مختار سے دماغ میں بول رہا ہوں؟"
"وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ خوش ہو کر بولا۔ کیا
آپ بول رہے ہیں؟"
"جی ہاں، اب ایک میرے متعلق سفیر صاحب بول رہے ہیں؟"
"میں یقین دلانے کے لیے مختار سے اندر بول رہا ہوں؟"
"فراد صاحب! یہ ہمارے سفیر صاحب معائنہ کر آئے
اگر یہی طرح آپ کا نام لیتے تو میں دنیا کے سامنے کام چھوڑ
میں آپ کا نقصان نہیں چاہتا۔ اسی لیے آپ کے دماغ

وہ کر فون کرنے پر مجبور کرتا رہا اور آپ پانچوں ڈائریکٹر سے دو گھنٹے
بعد کا وقت لیتے رہے؟"
"اودھانی گاؤں کیا تم فون کر رہے تھے؟"
"سفیر نے کہا۔ جتنی نوگ دماغ میں چپ چاپ باتیں کر رہے
ہو اور میں انھیں ک طرح متنبہ کر رہا ہوں؟"
"میں نے سفیر کے دماغ میں آکر کہا۔ اب میں آپ کے ذریعے
گفتگو کروں گا۔ آپ کی زبان میری مرضی کے مطابق بولے گی؟"
"پھر وہ بولنے لگا۔ "مسٹر فرنانڈو! اس وقت ضروری تھیور
سفیر صاحب کی زبان سے بول رہا ہے۔ مجھے دو میل کا پتہ کر کے
ضرورت ہے؟"
"جب چاہوں جانے لگے؟"
"وہ دن رات میرے اشتعال میں رہیں گے؟"
"ساری زندگی اپنے اشتعال میں رکھو۔ کو تو تھا اس لیے یہاں
دو چار ٹانگ کب کھول دوں؟"
"میں نے ہنستے ہوئے کہا۔ "ضرورت ہوئی تو تمہیں بھی اٹھا کر
لے جاؤں گا۔ فی الحال دو بیانی کا پتہ کافی ہیں؟"
"تم کہاں ہو؟"
"نیویارک پہنچ گیا ہوں۔ اب شکاگو جانا چاہتا ہوں؟"
"مجھے پتا تھا ڈی ملی کتا کا پتہ کر رہے کر پتہ کر رہا ہوں۔ پھر ہم ساتھ
ہی شکاگو جانا گئے؟"
"دو گھنٹے بعد مختار میٹنگ سے؟"
"وہ کب بھی ہو سکتی ہے؟"
"تمہیں لاکھوں ڈالر کا نقصان ہو گا؟"
"مختار سے لیے جان دے سکتا ہوں۔ لاکھوں ڈالر کیا چیز ہیں؟"
"خوشی کے سامنے کسی کو یہ نہ بتاؤ۔ یہاں میں موجود ہوں؟"
"مجھے حماقت کی توقع نہ کر دو۔ بس میں آ رہا ہوں؟"
"وہ روائی کے لیے اٹھا گیا۔ میں سفیر صاحب کا شکریہ ادا
کر کے دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ابھی یہاں مصروفیات کا
ایک لاسٹنڈی سلسلہ تھا۔ پیڑی سے ملاقات ہونے والی تھی۔ دوسر
غلام ہانی بھی مورنہ کے پاس پہنچ گیا ہوگا پھر ہم سب کو ایک کاپیٹر
کے ذریعے ہر آم گٹھلی کے مختلف آڈیو تک پہنچا تھا میں اس
کے اس سے کی طرف تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔ ابھی آپ کو سونیائی شیا
پارک ٹیوٹر رونیو اور پارک دم کے متعلق بتانا بھی ضروری ہے۔

کی تو وہ خریدنے چلا آیا۔
اسی شاپنگ سینٹر کے باہر ایک کار میں دوسرا ٹیوٹر بیٹھا ہوا
تھا اور وہ ہمارا پارک تھا۔ اس کے ساتھ شکرانی سردار اور ہمارے
دو ٹیوٹر تھے۔ رونیو نے شکر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ یہ اچھا موقع
ہے مرادوائس ایک جگہ کھڑا ہوا اور دماغی نادل کا انتخاب کر رہا ہے
اس سے بہت دو ٹیوٹر اپنے لیے چیزیں پسند کر رہے۔ میں ٹیوٹر کو
یہاں لارہی ہوں۔ تم ہمارے پاس کو ہاں پہنچاؤ؟"
"پھر اس نے پارک کے پاس آکر کہا۔ بیٹے! تمہارا استخوان ٹرنٹ
ہو رہا ہے۔ نیٹک ٹیوٹر ہنسنے کے لیے تیار ہو رہا؟"
"وہ شکر کے ساتھ کار سے باہر نکلا۔ گودھر رونیو نے ٹیوٹر کے
دماغ پر قبضہ کر لیا۔ پھر اسے آہستہ آہستہ چلائی ہوئی اسٹور سے باہر لے
آئی۔ شکر دوسرے دروازے سے پارک کو اسی اسٹور میں اندر لے
گیا۔ اصل ٹیوٹر کار کے پچھلے دروازے پر گیا۔ پھر اندر چلے ہوئے
رانی سردار نے اسے اتار پڑا کر اپنے پاس بٹھایا۔ اسے میں شکر بھی
پہنچ گیا۔ پچھلی سیٹ کا دروازہ بند ہوا۔ اسٹور میں پھر وہاں
سے آگے چل پڑی۔ رونیو نے ٹیوٹر کے دماغ کو فزائڈ ہوجوڑا ٹوڈہ
ایک دم سے گھبرا کر اس پاس دیکھنے لگا۔ رانی سردار نے اس کے سر
پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ بیٹے! گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ ہم
تمہیں اچھی جگہ جا رہے ہیں۔ صرف چند سات گھنٹے اپنے پاس
رکھیں گے۔ پھر مختار سے ٹیوٹر کے پاس بھیج دیں گے؟"
"وہ پتہ کر بولا۔ نہیں میں نہیں جاؤں گا۔ تم لوگ کون ہو؟ مجھے
کہاں لے جا رہے ہو؟"
"روٹی نہ کہنا۔ شکر! اسے سنبھالو پچھنے نہ دو لیکن کوئی زیادتی
نہ کرنا میں ابھی اپنے بیٹے کی خبر لے کر آئی ہوں؟"
"پارک اپنے لیے کھلونے پسند کر چکا تھا۔ مرادوائس نے
پاس آکر کہا۔ اسے تم نے یہ ہوائی جہاز پسند کیا ہے۔ تم تو کہتے تھے
پائلٹ نہیں، ڈائریکٹر ہو گے؟"
"پارک نے جواب دیا۔ ڈیڈی! یہ کھلونہ ہوائی جہاز ہے گیا
آؤں ڈائریکٹر بننے کے بعد ہوائی جہاز میں بیٹھتا نہیں ہے کیا جو بیٹے
پائلٹ بننا چاہتے تھے وہ ہوائی جہاز سے نہیں کھیلے؟"
"اس نے ہنستے ہوئے کہا۔ تم بہت شرم کر رہے ہو؟"
"اس نے بل ادا کیا۔ پھر کھلونے اٹھا کر پارک کے ساتھ چلتا
ہوا اسٹور سے باہر جانے لگا۔ اسٹور کی سیڑھیاں اترتے ہوئے اس
کی نظر پارک کے پاؤں پر پڑی۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولا۔ "تم تو
سفید کنٹری شوز پہن کر آئے تھے۔ یہ کون سے جوتے کہاں سے آگئے؟"
"روٹی سے ایک غلطی ہو گئی تھی۔ آخر بے چاری کتنی باتوں
پر دھیان دے سکتی تھی۔ جب ٹیوٹر اپنے باپ کے ساتھ شاپنگ

کے لیے گھر سے نکلا تو اس نے شکر سے کہا تھا۔ فوراً فلاں رنگ کے کپڑے اور جوتے پہناؤ۔ وہ شاید یہ کہتا بھول گئی تھی کہ ہاں کو سفید کپڑوں کے شوز پہننے چاہییں۔ شاید اس لیے یہ غلطی ہو گئی تھی۔ اس نے ہاں کے دماغ میں رہ کر کہا۔ "اوہ ڈیڈ! میں نے جتنے وقت سفید جوتے پہنے تھے لیکن آپ لا کر چالی بھول گئے تھے۔ آپ چالی پہنے اپنے کمرے میں گئے تو میں نے اپنے کمرے میں جا کر جوتے بدل لیے۔"

اس نے سوچا۔ شاید ایسی ہی بات ہو۔ وہ اتنی سی بات پر کوشش نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گویا کسی حد تک قائل ہو گیا تھا۔ رسونقی ڈاڈر کے لیے ہاں کو کچھ دیکھ کر مہو کے پاس آئی۔ وہ چپ نہیں رہنا چاہتا تھا۔ بعض بچے سم کر خاموش ہو جاتے ہیں۔ بعض بے باک ہو جاتے ہیں یا چمرا کر گرنے والوں کے متصادم ہونے کی بجائے اپنی آواز کی کے لیے مچھلتے ہیں۔ وہ بھی ہل رہا تھا۔ شکر نے مجبور ہو کر اس کے منہ پر ٹیپ لگا دیا تھا۔ ایک طرف سے رانی سر وارنے اور ایک طرف سے شکر نے ہاتھ پکڑ لیے تھے۔ بار بار سمجھاتے جا رہے تھے "دیکھو بیٹا! ہم تم پر ظلم یا زیادتی نہیں کرنا چاہتے۔ صرف جو سات گھنٹہ کی بات ہے۔ تمہیں آرام سے لیٹیں گے پھر تمہارے ڈیڑی کے پاس پہنچا دیں گے۔"

رسونقی نے سوچا، جب یہ لوگ میو کو لے کر کونٹھی میں پہنچیں گے تو میں میو کے دماغ پر قاتل بنوں ہوا جاؤں گی تاکہ یہ گاڑی سے اتار کر کونٹھی کے اندر جانے تک جوتہ و جوتہ نہ کرے۔ اس پر دوسری کونٹھی والوں کی نظر نہ پڑنے وہ ہاں کے پاس آگئی۔ مراد واسن نے گاڑی کو روک کر تے ہوئے کن انھیوں سے پاس بیٹھے ہوئے ہاں کو لینی اپنے بیٹے میو کو دیکھا۔ پھر سر کراتے ہوئے پوچھا "تمہیں ہندوستان اچھا لگتا ہے یا امریکا؟"

وہ اپنے ایک کھونٹے کو دیکھ رہا تھا۔ بے دھیانی میں بول گیا "میں نے تو کبھی امریکا کی صورت ہی نہیں دیکھی۔"

باپ نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ناگوار کی سے بولا۔ "وہاں ہاں سنسن تم امریکا میں پڑھتے ہو اور کہتے ہو امریکا کی صورت نہیں دیکھی۔"

رسونقی پریشان ہو گئی۔ اس غلطی کو کیسے درست کرے؟ اس کے سوچنے کے دوران ہی ہاں نے جلدی سے کہا۔ "اوہ ڈیڈ! میں اسے امریکا نہیں جانتا۔ اتنی ساری راستوں کو لاکر ایک ملک بنایا گیا ہے۔ اسے میں کیونکر سمجھتا ہوں؟ اسٹیشن آف امریکا۔ آپ کا سوال غلط ہے۔ آپ کو یہ پوچھنا چاہیے کہ مجھے ہندوستان اچھا لگتا ہے یا اسٹیشن؟ کیونکہ میں کنڈیا میں رہتا ہوں جسے آپ ٹھانی امریکا کہہ سکتے ہیں۔"

تو عجب ہے تم خاموش رہا کرتے تھے۔ کبھی اتنی باتیں نہیں کرتے تھے کیا مجھ سے بچہ پڑے وقت تمہارے اندر چالی بھول گئی تھی؟ ہاں نے ڈراؤنیہ ہو کر جواب دیا۔ "میں خاموش رہنے کا انداز نہیں ہوں جب آپ لوگوں کے بارے میں سوچتا ہوں تو چپ کی لگ جاتی ہے پوچھتا ہوں، یہ کوئی زندگی ہے۔ ڈیڑی ہندوستان میں تم بیکر میں اور میں کنڈیا میں۔"

تمہاری اتنی بات کہ میں نہیں پیرا جاؤں اور میں سوچتا ہوں ابھی زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کی عمر ہے جب بوڑھا ہو جاؤں گا تنگ جاؤں گا تو پیر چلا جاؤں گا۔ یہ ایشیائی ملک صرف کمانے کے لیے ہوتے ہیں۔ رہنے اور پیش کرنے کے لیے یورپ کا دن ملک بہتر ہوتا ہے۔ تمہاری اتنی نے پہلے ہی وہاں ٹھکانا بنایا ہے۔ ہاں نے رسونقی کا قصور کیا حالانکہ ابھی تک اس کی صورت غیر دیکھی تھی لیکن اس کا قصور ایک نورانی خیال ہوتا ہے جسے ماں نے غلام بچے دیکھتے ہیں۔ اس نے بھی نورانی میو کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "میتا تمہیں میں کب پیر کر پونچوں گا۔ ماما بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہا ہوں گی۔"

مراد واسن نے پھر حیرانی سے کہا۔ "تم اپنی اتنی کو مانا کہ یہ ہے ہاں نے جو تک کہا۔" ڈیڈ! اگر میں مانا کہ اس کو تو کتنا اچھا لگے گا۔"

"اوہ فورتمہاری اتنی نے تمی کتنا کھا لیا ہے۔ وہ بھی انداز تھا پسند کر رہی گی۔"

رسونقی نے چپکے سے پوچھا "میرے بچے تم کیوں غلطی کر رہے ہو؟"

"میں نے کون سی غلطی کی ہے؟"

"تم نے وہ کالے جوتے کب پہنے تھے؟"

"کسی نے مجھے سفید جوتے پہننے کے لیے نہیں کہا تھا۔"

"چلو یہ شکر کی مایہ کی غلطی تھی۔ ابھی تم امریکا کے بارے میں کیا کہہ رہے تھے؟"

"میں نے کہنے کے دھیان میں اتنی بات کہہ دی تھی۔ اسے پھر اسٹیشن بھاگھا دیا۔"

"یہ بیوی کی کو مانا کہ یہ ہے؟"

"میں آپ کا قصور کر رہا تھا۔ منہ سے مانا لکل گیا۔"

ہر جی ہوں ہر بات کا جواب دیتے ہو۔ کوئی بات تو خالی جانے دیا کر دینے کے پاس جاری ہوں نہیں کر رہنا ابھی آجاؤں گی۔ وہ بچہ کے پاس پہنچی تو دیر ہو چکی تھی۔ ابھی سے پہلے ہی شکر اور رانی سردار اسے لے کر کونٹھی میں پہنچ گئے۔ اس کے منہ پر ٹیپ لگا ہوا تھا۔ وہ آواز نہیں نکال سکتا تھا مگر ہاتھ پاؤں سے بدلتے کر رہا تھا۔ کار سے نکال کر شکر نے اسے دونوں بازوؤں میں جکڑ لیا تھا۔ آگے کوٹھی میں لے جانا چاہتا تھا۔ اسی وقت جانے کہاں سے منگل پانڈے پہنچ گیا۔

اسے تو پہنچنا ہی تھا۔ اس کی بیوی چپا انیسکی میں رہتی تھی۔ پھر وہ ہاں کا شکر لے کر آگے لے آیا تھا۔ پچھلے دن وہ بچہ اسے لات نہاتا۔ وہ سو رنگ لول میں نہ کرنا تو کم تو کھن کے ہاتھوں سے نہ بچا تو داسے دس ہزار لے اور ترقی ہوئی۔ وہ خوشخبری سناتے آیا تھا کہ اسے ایس بی ای پی پرنٹڈ آف پولیس بنا دیا گیا ہے۔ یہی وہ اطلاع میں داخل ہوا اس کی نظر پور کھن کی طرف گئی۔ شکر کی بچے کو دونوں بازوؤں میں جکڑ کر زبردستی کوٹھی کے اندر سے جا رہا تھا۔ رانی سردار دو دیوں کے ساتھ کار سے نکل کر بڑی محنت میں جا رہی تھی۔ ان کے انداز سے پتا چل رہا تھا وہ گھبرائے ہوئے ہیں یا جلدی میں ہیں۔

وہ سوچا میں پڑ گیا۔ اسے میں کیا کرنا چاہیے۔ اتنا جھٹکا تھا اس کوٹھی میں پہننے والوں کا قلع قمع فرما دے ہے۔ وہ سوچتا ہوا انیسکی میں آیا وہاں چپا فرشی پڑھی ہوئی رہی تھی۔ اس نے عجب سے پوچھا "کیا بات ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟"

"میرے نصیب کھوئے ہیں ایک بیٹا ملا تھا وہ بھی بچہ پڑ گیا۔"

اس نے کوٹھی کے پورے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "اچھا اب سمجھا۔ وہ لوگ بچے کو چھین کر لے گئے ہیں۔"

چپا نے حیرانی سے پوچھا "کون لوگ؟"

"وہی جو اتنی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ میں نے ابھی دیکھا ہے، وہ زبردستی بچے کو اٹھا کر لے جا رہے تھے۔"

وہ ایک سردار بھجور بولی "میرے بچے کو کسی نے زبردستی نہیں چھینا اس کی خوشی کا وقت لگ گیا تھا۔ اب وہ اپنی ماں کے پاس جا رہا ہے۔ پھر بھلا میں کیسے رو سکتی تھی۔ وہ میرے گلے لگ کر مجھے بیا کر تار رہا پھر مجھے اسے پوچھ کر زحمت ہو گیا۔"

"وہ کہاں گیا ہے؟"

"پتا نہیں شکر دھیرہ اسے لے گئے تھے۔"

"وہ کیسی بات ایک ماں سے کہیں کوئی شکر کے اندر سے لے جائے تو کھدا ہوں۔ شکر اس بچے کو زبردستی کوٹھی کے اندر سے لے جائے تو میں دیکھوں تو کسی کی بات ہے؟"

وہ تیزی سے چلتا ہوا کوٹھی کے پورے میں آیا پھر برآمدہ

میں پہن کر کال میں کے جن کو دیا۔ ڈاسی وریں دروازہ کھل گیا۔ شکر کے ایک آدمی نے دروازہ کھولا پھر ایس بی کی وردی سے منگل پانڈے کو دیکھ کر گھبر گیا۔ وہ دروازہ بند کرنا چاہتا تھا۔ پانڈے نے اپنی ایک ہانگ اٹھا کر کہا کہ خبردار اسے لانا منگل پانڈے ہے۔ کوئی میرا ہم لینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔"

وہ دروازہ کھولنے والے کو دھکا دیتے ہوئے اندر آیا پھر تیزی سے چتا ہوا ڈرائنگ روم میں پہنچا۔ وہاں ایک بچے کے منہ پر ٹیپ لگا ہوا تھا اور رانی سردار اسے گود میں لے کر بچہ کو دیکھ رہی تھی۔ شکر اسے دیکھ کر گھبر گیا وہ قصور لگاتے ہوئے بولا "کوئی میرا ہم لینے کی ہمت نہیں کر سکتا لوگ مجھے جڑا دروغ کہتے تھے۔" پھر مجھے ڈی ایس بی کہنے لگے۔ "ہاں۔ آج میں ایس بی کی ہوں کل ڈی ایس بی اور پھر اس کی جی جی جاؤں گا اور پھر دیکھتے رہنا۔ ایک دن اس ملک کا پرحان منتری بن جاؤں گا۔"

وہ خاموش انداز میں آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اندر آیا۔ پھر اپنی ناک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔ "تم کیا سمجھتے ہو؟ یہ میری ناک ہے۔ میں ہرگز نہیں لے سکتی کی ناک ہے۔ دوسرے مجرموں کی بڑی سونچ لیتی ہے۔ میں تو دیر سے سوچ رہی تھی کہ کیا تھا؟ یہاں کسی بچے کو اٹھا کر لے لایا گیا ہے۔" "ہاں۔۔۔"

شکر نے ذرا عجب کر کہا۔ "پانڈے صاحب! ذرا دوسرے کمرے میں تشریف لے چلیں۔ میں۔۔۔"

وہ اس کی بات کاٹ کر کہتے ہوئے بولا "خبردار پانڈے نہیں کوئی لڑائی نہیں کر سکتا۔ میں ایس بی بن گیا ہوں۔"

شکر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "ایس بی صاحب! ذرا دوسرے کمرے میں چل کر آئیں کریں۔"

"کیوں ہمارے کمرے میں کیوں چلوں پوری کال یہاں پہنچے ہیں بات ہوگی۔"

"ہم نے کیسے سے حیرا نہیں ہے۔ کسی سے جھین کر نہیں لائے ہیں یا یہ فرد صاحب کا بیٹا پاس ہے۔"

"مجھے اتنا سناتے ہو۔ اگر یہ پاس ہے تو اس طرح کیوں چل رہا ہے۔ اس کے منہ پر ٹیپ کیوں لگا ہوا ہے؟"

"اس کے دماغ پر دوسری ٹیپ بھی مارتے والا قبضہ چلے ہوئے ہے۔ اسے پریشان کر رہا ہے اور ہم اسے قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔"

"میں نہیں مان سکتا۔ فرماؤ کہ سامنے بھلا اور کون ٹیپ بھی جانتے والا پریشان کرے گا۔ تم لوگ گری جالیں چل رہے ہو۔ معلوم ہے آج سے تمام قیادوں میں جانے والے جہاز کو سختی سے چیک کیا جائے گا اور ہر ملتا ہے میں ہاں سے ملک کا جاسوس سفر کرے گا۔"

وہ پانڈے سے چلتا ہوا کوٹھی کے پورے میں آیا پھر برآمدہ

اپنی اپنی منزلوں تک بخیریت پہنچ گئیں۔ سرکار نے میری بھاری سے خوش ہو کر مجھے امریکا تک سفر کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں بھی یہاں کے جاسوسوں کی ٹیم میں موجود ہوں۔ دھماکا گھنٹے بعد یہاں سے پٹانہ کرنے والا ہوں لیکن اچھا ہوا۔ جاتے جاتے ایک کارنامہ دکھا کر جانوں گا۔ اس کے منہ سے ٹپ کھو کر اس کے دماغ پر کسی نے قبضہ نہیں جما ہے۔“

اسی وقت رونکی پہنچ گئی تھی۔ پانڈے کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے دماغ پر قبضہ جاکر اسے پیچھے چلائے اور اپنے گھسٹے کو دے پرجور کیا۔ پھر شکر سے کہا: ”اس کے منہ پر ٹپ لگا دو۔“

شکر نے حکم کی تعمیل کی اور ایک ٹپ لے کر پانڈے کے منہ پر لگا دیا۔ وہ اس کے دماغ میں قہقہہ لگاتے ہوئے بولی: ”میں بڑا دشمن ٹیلی جیتا جانتے والا ہوں اس پتے کے دماغ میں تھا۔ اب میرے دماغ میں ہوں۔“

وہ اپنا ہاتھ بڑھا کر منہ سے ٹپ ہٹاتا چاہتا تھا مگر رونکی نے ہٹانے نہیں دیا۔ اس کا ہاتھ اوپر سے اڑھکنے لگا۔ شکر نے ہنسنے ہوئے پوچھا: ”پانڈے جی! کیا اب بھی یقین نہیں آیا؟“

اس نے منہ سے ٹپ ہٹا دیا۔ پھر کہا: ”دوسرے کمرے میں تشریف لے چلے۔“

منگل پانڈے نے دوسرے کمرے میں آکر لے بیسی سے کہا: ”میری بھئی میں نہیں آتا، کیا کوئی ہمارے ملک کے تمام سراغدار، تمام پولیس والے اور تمام ملٹری انٹیلی جنس والے پارک کو ڈھونڈتے پھر رہے ہیں اور وہ میری نظروں کے سامنے ہے۔ میرا بیٹا جانا ہوا ہے۔ میرے سینے پر ہونگ دل رہا ہے اور میں کچھ کر نہیں سکتا۔ اس پر یہ کہ آج میں جاسوسوں کی ٹیم میں شریک ہو کر جا رہا ہوں اور یہی طرح کچھ گیا ہوں کہ آج ہی کی فلائٹ سے پاس کو بھی روانہ کیا جا رہا ہے۔“

”تو پھر جاؤ اور اپنی سرکار کو رپورٹ دے دو پاس کو گرفتار کر دو۔“ شکر نے کہا۔

میرا بیٹا بے کشن بن گیا۔ اب میں اپنے پورٹ جاؤں گا تو وہاں کچھ اور بن کر رہے گا۔ ہمارے دھرم میں مرنے کے بعد ہم بدستہ ہیں۔ یہ لڑاکا بچہ زندگی میں جہم برداشت رہا ہے۔ ایسا نہ ہو ہمارے میں سفر کرتے کرتے میرا باپ بن جاتے۔“

وہ بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ رونکی پھر اپنے بیٹے کے پاس پہنچ گئی۔ وہ مرادواشن کے ساتھ گھسی میں گیا تھا۔ اس نے ڈرائنگ روم میں پہنچ کر دیکھا۔ ایک خوبصورت سی عورت کی بڑی سی تصویر دیوار پر لگی ہوئی تھی۔ اس نے تصویر کو دیکھتے ہی ایک فضا کی بوسہ اچھال کر کہا: ”اوہ تم! بائی سوٹ تم! آپ کتنی خوبصورت لگتی ہیں۔“

مرادواشن ایک دم سے مشک گیا۔ خدیجہ میری سے بولا: ”کیا تمہارا دماغ چل گیا ہے؟ میری ماں کو اپنا ماں بول رہے ہو۔“

پاس نے ایک قدم پیچھے ہٹ کر کہا: ”ڈیڈی! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں آپ کا چھو ہوں۔“

”ڈیڈش آپ، تم میرے بیٹے ہو تو کیا اپنی دادی کی تصویر کو نہیں پہچان سکتے؟“

”اوہ کم از کم ڈیڈی! میں تو خاک کر رہا تھا۔ آپ میری سر پر ہنسنے لگی۔ وہ پاس کا ہاتھ کھینچ کر کہتا ہوا اپنے بیٹے پر دم میں آیا۔ پھر اس نے دروازے کو بند کر دیا۔ جلدی سے اٹاری کھولی۔ اس کی دادا کو کھولا۔ پھر اس میں سے ایک رولہ اور نکال کر نشانے پر رکھتے ہوئے بولا: ”پتہ چھانچا تو کون ہو تم؟“

”اس رولہ اور کالکسٹینس بیٹے کو مارنے کے لیے نہیں ملا ہے۔ اسے رکھ لیجیے۔“

وہ ہنسا کر بولا: ”تم کون ہو۔ میرے چھوٹی گھنٹہ کا انداز بھی ایسا نہیں ہے۔ دیکھو پتہ آگیا۔ تم میرے نشانے پر ہو۔ میں کوئی اولنگ جانتا ہوں۔“

اس شخص نے فخر دہانی تو رہا۔ اپنے بیٹے کو یہاں سے لے جاتا چاہتا ہے۔ اس شخص کے لیے وہ ہم میں سے کسی کے بیٹے لکھا خوا کرے گا اور اس کی جگہ اپنے بیٹے کو پتہ پانے گا کیا ایسا نہیں ہے؟ پاس نے انکار میں سر ہلا کر کہا: ”ایسا نہیں ہے۔ میں چھو ہوں اور آپ کا بیٹا ہوں۔“

مرادواشن نے جلدی سے کرڈل پر ہاتھ رکھ دیا۔ پھر اس نے فخر دہانی کرنے کے لیے انگلی رکھی تو انگلی چسپ لگتی۔ دوبارہ بھی تو پھر چسپ لگتی۔ اب وہ جلدی جلدی ڈال کرنے کے لیے انگلی کھینچا۔ چاہتا تھا مگر رکھ نہیں پا رہا تھا۔ وہ جھنجھکا کر رولہ اور کو ایک طرف رکھ کے دوسرے ہاتھ کی انگلی سے فخر دہانی کرنے لگا۔ ساتویں بار اس میں ہوا کہ وہ بہت زیادہ فخر ڈال کر پکا ہے۔ اس نے پھر کرڈل پر ہاتھ رکھا۔ پھر فخر ڈال کر پکا چلا۔ اسی وقت محسوس ہوا جیسے ریسور ہے آواز سنائی دے رہی ہے۔ ”ہیلو بیو۔“

اس نے ریسور کو نور سے دیکھا۔ پھر اسی طرح کان سے لگا کر سنا۔ آواز آ رہی تھی۔ ”ہیلو بیو! میں فخر دہانی کی تصویر بول رہا ہوں۔“

ریسور اس کے ہاتھ سے جھوٹ لیا مگر آواز اب بھی ٹپ آ رہی تھی۔ وہ آواز پھر رہی تھی۔ کیا تم میرے بیٹے کو کاتون کے حوالے کرنا چاہتے ہو؟“

اس نے جلدی سے پٹ کر رولہ اٹھا لیا۔ پھر پاس کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا: ”فخر دہانی کتا ہوں، میرا بیٹا دایس کر دو۔“

ابھی اسے گولی مار دوں گا۔ ”تمہیں اجازت ہے۔ لڑکا سامنے کھڑا ہے۔ گولی مار دو۔“

”تم اسے مذاق سمجھ رہے ہو۔ میں تمہاری چال کا میاں نہیں ہونے دوں گا۔“

یہ کہنے ہی اس نے فوراً ڈرائنگ پر انگلی دہانی کھٹ کھٹا کھٹ کی آواز کے ساتھ ٹرائگر دھکائی مگر آواز ہوئی، نہ گولی نکلی۔ پاس نے سکتاے ہوئے جب سے ہاتھ نکالا۔ اس کی گھسی بندھی جب اس نے گولی تو اس میں رولہ اور گولیاں تھیں۔ جب وہ فخر کرنے میں مصروف تھا تب ہی رونکی نے پاس سے کہہ دیا تھا کہ وہ گولیاں نکال لے۔

وہ پھر میرے لب و لہجے میں بولی: ”آئی! میں گولیاں ہوتی تو تم میرے بیٹے کو قتل کر چکے ہوتے۔ اب تیرا ب دو کیا اس حرکت کے بعد تمہارا بیٹا زندہ باقیں مل سکتا ہے؟“

”تمہارا بچہ تمہیں واپس لے گا تو اس کے بدن پر ایک کھانا نشان بھی نہیں ہوگا۔ کسی نے اسے پھول کی پھڑکی سے بھی نہیں مارا ہے۔ وہ بخیریت بچے بچ لیا۔ وہ پروڈر کے کہ اس ملک کی سرحد سے نکل جائے گا تو اسے تمہارے پاس پہنچا دیا جائے گا۔“

وہ پھر اٹھا۔ ان حالات میں سمجھوتا کرنا ہوگا۔ نہ بیٹا زندہ نہیں لے گا کیونکہ یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسے زندہ واپس کیا جائے گا۔ رونکی نے کہا: ”یہ وقت اہم کیا جیتے ہو۔ کیا تم تمہارے لیے میں کچھ بھی نہیں جانتے؟ تم نے بین الاقوامی اسمگلروں سے معاہدوں کے کاغذات جو اس خواب گاہ کے ایک چور خانے میں رکھے تھے ان میں سے میں نے بھیجی کے ذریعے غائب کر دیا یقین نہیں ہے تو دیکھو۔“

وہ تیزی سے چتا ہوا ایک تصویر کے پاس گیا۔ است ہٹا کر دیکھا۔ وہاں چھوٹی سی آہنی کلنگی لگی ہوئی تھی۔ اسے کھلتے ہی ایک چور خانہ کھلنے لگا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ تمام خانے خالی تھے۔ ریفٹ کیس بھی نہیں تھا اور نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں بھی غائب تھیں۔ وہ تقریباً دو کروڑ روپے تھے۔ اس نے تیزی سے پٹ کر پاس کو دیکھا۔ پھر پوچھا: ”میرا ریسور کس کماں ہے؟“

رونکی اس کے دماغ میں تھی۔ کتنے گئے! ہم نے پہلے جیسے غائب کر دیا تھا۔ اگر چاہتے تو تمہارا پول کھول دیتے۔ ذرا سوچو! اس کے بعد کیا ہوتا۔ یقین کسی ملک میں رہنے کی اجازت نہیں مل سکتی تھی۔ جہاں بھی جاتے جہلی میں زندگی گزار لے۔“

وہ غصے سے مٹھیاں جھینچ کر بولا: ”اس کا مطلب ہے تم مجھے ہر طرف سے ننگا کر دینا چاہتے ہو؟ ہر طرف سے مارنا چاہتے ہو۔ پہلے میرا ریفٹ کیس اور نقدی غائب کی۔ پھر میرے بیٹے کو غائب کیا۔ مجھے لالہ نہانا چاہتے ہو۔ مجھے نکال دینا چاہتے ہو۔ مجھے جرم ثابت کر کے جیل بھیجنا چاہتے ہو۔“

”اچھی طرح سوچو۔ اگر ان مصیبتوں سے بچنا چاہتے ہو تو بیسیا

ایک سال کے لیے 100 روپے
ایک سال کے لیے 50 روپے
ایک سال کے لیے 25 روپے
ایک سال کے لیے 10 روپے
ایک سال کے لیے 5 روپے
ایک سال کے لیے 2 روپے
ایک سال کے لیے 1 روپے
ایک سال کے لیے 0.5 روپے
ایک سال کے لیے 0.2 روپے
ایک سال کے لیے 0.1 روپے

وہ ہندو کے طریقے پھر ہاتھ میں لے کر نکلتا تھا۔ اس کے آگے کوئی راستہ نہیں تھا۔ اسے ہمارے ہر عمل پر نظر کرنا تھا۔ وہ یاروں کے ساتھ گھومنا پھرتا تھا۔ وہاں کہتے ہیں بچے نظر آئے۔ فوج کا کمانڈر پھر آتا۔ یقیناً اس کو سیدہ لیاں میں گھوم رہے ہوں گے۔ روتی مراد وائس کے دماغ میں ہم کمر بیٹھ گئی تھی۔ تاکہ وہ کوئی چارہ نہ نکال سکے۔

طیارہ اپنے وقت پر پرواز کرنے لگا۔ اس میں تقریباً پانچ سو مسافر بیٹھے تھے وہ پانچ برس کی عمر سے پندرہ برس کی عمر تک کے تھے۔ ان میں سات بیٹے ایسے تھے جو پانچ برس سے لے کر آٹھ برس تک تھے لیکن عربوں کا فرق ہونے کے باوجود وہ ایک عجیبہ انداز کے تھے۔ انھیں اگر ایک قطار میں کھڑا کیا جاتا تو ان کے قد اور جسمات میں ایسی ہمیں کا فرق ہوتا۔ ہر سال ہمارا پاس ان کے درمیان بھجرت سفر کرنا تھا۔ دھرم مراد واسن نے قرار تھا۔ جلد سے جلد اپنے بیٹے کو کامل کرنا چاہتا تھا۔ ہمارے کو تو نعمت کرنے کے بعد وہ کاروں کو کر بیٹھ گیا۔ سوچنے کے لیے آواز دینے لگا۔ "فریاد با تم کہاں ہو؟" اسے انتظار کر رہا ہوں۔ مجھے میرا ایشا اور ام دستاؤزات چاہئیں۔"

رسوئی اپنے بیٹے کے پاس تھی۔ وہ اس وقت تک ساتھ بیٹھا نہیں چاہتا تھی جب تک سرحد پار نہ ہو جائے لیکن مراد واسن کا بھی خیال رکھنا لازمی تھا۔ وہ کوئی شرارت کر سکتا تھا۔

”کیا ضعیف الاعتقاد کی باتیں کر رہی ہو۔ ہمارا بیٹا مرنے سے سفر کر رہا ہے! انشاء اللہ جلد ہی سرحد پار کرے گا۔“

”میں مراد دوستی کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ میرے ساتھ آؤ اور اسے کنٹرول کرتے رہو۔ میں اپنے بیٹے کے پاس رہنا چاہتی ہوں۔“

پارک رو کیو اور لوگ زود پر لکھا تھا اور کس طرح اس نے بیٹھی جان
پہنائی اور اجم دستا و نواز کے معاملے میں بلیک میل کر رکھی تھی۔ میں
تمام انہیں معلوم کرنے کے بعد مرادو افسان کے دماغ میں پہنچ گیا۔
وہ رہ رہ کر سوچنے کے ذریعے پکا رتا جا رہا تھا کہ مسٹر فرادو
تم کہاں ہو؟ اپنا سنا وعدہ پورا کرو۔
"میں سوخڑو ہوں۔ تمھاری جان کو میں لٹکی جا رہی ہے؟
وہ ہنسنے سے بولا: اپنا وعدہ پورا کرو۔

”اور وہ دستاویزات؟“
 ”وہ تمہارا اعمال نامہ ہیں۔ تم نے کوئی نیک کام نہیں کیا ہے اسے بھول جاؤ۔“
 ”اس کام طلب ہے تم ان کے ذریعے کسی وقت بھی مجھے دیکھنا کر سکتے ہو۔“

اگر وہ بھی دیکھ لے تو کچھ کہ نہیں سکتا تھا بے چارہ بین الاقوامی سطح پر جا سو کی بنے جا رہا تھا جسے پکڑنا تھا وہ پاس بیٹھا تھا اور سے پکڑنا نہیں سکتا تھا لیکن یہ شخص تھا کہ اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس نے قریب جھک کر بڑی لازداری سے پوچھا کیا تودہ ہو؟

پانڈے نے جھجلا کر کہا: دیکھو، میرا نام منگل پانڈے ہے
وہی میرا نام لسنے کی ہمت نہیں کرتا۔

طیارے کی محدود فضا میں ایک کے دوسرے سے آواز سنائی دے گی۔
 "یہ مزید جتنیں ہمارا طیارہ ہینٹس چارنٹ کی ہینٹ پر پرواز کر رہا
 ہے۔ اب ہم ہجارت کی سرنجیں چھوڑ کر اپنے پروڈی ملک پاکستان کی
 فضا میں پرواز کر رہے ہیں"
 رنوتی نے خوش ہو کر کہا: "اوہ فراد ابد کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔"

”تم جاؤ اور بیٹو کو اس کے باپ کے حوالے کر دو“
 ”اتنی جلدی بھی کیا ہے۔ مڈرا اور انتظار کر لو“

میں نے اس کے جذبات کا خیال کرتے ہوئے شکر سے کہا: ”یہ بھوکو فوراً اس کی کوٹھی کے سامنے پہنچا دو تم میں سے کوئی مرد دوست کی نظروں میں نہ آئے۔“

یہ کہنے رونق کے پاس انکرا سے بتا یکس طرح مراد و افسانہ تمام اعلیٰ افسران کو اس فرما کی اطلاع دے رہا ہے۔ رونق نے بوجھنا فرما دیکر ایسا خیریت سے میرے پاس پہنچ جائے گا، انشاء اللہ ضرور دیکھئے گا۔

کری بات ختم ہو گئے ہی اسپیکر سے آواز ابھرے گی "خواتین
حضرات ہم آپ کو خوشخبری دینا کہ ناپا جیتے لیکن حقیقت پتھالی نہیں
جاسکتی۔ ہمارا یہ طیارہ مشکلات میں گھرا ہوا ہے۔ چند ماہ معلوم افراد
نے فائنٹ روم کو اندر سے لاک کر دیا ہے اور پائلٹ کو ابنا کر مرنے
کے مطابق پھانسی دے کر مہجور کر رہے ہیں"

یہ سنتے ہی تمام مسافروں میں کھلبلی مچ گئی۔ سب پریشان ہو کر ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔ کچھ تو گھر آکر کھڑے ہو گئے

رسوئی نے پریشان ہو کر پوچھا: "فراد اید کیا ہو رہا ہے میں نہ کہتی تھی، میری بائیں آنکھ چھڑک رہی ہے۔"

میں نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر کہا: "اوہ رسوئی! ہم
زبردست دھوکا کھا گئے۔"

وہ بڑی طرح بدحواس ہو کر بولی یہ کیا کہہ رہے ہو؟
 ”وہی جو تم سمجھ رہی ہو۔ تم ماں کو سمجھ کر بھی یقین نہیں کرنا چاہو
 گی لیکن حقیقت میں بدلے گی۔ ہمارے بیٹے پارس کو گھوڑے اور
 گرفتار کرنے کے لیے یہ حال چلی گئی ہے۔“



میں دوسرے ہی لمحے اس بولنے والی کے دماغ میں پہنچ گیا وہ اڑ بوسٹس کے کہیں میں ایک کے پاس بیٹھی بول رہی تھی۔ اس کے سامنے ایک آئینہ لگا ہوا تھا۔ میں آئینہ گن والے سے نمٹ سکتا تھا مگر کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ ان کا تعلق پائلٹ کین سے نہیں تھا۔ میں کسی طرح جہان ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکتا تھا جو پائلٹ کو مجبور کر کے دہلی ائیر پورٹ لے جا رہے تھے۔

رسوئی بھاگی بھاگی پھر رہی تھی۔ کبھی اعلیٰ بی بی کو اطلاع دے رہی تھی۔ کبھی سونیا کے پاس پہنچ رہی تھی۔ کبھی شیدا کو بلدی رہی تھی۔ کبھی ریح صاحب کے پاس پہنچ کر پوچھ رہی تھی۔ میں اپنے بیٹے کو کسی طرح ان سے محفوظ رکھوں؟ وہ خطرے میں ہے۔ وہ گرفتار ہو جائے گا۔ پھر وہاں سے نکال لانا بہت مشکل ہو گا۔

وہ اسے سمجھا رہے تھے۔ میرا درخو ملے سے کام لویٹی ایس دعا بھی کرتا ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تمھارا پارسی۔ رح سلامت تمھارے پاس آئے گا۔ اس کی تسلی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ پوچھ کر اسے بھی پہنچ گئی تھی۔ کہہ رہی تھی۔ "میں کون ہوں؟" وہ میرے بیٹے کے پاس آؤ۔ بعد ازاں اسے کچھ ہو گیا تو میں تم سے کسی کو نہ نہیں دکھاؤ گی۔ اپنی جان دے دوں گی۔"

میں نے ڈانٹ کر کہا۔ "رسوئی! ہوش میں آؤ۔ تمھاری یہ دہلی تھا ہم میں سے کسی کو سونپتے کھنے کا موقع نہیں دے گی۔"

وہ ہنسنے لگی۔ "تم کب تک مجھے رہو گے۔ وہ دہلی دہلی بیٹھنے والا ہے۔ تم اپنے چپ ہو جیسے سانپ سونگھ گیا ہے۔ تم نے ابھی تک کسی کو دھکی بھی نہیں دیا ہے۔ کیا پاس کو گرفتار کیا گیا تو تم انھیں بڑے سے بڑا نقصان نہیں پہنچا سکتے؟"

"تم مجھ اور سکون سے میری بات سنو گی تو کچھ بھگدیں آئے گا۔ ہم نے ابھی تک یہ ظاہر نہیں کیا ہے کہ پاس اس طیارے میں ہے۔ اگر اس طیارے میں ہوتا تو ہم بے چین ہو جاتے۔ اسے بچانے کے لیے دھمکیاں دیتے پھرتے۔ اسے بچانے کے لیے بڑے بڑے ذرائع اختیار کرتے لیکن ہماری طرف سے خاموشی ہے۔ ہماری خاموشی انھیں مذہب میں مبتلا کر رہی ہے۔ تم اب تک جتنے فوجی افسران کے دماغ میں پہنچ چکے ہو وہاں جا کر دیکھو کیا گھڑی پک رہی ہے۔ تمھاری بدخواہی سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔"

یہ بات کچھ سمجھ آئی۔ وہ فوجی افسران کے دماغ کو پھرنے کے لیے چلی گئی۔ مجھے بھی جتنی آواز میں اور دب و بے یاد تھے، میں ان کے پاس جا کر دیکھنے لگا آخر پاس کے مسئلہ میں کیا ہو رہا ہے؟ اور دہلی ائیر پورٹ پر کیسے سخت انتظامات کیے جا رہے ہیں؟ میں نے ایک انداز سے کے مطابق رسوئی سے درست کہا تھا۔ وہ

سبھی اس بات سے پریشان تھے کہ ہم میں سے کوئی اس بات کا نوٹس کیوں نہیں لے رہا ہے؟

دوسری پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہ دائریس ریڈیو کے ذریعے اپنے ان سراسر غصوں سے رابطہ قائم کیے ہوئے تھے جنہوں نے پائلٹ کو ریڈیو اور دانش گنوں سے گھیر رکھا تھا۔ اسے راستہ بدلتے پھر مجبور کر رہے تھے۔ انھوں نے جھوٹ کہا تھا کہ وہ طیارہ بھارت کی حد دو میں ہی پرواز کر رہا ہے جبکہ ہمارے کی ہی نہیں پاکستان کی سرحدیں بھی پار کر چکا تھا۔ یہ ان کے لیے زیادہ پریشانی کی بات تھی۔

پائلٹ اس بات پر بعد تھا کہ وہ طیارے کو واپس نہیں لے جائے گا۔ یہ بین الاقوامی ائیر لائنز کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اگر اسے مجبور کیا گیا تو بھارتی حکومت کے خلاف سخت اقدامات کیے جائیں گے۔

اُدھر بہت کچھ ہو رہا تھا لیکن اچانک ہمارے حق میں پانا پٹ گیا تھا۔ رسوئی نوٹس ہو کر قہقہے لگانے لگی۔ جو فوجی افسران ریڈیو کے ذریعے اپنے سراسر غصوں سے لگشکو کر رہے تھے، ان کے ذریعے ہم ان کے پاس پہنچ گئے تھے جنہوں نے پائلٹ کین کے دروازے کو اندر سے بند کر دیا تھا اور اپنی دانست میں ہر طرح سے محفوظ ہو گئے تھے۔

ان کے لیے یہ مشکل یہ تھی کہ وہ کوئی ہائی ٹیک کرنے والی خطرناک تنظیم کے لوگ نہیں تھے۔ وہ بھارتی سرکار سے تعلق رکھتے تھے۔ کسی بھی طیارے کو ہائی ٹیک نہیں کر سکتے تھے۔ پائلٹ کو محض چمکی نے ہے تھے لیکن اسے قتل نہیں کر سکتے تھے۔ اس کی جگہ ہسپتال نہیں سکتے تھے یا کسی بھی مسافر کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

وہ تعداد میں تین تھے۔ میں نے رسوئی سے کہا: "تم ریڈیو اور دالے کے دماغ پر قبضہ جماؤ۔ میں ایک آئینہ گن والے کے پاس رہوں گا۔ تیسرا جو بچے گا وہ ہم دونوں کے نشانے پر رہے گا۔" ہم اس حساب سے پائلٹ کین کے اندر پہنچ گئے۔ رسوئی نے ریڈیو اور دالے کے ذریعے آئینہ گن دالے کو دیکھا۔ پھر کہا: "میں رسوئی بول رہی ہوں۔ اگر زندگی چاہتے ہو تو دو میں سے ایک کام کرو۔ مجھے مار ڈالو یا ہتھیار پھینک دو۔"

وہ میری رائے دینا اور دالے کو دیکھتے ہوئے بولا: "یہ کیا بچو اس کمرہ ہے ہو؟"

میں نے آئینہ گن دالے کی زبان سے کہا: "میں شرا و علی پور رہا ہوں۔ رسوئی نے جو کہا اس پر عمل کرو۔ ہم دونوں کو مار ڈالو تو آپ بچو گے تو تمھارے دماغ پر قبضہ کرالیں گے۔ اب چپ رہیں ہمارا ک ہتھ پٹ بھی ہمارا؟"

وہ پریشان ہو کر اپنے ساتھیوں کو باری باری دیکھنے لگا۔ پائلٹ بھی بار بار سر ہکا کر دیکھ رہا تھا۔ میں نے کہا: "زیادہ سوچنے کا موقع نہیں ہے۔ جیسار ڈال دو۔ دروازہ کھولو اور مسافروں کے پاس چلے جاؤ۔"

وہ ہکا بکا رہا تھا۔ رسوئی نے کہا: "میں ہتھیار ڈالنا نہیں آتا۔ تو میں سکھا دیتی ہوں۔"

وہ چشم زدن میں اس کے پاس آئی۔ اس کے دماغ پر قبضہ کیا۔ اس کے ہاتھ سے ہتھیار گر گیا اور پھر ریڈیو اور دالے کے نشانے میں پہنچ کر بولی: "اب دروازہ کھول کر جاؤ ورنہ تمھیں جانے کا ٹھگ بھی سکھا یا جائے گا۔"

وہ دروازہ کھول کر جانا چاہتا تھا۔ میں نے کہا: "شہرہ! ابھی تم میں رہو۔ رسوئی ہیں ایک دوسرے کی جگہ لینا ہو گی۔ میں ریڈیو اور دالے کے دماغ میں آ رہا ہوں تم ادھر آ جاؤ۔"

ہم نے دونوں کو ایک ساعت کے لیے چھوڑا پھر جگہ بدل کر ان کے دماغوں پر قبضہ کر لیا۔ اب میں ریڈیو اور دالے کے آئینہ گن والی تھی جس نے ہتھیار چھینا تھا، میں نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "رسوئی! اسے نشانے پر رکھو اور اسی کین میں رہو۔ میں اڑ بوسٹس کے کہیں میں جا رہا ہوں۔ وہاں پوچھا تھا کہ ہے؟"

میں کین کا دروازہ کھول کر باہر آیا۔ میرے ہاتھ میں ریڈیو دیکھ کر رسوئی ہی عورتوں کی پیٹنیں نکل گئیں۔ بچے اور زیادہ ہم گئے۔ میں نے ایک ہاتھ اٹھا کر کہا: "آپ دونوں کو ٹرنے کی ضرورت نہیں ہے کیا؟" غصے سے باہر ہے۔ آپ تمام مسافر خیریت اپنی اپنی منزل تک پہنچیں گے۔"

میں ان کے درمیان سے گزرتا ہوا اڑ بوسٹس کے کہیں میں پہنچا۔ وہ آئینہ گن والا وہاں موجود تھا۔ میں نے جاتے ہی کہا: "دوست! گڑبڑ ہو گئی۔ ہم ٹیلی بیچنے کے شکنجے میں آ چکے ہیں لہذا تم اپنی آواز سناؤ۔" وہ مجھے گھور کر دیکھنے لگا۔ گویا اپنے ساتھی کو دیکھ رہا تھا اور انکار میں سر ہلا رہا تھا۔ میں نے کہا: "اگر بولنے سے انکار کر رہے ہو تو ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جاؤ۔"

یہ کہتے ہی میں نے ٹولی جلا دی۔ وہ اس بات کے لیے تیار نہیں تھا۔ اسے سمجھنے کا موقع نہیں ملا۔ ٹولی ٹھیک پشانی میں جا کر عورت ہوئی اور وہ دم سے کین کی دیوار سے ٹکراتا ہوا کتنی ہی پیڑوں کو لیے فرسٹر گرڈ پر اڑ بوسٹس کے حلق سے ایک بیچ نکل گئی۔ اُدھر طیارے کے اندر فائرنگ کی آواز سن کر عورتیں اور بچے جھپٹے اور رونے لگے تھے۔ میں نے کین سے باہر کر ریڈیو اور دالے کے ہونے کہا: "خاموشی رہ جاؤ۔"

ریڈیو اور دالے کو دیکھتے ہی سب کو چپ سی لگ گئی۔ وہ دہشت زدہ

جاگوسی ڈائجسٹ کا دلچسپ ترین سلسلہ

انسان کی ترقی و تہذیب کے حیات افروز واقعات صدیوں سے زندہ ایک بڑا سرائے خاص کی آپ بیٹی، ہوا جس کی دوست تھی، سمندر جس کے لیے آغوش مادر تھا، آگ اس کے بدن کو تودیتی تھی۔

پانچ حصوں میں مکمل

قیمت فی حصہ ۲۰ روپے • ڈاک خرچ فی حصہ ۵ روپے

مکمل سیٹ منگانی پر قیمت صرف ۸۰ روپے، ڈاک خرچ ۶ روپے۔ کل ۸۶ روپے کا کافی آرڈر روانہ فرمائیں یہ رعایت صرف نئی آرڈر ارسال کرنے پر ہی ملے گی

دیکھو! یہ کتاب آپ کو کتنا دلچسپ کرے گی

سے ہو کر مجھے دیکھ رہے تھے میں نے کہا " میں نے فرما دیا تو یہ سب کچھ
 کسی کا دشمن نہیں ہوں۔ چاروں طرف سے تم کے لوگ اس طیارے کو اٹھا
 کرنا چاہتے تھے۔ میں ان حملے کے دماغ پر قبضہ کر چکا ہوں۔
 میری بات کا یقین کرو۔ لیکن میں میری بیوی روتختی نے دوسرے ہتھیار
 مارنے کے دماغ پر قبضہ کر لیا ہے۔
 اس وقت روتختی اسٹیشن کے ذریعے اس شخص کو دھکا دیتی
 ہوئی باہر لائی جس کے ہاتھ سے ہتھیار لگا یا تھا۔ اچھرے وہ بولی۔
 "میری بہنو اور بھائیو! میں ایک بیوی ہوں ایک ماں ہوں اس
 طیارے میں میرے معصوم بچے سفر کر رہے ہیں۔ یہ دماغ اسٹیشن کا
 چاہتے تھے اس کے لیے تم سب کو پریشان کر رہے تھے ہم نے
 ان پر قابو پا لیا ہے۔ اب پریشانی کی بات نہیں ہے۔ آپ لوگ آرام
 سے سفر کریں اور ہنسنے بولنے کھاتے پیتے رہیں۔
 جس کے ہاتھ سے ہتھیار لگا یا گیا تھا میں نے اس کے ہاتھ
 کو چھپ کر طرف مڑ کر رکھا ہے۔ باندھ دیا۔ جس کیس میں اس کے ساتھی
 کی لاش پڑی تھی وہاں اسے دھکیل دیا۔ چھوٹے روتختی کو پاس
 بلا کر اس کے ہاتھ پیچھے سے باندھ دیے۔ اس کے بعد میں نے
 دوپٹے کے مسافروں کو بلا کر کہا " میں کیس میں جا رہا ہوں میرے
 ہاتھ پاؤں باندھ دو اور اس کیس کو باہر سے منکر دو۔ اس کا دروازہ
 پر لگ کر دھکون۔
 انھوں نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ ان میٹروں کو کیس میں بند کر
 دیا۔ ایئر ہوٹل نے دروازے کو لاک کر دیا۔ ان کے تمام ہتھیار اسٹیشن
 کو دے دیے۔ ہمارے ایسا کرنے سے تمام مسافروں کو مطمئن
 ہو گیا تھا۔ ایئر ہوٹل میں کھانے پینے کی ٹرائی لے کر ان کے درمیان
 سے گزرے گئے۔ سب خوش ہو گئے تھے اور ہنسنے بولنے لگے تھے
 میں نے روتختی سے کہا: اگر تم میرے پاس ہوتی تو میں تمھارے
 دونوں کان پکڑتا اور پھینک دیتا۔ جو اس سے مسئلہ حل ہوتا ہے۔
 تمھاری کیا حالت ہو گئی تھی۔ تمھیں کچھ احساس ہے؟
 وہ شرمندہ سی ہو کر بولی " میں کیا کروں۔ خدانے ایک ہی
 بیٹا دیا ہے جب سے وہ پیدا ہوا ہے مجھ سے بچھڑتا رہتا ہے۔
 آج بھی ایسا لگ جیسے میری گردن اڑنے والی ہے اور کسی لمحے بھی میرا
 دم نکل جائے گا۔ بہر حال جو ہوا سو ہوا مجھے شرمندہ نہ کرے۔
 " جتنے ساتھیوں کو پریشان کیا ہے تمھیں تو خوشخبری سننا دو۔
 " میں اپنے بیٹے کے پاس رہوں گی۔ بیدار تم چلے جاؤ۔
 میں نے سونپا پڑی اور شریعہ صاحب وغیرہ کو بتا دیا پاس خیریت
 ہے۔ انشاء اللہ معصیتیں سب سلامت ہو کر پہنچ جائیں گی۔
 سونپا نے پوچھا وہ طیارہ اسٹیشن ہو کر جائے گا؟
 " ہاں تم رپورٹ کر رہی ہو؟

میں کیا شیا وغیرہ بھی نہیں گئے۔ ہم دوسرے پاس کو دیکھ
 چاہتی ہیں۔
 " کوئی نئی مصیبت کمڑی کرنا چاہتی ہو؟
 " اس میں نئی مصیبت کی کیا بات ہے؟
 " ذرا سوچو تو سمجھو۔ وہ دونوں پاس اسٹیشن میں ایک جگہ ہر
 گئے تم ہو گئے آئینہ ہو گئے شیا ہو گئے۔ دشمنوں کے لیے آسانیاں ہی
 آسانیاں ہوں گی۔
 " کیا دشمنوں کے دوسرے ہم آپس میں ملنا چھوڑ دیں؟
 " ملنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پورا خاندان ایک ہی جگہ جمع
 ہو جائے۔ ہم محتاط ہو کر ضرور اقدامات کر سکتے ہیں۔ کیا تم نے اس
 بات کو نوٹ کیا ہے کہ پچھلے کئی دنوں سے تمام خطرات کی تفصیلات
 ہیں۔ کوئی ہمارا نقشہ نہیں کر رہی ہے۔ میں نے کئی آزاد کی سے ہمیں
 میں روتختی کے ساتھ ملاقات کی۔ اس کے ساتھ اچھا خاصا وقت لگوا
 اور آرام سے امریکا پہنچ گیا لیکن کسی دشمن نے ہمارے راستے میں آنے
 کی کوشش نہیں کی۔ آخر تم کیا کہتے ہو؟
 " تم ایسے پوچھ رہے ہو جیسے میں بھی دشمنوں میں سے ایک
 ہوں۔ دینے یہ بات قابل غور ہے۔ مولفان آٹھنے سے پہلے مندر
 پر سکون ہو جاتا ہے۔ یہی سکون تمام دشمنوں نے اختیار کیا ہے۔ جتا
 نہیں یہ سب کی سب کی مولفان نے کرنا آٹھنے والی ہیں؟
 " اور تم ان کے لیے راستہ ہموار کرنا چاہتی ہو؟
 " تمھیں اعتراض ہے تو پاس ہو جاؤ اور شیا نہیں آئیں گی۔ جتا
 میں بھی نہیں آؤں گی۔ ذرا روتختی سے پوچھ کر دیکھو۔ کیا وہ اپنے
 دوسرے بیٹے سے دشمنیاں چاہتی؟
 روتختی سے ملا نہ ہے تو پاس آؤں کو ہر سب بچا دو۔ دونوں
 بیٹے ایک ساتھ ماں کے پاس پہنچ جائیں گے۔
 " کل روتختی پاس سے ملنے کے لیے قہر ہو گئی تھی تم نے
 اسے ہر سب بلا لیا تھا۔ جب وہ ایک بیٹے سے ملنے کے لیے جتا
 چھوڑ سکتی ہے تو کیا پاس آؤں سے ملنے کے لیے اسٹیشن نہیں آسکتی؟
 " کیا مجھ سے نہیں ہو؟
 " روتختی سے کو، مجھ سے بات کرے۔
 " میں نے روتختی سے کہا: جاؤ سونپا بلا رہی ہے۔
 " اس نے سونپا سے پوچھا کیا بات ہے؟
 " سونپا نے کہا: فرما صاحب نے حکم دیا ہے پاس آدمی
 تمھارے حقوق ہیں اور آؤں پر ہمارے۔
 " روتختی نے پوچھا: یہ کیا بات ہوئی؟
 " یہی بات ہو رہی ہے۔ فرما دینے کو دیا ہے کہ اسٹیشن
 ایئر پورٹ میں اگر پاس آدمی نہیں دیکھ سکتے۔ بات پر جمی ہے

یہ تم نے ماں سے پاس آؤں سے ملنے کی کسی خواہش ظاہر نہیں کی
 پھر بھی پاس آدمی سے نہیں ملنا چاہیے۔
 " سونپا کی باتیں کر رہی ہیں وہیں خدا کے بعد تم پر بھی سوار کرتی
 ہوں۔ جب میں نے دیکھا کہ تم میرے پاس آؤں کی حفاظت ہو اور
 نیکی کی ٹیلا پیٹتی ہو میرے بچے کے لیے زبردست ہتھیار ہی ہوئی ہے
 تو میں مطمئن ہو گئی تھی یہ بھی جانتی ہو کہ میں پاس آدمی کے سلسلے میں
 کتنے دنوں سے پریشان ہوں۔ کیسے کیسے جس میں آزار رہی ہوں۔
 اعتراضات تعالیٰ نے ہم پر کر کے دیے۔ میرا بیٹا میرے پاس آ رہا ہے
 جب وہ آجائے گا تو میں اسے بابا صاحب کے ادارے میں چھوڑ
 رہی قسمت میں تمھارے پاس آؤں گی اور اپنے بیٹے پاس آؤں
 سے ملوں گی۔ خود تم ہو۔ ماں کی تمنا یہ کہ میں پاس آدمی کے
 لیے کتنی تمنا کرتی ہوں اسے زبان سے کہنا ضروری نہیں ہے۔
 " کیا یہ کہنا ضروری ہے کہ ہم پاس آدمی کے لیے کتنی تمنا کرتی ہیں؟
 " تم فرماؤ کہ کتنے دو۔ اگر پورٹ پر ضرور آؤ۔ پاس آدمی سے
 ضرور ملاقات کرو۔
 " اگر میں پاس آدمی کو کچھ روکنے کے لیے اپنے پاس رکھ لوں تو؟
 " آں؟ روتختی بچا چکا ہے۔ پھر عدلی سے مسکر کر بولی " لیکن
 یہ ماں کا امتحان ہے نہ ہی ہو؟
 " امتحان کی کیا بات ہے۔ پاس آدمی کو میں رکھ لوں گی پاس
 آدمی کو تمھارے پاس بھیج دوں گی۔
 " سونپا اچھا کے لیے ایسی چھلانے والی باتیں نہ کرو۔ میں کوئی
 معقول جواب نہیں دے سکوں گی۔
 " اس میں جواب دینے یا نہ دینے کی کیا بات ہے۔ میری دونوں
 تمھارے بیٹے ہیں۔ یہ نہ سمجھو۔ میری تمھارے پاس ایک بیٹا آتا
 ہے۔ کیا پاس آدمی کو تمھارے پاس نہیں آنا چاہیے؟
 " یہ کب آسکتا ہے؟ میں نے یہ جواب دیا کہ کبھی نہ آسکتا۔
 " لرو۔ میں بہت عرصے سے پاس آدمی کے ساتھ وابستہ رہی ہوں۔
 اس کے لیے جتا ہو کر رہتی رہی ہوں۔ اس کے لیے راتیں جاگتی رہی
 ہوں۔ اگر میں اندھی ہوتی اور مجھے انھیں نہیں تو سب سے پہلے
 رک میں دم کو دیکھنے کی خواہش کرتی۔
 " اگر میں بھی مٹا اور غلط پاس آدمی کے لیے تمھارے دل
 میں پیدا کر دوں تو؟
 " آخر تمھارے ارادے کیا ہیں؟ تم کیا چکر چلانا چاہتی ہو؟ خدا
 کے لیے پاس آدمی کو میرے پاس رہنے دو۔
 " سونپا نے ہنسنے ہوئے کہا: میں اور زیادہ جھڑوں گی تو دونا
 مرد کو دنگا دیے یہ بات ہو گیا کہ پاس آدمی کے لیے تمھاری
 بہت بہت زیادہ ہے۔ اگر مجھ سے ثابت ہو گیا کہ پاس آدمی تمھارا

اپنا بیٹا ہے تب کیا ہوگا؟
 " تب بھی پاس آدمی کے لیے میری تمنا میں ایک ذرہ برابر کی
 نہیں آئے گی۔
 " روتختی میری جان! بھولے منہ اتنا تو پوچھو کہ پاس آدمی
 کیسا ہے اور کیا کر رہا ہے؟
 " روتختی نے رونے کا منہ نہ کر سکا۔ " فرماؤ! یہ سونپا مجھے پریشان
 کرنے پر تھی ہوئی ہے۔ میرا بیٹا کیا ہوگا۔ میں جانتی ہوں کہ بہت
 اچھا ہوگا۔ بہت آرام سے ہوگا اور بڑی شان سے ہوگا اور بڑی ہی
 مردانہ وار زندگی کا اہلکار ہوگا۔
 " ہاں! نے فلاں لگ لگ مارنے سے پہلے ایک عجیب سا ہونکا
 نعرہ لگا یا پھر دوڑتے ہوئے اگر فضا میں چھلانگ لگتی۔ آواز
 آئی " فوراً قتل بازی کھاؤ۔
 " اس نے فضا میں قتل بازی کھانے کی کوشش کی مگر وہ صدمہ
 زمین پر گر کر اڑی سخت چوڑا آئی تھی۔ وہ صدمہ نہیں کر سکتا تھا تو ہم
 کہاں کہاں سے دکھ رہا ہے لیکن وہ ہلے نہیں کر سکتا تھا۔ آواز میرے
 سوار تھی۔ منہ سے ہلے نکلتے ہیں ایک ہاتھ مانی اور کتے۔ " مرد
 کے بچے ہو کر ہلے گئے۔ ہوتے ہیں تمھارا منہ توڑ دوں گی۔
 یہ روز کا معمول تھا پاس آدمی اور جو کچھ چار بیٹے اٹھایا
 جاتا تھا۔ ان سے ورزش کرائی جاتی تھی۔ دوڑ گولی جاتی تھی۔ جب آواز
 کا یہ کام ختم ہو جاتا تو میرے چھ بیٹے پاس آدمی اور جو کچھ شال کی طرف منہ
 کر کے بیٹھ جاتے تھے۔ بیٹھیں مارنے تھے اور دونوں گھٹنوں پر ہاتھ
 رکھ بیٹھتے تھے۔ انھیں بند کر کے سانس زیادہ سے زیادہ روکنے کی
 مشقیں کرتے تھے۔ شیا اور سانی اور ان دونوں کے دماغوں میں بیچتی
 رہتی تھی اور سانس روکنے کے سلسلے میں انھیں سہارا دیتی رہتی تھی
 نہ صرف آپس میں بلکہ بیٹوں، مار کر ہونے والی مشقیں کرتے ہوئے سانی روکتے
 تھے۔ اس کے بعد لوگ کے مختلف آوازیں اٹھاتے تھے۔ اسے
 دو ماں پاس سے کوئی بھول ہو جاتی تو جو کچھ لکھنا ہنسنے لگی تھی اور
 تالی بجا بجا کر کتے تھی۔ میں جیت گئی میں جیت گئی تم ہار گئے۔
 پاس آدمی پشانی پر ہاتھ مارنے ہوئے شیا سے کہتا تھا: تمھی
 کے اندر سے بچتا تو نکلا لے اے اے ہوا سانس روکتے روکتے پشانی
 رہ جائے سانس نکل جائے۔
 " جو جو معصومیت سے بڑھتی تھی۔ " نہیں تمھی اسانس رہنے
 دیکھئے! بچپنا نکال دیجیے۔ ان صاحب کو تو میرے بچپنے سے چڑ
 ہو گئے۔
 " شیا سے کہتی تھی: " بیٹی! جو ہمیشہ بچتے اور معصوم بن کر رہتے
 ہیں انھیں دنیا والے دھوکا دیتے ہیں۔ نقصان پہنچاتے ہیں۔ بیشہ

چاندک اور تیز و طرار بننے کی کوشش کر دے۔ دنیا میں کسی شخص کو معصوم نہ سمجھو۔ ہر شخص اپنی معصومیت کے پیچھے مکار کی چھپا کر رکھتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی۔ اس کا مطلب ہے ہمارے بھی مکار ہے؟ سو کہتا ہے اسی عمر میں مکار کا ظہور نہیں ہوتا۔ بڑا ہوگا تو ضرور اپنے باپ کی اصیت دکھائے گا۔

جو جو نے پچھانے چاہا آپ کیوں اس پر بھروسہ کرتی ہیں؟ کیوں اتنی اچھی ٹریننگ دے رہی ہیں؟ اسے اس کے حال پر سمجھو ڈیجیٹ میں آپ کی بیٹی ہوں اچھے اتنی مضبوط بنا دیجیے کہ میں ایک گھوڑے میں اس کی ناک توڑ دوں۔

”جو جو بیگم! میں سمجھتا ہوں کہ ناک ہوں توڑنا آسان نہ ہوگا۔“ شیبانے ڈانٹ کر کہا۔ ”تم دونوں آپس میں جھگڑا کرتے رہو گے تو کیا خاک سیکھ سکو گے۔ اب خاموش رہو۔ جیسا کہ رہی ہوں دینا کرتے جاؤ۔“

وہ ایک گھنٹے ٹھیک انہیں یوگا کی مشقیں کراتی رہتی تھی۔ اس کے بعد وہ ناشتا کے کچھ دیر آرام کرتے تھے۔ پھر انہیں پڑھانے والا استاد پہنچ جاتا تھا۔ شیبانے بہت چھان چبک کے بعد ایک ایسے عالم فاضل کا انتخاب کیا تھا جو اردو، انگریزی، فرانسیسی، فارسی، عربی اور جرمنی زبانیں بڑی روانی سے بولتا تھا۔ اگلا تھا پڑھتا تھا سمجھتا تھا اور سمجھا سکتا تھا۔ اس طرح تاریخ، جغرافیہ، فلسفہ، علم ریاضی اور سائنس علوم کے ماہرین کی خدمات حاصل کی تھیں۔ ان تمام استادوں کو پانچ سال کے معاہدے کے مطابق اپنے فیصلے قلعے کے اندر رکھا تھا۔ معاہدے کے مطابق یہ تمام استاد قلعے سے باہر نہیں جاسکتے تھے۔ نہ ہی کسی سے مل سکتے تھے۔ شیبانے ہر استاد کو بپاس ہزار ہزار روپے کی طور پر ادائیگی تھیں۔ تعلیم مکمل ہونے کے بعد مزید بپاس ہزار ہزار ادائیگی کے علاوہ کیا تھا۔ اس کے علاوہ یہ وعدہ کیا تھا کہ یہ تمام استاد دنیا کے کسی حصے میں جا کر رہنا چاہیں۔ تھے وہ ان کے لیے مکان تعمیر کروائے گی ان کے لیے روزگار دیا کرے گی۔ جب آخری بڑی برسی ہو سکیں حاصل ہوں تو جھلاکون پانچ ہونا نہ چاہے گا۔ یہ تمام استاد اس قلعے میں رہ کر پارسی اور ہجو کو تعلیم دے رہے تھے۔

وہ دن کے بارے میں ملک تعلیم حاصل کرتے تھے اور جو کچھ حاصل کرتے تھے، وہ ان کے داغوں میں اس طرح نقش ہو جاتا تھا کہ استاد بھی حیران رہ جاتے تھے۔ وہ بھی نہیں جانتے تھے کہ یہ شیبانے کا کام ہے۔ استاد انہیں جو کچھ سکھاتے تھے شیبانے چاہے خیال خوانی کے ذریعے سمجھتی رہتی تھی۔ جو جو بڑے پارسی گریزند میں ہوتے تو وہ ان کے داغوں میں پہنچ کر وہی سبق نقش کر دیتے تھے۔ اس کے بعد جیسے کہ اسول ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شیبا کا یہ عمل صرف لکھنے پڑھنے تک محدود نہیں تھا۔ بہت جلد کچھ اتنی تھی اس وقت بھی وہ دونوں کے داغوں میں پارسی باری رہتی تھی اور وہ سب ان کے داغوں میں نقش کرنے کی کوششیں کرتی رہتی تھی۔

سونیا اپنے میں دودن کے لیے تھک چکی تھی۔ وہ دودن جو جواور پارسی پڑے بھاری ہوتے تھے کہو نہ کہ چکر دینے والے سوالات کرتی تھی۔ اپنے کیلیمبائی تھی جس میں صرف ذہانت اور مکاری کی ضرورت ہوتی تھی۔ وہ انہیں بھاتی تھی۔ یوں تو ہر تجربہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ آگے اور پیچھے لیکن چار پہلو ہی ہوتے ہیں۔ آگے پیچھے دائیں بائیں۔ جو زیادہ ذہانت سے کام لیتے ہیں، وہ پچھلے دودن کا پڑھ کر دیتے ہیں۔ آگے پیچھے دائیں بائیں اور اوپر نیچے چرخہ پارسی اور جواور بھی جانتے تھے۔ اس لیے انہیں بڑی تفصیل سے گویا کہہ رہے تھے کہ بھاتی تھی۔ دیکھو پیچھے کا مطلب ہے ماضی جو زندگی گزر گئی اور جو کچھ کیا اس کی آئندہ تلافی کی جلتی۔ آگے کا مطلب ہے مستقبل، مستقبل کے لیے آج اچھے کام کرنے ہیں دائیں کا مطلب ہے راستی یعنی سیدھا راستہ یعنی ہر کام سیدھا کرنا چاہیے کوئی ٹیڑھا کام نہ ہو۔ بائیں کا مطلب ہے مگر ایسی نیچے کا مطلب ہے پاؤں تلے زمین یعنی دنیا اور پارسی کا مطلب ہے آسمان یعنی غایت یعنی مرنے کے بعد کی دنیا جو جو تم چھپو سونوں سے واقف رہو گے اس لیے دشمنوں کے جو طرز عملوں سے ہوشیار رہو گے اور ہیشہ پناہو کی تدبیر کرتے وقت چھپ کر پھرنے پھولوں کو اپنی نظروں میں رکھو گے۔ ان چھپے علاوہ اور بہت کچھ سمجھنے کے لیے رہ جاتا ہے۔ نورا غم کرنے دو میں تمہیں بھی ملے گی۔

سونیا اسی انداز میں بھاتی رہتی تھی۔ وہ بعض اوقات ان کے لگا ہوں کے سامنے چھوٹی چھوٹی گیندیں اچھا اتی تھی کہ انہیں نہیں ٹھہرتی تھیں۔ وہ ہر رنگ کی گیندیں ہوا کرتی تھیں اور وہ کسی تھی۔ اس میں سے سرخ رنگ کی گیند کو پکڑو۔

پھر وہ کیٹ ریکارڈنگ کرتی تھی۔ ریکارڈ سے آواز بھرتی تھی اور کوئی شخص یا کوئی صورت تیزی سے ہوتی جاتی تھی۔ سونیا پہلے کہہ دیتی تھی۔ دیکھو پانچ منٹ ٹھیک ریکارڈنگ کر رہے گا۔ اس میں سے کتنی باتیں تم سن سکتے ہو اور وہ سن میں محفوظ رکھ سکتے ہو۔ بڑے بڑے لڑائیوں پھر پارسی اور جواور کے سامنے ایک بڑا سا گلوب رکھا جاتا تھا جس میں کسی کی خطرات ہوتے تھے اور ان خانوں سے مختلف ہوا کرتی تھی کسی میں خوشبو ہوتی تھی کسی میں بدبو کسی خانے سے انڈے کی باندھائی تھی کسی خانے سے گوشت کی بو آتی تھی۔ اگر ایک خانے سے چینی کی خوشبو آتی تو دوسرے خانے سے گلاب کی۔ وہ گلوب تیزی سے گھومتا رہتا تھا اور وہ کسی تھی۔ جلد کی جلدی بتا دیتی کسی

خوشبو محسوس کر رہے ہو۔ اب کون سی خوشبو ہے۔ اب کون سی بدبو ہے۔ اب کس چیز کی بدبو ہے؟

ان دونوں کو پک پکھینے سے پہلے ہی جواب دینا پڑتا تھا۔ جواب دینے میں دوسری تاخیر ہوتی تو گلوب محسوس جاتا تھا۔ خطرات بول جاتے تھے اور وہ بھی بدل جاتی تھی۔

وہ سونیا کو بتاتے تھے بہت پیار کرتے تھے۔ وہ بھی ان سے پیار کرتی تھی لیکن اس کی ٹریننگ سے بے چارے پریشان ہو جاتے تھے۔ بار بار غلطیاں ہوتی تھیں لیکن وہ محنت سے بھجاتی تھی۔ دس بار غلطیاں کرنے کے باوجود اسے غصہ نہیں آتا تھا۔ وہ مکاری رہتی تھی اس طرح دونوں کا حوصلہ بڑھتا رہتا تھا۔

وہ ان کی قوتِ سماعت کو بڑھانے کے لیے تھی تھی۔

”اوندے منہ لیٹ جاؤ۔ زمین سے کان لگا دو۔ سونیا کیسی آواز آ رہی ہے؟“

دو کہیں سے آواز دہرائی تھی۔ پارسی کہتا تھا۔

”وہ صبح کی آواز آ رہی ہے۔“ جو جو کسی تھی۔ ”ہاں مجھے بھی کچھ ایسی ہی آواز سنائی دیتی ہے۔“

سونیا انہیں بھاتی تھی۔ ”جب دھپ دھپ کی آواز آئے تو اندازہ کرو، وہ کتنی دود ہے۔“

پھر وہ اندازہ کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ بتانے لگے کہ یہ آواز کتنے فاصلے پر ہے اور ان کا جواب تقریباً درست ہوتا تھا پھر سونیا نے بھائی۔ ”جب دھپ دھپ کی آواز آئے تو کچھ کوئی ہری ہری گھاس پر دوڑنا آ رہا ہے۔ اگر اس دھپ کی آواز میں ڈر کی کرنگی ہو تو کچھ گھاس نہیں ہے سونیا زمین پر دوڑنا آ رہا ہے اگر اس میں ٹھوڑی سی تپھر کی آواز ہو تو کچھ سوکھے پتوں پر آ رہا ہے۔ اگر اس تپھر کی آواز میں ڈر کی تپھر ہو تو کچھ سوکھے پتوں پر آ رہا ہے۔ اگر اس تپھر کی آواز میں ڈر کی تپھر ہو تو کچھ سوکھے پتوں پر آ رہا ہے۔“

پھر وہ انہیں پکھنے کی جس بتاتی تھی۔ میٹھا، تلین، کھا، لکھا، تپس، قسم کے ذاتوں کو بھی سمجھ لیتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ تیز تر اور کم تر ذائقے ہوتے ہیں جنہیں حساس لوگ ہی سمجھ پاتے ہیں۔ اگر کسی میں پکھنے کی حس بہت زیادہ ہو تو اسے کوئی زہر یا بے ہوشی کی دوا نہیں چلا سکتا اور نہ ہی کچھ سکتا ہے۔ سونیا ٹریننگ کے دوران دونوں کو ایسی ایسی چیزیں پکھنے پر مجبور کرتی تھی کہ وہ پریشان ہو جاتے تھے لیکن پکھتے تھے اور پکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

وہ بھی، مہیا، ہونے سے لے کر رات سونے تک تربیت حاصل کرتے رہتے تھے۔ تعلیم اور ہنر سکھانے کے لیے مختلف استاد تھے۔ کچھ ہنر کی تربیت آئندہ دیتی تھی۔ سونیا ان کی ذہانت کو

تیز کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی۔ ان سب کے مقابلے میں شیبانے زیادہ محنت کرتی تھی۔ وہ جس سے لے کر رات سونے تک ان کے ساتھ لگتی رہتی تھی کبھی دوسری مصروفیات میں اٹھنا پڑتا تو یہ انگ کی بات ہوتی۔ در نہ وہ جو جواور پارسی کو تھوڑی نہیں سمجھتی تھی اور جو تربیت وہ حاصل کرتے وہ یوں ہیجے کے ذریعے داغوں میں نقش کرتی جاتی تھی جس چیز کا پکھنا زیادہ دشوار ہوتا ہے وہ رات کے لیے چھوڑ دیتی تھی۔ جب وہ نیند میں ہوتے تو ان کے خواب دیدہ داغ کو تو بھی عمل کے ذریعے اپنا معمول بناتی تھی۔ پھر کسی دشوار سبق کو یا ہنر کو ہمیشہ کے لیے ان کے ذہن میں نقش کر دیتی تھی۔

قلعے کے اندر ایک محل ناگوشی تھی۔ اس کے علاوہ دو رنگ چھوٹے چھوٹے شنگے تھے۔ ایک وسیع میدان بھی تھا۔ شیبانے چائے میں رہتی تھی۔ بہت کم باہر نکلتی تھی۔ قلعے کی حفاظت کے لیے ایسے پچیس جوانوں کا انتخاب کیا تھا جو ہمیشہ جاں نثار رہ کر رہ سکتے تھے۔ شیبانے ان کے خیالات پڑھ کر اطمینان کیا تھا۔ ان پچیس جوانوں کا انچارج ایک باڈی بلڈ تھا۔ بڑے ہونے پر بصورت کرتی جسم کا مالک تھا۔ اچھا انداز تھا۔ ذہن تھا۔ رائفل شوٹنگ میں کمال حاصل تھا۔ شیبانے ابتدا میں اس سے چھپ کر رہتی تھی اور اس کے خیالات پڑھتی تھی۔ پھر مطمئن ہو گئی کہ یہ بھی دانا دانا ہے گا۔

وقت اور حالات کے ساتھ انسان بدل جاتا ہے انسان اس لیے بدلتا ہے کہ خیالات بدلتے ہیں۔ خیالات اس لیے بدلتے ہیں کہ نظریے بدلتے ہیں۔ ارادے بدلتے ہیں۔ نیت بدلتی ہے۔ آہن باڈی بلڈر صحت مند ہے جب ایک آدھ بار شیبانے جھلک دیکھی تو نیت بدلتی گئی۔ پہلے وہ قلعے میں ایک پارسی کی نشیت سے آیا تھا۔ آہن اچھا خاصا معروضہ مل رہا تھا۔ اس لیے وہ اپنے کام سے کام لکھتا تھا۔ اس نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ قلعے کی مالک کون ہے؟ کہاں سے آئی ہے اور اس کے پاس اتنی دولت کہاں سے آگئی ہے؟ اور یہ ایک ملک کی طرح اس قلعے کی چار دیواری میں کیوں نہ دھکی گوار رہی ہے؟ باہر کیوں نہیں جاتی اور جب جاتی تھی ہے تو بڑے برسرِ اطر سے گزرتی ہے۔ اس کے جانے اور آنے کا علم نہیں ہوتا۔ بعد میں پتا چلتا ہے کہ وہ نہیں گئی تھی۔

جب سے اس نے شیبانے کو دیکھا تھا اس کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ اب جس تپ پیدا ہو رہا تھا اس طرح مالک پر حال چینی کا چاہیے محنت سے یا طاقت سے کسی طرح یہ اپنی ہو جائے گی تو وہ اس قلعے کا مالک بن جائے گا۔

وہ بہت بہت معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے حیرانی تھی۔ یہ دیکھتے کہاں سے آئے ہیں۔ انہیں ایسی ٹریننگ کیوں دی جا رہی ہے، جو عام طور پر بچوں کو نہیں دی جاتی۔

جس کوئی میں شبیا آئے۔ پارس اور جوڑی رہائش تھی، وہاں کی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ رات آٹھ بجے کے بعد انعام اور جیری بھی باہر نکل آتی تھیں اور اپنے گوار میں چلی جاتی تھیں۔ صمت ہادی کی داستان میں یہ سراسر حقائق تھے۔ رات کو حفاظت کی ضرورت ہوتی ہے وہاں کوئی بھی سب سے جوان پاس کی نہیں ہوتا۔ ایسے میں کوئی بھی اس عمل کا کوئی بھی اندر گھس سکتا تھا لہذا وہ ایک ڈٹ اندر گھس آیا۔ اس نے سوچا۔ اندر صرف آئے۔ وہ خواہ کتنی ہی بیگم و بیکس عورت ہے۔ دو چار ہاتھ کھانے کی تو فرار کا راستہ ڈھونڈے گی۔ اس کا خیال تھا کہ رات کو کوئی کے دروازے اندر سے بند ہوتے ہیں لیکن اس کی جیڑی کی انتہا نہ رہی جب اس نے دروازے کو کھولا تو پتا وہ کھل گیا۔

شبیا دن بھر کی خیال خوانی سے تھک گئی تھی۔ اپنے دماغ کو بازیات دے کر سو رہی تھی۔ اس کی ہدایت ہوتی تھی کہ پوری کوٹھی کے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو یا آئندہ جو جوار یا رس کے علاوہ کوئی قدم رکھے تو اس کی آنکھ جلنے لگے گی۔ اس نے اس کی آنکھ کی گئی۔ اس نے تیری سے سوچا تاخیر کیا بات ہو سکتی ہے۔ پلٹے پلٹے سرائی دی اس کی تھی۔ اس نے نہ مانے بنے ہوئے سوچ بول کی طرف ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن کو دیا۔ اس کی آنکھیں ہول گئیں۔ وہاں کوٹھی کے مختلف حصے نظر آئے تھے۔ ایک جگہ مت ہانکا بھی نظر آگیا۔ اس نے حیران سے زیر لب کہا۔ "اوہ گاڈ میں اپنے محافظ کے خیالات بڑھانے میں ہول جاتی ہوں۔ مجھے وقت بھی نہیں ملتا اور اسے دیکھو کیسے دندناتا چلا رہا ہے جیسے اس کے باپ کا گھر ہے۔"

اس نے آئندہ سے رابطہ قائم کیا۔ وہ بولی شیا بات ہے؟ "صمت ہادی ہادی کوٹھی میں گھس آیا ہے۔" وہ اچھل کر گھڑی ہوئی کمرے سے نکلنے لگی۔ شبیا نے کہا۔ ذرا آرام سے آؤ۔ میں ڈر پڑھوں وہ کسی نیت سے آ رہا ہے؟ "جیڑی کی نیت سے آیا ہوگا اور کسی لیے آسکتا ہے؟" شبیا ہتھوڑی درجہ تک اس کے خیالات پر ہتھی رہی تھی۔ پھر منہ سے بولی۔ "وہ نہ جانتا میرا دماغ ہے۔ میری خواب گاہ تلاش کرنا پھر رہا ہے تم اس کے سامنے نہ جاؤ۔"

شبیا نے پارس کے دماغ میں جا کر دیکھا۔ اسے ہدایت کر دی گئی تھی کہ رات کے دس بجتے ہی ہاتھ پر بیٹھ جانا چاہیے۔ خود ہی اپنے دماغ کو ہدایت دینی چاہیے کہ صبح چار بجے آنکھ کھل جائے۔ اب کیا وہ نچ رہے تھے اور وہ ابھی تک جاگ رہا تھا۔ جنگ کے ایک برس سے پرکھڑا ہوا جو جسے کہہ رہا تھا۔ اگر تم مجھے بڑھو گی تو میں تمہیں انعام دوں گا۔

"کیا انعام دوں گے؟" "جو مانگوں وہ ہے گا۔"

شبیا نے پوچھا۔ "پارس یہ کیا ہو رہا ہے گھڑی دیکھو کیا رات بچے میں کیا ہی طرح میری ہدایت پر عمل کرتے ہو؟" "اوہ جی۔ کبھی تو کھینے کا موقع دیا کریں؟" "اگر موقع دوں تو کھینے کے بعد فوراً سو جاؤ گے؟" "جی ہاں ہم دونوں سو جائیں گے۔"

اس نے جو جسے پوچھا۔ "تھرا ہڈی روم الگ ہے۔ تم پارس کے پاس کیوں آتی ہو؟" "اسی نے مجھے بلا لیا تھا کہ رات آٹھ ایک ابھی کمانی سنائے گا۔" "جی جی جیوت ہوتی ہے۔" آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ میں ایک دلچسپ کھیل بتا رہی ہوں مگر کھیل کر سو جانا۔"

دونوں نے خوش ہو کر پوچھا۔ کیا کھیل ہے؟ "ایک شیطان تمہاری ماں کی خواب گاہ میں آنا چاہتا ہے۔ میں اجازت دیتی ہوں تم اس کے ساتھ کھیلو۔"

پارس اچھل کر جو جس کے پاس آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیا۔ پھر دوڑتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔ کوٹھی سے بڑی بھی کھینے میں کمرے کو دیکھو۔ ڈرائنگ روم، ڈرائنگ روم، ڈرائنگ روم، ڈرائنگ روم۔ اس نے پتہ نہیں کیا کہ پتہ۔ آئندہ شیا کے بیڑوں میں رہی گئی تھی۔ وہ اس کے پیر دیکھتے ہوئے پارس کو بتا رہی تھی۔ اسے کس راستے سے گزر کر شیطان سے ملاقات کرنا ہے۔

پھر ملاقات ہو گئی بہت ہادی رات کو دھڑا دھڑا دیکھا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر بچوں کو کچھ کرکٹ لگایا۔ جیبت کرکٹ لگانے لگا۔ پارس نے پوچھا۔ "تم اندر کیسے آگئے؟" وہ دروازے کے بڑھ کر بولا۔ "پارس بابا میں تمہاری جی سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔" "کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہو؟" "تم بچے ہو۔ تمہارے بچے کی بات نہیں ہے۔ اچھا ایک بات بتاؤ کیا تمہاری جی کی شادی ہو گئی ہے؟" "کیا تم نے یہ سوال اپنی ماں سے کیا تھا؟" وہ جھنجھٹ گیا۔ ذرا پیچھے ہٹ کر کھینے سے دیکھنے لگا۔ پھر خیال آیا وہ تعلق کے نئے ملک کے سامنے ہے۔ آئندہ میں شبیا آئندہ کے ساتھ گئی۔ وہ اندرون کو دیکھ کر پشیمان ہو گیا۔ اس کا خیال تھا شبیا سے تنہا ملاقات ہوگی تو حال دل بیان کرے گا۔ اب تم پوچھا۔ "تم کس کی اجازت سے آئے ہو؟" "میں میں آپ سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔"

"وہ بات سب کے سامنے کہو۔"

تو ہادی بڑھ رہی۔ خندہ دہری ہو۔ پھر بات کرنے سے ڈرتے کیوں ہو؟ "جب آپ حوصلہ دے رہی ہیں تو کتا ہوں کیونکر یہ بات کہی سب کی زبان پر آسکتی ہے؟"

"جمیدہ باندھو۔ صاف صاف کہو۔" "میں آپ کو چاہتا ہوں۔" وہ بھرا ہوا تھا۔ یہ بات سن کر شبیا کی پیشانی پر پل پڑ جائیں گے۔ آئندہ غصے سے پھر جائے گی اور پتہ بھی پڑائیں گی۔ لیکن سب مکرانے لگے۔ شبیا نے پوچھا۔ کیا مجھے سے شادی کر دو گے؟ وہ جلدی سے بولا۔ "جی ہاں میں ساری عمر آپ کا محافظان کر رہا ہوں۔ صورت شکل کا بھی بڑا نہیں ہوں۔"

"میری ایک شرط ہے۔ وہ پوری کر دو۔ تم سے شادی کروں گی۔" اس نے جلدی سے پوچھا۔ "کیا شرط ہے۔ میں اپنی جان دے کر بھی پوری کروں گا۔" شبیا آہٹ کے ساتھ جیبت چھٹی ہوئی ایک بڑے سے صوفے پر آرام سے بیٹھ گئی۔ پھر ایک ہاتھ سے پارس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ میرا بیٹا ہے۔ جب تک اس کی ماں رہوں گی، تمہاری بیوی نہیں بن سکوں گی۔ اگر ماننا چاہتے ہو تو اس بیٹے کی گردن مروڑ دو۔"

وہ خندہ خندہ حیران سے بولا۔ "آپ کیا فرما رہی ہیں؟" "وہی جو تم سن رہے ہو۔ میری یہ شرط پوری کر دیجیے میں تمہیں قبول کروں گی۔" وہ بے یقینی سے کبھی تھکا کو اور کبھی پارس کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک لمحے سے ہنسنے ہوئے بولا۔ "مجھ لکھا میں پہلے ہی کچھ گیا تھا۔ آپ کا بیٹا نہیں ہے۔ بھلا کیوں اس اپنے بیٹے کے لیے ایسا کہہ سکتی ہے۔ آپ اسے رات سے بلانا چاہتی ہیں تو یہ بہت ہی چھوٹا سا کام ہے۔ میں تو بائیں ہاتھ سے گردن مروڑ کر ایک طرف پھینک دوں گا لیکن یہ یقین کرنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی جمیدہ ہیں اور اس کے بعد ہماری شادی ہو سکے گی۔"

آئندہ نے کہا۔ "میں اس بات کی گواہ ہوں اور یقین دلاتی ہوں۔ تم اس بیٹے کے سامنے سے گزرو کہ آ جاؤ۔ پھر تمہارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہے گی۔"

"ادام آئندہ اس کا مطلب ہے تم بچے کی حفاظت کے لیے ہمراہ قائم کرو گی اور مجھے اپنی لاکھ شبیا تک پہنچنے میں دو گی۔" "میں تمہارے سامنے صوفے پر بیٹھی ہوں۔ اس طرح بیٹھی رہوں گی۔"

وہ آہستہ میں بڑھ گیا تھا۔ یقین نہیں آ رہا تھا کہ ایک بچے کو ماننے کے بعد اتنی دولت مند صورت حاصل ہو جائے گی۔ اس نے پارس کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "دیکھو پارس بابا میری تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔"

میں تم پر ہاتھ اٹھانا اپنا تو میں سمجھتا ہوں تم اپنے کمرے میں چلے جاؤ۔" جب تم نے کہا کہ باپ کے کھینے میرے سامنے سے گزرا ہوا تو میں کمرے میں کیسے جا سکتا ہوں؟

جو جو اس کے پیچھے پہنچ گئی تھی۔ اس نے دوا لگیوں سے اس کی پیٹ پر دھک دی۔ ہادی نے کیا رگ پٹ کر دیکھا تو اس نازک اندام پر لڑکی کا ایک گھونسا ہر پڑا۔ وہ بھی پارس کے ساتھ ٹرنگ حاصل کرتی تھی تاہم کسی خردور کے مقابلے پر آنے کے قابل نہیں تھی لیکن صمت ہادی کی آنکھوں کے سامنے تاسے ناچ گئے تھے۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک نازک اندام کا گھونسا اتنا زبردست ہوگا۔ اس کے دماغ کو زبردست جھٹکا پہنچا تھا۔ یہ بات اس کا باپ بھی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ گھونسا جو کتا تھا اور جیبت کی بیٹی تھی۔

پارس بھی حملہ کرنا چاہتا تھا۔ شبیا نے کہا کہ جاؤ۔ جو جو نے پہلا حملہ کیا ہے اس لیے اب یہی ہادی بڑھ رہے۔ متاثر ہو کر گئی۔ پارس تم مداخلت نہ کرنا۔"

آئندہ نے ہادی کو پیش دلاتے ہوئے کہا۔ "ایک لڑکی تمہاری پیشانی کر رہی ہے۔"

اس دوران شبیا نے جو جس کے دماغ میں پہنچ کر اسے سمجھا دیا تھا۔ خیال خوانی کرتی رہی۔ اپنے مقابل کے دماغ کو پڑھتی رہی۔ یہی صمت معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس انداز سے حملہ کر رہا ہے۔

ادھر ہادی نے آئندہ کی بات سن کر ہی پیش میں آکر جو جس کو بلانا چاہیے ہی وہ اس کی طرف پکا جو جس کی طرف ہو گئی۔ وہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ پتہ، پیچھے کچھ ایک لات پڑی۔ وہ آگے والی دیوار سے جا کر ٹکرایا پھر آنکھوں کے سامنے تارے ناچ گئے۔ دماغ جھٹکا اٹھا تھا۔ شبیا نے کہا۔ "آج تمہیں معلوم ہوگا کہ میں اپنی کوٹھی کے اندر کوئی پھرے دار کیوں نہیں کھتی۔ مجھے اپنی حفاظت کی ضرورت کیوں نہیں ہے۔ یہ بچے میرے سپاہی ہیں لیکن انھوں نے یہ باتیں تم کو دنیا والوں کو بتانے کے قابل نہیں رہو گے۔"

ہادی نے کیا رگ پٹ کر کھڑے ہوئے جو جس کی طرف دیکھا۔ اب وہ بھٹ گیا تھا وہ محض نازک اندام لڑکی نہیں ہے۔ یہ اندر سے فولا رہے۔ جیبت اس کا ہاتھ پڑتے ہی دماغ ٹکر پڑتی ہے۔ ابھی یہ سوچنے کا موقع نہیں تھا کہ ہاتھ ہم پر پڑا ہے اور جوت دماغ ٹک کیوں پہنچتی ہے؟

اس نے کیا رگ پٹ کر جیبت ابدل کر جو جس کے منہ پر گھونسا مارنا چاہا۔ اس نے اپنا سر ایک طرف جھکا لیا۔ وہ خالی گیا۔ اس نے دوسرا گھونسا اس کے پیٹ پر مارنا چاہا۔ وہ اچھل کر پیچھے ہو گئی۔ اس نے جھٹکا کر لات مارنا چاہی۔ لات ایک طرف گئی۔ جو جس دوسری طرف گئی۔ نہ ہاتھ کام آ رہا تھا نہ لات کام آ رہی تھی۔ آخر اس نے سر سے ہادیوں

ملک خود کو استعمال کیا۔ کیا یہ ایک اس پر چھوٹا ملک لگا۔ نتیجہ ظاہر تھا۔ جو
اس کے دماغ کو بڑھادی تھی کہ وہ کیا کرنے رہا ہے۔ وہ ایک طرف
ہوگئی۔ اہی کہ نہ کے بل کر بڑھا تھا۔

اس بار اس نے آٹھ میں جلدی نہیں کی۔ اذند سے منہ بڑا شرم
سے سوچنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے فائروں کو شکست
دیتا ہوں۔ کوئی پہلو ان میرے داؤ میں آئے کہ بعد چڑھیں سکتا
اور یہ چھٹی جی کی طرح مجھے نہ چاؤ کھا رہی ہے۔ میں کیا کروں۔ کس طرح
اسے پکڑوں۔ کجست ہاتھ نہیں لہریا۔ یہ کہتے شرم کی بات ہے کہ میں
اب تک اسے ایک ہاتھ ہی نہ مارا کہ

شبیلہ نے پوچھا کیا زمین پر پڑے رہو گے؟
وہ فرخ پکڑو نہا سکتے ہوئے بولا "میں تمہیں حاصل کر کے
ہوں گا۔ بھلا یہ تمہیں اتنی بڑی جوتی صرف میرے لیے ہے؟"
وہ اٹھا جا رہا تھا۔ جو اس کے منہ پر ایک دھڑکن ٹھوکر
مارا۔ وہ دوسری طرف آٹھ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی جو میری جی کو الایا بولے
گا تو ایک لات ماروں گی ہاں

پارسی نے ہنستے ہوئے پوچھا "کیا ابھی نہیں ماری ہو۔ لوگ
پیلے دھکی دیتے ہیں پھر مارتے ہیں۔ یہ اٹھا کھو پڑی پیلے مارتی ہے۔
بچر دھکی دیتی ہے؟"

ہادی نے بھلاؤں اپنے ایک دوسرے کو چھیننے میں مصروف
ہیں اس بار حمل کا بیاب ہوگا۔ بے شک وہ بننے ہی تھے۔ انھیں
آپس کی چھوڑ چھاڑی تھی اور اس چھوڑ چھاڑی کے باعث دشمن سے
خاف بھی ہو گئے تھے لیکن شبیلہ تو ہوشیار تھی جیسے ہی اس نے جوتی پر
حملہ کرنا چاہا اس نے جو جو کو ایک طرف ہٹا دیا۔ وہ پیشے کی سیزیشن
پر جا کر گرا۔ شبیلہ چلتا چور ہوا۔ اس کی گرا بی سٹائی دی۔ جب اس
نے اپنا سر اٹھا یا تو سولمان ہوا ہاتھ اس کے چہرے پر جا رہا۔ شبیلہ
کی کپڑیں چھین رہی تھیں۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ وہ گہری کمری سا میں
سے رہا تھا۔ دیدے ایسے چھتے ہوئے تھے جیسے کچھ نظر نہ آ رہا ہو۔
پھر وہ ڈنگا تہا آٹھ گلیا۔ پیچھے ہٹا ہوا دونوں ہاتھ اٹھاتا
ہوا بولا "میں نہیں جاؤں گا"

"کیا اتنی جلدی دینا ہے ہاؤ گے؟"

"یہ یہ لڑکی نہیں بھڑل ہے۔ میں انسان سے مقابلہ کر سکتا ہوں
کسی بھڑل سے نہیں۔"

شبیلہ نے پوچھا تم لوگ اتنی طاقت کیوں حاصل کرتے ہو کہ کیا
عورت کو مارنے اور اسے کچلنے کے لیے آتم کیا سمجھ کر میرے ہاں
آئے تھے؟

آمنہ نے کہا "یہ سوچ کر کہ میں صرف دو عورتیں رہتی ہیں"
پارسی نے کہا "اور وہ کچھ بہتے ہیں"

شبیلہ نے کہا "اور تمہیں یقین ہو گیا تھا کہ ہم دوسری عورتوں کا
طرح کمزور ہیں تم میں لوٹے کھوسنے رہو گے اور ہمارے پیچھے رو
میں گے"

وہ پلٹ کر جا رہا تھا۔ اس نے جو جوتی اس کی ٹانگ پر لٹا کر
مارا وہ اذند سے منہ بڑا شرم۔ شبیلہ نے کہا "جب ایک کمزور نظر آنے
والی عورت اتنے نہیں آتی۔ جو جوتی طرح جوتے مارتی ہے تو تمہارا ربا
میں چڑیل کہلاتی ہے۔ آمنہ اسے لے جاؤ ہمارے قلعے کا ایک پتور
دروازہ اسے دکھا دو۔ کسی کو پتا نہ چلے کہ ہادی اس کو بھی میں داخل ہو
تھا اور دروازے سے باہر چلا گیا"

آمنہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولی "پلو ہادی! میں تمہیں یہاں سے
بیشے کے لیے نکال دوں"

یہ کہہ کر اس نے رپو اور نکالا۔ ہادی ایک دم سے گڑبڑا کر پیچھے
ہٹا اور رپو اسے جا کر لگ گیا۔ وہ بولی "تم لوگ ناکام ہونے کے بعد
کتنے بزدل ہو جاتے ہو۔ میں تمہیں گولی نہیں ماروں گی"

وہ سہا ہوا بے یقینی سے رپو اور کو دیکھ رہا تھا۔ آمنہ آہستہ آہستہ
چلتی ہوئی اس کے قریب آئی پھر ہاتھ بڑھا کر اسے رپو اور دیتے
ہوئے کہا "یہ تمہارے لیے ہے"

ہادی کا سر جھلا رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے شبیلہ نے کہا تھا "اپنے
کی گردن مردی جائے۔ یہ بالکل ہی ناقابل یقین بات تھی۔ اس کے
باوجود اس نے پیچھے سے مقابلہ کرنا چاہا تو ایک لڑکے نے اسے عشق
کرنے کے قابل تو کیا نہ کھانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا تھا۔ اب
اتنا کچھ ہونے کے بعد آمنہ اسے رپو اور پیش کر رہی تھی۔

اس نے ایک دم سے رپو اور کو چھپٹ لیا۔ جلدی سے اس
کے پیچھے کو دیکھا پوری چھ گولیاں تھیں۔ اس نے گولیاں نکال کر یقین
کیا وہ کھنکھائیں تھیں۔ پیرچ گولیاں تھیں۔ اس نے پھر گولیاں کو
پیچھے میں بھر دیا۔ جلدی سے میزرا بدلتے ہوئے دوڑ گیا۔ اس کے
بعد جوتی کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولا "آٹھ گولی نہیں سب سے
پہلے تجھے ختم کروں گا"

بات ختم ہوتے ہی رپو اور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ فضا
میں آچھلتا ہوا جو جو کے پاس آیا۔ جو جو نے اسے کیا۔ پھر اسے
نشانے پر رکھتے ہوئے بولی "مجھے گالی دے رہے تھے۔ تم بہت
گندے بچے ہو"

پارسی نے اپنی پیشانی پر ہاتھ اڑاتے ہوئے کہا "اس کی بڑی
تھی بھی پیچھے نظر آ رہا ہے۔ پیچھے جو جو رپو اور ہاتھ میں ہے کہ کچھ تو بھول رہا
ہی جا یا کرو"

آمنہ نے کہا "گولی نہ چلانا۔ رپو اور اسے واپس کرو"
جو جو نے برا راستہ بنا کر رپو اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ہادی

کی گولی بڑی بھرا رہی تھی۔ اس نے جھنجھلا کر پوچھا "میرے ہاتھ سے
رپو اور کیسے نکل گیا تھا؟"

آمنہ نے کہا "چپ چاپ اسے لو اور میرے ساتھ چلو"
ہادی نے اسے لے لیا۔ اس کی بارسی پر گولی چلنے کا دعویٰ نہیں
کیا۔ آمنہ کے ساتھ چلتا ہوا ایک طرف چلے گیا۔ اس کے پیچھے
شبیلہ اور دونوں پیچھے تھے۔ وہ کوٹھی کے مختلف حصوں سے گزرتے
ہوئے شبیلی خواب گاہ میں پہنچے۔ شبیلہ نے ایک جگہ دیوار پر لگے
ہوئے ٹیوں میں سے ایک ٹیوں کو دیا۔ اس کا شاہی طرز کا پینٹ
اپنی جگہ سے حرکت کرنے لگا۔ وہ ایک طرف ہٹ رہا تھا اور
پینٹ کے سامنے میں پیچھے ہوئے فرش میں غلا دکھائی دے رہا تھا۔

آمنہ نے کہا "یہ چور راستہ ہے۔ اس تہ خانے میں انوکھ
ایک سرنگ سے گزرتے ہوئے اس قلعے کے باہر پہنچ جاؤ گے"
پھر اس کی ذہنی رو بہک گئی۔ اس نے ہما کی اچھل کر دور
جاتے ہوئے ان سب کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا "میں نہیں
جاؤں گا۔ میں اس لٹے سے نہیں جاؤں گا۔ تم لوگ مجھے تہ خانے
میں بند کر دو گے۔ میں وہاں بھوکا پیاسا سا رہاؤں گا۔ میں وہاں نہیں
جاؤں گا"

شبیلہ اس کے دماغ پر قابض ہو گئی۔ وہ بولتے بولتے چپ
ہو گیا۔ سر جھکا کر آگے بڑھا اور قلعے کے زینے پر قدم رکھتے ہوئے پیچھے
چلے گیا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا تو شبیلہ نے دوسرے
جی کو دیا۔ پینٹ سرکنا ہوا پھر اپنی جگہ لگ گیا۔ اس نے کہا "آمنہ! میں
ہادی کے ساتھ ہوں گی۔ تم ان بچوں کو سونے کے لیے کو"

وہ ایک سوئے پر آرام سے جا کر گئی۔ آمنہ پارسی اور جو جو
کے ساتھ ان کی خواب گاہ میں آئی۔ پھر کہا "تم نے تم سے وعدہ کیا
تھا ایک اچھا کھیل کھیلنے کے بعد سو جاؤ گے لہذا اب سو جاؤ"
وہ چلی گئی۔ پارسی اور جو جو دو دروازوں کے درمیان کھڑے
ہوئے تھے ایک دروازے کے پیچھے جو جوتی خواب گاہ تھی۔
دوسرے کے پیچھے پارسی کی۔ انھوں نے رخصت ہونے سے
پہلے ایک دوسرے کو بٹے پیار سے دیکھا۔ پارسی نے کہا۔
"خشب بخیر"

جو جو نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ پارسی نے اس کے ہاتھ کو تھما
لیا۔ پھر جھک کر تمہیں کی پشت کو اٹھائیں سے لگا دیا۔ وہ خوش ہو کر
پلٹ گئی۔ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ پھر بستر پر گرتے ہی شبیلی کی
پشت کو دیکھا۔ اسے اپنے گال سے لگا دیا۔ آٹھ گولیاں بند کر لیں۔ پھر
دماغ کو ہدایت دینے لگی۔

ہادی تہ خانے میں پہنچ کر چاروں طرف گھوم گھوم کر میری آنی سے
دیکھ رہا تھا۔ وہ آٹھ گولی نہ چلانا۔ رپو اور اسے واپس کرو"

جو جو نے برا راستہ بنا کر رپو اور اس کی طرف بڑھا دیا۔ ہادی
کی گولی بڑی بھرا رہی تھی۔ اس نے جھنجھلا کر پوچھا "میرے ہاتھ سے
رپو اور کیسے نکل گیا تھا؟"

آمنہ نے کہا "چپ چاپ اسے لو اور میرے ساتھ چلو"
ہادی نے اسے لے لیا۔ اس کی بارسی پر گولی چلنے کا دعویٰ نہیں
کیا۔ آمنہ کے ساتھ چلتا ہوا ایک طرف چلے گیا۔ اس کے پیچھے
شبیلہ اور دونوں پیچھے تھے۔ وہ کوٹھی کے مختلف حصوں سے گزرتے
ہوئے شبیلی خواب گاہ میں پہنچے۔ شبیلہ نے ایک جگہ دیوار پر لگے
ہوئے ٹیوں میں سے ایک ٹیوں کو دیا۔ اس کا شاہی طرز کا پینٹ
اپنی جگہ سے حرکت کرنے لگا۔ وہ ایک طرف ہٹ رہا تھا اور
پینٹ کے سامنے میں پیچھے ہوئے فرش میں غلا دکھائی دے رہا تھا۔

میں نے کے ڈوٹوں میں بیک کیے ہوئے اعلیٰ قسم کے کھانے بھرا کھے
تھے۔ یعنی اگر شبیلہ قلعے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھ ماہ تک
بند رہی تو کھانے پینے کی فکر نہ ہوتی۔

وہ آگے بڑھتا ہوا تہ خانے کے دوسرے ہال میں پہنچا
انھیں حیرانی سے کھلی رہ گئیں۔ وہاں جدید قسم کا اسکر رکھا ہوا تھا۔
کاروس کی بھری ہوئی بیٹیاں فرش سے لے کر چھت تک نظر آ رہی
تھیں۔ اگر دشمن قلعے پر حملہ کرے تو شبیلہ اپنے آدمیوں کے ساتھ
کم از کم ایک ہفتے تک بیرونی اسلاد کے بغیر جنگ جاری رکھ سکتی تھی
اس نے ایک دروازے کو کھول کر دیکھا کہ گارنگ نہا سکتا
تھا۔ آمنہ نے بتایا تھا اس راستے سے گزرا کہ قلعے کے باہر پہنچ جائے
گا۔ اس نے سوچا ان عورتوں نے مجھے زندہ کیوں چھوڑ دیا کہ یا یہ اتنی
اعنی ہیں کہ کیا یہ سمجھ نہیں سکتیں کہ میں یہاں سے لپکنے کے بعد اس
چور راستے کا ذکر دوسروں سے کروں گا؟ یہ بات راز میں نہیں ہے
گی۔ مینا نہیں ہو کوئی جال ہے۔ یہ مجھے یہاں سے زندہ نکلنے نہیں
دیں گی۔ شاید آگے جا کر راستہ بند ہو جائے گا"

شبیلہ نے پھر اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ بے اختیار
اس راستے پر دوڑتا ہوا چلے گیا۔ اسے پتا نہ چلا کہ کتنی دور تک
دوڑتا جا رہا ہے۔ کتنا فاصلہ طے کر رہا ہے۔ آخر اسے ایک چھوٹا سا مال
نظر آیا۔ وہاں سے ایک زبردستی کی طرف جا رہا تھا۔ وہ زینے پر
چڑھتے ہوئے اوپر ایک خالی کمرے میں پہنچا جس کمرے کا دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ وہ دروازے سے نکل کر ایک
کوڑیہ دوسرے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں پہنچا۔ وہ ایک بیڈروم
تھا وہاں شبیلہ کا پریل میکر بیڑی ٹھہری ایک آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ اس
نے گھر کا آئے دیکھا۔ پھر کہا "ہادی! یہاں سے فوراً بھاگ جاؤ۔
موت تمہارا بچھا کر رہی ہے"

اس نے اپنے رپو اور کو دیکھا۔ پھر پوچھا "یہ کیسی بے شکمی
بات ہے۔ میں جسے چاہوں اسے مار سکتا ہوں لیکن اس رپو اور سے
کسی کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور تم کہتے ہو موت بچھا کر رہی ہے؟"
کیا اب تک تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ تمہارے پاس صرف
چند سائیں رہ گئی ہیں؟

شبیلہ نے پھر اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ پلٹ کر وہاں سے
چلتا ہوا بنگلے سے باہر آیا۔ اس کی طرح تیزی سے دوڑتا چلا گیا۔
شبیلہ نے اسے تقریباً دو میل تک دوڑایا۔ پھر دماغ کو آزاد چھوڑ دیا
وہ ایک درخت سے ٹیک لگا کر اپنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں رپو اور
کانپ رہا تھا۔ وہ اس قدر تھک گیا تھا کہ اچھی طرح رپو اور کو بھڑکائیں
سکتا تھا۔

شبیلہ نے پوچھا "تمہارے ہاتھ کانپ رہے ہیں تم خود کو
69

کیسے کر دو گے، اپنے آپ پر کوئی طرح چلاؤ گے؟
 وہ اپنے سر کو تھام کر اٹھیں بھاڑ بھاڑ کر زارت کی تاریکی میں
 ادھر ادھر مٹنے لگے سوچنے لگے، یہ آواز کس قریب سے آرہی ہے
 یا میرے اندر سے ابھر رہی ہے؟
 وہ اپنے ہونے بولنے میں سمجھ گیا۔ میں سمجھ گیا تم ٹی بیجی ہا
 ہوا اب ساری بات سمجھ آ رہی ہے۔ ایک نازک اقدام لڑکے نے
 کس طرح مجھے شکست دی تھی۔ میں کمزور نہیں ہوں شہ زور ہوں میں
 چیخ کر تار ہوں، دروازے سے نکل جاؤ فوراً میرے مقابلے پر کسی شہ زور
 کو بھیجیو۔

”مجھے اتنی فرصت نہیں ہے۔ آخری بات کہنے آئی ہوں۔ اس
 قلعے کو بڑے ہنر سے حاصل کیا ہے اور بڑی لگیں سے ایسے انقباض
 کر دی ہیں کہ قلعہ زلزلہ کی قلعہ بن چکا ہے۔ اس میں داخل نہ ہو سکے
 تم لوگوں کو اپنے ہاں ملازمت دینے سے پسپوں میں سے سوچ لیا
 تھا کہ تم میں سے کوئی باہر چلے گا تو دنیا سے چلا جائے گا۔
 ہادی نے فوراً ہی رپو اور کو پیٹنگ دیا لیکن دوسرے ہی
 لمحے پھر دوڑنا ہوا رپو اور کے پاس گیا اور اسے اٹھا لیا۔ شہ زور نے
 کہا۔ ”اب نہ صحت ہو جاؤ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔“

اس نے بڑی فریادیں برداری سے رپو اور کی نالی کو پیشانی سے
 لگا لیا۔ پھر جیسے ہی اٹھائیں کی آواز زارت کے منہ میں گونجی وہ بھا
 طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی کسی کو جان سے گزارنے کے لیے اس کا چہرہ
 جوش اور جذبے سے متھار رہا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک غلامی میں تھی
 پھر اٹھ کر بستر پر آئی۔ آئینہ کے ساتھ ایک نئی زندگی گزارنے سے
 پسند نہ کی تھی اس انداز میں دشمنوں سے ہفتا میں جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ
 بہت کچھ سمجھ گئی تھی لیکن ابھی ابتدا تھی۔ وہ ایسا کرتے وقت اندر
 ہی اندر گزرتے گئی تھی۔

وہ بستر پر لیٹ گئی اٹھیں بند کر کے خود کو قابو میں رکھنا جاتا
 تھی۔ ایسے میں ناکام ہوتی تو بے اختیار رندا آنکھوں کے پیچھے جھے
 دیکھنے لگتی تھی۔ یہ بائیں جھے بعد میں معلوم ہوئی بعض اوقات جھے
 تصور میں دیکھتے دیکھتے وہ دماغ کو ہدایات دینا بھول جاتی تھی اور
 یوں سو جاتی تھی۔
 پھر وہ جھے بند آنکھوں میں چپ کر سو گئی۔

ایک بار شیکھر نے میرا دل ادا کیا تھا۔ میں نے ہندوستانی فوج
 اور انڈیا کے دوسرے شعبوں کو یہ تاثر دیا تھا کہ فرما ہندوستان
 سے نکل چکا ہے۔ میں نے یہ ثابت کرنے کے لیے شیکھر کو اپنا دل
 ادا کرنے کے لیے تیار کیا تھا۔ وہ خود ہمارے جانتے والوں میں سے
 تھا۔ اس کی بڑی خواہش تھی کہ ہمارے ساتھ وہ کچھ کام کرے کہ

دولت کلائے کچھ شہرت حاصل کرے۔ تب سے وہ استنبول میں سو
 کے ساتھ تھا۔

وہ طیارے کی آمد سے ایک گھنٹہ پہلے سونیا کے ساتھ ایئر پورٹ
 پہنچ گیا تھا شیکھر کو ایک آپ کی خدمت نہیں تھی۔ وہ ابھی کسی قابل ہا
 بنگلے میں ٹوٹ نہیں ہوا تھا۔ ہمارے کسی دشمن سے ٹکرانے کا سو فی
 بھی نہیں ملا تھا۔ لہذا اسے کوئی پہچان نہیں ملتا تھا۔ سونیا نے اپنے
 موجودہ چہرے کی مناسبت سے ایک گھنٹہ کے اندر پا جو رٹ تیار
 کر دیا تھا۔ اگر وہ ناکام ہوتی تو ٹی بیجی کے سامنے ایسا کر سکتی تھی۔
 بہر حال اس معاملے میں شبہ کی ضرورت نہیں پڑی تھی۔ شیکھر نے پوچھا۔
 ”لدا ام آپ کب تک واپس آئیں گی؟“

”ہو سکتا ہے کل ہی واپس چل آؤں۔“
 ”آپ نے اچانک ہی پادری کے ساتھ پیرس جانے کا فیصلہ
 کیوں کیا؟“
 ”تم مجھ سے بہت کچھ سمجھنا چاہتے ہو۔ خود اس بات کا ہر بار
 میں سمجھتا ہوں، آپ اس کے لیے خطرہ محسوس کر رہی ہیں۔“
 ”یہ بات ہے۔“

”میں تو جانتا چاہتا ہوں۔ آپ کو خطرے کا احساس کیسے
 ہو جاتا ہے؟“
 ”آپ انھیں کھلی رکھو۔ ذہن کھلا رکھو۔ بہت ہر پہلو پر نظر رکھو تو
 بات سمجھ میں آجائے گی۔ دنیا کی کئی نظریاتیں خاموش بیٹھی ہیں۔
 پادری نے سفر کی ابتدا کی تو اس پر اذیت نے لگی خدا کا شکر ہے، وہ
 اس مصیبت سے نکل آیا لیکن آئندہ بھی اسے گھبرا جاسکتا ہے کسی
 کمانی کا آخری سین بہت ہی سستی فیروز ہوتا ہے۔ کسی راستے کی آخری
 منزل کا آخری مرحلہ بڑا دشوار گزار ہوتا ہے۔ سامی طرح پیرس شہر سے
 لے کر بابا صاحب کے ادا سے تک جو طویل راستہ ہے وہ پادری
 اور روٹی کے لیے انتہائی خطرناک ہو گا۔ میرا وہاں موجود رہنا
 ضروری ہے۔“

”ایسے کسی خطرے پر آپ کے ساتھ رہنے کوئی چاہتا ہے۔“
 ”میں ضرور ساتھ رکھوں گی۔ جو فریڈنگ حاصل کرے ہو کر تے ہو۔“
 ایئر پورٹ کی عمارت میں کافی عرصہ تھی۔ یہ معلوم ہوئی تھا کہ جو
 طیارہ پہنچنے والا ہے اسے اپنی جگہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی اب
 وہ بحیرہ استنبول پہنچ رہا ہے۔ سونیا عورتوں اور مردوں کو گری میٹروپ
 ہوتی نظروں سے دیکھتی جا رہی تھی کسی افراد پر شبہ نہ ہوا تھا۔ اس نے
 شیکھر کو پیٹنے سے بتایا تھا کہ اسے کو لوگوں پر کوئی نظر رکھنا چاہیے
 میں نے اسے مخاطب کیا۔ ”سونیا! پلانٹ کا دماغ کہہ ہا
 پتا وہ کچھ نزدیک ہے۔ استنبول میں میٹر پیکل چیک آپ کے لیے
 رک جائے گا۔ اس کی جگہ کوئی دوسرا پلانٹ آنے والا ہے۔ وہاں

سے خارج ہو شس ادا شیورڈ سفر کریں گے، ان میں سے تم کسی ایک
 کو مخاطب کرو۔“
 ”میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی پلانٹ تبدیل ہو جائے گا لیکن
 ان حالات میں ایسا نہیں ہے۔“

اس نے شیکھر سے کہا۔ ”تم فوراً ہماری رہائش گاہ میں جاؤ۔ وہاں
 میرا ایک آپ کسی رکھا ہوا ہے اسے اٹھا کر لے آؤ۔ شاید مجھے
 اپنے چہرے پر تبدیل کرنا پڑے۔“
 شیکھر وہاں سے چلا گیا۔ سونیا اس کی رہائش گاہ روم کی طرف آئی
 جہاں ایئر پورٹس اور اسٹیورڈ ڈیوٹیرو طیارے کے انتظار میں آرام
 کرتے تھے۔ آسے روم میں جانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اسی وقت
 دروازہ کھولا۔ ایک ایئر پورٹس باہر نکل رہی تھی۔ سونیا نے آگے
 بڑھ کر کہا۔ ”ایک کونڈی طیارہ کب تک پہنچ رہا ہے؟“

سونیا کے قدم جاسمت اور سن میں ایسی قدرتی رکشی
 پیدا ہو گئی تھی کہ وہ سونیا پر سترہ برس کی نوخیز ڈیوٹیرو تھی۔ ایئر پورٹس
 جلدی میں تھی لیکن جاری تھی۔ یہ سوال بڑا کٹنگی سونیا پر نظر پڑنے
 ہی وہ نرم پڑی پڑی تھی اسے دیکھتا تھا، اس سے ملتا تھا اس سے
 باتیں کرتا تھا۔ اسی کا ہر دور جاتا تھا۔ اس نے نرمی سے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ ”تم پہلی بار سفر کرنے جا رہی ہو کیا تمھیں یہ چاہئیں؟“
 فلاننگ جاؤں پر بڑے بڑے حروف سے لکھا ہوتا ہے کون سا
 طیارہ کس وقت پہنچے گا پھر کئی ایئر لائنیں پر بھی دکھائی جاتی ہے۔
 بہر حال پانچ بجے تک میں طیارے کے اندر دم سے ملاقات کروں گا۔
 وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔ میں بھی اس کے ساتھ جانے لگا۔ اس
 کے خیالات پڑھنے لگا۔ ابتدائی سوچ کے ذریعے ہی چٹا چل گیا کہ
 جہاز کے پلانٹ سے اس کا دماغ میں رہا ہے۔ دولوں ہی امریکی
 ہیں ناس کا نام میں ایئر لائن میں تھا۔ وہ ایک بہت بڑی ٹیم سے ملتی
 رکھتی تھی۔ اپنا شہر پورا کر کے کے لیے ایئر پورٹس میں لگی تھی۔

پلانٹ کا کام جیکب پر سن تھا۔ وہ دیکھنے پانچ برس سے کچھ
 ایئر لائن میں کام کر رہا تھا۔ پھر وہ کادئی تھا۔ کوئی غلط سمجھت نہیں
 تھی۔ اس کا دل کا ڈاڑھا تھا۔ یہ سب کچھ جیسے سی ایئر لائن کے خلاف
 سے معلوم ہوا۔ وہ تیز کرے چپ ہوتی پادریں آئی۔ وہاں جیکب بٹھا
 لیا تھا۔ اس نے ہاتھ سے جام کو پیستے ہوئے کہا۔ ”میں نے کئی
 بار کہا ہے۔ غلط سے پہلے اچھی دیکھا کرو۔“
 وہ بڑی محبت سے اسے دیکھتے ہوئے پھر پیستے ہوئے
 بولا۔ ”میری جان! دو گھنٹہ رہ گئے ہیں اسے تو پی لینے دو۔“
 ”میں نے جام کی باقی شراب کو لاش ٹرے میں اٹھ لی کر کہا۔
 میں جگمگ کر خیالات پڑھنے لگا۔ سی ایئر اس کے حقائق دست

میں جگمگ کر خیالات پڑھنے لگا۔ سی ایئر اس کے حقائق دست

سوچ رہی تھی۔ وہ اچھے عزائم رکھنے والا جوان تھا۔ زندگی میں کچھ کرنا
 چاہتا تھا۔ اس لیے غلط سمجھتے سے برہنہ کرنا تھا۔ میں نے سونیا
 کے پاس آکر بتایا۔ ”دولوں ہی اچھے کردار کے مالک ہیں۔ ایک دوسرے
 سے بے حد محبت کرتے ہیں۔ مغربی شادی کرنے والے ہیں ان
 کی طرف سے کوئی غلط نہیں ہے۔“

اس نے کہا۔ ”جب طیارہ میاں پہنچے گا تو اسے پوری طرح
 چیک کیا جائے گا۔ طیارے کے مسافر کچھ دیر کے لیے اتریں گے
 تم ان کے ذریعے وہاں کے اشاف تک پہنچو گے۔ پھر چیک کرنے
 والوں تک بھی پہنچ جاؤ گے۔ روسی کو کبھی سی کرنا ہے۔“

میں اور روسی برابر پادری کے پاس موجود رہتے تھے اور
 اس طیارے کے ذمے دار لوگوں تک بھی پہنچتے رہتے تھے۔
 آخر وہ غلیق وقت پر استنبول کے رن وے پر دوڑتا ہوا ایک
 جگہ رگ گیا جن مسافروں کا سفر ختم ہو چکا تھا وہ وہاں اتر رہے تھے۔ ٹیکار
 کے باہر ایئر پورٹ کا علمہ وجود تھا۔ ہم ان مسافروں کے ذریعے اس
 محلے کے انچارج تک پہنچ گئے۔ پھر رفتہ رفتہ ہر اس شخص کے خلاف
 میں جانے لگے جو اس طیارے کو اندر اور باہر سے چیک کر رہے
 تھے۔ اس میں اچھا سا وقت صرف ہو رہا تھا۔ آخر پر واز کا وقت
 آگیا سونیا طیارے میں پہنچ گئی تھی اس کی سیٹ پارس سے وقفا
 پیچھے تھی۔ میں نے کہا۔ ”ہم نے ہر پہلو پر نظر رکھی۔ کوئی ایسی جگہ نہیں
 چھوڑی جس کے لیے بعد میں پوچھنا ہو۔ اتنی جدوجہد اور چارچ
 پڑانے کے بعد یہیں مطمئن ہو جانا چاہیے۔“

روسی نے کہا۔ ”میں سونیا کی موجودگی سے بالکل مطمئن ہوں۔“
 وہ بولی۔ ”میں کسی ایسے مسافر وقت کی ناک نہیں ہوں۔ اگر کچھ ہوتا
 ہے تو وہ ہو گا اور ہوں کو انسان ٹال نہیں سکتا۔“

روسی نے پریشان ہو کر پوچھا۔ ”تم کیا کہنا چاہتی ہو؟“
 ”میدھی کسی بات کہہ رہی ہوں۔ ہم تدبیریں کرتے ہیں اور
 کبھی تقدیر سے مارا جاتا ہے۔ ایسے وقت سونیا بھی کچھ نہیں کر
 سکے گی۔“

روسی کے دل کو مٹانے کے لیے کہہ رہا تھا۔ وہ پھر پریشان
 ہو گئی۔ ”میں نے کئی شبائے کو، وہ بھی میاں موجود ہے۔“
 شہباز کی سوچ سنائی دی۔ ”روسی! تم مجھے بے حس اور غیر فتنے دار
 نہ سمجھو۔ میں بہت دیر سے موجود ہوں۔ سچا ہے ساتھ وہ کران لوگوں
 کے دماغوں میں پختہ رہی ہوں جنھوں نے جہاز کو اچھی طرح چیک
 کیا ہے۔ میں بھی مطمئن ہوں۔ فی الحال کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ آئندہ
 خدا مالک ہے۔“

پادری بہت خوش تھا۔ جن لوگوں نے طیارے کو اپنی جگہ
 کرنے کی کوشش کی تھی ان سب کو ایئر پورٹ کی میڈیوٹی نو پک

خواہ کر دیا گیا تھا۔ باقاعدہ کاغذی کارروائی ہوئی تھی مگر ان کا قانونی طور پر حاسب ہو سکے۔ پارس نے منگل پانڈے سے پوچھا۔
 "کیا تم اپنے جاسوسوں کے ساتھ نہیں جاؤ گے؟"
 "نہیں کسی کے ساتھ آیا ہوں اور نہ ہی تمہیں انکو لے کر مجرم ہوں میں ایک عام مسافر کی حیثیت سے امریکا تک سفر کر رہا ہوں۔ آہ۔۔۔"

پارک نے پوچھا "اس کا مطلب کیا ہوا؟"
 "مجھے وہ جاسوسی دھن راج یاد آکر رہا ہے۔"
 "کیوں یاد آ رہا ہے؟"

"میں معلوم کرتا چاہتا ہوں یہاں سے امریکا تک جانے اور واپس آنے کے دوران کوئی بڑا کام نہ انجام دے سکوں گا یا نہیں؟ اگر میں نے کوئی بڑا کام کر دکھا تو ساری دنیا میں واہ واہ ہوگی لیکن وہ بوشی جانے کا مال ہے۔ ابھی ہوتا تو میرے ہاتھ کے لکیریں دیکھ کر ہنسی لگتا۔"

پارک نے کہا "تم نے کہا تھا جب وہ لکیریں دیکھ کر کوئی خوشی نہ سمجھتا ہے تو اس کے پیچھے عورت کا ایک چہرہ ہوتا ہے۔"
 "اس لیے میں ابھی بھر رہا ہوں۔ وہ کبھی خوشی بڑی بڑی خوشخبریوں سے نہیں شرماتا لیکن شرمیلی ہوتی ہے کہ وہ ساتھ رہے گا تو کوئی نہ کوئی عورت مجھے تھوڑے سے کیچلا رہی ہوگی کیونکہ میں مرد ہوں مگر میرے قدر میں مردانگی نہیں ہے۔ اسی لیے یہ عقد و پابندی مجھے عورتوں سے مار کھاتا ہے۔"

اسی وقت سونیا اپنی جگہ سے اٹھ کر منگل پانڈے کے پاس پہنچ گئی۔ پہلے تو اس نے پارک سے ہاتھ دیکھا منگل پانڈے نے پوچھا "بس کیا بات ہے؟"

سونیا نے پتا دیا انا ہاتھ دکھاتے ہوئے کہا "پتا نہیں کیوں میری ہتھیلی کھرا رہی ہے۔ جی چاہتا ہے کسی کو ایک زوردار۔۔۔"
 اس نے بات اور دھوری چھوڑ دی۔ منگل پانڈے سے ایک دم سے گھبرا کر اٹھ گیا۔ پھر بولا "تک کیا مطلب ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کھلبلی ہو رہی ہے تو میں کیا کروں؟"

سونیا نے کہا "پتا نہیں کیوں مجھ پر عریب سا دورہ پڑا ہے جی چاہتا ہے کسی کو چھڑا کر جھڑا شروع کروں اور نتیجے میں ایک چھپر مار دوں۔"

"تم۔۔۔ میں تم سے بھلا انہیں کروں گا؟"

"میری سیٹ وہ جیسے ہے خبر ہے سی ٹو ٹیو میں سوچ لائی ہوں تم سے اپنی سیٹ پر جانے کے لیے کہوں گی تم انکا کرو گے تو جھگڑا شروع ہو جائے گا پھر میری خواہش پوری ہو جائے گی۔"

پانڈے فوراً ہی لپٹی سیٹ سے دور ہو گیا پھر بولا "میں نے"

کہا "ناجھگڑائیں کروں گا میں تمہاری سیٹ پر جا کر بیٹھ رہا ہوں وہ جلدی سے جتنا ہوسو گیا سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔
 وہ مسکراتے ہوئے پارک کے پاس بیٹھ گیا اس نے بھی مسکرا کر ہونے لگا "تھوڑا دیر کا کہا۔" سونیا نے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہو رہی سونیا نے کہا "اچھا تو سوئی نے تمہیں بتا دیا ہے۔"
 "ہاں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ پہلا پارک آپ کو تھما کتا ہے۔"

مجھے بھی یہی کہنا چاہیے۔
 "اگر تمہاری ماما بات نہ سمجھتی تو مجھے کیا کہتے؟"
 "میں خواہ کچھ ہی کہوں ماما آخر میں ہوتی ہے اور آپ تو میرے پیدا کرنے والی ماما سے زیادہ عظیم ہیں۔ انھوں نے مجھے آپ سے متعلق بہت کچھ بتایا ہے مجھے رشتوں کے متعلق جو سب سے بہتر سبق ملا وہ یہ ہے کہ ایک طرف میری ماما کو ان کی ضرورت ہو اور دوسری طرف آپ کو ضرورت ہو تو میں پہلے آپ کو خون دوں گا۔"

سونیا اس پر جھلک گئی۔ ایک بازو سے اسے میٹھا دوسرا ہاتھ سے اس کے چہرے کو تھام لیا۔ چہرے کے ایک ایک حصے کو چومتی چلی گئی۔ پھر اسے آواز سنائی دی "کیا یہ تمہارا بیٹا ہے؟" اس نے سرگما کر دیکھا۔ اڈیٹر کوشش سلی کھڑی ہوئی کہہ رہی تھی "تمہیں دیکھنے سے پتا ہی نہیں چلا کہ شادی شدہ ہو اور ایک بچے کی مال ہو۔"

"میری شادی نہیں ہوئی ہے۔ یہ بچہ بہت پیاری پیاری بن کر رہا ہے۔ میں جواب میں اسے پیار کر رہی ہوں۔"
 "یاد ہے میں نے کہا تھا طیارے میں ملاقات ہوگی۔ بولو کیا کھانا چاہتا ہوں؟" کیوں ماسٹر تم آئسکریم کھاؤ گے؟"
 پارک نے کہا "آئسکریم چاہتا ہوں۔"

سلی نے حیران سے انھیں بھرا کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔
 "اچھا تو تم جوان ہو گئے ہو کیا دھکی پیش کروں؟"
 پارک نے انھیں غلامی کرنے کے انداز میں کہا "پتا نہیں تم جیسی بچوں کو اپنے ہوسٹس کیوں بنانا چاہتا ہے۔ اگر کوئی بچہ خوشی نہ لے کر بچہ کھلائے اور آئسکریم کھانے سے انکار کرے تو کیا ہے؟ دھکی کی جاتی ہے؟"

سلی دم بخود رہ گئی۔ معذرت چاہتے ہوئے بولی "مجھے انہیں ہے۔ مجھ سے غلطی ہو گئی لیکن تم واقعی بچے نہیں گئے۔ بزرگوں کی طرح بولتے ہو۔ کیا میں لوگ پیش کروں؟"

اس نے پارک اور سونیا کو کوکالا کے دو کپے پیش کیے۔ پھر ٹالے کر آگے بڑھ گیا۔ سونیا نے کہا "میری بڑی خواہش تھی تم سے ملوں۔ ملاقات تو ہو گئی لیکن اصلی صورت نہیں دیکھ سکتی۔"

"جب پیرس میں ماما دیکھیں گی تو وہ بھی یہی شکایت کریں گی۔"

اس میں میرا کیا قصور ہے؟

سونیا چپ ہو کر سوچنے لگی۔ بیٹا اپنی پیدا کرنے والی ماما کے پاس پہنچنے کے گا۔ اسے روحانی طور پر اپنی ماما کی طبیعت سے ملنے والی ہے لیکن یہ مجھ میں نہیں آتا طبیعت کیسے آئے گی کسی کی طرف سے آئے گی؟ لیکن مجھ میں نہ آنے کے باوجود بڑا حوصلہ تھا۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ اس پر خدا کی خاص رحمت تھی۔ وقت سے پہلے اگلی ممتی تھی۔

ایک گھنٹا گزر گیا۔ رسونی نے کہا "میں ڈرا پاٹل کے دماغ سے ہو کر آتی ہوں معلوم کروں، طیارہ یہاں کس وقت پہنچے گا؟" وہ ایک مگر چند لمحوں بعد گھبراہٹ ہوئی ماما واپس آئی "سونیا" غضب ہو گیا میں پاٹل کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتی۔ ضرور اڈیٹر پہنچ کر دیکھو۔"

میں نے بھی پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے سانس روک لی۔ بڑی حیران کی بات تھی جب میں نے پہلی بار اس کے دماغ میں جگہ بنائی تو اس کی کوئی بات نہیں تھی۔ اسے پرانی سرج کی لہروں کا ذرا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ اب اچانک کیسے ہوئے لگا۔

ظاہر ہے ہر راڈ کا ایک ٹور ہو رہا ہے۔ جب سے ہم نے ٹیلی مٹیجنگ کا اختیار استعمال کیا ہے دشمن اس سے ہمارے کتے نئے طریقے اختیار کر رہے جلتے، ماما اور یہ طریقہ بھی نے اختیار کر لیا تھا۔ بڑی گامی حیرت میں رکھتا تھا سانس روکنے کی عادت نہیں تھی "اس کے دماغ کو تنہی مل کے ذریعے ایک گھنٹے کے لیے یا ایک ہفتے کے لیے لاک کر دیا جاتا تھا۔"

اس پاٹل کے ساتھ میں کچھ ایسا ہی ہوا تھا۔ اس پر تنہی مل کر لیا گیا ہو گا اور یہ بدلیت کی گئی ہوگی کہ تنہی میں سے بیدار ہونے کے بعد وہ مل کو بھول جائے گا۔ صرف وہ بائیں ذہن میں رہیں گی جو نقش کر دی تھی یعنی اس کے دماغ میں کدیا گیا ہو گا کہ جب ایک دم وہ بائیں ذہن میں نہ رہے، وہاں کی ذہن داریاں نہ پہنچائیں۔ اس وقت تک وہ عام حالت میں رہے گا۔ اس کا دماغ کسی بھی پرانی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کرے گا لیکن طیارے کے پرواز کرتے ہی وہ دھم دھم گھنٹوں کے لیے پابند دونوں کے لیے حساس ہو جائے گا۔ کچھ سوچ کی لہر کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گا۔ اپنی سوچ کے مطابق پرواز نہیں کرے گا۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کر دیا گیا ہو گا کہ طیارے کو کدھر لے جانا ہے۔ اڈیٹر وہ دھم دھم جار رہا ہو گا۔ سونا دور دراز ہوئی پاٹل کیسے کہے دروازے کے پاس آئی۔ اس کو سونے کی کوشش کی جتا جلا وہ اندر سے لاک ہے۔ ایک اڈیٹر نے اسے لاک پر چھڑا۔ اس آدب دروازہ کیوں کھولنا چاہتی ہیں؟ میں پاٹل سے دو دن تک نہ چاہتی ہوں۔"

"سونیا پرواز کے دوران یہ ممکن نہیں ہے۔ آپ پیرس کی طرف پہنچ کر ان سے بات کر سکیں گی؟"

سونیا سوچتی ہوئی پارک کی طرف آئے گی۔ رسونی بچہ رونے لگی تھی۔ میں نے ڈرا پاٹل کو کہا "تم نے کیا لگا رکھا ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر پریشان ہو جاتی ہو دو دوسروں کو بھی پریشان کر دیتی ہو۔ خوش رہو۔ اگر خیال خواتین نہیں کرنا ہے تو اپنی جگہ موجود رہو۔ ہم پارک کی حفاظت کے لیے کچھ کرتے ہیں۔"

وہ آنسو پونچھتے ہوئے بولی "مجھ سے بھول ہو گئی۔ اب منہیں دوزخ کی بجھے خیال خواتین سے زور کرو۔ میں اپنے بیٹے کے پاس رہوں گی۔"

مے شاک رہو لیکن میں پریشان نہ کر دوسرے سمجھنے کا موقع تو ہمارا ہے باتیں سونیا کے دماغ میں ہورہی تھیں۔ اس نے کہہ "فریاد اور روتی غور سے سناؤ۔ جو کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرتے رہنا۔"

شیبا کیا ہم بھی موجود ہو؟
 شیبا نے اپنی موجودگی کا یقین دلایا۔ سونیا نے کہا "میں سے اڈیٹر ہوسٹس سلی کو لے کر ایک ہاتھ دم میں بند ہو جاؤں گی۔ اس ہاتھ دم کے پاس کوئی بھی آئے تو شیبا دم وہاں موجود رہنا اور اسے دوسرے ہاتھ دم کی طرف رد کر دینا۔ دوسرے ہاتھ سے ہاتھ دم میں کوئی موجود ہو تو اسے جلدی لنگھ کر ہرجور کرنا۔"

اس نے رسونی سے کہا "تم سلی کے دماغ پر باقی رہو گی تاکہ وہ کس بات پر اعتراض نہ کرے؟"

اس نے مجھ سے کہا "تم یہاں کی دوسری اڈیٹر ہوسٹس اور اڈیٹر ڈکے دماغ میں آتے جاتے رہو گے۔ انھیں سلی کی عدم موجودگی محسوس نہیں ہونے دو گے۔"

اس نے میک آپ بچن اٹھا کر پلٹے ہوئے کہا "شیبا تم سلی کو میرے پاس لے آؤ۔"

ہم سب اس کے شوشے پر عمل کرنے لگے۔ اس کے کپڑے فاصل میں یہ درست لکھا ہوا تھا کہ یہ ایسی ذہن تیز عورت ہے کہ کبھی پتہ نہیں چلتے والے بھی اس کے محتاج رہتے ہیں۔ وہ ہاتھ دم میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد سلی وہاں پہنچ گئی۔ ایسا لگا رہا تھا جیسے وہ اپنی مرضی سے آئی ہے۔ اس کے آتے ہی سونیا نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ سلی کو آگے کے پاس اپنے سامنے کھڑے ہونے کے لیے کہہ بھر میک آپ بچن کھول کر اپنے کام میں لگ گئی۔

نیویارک کے فٹے دار افسران کو قانون کی دہائی دیتے تو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ طیارے کے پائلٹ کو زیادہ سے زیادہ دھمکیاں دی جائیں یہ کوئی جنگی طیارہ نہیں تھا جسے ہر طرف سے غیر کرسی خاص جگہ اترنے پر مجبور کیا جاتا۔ یہ مسافر بردار طیارہ تھا جسے دھمکی نہیں دی جا سکتی تھی اور دھمکیوں پر عمل کرتے ہوئے اس طیارے کے بارڈر کو گرایا نہیں جا سکتا تھا اور جو لوگ پارس کو اٹھا کر رہے تھے انہیں طیارے کی تباہی سے کون سا مدد پر پہنچنے والا تھا۔ پارس اگر انہیں زندہ سلامت مل جاتا تو اچھی بات تھی۔ نہ ملتا تو ان کا کچھ نہ بڑھتا۔ ہمارا دنیا بڑھ جاتی۔

تقریباً چالیس منٹ میں میک اپ مکمل ہو گیا۔ اب سیلی کے سلسلے سے دوسری سیلی کھڑی ہوئی تھی۔ سونیا اپنے میں خود کو اور سیلی کو دیکھ دیکھ کر میک اپ کی خامیاں درست کر رہی تھی۔ بہترین سے مطمئن ہونے میں اور دس منٹ گزر گئے۔ پھر اس نے اپنا پاسپورٹ نکالا۔ اس کی تصویر کو سلسلے دکھا۔ پھر اس کے مطابق سیلی کے چہرے پر میک اپ کئے گئے۔ اس کے میک اپ میں زیادہ وقت صرف کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ سونیا بس رنگ کے میک اپ میں سفر کر رہی تھی، اس کا اسٹیمپ تھی۔ اس نے آدھے گھنٹے میں سیلی کو میری بنا دیا۔ کوئی بہت غور سے دیکھتا تب اسے شبہ ہوتا۔ وہ نہ میک اپ بڑی عمدہ کامیاب رہا تھا۔

ان کا مومن سے فارغ ہونے کے بعد اس نے میک اپ بسکٹ کو بند کیا۔ پھر چھوٹا روٹھی، تم چند لمحوں کے لیے اس کے دماغ کو چھوڑا اور وہ شیلے سے کوئی میرے پاس آئے۔

روٹھی نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو سیلی ایک دم سے چونک گئی۔ پہلے اس نے سر جھکا کر سوچا پھر اچانک دم سے اٹھ بیٹھ گیا۔ پھر سر اٹھا کر سونیا کو دیکھا تو ایک دم سے پریشان ہو گئی۔ اس کی شکل سلسلے کھڑی ہوئی تھی۔ اسے پتا نہیں تھا کہ اس کی شکل ب مٹ چکی ہے نہ کچھ اور نظر آگئے ہیں۔

وہ حیرت سے چیخا جا رہی تھی۔ آدلی تو سونیا اسے پہنچنے کا موقع نہ دیتی۔ دم پر کہ روٹھی اس وقت تک دماغ پر قابض ہوئی تھی۔ شیا اگر پوچھ رہی تھی تو سونیا کیا بات ہے؟

یہ کیا دیا تھا جو تمہارے پاس اگر بیٹھے وہ تمہاری قاضیوں کو دوسری عورت ہوگی لہذا اس سے زیادہ باتیں ذکر تارے۔ میری ڈیوٹی ختم ہو گئی تھی۔ میں نے اب تک دوسری ایئر اور اسٹورڈو وغیرہ کو سیلی کے عدم موجودگی کا احساس نہیں ہونے دیا تھا۔ اب تو سیلی کی جگہ سونیا ڈیوٹی پر آ گئی تھی۔ میں اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ اس نے سلسلے کے میک اپ میں ہر دیکھائی کی چیز کیا ہے؟ لیکن میں اسے ڈسٹر ب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ ایک تودہ ہمارے پر تھی۔ مسافروں سے مسکرا سکر کہ باتیں کر رہی تھی۔ ان کی ہنسی کا احترام کر رہی تھی۔ پھر شیارہ دھڑک کر اس کے پاس آئی تھی اور لیکن کے متعلق تفصیلات بتاتی رہی تھی۔

میں نے خود ہی اندازہ لگایا۔ اگر میں سونیا کی جگہ طیارے پر ہوتا تو کیا کام میں کسی اسٹورڈو کے روپ میں نہ کرنا جاز کے ملے میں شریک ہو جاتا تو کونکر اسٹورڈو وغیرہ پائلٹ سے قریب تر ہوتے ہیں۔ سیلی تو بہت زیادہ قریب تھی۔ اس کی محبوبہ تھی۔ یہ طیارہ جہاں بھی جا کر کھڑے والا تھا وہاں وہ مجھ کو بہر کی حیثیت سے پائلٹ کے قریب پہنچ سکتی تھی۔

میری داستان میں جب بھی سونیا کا ذکر آتا ہے میں نے اختیار اس کی تعریفیں کرنے لگتا ہوں۔ ہر سلسلے پر باتیں بعض لوگوں کو اگلا گزرتی ہوں لیکن میں ایسا بے اختیار کرتا ہوں۔ اس وقت بھی اس کی دور بینی اور ذہن بزرگائی کا امیر ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ سوچا تھا کہ جی لوگوں نے پائلٹ پر تنقیدیں مل کر کیا ہے وہ اسے اس وقت تک اپنا انکار نہ دیتا رہیں گے اور اپنا کام لیتے رہیں گے جب تک اس پر تنقیدیں مل کر اٹھ رہے گا۔ پائلٹ جیکب ان کا انکار کر سکیں اسے جہاں بھی ملے جائے گا وہ سیلی کی قتل کرے گا اور ہر فرد کے گلا گری ہو جائے گا۔ پھر اسے ہر گھنٹہ پر سونیا اسے مجبور کر کے لگا کر وہ اس کا ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتی۔

اب تو یہ آگے چل کر ہی معلوم ہونے والا تھا کہ ہمارے سلسلے کا بیٹھنے آئے گا۔ طیارے میں جو عملہ تھا وہ یہ بتانے سے قاصر تھا کہ جہاز کس طرف پرواز کر رہا ہے اور اب کہاں اترنے والا ہے۔ شیا بھی سونیا کے پاس پہنچ کر اسے سیلی کے متعلق بتاتی تھی اور کبھی پارس کے ذریعہ کھڑکی کے باہر دیکھتی تھی۔ ایک بار اسے بتا چلا کہ پرواز ختم ہو رہی ہے اور ایک بہت بڑا شہر نظر آ رہا ہے۔ اس نے دراز ہو کر دیکھا۔ پھر ایک دم سے چونک کر سونیا کو مخاطب کرتے ہوئے بولی کہ وہ گاؤں سونیا غضب ہو گیا۔ یہ طیارہ اسرائیلی پہنچ گیا ہے۔ میں نے پارس کے ذریعہ تل ابیب شہر دیکھا ہے۔ ہم سب پرست گڑی ہو گیا۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسی دلدل میں جا چھین گئے جہاں پہلے سیلی جیسی چلے تھے۔

ہاں سے نکلنے میں خاصا صدمہ لگا تھا۔ اب ہم بے گھر ہو رہے ہیں۔ اب ہم سب کالیں گے یا نہیں یہ صرف خدا جانتا تھا۔ شیلے نے دانت پیستے ہوئے کہا میں یہ سو رہی ہوں۔ مجھے اپنی دم سے اپنے ملک سے محبت ہے لیکن خدا کی قسم اگر پارس کا بال بھی یا ہر تو میں اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ میں وہاں جا کر ہوں۔ دوران کی خبر لیتی ہوں۔ سونیا ایک تہی سلی کے متعلق اور کچھ معلوم کرنا چاہتی ہو؟

سونیا نے کہا: "میں تم اپنے مشن پر جاؤں"۔ ابھی طیارے کو تل ابیب کی زمین چومنے اور وہاں پارس کو راست میں لینے کے سلسلے میں کافی کارروائیاں ہونے والی تھیں اور کافی وقت لگنے والا تھا۔ لہذا میں پہلے شیا کا حال بیان کرتا ہوں۔ یہ بتا چکا ہوں کہ شیارہ اسرائیلی حکام سے ایک شخص کے ذریعے رابطہ قائم کرنا تھا۔ وہ شخص وہاں کا سینٹر افسر تھا اور اس کا نام کیری ام تھا۔ شیلے نے اس کے دماغ پر شک دیتے ہوئے کہا: "بیسٹو میں روٹھی دل نہ رہی ہوں"۔

کیری ام نے سرکراتے ہوئے کہا: "اچھا دام روٹھی! آپ کو معلوم ہو گیا کہ شیا یہاں پہنچا جا رہا ہے؟"

"کیا ایک ماں سے بیٹا چھین لینا اتنا آسان سمجھتے ہو؟"۔ "کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ بیٹا واقعی تمہارے پاس پہنچ رہا ہے لیکن تم نے درخواست میں لکھ کر کیا کر دے۔ ہم سے کیا چاہتے ہو؟"

"تم لوگوں کی وجہ سے ہماری قوم کی ایک بیٹی جو تیل بیٹھی بیٹھی چلا تھی مرنے والی ہے۔ ہماری شیا کو بیشک کے لیے بھیجیں دیا۔"۔ "یہ کس امت کو۔ شیا کو ہم نے شین میں تم لوگوں کی غلط پالیسی نے جھینسا لیا تھا۔ تم لوگوں نے غلط فیصلہ لیا تھا۔ جاننے والوں سے دوستی کی آواز دو۔ دوست کہاں ہیں؟"

وہ ذرا پریشان ہو کر کچھ پچھے جو میں گھٹے سے شیارے پر رابطہ قائم نہیں کیا تھا۔ وہاں کے اعلیٰ حکام بار بار کیری ام سے پوچھ رہے تھے۔ شیارہ کہاں ہے؟ اس کے کسی طرح رابطہ قائم کر دینے ہمارا مشن ادا ہونا چاہیے گا۔

اسرائیل کی ایک ایسی خفیہ تنظیم ہے جس کے متعلق وہاں کے اعلیٰ حکام بھی نہیں جانتے تھے۔ کیونکہ حکمران بدلتے رہتے ہیں لیکن حکومت کے راز نہیں بدلتے۔ انہیں بلائیں ملک کے اندر سے تو میں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔ میں نے اندھا کواں اس لیے کہا کہ اس بلائیں ملک کی گمراہی کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب ہم میں سے کوئی آدھر کا رخ کرے گا تو میں اس کے متعلق تفصیل بیان کروں گا۔

شیلے نے کہا: "مطلب ام طیارہ تل ابیب ایئر پورٹ پر اترنے ہی والا ہے۔ اس سے پہلے میں یہاں کے فٹے دار لوگوں سے بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ بات کرنا چاہیں یا نہ چاہیں ایک بات ان تک پہنچا دینا اور وہ یہ کہ میرے بیٹے کو حراست میں لینے کے لیے کوئی اسے ہاتھ نہ لگائے۔ اس سے دور رہی رہے۔"

"میں تمہارے پیغام پہنچا رہی ہوں"۔ "اور یہ بھی کہہ دینا کہ میں بات نہ کرنے والوں کو زبان کوٹنے پر مجبور کروں گی اور جو بات پر دوں میں چھپ کر رہنا جانتے ہیں انہیں ان کے پاس میں بھی بھیجے نہیں دوں گی"۔ پھر اس نے ایک ذرا توقف سے کہا: "اور آخر کی بات یہ کہ مجھ سے بات کرنے کے بعد ہی انہیں شیارہ کا پتہ ملے گا۔ دیش آل"۔

شیلے نے سونیا کے پاس آکر اسے تمام باتیں بتائیں۔ طیارہ دن دسے پرک گیا تھا۔ کھڑکی سے دیکھا جا سکتا تھا چاروں طرف مسخ تو می الرٹ کھڑے ہوئے تھے۔ دور دور تک فوجی جہازوں اور چھاپوں کے سوا کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ایئر پورٹ میلان جنگ لگتا تھا۔

پارس نے کھڑکی سے جھانکتے ہوئے کہا: "میرا خیال ہے آج تک کسی ملک کے سربراہ کا استقبال کرنے اتنی فوج نہ آئی ہوگی جتنی میرے لیے آئی ہے۔"

منگل پڑے اپنا سامان سینے کے لیے سیٹ پر رکھا تھا۔ پارس کی بات سن کر بولا: "ہر جہازدار ایئر تھا۔ اسے استقبال کے لیے نہیں بلکہ گرفتار کرنے کے لیے آئے ہیں۔ کیا تمہیں ڈر نہیں لگ رہا ہے؟"

پارس نے جواب دیا: "تمہارے جیسے دیر افسر کے ہوتے ہوئے ڈر کس بات کا؟ اگر وہی سوئنگ والا قلعہ دہراؤ تو تم بہت بڑا کارنامہ انجام دے سکتے ہو۔"

"کیا مطلب؟ وہ گھور کر دیکھتے ہوئے بولا: "تم کب کرنا چاہتے ہو؟"

"جب طیارے سے بیڑی لگا دی جائے تو تم بیڑی کے اوپر جا کر کھڑے ہو جانا میں پیچھے سے لات ماروں گا۔ تم تو میری کے درمیان جا کر گروے سمجھ رہے ہو۔ اختیار اس طرح۔"

75

پر مجبور ہو جاؤ گے جس طرح اس کوٹنگ پول میں قاتل سے لڑتے رہے تھے۔

وہ جلدی سے پیچھے ہٹ کر بولے: "اے خبردار! اب کی بار تم لاٹ مارو گے تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ میں طیارہ سکیڑ کر میری سرخس سے نہیں اتروں گا۔"

"کیا پھلانگ لگانے کا ارادہ ہے؟"

"پہلے تم اترو گے، میں آخر میں اتروں گا لیکن یہاں اتر کر کیا کروں گا۔ اسے لٹکا جانا چاہتا تھا۔ تقدیر نے کہاں لاکر پھینک دیا۔"

اسی وقت اسپیکر سے آواز ابھرے گی: "خواتین و حضرات! ہم اسرائیل کے پروردگار پر شکر ہے! آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ آپ کی منزل بدل گئی۔ آپ پریشان ہو رہے ہیں لیکن ہم ممان نواز آدمی کے ذریعے آپ کا دل جیتنے کی کوشش کریں گے۔"

ہم آپ کو یقین دلانے لگے کہ آپ میں سے کسی کا جانی یا مالی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اس شہر میں آپ کو مزید رقم کی ضرورت ہوگی ہم یہ رقم ہر جانے کے طور پر آپ کو پیش کر دیں گے۔ آپ تمام مسافروں شہر میں اس وقت تک قیام کریں گے جب تک انٹرنیشنل لینڈ لائنز کا رپورٹیشن سے ہمارا کوئی سمجھوتہ نہیں ہو جاتا۔

آپ ہرگز یہ نہ سوچیں کہ ہم نے اس طیارے کو ہائی جیک کیا ہے اور آپ لوگوں کو یہ غمال کے طور پر رکھ رہے ہیں ہر حال یہ ہمارے معاملات ہیں۔ جلد ہی ان سے منسلک کے بعد آپ لوگوں کو آپ کی منزل تک پہنچا دیا جائے گا۔"

اسپیکر سے بولنے والا مسافر دل کتنی اور اطمینان کے لیے بول رہا تھا لیکن پارس کا ذکر نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اس کے داغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ دوسرے دروازے سے پلانٹ روم میں پہنچ گیا تھا وہاں سے مالک سنانے رکھ کر بول رہا تھا۔ پلانٹ سیٹ کی پشت سے سر اٹھائیں بند کیے پڑا ہوا تھا۔ میں نے ایک بار اس کے داغ میں پہنچنے کی کوشش کی تو اس نے پھر سانس روک لی۔ فوراً سیدی طرح بیٹھ گیا۔ دوسری طرف پلانٹ روم کے بند دروازے کو سونپا ہاتھوں سے پیٹ پیٹ کر جیکب کو مخاطب کر رہی تھی۔ "جیکب تم خیر رہتے تو ہو، میں تمھارے لیے پریشان ہوں۔ میرے پاس پہلے آؤ لیجئے اپنے پاس باؤڈم جانتے ہو میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتی۔"

وہ سیلی کی آواز سن رہا تھا اور بار بار پریشان ہو کر دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ مالک کے سامنے بولنے والے نے کہا۔ "آجی دروازہ نہ کھولنا۔"

وہ بولا۔ "سیلی میری ٹیگٹر ہے۔ ہماری شادی ہونے والی ہے۔ میں اس اجنبی ملک میں اسے تنہا نہیں چھوڑوں گا۔"

مالک والے نے کہا۔ "میں تمھیں یقین دلاتا ہوں سیلی کو تمھارے

پاس بھیج دیا جائے گا مگر ابھی نہیں۔"

میں اس کے داغ کو پڑھ رہا تھا۔ پتا چلا، وہ حکومت ایک اہم شعبے سے تعلق رکھنے والا افسر ہے۔ ایک بار میں پاشا کے داغ میں پہنچ گئے۔ دوسرے تمام افسران نے فیصلہ کیا کہ اس مالک والے افسر کا داغ ہمارے لیے کھل چکے ہے لہذا اسے مالک پر بولنا چاہیے۔

اسے یہ ڈیوٹی سوچنے سے پہلے ریشا نر کر دیا گیا تھا۔ اس حکومت کے کسی شعبے سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ حتیٰ کہ یہ کام سوچنے والا ہے یہ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ اس طیارے میں پارس آ رہا ہے۔ وجہ یہ تھی کہ اس نے انا ڈسمنٹ کے دوران پارس کا ذکر نہیں کیا تھا۔ طیارے کو محاصرے میں رکھنے والے فوجی افسران اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھتے تھے۔

لیکن چند منٹ کے بعد ہی ضرورت پیش آگئی۔ کیری ہال میں رسوئی کا پیغام اعلیٰ حکام تک اور فوجی افسران تک پہنچا دیا تھا۔ ایک فوجی جوان نے پلانٹ کہیں میں آکر مالک والے افسر کے پاس ایک برقی تھانی سے دیکھ کر وہ مالک کے ذریعے بولنے لگا۔ "ہیلو ہم، مدام رسوئی اور فساد ملی تجور سے مخاطب ہیں۔ ہم انھیں دلاتے ہیں، اگر آپ کا بیٹا ہمارے حکم کی تعمیل کرنا رہا تو ہم اسے ہاتھ نہیں لگائیں گے۔"

میں اس کے ذریعے کچھ بولنا چاہتا تھا اس سے پہلے آشیابا اس کے داغ پر قبضہ جا کر بولی: "میں رسوئی اس مالک کے ذریعے بول رہی ہوں اور فوجی افسران تک اپنی آواز پہنچا رہی ہوں میرے بیٹے کو کسی بند کمرے میں ہرگز نہ رکھا جائے۔ ضرر باطلی تیر کے شایان شان اس سے عہد سلوک کیا جائے۔ اگر میرے بیٹے کے پاؤں میں ایک کانٹا بھی چبھا تو اسرائیلی کی سرزمین پر ہر چلنے والے کے پاؤں میں چھانے پڑے رہیں گے۔"

تھوڑی دیر بعد ایک اور فوجی جوان ہاتھ میں برقی لے کر آیا۔ مالک والے افسر نے اسے ہاتھ میں لے کر بڑھا ہاتھ بڑھا ہاتھ۔ "مادم رسوئی اور فساد ملی تیرا ہم وعدہ کرتے ہیں، آپ کی مرضی کے مطابق پارس بیٹے کو کنایت شاہانہ انداز میں رکھا جائے گا۔ ہم محبت اور دوستی کے ذریعے معاملات ٹھاننا چاہتے ہیں۔ آپ لوگوں سے بھی توقع کرتے ہیں کہ جوش میں آکر کسی کو جانی یا مالی نقصان نہ پہنچائیں۔ شکریہ۔"

ہم نے رسوئی کو ایک جگہ بٹھا دیا۔ وہ بے چاری سیلی کے داغ پر قبضہ جھانسنے ہوئے تھی۔ مالک سے جو باتیں ہوتی تھیں انھیں سن رہی تھی۔ باقی باتیں میں اس کے پاس آکر بتا دیتا تھا۔ وہ ایک سڑا بھر کر بولی: "میرا بیٹا پھر مجھ سے دور ہو گیا۔"

"رسوئی! خدا کا شکر ادا کرو۔ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

انشاء اللہ ہم اسے جلد میاں سے نکال دے گا میں گے۔
ایسا پیشہ ہوتا ہے۔ ہم اسے بچا کر لانا چاہتے ہیں دشمن پھر
لستے کی دیوار بن جلتے ہیں۔
خدا جو کرنا چاہے بہتر ہی کے لیے کرتا ہے۔ یہ تو سوچنا ہمارے
بیٹے کو اتنی سی عمر میں کیسے لیے تھے جرات سے گزرنا ہمارا ہے۔ یہ
جوان ہوتے ہوتے گندن بن جانے کا۔
"اور یہ جوان سے بڑھا ہوتا ہے گا میں بھی اس سے مل نہیں
سکوں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ بے اختیار رونے لگی۔ روتے وقت یہ خیال
نہیں کہ کسی کے دماغ پر پوری طرح قابض ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس
کے ساتھ سنا بھی رونے لگی جب کہ اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ
جما لیتے ہیں تو ہماری ہر حرکت اس کی حرکت ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اوپر
وہ درد سے ہونے آسرو پتھر رہی تھی اور یہ بھی اپنے آسرو پتھر سے
جاری تھی۔

طیارے کا داخل ایسا تھا کہ کسی نے رونے پر توجہ نہیں دی تھی
پریشان تھے۔ کتنی ہی عورتیں منزل سے بھٹکنے کے باعث رو رہی تھیں۔
ان کے ہاتھ بھی ماؤں کا ساتھ دے رہے تھے۔ آس پاس کے لوگ
آنکھیں سمجھانا کر چپ کر رہے تھے۔

آخر طیارے کا دروازہ کھل گیا۔ ایک فوجی افراد دو جوانوں
کے ساتھ اندر آیا۔ وہ کچھ ٹرکے ذریعے اس طیارے کے مداخلتوں
کے نام اور ان کے سیٹ نمبر معلوم کر چکا تھا۔ لہذا وہ یہ صاحبی کی
سیٹ کے پاس آکر گر گیا۔ پھر الٹ ہو کر سیٹ کو کھینچ کر ہونے پونہ
"ماسٹر پارک" ہم آپ کو اپنے ملک میں خوش آمدید کہتے ہیں اور یقین
دلاتے ہیں ہماری ذات سے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ کے
والدین کی خواہش کے مطابق کوئی آپ کو ہاتھ نہیں لگائے گا کیا آپ
ہمارے ساتھ چلنا پسند کریں گے؟

میں نے اس کے دماغ میں کہا بیٹے! ان کے ساتھ چل جاؤ۔
میرے بیٹے نے آرام سے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر کہا۔
"ہاں چلنا تو ہوگا لیکن یہ جو میرے پاس بیٹھا ہے یہ ہندوستانی جاہل
ہے۔ بہت دیر افسر ہے۔ یہ مجھے گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ پسے میں اس
کو سزاؤں گا۔"

فوجی افسر نے کہا تم آپ کے ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔
بے شک آپ اسے سزاؤں میں۔

منگل پانڈے کی حالت خراب تھی۔ چہرہ زرد پڑ گیا تھا وہ
لگسکتے ہوئے بولتا میرے بیٹے! ام سے کم میرا یہ احسان تو یاد
کریں میں تجھے ہندوستان میں ایک ماں دی تھی۔ اس نے تو مجھے ملات
مار چکا ہے اور کیا سزا دے گا؟

فوجی افسر نے ڈانٹ کر کہا "ٹوٹ اپنا ماسٹر پارک کو
مکانے دو۔"
پارک نے اسی طرح آرام سے ٹیک لگا کر کہا میں جب
میاں رہوں گا یہ میرا باؤں کا دین کر رہے گا۔ اپنے ملک واپس
نہیں جانے گا۔

فوجی افسر نے ایک طرف ہٹ کر کہا "آپ کا حکم سہرا کر
پڑا آپ تشریف لے چلیں۔"

پارک اپنی جگہ سے اٹھ کر آگے بڑھا۔ فوجی جوان بھی لو
سے ایک طرف ہٹ رہے تھے۔ اس نے چند قدم چلنے کے
بعد پٹ کر دیکھا۔ پھر منگل پانڈے سے کہا "تم وہاں بیٹھ کر
کر رہے ہو میرے ساتھ آؤ۔"

وہ فوراً اٹھ کر بولتا "میں ذرا پناہ ملان اٹھاؤں۔"
"تم صرف مجھے اٹھانے کے لیے ہو چلے آؤ۔"

پارک اطمینان سے چلتا ہوا زمین کے اوپر جھپٹے پر پہنچا
پانڈے بھی اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ اس نے سر اٹھا کر پوچھا
زیر دست ادھارے؟

پانڈے نے ایک دم سے پیچھے ہٹ کر بولتا "نہیں ہرگز نہیں
میں سمجھ گیا تھا کہ جاؤں گا تو ات پرے سے گی اور میں گرتا چلا جاؤں گا
ہرگز نہیں تم آگے چلو۔"

میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ سر اٹھا کر دو پارک
دیکھ رہی تھی۔ پھر روتی نے اس کے ذریعے کہا "فریاد! اس نے
نے میں پریشان کر رکھا ہے۔ مجھ کو دیکھو اس طرح شراقتیں کر رہا
اسے سمجھاؤ۔ جلدی میاں سے چلے۔"

"تم سے تو تھا ریشنا زیادہ دھار ہے۔ اتنی عمر ہو گئی ہے اتنی
دنیا دیکھ لی ہے۔ اتنے مصائب اٹھا چکی ہو اس کے باوجود سنا
سے پریشان ہو جاتی ہو۔ بیٹھنے کی طرح ہنسنا بولنا اور زندہ دل ہونا
سیکھو۔"

پھر میں نے پارک سے کہا "میاں سے جلد نکلنے کی کوشش
کو تو تھاری تھامی دوسرے ٹیک اپ میں ہیں اور میاں چینگ
کے سر سے لے کر لے کر اٹھا کر رہی ہیں۔"

وہ زمین سے اترتے ہوئے نیچے آیا۔ تمام فوجیوں کے
پے اوپر سے احوال تدار ہوئے تھے کہ شہانہ طرز پر استقبال
کیا جائے لہذا اسے دیکھتے ہی تمام فوجی اہل ہٹ گئے۔ افسران
سلیوٹ کر رہے تھے اور ایک تظار میں کھڑے ہوئے فوجی اپنی
اپنی رائفیں اٹھائے توڑے ڈگری ہانڈا کر رہے تھے۔ اسے ہندو
کی زبان سے سلام دے رہے تھے۔ پارک نے چاروں طرف
دیکھتے ہوئے کہا "پاپا! شاید امداد استقبال دیکھ کر جی چاہتا ہے میں

رہ جاؤں۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ایک بڑے فوجی افسر سے
معاذ کرتے ہوئے کہا "مجھے پہلے بتایا تھا تو آپ لوگ اتنے
فراہم ہیں۔ میں پانڈے کو سونگا۔ دوسرے پارک کو بھی میں افسر
کردی بلکہ پورا افسانہ میاں لے آئیں۔ یہ دن رات کی جھگڑا دوڑ
سے نجات تو ملے گی۔"

فوجی افسر نے مسکرا کر بڑی گرجو ش سے معاذ کرتے ہوئے
کہا "بیٹے تمہارا یہ انداز کبھی میں آیا تم لسنزیر کہہ رہے ہو یا سنی
میں بہر حال ہمارے دل کی بات کہہ رہے ہو۔"
میں نے روتی کے پاس کر کہا "پتا نہیں تم نے شاید کیا
چہ پاپا کو بتا رہا جا رہا ہے۔"

"وہ بولی" تم نے مجھے یہ کون سی ڈیوٹی سونپ دی ہے سونیا
کے کو اپنے بیٹے کے پاس جانا چاہتی ہوں شاید میاں بھیج دو۔
میں نے سونیا سے کہا "سوئی اپنے بیٹے کے لیے چل رہا
ہے وہ جہاں جانے گا وہاں ساتھ رہے گی لہذا شاید کوئی اس کے پاس
بھیج دو۔"

شیلے نے سنا کہ دماغ میں آکر کہا "تم پارک کے پاس جاؤ
میاں رہوں گی جانے سے پہلے بتا دو تم نے وہ تمام باتیں سنی ہیں
جو میں کیری ہاں سے کر چکی ہوں؟
"ہاں فرمادے مجھے بتا دیا ہے۔"

"وہاں کے ذمے دار لوگوں سے گفتگو ہو تو میری باتوں کو بھی
نظر کرنا۔ ذرا دیکھنا سونیا بغیر نہیں یہاں موجود ہے۔"
روتی اپنے بیٹے کے پاس آئی۔ اس سے کہنے لگی "میں
سے جلدی چوری دیکھنا چاہتی ہوں تمہارے لیے کیسے انتظام
کیے گئے ہیں۔"

پارک نے طیارے کی بیڑھی سے اترنے کے بعد پہلے فوجی
افسر سے گفتگو کی تھی اس کے بعد کسی اور فوجی افسر سے اس نے بات
نہیں کی۔ اسے اپنی آواز نہیں سنائی۔ سب خاموش رہے۔ جان بوجھ
کر گونگے بنتے رہے۔ آخر لوٹ کر عمارت کے باہر ایک بہت
ہی خوبصورت اور منگلی کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے آگے پیچھے فوجی
گولیاں تھیں۔ اس کا میں پارک کو بٹھایا گیا۔ فوجی افسر اس کے آگے پاس
بیٹھا جاتے تھے۔ اس نے انکار کیا۔ کہنے لگا "اگلی سیٹ پر صرف
میرا ڈیوٹی گا۔ دھنگل پانڈے سے مجھے ملتا ہے۔"

اسٹیشن افسران بہت بہ مصلحت پسند تھے۔ کسی بات سے
ان کا نہیں کہہ سکتے تھے۔ میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ روتی وہاں
خود تھی۔ مجھے سونیا کے پاس رہنا چاہیے تھا شاید میں کے دماغ پر
قبضہ کرنے کی بھی ہو تھی ماحول نے پارک کو روا کر گئے کے
بعد ٹوٹ جیکب کو اس سے سہرا کاٹا۔ نہ نہ نہ۔

کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا "میں اپنی نظیر کے بغیر نہیں جاؤں گا۔"
ایک افسر نے حکم دیا "اپنی ہوسٹس سنا کر بلایا جائے۔"
سونیا پہلے ہی تیار بیٹھی تھی۔ اس نے سنا کہ اسات اٹھایا۔
پھر بیڑھی سے اترتے ہوئے پانڈے جیکب کے پاس آکر کھڑی ہوئی
اور اس کا بازو تھام کر بولی "اوپر میں تمہارے بغیر نہیں جی سکتی
کا تو میری نہیں لکھی تھی تم نہ جلدتے تو میں مر جاتی۔"

فوجی افسر نے کہا "آپ لوگوں کو فوراً میاں سے جہاں چاہیے
مسر جیکب آپ عمارت کے مخصوص راستے سے داخل ہوں گے۔
ہمارے جوان آپ کی رہنمائی کریں گے۔ وہاں کئی بریس رپورٹر زاور
فونو گرافرز موجود ہیں۔ آپ کا انٹرویو لیا جائے گا۔ آپ باقاعدہ
انٹرویو نہیں دیں گے جو ضروری سوالات ہوں ان کا جواب دیتے
ہوئے گزر جائیں گے۔"

وہ فوجی جوانوں کی رہنمائی میں ایک مخصوص دروازے سے
گزر کر اندر پہنچے وہاں بڑے سے ہال میں کئی لوگ تھے۔ ان کے
آگے ہی فلش لائٹ جلتے جھپٹے گئیں۔ تمام رپورٹر ٹرڈوڑتے ہوئے
قریب آگئے۔ فوجی جوانوں نے جیکب اور سونیا کو گھیرے میں لے
رکھا تھا۔ آنے والوں کو ان سے ددرکتے جا رہے تھے۔ کوئی پوچھ
رہا تھا "تمہارا نام کیا ہے؟"
"جیکب ہیریسن۔"

"تم نے بین الاقوامی پرواز کے اصولوں کے خلاف درزی
کی ہے۔"
"میں اپنے بس میں نہیں تھا۔"
"کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟"

وہ بولتا جا رہا تھا اور آگے بڑھتا جا رہا تھا تاکہ ان سے نجات
ملے جائے۔ اس نے جواب دیا "میں نے محسوس کیا میرے میرا دماغ
اپنے بس میں نہیں ہے۔ کوئی میرے دماغ کو کنٹرول کر رہا ہے اور طیارے
کا رنڈ بدلنے پر مجبور کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر بعد میں نے محسوس کیا
میں بالکل کم ہو گیا ہوں۔ اپنی ذات میں نہیں ہوں۔ جب طیارہ
میاں پہنچ گیا تب مجھے ہوش آیا۔ تب پتہ چلا کہ میں زندہ ہوں اور
اسی طیارے میں پائلٹ کی سیٹ پر موجود ہوں۔"

دوسرے نے سوال کیا "جس ٹیل پیچی جانے والے نے
آپ کے دماغ پر قبضہ کیا تھا" اس نے اپنا تعارف ضرور کر لیا
ہوگا۔"

"جس ٹیل وہ خاموشی سے آیا اور خاموشی سے چلا گیا۔ میں کتر نہیں
سکتا وہ کون تھا یا تھی؟"
وہ سوالوں کے جواب دیتا ہوا ہال کے سرے پر پہنچ گیا تھا
فوجی جوانوں نے اسے دوسرے راستے سے باہر نکال دیا۔ دوسری

طرف پولیس ملے سے تعلق رکھنے والا ایک افسر اور چند سپاہی تھے۔ انھوں نے جیکب اور سونیا کے لیے پھیل سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ میں نے کہا: "تم نے کیا کے روپ میں آکر بڑی دقت پڑی کا شہرت دیا ہے۔ اب پتا چل رہا ہے ان کی چال کیلئے۔ جیکب نے جو بیان دیا ہے، اس کے ذریعہ یہ لوگ انٹر فیکس ایجنٹوں کے قانون کی زد میں نہیں آئیں گے۔ سارا الزام شارب پر ہو گا کہ اس نے لیبار کے راکوٹا کر آیا اور اپنے دشمن کے بیٹے کو اسرائیل پہنچا دیا۔" تم ایک مہینے سے رابطہ قائم کرو۔ اس کے جتنے خفیہ ایجنٹ تھے ایسی ہی ہیں، ان کے نام اور پتے معلوم کرو۔ مجھے ان میں سے کسی کے ہاں پناہ لینا ہوگی۔

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔" اور سنو۔ ان ایجنٹوں میں کوئی عورت ہو یا ایسی فیملی ہو جس میں میرے قد و قامت کی عورت ہو تو چھی بات ہوگی۔ تم عورت کہاں سو فہرڈ لڑکی لنگر لگائی ہو؟ کیا ان حالات میں رومانی لنگر لگ کر دے؟ میں ہنسنے ہوئے اس کے دماغ سے چلا آیا۔ بھر ماسک کو غلط کیا۔ اس نے کہا: "فراد صاحب! میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ابھی پتا چلا ہے پارس بیٹے کو راکوٹ کر کے آئی ایس پی بچا دیا گیا ہے۔"

میں نے کہا: "پارس اور مشین دو انگ پیرزی ہیں۔" وہ جینپ کر بولا: "آپ شرمندہ کر رہے ہیں۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں دشمن کے معاملے میں ہم ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ہیں۔ باقی تمام معاملات میں اچھے اور ستے دوست ہیں۔ میں پارس بیٹے کو وہاں سے نکال لائے گی ہر گز کو بخش کر دوں گا۔" "فی الحال اپنے تمام ایجنٹوں کے نام اور پتے بتائیں۔"

ماسک مین نے ایک کپڑے کے پاس پہنچ کر اسے پر سر پر کیا۔ اسکرین پر ان تمام ایجنٹوں کے نام اور پتے نظر آنے لگے جو کہ میں موجود تھے۔ وہ انھیں پڑھتا گیا۔ میں کھٹک گیا۔ ان کے نام کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ان کے اہم ریکارڈز اور دستاویزات کی الماری کے کس خانے میں رکھی ہوئی ہیں۔ اس نے انٹر کام کے ذریعہ حکم دیا فلاں الماری کے فلاں خانے سے ٹیپ اپولن فبزیرو فوراً لایا جائے۔

تھوڑی دیر بعد وہ مجھے تمام ایجنٹوں کی آوازیں سنارہا تھا۔ میں سننا جا رہا تھا اور آزمائشی طور پر ایک ایک کے دماغ میں پہنچ کر سٹاپ ہو رہا تھا۔ پھر میں نے کہا: "خیر! اگر میری ضرورت ہو تو اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ مجھ سے رابطہ قائم رکھتے ہو۔" میں نے سونیا کے پاس کہا: "تمام معلومات حاصل کرچکا

ہوں۔ اب ان ایجنٹوں کے پاس جا رہا ہوں۔" "فراد صاحب! پہلے سی کے دماغ میں جاؤ۔" تم نے شبیہ کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔ میں شبیہ کے پاس نہیں مل کے پاس کہہ رہی ہوں۔ بات ایک ہی ہے۔ میں تو مقلد خیالی نہیں ہوں۔ اسے مخالف نہ کر دو چپ چاپ جاؤ معلومات حاصل کر کے آؤ۔

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ان عورتوں کے عجیب غم ہوتے ہیں۔ خود کو پراسرار بنانے اور بڑے سے بڑا کارنامہ اپنے دینے کے لیے مجھ سے بات چیت بند کر رکھی تھی۔ اب میں اس بالکل قریب تھا۔

میں نے ایک سرواہ بھری۔ وہ یقیناً چونک گئی ہوگی۔ میں نے کہا: "یہ کم فیسی ہے۔ زبان رکھتا ہوں بول نہیں سکتا۔ دل رکھتا ہوں دکھا نہیں سکتا میں دیوانہ ہوں جو پاؤں کے بغیر چل کر تیری گئی میں آیا۔ اور نامزد جا رہا ہے۔"

وہ شرمناک ہوئی، مسکرا رہی ہوگی یا میرا آنا گوارا نہ ہوگا۔ میرے آنے پر اعتراض نہ ہوگا۔ درمیان کیفیت ہوگی مجھ میں آ رہا ہوگا، ایسے وقت چپ رہنا چاہیے۔ کچھ بولنا چاہیے یا سنا کے دماغ سے چلے جانا چاہیے۔

وہ مجھ کو کیلے دماغ کو چھوڑ دینا سکتی تھی، مگر میں مجھ سے بولنا نہیں چاہتی تھی۔ میں نے کہا: "تم نے تھوڑی سی مدت میں بڑے بڑے کامے انجام دیے، میں کو تو میں گنوا دیتا ہوں ویسے تمہاری نظروں میں وہ کون سا بڑا کارنامہ ہے جس کے بعد تم اپنی قسم توڑ دو گی اور مجھ سے بولو گی؟"

وہ بدستور خاموش تھی۔ میں نے کہا: "سونیا سے شکایت کرنا وہ غصہ دکھانے کی اور سزا کے طور پر کچھ دلوں کے لیے اپنے دماغ میں میرا داخلہ بند کر دے گی۔ میں پہنچ نامزد جا رہا ہوں۔ حالانکہ میں نے خاموشی اختیار کر لی۔ چپ چاپ سنی کے دماغ میں رہ کر دیکھتا رہا۔ وہ دوسرے سافروں کے ساتھ طیارے سے باہر آگئی تھی اور ایک قطار میں کھڑی ہوئی تھی۔ تمام سافراں نے پاپورٹ اور فزوری کاغذات دکھا دیے تھے۔ ہر سافر کو چیک کرنے کے بعد اسے کسی ڈسکی پر مل کر نام اور پتا بتایا جاتا تھا۔ وہاں اس کے لیے کمرہ ریزرو ہوتا تھا۔ انھیں ایک کارڈ دیا جاتا تھا۔ وہ کھانا کھا کر ایک عیب میں صفت رہائش اختیار کر سکتے تھے۔ کھانے پینے کا دل کر کے کی ضرورت نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ ہر سافر کو ذاتی اخراجات کے لیے "دوہزار ڈالر دے دیا جاتا تھا۔" میں کا پاپورٹ اور کاغذات چیک کیے گئے۔ پھر ملنے پہنچا

مے بعد اسے ایک ہوٹل میں رہائش کے لیے کارڈ اور ذاتی اخراجات کے لیے دوہزار ڈالر دیے گئے۔ وہ اس مرحلے سے گزر گئی تو میں اس کے پاس سے چلا آیا۔ سونیا کو بتانے لگا: "پہلی کے سلسلے میں اب برطانیہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ خیریت چیکنگ کے مرحلے سے گزر گئی ہے۔"

لیکن ایسا نہیں تھا۔ میرے آنے کے بعد سنی اپنا گلیچ لینے کے لیے گئی تو ایک بیک چوک میں چاروں طرف حراست دیکھتے ہوئے بولی: "میں یہاں کیسے آگئی۔ یہ کون سی جگہ ہے۔ مجھے کیا ہو گیا تھا۔ میں اتنی دیر تک کہاں تھی؟"

وہاں اب سنی کے ساتھ کیا ہو رہا تھا اور سونیا کے سلسلے میں ایسے انکشافات ہونے والے تھے، یہ جاننے کے لیے نہ تو میں موجود تھا اور نہ ہی شبیہ۔ اگر وہ موجود ہوتی تو میں اپنے ہوش حواس میں نہ آتی۔

آخر شبیہ مجبور ہو گئی تھی۔ اپنے بیڈ روم میں بیٹھی خیال خوانی کر رہی تھی اچانک دوزخ سے دووانے پڑے کی آواز سنائی دی۔ پہلے تو اس نے توہم نہیں دی۔ پھر جو بڑی آواز سن کر اسے چرخہ پڑا۔ وہ کہہ رہی تھی: "تم جلدی آئیے پارس بڑی طرح زخمی ہو گیا ہے۔"

شبیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ خیال خوانی بھول کر تیزی سے اوڑنی ہوائی کیسے کا دروازہ کھولا۔ پھر جو کچھ بھڑکتے ہوئے ہو چلا گیا کیا میرے بیٹے کو؟

"مجھے وہ چاقو سے زخمی ہو گیا ہے۔ جلدی چلیے۔" وہ جو کچھ ساتھ تیزی سے چلتے ہوئے سونیا کے پاس پہنچی پھر ملنے سونیا آئی کہ سوری۔ میں خیال خوانی کے ذریعے کیلے دماغ میں مشین رہ گئی۔ میرا بیٹا زخمی ہو گیا ہے۔ میں اس کی دیکھ جہاں کے لیے جا رہی ہوں۔

سونیا نے کہا: "ادھ شبیہ اتم نے بہت بڑی غلطی کی۔ سنی کو چھوڑنا نہیں چاہیے تھا۔"

"میں اسے چیکنگ کے مرحلے سے گزار چکی ہوں۔ اب میرے بس میں نہیں ہے۔ میں اپنے بیٹے کو چھوڑ دینا سکتی۔" "شبیہ! تو سوچو، یہاں پارس قید ہو چکا ہے۔ اس کا شمارا متنازع کر کے کیا ہوتا ہے۔ پارس دوم زیادہ خطرے میں ہے اسے تو جبر کی ضرورت ہے۔ ہم سب کو توجہ دینا ہوگا۔"

"مجھے افسوس ہے۔ میں پارس کو بلے مثال بنانے اور بہت بڑا کارنامہ انجام دینے کے لیے ماں بنتے بنتے بالکل ہی ماں بن گئی ہوں۔ اسے تو ابھی چوتھی پستی سے تو میرا کچھ کاپنے لگتا ہے۔ میرا پارس میری ماں ہے جسے ایک دن فراد کے سامنے پیش کر کے اپنا سر فرسے بند کر گئی۔ میں جا رہی ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ سونیا نے برطانیہ ہو کر پوچھا: "فراد تم موجود ہو؟" "ہاں میں کیلے کے پاس جا رہا ہوں۔" میں سیدھا کیلے کے پاس گیا۔ وہاں جو کچھ ہوا، میں ابھی بتاؤں گا لیکن پارس جو کچھ چاقو سے زخمی ہو گیا تھا اس لیے پہلے اس کے متعلق بتا دینا چاہتا ہوں۔

کوئی خاص برطانیہ کی بات نہیں تھی۔ آئندہ اسے چاقو استعمال کرنے اور نظروں کو ایک مگر مرکز رکھنے کے سلسلے میں ٹریننگ دے رہی تھی اس سلسلے میں پارس کو بھیجا جاتا تھا۔ وہ اپنی بائیں آنکھ نیچے پر رکھے انگلیاں پھیلا دے۔ دائیں ہاتھ میں چاقو پکڑے اور بائیں ہاتھ کی پھیلی ہوئی انگلیوں کے درمیان چاقو کی نوک مارنا جانے یہ ٹریننگ کا ایسا مرحلہ تھا جس میں تربیت پانے والا خود کو زخمی کر لیتا ہے۔

پہلے پارس پارس آہستہ آہستہ چاقو چلا رہا تھا۔ ہر انگلی کے درمیان چاقو کی نوک مارنا پھر چاقو کو دوسری انگلی کے درمیان دی ہوئی نوک دوسرے کرنا پھر تیسری انگلی کے درمیان میں چلی جا رہی تھی۔ اس طرح وہ بائیں انگلیوں کے درمیان سے چاقو کی نوک مارنا جاتا تھا۔ ابتدا میں یہ عمل سخت ہوتا تھا۔ آہستہ آہستہ زخمی رفتار بڑھاتے جاؤ۔ جلدی جلدی چاقو کی نوک انگلیوں کے درمیان چلائے۔ ہر ہاتھ اپنے اپنے بچنے کے پر کوئی بھی انگلی یا پھیلی کی پشت زخمی ہو سکتی ہے۔ انسان اپنے بچاؤ کی خاطر سب کا بھی ہو سکتا ہے اور نیز رفتار بھی۔

پارس نے پہلے دو دن کی ٹریننگ کے دوران اپنی رفتار میں کچھ اضافہ کر لیا تھا۔ آئندہ مطالبہ تھا، رفتار کچھ اور بڑھاؤ۔ تیزی سے چاقو کی نوک ہر انگلی کے درمیان میں مارتے جاؤ اور پھر اسی انداز سے ملتے ہوئے واپس آؤ۔

تیسرے دن اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی۔ اب آئندہ کتنی تھی۔ "اس عمل کے دوران میں تمہیں غماظ کر دوں گی۔ اگر تم ڈراؤ گی تو جبر بناؤ گے تو زخمی ہو جاؤ گے۔"

اس کے بعد آئندہ طویل وقفہ رکھتے ہوئے کئی بار اسے آواز دی۔ یہ کہنے کی کو خوش کی لیکن وہ باپ کا بیٹا تھا۔ نظری جمالیات تھا وہاں سے ہٹا نہیں تھا۔ چاقو کو تیزی سے اپنی انگلیوں کے درمیان مارنا جاتا تھا۔

ایک بار آئندہ نے اچانک ہی کیٹ ریکارڈر کے ذریعے تیزی سے سوسپٹی آئی کہ اگر کشش کی آواز ایک دم سے جھنجھائی ہوئی ابھری لیکن پارس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

پھر اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو پھیلا کر دیکھیں تو پانچ انگلیوں کے درمیان چاقو خالی جگہ میں ہیں۔ پارس نے جھنجھائی انگلی سے لے کر گونٹے کے درمیان گنتی مقرر کر لی تھی۔ ایک خانہ دو خانہ تین خانہ چار خانہ۔

ایسے وقت وہ دو ہی باتیں جانتا تھا۔ دنگا ہوں وہاں مرکوز رہیں اور وہ گنتا جانے لگا کسی اور طرف توجہ نہیں دے گا۔ اس طرح وہ چاؤ کی لوک مارے ہوئے گنتا تھا۔ ایک دو تین چار پھر پلٹ کر واپس آتا تھا۔ چار تین دو ایک پھر سیدھا جاتا تھا۔ ایک دو تین چار پھر واپس آتا تھا۔ چار تین دو ایک۔

وہ چاقو مارنے کے سلسلے میں متنی رفتار بڑھاتا تھا، اتنی تیزی سے گنتا چلا جاتا تھا۔ آہستہ آہستہ ہر طرح آزمایا تھا۔ اس کی توجہ کسی طرف نہیں ہوتی تھی کی ایک بار چاکل ہی جو جوتے دوڑتے ہوئے اگر آئے مخاطب کیا پارس۔۔۔

یہ وہ آواز تھی جو کافوں میں نہیں سہیجی دل میں پہنچتی تھی بہت اچھی لگتی تھی۔ تقارخالے میں طوطی کی آواز سنائی نہیں دیتی لیکن وہ جو جو کی سڑی آواز جہنم کے شور میں بھی سن سکتا تھا۔ نتیجہ وہی ہوا۔ دھیان فرما سہیجکا اور چاقو تھیلی کی پشت میں پیوست ہو گیا۔

آہستہ ایک کر چاقو وہاں سے نکالا تو خون بہنے لگا۔ جو جو کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ چند ساعت کے لیے سکتے میں رہ گیا پھر ایک دم سے روئے ہوئے آگے بڑھی اور پارس کی خون آلود تھیلی کو لے کر چومنے لگی۔ اپنے چہرے سے لگانے لگی۔ پارس کا لہو اس کے چہرے پر پھیل رہا تھا۔ وہ رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی یہ میرے کیا کیا میں نے بہت بڑی فطرت کی تمہری وجہ سے دوسری بار بڑھی ہوئے ہیں۔ میں بہت خراب لڑکی ہوں۔ میں اچھی نہیں ہوں مجھے مامو۔۔۔

آہستہ ڈانٹ کر کہا "جو جو! ہاتھ چھوڑو اور الگ کھڑی ہو جاؤ۔"

آہستہ ایک شیشی کے ڈھکن کو کھولا پارس کا ہاتھ لے کر اس کے زخم پر کوئی دوا اسپرے کرنے لگی۔ دیکھتے دیکھتے خون بہنا بند ہو گیا۔ ادھر جو جو جاتی تھی کو آواز دیتی ہوئی جھاتی پٹی لگتی تھی۔ پھر شیشی اس کے ساتھ آئی۔ اس نے آہستہ ہی پوچھا "کیا ہو گیا میرے بچے کو۔ کیسے زخمی ہو گیا ہے؟"

اس نے پارس کو دو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر کھینچنا شروع کیا۔ اس نے لگایا۔ آہستہ لے پوچھا "شیا! کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟"

وہ غصے سے بولی "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے بچے کو آئی خطرناک ٹرنگ ٹکے رہی ہو۔"

"کیا اسے بہت بڑا کارنامہ بنا کر پیش کرنے کا ارادہ نہیں ہے؟"

"جہنم میں کیا کارنامہ۔ میں ایسا کوئی کام نہیں چاہتی جس

سے میرے بچے کو نقصان پہنچے۔ بتائیں، مجھے کیا ہو گیا۔ خدا یا، میرا دل کیوں متا ہے پھر کیسے؟ میں نے اسے دیا ہے لیکن اس کی آہنتی پہل تو مرنے والی ہوں۔"

آہستہ پارس کو اس کی گود سے الگ کیا پھر ایک ہاتھ دکھاتے ہوئے کہا "کوئی بڑا زخم نہیں آیا ہے۔ اگر نہیں کھائے گا تو جی دار کیسے بنے گا کیا تم یقین سے کہہ سکتی آؤ؟ میں سمجھ لیتے سے آئندہ کوئی مادرشیش نہیں آئے کسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہو گا کسی آزمائش سے نہیں گا۔ اگر تم یقین سے کہہ سکتی ہو تو اسے لے جاؤ اور اپنے میں چھپا کر رکھو یا جذبات کو قابو میں رکھ سکتی ہو تو میرا ساں چلی جاؤ۔"

شیشی نے ایک نظر پارس پر ڈالی پھر سہیجکا کر کہا۔ آہستہ نے کہا "پارس! زخم کھانے کے بعد آدمی نہیں جاتا تمام زخموں کے ساتھ مالت سے لڑا ہے۔ جو عمل جاری رہا اسے رکھتے نہیں دیتا لہذا اپنا عمل جاری رکھو گے کیجڑا۔"

اس نے پارس کی طرف چاقو اچھالا۔ اس نے ایک سے کیج کر لیا۔

اب آپ سکی انڈر سن کی ردوائیہ۔ اس کا دم مار ہو چکا تھا۔ وہ بڑا اس ہو کر چاندی طرف دیکھ رہی تھی اور چہرے پر ہلکے سے ہلچل رہی تھی۔ یہ صرف آدھے منٹ کی باز پھر میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ ہر ظاہر ہو چکا تھا۔ وہ جہاں کھڑی ہوئی تھی اس سے کچھ فاصلے سا آئینہ تھا جس پر نظر پڑتے ہی وہ چیخ کر کھینچے ہوئے ہاتھ پھر آگے بڑھ کر اپنے میں اپنے چہرے کو ڈھکنے لگے۔ وہ تھی اور کہہ رہی تھی یہ میں نہیں ہوں۔ یہ میرا چہرہ کیسے بدل گیا میں نہیں جانتی کیا ہو گیا ہے؟"

یہ کہتے ہی وہ جھکا کر گر پڑی تھی کتنے ہی فوجی افسران جو ان دورے ہوئے آہستہ آہستہ چاروں طرف سے گئے تھا تا کہ دوسرے لوگ قریب نہ پہنچیں۔ ایک افسر فریض پڑ کر اسے اٹھا رہا تھا اور جھنجھوڑ کر پوچھ رہا تھا "میں کیا بات تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"

ایسے وقت میں پہنچ گیا تھا کہ بات بگڑ چکی تھی۔ فوج اور دوسرے لوگوں نے صاف طور سے دیکھا تھا کہ وہ آئینہ دیکھ کر گھبرا رہی ہے اور اپنے موجودہ چہرے سے انکار کر رہی ہے۔ ایسے میں اس کے دماغ پر قبضہ جاتا اور اسے پھر میں میری کی ہے سے بولنے پر مجبور کرتا اور بات نہیں کہہ سکتی تھی۔

میں نے سونیلہ کے پاس "اگر کما" سیلی ظاہر ہو چکی ہے

مناظرہ میں ریڈیاور کے ایجنٹوں سے مل کر آنا ہوں۔"

سونیا پائلٹ جیکب کے ساتھ ایک جھوٹے سے بیگ میں پہنچ گئی تھی۔ اس سبب میں ریڈیاور کے چار ایجنٹ تھے۔ دو جوان لڑکیاں اور دو مرد ایک کا نام تاشا اور دوسری کا نام دسیلا تیسرے کا نام داسکو فوف اور چوتھے کا نام وائڈرین تھا۔ میں ان کی آواز میں سننے کے بعد باری باری ان کے پاس پہنچ چکا تھا مگر زیادہ تفصیل معلوم نہیں کی تھی۔ چون کہ سونیا پناہ لینا چاہتی تھی اس لیے میں نے ان کیوں کی طرف توجہ دی۔

تاشا روسی لڑکیوں کا نام ہوتا ہے۔ اگر سونیا اس کے دل میں رہنا چاہتی تو اسرائیلی آئینی جنس والوں کی نظر میں اس پر رہیں۔ اب بھی تاشا ان کی نظروں میں رہتی ہوگی۔ اس کے بکس دوسرا اس سبب میں پیدا ہوئی تھی۔ ماں اسرائیلی بیوی تھی اور باپ روسی بیوی۔ وہ باپ سے زیادہ متاثر تھی۔ جب وہ کالج کی تعلیم سے فارغ ہوئی تو اس وقت مال باپ مر چکے تھے۔ آج کل اسرائیلی آئینی جنس کے چیف مسٹر میلانڈ کی پرنسپل سیکرٹری تھی۔

وہ ریڈیاور والوں کے لیے شاید اس لیے جاسوسی کرتی تھی کہ باپ سے بے حد متاثر تھی۔ میں نے مخاطب کیا "ہیو ویو! وہ چوکی گئی کہیں باہر جانے کی تیاری کر رہی تھی ایک لے کے لیے ساکت ہو گئی پھر میں نے کہا "میں فریڈا ملی تیسوور بولی ہوں میں۔"

وہ زرباب مسکرائی۔ پھر تنبیہ ہو کر بولی "میں کیسے یقین کر لوں؟"

میں نے کہا "فریڈا! ان زبردست چیل۔"

وہ خوش ہو کر بولی "میں خوش خوش آئندہ کبھی ہوں۔ تمہاری زیریں میں کوڈ ورڈز کے ذریعے معلوم ہو چکا ہے۔ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔ میرے لائن کوئی خدمت ہے؟"

"خدمت ہی خدمت ہے۔ کیا تم اس کو کارٹر میں تنہا رہتی ہو؟"

"بالکل تنہا ہوں۔ اس پاس کے تمام کارڈروں میں سے آئینی جنس سے تعلق رکھنے والا اسٹاف رہتا ہے۔"

"پھر تو بڑی مشکل ہے۔"

"آخر کام کیا ہے؟"

"سونیا تمہاری فکر لینا چاہتی ہے۔"

"اوہ گاؤ! کیا مادام سونیا موجود ہیں؟"

"ہاں اوہ کسی وقت کبھی تمہارے پاس پہنچ سکتی ہے۔"

"بیکال سب ایک دوسرے کو جانتے ہیں۔ کسی کے ہاں

ایک عام وزیر بھی آئے تو دوسروں کو تباہل جاتا ہے۔"

"ہاں! تم خفیہ آواز جہاں ایک طرف سے تم پہنچو دوڑی طرف سے سونیا پھر سونیا تمہاری جگہ لے کر تمہارے کارڈر میں پہنچ جائے۔"

"میرا کارڈر؟"

"اس پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔ کیا ایک کوئی خفیہ آواز ہے؟"

"ہمارا ایک ساتھی ان سبب کی مصافحہ میں بیٹھی میں رہتا ہے۔ اس کا نام وائڈرین ہے۔ ذرا عیاشی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس کے مکان میں کوئی رکونڈ آئی جاتی رہتی ہے۔ بکر وہاں دو چار روز قیام بھی کرتی ہے۔"

"اگر تم وائڈرین کے ہاں قیام کرو گی تو کیا تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولی "جی نہیں، وہ اگر چہ عیاش ہے لیکن کسی پر جبر نہیں کرتا۔ دوستوں سے دوستی بناتا ہے۔ ہماری بڑی عزت کرتا ہے۔"

"اس کا تباہ آواز اور وہاں پہنچو۔"

اس نے بتا دیا میں نے کہا "اچھی تمہارے پاس اگر تمام معلومات حاصل کروں گا خصوصاً اسے دفتری معاملات کے متعلق معلومات فراہم کرنا کہ سونیا کو تفصیل معلوم ہو جائے۔"

میں سونیا کے پاس آگیا۔ حالات بدل گئے تھے جب وہ جیکب کے ساتھ جھوٹے سے مکان میں پہنچی تو سبائی باہر کھڑے ہوئے تھے صرف ایک افسران کے ساتھ اندر آیا تھا اور کہہ رہا تھا "مسٹر جیکب! آپ ہمارے مہمان ہیں لیکن ایک درخواست ہے۔ ہماری اہواز کے بغیر کہیں باہر نہ جائیں۔ ہم آپ کے محافظ ہیں کہ ساتھ رہیں گے کیوں کہ خیال خوافی کرنے والوں کی طرف سے آپ کو خطرہ ہے۔"

جیکب نے کہا "میں سانس روکنے لگا ہوں۔ طیارے میں ادا تیر لوٹتے ہو کہ کوئی شخص میرے دماغ تک پہنچا پاتا تھا۔ جانے میں نے کیسے غصوں کر لیا۔ ادب اختیار سانس بھی روک لی۔ اس کے بعد کسی سوچ کی گھر میرے دماغ میں نہیں آئی۔"

"آئیے میرے لگا۔ مسٹر! میں اس سلسلے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ مجھے جوا کلمات ملے ہیں، ان پر عمل کر رہا ہوں اور آپ سے بھی عمل کر رہا ہوں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بجے لگی۔ آئیے میرے آگے بڑھ کر رسید اٹھا یا پھر سنا۔ دوسری طرف سے کہا گیا "جو حکم دیا جا رہا ہے اس پر فوراً عمل کرو، ذرا بھی تاخیر نہیں ہونا چاہیے۔"

پاؤں تکب کے ساتھ جا کر ہو سکتے ہیں اس کو حراست میں لے لو۔ ہاتھ پاؤں اس طرح جکڑ دو کہ وہ حرکت نہ کر سکے حکم کی تعمیل ہوتے ہی مجھے فون پر اطلاع دو۔ دس آل“

آفسیر نے لیڈر کو دیکھا پھر فوراً ہی پولیس سے ریلوے سٹیشن کو رومینا کو نشانے پر رکھتے ہوئے کہا: ہاتھ اوپر کرو۔ ذرا بھی حرکت نہ کرنا۔

سونیا سمجھ گئی اور دھڑکی کا زناش ہوا ہے۔ ادھر اسے حراست میں لیا جا رہا ہے۔ آفسیر ٹنڈا کا زین سپاہیوں کو کہہ رہا تھا وہ فوراً اندر چلے آئیں لیکن تکب نے دھڑک دوڑا تو اسے کو اندر سے بند کر لیا پھر غصے سے پوچھا: یہ کیا حرکت ہے؟

”مستر تکب! مجھے غم لگ رہا ہے کہ میں اس ایئر ہو سکتی ہو گرفتار کر لوں“

”جس نے غم دیا ہے وہ پاگل کا بچہ ہوگا۔ یہ میری حالت ہے۔ ریلوے سٹیشن“

آفسیر نے غصے سے کہا: دروازہ کھولو اور میرے معاملات میں مداخلت نہ کرو۔

تکب سونیا کے سامنے ڈھال ہتھے ہوئے لولا: ”میری سجد میں نہیں آ رہا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میں طیارہ نیو یارک لے جانا چاہتا تھا لیکن ایب نے آیا۔ مایوس ہو کر پریس ریلوے کو زکو تیا نہیں کیا کیا جوابات دے دیے ہیں۔ سوچتا ہوں جو حیرت ہوتی ہے“

سونیا نے موقع پاتے ہی تکب کو پیچھے سے دھکا دیا۔ وہ جا کر آفسیر سے ٹکرایا۔ دونوں ایک دوسرے سے لپٹ کر صوفے پر گر پڑے پھر اس سے پہلے کہ آفسیر اٹھ کر سنبھلتا اس کے ہاتھ سے ریلوے لڑکھا لیا تھا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ سونیا اسے نشانے پر رکھتے ہوئے آہستہ سے بول رہی تھی: ”سپاہی دروازے پر دستک نہ رہے۔ یہ زندگی جانتے ہو تو ان سے کہو۔ ہاتھ پر چاب پرا دیتے رہیں۔ ابھی کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

یہ کہتی ہی اس نے ریلوے کی نال کو اس کی پیشانی سے لگا دیا۔ وہ سمجھ کر لولا: ”ابھی آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ واپس اپنی ڈیوٹی پر جاؤ۔ ضرورت ہوگی تو بلاؤں گا۔“

دروازے کا ہار خاموشی چھا گئی۔ واپس جلتے ہوئے ڈیوٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ سونیا نے اسے بدستور نشانے پر رکھتے ہوئے ٹھکر کے پرے کو ڈھاکا دیا۔ دیکھا۔ سپاہی دور چلے گئے تھے مکان کے احاطے میں چاروں طرف پھرا دے رہے تھے۔ اس نے پھر حکم دیا: ”اب ایک سپاہی کو اندر بلاؤ۔“

اس نے پیچھے سے انٹر کے کمر کو پکڑ کر ایک ہا دھکا دیا۔ اسے لے کر دروازے کے پاس چلی گئی۔ اس سپاہی کو نام لے کر آواز دی۔ تھوڑی دیر بعد قدموں کی آواز سونیا نے آہستہ سے کہا: دروازہ کھولو اور اسے اندر لے آؤ۔ اس نے ہدایت کے مطابق دروازے کو کھولا اور ”آجیو“

مجھے یہی وہ انداز سونیا نے ایک جھٹکے سے دروازہ کو بند کیا پھر کہا: ”ہتھیار چھینک دو۔ دروازے سے انٹر کی جانے گی۔“

سپاہی کو کھولا گیا تھا۔ وہ کبھی سونیا کو اور کبھی اپنے کو دیکھ رہا تھا جس کی کنپٹی سے ریلوے لڑکھا ہوا تھا۔ اس نے نہ مگر پر ریلوے چھینک دیا۔ سونیا نے دونوں کو اپنے ریلوے کو رکھتے ہوئے ہتھیار گواہا۔ انھیں لے کر ہاتھ درم کے آئی۔ دروازہ کھول کر سپاہی کو اندر جانے کے لیے کہا۔ تکب جلا گیا تو اس نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا۔ اس کے اوپر بولی: ”اب دوسرے کو بلاؤ۔“

یہ عمل اتنی قریب سپاہیوں تک جاری رہا۔ وہ اس طرح آہ بانی رہی اور ہاتھ درم میں بند کرتی رہی۔ یہ چارہ تکب ریلوے کو پھر رہا تھا: ”سیلی! یہ کیا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ تم اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتی۔ آج بڑی ٹیڑھا سرانگ رہی ہو۔“

”تم خاموشی سے تماشا دیکھتے رہو۔ میں ان سے نمٹ سانی باتیں سمجھا دوں گی۔“

میں اس وقت تک سونیا کے پاس بیٹھ گیا تھا اور اپنی کی اطلاع دے کر خاموشی سے تماشا دیکھ رہا تھا۔ وہ لٹنے فون کہنے اور ہنگامہ برپا کرنے میں نہ تو وقت ضائع کرنا چاہتی تھی۔ نہ ہی اس پاس کے لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتی تھی۔ وہ اپنے لڑکے پر بڑی کامیابی سے عمل کر رہی تھی۔

چاندل سپاہیوں کے ہتھیار فرش پر پڑے ہوئے تھے اس نے ٹھوکر مار کر ان ہتھیاروں کو دوسرے کمرے پر پھینکا دیا۔ پھر اس کمرے کے دروازے کو بند کر دیا۔ اس کے بعد ریلوے کے سپاہی کو خالی کمرے ہوئے کہا: ”آفسیر! میں خاموشی پسند کرتی ہوں۔ کوئی شور ہوئے تو کان دیکھتے ہوں۔ لیکن تم بھی شور نہ مچاؤ۔“

تکب چاب بند ہو گیا۔

اس نے ریلوے کے تمام بلٹ اپنی جیب میں رکھ لیے۔ آفسیر نے دیکھا ریلوے کو خالی ہو گیا ہے تو ایک ایک اس کی طرف لپکا۔ اسے پکڑنا چاہتا تھا۔ سونیا نے اس کے ایک ہاتھ کو پکڑ کر کھٹکا دیا۔ وہ اس کے پیچھے جا رہا تھا ایک دیوار سے ٹکرا گیا۔

پہلے ہی اس کی کمر پر لات پڑی۔ اس ٹھوکر کی تکلیف نے پہلے پر مجبور کیا تو منہ پر گھونسا بڑا دھڑا۔ اسے سنبھلنے کی فرصت نہیں دے رہی تھی۔ ہاتھ پکڑتے ہوئے جوڑو کا داڑ استعمال کیا تو وہ کمرے کے ایک سرے سے ہو کر اٹھا ہوا۔ قلابا بازی کھاتا ہوا دوسری طرف جا کر چاروں نشانے چت ہو گیا۔ ریلوے کی ہتھیاری طرح دیکھنے لگی تھی۔ وہ چٹا چٹا تھا۔ سونیا نے اپنا پاؤں اس کے منہ پر رکھ دیا اور کہا: ”میں پہلے کبھی ہوں کہ مجھے خاموشی پسند ہے۔“

وہ اس کے پاؤں تلے عمل رہا تھا۔ اس نے کہا: ”اب باز نہیں آؤ گے اور شور مچانا چاہو گے تو میں اس میں ایک سیٹ رکھ رہی ہوں۔“

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بلٹ نکالا اور لڑکے کے جبین میں رکھنے لگی۔ وہ نہیں نہیں کے انداز میں سر ہلاتے لگا۔ پھر اس نے پاؤں ہٹا کر پوچھا: ”خاموش رہو گے؟“

اس نے سر ہلایا۔ سونیا نے کہا: ”تکب! اپنا رومال دو۔“ اس نے میز پر رکھے ہوئے ایک اخبار کو اٹھا کر اس کے ایک دھکے کا گولہ پانا۔ اسے انٹر کے منہ میں ٹھونسنے لگی۔ وہ اوپر اٹھ کر اٹھا لیکن ریلوے کو دیکھ کر جیب ہو جانا تھا۔ اس نے جیب سے رومال لے کر اس کے منہ پر باندھ دیا۔ اسے پکڑتے ہوئے ایک اسٹور روم میں لے گئی۔ وہاں سے ایک رشتی لے کر ہاتھ اور پاؤں اس طرح باندھ دیے کہ وہ جھجک کر انھیں کھول بھی نہیں سکے۔ پھر اسے اسٹور روم میں چھوڑ کر باہر سے بند کر دیا۔

تکب شدید خیرانی سے یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے فراغت پائی تو وہ تعجب سے بولا: ”سیلی! میں نے تمھارا یہ رویہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آخر معاملہ کیا ہے یہ لوگ تمھیں گرفتار کیوں کرنا چاہتے ہیں؟“

”تکب! مجھے انفس ہا میں تمھاری سیلی نہیں ہوں۔ وہ تمھارے پاس جلد ہی پہنچ جائے گی۔ اگر تم اسے زندہ دیکھنا چاہتے ہو اور غور نہ رہنا چاہتے ہو تو فوراً آئیں۔“

وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر کمرے میں چلی گئی۔ اس نے ہاتھ چھڑا کر پوچھا: ”تو تیار! اس کی انگلیاں کسی دوشیزہ کی انگلیوں میں نہیں بلکہ فلاڈی شین میں چھپی ہوئی ہیں۔ وہ حیران حیران اس کے ساتھ گھسٹا چلا گیا۔ باہر دی گئی کھڑی ہوئی تھی جس میں انھیں لارگیا تھا۔ وہ اٹھ کر سیٹ سنبھالتے ہوئے بولی: ”فرار ادب بتاؤ کمال جانا ہے۔“

میں اسے ریڈ پارک کے اینٹ ڈانڈر میں کا پتا بتانے لگا۔ اس نے کارا شاکر کی پھر تیزی سے ڈانڈو کی ہوئی لگے

بڑھ گئی۔ تقریباً دو میل جانے کے بعد اس نے گاڑی کو ایک جگہ روکا۔ پھر کہا: ”تکب! میں نے تمھیں نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ اور نشانہ سبکی کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا۔ لہذا یہاں سے ٹپتے ہوئے اسی مکان کے پاس جاؤ اور ان سپاہیوں کو آزاد کر دو۔ اگر تیزی سے دوڑتے ہوئے جاؤ گے اور ملے جلد انھیں نہات دلائے گی۔“

تکب دھواڑ کھول کر باہر آیا۔ پھر دروازے کو بند کر دیا۔ سونیا نے گاڑی کو آگے بڑھا دیا۔ تیزی سے ڈانڈر میں کے مکان کی طرف جانے لگی۔ میں نے پوچھا: ”تم وہاں تک پہنچ جاؤ گی؟“

”میں تل ایب میں کافی عرصہ بچی ہوں۔ یہاں کے راتوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تم بتاؤ۔ آئندہ کے لیے کیا سوچ کر رہے ہو؟“

میں نے اسے رومیل کے متعلق بتا دیا۔ وہ بولی: ”یہاں وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً دروازے سے اہم معلومات حاصل کرو۔“

رومیلا اپنے کار سے نکل چکی تھی۔ ایک چھوٹی سی کار میں بیٹھ کر ڈانڈر میں کی طرف جاری تھی۔ میں نے کہا: ”ماتے میں یک پل کا سامان خرید لو اور اپنے دفتر معاملات کے متعلق بتاؤ۔“

اپنے دوستوں اور شناساؤں کے بارے میں بھی تفصیلات بیان کرتی ہاؤ۔

وہ کہنے لگی: ”یوں تو مجھے اس پاس کے کارروائے اچھی طرح جانتے ہیں لیکن میں تکب پر بھی کٹائی ہوں کسی سے زیادہ نہیں۔ بڑی پوسے اسٹاف کا خیال ہے کہ میں اپنے چیف کی فاشٹ ہوں۔“

”کیا یہ درست ہے؟“

”ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا چیف ساتھ برس کا بوڑھا ہے۔ مگر خود کو جوان ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مجھ پر اثر رہا ہے۔ میں اسے اپنی آوازوں سے دیوانہ بناتی رہتی ہوں تاکہ ضروری معلومات حاصل ہوتی رہیں۔“

وہ بولتے رہنے کے دوران ایک بہت بڑے اسٹور کے سامنے ٹک گئی۔ کار سے نکل کر اندر گئی۔ تکب آپ کے ہنگے اور ضروری سامان خریدنے لگی۔ میں اسے گاڑی کے ہاتھ کر ہاتھ کر سونیا کو کن چیزوں کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ وہ تمام سامان خرید کر پھر کار میں آئی اسے ڈرائیو کرتے ہوئے ڈانڈر میں کے دروازے کے سامنے پہنچ گئی۔ وہ اٹھ کر ہاتھ لگا۔ آگے بڑھ کر بولا: ”پلی آؤ۔ مادام سونیا آگئی ہیں۔“

وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولی: ”کیا کسی ٹیکسی میں آئی ہیں؟“

”وہ اتنی ناواں نہیں ہیں کہ ٹیکسی والے کو یہاں تک لائیں وہ پولیس والوں کی گاڑی میں آئی ہیں۔ سامنوں نے گاڑی کو دست

دودھ چھوڑ دیا یا پھر بیدل یہاں تک آئی ہیں؟
 دیکھو اس کے ساتھ اندر آئی سونا ایک کمرے میں
 بیٹھی سلی کا ایک آپ اتار دی تھی میں نے کہا وہ دیکھو
 مجھے بہت کچھ معلوم ہو چکا ہے، تم ایک آپ کے لئے کے دوران
 اس سے ضروری سوالات کرتی رہو۔ وہ جواب دیتی رہے گی۔
 میں ذرا پارس کی خبر لے کر آتا ہوں؟
 اسی وقت رسوخ نے کہا کہ میرے پاس آؤ کیا بات
 کے ذمے دار افراد مجھے باتیں کرنا چاہتے ہیں؟
 میں نے سونا کو بتایا رسوخ مجھے پارس کے پاس بلا
 رہی ہے۔ میں عورتی در لاجد آؤں گا؟

میں اپنے بیٹے کے پاس پہنچ کر مجھے اس کے ذیلے دی
 شاندار محل نا کو بھی دکھائی دی جس میں کچھ حصہ پہلے ڈی شیا نے
 قیام کیا تھا جہاں آٹھ ایک لیدی گاڑی کی حیثیت سے
 پہنچ تھی جی جس بڑے سے ہاں نا ڈرائنگ روم میں شیا نے ہاں
 کے مندر بار ملاقات کرتے تھے، اسی ڈرائنگ روم میں آج بھی بہت
 سے ذمے دار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ پارس دوسرے جانوں کے
 درمیان اس طرف جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے منگل پانڈے میں
 رہا تھا۔ جب وہ ڈرائنگ روم میں پہنچا تو تمام افراد اٹھ کر کھڑے
 ہو گئے۔ دیکھا جائے تو وہ ایک بڑے بڑے اور اس کے سامنے اس کی
 حکومت کے لئے بڑے عمدے دار اور ذمے دار افراد تھے جو کسی
 کے سامنے ٹھکانا نہیں جانتے تھے لیکن ضرورت کی کوئی چیز زمین پر
 پڑی ہو تو سہاگنے کے لیے جھک جاتے تھے۔ پارس بھی ان
 کی ضرورت تھا۔ وہ اسے نقصان پہنچاتے تو ان کی پوری قوم اور
 ملک کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا اگر اسے خوش رکھتے تو ہم
 سے دوستی کی توقع رکھتے تھے۔ اسی لیے وہ اس کی آمد پر ہلکا
 کر کھڑے ہوئے تھے جیسے کسی ملک کا شاندار آیا ہو اور وہ
 اس کی انصاف کر رہے ہوں۔

اس کے لیے ایک موزوں مخصوص تھا۔ وہ اس پر بیٹھ گیا۔
 اس کے سامنے تمام افراد اس کے کی صورت میں موزوں بیٹھے
 ہوئے تھے۔ ایک شخص نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا نا ماسٹر پارس
 کیا آپ کی ماما اور پاپا موجود ہیں؟

اس نے جواب دیا میں آپ لوگوں کے لیے کافی ہوں۔
 ضرورت محسوس کروں گا تو انھیں مخاطب کروں گا؟
 اس شخص نے کہا ہم تسلیم کرتے ہیں آپ ایک عظیم
 باپ کے ہونا رہتے ہیں۔ ہمارے سوالوں کا بڑی حد تک جواب
 دے سکیں گے لیکن ہم بہت سے پیچیدہ معاملات میں گفتگو کرنا
 چاہتے ہیں؟

آپ گفتگو شروع کریں۔ معاملہ پیچیدہ ہو گا تو وہ آپ
 جائیں گے؟
 جب ڈی شیا اس ڈرائنگ روم میں آیا کرتی تھی تو
 کے ساتھ بھی ہوتا تھا۔ اس کے سامنے بیٹھے ہوئے افراد
 گفتگو کرتے تھے۔ بات کا اندیشہ نہیں ہوتا تھا کہ ہم ان
 دعاؤں میں پہنچ کر وہاں کے اہم باز معلوم کر سکیں گے۔ وہ بڑے
 لوگ آکر بیٹھا کرتے تھے، ان کا اس ملک کے اہم بازوں سے
 تعلق نہیں ہوتا تھا کہ سب جو نیر افسران ہوتے تھے۔ ان کے
 سینئر افسران کہیں دور چھپے ہوئے تھے اور داغ و خون کے ذرا
 وہاں سے ساری گفتگو کو سنتے تھے جن سوالوں کے جواب عجز
 تھے، وہ وہاں سے جواب ارسال کرتے تھے۔

پارس کے سامنے بیٹھے ہوئے لوگوں کو یہ اندیشہ نہیں
 کہ ہم میں سے کوئی ان کے دعاؤں میں پہنچ کر انھیں نقصان
 سکتا ہے یا ان سے کوئی اہم باز معلوم کر سکتا ہے۔ ایک شخص
 اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا کہ ہم بھارتی سفارت خانے کا سیکرٹری
 ہوں اور سوال کرتے آیا ہوں کہ میرے ملک کے ایک پارس
 کو آپ نے کیوں اپنے ساتھ رکھا ہے؟

پارس نے جواب دیا میں صرف اس ملک کے اہم ذمے
 افراد سے گفتگو کروں گا۔ سفارت کی بات بھارت میں نہ تھی۔
 آپ اس مینٹنگ میں ایک غیر ضروری شخص ہیں۔ میں آپ سے ہر
 کوئی گناہور باہر بلے جائیں؟

ایک اسرائیلی افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا نا ماسٹر
 بے شک یہ آپ کے لیے غیر ضروری ہیں لیکن ہم سے ان کے
 سفارتی تعلقات ہیں۔ یہ ہم سے جواب طلب کر رہے ہیں کہ سر
 منگل پانڈے کو یہاں کیوں رکھا گیا ہے؟

”پھر بات بڑھ جائے گی۔ میں سوال کروں گا کچھ بھی
 کئی ماہ سے بھارتی سرکار سے جیسی ہے جائیں کیوں رکھا تھا؟
 طیارے میں بارہا تھا اسے ہائی میک کرنے کی کوشش کیوں کا
 بھارتی سرکار کو میری ماما اور پاپا سے کیا دوستی ہے؟ وہ بے
 برحمان بنا کر کیوں رکھنا چاہتے تھے۔ ان تمام سوالوں کے جواب
 ملنے کے بعد میں منگل پانڈے کو یہاں سے جانے کی اجازت
 دوں گا؟

اسرائیلی افسر نے بھارتی سفارت خانے کے سیکرٹری سے
 کہا کہ آپ نے جواب سن لیا ہے آپ جواب میں جو کتا جانتے ہیں
 اس کے لیے کوئی اور وقت مقرر کریں۔ ہمیں بھی اپنے معاملات
 پر گفتگو کرنا ہے۔ پیر یہاں سے تشریف لے جائیں؟
 وہ شخص وہاں سے چلا گیا معافی افسر نے کہا: آپ

سوالوں کے نہایت معقول جواب دے رہے ہیں کیا آپ کے
 والدین موجود ہیں؟
 آپ مجھ سے یہ سوال دوسری بار کر رہے ہیں۔ تیسری بار

ذکر ہیں؟
 وہ افسر حنیف کا اس پاس بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھنے لگا۔
 پارس نے کہا بات میں شروع کرتا ہوں ختم آپ کریں اور بات یہ
 ہے کہ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے؟

ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا اپنی ٹانگیں گرہ درست کرتے
 ہوئے کھڑا کرکھا صاف کرتے ہوئے بولا کہ جناب! اس بات
 کا جواب بہت طویل ہے۔ پھر بھی میں اختصار سے کام لینے کی
 کوشش کرتا ہوں جن شخص کو تیرا آتا ہو وہ کسی نہ کسی طرح ہاتھ
 پاؤں مار کر اسے ملک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے، اسی طرح ہم
 آپ کو فرما دیا ہے۔ دوستی نہ کرے۔ ہم آپ کو سیدھے ہاتھ
 پاؤں مار کر ان سے دوستی کی ضرورت ہے۔ یہ میں نے لفظ خدا سے
 استغاثہ کیا ہے کہ یہ ایک طرف نہیں ہوگی۔ باہمی سمجھوتہ ضروری ہے
 اور ہم اسی سمجھوتے کے لیے پہلے بھی کئی بار اسی مرکز میں کرتے
 رہے ہیں۔ ایک بار ماما دوسرے کو ہم نے دھماکا بنا کر رکھا۔
 دوسری بار شیا بیال آئی۔ ہمیں اس کی موت کا بہت عہدہ
 ہے ہماری قوم کی ایک ٹی پی پی جانتے والی ہماری غلط پالیسیوں
 کے نتیجے میں ختم ہو گئی تیسری بار ہم نے آپ کو اغوا کیا ہے لیکن
 آپ سمجھ رہے ہیں ہم نے آپ کو قیدی نہیں بنایا ہے۔ آپ
 کی بے حد عزت کر رہے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے خواہ آپ
 کے دلائل سے دوستی ہو یا نہ ہو؟

”اگر آپ کو اس بات کی پروا نہیں ہے کہ دوستی ہوگی یا
 نہیں تو پھر مجھے اٹھ کر لے کر ضرورت کیا تھی؟“

اس نے جواب دیا ہم اس طرح ثابت کرنا چاہتے ہیں
 کہ سس نا کہیوں کے باوجود اس قدر دوستی کے خواہشمند
 ہیں۔ ہم پہلے کی طرح آج بھی یقین دلاتے ہیں کہ دوستی سے
 کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھائیں گے بلکہ ہم زیادہ سے زیادہ
 ان کی خدمت کریں گے؟

”آپ جانتے ہیں ایک نیا م میں دو خوارش نہیں دے سکتا
 جیسا کہ آپ کی ٹی پی پی جانتے والے میں بھائیوں کا خاندان
 جو بڑے تو ہم سے آپ اس بات کی توقع کرتے ہیں؟“

”آپ کے والدین ہم سے دوستی کریں پھر ہم جواب دیں گے؟
 میں نے اگر ہم دوستی کریں گے تو آپ شارب راہ اور اس کے
 بیٹے کو جاننے والے خاندان سے قطع تعلق نہیں کریں گے؟
 ”اجی ہم اس بات کا جواب نہیں دے سکتے“

”تمہارے جواب دینے یا نہ دینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا
 شارب پر موجود ہو گا تو تمہارے دماغ میں چھپے ہوئے جواب کو
 پھیلے گا؟“

”ہمیں ایسے اہم سوالوں کا جواب دوسری طرف سے
 موصول ہو گا۔ جی ہم جواب دے سکیں گے۔ شارب صاحب کو بھی
 ہمارا دماغ پڑھ کر مالاوی ہوگی؟“
 شارب ہمیشہ ایک سینئر آفیسر کی ہام کے ذریعے یہاں
 کے حکام سے رابطہ قائم کرتا ہے۔ کیا وہ اس وقت بھی موجود ہو
 گا کیا مسٹر کی ہام یہاں موجود ہیں؟

”نہیں مسٹر ہام یہاں نہیں ہیں اور ہم یقین سے نہیں کر سکتے
 کہ شارب صاحب خیال غوا کی کے ذریعے اس وقت ہمارے
 درمیان میں یا نہیں؟“

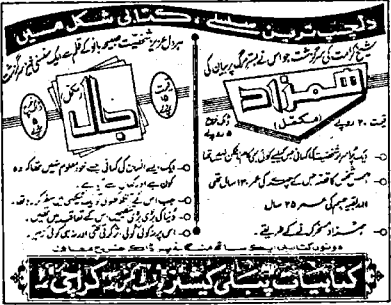
ایک دوسرے افسر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا کہ ہماری
 گفتگو دوسرا رخ اختیار کر رہی ہے، ہمیں اپنے موضوع کی طرف
 آنا چاہیے؟

پارس نے تاثر میں سر ہلا کر کہا ”بے شک“ آپ دوستی
 کے موضوع پر کوئی فیصلہ کن بات کرنا چاہتے ہیں؟ اگر میں والدین
 کی طرف سے دوستی کے لیے ہاں کہہ دوں تو مجھے یہاں سے جانے
 کی اجازت مل جائے گی؟

”جیسا کہ ہمارے ایک ساتھی نے کہا ہے کہ ہم کوئی فیصلہ
 جواب نہیں دے سکتے دوسری طرف سے جواب ارسال ہو گا
 تو آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا؟“

”ہی ایسی جواب جانتا ہوں اس لیے آپ اپنے پیچھے ہٹنے
 سینئر افسران سے جواب طلب کریں؟“

ایک شخص ٹی وی اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ دوسری
 طرف سے کیمروں کے ذریعے جواب ارسال کیا جاتا تھا اس اسکرین
 پر تحریری جواب موصول ہونے لگا۔ وہ شخص بڑھ کر سنانے
 لگا نا ماسٹر پارس! ہمیں بے حد خوشی ہے جو بات آج تک



آپ کے والدین نے نہیں کہی کہ وہ آپ کی زبان سے ادا ہو گئی۔ یعنی آپ دوستی کے سلسلے میں پہلی بار ہاں کہہ رہے ہیں۔ ہم یقین دلاتے ہیں کہ آپ ہماری دوستی کی یہ بات نہ مانندہ رہیں گے۔ اپنے والدین کی طرف سے دوستی کی ضمانت دے دیجیے۔ ہم آپ کو زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ تھماں رکھیں گے۔ اسرائیل کے اہم مقامات کی سیر کریں گے۔ اس کے بعد آپ کو آپ کی ماما اور باپ کے پاس پوچھا دیں گے۔

”آپ دوستی کی ضمانت کس طرح چاہتے ہیں؟“
میرے والدین نے کسی سے تحریری معاہدہ نہیں کیا جس سے دوستی کا وعدہ کیا اسے ہر حال میں نبھایا۔
”کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کس طرح مطمئن کر سکیں گے؟“
پارس چند گھنٹوں تک خاموش رہا اور سوچتا رہا جیسے بہت سوچ سمجھ کر جواب دے رہا ہو۔ حالانکہ وہ ہم سے جواب سننا تھا اور بولنا تھا مگر وہ بولنا اصل بات یہ ہے کہ ہم بنیادی طور پر ایک دوسرے سے دشمنی رکھتے ہیں ہمارے اندر ہر قسم کے نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارا ایک ٹیلی پیجی جاننے والا یا جاننے والی آپ کے ملک میں مستقل قیام کرے گی تو آپ کو یقین نہیں آئے گا۔

انصر نے جلدی سے کہا: ”کیوں نہیں جناب! مفروضہ یقین آئے گا۔“

”جب وہ یہاں آجائے گی تو آپ کہیں گے یہ وہی ہے۔“
اس انصر نے کچھ سوچ کر کہا: ”آپ کی بات درست ہے۔ جب یہاں شہر آباد تو ہم تہذیب میں رہیں گے۔ اصل یہ بات یہ ہے کہ اخلاق تک ہمیں اس کے اصل یا نقل ہونے کا پتا نہ چلا۔ آج بھی اس کے لیے مدد ملتا ہے۔ ہم کبھی سوچتے ہیں شاید وہ زندہ ہے، ہمارے لیے زندہ ہے اور ایک دن کائنات میں انڈاز میں آئے گی اور ہم حیران رہ جائیں گے۔“

پارس نے کہا: ”آپ حیران تو ہوں گے لیکن اس یقین کبھی نہیں کریں گے کیوں کہ دشمن اسے وہی ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ آپ لوگوں کو اٹھاتے رہیں گے اور آپ کے لفظ جاری کا ثبوت دیتے رہیں گے جیسا کہ پہلے بھی دیتے رہے ہیں۔“
”ہم سے یہ غلطی ہو چکی ہے۔ ہم انکار نہیں کریں گے۔ واقعی ہم دوسرے ٹیلی پیجی جاننے والوں کے ذریعے اٹھ جاتے ہیں۔“
”تو پھر آپ میں فیصلہ کر لیں اور اس کی شہادت میں جواب دیں۔ آپ کس پر بھی دوسرا کہتے ہیں؟“

”ہم اپنے سینئر انسانوں سے جواب طلب کیے۔ لیکن یہ کہنا ہوتا ہے کہ ہم نے ان کی دوستی کی ضمانت کے طور پر آپ کا کوئی ایک

ٹیلی پیجی جاننے والا یا جاننے والی ہمارے ملک میں مستقل کرے تو ہم شاربہ ادا اس کی پہلی سے تعلق ختم کر لیں گے۔“
پارس حوصلے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک طرف ہاتھ مارتے بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ پھر ڈب ڈب کر دوسری طرف چلتا ہوا دوسری طرف بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ اس کے بعد لڑا لڑا آپ لوگ جسے اپنی قوم کی ٹیلی پیجی جاننے والی شہادتیں ہیں، اس میں مقدس ہستی کوئی کتنا ہوں۔“

ایک انصر نے اسے ایسے دیکھا جیسے نادان بچے کو دکھا ہو۔ پھر کہا: ”ماستر پارس! آپ سے غلطی ہو رہی ہے۔ جو ہم ہیں ان کے لیے رہے، استعمال نہیں کرتے۔“ ”تھکا یا بھی؟“
”استغنا کرتے ہیں آپ کو کتنا چاہیے؟ ہماری قوم کی ٹیلی پیجی شہادتیں آپ کو آپ کا کہتے تھے۔“

”میں آج بھی انھیں جی کتا ہوں۔ خدا ان کی عمر دے۔“
”کسے وہ زندہ ہیں اور جب تک خدا چاہے گا ان پر کون آج نہیں آئے گی۔ وہ زندہ سلامت رہیں گی۔“

وہ ایک دوسرے کو بے یقینی سے دیکھ رہے تھے۔ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ بول رہے تھے۔ یہ بات سینئر انسان پہنچ رہی ہوگی۔ وہاں بھی یہی کھلبلی ہوگی۔ کیسٹرو اسکریں کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے بڑھنا شروع کیا: ”ماستر پارس! ہم آپ کی باتیں سن کر حیران ہیں۔ یقین نہیں کرنا چاہتے۔ یہ یقین ضرور کریں گے کیوں کہ آپ بہت ہی سنجیدہ ہیں۔ یہ یقین بیانی سے کام نہیں لیں گے۔ ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ آپ کی بات پر والدین ہیں آپ کوئی فرقہ فتنے دار یا گفتگو نہیں کریں گے۔ ہمارے یقین دلائیے کیا ہماری قوم کی ٹیلی پیجی شہادتہ ہے؟“
”بفضل ربی وہ زندہ سلامت ہیں۔ میں انھیں یہاں لے سکتا ہوں۔“

کیسٹرو اسکریں کے سامنے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ”اور سے اس کا تھکا ہوا ہونے میں آپ تمام حضرات ماستر پارس کے سامنے گھٹے ٹیک دیں۔“

کیسٹرو اسکریں کے ذریعے دیکھتے ہی تمام لوگ اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔ پھر پارس کے سامنے گھٹے ٹیک کر سر کو جھکا لیا۔ وہ شخص کیسٹرو اسکریں کو دیکھتا ہوا چلتا ہوا تھا۔ ماستر پارس! ہم آپ کو ان کے والدین کو سلام کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی غلطیوں کا شہدہ احساس ہے۔ ہم نے آپ لوگوں پر ہم دوسرا نہ کر کے شہادتہ اٹھائے ہیں۔ ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں، ہم آئندہ آپ کے دشمنوں پر اعتماد نہیں کریں گے۔ آج سے اور اس لیے ہم شاربہ اور اس کی پہلی سے تعلق ختم کر رہے ہیں۔ آج اس کے ذریعے

ہم اپنی ہی دماغی اذیتیں برداشت کرنا چاہیں لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ آپ کے والدین ہیں ان سے معذور رکھنے کی کوشش حتی الامکان لے رہے ہیں۔“

پارس نے کہا: ”میں دوستی کی اس ابتدا میں ایک اور خبر پوری سنا چاہتا ہوں۔“

وہ سب اسی طرح گھٹے ٹیکے ہوئے اور سر جھکا کر بیٹھے تھے۔ پارس نے کہا: ”پہلے آپ لوگ اپنی جگہ آرام سے بیٹھ جائیں۔“
وہ اٹھ کر اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پھر اس نے کہا: ”شاربہ آپ لوگوں کے خدا میں کبھی نہیں پہنچ سکے گا۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوتا ہے وہ ایک لمبی داستان ہے جو میں پھر بھی آپ کو سناؤں گا۔ یا میری شہادتیں آکر سنائیں گی۔ ہمیں یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا ہے کہ آپ نے شاربہ کی خیالی خواب کے مقابلے میں ہمیں ترجیح دی اور اس مصیبت سے ذرا نہیں گھبرائے کہ وہ آپ کے لیے غلاب جان بن سکتا ہے جو کہ آپ لوگوں نے سنجائی کا ثبوت دیا اس لیے ہم شاربہ کے شفق پر صبح بیان کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کو اس ٹیلی پیجی جاننے والے سے ضمانت مہیا کر دو۔“

کیسٹرو اسکریں کے ذریعے کہا: ”ماستر پارس! آپ ہمیں بے حد بے خوش خیال بناتے ہیں۔ ہم آپ کے والدین کی دوستی شہادتیں کی آمد اور شاربہ کے خلاف ہمیں ہتھوں ہتھ ملنا نہیں گے۔“
”اب میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔ کلی صبح اس شہر کو دیکھوں گا۔ شام کو پھر شہر میں آؤں گی اور فیصلہ ہوگا کہ دوستی کی ابتدا کیا ہوگی اور کیسے ہوگی۔“

ایک انصر نے سوال کیا: ”کیا آپ ہمیں شاربہ کے شفق کچھ اور بتا سکتے ہیں۔ وہ کیوں ہماری طرف رخ نہیں کرے گا؟ کیا وہ آپ لوگوں کی قیام ہے؟“

”اس سلسلے میں بھی کچھ گفتگو ہوگی۔“

”ایک آخری سوال کرنا چاہتا ہوں آپ جس طرز سے میں آئے اس کی تائید ہو سکتی ہے۔ میں اپنے یقین کے ذریعے شاربہ کی تائید کرنا چاہتا ہوں۔“
”ہم کو نہیں، یہ میری تمنا ہے۔“

”تمنا؟ سب اسے حیرت سے اور سوالیہ نظروں سے دیکھتے تھے۔ وہ لڑا لڑا میری تین ماہیں ہیں۔ میں اپنی پیدا کرنے والی کو اما کہتا ہوں اور جو ماں میرے دوسرے بھائی پارس کی پرورش کر رہی ہے اسے بھی کہتا ہوں اور جو ماں سب سے عظیم ہے اسے تم کہتا ہوں۔ مختصر یہ کہ میری سونا تمنا ہے کہ آپ کو یہ کہنا کہ اس کی جگہ کہ وہ باطل جیکب کے ساتھ نہیں، وہاں پولیس آفیسر کی ایک کمرے میں بند کیا گیا وہ تین ارباب کی ایک لاکھ عورتوں

میں گم ہو چکی ہیں۔“
سب پرست تامل طاری ہو گیا تھا۔ سب چپ ہو کر اس کا منہ ہلک رہے تھے۔ پارس نے پھر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا: ”انشاء اللہ ہمارے درمیان دوستی ہوگی لیکن دوستی سے پہلے آپ لوگوں کے یہ نہیں سوچنا کہ کچھ جیسے بچے کو اپورٹ کریں گے تو میرے ساتھ ساتھ ایک باہمی تامل ہوگی۔ آپ دعا کریں کہ میری تمنا آپ لوگوں کے لیے جلدی جان نہ بنیں۔“

وہ فوجی جانوں کے درمیان جاتا ہوا اس کمرے سے نکلے گیا۔ شکل باندھے بدستور اس کے پیچھے مل رہا تھا۔ ہماری کوشش یہی تھی کہ اس بار اسرائیلی سرزمین پر کوئی ہنگامہ نہ ہو اور دوسرا نہ فتنہ پیدا ہو جائے۔ اور ہم پوری آسانی سے پارس کو وہاں سے نکال لائیں۔ اب یہ بات کل پڑ گئی تھی۔
”اے! ہم شکا کو چلتے ہیں۔“

”میں نے غلام باقی کو مارتو سیری کے اپارٹمنٹ کا فون نمبر بتا دیا تھا کہ وہ مورتیا سے رابطہ قائم کرے۔ اس نے رابطہ قائم کیا۔ دوسری طرف سے رسیور برنارڈ سیری نے اٹھا دیا تھا۔ پوچھا: ”تم کون ہو؟“

”میں احمد الباقی بول رہا ہوں۔ مورتیا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

برنارڈ نے رسیور کے ماؤتھ میں پراکتھ کر رکھ کر مورتیا سے پوچھا: ”کیا تم کی احمد الباقی کو مانتی ہو؟“

وہ سوچنے لگی۔ اس نے کہا: ”وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔“
”تم اس سے پھر بات کر دو۔ میں اس کے دماغ میں پیچہ کھنکھاتی رہتی ہوں۔ آخر وہ کون ہے؟“

برنارڈ نے ماؤتھ میں سے ہاتھ ہٹا کر کہا: ”مستر احمد الباقی! میں مورتیا آپ کو نہیں پہچانتی ہیں۔“

”رسیور دو۔ پہچان میں لگی۔“

مورتیا نے براؤن کے دماغ میں وہ کلام باقی کی آوازوں کی طرح کو سنا تو فوراً بول گیا: ”اس نے خیال خانی کی برادر کی اس کے دماغ میں پہنچا یا؟ لیکن باقی نے سانس روک لی۔ رسیور کے ذریعے کہا: ”مستر برنارڈ! مورتیا سے کوئی فون پر بات کرے۔“

وہ رسیور لے کر بولی: ”اسے تم غلام باقی ہو؟“

”پہلے غلام تھا۔ اب نہیں ہوں۔ لہذا میرا نام احمد الباقی ہے۔“
”کیا تمہارے دماغ کو لاک کر دیا گیا ہے؟“

”ہاں! مجھے غلام سمجھ کر آپ نے کوئی میری زندگی میں آسکتا ہے نہ دماغ میں۔ البتہ دل کا دروازہ کھلا ہے۔“

”کیا بات ہے بڑے سادھت بن کر بول رہے ہو۔ انا تو سمجھتی ہوں بھارتی بھرت پر شہر پر اور ہرام گنگولی میں شہر پر اچھی طرح جانتا ہے میں تم پر مرمی ہوں لہذا وہ معاملے عدلیے مجھ پر چال چمک رہا ہے۔“

”تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے۔ میں غلامی کے ہر جال سے نکل چکا ہوں اور کسی کا لڑکا نہیں ہوں۔“

”میں کیسے یقین کر لوں کہ تم نے ان سے نجات حاصل کر لی ہے۔“

”پہلے مجھے اپنی ذات پر بھروسہ نہیں تھا۔ اپنی جانی فوت کا اندازہ نہیں تھا جب اسے آندا یا تو ساری زنجیریں ٹوڑ دیاں۔“

”تم نے فون کیوں کیا ہے؟“

”تم کوئی تو آئندہ آواز نہیں سناؤں گا۔“

”یہ بات نہیں ہے۔ میں یقین کرنا چاہتی ہوں کہ تم سچ بول رہے ہو۔ اس کے لیے اپنے دماغ میں آئے دو۔“

”منٹ کے حساب سے بتاؤ میری چٹائی کو سمجھنے میں کتنا وقت لوگا؟“

”آدھا گھنٹہ کا کافی ہے۔“

”گھنٹے کے حساب سے نہیں منٹ کے حساب سے۔“

”یہ کیا تک ہے، مجبوراً منٹ کم کر دو، جہاں ہو وہاں سے نکل پڑو اور میل چلتے رہو اگر تم سچے ہوئے تو پچیس منٹ بعد ملاقات کروں گی۔“

”لو، دماغ کے دروازے کھول دیے۔ میں یہاں سے نکل رہی ہوں۔“

مورنیا نے دسیور رکھ کر کہا ”برنارڈ! میرے ساتھ مجھو ڈرا کا دروازہ کھولتے رہو۔ میں دوسری دور سے غلام باقی کو دیکھتا اور پرکھتا جا رہی ہوں۔“

وہ کاربن آگڑ چھوٹی گئی۔ اس سے پہلے ہی وہ غلام باقی کے دماغ میں پہنچ گئی تھی۔ پہلے تو یہ سمجھ کر کہ تعجب ہوا کہ وہ بہت لمبے ہوئی میں قیام کر رہا تھا اور بہترین سوٹ میں بیوس تھا۔ اس کی جیب میں ہزاروں ڈالر تھے۔ وہ دماغ کی تہ میں پہنچ کر معلوم کرنے لگی کہ آخر یہ سب کچھ اسے کیسے حاصل ہو گیا۔

غلام باقی نے اپنے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا تھا کہ وہ دن مانی معلومات حاصل کرے۔ اسے معلوم ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ فریاد نے کیا ہے۔ اسے ہرام گنگولی کے توہمی عمل سے نکال دیا ہے۔ وہ شاربکی غلامی سے بھی آزاد ہو گیا ہے۔ غلام باقی نے کہا ”یوہنا! کیا تمہیں باپ سے فرما دیا جب نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ وہ تمہیں مجھے ملائیں گے۔ وہ زبان کے دفنی ہونے کا وقت آچکا ہے۔“

مورنیا خیال غلامی کے دوران برنارڈ کی رہنمائی کرتی جا تھی کہ اسے کن راستوں سے گزرنا ہے۔ پھر ایک جگہ غلام باقی پیدل چلتا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے کہا ”غلام! آؤ کھڑے ہو جاؤ۔ تم آنا ہی فاصلہ رکھو۔ کسی کو شبہ نہ ہو کہ ہم اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔“

”کیا تم اس کے دماغ سے معلوم نہیں کر سکتی ہو؟“

”بہت کچھ معلوم کیا ہے۔ وہ میرے دشمنوں کے چنگل نکل چکا ہے۔ پھر بھی اطمینان کرنا چاہتی ہوں کہ میں شاربکیا ہوں اس کا تعاقب تو نہیں کر رہے ہیں۔“

وہ دوسری دور سے اس پر نظر رکھتی جا رہی تھی۔ خندہ مزہ کے بعد وہ اسی بول کے سامنے گر گئی۔ گاڑی سے اتر کر بول ڈا جاؤں میں جاؤں گی۔“

غلام باقی تھوڑی دیر تک پیدل چلتا رہا پھر اس نے گھر دیکھتے ہوئے کہا ”مورنیا! پچیس منٹ پوسے ہوئے والے ہیں۔“

”میں تمہارے بول کے کوسے میں انتظار کر رہی ہوں۔“

”وہ فوراً ہی بول کی جانب ہٹ کر تیزی سے چلتے ہوئے بولا۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ میں نے کہنے کی جالی کا ڈنٹر بیچنے کی قہر۔“

”مکن کیسے نہیں ہے۔ میں نے ٹیل پیس کے ذریعے کا ڈنٹر کلرک کو ترپ کیا۔ اس سے چابی لی۔ پھر تمہارے کوسے میں آگئی۔“

وہ تیزی سے چلتا ہوا بول میں داخل ہوا۔ منٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچا پھر اپنے کوسے کے دروازے کو کھولنے کے لیے وہ جسے ہی کا فرنا انداز میں لٹی ہوئی تھی۔ وہ خاموشی ایک تو لوگ ایسے ہی اس کے دلوا۔

ہوتے ہیں۔ افراد اول سے بھر جاتے تو وہ دیوانہ دوڑا چلا۔ گا۔ اس نے سرگھما کر غلام باقی کو دیکھا تو ایک دم سے اٹھ کر آگئی۔ وہ تیزی سے اسے آنا شاندار لگ رہا تھا کہ دل کھینچا رہا تھا۔

وہ بستر سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ امریکا اور یورپ میں بلا کون دل والا تھا جو اس کا دیوانہ نہیں تھا۔ ایک سے ایک خورد زشت والے ایک سے ایک خورد مرد جوان تھے۔ دولت مند تھے اسے عزت اور شہرت کی بندلوں پر جالے جا سکتے تھے لیکن اگر کا دل کا لے پر آ گیا تھا۔

وہ خندہ مزہ سے ہو کر آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اس کے سامنے پہنچ گئی۔ اسے سر سے پاؤں تک دیکھا۔ کچھ کی موس ہو رہی تھی وہ اسے چھو کر دیکھنے لگی۔ پھر پریشان سی لگ رہی تھی غلام باقی نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

”تم اچھے لگ رہے ہو لیکن یوں لگتا ہے جیسے اس لباس نے تمہیں چھپا لیا ہے۔“

وہ اس کے بازو اور اس کے سینے کو چھو کر ٹٹول کر بولی ”یہی پتھر ہو کر نظر نہیں آ رہے ہو۔“

”یہی بائیں کر رہی ہو؟ میں تمہارے سامنے پورا کا پورا کھڑا ہوا ہوں۔“

”اچھا، یہ کوٹ اتار دو۔“

اس نے کوٹ اتار دیا۔ مانی بھی اتار دی۔ وہ بولی ”اپنی قمیض بھی اتار دو۔“

اس نے قمیض اتار دی۔ تب اس کا چٹان جیسا کالا بدن بچنے لگا۔ وہ ایک گری سائے کے کر سکتا ہے ہوئے بولی ”اسے نیچے ہی پسند ہے۔“

”یہ کہہ کر اس نے اپنے لالنے لالنے ناخن اس کی بنیان میں چھو دیے۔ پھر ایک جھٹکے سے اسے پھاڑ دیا۔ اب سیاہ محکمہ ہوا بدن اور زیادہ نمایاں ہو گیا تھا اسے دیکھ کر مورنیا کی آنکھیں خرابی ہو رہی تھیں۔ چہرہ متنازعہ تھا۔ پھر پڑا نے لٹی۔ ”تم میرے سو میرے دفنا دار رہو گے۔ سلام میرے غلام رہو گے۔“

غلام باقی نے اس کے دونوں بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کہتے ہوئے کہا ”اس خوش فہمی کو دل سے دماغ سے نکال دو۔ میں غلام نہیں، آزاد ہوں اور ایک آزاد انسان کی طرح تم سے محبت کر سکتا ہوں۔ تمہاری غلامی نہیں کر سکتا۔“

مورنیا کی آنکھیں پتھر کی جالیوں میں دھنسا گئیں۔ اس کے قدموں میں جھٹکے کو تیار تھی اور کہاں سے نہا کا غلام رہنے والا اسے دھکا دے کر الگ کر رہا تھا۔ وہ غصے سے سیمیاں کھینچ کر بولی۔

”تمہاری اتنی عزت تم اور مجھے دھکا دے رہے ہو۔ میں تمہارے دماغ میں اڑ رہی ہوں کہ دوں گی۔“

”دماغ کے دروازے بند ہو چکے ہیں۔“

وہ پاؤں پیچ کر بولی ”میرے سر کو چاہتا ہے تو اسے زبردستی حاصل کر لیتا ہے۔ میں عورت ہوں تمہیں چاہتی ہوں۔ تمہیں زبردستی حاصل کر لوں گی اور اس کے لیے جھٹکے مار دوں گی۔“

وہ کھڑکے مارا تو بید کی بات ہے۔ پہلے حاصل کے دیکھو۔“

وہ اسے گھورتی ہوئی ذرا پیچھے چلی گئی۔ مقابلہ جھڑپیں اٹھانے کے لیے اس نے جھٹکے سے آزمائے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے اس کے سامنے آزمائے گئی۔ عورت کے متعلق کسی کمالی میٹر تھا کسی کی زبان سے سننا یا کسی فلم میں وہ منظر دیکھنا اور بات ہوتی ہے عین نگاہوں کے سامنے وہ منظر ہو تو انسان کا ارادہ ڈگمگاتے لگتا ہے۔

غلام باقی آخر انسان تھا۔ قدرت نے مورنیا کو ہوش و حاشی اور غضب، ہلک جوائی دے رکھی تھی۔ وہ ایک ماڈل کی طرح ناوی بدل کر بولی ”میرے حش کیا ہے؟“

وہ سمجھ رہا ہوا کہ مورنیا ”جائے آئی آنکھوں کا تنوی عمل ہے۔“

وہ ہارک لیشی پرش کے پیچھے چھپتی اور کھتی ہوئی بولی۔

”میری اور میں کیسی ہیں؟“

”بجائیں ہیں جو ایک بادل سے نکلتی ہیں اور دوسرے میں چھپتی ہیں۔“

وہ ہنسی ہوئی ”تم سچی کہتی ہوئی اس کے پاس آئی پھر بولی ”میں بے ساختہ پیش کر دوں تو کیا دوں گے؟“

”میں قدرت کا اس سے بھی بیش بہا عطیہ پیش کر لوں گا جسے محبت کہتے ہیں۔“

”صرف محبت؟“

”وفا بھی۔“

”نہیں! منظور نہیں۔ میں خود کو تمہارے سپر وکر رہی ہوں۔ تم خود کو سر سے پاؤں تک میرے حوالے کر دو یا میرے لیے سے لولو تو میری زبان سے دیکھو تو میری آنکھوں سے سوچو تو میرے دماغ سے چلو تو میرے اشاروں پر۔“

وہ اسے سمجھ گئی سے دیکھ رہا تھا۔ دل دھڑک دھڑک کر عمل رہا تھا کہ اسے حاصل کر لے لیکن وہ خود برسر کرتے ہوئے بولا ”تمہاری بات کا جواب برنارڈ ڈسٹری کے پار منٹ میں دوں گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی ”مجھے نادان سمجھتے ہو۔ پہلے مطلب نکالنا چاہتے ہو اور یہاں سے مل کر اس اپارٹمنٹ میں جواب دو گے۔ آخر کیوں؟“

”میں وہیں مل کر بتاؤں گا۔“

”جب تک میں بتاؤں گے تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔“

اس کا خیال تھا وہ دیوانہ وار کرنے کا اور اس کی خوشامد کے گے گا لیکن وہ پتھر کے جھٹکے کی طرح جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔ وہ کن آنکھیں سے دیکھنے لگی۔ اسے غصہ آ رہا تھا غلام باقی پر اس نے اپنے آپ پر ہار لیا تھا۔ کیوں اس کی دیوانی ہو گئی ہے کیوں اسے حاصل کرنا چاہتی ہے۔ ابھی اس کا دل دھڑک دھڑک کر اس سلام نام محبوب کو بکار رہا ہے۔ گزربان سے کہ نہیں سکتی تھی۔

اپنا انا اور خوداری کو نہیں سمجھتی تھی۔

اس کا دماغ اور زیادہ غصے سے کھولنے لگا کہ بہت نے اتنا بھی نہیں کیا تھا۔ ”میری جان! لگ جاؤ مجھے سے سمجھو! کرلو!“

یہ مردانہ انداز نہ رہتا تھا۔ اس نے گزربان سے کہ نہیں سکتی تھی۔

ان کی مردانگی کو پیش پیش کرتی ہے۔

وہ جھجھلا کر مٹھیاں جھینکتی ہوئی بولی "کیا تم مرد ہو؟"
"میرا خیال ہے مرد اسے کہتے ہیں کہ اندھی پورے شباب سے کہتے اور وہ چٹان کی طرح اپنی جگہ سے نہل سکے۔"
وہ ہاؤں جھینکتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "میں تمھارا منہ تو بچ لوں گی۔"

اس نے لانسے لانسے ناخن اس کے چہرے کی طرف بڑھائے اس نے دونوں ہاتھ بڑھ لیے وہ خود کو چھڑانے کی جلد جھکرتے لگی۔ غلام باقی نے اس کی دونوں کلازاں صرف بائیں ہاتھ سے پکڑ لی تھیں پھر دائیں ہاتھ سے اس کے گالی پر ایک طمانچہ سید کر دیا۔ وہ لڑکھڑکھ کر ہنسی۔ ایک دم سے کہتے ہیں "آجی۔ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ جو غلام تھا اور اسے مالک کہتا تھا وہ تجھ پر مار دے گا۔ وہ کہہ رہا تھا "یہ میرے قبیلے کی رواج ہے جو عورت تاویں نہیں آتی اسے لٹ اور جوتوں سے سیدھا کیا جاتا ہے۔ ابھی تو میں ایک ہلکا ہاتھ جھانپ رہی تھی۔ پھر اچانک وہ آگے بڑھتے لگا۔ یہ سمجھ کر پیچھے ہٹنے لگی۔ پھر اچانک ہی غلام باقی نے اسے پکڑ لیا۔ ایک ہاتھ کے گھٹنے میں اس کے بچڑوں کو بچھڑ لیا۔ وہ خود کو جھڑپاتا جاتی تھی مگر کس کدہ جاتی تھی۔ تب اسے محسوس ہوا وہ ہی جاتی ہے اس کے منہ و شباب کی ترنا کرنے والے بیک ملنے تھے مگر جو جن دار ہوتا ہے وہ مانگتا نہیں بچیں دیتا ہے۔

لیکن وہ جھینپتے جھینپتے رہ گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں اسے اٹھا کر بستر کے اوپر بیک دیا پھر کہا "بب جاؤ۔" وہ محزونہ سی ہوئی تھی کسی اور میں دنیا میں بیٹھ گئی تھی۔ جب اس نے جانے کے لیے کہا تو غلام ٹوٹ گیا۔ وہ ایک دم سے چونک کر بولی "کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ تم تمھاری زبان سے بول نہیں سکتی تمھاری آکھ سے دیکھ نہیں سکتا تمھارے دماغ سے سوچ نہیں سکتا اور تمھارے اشاروں پر عمل نہیں سکتا لہذا تمھارے راستے الگ ہیں۔"

اب اسے غصہ نہیں آ رہا تھا۔ وہ اسے ہر حال میں جیت لینا چاہتی تھی۔ اس نے التجا آمیز لہجے میں کہا "پتھر زیمے پاس آجاؤ میں سمجھ گئی ہوں۔ تمھاری مجبور بن کر رہ سکتی ہوں۔ مالک بن کر نہیں رہ سکتی۔"

غلام باقی نے کہا "محبت کرنے والے ایک دوسرے کی بات ملتے ہیں کیا تم میری ایک بات مانو گی؟"

"تم ہمارے بائیں منوا لو مگر میرے پاس آؤ۔"

"میں ابھی دھڑک رہی ہوں۔"

"ہاں ہاؤں کی جلدی بولو۔"

"تم جو دائری شاد پر کے ترخانے سے بچ کر لائی تھیں میرے حالے کرو۔"

"تم کیا کرو گے؟" پھر وہ جھجھلا کر بولی "دائری کی ایہ تیسری میں کوئی سوال نہیں کروں گی تم سے دلی گی۔"

"مجھے ابھی جانتی ہے۔"
"کیا تمھارا دماغ بیل گیا ہے کیا یہی تمھاری عبت ہے؟" "نہاؤں دلیسری سے رابطہ قائم کرو اس سے کہو کہ وہ دائری لے کر بیٹھ جائے۔"

وہ جھجھلا کر بیٹھ گئی مگر زیادہ وقت نہ دیکھا ہی نہیں کئی تم مجبور تھی تمھاروں کے سامنے کلا لایا تھا جس سے بچ کر اکر جانے کی چاہتا تھا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ رہا رہا دلیسری سے "میرے پیڈم میں جو ابھی ہے اس کے اندر ایک سیاہ جلد دائری ہے اسے اسی ہونٹ میں لے آؤ جہاں میں تمھارے کار میں آئی تھی۔"

"میں ابھی لے کر آتا ہوں۔"

"یاد رکھو، وہ دائری بہت اہم ہے۔ میں جب ہمارا تمھارے دماغ میں موجود رہوں گی۔ دھوکا دینے کی کوشش نہ کرے تو جان سے جاؤ گے۔"

"مورینا! تم جانتی ہو میں دائری کا نہیں، تمھارا دلواہم چلا ابھی لا رہا ہوں۔"

مورینا نے آنکھیں کھول کر کالے پسار کو دیکھا پھر کہا "وہ دائری لے کر رہا ہے۔"

مجھے کئی بار شاد پر کے دماغ میں جانے کا موقع ملا اب اسے لکھ گیا تھا۔ میں آئندہ بھی آتا جا تا رہ سکتا تھا لیکن اس پر تنزیہی مل گئے کا مناسب موقع ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔ مجھے ہر طرف وہاں دینا ہوتا تھا۔ ایک طرف غلام باقی نورین سے دائری حاصل کر کے بڑھنے والا تھا اور میں اسے قس کر لوٹ گئے والا تھا پھر اس دائری کو دینا مناسب ہوتا۔

دوسری طرف پوری شکار گونج رہی تھی۔ میں نیو یارک سے اس کے پاس پہنچنا چاہتا تھا اسے دو لافرائسی سفارت خانے کی فدیے والے کے ایک انتہا دولت مند فرمائندہ سے دوستی ہو گئی تھی اس نے کہا تھا میں نیو یارک میں انتظار کروں۔ وہ ہنس کر بیٹھ رہا ہے۔

میں دودھ دہ سلی کا پتھر ہیشہ اپنی تحویل میں رکھنا چاہتا تھا

اس نے کہا "دو کیا درجنوں، سلی کا پتھر خزاہم کر دے گا۔ اسے مجھ سے ملنے کی بڑی تمنا تھی میں نے کہہ دیا تھا "مسٹر فرمائندہ وہ میرے ہونٹ پر بچ کر ڈسٹرب نہ کرنا میں ضروری خیال خوانی میں مصروف ہوں۔ جیسے ہی فرصت ملے گی خود تمھارے پاس دینگے میں چلا آؤں گا۔ دلیسری بھی تمھیں نیو یارک پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگے گا اور شاید ایک گھنٹہ سے پہلے مجھے فرصت مل جائے۔"

بہرام گنگولی کے آگے شاد پر کو مٹھی میں جھپک پار کرنے کے بعد اٹھا دالے آئے تھے وہاں کین اسٹوارٹ سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ایک جی تھی جہاں زیادہ تر میکسیکو کے لوگ آباد تھے۔ شاد پر کو لے جانے والے بھی میکسیکو سے تعلق رکھتے تھے جب سے وہ بیمار بن گیا تھا اسے باقاعدہ علاج کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ بہرام گنگولی اسے لے لے گیا کا پھر رہا تھا۔ اب اس کے آگے کا راستہ چھوٹی سی بستی میں لے آئے تھے اس وقت جہاں اسے ہلکا سا بخار تھا۔ ایک ستر پر لٹا دیا گیا تھا۔ میں نے اس کی زبان سے ان آگے کا رول سے کہا "مجھے دھوئے سوئے دو باہر سے دروازہ بند کر دو کوئی مداخلت نہ کرے۔"

وہ لوگ ملے گئے باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ تب میں اسے ٹیٹی میچ کے ذریعے تھپک تھپک کر مسلاتے لگا۔ جب وہ گری فینڈ میں ڈوب گیا تو اس کے خوابیدہ دماغ کو بخوبی عمل کے ذریعے تسخیر کرنے لگا۔ اسے اپنا معمول بنانے لگا۔ بیماری کے باعث اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا۔ اس کے ارادے کمزور ہو گئے تھے۔ بہرام گنگولی نے اس پر جو تنزیہی عمل کیے تھے کمزور ہو گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بڑی آسانی سے میرا معمول بن گیا تھا۔

میں نے پہلا سوال کیا "بہرام گنگولی تمہیں کہاں لے جاتا چاہتا تھا؟"

وہ محزونہ لہجے میں بولا "مجھے معلوم نہیں ہے۔"
"کیا اس نے اپنا آئندہ برقرار نہیں بتا تھا؟"
"وہ صرف اتنا کہہ رہا تھا کہ تمہیں کے ذریعے اس کے دماغ میں ٹیٹی میچ کی صلاحیتیں بھر دی جائیں۔"

"میں جانتا ہوں، اس مشین کو استعمال کرنے کا موقع نہیں مل سکا پھر بھی اطمینان کے لیے پوچھ رہا ہوں۔ کیا بہرام گنگولی کی غیر خواہش پوری ہو گئی ہے؟"

"اس کی یہ خواہش ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔"
"کیا تم نے اسے مشین آپریٹ کر کے کافر لکھ کر دیا ہے؟"

"مجھے کھینے کا موقع نہیں ملا۔"

"اس نے اپنے بخوبی عمل کے آخر کی مدت کیا بتائی تھی؟"
"اس کے مطابق ایک ہفتے تک زیر اثر رہنے والا تھا۔"
"اب میں تمھارا عمل ہوں تم اس کے زیر اثر رہو گے؟"
"تم میرے عامل ہو میں تمھارا معمول بن کر رہوں گا۔"
"میں محض حکم دیتا ہوں ہم بہرام گنگولی یا کسی بھی فرد کو شین آپریٹ کرنے کا طریقہ نہیں بتاؤ گے۔"

"میں بہرام گنگولی یا کسی بھی شخص کو شین آپریٹ کرنے کا طریقہ نہیں بتاؤں گا۔"
"بہرام حالت مجبوری بتانا چاہے تو طریقہ کار میں کچھ فرامیال چھوڑ دو گے۔"

اس نے دھڑک کر مجبوری کی حالت میں وہ کچھ فرامیال چھوڑے گا میں نے سوال کیا "تمھارے علاوہ شین آپریٹ کرنا اور کون جانتا ہے؟"

"مورینا جانتی ہے اور میرا بھائی آرمر۔"
"میں آرمر کا نام سن کر چونک گیا۔ اسے بالکل ہی جھلایا تھا شین کے سلسلے میں یہ بات ذہن میں نہیں آئی تھی کہ آرمر بھی آپریٹ کرنا جانتا ہو گا۔ میں نے کہا "تم اپنی بہنوں اور بھائیوں سے بظاہر مل و جان سے محبت کرتے رہے لیکن انھیں قریب دیتے رہے۔ ان سے یہ بات چھپائی کہ تمھارے پاس شین مکمل صورت میں موجود ہے۔ دروازہ اور پارک کے پاس جو دروازے تھے کیا وہ اصلی تھے؟"

"ہاں، انھیں میں اپنی شین کا فاضل حصہ سمجھتا تھا۔ شین سے سوچ کر ان کے حوالے کر دیا تھا کہ یہ شین میں کوئی غریب پیدا ہوگی تو وہ جتنے اسے حاصل کر لوں گا۔ میں نے اس بات کا خاص خیال رکھا کہ ان میں سے کسی کے پاس شین اپنی مکمل صورت میں نہ ہو۔"

"تم نے بہنوں اور بھائیوں سے اور کیا بات چھپائی؟"
"میں نے ایک دوسرے سے تمام باتیں چھپائیں۔ شین روزانہ کے بیڑوم سے شین کا وہ حصہ بچ کر لے گیا اور اسے خیر نہ ہونے دی۔ میں نے اپنے ایک آگے کے ذریعے روزانہ کی گردن کٹوائی اور اسے اس قبر میں پہنچا دیا جہاں ہارپے اپنا حصہ چھپا کر رکھا تھا۔"

"روزانہ کا حصہ ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ہارپر کا حصہ کہاں ہے؟"

"وہ بھی میری شکار گوالی خفیہ رہائش گاہ کے ترخانے میں تھا۔ بہرام گنگولی اسے جلدی میں چھوڑ آیا ہے۔ میں نے بھی زیادہ اہمیت نہیں دی کیوں کہ وہ ایک فاضل حصہ تھا۔"

”تم نے اپنی بہنوں اور بھائیوں کو اور کیا دھوکے دیے؟“
 میں نے اپنے بھائی کو گردنھٹو کے منہ دکھائے اسے
 یہ نہیں بتایا کہ روزانہ کی گردن میں نے کھانے کی ڈال پر کوئیں نے شرب
 چلا کر مار ڈالا اور جو.....

وہ کہتے کہنگ لگ گیا میں نے کہا ”بات پوری کرو تم نے
 جو جو کے ساتھ کیا دھوکا کیا ہے؟“
 وہ بچپن سے بچکانہ ذہن رکھتی تھی میں جانتا ہوں ٹرانسفار
 مشین کے ذریعے کسی ذہن ترین صورت کی ذلت اس کے دماغ
 میں منتقل کر سکتا تھا لیکن بھائی کی ذہنی قوت کے لیے اسے شلی متغی
 کی صلاحیتیں دین اور اس بات کو دوسرے وقت کے لیے
 ٹال دیا کہ جو کوئیں ذہن بنایا جائے گا پھر میں نے اس کا
 موقع آئے نہیں دیا۔“

میں نے کہا میں تم دیتا ہوں تم ایک ہفتے میرے
 تنوی عمل کے زیر اثر رہو گے اگر ہر لمگنی تم پر عمل کرنا چاہے
 تو تم بظاہر معمول بن جاؤ گے لیکن اس کے عمل کا اثر نہیں لو گے
 اس نے وعدہ کیا کہ میرے حکم کی تعمیل کرے گا میں نے
 کہا ”دو گھنٹے کے لیے آرام سے سو جاؤ، بیدار ہونے کے بعد اس
 تنوی عمل کو معمول بنائے گا۔“

اس نے وعدہ کیا ”میں دو گھنٹے تک سوتا رہوں گا بیدار
 ہونے کے بعد تنوی عمل کو معمول بنائوں گا۔“

پھر میں نے اسے سوئے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے ایک
 آٹھ کار کے دماغ میں آکر کہا ”میں شارب پر بول رہا ہوں مجھے
 گری فینڈ آ رہی ہے۔ میں دو گھنٹے تک سوتا رہوں گا شک
 دو گھنٹے بعد یہاں کے کسی تجربے کا ردائٹر کو لے آنا یا رہا فائدہ
 علاج ہونا چاہیے۔“

اب میں دماغی طور پر حاضر ہونا چاہتا تھا کنگ فرنانڈو
 میرا انتظار کر رہا ہو گا لیکن اسی وقت ٹرانسپیر پر اشارہ معمول
 ہوا۔ اس آٹھ کار نے ٹرانسپیر کو آپریٹ کر دیا تو دوسری طرف
 سے ہر لمگنی کی آواز سنائی دی۔ وہ پوچھ رہا تھا کیا شارب
 کوخیریت سے پہنچایا گیا ہے؟“

”میں سر، منہ اور ہاتھ بیدار میں۔“
 فوراً کسی اچھے ڈاکٹر کو بلا کر علاج کرواؤ۔“

”اچھی وہ ہمارے دماغ میں بول رہا تھا کنگ گھنٹے تک سوتا
 رہے گا اس کے بعد ڈاکٹر کو بلا کر علاج کروایا جائے۔“

”کیا اچھی شارب تھا اسے دماغ میں موجود ہے، کیا میری
 آواز سن رہا ہے؟“

میں نے شارب کے لب و لہجے میں اس آٹھ کار کے

ذریعے کہا ”ہاں، میں شارب پر بول رہا ہوں بہت کمزوری محسوس
 کر رہا ہوں خیال خالی کرتے وقت تکلیف ہوتی ہے۔ میں
 بڑی مشکل سے باتیں کر رہا ہوں مجھے دو گھنٹے کے لیے
 جانے دو۔ اس کے بعد کسی ڈاکٹر سے نمٹ سکتا کروں گا۔“

وہ جھجھکا کر بولا ”تمہاری بیماری مجھے نقصان پہنچا
 ہے کم از کم شہین آپریٹ کرنے کا طریقہ تو لکھ دو۔“
 ”میں آنکھیں کھول نہیں سکتا خیال خالی کی پرواز نہیں
 سکتا تکلیف محسوس کر رہا ہوں اور تم اپنے مطلب کی بات کر
 ہو کیا تمہیں میری تکلیف کا اندازہ احساس نہیں ہے؟“
 ”اچھا اچھا، زیادہ مت بولو، دو گھنٹے بعد آٹھ کار ڈاکٹر
 سے نمٹ سکتا کرنا۔ دو اسی گھنٹے ہی طریقہ کار لکھ دیتا۔“
 ”ضرور لکھوں گا اب میں سو رہا ہوں زیادہ خیال خواہ
 نہیں کر سکتا۔“

میں نے خاموشی اختیار کر لی، ٹرانسپیر سے ہر لمگنی کو
 کار لاپ ختم ہو گیا تھا۔ میں اس کے دماغ میں پہنچ کر معمول بن
 کر سکتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے اور ابھی کہاں چھپا ہوا ہے۔ یہ
 دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہوش کے کمرے سے نکل کر نیچے وینکالا
 میں آیا تو کنگ فرنانڈو ایک صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ مجھے
 پہچان نہیں سکتا تھا۔ میں اس کے پاس آکر بیٹھ گیا وہ بہت
 رنجور دہسنے والا شخص تھا۔ کسی بھی اجنبی کے ساتھ بٹھانا پسند
 نہیں کرتا تھا۔ اس نے غور کر دیکھا۔ میں نے درجہ کارڈ ہارڈ
 انداز میں کہا ”خوب صورت لڑکیاں میں گیسے تو دکھاؤں؟“
 اس نے مجھے حدت سے دیکھا پھر کہا ”تم جیسے لوگ
 بڑے بڑے ہو سکتے ہیں آجہلے میں اور ہمارا وقت برباد کرتے
 ہیں مجھے لڑکیوں کے دلالوں سے سخت نفرت ہے۔“

میں نے پوچھا کیا دوستانہ انداز میں خوب صورت لڑکیاں
 پیش کرنا دلاتی ہے؟“

وہ غصے سے بولا ”کیا دلاتی نہیں ہے؟“
 ”تو پھر تم اپنے سلی کا پٹر میں خوب صورت لڑکیاں کیوں
 لاتے ہو؟“

”میں کروہ چونک گیا مجھے میرانی سے متکے لگا میں نے
 کہا ”تم اپنے ایک نئے دوست کو خوش کرنے اور اس سے دوستی
 کرنے کے لیے لڑکیاں پیش کرنے والے ہو۔“

وہ جھپٹ کر بولا ”تم کون ہو؟“
 ”پچھلے اس بات کا اعتراف کرو کہ دوستانہ انداز میں
 لڑکیاں پیش کرنا دلاتی نہیں ہے۔“

وہ پریشان ہو کر بولا ”جتنی اعتراف کرتا ہوں اب بولو

”کون ہو؟“
 ”میں تمہارا دوسرا دوست ہوں جس کا انتظار کر رہے ہوں۔“
 وہ ایک دم سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔ میں بھی اپنی جگہ سے
 اٹھ کر دوڑوں بازو پھیلا دیے۔ وہ مجھے گئے گئے لگ کر بولا۔
 ”فرمان آئے تو مجھے جیکر کر رکھنا تھا۔“

”کیا میں نے تمہیں غلط سبق دیا ہے؟“
 ”نہیں یار سچ کہہ رہے تھے۔ لڑکیاں خواہ پیشہ وارانہ انداز
 میں پیش کی جائیں یا دوستانہ انداز میں، وہ ایک طرح کی دلالی
 ہوتی ہے۔“

پھر وہ مجھے سے الگ ہو کر بولا ”یا تم تو خاصے حسن پرست
 ہو ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟“

میں نے ہنستے ہوئے پوچھا یہی سوچ کر تم نے میرے
 لیے دو حسین ترین لڑکیوں کا انتخاب کیا ہے۔ بہتر ہوتا ایسے
 تم میری بڑی بھڑھ لیتے یا میرے کسی قریبی جاننے والے
 سے معلومات حاصل کر لیتے۔“

”آخر بات کیلئے ہے؟“
 ”میں اس انداز میں کسی کی کے ساتھ وقت نہیں گزارتا نہ
 بازار سے لڑکیاں خریدتا ہوں نہ انھیں کسی کے ذریعے تحفے کے
 طور پر قبول کرتا ہوں۔“

اس نے بڑی بے تکلفی سے میرے سینے پر ایک ہاتھ
 مارتے ہوئے کہا ”تمہارے کارڈ کا یہ پہلو مجھے بہت پسند ہے
 ایک قوم شارب نہیں پیتے۔ دوسرے لڑکیوں کے متعلق یہ
 پابندی قائم کر دی یا نہ کیسے قرعہ آئے گا۔ ہم کیسے نچیں لہذا
 تماری ہے؟“

”فرمانڈو اس حسین لڑکیاں نہ ہوں۔ ایک وقت جس
 طرف ایک چاہنے والی مجبور ہو تو اس کے ساتھ نئے حیلے نکالت
 گھسنے میں۔“
 ”کیا ایسی کوئی ہے؟“

”ہاں، اسی لیے تو میں دوسری لڑکیوں کے لیے تو بہر کر
 رہا ہوں۔ غلے کے لیے مجھے معاف کرو۔ ہم دوسرے موضوع پر
 گفتگو کریں گے۔“

”تمہارا دوسرا موضوع میں جانتا ہوں۔ تم سلی کا پٹر کے
 لیے پوچھو گے میں نے وعدہ کرنا انتظار کر دیا ہے۔ اور ضرورت
 ہو تو بولو۔“

”دوبی کافی میں۔“
 اس نے بڑا سناٹا بنا کر پوچھا ”ہمارا وقت کیسے گزرتا ہے؟“
 ”مجھے تمہاری پریشانی دور کر کے خوشی ہوئی۔“

”یار اتم میری دولت کا اندازہ نہیں کر سکتے میں چاندی
 کا چوٹا اٹھاتا ہوں۔ ہر پریشانی کے منہ پر مانتا ہوں۔ وہ دور
 ہو جاتی ہے۔“

”جلا بول مت بولو، تمہارے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں
 ایک ڈائریکٹر ایسا ہے جو تمہارے لیے درد سہتا ہوا ہے۔“
 اس نے چونک کر مجھے دیکھا۔ پھر سہلکے ہوئے کہا۔
 ”اوہ، میں تو بھول ہی گیا تھا تم خیال خالی کے ذریعے اتنی دھ
 تک پہنچ سکتے ہو جس کی ہم توقع نہیں کر سکتے۔ میں تمہیں
 اپنی پریشانیوں کے متعلق بتاؤں گا۔“

”تم مجھے کیا بتاؤ گے۔ میں تمہاری پریشانیوں کے متعلق اتنا
 کچھ جانتا ہوں کہ تم خود بھی ایک ایسے سمجھ نہیں پاتے ہو۔“

میں نے کارڈ پر جا کر مل ادا کیا کہ سے سنا پانچ لگایا
 پھر فرمائندہ کے ساتھ باہر آ کر اس کی کار میں بیٹھ گیا۔ اس نے
 کار اسٹارٹ کئے ہوئے کہا ”یہاں کے ایک فلائنگ کلب
 میں سہلی کا پٹر موجود ہے۔ ہم اس میں شکار تو جائیں گے۔“

میں نے کہا ”فرمانڈو تمہارے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں
 ایک ڈائریکٹر ہے جس کا نام مارٹن ویلی ہے۔“

اس نے تائید میں سر ہلا کر کہا ”تمہاری معلومات غلط
 نہیں ہو سکتیں۔ تم مجھ سے یہ کہو گے کہ اس کی ایک بیٹی کا نام
 انجیلا ہے وہ میری جوانی میں بڑھ چکی اور میرے اس سے
 تعلقات ہو گئے ہیں۔“

”صرف تعلقات نہیں ہوئے بلکہ وہ تمہارے بچے کی ماں
 بننے والی ہے۔“

”بہر درست ہے۔“

”تم نے آج تک شادی نہیں کی اور نہ ہی کرنا چاہتے ہو۔
 تم اپنی ایک بیٹی سے بہت پیار کرتے ہو۔ میرے سے پہلے اپنی
 دولت اور خاندان اس کے نام کرنا چاہتے ہو لیکن انجیلا نے
 تمہارے بچے کی ماں بننے کا دعویٰ کر دیا ہے اور اس کا باپ
 مارٹن تمہیں مجبور کر رہا ہے کہ اس سے شادی کرو ورنہ وہ
 تمہارے بزنس کے اہم راز فاش کرے گا جس کے بعد تمہیں
 کمزوروں ڈال کر نقصان ہو سکتا ہے۔“

”ہاں یار! یہ تو بہت پریشانی کی بات ہے۔ میں نے
 انجیلا کو بڑی بڑی آفرز دی ہیں۔ اس سے کہہ کر وہ بچے کا پٹر
 کرے۔ میں اسے اپنے کاروبار میں حصے دار بنا لوں گا۔“
 میں نے ہنستے ہوئے کہا ”جب وہ بیوی بن کر تمہارے
 کاروبار کی تمام آمدنی حاصل کر سکتی ہے تو حصے دار بننے کی حاجت
 کیوں کرے گی۔“

”ہاں، میرے بورڈ آف ڈائریکٹر کا وہ ڈائریکٹر ہارٹ بھی اس بات کو خوب سمجھتا ہے۔ اس نے فون پر بس ایک ہی بات کہہ دی ہے کہ میں جلد سے جلد انجیلا سے شادی کا اعلان کروں ورنہ بات بگڑ جائے گی“

ہم فلائنگ کلب پہنچ گئے۔ وہاں وہ دو حسین لڑکیاں تھیں جنہیں فرنانڈو نے میرے لیے منتخب کیا تھا۔ بلاشبہ وہ بہت ہی حسین اور پُرکشش تھیں۔ میں نے کہا ”انہیں رخصت کر دو۔ ہم ہسپتال کا پٹر میں ذاتی قسم کی گفتگو کریں گے میرے کونسا نہیں چاہیے“

اس نے اپنے برائے فیس سے نوٹوں کی دو گرتیاں نکالیں۔ دونوں لڑکیوں کو ایک ایک گرتی دے کر کہا ”تھاری ضرورت نہیں ہے۔ جا سکتی ہو“

ہم ہسپتال کا پٹر میں آکر بیٹھ گئے۔ فرنانڈو نے اسے اشارت کرتے ہوئے زمین سے بلند کیا۔ پھر فضا میں ایسی خاصی بندی پر پہنچ کر بولا ”یا اتر سب کچھ جلتے ہو لیکن اس کا کوئی اصل بتاؤ۔ میں انجیلا اور اس کے باپ کے حال سے ٹکنا چاہتا ہوں“

”حال میں تم خود چھنے ہو۔ تمہارے لیے حسین ترین عورتوں کی کمی نہیں تھی۔“ انہیں انجیلا پر ہاتھ رکھنے کی کمی ضرورت تھی؟“

”بس کیا بتاؤں، حرافت ہی سمجھو۔ ویسے عورت ہیوہ نے کے بعد کچھ زیادہ ہی حسین اور پُرکشش ہو جاتی ہے۔ کم نسبت نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا تھا یا پھر شراب کا نشہ تھا جو اس کی طرف لے گیا تھا۔ بہر حال جو کچھ بھی ہوا اُترا ہوا۔ اب بھلا کیسے ہوگا؟“

میں مسکراتے لگاؤ پر فرنانڈو کی اس روداد کا تعلق بظاہر میری داستان سے نہیں تھا لیکن کچھ نہ کچھ تھا۔ میں اس کے کام آکر ہی امریکا جیسے ملک میں زیادہ سے زیادہ سولتیں حاصل کر سکتا تھا۔ جب کہ ماسک میں سے اب محدود تعلقات رہ گئے تھے۔ میں اپنے بہت سے رازوں میں ریڈ پاؤں والوں کو شریک نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے کنگ فرنانڈو میرے لیے بہت اہم ہو گیا تھا۔

اس نے کئی آنکھیں سے دیکھا، پھر کہا ”میری حالت پر مسکرا ہے ہو کوئی جواب کہوں نہیں دیتے؟“

”اس لیے مسکرا رہا ہوں کہ تمہاری پریشانیوں پہلے ہی دور کر چکا ہوں“

وہ ایک دم سے خوش ہو کر بولا ”کیا سچ کہہ رہے ہو؟“

”جب مجھے دوست کہے کہ تو دوستی پر شبہ نہ کرنا“

”آئی ایم سو سو ری۔ مجھے مجھے معاف کرنا۔ میں خوشی میں

مبھول گیا تھا کہ کس سے بات کر رہا ہوں مجھے بتاؤ تھوڑا ہے۔ تم نے کس طرح میری پریشانی دور کر دی ہے کیا مجھے اور اس کے باپ سے نجات مل جائے گی؟“

ہسپتال کا پٹر ٹریک ٹریک ڈنگر لگاتے لگا۔ ذرا نیچے کی طرف جلتے لگا۔ اس نے بڑی سمارت سے اسے سنبھال لیا۔ میں سا پوچھا ”کیا ہو گیا تھا؟“

”میں خوشی سے کانپنے لگا تھا۔ ہسپتال کا پٹر بھی کانپنے لگا۔ مجھے فوراً بتاؤ کیسے نجات ملے گی؟ اگر قسطوں میں خوشخبری سنا رہو گے تو مارے خوشی کے ہسپتال کا پٹر نیچے گر پڑے گا“

”کیا یہ تمہارے ساتھ نیکی کی سزا ہوئی؟“

”مجھے میرا دل آرٹ پلٹ رہا ہے۔ جلد ہی بتاؤ کیا کرنا تم کیسے نجات دلاؤ گے؟“

”پہلے تم انجیلا اور اس کے باپ کے متعلق اصل بات سوجھو۔ تم نہیں جانتے لیکن سنانے سے پہلے ایک شرط ہے۔“

”ادہ، تم بہت زیادہ سبسپس پیدا کر رہے ہو۔ جو بھی تمہاری ہر شرط ماننے کو تیار ہوں۔ بولو، کیا بات ہے؟“

”میں جتنی خوشخبری سنا تا جاؤں، اس کے جواب میں ہسپتال کو ذرا بھی نہیں ڈنگر لگانا چاہیے۔ تم مجھے خبریت شکا کو بتاؤ گے اگر خود کو اس قابل نہیں سمجھتے ہو تو جگہ بدل لو۔ میں اس کی پملا جاری رکھوں گا“

”نہیں یا را۔ میں سنبھال کر چلاؤں گا۔ تم بتاؤ، اصل باز کیا ہے؟“

”یہ ہے کہ انجیلا اور اس کا باپ دونوں تم سے فرار ڈر رہے ہیں۔ وہ تمہارے بچے کی ماں نہیں بننے گی“

”کیا؟“ اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ میں نے کہا ”بنا کے دیکھو، ہسپتال کا پٹر کونسیٹالو“

اس نے کہا ”میں خود اسے لے کر لیڈی ڈاکٹر کے پاس گیا تھا۔ وہ ڈاکٹر میری بیسوں کی شناسا ہے۔ مجھے تھوڑے نہیں بول سکتی“

”تو میرے جھوٹ بول رہا ہوں؟“

”مجھے نہیں کان بگڑتا ہوں۔ تمہیں جھوٹا کیسے کہ سکتا ہوں؟“

”تم تو اندر گھس کر صحیح بات معلوم کر لیتے ہو“

”صحیح بات یہ ہے انجیلا نے اس لیڈی ڈاکٹر کو سنا ہوا ڈال رہے ہیں۔ اس نے ایک دن میں اتنی رقم بھی نہیں کما لی ہوگی۔ پھر بھلا انجیلا کے حق میں کیسے پورٹ نہ دیتی؟“

”اب سارا کھیل میری سمجھ میں آ گیا۔ انجیلا جھوٹ موٹ میرے بچے کی ماں بننے کا دعویٰ کر رہی ہے۔ اس کا باپ مجھے

دھمکیاں دے رہا ہے کہ اس کی عزت نہیں رکھی جلتے گی اس کی بیٹی سے شادی نہیں کی جائے گی تو وہ میرے بڑے بھائی کے اہم راز فاش کر دے گا۔
وہ کہتے کہتے چپ ہو گیا سوچنے لگا۔ میں نے پوچھا کیا بات ہے؟

”میں اس مکتا عورت سے کبھی شادی نہیں کروں گا کیونکہ اس کا باپ میرے کاروبار میں مداخلت کرے گا، وہ اپنی دھمکی پر قائم رہے گا۔ اس کا بھی کچھ نقصان ہو گا کیونکہ اس سے کئی گنا زیادہ نقصان میرا ہو گا اور وہ مجھے ضرور نقصان پہنچائے گا۔“

”میں کہہ چکا ہوں، دو گھنٹے بعد تمہیں اس سے نجات مل جائے گی۔ وہ کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔“

اس نے حیرانی سے پوچھا ”کیا تم اسے ختم کر دو گے؟“
”میں خواہ مخواہ کیوں اس کی زندگی سے کھیلوں۔ میں نے کچھ بیان کیا ہے، اس کے بعد بھی کچھ حقائق میں جنہیں تم نہیں جانتے۔“

”میرے دوست! میری جان! جلدی جلدی بتاؤ تم نے تو میری زندگی میں آتے ہی دشمنوں کا اپنا پلٹ دیا۔“
”قتلے یوں ہے کہ جب تم انجیل سے شادی کر لیتے تو وہ شادی کے دوسرے بائیس دن زندہ رہنے کے اوپر سے جان بوجھ کر گرتی تم اسے پھر لٹی ری ڈاکٹر کے پاس لے جاتے اور وہ رپورٹ دیتی کہ کچھ صالغ ہو چکا ہے۔“

وہ دانت پس کر بولا ”معلوم ہوتا ہے مکاری ان باب بیچی بر کر ختم ہو گئی ہے۔“

”اور اس کے سوا۔۔۔ انجیل کے باپ نے تمہارے لیے ایک ایسی دوا رکھ چھوڑی ہے جو درمغ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ انجیل تمہاری ناف پستی میں وہ دوا اٹھاتی رہتی اور تم رفتہ رفتہ دفعتی مریض بنتے جاتے۔ پھر کاروبار سنبھالنے کے قابل نہ رہتے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں فیصلہ ہوتا کہ تمہاری جگہ انجیل کو بٹھایا جائے۔ وہ تمہارا کاروبار سنبھالے گی۔ اس طرح سمجھ سکتے ہو کہ تمہاری دولت اور جائیداد کا کیا حشر ہوئے والا تھا۔“
”اوہ گاڈ! فریڈم تم میرے لیے فرشتے بن کر آئے ہو، اب جلدی سے بتاؤ مجھے کس طرح نجات ملے گی؟“

”ابھی بتا جاؤں۔“
”یہ کہہ کر میں نے آنکھیں بند کیں اور انجیل کے باپ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ کھانے سے پہلے پیٹے میں مصروف تھا اور اسی قسم کی پلاننگ کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنے کے سلسلے میں پریوینٹر کر رہا تھا۔ میں نے آنکھیں کھول کر پوچھا ”فریڈم؟“

انجیل کا باپ کھانے سے پہلے بہت کم پیٹا ہے۔ کھانے بعد دس بجے سے پنا شروع کرتا ہے پھر رات کے دو بجے پینا رہتا ہے۔ اس کے بعد سو جاتا ہے لیکن آج تو وہ کچھ بڑی پی رہا ہے۔“

”تمہیں میری بات کا جواب دینا چاہیے تم اس کے کی بات کر رہے ہو۔ کبھی کسی وہ اصول کے خلاف کسی چیز لگتا ہے۔“

”میں ابھی اگر بات کرتا ہوں۔“

میں پھر اس کے پاس پہنچ گیا۔ اسے وہاں سے اٹھا مارا کی طرف لے گیا۔ الماری کے ایک خانے میں وہ دوا رکھتی تھی جو فریڈم کو دوا ماری مریض بنانے کے لیے لگائی گئی تھی۔ اس نے وہ دوا اٹھائی حالانکہ وہ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا کہ یہ دوا کیوں اٹھا رہا ہے لیکن وہ میرا تالے فرمان تھا جو میرے کتا تھا وہ کرتا تھا۔ وہ واپس اپنی جگہ کر بیٹھ گیا۔ اب جام میں شراب تھی اس میں شیشی کی دوا انڈیل رہا تھا ساتھ پریشان ہوتا جا رہا تھا کہ کیا کیوں کر رہا ہے؟

جب میں نے وہ جام اس کے ہاتھ میں دیا اور اسے پینے پر مجبور کیا تو وہ نہیں نہیں کہ انداز میں سر ہلانے لگا کیونکہ اس کے ہاتھ سے جام کچھوٹے نہیں دیا۔ اس کے ہاتھوں لگا دیا۔ پھر اس یوں کچھ تھا وہ اس کے منہ میں اترا جلا گیا۔

پینے کے بعد وہ کھرا کھرا ہٹتا جاتا تھا۔ شیشی فون کے باہر جانا پڑتا تھا۔ طبی امداد حاصل کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اس کے ہاتھ سے دوسرا جام بنایا۔ اس میں بھی تھوڑی سی دوا انڈیل اسے پینے پر مجبور کیا۔ اس کے ہاتھ سے تیسرا جام بنانے کا ارادہ تھا لیکن میں نے سمجھ لیا کہ اس کا دماغ کمزور ہو گیا ہے۔ وہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے کنٹرول میں رکھوں۔ جو دوا تھوڑی تھوڑی کر کے وہ چپا ر میٹوں میں فریڈم کے منہ میں سے اتارنا چاہتا تھا اس کی آہ میں سے زیادہ شیشی میں نے ایک ہی سینٹ میں خالی کرادی تھی۔ ظاہر ہے جلدی میں جب ظاہر ہوتا تھا اور وہ ظاہر ہونے لگا۔ اس کے ہاتھ سے جام چھوٹ گیا تھا۔ اس نے اپنے کی کوشش کی مگر سامنے والی میز پر اوندھے منہ گر پڑا۔ میں نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر فریڈم نے کہا ”میں تمہیں دو گھنٹے بعد کھانا دلانا چاہتا تھا لیکن ابھی نجات مل گئی ہے۔“

”تم پھر جس میں مبتلا کر رہے ہو؟“
”اس نے تمہیں دماغی دماغی نہانے کے لیے جو دوا رکھی تھی وہ میں نے اسے زبردستی پلا دی ہے۔ اب اس کا دماغ الٹ گیا ہے۔ وہ کاروبار کرنے اور بورڈ آف ڈائریکٹرز میں رہنے

کے قابل نہیں رہا۔“
فریڈم خوشی سے چیخ کر دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا کر گئے گنا جاتا تھا۔ میں نے اس کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے پھر ایک نئی سینٹ پر چڑھایا۔ اس کے دماغ کو ذرا آنا دیا۔ پھر فریڈم نے معلوم ہوتا ہے آج تم مجھے مار کر ہی ہو گے۔ خدا کے لیے کہیں سبلی کا پڑا تو اب نہ میں تمہارے کام آؤں گا اور نہ ہی کوئی خوشخبری سناؤں گا۔“

وہ شرمندہ سا ہو کر بولا ”یار! مجھے گدھا سمجھ کر محاف کر دو مجھے اتنی ساری خوشی یوں دے کر ناراض ہو جاؤ گے تو میں ہر جاؤں گا۔“

”اور اتنی ساری خوشیوں کے نتیجے میں سبلی کا پڑنے پر توبت اچھلے گا۔“

”میں اس لمحے دل و جان سے دعا مانگ رہا ہوں کہ خدا میری زندگی بھی نہیں لے لے۔“

پہلی نے ایک جگہ میں کمر بڑھ کر لیا تھا میرا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے کہا ”وہ عدد ہی کا پڑ لگا انتظام ہو چکا ہے۔ میں ٹکا کو بیچ رہا ہوں۔“

”کیا میں وہ ڈاکٹری حاصل کرنے پر ناراض ہو سکتا ہوں؟“

”اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ اسے غلام باقی نے حاصل کر لیا ہے۔“

”میں پور ہو رہی ہوں۔“

”دراصل تمہیں ناکامی پر رفاقت کرنے کی عادت نہیں ہے۔ اس لیے فریڈم کی طور پر جھجھکاہٹ میں مبتلا ہو کر۔ میرے نکلے اور بولنے کے فرائض طور پر جاؤ۔ خوب انجیل کے دو دوسروں کے ساتھ جھپٹے بولنے میں خود کو کمزور۔ انشاد اندہ ہم کل بیچ سبلی کا پڑ میں غلامی کر لیں گے اور ہر ام گنگولی ہم بیچ جائیں گے۔“

”شار پڑا کیا بنا؟“
”میں نے اسے اپنا معمول بنالیا ہے۔ وہ ہر ام گنگولی کے طلسم سے نکل چکا ہے۔ میں نے اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی ہے کہ وہ شیشی آبرٹ کرنے کا صحیح طریقہ نہ بتائے اگر بتائے پھر پور ہو تو کہیں غامی چھوڑے اور وہ ایسا ضرور کہے گا۔“

”اس کا مطلب ہے ہر ام گنگولی جب شار پڑے۔ اوس ہو گا تو مورینا کی طرف رخ کرے گا کیوں کہ وہ شیشی پر تیر کرنا چاہتی ہے۔“
”وہ یقیناً ایسا کرے گا۔“

”فریڈم! کیا اسے شبہ نہیں ہے کہ تم شار پڑ کے دماغ میں پہنچ گئے ہوں؟“

”میں نے اس کے آلہ کار کے ذریعے اس سے شار پڑ کر گنگولی کے دماغ پر تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ ہو سکتا ہے، شبہ کر رہا ہو اور ظاہر نہ کرنا ہو۔“

”ایسی حالت میں وہ مورینا کی طرف رخ کر چکا ہو گا خود نہیں آئے گا کیونکہ اس کے آدمی مورینا کو اغوا کرنے کی کوشش کریں گے۔“

”میں زیادہ فکر مند نہیں ہوں۔ غلام باقی اس کے پاس ہے۔“

”تم مجھے ڈانس فلور پر جا کر دل بہلانے کو کہہ رہے ہو لیکن میرا دل کام میں لگتا ہے۔ یعنی زیادہ مصروف رہتی ہوں اتنی بے زیادہ خوش رہتی ہوں کیا میں اس کے اپارٹمنٹ کی طرف جاؤں کسی طرح معلوم کروں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ شاید اس اپارٹمنٹ کے آس پاس میں ہر ام گنگولی کے آدمیوں کو شکار کر سکیں۔“

”تم ہمیشہ ایکشن میں رہنا چاہتی ہو۔ یہ ابھی بات ہے، ٹھیک ہے جاؤ وہاں پہنچتے ہی میں تمہارے پاس چلا آؤں گا۔“

گنگ فریڈم دوبار بارکین آنکھوں سے میری طرف دیکھتا تھا جب میں نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تو اس نے نہ سکتے ہوئے پوچھا ”خیال خانی کر رہے تھے؟“

”میں نے چند کینڈے میں اس کی سوچ بڑھی پھر کہا تو تم جانتے ہو؟ اس انجیل کے باپ کے پاس جاؤں اور معلوم کروں کہ پاگل کا بچہ واقعی پاگل ہوا ہے یا نہیں؟“

وہ سکاٹے لگا۔ میں انجیل کے باپ کے پاس پہنچا۔ اس کے دماغ میں بڑا انتشار تھا۔ کوئی سوچ ایک جگہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ وہاں عجیب طرح کی سنسنی تھی۔ کبھی کبھی وہ لگتا جیسے ایک ہانڈی میں چھوٹے چھوٹے کنگر بھر کر اسے بلایا جا رہا ہو اور بے ہوش آوازیں پیدا ہو رہی ہوں۔ وہ اپنے ہوش میں نہیں تھا اپنی ذات سے بے گانہ ہو چکا تھا۔ خود کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ اب اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے، اس کے آس پاس کون لوگ ہیں یہ میں نہیں سمجھ سکتا تھا کیونکہ اس کے ذہن میں کسی کی آواز بھی نہیں سن سکتا تھا۔ جب دماغ درست نہ ہو تو کالوں میں جھپٹے والی آوازیں نہ وہ سمجھ سکتا ہے نہ اس کا دماغ ہمیں سمجھا سکتا ہے۔

”میں نے فریڈم کو اس کی کیفیت بتائی اس نے پوچھا کیا انجیل کے پاس جا کر معلوم کر سکتے ہو؟“
”میں نے ابھی تک انجیل کی آواز نہیں سنی ہے۔ اس کے متعلق جتنے حقائق بتائے ہیں وہ میں نے اس کے باپ کے ذریعے

معلوم کیے ہیں۔

”اگر میں اس سے فون پر بات کروں تو کیا تم اس کے بلاغ میں پہنچ جاؤ گے؟“

”ہے شک پہنچ جاؤں گا اور اس کے متعلق مزید معلومات حاصل کر سکوں گا۔“

”ہم آدھے گھنٹے میں شکار گاہ کے فلائنگ کلب پہنچ گئے۔ دوسرا ایلی کا میٹر میرے لیے تیار تھا۔ فرنانڈو مجھے اس ایلی کا پٹر کے اندر لے گیا۔ کھنے لگا۔ یہ لیسٹ ماڈل ہے۔ اس میں ہر طرح کی سولٹین میں گہرے سڈ کے ساتھ ایک پیراشوٹ ہے۔ خطرے کے وقت بندی سے چلائی جاسکتی ہے۔ اس کی بیرونی باڈی بلیٹ پروف ہے، یہ سامنے اسکرین پر ٹکرا کر جاتا ہوا ہے۔ اس پاس کے دشمن طیاروں یا ایلی کا پٹروں کو اس ٹارگٹ میں دیکھ کر صحیح نشانے لے سکتے ہیں۔ چونکہ یہ انٹریٹ ہیلی کا پٹر اور طیاروں کو خطرناک اسلحہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے یہ ایلی کا پٹر ابھی اس کے خلاف ہے لیکن میرے

میرے آوی ہاں جو رہی ہے آئی گئی ہے، پھر یہاں جتنی گین ہیں یہیں بلیٹ اور ایر ویکٹ سے بھر دی گئی۔ ایر ویکٹ سے تم کسی بھی ایلی کا پٹر کی چوڑی کی بجائی میں سوراخ کر سکتے ہو۔

یہ ٹرانسمیٹر ہے ڈیش بورڈ کے خلسے میں ایک کارڈ رکھا ہوا ہے جس میں مجھ سے رابطہ قائم کرنے والی فریکوئنسی لکھی ہوئی ہے۔ اس خلسے میں ایک لاکھ ڈالر نقد رکھے ہوئے ہیں اس کے علاوہ یہاں اسپیشل پیمنٹ کارڈز ہیں۔ ان میں سے تم کوئی بھی کارڈ کسی جگہ میں لے جا کر جتنی رقم بھر دے بغیر نہیں مل جاتا کہے گی۔ کوئی تم سے یہ سوال نہیں کہے گا کہ یہ کارڈ ڈھکائے پاس کہاں سے آئے۔“

اس نے ٹیلیفون کارڈ پر میرا خطا کر کہا: ”تم یہاں بیٹھے بیٹھے کہیں بھی ڈال کر سکتے ہو۔“

اس نے ڈانٹ کی پھر ذرا انتظار کرنے کے بعد بولا۔

”ہیلو انجیل!“

دوسری طرف سے انجیل کے رونے کی آواز سنائی دی۔

وہ کہہ رہی تھی: ”ادہ فرنانڈو! غضب ہو گیا۔ میرے ڈیڑھی اچانک پاگل ہو گئے ہیں۔“

فرنانڈو نے سسکاتے ہوئے حیرانی کا اظہار کیا: ”یہ اچانک کیسے ہو گیا؟“

”جی ہاں، وہ بیٹھ کر شراب پی رہے تھے وہاں ایک ایسی دوا رکھی ہوئی تھی جو استعمال کرنے کے بعد دماغ پر اثر ڈالتی ہے، کئی ملازموں نے ڈیڑھ گھنٹہ کی بڑی مشکل سے

قابو کیا۔ پھر ڈاکٹر نے آکر عائنہ کیا اب انھیں اسپتال پہنچا دیا ہے۔ میں وہاں جانے والی ہوں۔ کیا تم آرہے ہو؟“

فرنانڈو نے جواب دینے سے پہلے میری طرف دیکھا۔

”میں سوچ کے ذریعے کیا آج اس سے آخری ملاقات کروا کر جو وصول کر سکتے ہیں، سو سو سمیت وصول کر لوں۔“

دوسری طرف سے انجیل نے پوچھا: ”تم خاموش کیوں گئے۔ کیا اسے ہو؟“

”ہاں۔ آج دل چاہتا ہے، تمہارے ساتھ رات گزار لیکن تمہارے گھر میں ٹریڈی ہو گئی ہے لہذا میں نہیں آؤں۔“

نواخواہ موڈ خراب ہو گیا۔

”تم بہت خود غرض ہو، کیا میرے دکھ درد میں شریک نہیں ہو گئے؟“

”شریک تو ہو جاؤں گا لیکن تمہارے پاس اگر دل قابو میں نہیں رہے گا۔“

”چلے آؤ، میں تمہیں بورنیں ہونے دوں گی۔“

”اچھی بات ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔“

اس نے لیسور رکھ کر کہا: ”تمہارے کھنے سے میں نے اس کے پاس جانے کا وعدہ کر لیا لیکن تمہیں چھوڑ کر کیے جاؤں گا؟“

”میں کہیں بھاگتا نہیں جا رہا ہوں پھر ملاقات ہوگی ابھی ڈسٹرب نہ کرو میں ضروری معلومات حاصل کر رہا ہوں۔“

میں انجیل کے پاس پہنچ گیا۔ دس منٹ کے بعد واپس آ کر بولا: ”فرنانڈو! تم بہت ڈیرین برنس میں ہو لیکن عورت کے معاملے میں گدھے ہو۔“

”میں تو قیں پیلے کر چکا ہوں۔ جو غلطی ہو گئی ہے سمجھ کر معاف کر دو، آخر بات کیا ہے؟“

”تم انجیل کی باتوں میں آکر اس کے باپ پر انحصار کرنے لگے تھے۔ اس نے اب تک پانچ کروڑ ڈالر کا فین کیا ہے اس کا لے ڈھن کو انجیل سے ایسی جگہ چھپا کر رکھا ہے جہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔“

”کیا تم بھی نہیں؟“

”میں تو پہنچ چکا ہوں۔“

وہ پھر خوشی سے کانپتے ہوئے دونوں بازو پھیلا کر مجھ پر کمر لگا دیا۔ اپنی دانست میں گلے مل رہا تھا۔ میں نے کہا: ”میں تمہیں کوئی خوشخبری نہیں سناؤں گا۔“

وہ جلدی سے الگ ہو کر بولا: ”کیوں، مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟“

”تم نے قابو ہو جاتے ہو۔ یہاں سے خوشی خوشی، سی کا پٹر باجائے گئے راستے میں اگر میں نے کوئی اچھی بات سنا دی تو جان

ہے جاؤ گے خدا کا شکر ہے کہ میں، خیریت زمین پر پہنچ چکا ہوں۔“

”میں وعدہ کرتا ہوں اب خود کو قابو میں رکھوں گا۔ کیا بری آئی تیری رقم مجھے واپس مل جائے گی؟“

”تم یہاں سے اپنی رہائش گاہ میں جاؤ گے وہ اپنے ریف کیس میں تمام رقم لے کر خود تمہارے پاس گئے گی اور خاکے حوالے کر دے گی۔“

وہ بچوں کی طرح ”مالیاں بجا کر ہنسنے ہوئے بولا: ”یعنی تم اسے نیلی پتیلی کے ڈنڈے مار مار کر میرے پاس پہنچاؤ گے۔“

”ہاں! وہ اس کے علاوہ ایسے اہم کاغذات بھی لے کر گئے گی جنہیں دیکھ کر تم حیران رہ جاؤ گے، اگر وہ کاغذات اس کے پاس لے جاتے تو تم بھی طرح تباہ ہو جاتے۔“

اس نے میرے بازو کو پکڑ کر مجھ پر ہنسنے ہوئے پوچھا: ”وہ کاغذات کیسے ہیں؟“

میں نے اس کے ہاتھ کو جھٹک دیا۔ پھر کہا: ”اب میں زوردار طرہ پر ماروں گا۔ ہمارے ملک میں گدھے کو ڈنڈے مارے جاتے ہیں ان میں ملاپے پر لکھا ہوا ہے گا۔“

”یار! تم مجھے جوتے مار لو مگر بتاؤ وہ کاغذات کیا ہیں؟“

”ابھی نہیں بتاؤں گا یہاں سے چلے جاؤ ورنہ خوشی کے مانے کسی حادثے کا شکار ہو جاؤ گے۔“

وہ میرے ساتھ فلائنگ کلب کے دفتر میں آیا۔ وہاں اس ایلی کا پٹر کو عارضی طور پر میرے نام کیا۔ کاغذی کارروائی ہوئی۔ اس کے بعد ہم باہر آئے۔ اس کی ایک شاندار سیٹ ڈیکھ لی ہوئی تھی۔ اس نے کہا: ”یہ گاڑی تمہارے لیے ہے۔ میں دوسرے ایلی کا پٹر میں جا رہا ہوں۔ مجھ سے رابطہ قائم کرتے رہنا دیکھو اگر مجھ سے ملنے لے کر میں غائب ہو جاؤں گے تو میں تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکوں گا لیکن تمام عمر تمہاری مدد کی کا وعدہ سنا رہا ہوں گا اور شاید وقت سے پہلے مر جاؤں گا۔“

میں نے سسکا کر کہا: ”فرنانڈو! اتنے جذباتی نہ ہو جاؤ اور انجیل سے اپنی رقم اور اہم کاغذات وصول کرو میں رابطہ قائم کرتا رہوں گا۔“

وہ اگلیا۔ میں نے کار کی اسٹیرنگ سیٹ منہ جالی پھر فرما کر کہا: ”اس ہونٹ میں پہنچ گیا جہاں پوری کمرہ ریزرو کر لیا تھا میں نے کاؤٹر پر جا کر اسے پوری کا فرنیچ نام پوچھا۔“

کاؤٹر پر کمرہ کسے جانی میرے حوالے کر دی۔ میں اس کے پاس نہ کر

دروازے کو اندر سے بند کر کے بستر پر لیٹ گیا۔ یہ کمرہ پوری نے ہمارے لیے ریزرو کر لیا تھا۔ مجھے پلے اس کے پاس پہنچنا چاہیے تھا لیکن ڈائری سب سے زیادہ اہم تھی لہذا میں باقی کے پاس آ گیا۔

وہ مورچا کو دیکھ رہا تھا اس حید کا کلاب جیسا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔ وہ تھک ہار کر سو گئی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کیا انسان اسی کے لیے دیوا ہوتا ہے۔ کس طرح آتشیں انارکی طرح بندی تک جگہ گاریاں چھوڑتا ہے پھر آہستہ آہستہ سرد پڑ جاتا ہے۔ یہ عورت کیا ہے۔ اس کے لیے مرد دنیا سے لڑتا ہے اور یہ مرد ہے جس کے لیے عورت اپنا حق میں سب کچھ ہار جاتی ہے پھر گری نیند سو جاتی ہے۔

میں نے اسے مخاطب کیا: ”باقی! فلسفہ بعد میں سوچنا۔ وہ ڈائری کھولو اور مجھے پڑھ کر سناؤ۔“

وہ ڈائری اٹھا کر کھولنے لگا۔ میں نے کاغذ اور قسم سنبھال لیا تھا۔ وہ پڑھ کر سنانے لگا۔ میں سس کر کھنکھنے لگا۔

وہ بڑے کام کی ڈائری تھی۔ دنیا کی سب سے عجیب و غریب ایجاد کو آپریٹ کرنے کی ایک ایک تفصیل کو میری طرف منتقل کرتی جا رہی تھی جب اس نے شروع سے آخر تک سب کچھ لکھا دیا تو میں نے کہا: ”وہ تاریکی کی ڈائری ہے اس میں کچھ اہم یادیں لکھی ہوں گی۔ تم ورق الٹتے جاؤ اور دیکھتے جاؤ میں سس رہا ہوں۔“

وہ میری ہدایت کے مطابق ورق الٹ الٹ کر پڑھنے لگا۔

اس نے خلسے میں ٹرانسڈارمیشن کے علاوہ جو دوسری چیزیں لکھی ہوئی تھیں ان کے متعلق کچھ ٹیکنیکل باتیں لکھی ہوئی تھیں جن سے مجھے دلچسپی نہیں ہو سکتی تھی۔ میں نے کہا: ”باقی! تم نے

لاکھوں ڈالروں کے دول کی دھواں

محی الدین نواب

کے (اشاعتی حق) کتابت کے کام کو

ایمان کا نثر

نگارنے کا تہ

کتابت نفی

شانہ ہو چکا ہے

پریشانی کا نثر

تاریخ کا نثر

تاریخ کا نثر

تاریخ کا نثر

تاریخ کا نثر

ٹرانسفار مرثین کو امپرٹ کرنے کے سلسلے میں جو طریقہ سمجھے لکھوا یا اپنے صرف اتنے صفحات اس ڈائری سے نکال لو اور انہیں ابھی جلا دو۔

وہ فوراً ہی بستر سے اٹھ گیا۔ میں نے اسے ہدایت کی تھی وہ میری ہدایت کو محکم سمجھتا تھا فوراً اس کی تعمیل کرتا تھا۔ اس نے وہ تمام کاغذات اس ڈائری سے نکال لیے پھر ہاتھ روم میں جا کر انہیں جلایا اور اس کی رکھ دو میں ڈال دی پھر فرش کے ذریعے بھاڑی۔

وہ اس کام سے فارغ ہو کر ہاتھ روم سے باہر آیا دروازے کو بند کیا پھر بستر پر لیٹا چاہتا تھا کہ اسی وقت محسوس ہوا جیسے کمرے کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس نے سوچا۔

”خطرہ ہے۔“

میں نے کہا: تم درست سوچ رہے ہو، تم نے دروازے کو اندر سے لاک کیا ہے یا باہر سے کوئی کھولنے کی کوشش کر رہا ہے۔

پہلے یہ بات ضرور تائید ملتی تھی کہ اس نے کہا ہے؟

”میرے آقا! اگر یہ مجھ سے وفا کرے گی تو میں ساری زندگی اس سے نباہ کر دوں گا۔“

”تو پھر اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو، ہر ام گنگو کی اپنے آؤں کے ذریعے مورینا کو اغوا کرنے کی کوشش کرے گا۔ تم اس کی حفاظت کرو گے، لیکن اپنی حفاظت کو مقدم سمجھو گے، میں تمہیں زندہ سلامت دیکھنا چاہتا ہوں مجھے تمہاری ضرورت پڑے گی۔“

”میرے آقا! یہ میری خوشی نہیں ہے کہ میں کسی نہ کسی طرح بدمذہب کے لیے ضروری ثابت ہو سکتا ہوں۔“

اس کی بات سن کر ہوتے ہی کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ وہاں چار شخص نظر آئے۔ وہ فوراً ہی اندر گئے۔ ان میں سے ایک دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔ باقی تین باقی اور مورینا کے سرانے آ گئے۔ ایک کے دائیں ہاتھ میں دیو اور تھا، بائیں ہاتھ میں ایک جھوٹی سی جڑی تھی اس نے وہ جڑی باقی کی طرف بڑھادی

باقی سے لے کر بیٹھے لنگا۔ اس میں کھاتھا۔ مورینا جو ڈائری شاپ کے رہائشی تھے خانے سے لے کر آئی ہے وہ ہمارے حوالے کی جانے لگی۔ اس کی جیل و محنت میں وقت ضائع کر دے تو کوئی مامدی جانے گی۔“

باقی نے سرانے کی میز کی طرف اشارہ کیا۔ دیو اور والے نے ادھر دیکھا۔ سیاہ رنگ کی ڈائری رکھی تھی۔ اس نے ایک کمرے سے اٹھایا۔ اسے کھول کر دیکھا۔ شاپر کا نام لکھا تھا۔

اسے ڈائری کے سلسلے میں اور بھی نشانیاں بتائی گئی ہوں گی پہلے

وہ طہن ہوا پھر ورق اٹھنے کے دوران بے اختیار بول پڑا: اس کے ورق پھٹے ہوئے ہیں۔“

باقی نے ہنستے ہوئے کہا: ”تم تبسے محتاط ہو کر اسے تمہے لیکن اپنی آواز سن رہا ہے ہو۔“

وہ چونک گیا۔ جسم کر پیچھے ہٹ گیا۔ مورینا کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ اجنبیوں کو دیو اور سمیت دیکھ کر جسم تھمی۔

میں نے کہا: ”باقی! میں خواہ مخواہ خیال خوانی کا مظاہرہ کر کر دوں گا۔“ انہیں اس کشمکش میں رہتے دو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں یا نہیں ہوں؟“

میری بات سمجھتے ہی اس نے اچانک دیو اور والے کے ہاتھ پکڑے اور ماری اس کا ہاتھ خالی ہو گیا۔ دیو اور اڑتا ہوا مورینا سے ذرا فاصلے پر گرا۔ اس نے فوراً ہی اٹھ کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنی دیر میں دوسرے شخص نے دیو اور نکال لیا تھا اور دھمکی دینا چاہتا تھا کہ مورینا اور باقی اپنی جگہ سے حرکت نہ کریں ورنہ کوئی مار دے گا۔

لیکن مورینا کو دیکھتے ہی وہ دھمکی دینا بھول گیا۔ دیو اور پراس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ باقی نے اس پر بھی ایک ٹھوکھواری دیو اور اڑتا ہوا گواگیا۔ معلوم ہوتا تھا جیسے باؤنگ ہو رہی ہے اور ٹھیک وٹ پر آ رہی ہے۔ دوسرا دیو اور بھی مورینا کی وٹ پر گیا۔ اس نے اسے بھی اٹھایا لیکن اسے والے اور حملہ کرنے والے اپنی جگہ ساکت کھڑے رہ گئے تھے۔ سب کے سب وٹ کو دیکھ رہے تھے۔ تب اسے احساس ہوا۔ وہ چیخ مارا پھر کبل میں گھس گئی۔

باقی نے ڈانٹا تھا کہ ایک کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔

”اسے لینے کے ہو اب جاؤ۔“

اس نے ڈائری لیتے ہوئے کہا: ”لیکن اس کے کئی ورق پھٹے ہوئے ہیں۔“

مورینا جب اسے لے کر آئی تو ورق پھٹے ہوئے تھے زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

وہ بار بار کبل کی طرف دیکھ رہے تھے۔ جہاں وہ چھپی ہوئی تھی۔ دو دیو اور بھی پھٹے ہوئے تھے کہ مراف چاچا رہتا تھا وہ سب نشانے پر ہیں۔ انہیں مجبوراً وہ ڈائری لے کر جانا پڑا۔ وہ ایک ایک کمرے کے کمرے سے نکل گئے۔ باقی نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا۔

میں نامراد جانے والوں کے ساتھ تھا۔ وہ تیری سے جلتے ہوئے ہونے کے باہر آئے تھے۔ اسی کام میں بیٹھ کر مایہ نشتے میں ان کے درمیان خاموش رہ کر ان کا ایک اکدا ڈا

حکم کر سکتا تھا۔ میں بومی کے پاس آ گیا۔ اس نے جابر اجنبیوں کو بانی کے کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔ وہ سمجھ رہی تھی، لوگ یا تو مورینا کو اٹھا کر لے جانے کی کوشش کریں گے یا باقی کے ہاتھوں مار کر لوشیں گے یا جو سکتا ہے باقی پر بجاری پڑیں اور مورینا کو اغوا کرنا یا اہم ہو جانے کو صرف ڈائری لے کر جھاک جائیں۔

ہر حال وہ ان کا انتظار کر رہی تھی جب وہ باہر آ کر کام میں جانے کے لیے تویہ بھی ان کا تعاقب کرنے لگی اس نے پوچھا: ”کیا وہ لوگ ڈائری لے جا رہے ہیں؟“

میں نے مختصر طور پر کہا: ”ڈائری کے خاص اور ان جلائیے گئے ہیں، کمرے میں جا کر انہیں خاصی مایوسی ہوئی، نامر لوہا پس جا رہے ہیں۔ میں ان کے درمیان ہوں۔ تم بھی آئی رہو۔ ان کے کسی ادا کرنے کا پتا چل جائے گا۔“

میں پھر ان کے درمیان پہنچ گیا۔ ان کے جس ساتھی نے اپنی آواز سنائی تھی، وہ پچھلی سیٹ پر لپٹے دو ساتھیوں کے درمیان بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا: ”یقین کر دو میں نے جہاں بوجھ کر آ رہا نہیں نکالی تھی۔“

اس کے جواب میں کسی نے کچھ نہیں کہا۔ وہ لولا: ”بیٹھ بیٹھ ڈائری دیکھ کر میں بھول گیا تھا۔ بے اختیار دیو اور پکڑا لیا۔ یہ وقت یاد نہیں رہا کہ کوئی گناہ کر رہا ہے۔ کبھی ہم تو نئے بن کر نہیں بے پروا کر دیتے۔ میں کسی سے بھی بھول چک ہو سکتی ہے۔“

اس کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ساتھی نے جیب سے جاکو نکال کر ایک کھٹکے سے کھولا۔ وہ بڑبڑ کر اس کی طرف گھوم گیا اور غصے سے لولا: ”کیا ارادہ ہے تمہارا؟ مجھے کدو نہ سمجھنا۔“

بات ختم ہوتے ہی اس کے منہ سے کراہ نکلی۔ بائیں طرف بیٹھے ہوئے ساتھی نے جاکو پوسٹ کر دیا تھا۔ اسے دوسری طرف سے لکھ کی توقع تھی۔ وہ جی دار تھا۔ جاکو پوسٹ ہونے کے باوجود اس کی طرف پٹا لیکن دائیں طرف والے نے اس کے جسم میں جاکو تار دیا۔ وہ ان کے درمیان چھین گیا تھا۔ ایک کادو کوٹنا چاہتا تھا تو دوسری طرف سے حملہ ہوتا تھا۔ دوسری طرف روکنے کی کوشش کرنا تو بائیں طرف سے جاکو جسم میں آ رہا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ پھر پھر آ رہا تھا۔ آخر غصہ پڑ رہی گیا۔ گاڑی شہر سے باہر چلنے والی شاہراہ پر تیز رفتار سے جا رہی تھی۔ اچانک ایک بریک کی آواز رات کے سناٹے میں دوڑک چیتی ہوئی تھی۔ گاڑی ایک لمبے کوئی بھلا دروازہ کھلا۔ اس میں سے ایک مردہ جسم گر پڑا تھا۔ باہر آ یا۔ فرش پر آ کر جاؤں شلے چت ہوا۔ پھر گاڑی آگے بڑھتی ہوئی اسی تیز رفتاری سے چلتی گئی۔

چونکہ وہ ایک شہر کو دوسرے شہر سے ملانے والی شاہراہ تھی اس لیے گاڑیوں کی کافی آمدورفت تھی۔ وہاں سے گزرنے والوں نے بے شک پرلاش کو دیکھا ہو گا۔ کسی نے گاڑی نہیں روکی۔ ہر شہر کے دور دور جا کر ٹریفک پول کے ذریعے پولیس کو اطلاع دی ہو۔ میں نے پوچھی کے پاس آ کر کہا: ”اب میں ان کے درمیان نہیں رہ سکتا۔“

بومی ان کے تعاقب میں تھی۔ اسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس کے ذریعے اگلی گاڑی سے کسی کو کار سے نکل کر گڑھٹے ہوئے اور شہر پر آ کر گرتے ہوئے دیکھا تھا لیکن وہ بھی نہیں کر سکا تھا۔ شہر سے کترا کر فوراً نکرتی ہوئی، رفتار بڑھاتی ہوئی ان کے پیچھے جا رہی تھی۔

میں نے کہا: ”اس میں مارنے والے کے دماغ میں تھا۔ وہ میرا نشانہ نہیں کر سکتے تھے۔ بہت محتاط ہیں۔ اپنے ایک ساتھی کو مار کر بھیک دیا ہے۔“

وہ مسکراتے ہوئے بولی: ”یعنی تمہاری جلی پتی کو مٹرک پر پھینک کر چلے گئے۔“

”یہی سمجھو۔“ ان کے آڈے تک پہنچ سکتی ہو۔ میں تھوڑی دیر کے لیے جا رہا ہوں۔“

”کہاں جا رہے ہو؟“

”لنگ فرنا نڈو دھاکے لیے بہت کام کر رہا ہے۔ مجھے بھی اس کا تھوڑا سا کام کرنا ہے۔ اچھا آ جاؤں گا۔“

میں نے فرنا نڈو کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ وہ انتظار کر رہا تھا۔ میں نے کہا: ”وہ تھوڑی دیر میں پہنچنے والی ہے۔“

میں انجیل کے پاس آ گیا۔ اس کے دماغ پر قابض ہو کر اس کے ہاتھ میں ایک انجی پڑائی۔ پھر ادھر لے گیا جہاں اس نے کالا دھن چھپا کر رکھا تھا۔ وہ تمام نقد رقم انجی میں بھرنے لگی۔ پھر اسے اٹھا کر ٹرن سیف کے پاس آئی۔ اسے کھول کر رقم اہم کاغذات نکال کر انجی میں رکھنے لگی۔ یہ کام کرنے کے بعد اس نے آٹرن سیف بند کیا۔ انجی کو بھی بند کیا۔ پھر ملازم کو آواز دے کر لایا۔ اس کے آگے پر حکم دیا: ”انجی کو کار کی ڈکی میں رکھو۔“

ملازم نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ اسٹریٹ سیٹ پر انجی گاڑی اشارے کرنے کے بعد فرنا نڈو کی رہائشی گاہ کی طرف چلے گئے۔ وہاں سے میں منٹ کا فاصلہ تھا۔ میں نے اسے فرنا نڈو کے پاس پہنچا دیا۔ اس کی زبان سے کہا: ”میں فرنا نڈو لے رہا ہوں۔ اس انجی میں جتنا مال ہے سب نکال کر آٹرن سیف میں رکھ لو۔“

جلدی کر دیکھ دوسری جگہ بھی مصروف رہنا ہے۔“

اس نے فوراً ہی انجی کھولی۔ تمام مال اور اہم کاغذات اٹھا کر آٹرو سہلہ پر رکھے۔ انجیل نے انجی نڈو کی میں نے اس کے

ذریعے کہا۔ میں اسے واپس اس کی رہائش گاہ میں پہنچا رہا ہوں تم
پچیس منٹ بعد فون کر کے اسے اپنے پاس بلانا۔
میں نے اسے واپس پہنچا دیا وہ کانے آکر ڈاکٹی کھول
کر خالی اٹیچی لے کر اپنے کمرے کی طرف جانے لگی۔ خود مہرے کہا۔
"میں اٹیچی اٹھا لیتا ہوں۔"

میں نے اس کی زبان سے کہا۔ "نہیں میں خود لے جاؤں گی۔"
وہ اپنے بیداروں میں آگئی جہاں سے اٹیچی نکالی تھی۔
وہ لے جا کر رکھ دی۔ پھر کمرے سے بستر پر لیٹ گئی۔ میں نے
اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک دم سے بڑبڑا کر کھڑی
سوچنے لگی۔ اسے کچھ ہوا تھا، لیکن کیا ہوا تھا؟ مجھ میں نہیں آ رہا
تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ "میں نے انھیں بند کی تھیں۔ یہ تو
دیر کے لیے شاید نیند آگئی تھی۔"

میں اس کے پاس سے چلا آیا اب وہ کچھ بھی سوچتی ہے
میرا کام ہو چکا تھا۔ وہ بھی مجھ میں پائے گی کہ پانچ گھنٹہ اور
وہ اہم کاغذات کہاں چلے گئے۔

میں نے فرمائشوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اب تم اسے
فون کر کے سو تم نے جو کچھ اس سے حاصل کیا ہے اس کا ذکر کوئی نہ
کرتا۔ ہمیشہ انجان بن کر رہنا۔"
"فرار! میں تمھارے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوں۔"
"تم کی چیز ہو؟"

"اس چیز کے بارے میں سوچو جیسے بلا رہے ہو۔"
وہ ہنسنے ہوئے بولا۔ "ہاں، اس ذلیل عورت کو صبح بڑے
ہی دھتکار دوں گا۔"

"کوئی ایسی حرکت نہ کرو جس سے بات بڑھنے کا امکان
ہو میں جوتے ہی تم دوچار دشوور و معروف ڈاکٹروں کو بلاؤ گے۔
انجلا سے کوئی نگاہ سب مستند اکٹریں۔ ان میں سے کوئی
یہ کہہ دے کہ تم سال بننے والی ہو تو میں ابھی شادی کا اعلان
کر دوں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولا۔ "ہاں، یہ نہیں رہی ہے۔ اس طرح
اس کے ہوش اڑ جائیں گے۔ وہ محنت نہیں کر لے گی۔ شاید
بھاگ جائے گی۔ دوسرے حریفے استعمال کرنے کے لیے اپنے
گھر پہنچ کر تو اہم کاغذات نہیں ملیں گے۔ باب کا سامرا اپنے
ہی ٹوٹ چکا ہے۔ وہ اب پاگل خانے میں ہی زندگی گزارے
گا۔ فرماؤ میری جان۔"

میں نے بات کاٹ کر کہا۔ "بس زیادہ بولنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ میں دوسری جگہ مصروف ہوں۔"

میں پوی کے پاس آ گیا۔ سوچا تھا جلد سے جلد کہنے

کی کوشش کروں گا لیکن ایک گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا
وہ تینوں اپنے جوتے ساتھی کو قتل کرنے کے بعد ایسی خفا
سے گھر پہنچے تھے جہاں گاڑیوں کی آمدورفت تھی۔ اس لیے
تعاون کا شہ نہیں ہوا۔ وہ اپنے طور پر مطمئن تھے کہ بولنے
والے کو ختم کر دیا ہے۔ اب کوئی ٹیلی پیچی جانے والا ان کے
دماغ تک نہیں پہنچ سکتا۔

وہ ایک ماں گودام کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ پوی
نے باہر گاڑی روک دی۔ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ وہاں
ایک لمبا چوڑا سائے پور ڈنگا ہوا تھا جس پر رکھا تھا۔ البرٹ
ایڈا البرٹ ٹیلی شراکھو نا تھا۔

اس نے کاروائی ہوڑی کی کافی لمبی ڈرائیونگ تھی اس
دوران میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔ "میں آ رہی
ہوں۔ تم ٹیکسٹ فون ڈرائیونگ میں البرٹ ایڈا البرٹ کیسے باہر
دیکھو وہاں کسی بولنے والے سے رابطہ ہو گا پھر تمھیں ٹرپی
سے کڑی تھی جانے گی۔"

"میرا خیال ہے اب تم شہر میں داخل ہونے والی ہو۔"
"ہاں، ایک بات یاد رکھو۔ اس لمحے سے میرے دماغ
میں نہ آنا۔ آؤ گے تو سائنس روک لوں گی۔"

"یہ پابندی کیوں؟"
وہ مسکراتے ہوئے ذرا شرماتے ہوئے بولی۔ "بس
یونٹی تم صبح تک میرے دماغ میں نہیں آؤ گے۔"

میں نے ایک ٹکری سائنس لے کر کہا۔ "اچھی بات ہے۔"
میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سر ہانے لگی ہوئی ٹیلی فون
ڈرائیونگ کی اور ان اٹنے لگا۔ جلدی نہیں ملے اور جلد
ہی رابطہ بھی قائم ہو گیا۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "ہیلو
ایڈا الزا البرٹ ایڈا البرٹ کہتی۔"

میں نے ریب ریور رکھ دیا اور بولنے والے کے پاس پہنچ
گیا۔ وہ گودام کا انچارج تھا۔ اس نے دو چار بار ہیلو بولا۔
پھر ریسیور کو گھور کر کھینچ کر رکھتے ہوئے دوسری طرف سے فون
کرنے والے کو گالی دینا چاہتا تھا اس سے پہلے ہی میں نے
اس کی زبان دانٹوں کے درمیان دبائی۔ وہ ٹھنڈا کر رکھا ہو گیا۔
دونوں انھوں سے منہ ڈھانپ کر ہلے ہلے کھڑے کھڑے گائیں
نے اس کے دماغ میں سوچ پیدا کی۔ ابھی سیاہ رنگ کی
گاڑی میں کون لوگ کھڑے تھے؟

وہ جواباً سوچنے لگا۔ "اور کون ہو سکتے ہیں وہی چھ
ہوئے بدعاش ہوں گے۔" اس نے انھیں سر پر چڑھا کر
ہے۔ کام کاج کرتے نہیں ہیں۔ شراب پیئے اور عیاشی کرتے

رہتے ہیں۔ کبھی کبھی باس کے کسی کام سے جاتے ہیں۔ میرا پس
آ جاتے ہیں۔"

میں نے چپ چاپ معلوم کیا اس کے سامنے بڑی ہونی
میں مرقا فون اور کاغذات کے حوالے سے کوئی ایسا ضروری
کام ہے جس کے لیے باس سے رابطہ قائم کرنا پڑے۔ وہ سوچنے
لگا۔ گودام نمبر تین کا ایئر کنڈیشنر بار بار غراب ہو جا رہا ہے۔
وہ سوچ رہا تھا اور میں اس سے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائٹ کو آ رہا
تھا۔ پھر باس سے رابطہ قائم ہوا۔ وہ گودام نمبر تین کے سلسلے
میں شکایت کرنے لگا۔ دوسری طرف سے باس نے سخت لہجے
میں کہا۔ "اس کے لیے مجھے ڈسٹرب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔"

میں نے کہا۔ "ایئر کنڈیشنر سے بات کرو۔"
میں باس کے دماغ میں بیٹھ گیا۔ وہ بہرام گنگولی کو مانتا
تھا۔ میں اس سے زیادہ معلوم نہ کر سکا۔ دروازے پر دستک
ہونے لگی۔ میں اٹھ کر قریب گیا۔ پھر دستک سنائی دی۔ میں نے
پوچھا۔ "کیا تم ہو؟"

"ہاں، دروازہ کھولو۔"
میں کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ وہ اندر آئی۔ دروازے کو بند کر
دیا۔ پھر اس سے لگ کر کھڑی ہو گئی۔ ہم ایک ٹیبلت مدت کے بعد
ایک دوسرے کے دیر و آئے تھے۔ وہ جتنا شک کی کہ تھی ایسا
خوب صورت جسم تھا جو خالوں اور خوابوں میں نہیں بنا۔ اس کے
لیے برسوں کی ریاضت دکا رہی ہے اور اس نے بڑی محنت اور
جان لیوا محنت کی تھی۔ ہم چند لمحوں تک خاموشی سے ایک
دوسرے کو دیکھتے رہے۔ پھر وہ بولی۔ "ہیلو۔"

میں نے اس سے سوچ کر کہا۔ "میرا تے ہوئے بولا۔ تمھاری
کیا تعریف کروں۔ الفاظ نہیں مل رہے ہیں۔ کسی فلاں گ کیپی کے
الفاظ میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ بے مثال حسن باکمال دھڑپ۔"
میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ میرے
ہاتھ میں دیا۔ میں نے سر جھکا کر اسے پیغمبر دی۔ اس نے جلدی
رہے۔ اچھے چھڑا لیا۔ دور دھڑپ تھی میرے چہرے سے کترا کھٹا ہستہ
چلتی ہوئی وارڈروب کے پاس تھی۔ اسے کھولا۔ اپنے لیے لباس
نکالا۔ پھر میرے ایک نظر ڈال کر کہتا ہے۔ ہاتھ دم میں سے
نکلتی۔

میں نے ہاتھ دم کے دروازے کے قریب آکر سنا۔
سے ہائی کرنے کی آواز آ رہی تھی۔ میں اطمینان سے آکر ستر پر
گیا۔ ابھی اس کے آنے میں دیر تھی۔ لہذا البرٹ ایڈا البرٹ
کھینچ کے باس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کا نام البرٹ تھا۔ گارڈا
کے سلسلے میں بہرام گنگولی سے دوستی ہوئی تھی۔ بہرام اس

کے زیر زمین خفیہ گودام میں کوکین اور چرس کا ذخیرہ کرتا تھا۔
اس گودام سے مال بھاری ہونے کی صورت میں البرٹ کو بھی
اس کی آمدنی میں حصہ ملتا تھا۔

اس کی سوچ سے متاثر ہوا۔ آج میں امریکا میں مورینا
کواس زیر زمین گودام میں لاکر دیکھ گیا۔ جاتے کا پھر مناسب
موقع دیکھ کر وہاں کے کسی دوسری جگہ منتقل کیا جائے گا۔

اس سلسلے میں اس کے چار بدعاش گئے تھے اور تین
واپس آئے تھے۔ انھوں نے رپورٹ دی۔ "باس، بہرام گنگولی
نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ کوئی آواز نہ سنانے۔ مگر وہ کہتے
ہوں بڑا تھا اس کے ذریعے فریاد ہم سب کے دماغوں میں
آگیا تھا۔ آپ کے پاس بھی پہنچ سکتا تھا لہذا ہم نے اسے
راستے میں ختم کر دیا۔"

اس نے پوچھا۔ "کیا مورینا متاثر ہے؟"
"نہیں، ایک نیگرو اس کے بیداروں میں تھا۔ وہ اچھا
فائٹر معلوم ہوتا ہے۔ دو بار لائیں چلا کر دو رپو اور ہاتھ سے
نکال دیے۔"

البرٹ نے غصے سے کہا۔ "رپو اور ہاتھ سے بھٹکتے ہی تم
لوگوں کا دم بھٹکتے لگا۔ بزدلوں کی طرح بھاگ آئے۔"
"ہم صرف ٹیلی پیچی کے خوف سے چلے آئے۔ وہ میں
رپو اور کی زبرد پر رکھ کر بولنے پر مجبور کر سکتے تھے۔ نہ بولنے تو کوئی
مادہ دیتے۔ ہماری ہر طرح شکست تھی۔ اس لیے چلے آئے۔"

"ہائیں نہ ناؤ۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں جب تم لوگوں نے
اپنے ساتھی کو ختم کر دیا تو پھر کس بات کا خطرہ رہ گیا تھا؟"
"آپ ہماری بات نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ہمارے دونوں
رپو اور ان کے پاس چلے گئے تھے۔ ہم کیا کر سکتے تھے؟"

البرٹ نے خوں خوں دیر تک سوچنے کے بعد پوچھا۔ کیا
تم لوگوں کا تعاقب کیا گیا تھا؟"
"ہمارا تعاقب کون کر سکتا تھا۔ وہ دیگر کے ساتھ بیداروں
میں تھی۔ کسی سیرے نے نہیں نہیں دیکھا۔ بولیں جن لوگوں نے
دیکھا وہ ہیں وزیٹر۔ سمجھتے رہے۔ بولیں سے نکل آئے۔ کے بعد
بھی ہم نے بار عقب نما آئیے میں دیکھا، میں کسی خاص گاڑی
پر شبہ نہیں ہوا۔"

"تم لوگوں نے بغیر بڑی شاہراہ پر اسے قتل کیا؟"
"پچھلے چھ بجائے تو؟"

میں اس طرح کا رخ نہ کرتے بولیں کو ڈانٹ دینے کی کوشش
کرتے۔ اگر کچھ جانتے تب بھی آپ پر پانچ نہ آئے۔ آپ جانتے
ہیں ہم کتنے ڈھپٹ میں جو بات جانتے اندر ہوتی ہے۔ اسے کوئی

اگلا نہیں سکتا

اس نے پریشان ہو کر کہا "میں بہرام گنگولی کو کیا جواب دوں گا اس سے مجھے لاکھوں کا نامہ ہوتا ہے ایک عرصے بعد اس نے ہمارے سپرد ایک کام کیا وہ ہم نہ کر سکے تو لوگوں کی وجہ سے کتنی شرمندگی ہوئی"

"آپ اس سے تھوڑی سی مدد لیں، ہم مورینا کو ضرور اٹھلائیں گے"

"اپنے ایک آدمی کو ہٹل اور دوسرے کو برنارڈ کے اپارٹمنٹ کی طرف بھیج دو۔ وہ لوگ اس پر نظر رکھیں گے۔ وہ آٹو کی پیٹی جس امریکان کر ایک کالے سے دل لگا رہی ہے، ہم گورڈن کا منہ کالا کر دیا ہے۔ ہم امریکیوں کی کیسی اسٹلٹ ہو رہی ہے اسے ذرا احساس نہیں ہے"

وہ تینوں غسل کمنے اور لباس بدلنے بیٹھے گئے کیوں کر ان کے کپڑوں پر خون کے چھینٹے پڑے ہوئے تھے۔ تیسرا ساتھی چوکر ڈانٹو کر رہا تھا وہ کالے اندرونی حقوں سے تمام دھبوں کو بانی سے دھوئے گیا تھا۔ تیسرا پانچ منٹ بعد بہرام گنگولی نے فون کے ذریعے البرٹ سے رابطہ قائم کیا۔ پوچھا "میرے کام کا کیا بنا؟"

البرٹ نے اسے منقر حالات بتائے۔ وہ جھٹکا کر بولا "اتنا سا کام تم نے کر کے، ڈیٹلیں مارتے تھے کہ تمہارے آدمی بہت تیز طرار ہیں بہت اچھے فائر میں بڑے جہاں تیار ہیں"

"بہرام خوناخوہہ منقرہ دکھاؤ حالات کو سمجھو تم نے ان کے دلوں میں بی بیجی کا خوف پیدا کر دیا تھا حالانکہ وہاں کوئی بی بیجی ہی نہیں ملنے والا نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اس بولنے والے کے دماغ پر قبضہ جما لیتا۔ اس کو کبھی تل نہ ہونے دیتا"

"تم نہیں جانتے، وہ لوگ کتنے چالاک ہیں۔ جیٹ چاب دماغ میں رہتے ہیں اپنی موجودگی کا احساس نہیں ہونے دیتے"

"میں مانتا ہوں لیکن بولنے والا مارا جا رہا ہو جب وہ جیٹ لہ کر گیا کہ جب کہ اس کے بعد اسے باقی تینوں کے دماغ میں جگہ نہیں مل سکتی تھی اور وہ جیٹ ہی تھی"

"فردا ملٹی تیور اپنے کام آنے والوں کے ساتھ اس سے بھی زیادہ کہتا ہے اور جو کہتا ہے اس کے پیچھے کوئی خاص مقصد ہوتا ہے۔ وہ جانتا تو اس معمولی غلام کو مورینا کے پاس اپارٹمنٹ میں بھیج سکتا تھا لیکن اسے منگے ہوئے میں رکھتا اور وہاں مورینا کو بلانے میں جو بات ہوگی وہ ابھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اتنا ہی سمجھ لینا چاہیے کہ مورینا کا تحفظ ہوئے میں کر سکتا ہا پارٹمنٹ میں نہیں"

"جب وہ ہوئے میں تحفظ کر رہا تھا تو اس نے بولنے والا کے ذریعے جاسے آدمیوں کو نقصان کیوں نہیں پہنچایا۔ بہرام میری بات تسلیم کر لو۔ فردا اس ننگو کے ساتھ نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو پھر کسی دوسرے مسئلے میں الجھا ہو گا۔ غلام آدمیوں کو یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ کسی وقت بھی بی بیجی چلے والے سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے لہذا بچاؤ کی طرف ایک صورت ہے کہ وہ گولے نہ کر رہیں"

"اچھی بات ہے، اب میرے آدمیوں سے حماقت نہیں ہوگی۔ مورینا کو کب تک اٹھوایا ہے ہو؟"

"آج وہ ہوشیار رہیں گے۔ کئی سی وقت اسے ضرور غلامے گودام میں بنیادوں کا"

"کئی دن کے ایک بجے تم سے رابطہ قائم کر دوں گا۔ یہ خیال ہے کہ مورینا کو اغوا کرنے کے لیے اتنا وقت کافی ہے۔" ان کی گفتگو ختم ہوئی۔ ریسورڈ رکھ دیا گیا۔ میں سوچ رہا تھا اچھا یہ ہوا کہ میں نے بولنے والے کے دماغ کو نہیں جھڑا۔ پوئی البرٹ اینڈ البرٹ کیپٹی کے احاطے میں نہیں گئی۔ اس طرح میں خاموش رہ کر البرٹ کے دماغ سے معلوم کر سکتا تھا کہ وہ لپکے بجے فون پر کیا بات کرے گا اور مورینا کو کب سال ملانے کا دے گا۔

میں نے خیال خوانی ختم کر دی۔ انجھیں گھول کر دیکھا کہ میں نیم تار کی تھی ایک عجیب سی آہستہ کر دیتے والی خوشبو میں رہی تھی۔ پوئی نے تیز روشنی بجھا دی تھی اور ایک کمزوری لائٹ آن رکھی تھی۔ اس روشنی میں وہ دھندلی سی لگ رہی تھی۔ ریکارڈر میں ایک کیسٹ رکھ کر ان کو رکھا تھا۔ چند لمحوں کے بعد جسے پاپ میوزک کی ٹی بیجی آواز سنائی دی۔ بہت ہی خوب صورت سا آکر ٹیڑھا اس کے شمر کے ساتھ پوئی کا بدن تھرکتے لگا۔ پہلے سمجھ میں آیا وہ فون کر رہی ہے۔ پھر سمجھ میں آیا جتنا شک کے منقر سے لباس میں یوگا کے مختلف آسنوں کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ روشنی کم تھی۔ تاریکی زیادہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے روشنی صرف وہاں ہے جہاں وہ موجود ہوتی ہے۔ اندر سے نین شمع کی ٹوکی

دکھائی دیتی ہے۔ پھر یوگا کا آسن بدل کر دوسری طرف چل جاتی ہے۔

کمال ہے تھا کہ وہ موسیقی کی تال کے مطابق مل کر رہی تھی۔ اس کے منقر سروں کے مطابق بدن کے خوب صورت ناویے بات تھی۔ اچھی نگاہ ایک ناویے پر منقر تھی کہ دوسرا ناویہ بدل جاتا تھا۔ وہ جتنا شک والی اپنے مخصوص انداز کے ساتھ میری زندگی میں آ رہی تھی، وہ ایک عرصے سے میرے لیے تڑپ رہی تھی۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ کئی مقامات ایسے آئے جہاں ہم مل سکتے تھے لیکن حالات نے ہمیں جدا کر دیا۔ ایک دوسرے کے سامنے آنے کا بھی موقع نہیں دیا۔

میرا کیا ہے۔ میں خیال خوانی میں وقت گزار لیتا تھا۔ مجھے تنہائی کا احساس کہ ہوتا تھا لیکن وہ تنہا ہی تھی ماس کی نگاہوں میں اس کے خوابوں میں اس کے امدادوں میں ہی ہی تھا۔ وہ میرے بغیر تنہائی دور نہیں کر سکتی تھی۔ اسے آج کا انتظار تھا۔ وہ آج آگیا تھا۔ مگر وہ نہائی کے تقاضے باقی تھے۔ وہ یوگا کے مختلف آسنوں ناویوں سے جلدہ آتا تھی اور مجھے تڑپا رہی تھی۔

وہ میں مل رہی تھی۔ ادھر سے ادھر پائے کی طرح چل رہی تھی۔ اس کی دوستی اور دشمنی میں صرف اتنا فرق تھا کہ وہ دشمنوں کے ہاتھوں سے بچنے کے لیے اب بپ بپ کی آواز کاتی تھی۔ بی بیجی بھی اور ان کے چلنے بھی چھڑتی تھی۔ میرے ساتھ دوستی تھی اس لیے وہ آواز میں بھی ٹکرتے چھڑا رہی تھی۔ پسینہ پسینہ کر رہی تھی۔ انہر میں نے مجھ پر ہر وعدہ خلافی کی اور اس کے دماغ میں بیٹنے کی کوشش کی۔ میرا خیال تھا وہ سانس روک لے گی لیکن اس نے دروازہ کھلا رکھا۔ عورت خواہ کتنا ہی تڑپائے، کتنا ہی کڑھائے اپنے آدمی کے لیے ایک جو دروازہ ضرور کھلا رکھتی ہے۔

وہ زبان سے کچھ بولنا نہیں جانتی تھی اسی لیے آہی دیر سے خاموش تھی۔ اب سوچ کے ذریعے اخبار حال کا مونس آیا تو وہ شرماتے اور نہ جھپٹانے لگی۔ فولادی سروں سے دشمنوں کے قدم اکھاڑنے والی پوئی ایسے وقت ممکن عورت تھی جی تھی۔ ایسی بات نہیں ہے کہ عورت تیز و طرار نہیں ہوتی۔ ضرور ہوتی ہے لیکن ایسے مرتے پر اپنی چوڑی بھول جاتی ہے پوئی جتنا شک کے قرب بھول گئی تھی۔

ہم ٹیڑھا رات تک جاتے رہے۔ کچھ جگہ جتی جتے رہے، کچھ نہ ملے رہے۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے بات کو تیار کر کے بہرام گنگولی بہرام میں مورینا کو حاصل کرنا چاہتا ہے لہذا وہ ہوشیار رہے۔

اس نے کہا میرے آقا! آپ مجھے گانڈ کر دیں رک

کرنا چاہیے؟

"میں ابھی بتاتا ہوں"

میں نے پوئی سے کہا "بہرام گنگولی کل دن کے ایک بجے البرٹ کو فون کر کے گا۔ اس وقت تک مورینا کو بہرام میں اغوا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ میں جانتا ہوں تم مورینا کے ساتھ رہو"

"ہرگز نہیں، اس قدر انتظار کرنے کے بعد اسے ہوا درپ چاہتے ہو، میں مورینا کے پاس چلی جاؤں"

"پسے میری پوری بات سنو۔ بات میرے ساتھ رہے گا۔ میں کل صبح اس کے ساتھ بہرام گنگولی کے خفیہ آڈول کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ یہی کا پٹرلے کر جاؤں گا اور شام تک واپس آ جاؤں گا۔ دن کے وقت میں اور وہ ساتھ رہیں گے۔ رشام سے صبح تک تم میرے ساتھ رہو گی"

"میں ٹری سے ٹری میں تمہارے ساتھ بنا جاتی ہوں۔" یہ وقت بھی آ جائے گا۔ اچھی مورینا کو تمہاری جیسی ساتھی کی ضرورت ہے۔ تم اس کی حفاظت کر سکو گی۔ دشمنوں کو منقر موبول نے سکو گی۔ باقی جہاں طور پر بہت طاقتور ہے کچھ سمجھ دار بھی ہے لیکن ہم جن حالات سے گزرتے ہیں ان کا سے تجربہ نہیں ہے۔ وہ میرے ساتھ رہے گا تو کچھ ٹریٹنگ حاصل کرے گا"

وہ بے دلی سے بولی "اچھی بات ہے۔ تم کہتے ہو تو صبح مورینا کے پاس چلی جاؤں گی"

"مورینا ہم سب کے لیے اہم ہے۔ وہ شین آپرٹ کرنا جانتی ہے۔ ہم اسے بہرام کے ہاتھ لگے نہیں دیں گے ناسی میں ہماری جیت ہے"

"ہم کب تک اس کے پاسے دار بن کر رہیں گے؟"

"صرف ٹرانسفارمیشن ہاتھ آنے تک"

"اساری دنیا اس کے پیچھے پڑی ہے۔ وہ آہنی آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی کوئی نہ کوئی ہمارے آڑے آتا رہے گا۔ کوئی ایسا راستہ نکالو کہ مورینا کسی ایک جگہ محدود ہو جائے۔ وہاں سے باہر نہ نکلے نہ کوئی اسے دیکھ سکے نہ چرکے"

"فی الحال یہ ممکن نہیں ہے۔ مورینا جیسی آزاد آدمی کسی ایک مکان میں بند ہو کر نہیں رہے گی۔ ہر سال یہ بعد کا معاملہ ہے۔ اچھی رات کا ایک بجایا ہے۔ تم ٹیکس چاہو کہے بیان سے بھگو گی اور مورینا کے پاس جاؤ گی۔ باقی میرے پاس آجائے گا"

دیکھا بہرام گنگولی کے آدمی غلام اور مورینا کی نگرانی نہیں کر رہے ہوں گے؟

"بے شک کر رہے ہیں۔ میں ان کے دماغوں میں ہتھیار کھاتا ہوں"

میں نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: تم چار بچے ہیں سے نکلو گے اور میرے پاس آ جاؤ گے پوری دہاں پیچھے گی اور کل شام تک مورینا کے ساتھ رہے گی۔ یہ بات اپنی دیوانی خوب کو اچھی طرح سمجھا دو کوئی گڑبڑ نہ کرے ورنہ بہرام اسے اٹھلے جلے گا۔

میں نے رابطہ ختم کر دیا پوری نے کہا: یہ بہرام ہے کیا بچہ؟ میں بچپن سے ایسے جادوگروں کو دیکھتی تھی ہوں جو شیخ پر کار حیرت انگیز جادوئی کلمات دکھاتے ہیں اور تماشا نیوں سے داد وصول کرتے ہیں۔

میں نے کہا: کالا جادو محض دہشت میں مبتلا کرنے والی چیز ہے۔ تم نے زندگی میں پہلی بار اس جادوگر سے ٹکرا کر خود یہ تجربہ کیا ہے دہشت انسان کو مارتی ہے جادو میں بار بار اگر تم دہشت میں مبتلا ہو جاؤ تو اس کے ہاتھوں ماری جاؤ گی کوئی بھی دیکھنے والا یہی کہتا کہ ایک بہرام کے چہرہ بہرام ہو گئے تھے اور چھپنے لک کر تھیں مار ڈالا کہ بات کچھ ہوتی مگر کچھ اور بھی ہوتی جانی جانی جیکر پانچ بہرام فریب غور نظر تھے۔ وہ دکھائی دیتے تھے مگر ان کا وجود نہیں تھا۔ ان کی تلوار ہتھارے جسم کے آریار ہو گئی لیکن تیز نہ پائے اس کی وجہ یہی ہے کہ تلوار کا بھی کوئی وجود نہیں تھا۔ وہ محض ڈرانے اور دھمکانے کی چیز تھی۔

”میں یہی سوچ رہی ہوں۔ یہ دو ملے کا جادوگر ہیں کتنے نفوں سے پریشان کر رہا ہے اور اتنی اہم مشین کے لیے ہمیں دو ڈار ہائے فکر نہ کرنا اور انشاء اللہ کل ہم بہرام تک پہنچ جائیں گے۔ وہ چھت کی طرف دیکھتی ہوئی پھر بھی رہی تھی پھر کہہ لوں بات ٹھیک رہی ہے کئی نفوں سے ٹھٹھک رہی ہے۔“

”آؤ کیا بات ہے؟“

”ایک معمولی جادوگر جو پورے غیر معمولی قوت کا حامل ہے مگر بہرام سے سامنے ہے کیا وہ میرے مقابلے پر آ کر فرار ہو گیا مشین کے کچھال گیا لیکن جو بات ٹھیک رہی ہے وہ یہ کہ دنیا کی تمام مشینیں ایک سو گئی ہیں۔“

”یہی سوال مجھ سے سونیل نے کیا تھا۔“

”ظاہر ہے یہ ٹھٹھکانے والی بات ہے۔ ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے۔ جب تمام مشینیں ایک سو گئی ہیں اور پھر ان مشینیں اس ٹرانسفاکشن کے پیچھے پڑ گئی ہیں۔ اس مشین کے ایک حصے کو چرلانے کی ابتدا شبیلہ نے اپنے پاس سے کرانی تھی۔ اس کے بعد وہ تمام مشینیں پارک کے پیچھے پڑ گئی تھیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سرد پڑ گئیں۔ سب انہی پانچ گاہکوں میں چلی گئیں۔ نہ کوئی پارک کے پیچھے پڑا ہے نہ ٹرانسفاکشن میں حاصل کرنے کی فکر میں ہے اور نہ ہی کوئی

ہماری طرف توجہ دے رہا ہے بلکہ غیر اہم سمجھ رہا ہے۔“

”سونیل نے بڑے پتے کی بات کہی تھی کہیں اور رنوی؟“

بارگھل کر ہمیں میں نے۔ یہ بات دور دور تک پہنچی ہوگی۔ ار سے پہلے ہم جہاں میں جانا چاہتے تھے دنیا کی ساری دشمنی تو بہرام سے پیچھے ہو جاتی تھیں۔ بیز میں ایسا نہیں ہوا۔ اگرچہ غیر حکومت نے ہماری مخالفت کے سلسلے میں بڑے سخت انتظامات کیے تھے لیکن دشمن طاقتیں اور سپر پاور زلیے انتظامات کو کب خاطر میں لاتی ہیں؟ ویسے یہ بات تشریف ناک ہے کہ یہ خاموش ہیں۔ پتا نہیں کیا عملی کھلانے والے ہیں۔“

پوری نے گہری دیکھتے ہوئے کہا: ”ادھ کا ڈھائی ٹکڑا ہیں کل شام تک پھرنے کے لیے موت ڈیرہ گھسٹا رہ گیا۔“

دوسروں کی باتیں جہانے دو ہم اپنی باتیں کر گئے۔“

جو واقعہ اور جو حکایت اپنے آپ پر بیٹے اسے آپ بیتی کہتے ہیں۔ میں بھی چاہتا تھا۔ وہ بھی چاہتی تھی کہ ہم دونوں پر وقت اس طرح بے گم نہ ہو کہ ہم ساری زندگی یاد رکھیں۔

جب چار بچے میں صرف پندرہ منٹ رہ گئے تو وہ اٹھ کر جانے کے لیے تیار ہونے لگی۔ البرٹ کے ان تین آدمیوں میں سے ایک اس ہونٹ کے سامنے والے بس اسٹاپ پر موجود تھا۔ وہ کبھی بار میں جا کر ایک ادھریک پیتا تھا۔ پھر ٹھٹھک لگتا تھا۔ بار بار ہونٹ کی طرف دیکھتا جاتا تھا۔ اگر وہاں سے مورینا اور سلام نکلنے ہوئے دکھائی دیتے تو اس کی جیب میں چوٹا سا ٹراپسٹر تھا جس کے ذریعے وہ اپنے لوگوں کو اطلاع دے سکتا تھا۔ پھر اس کے پاس موٹر سائیکل تھی جسے خاص لوگوں کے پیچھے ٹھٹھک ان کا تعاقب کر سکتا تھا۔ سارے انتظامات مکمل تھے۔

میں نے غلام باقی کے پاس پہنچ کر دیکھا وہ ہونٹ سے نکلنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ میں نے کہا: انتظار کر دیں ابھی آتا ہوں۔ میں نے پوری سے پوچھا: مورینا کے ساتھ اسی ہونٹ میں بڑے یا اسے دوسری جگہ جاؤ گی؟

”میرا خیال ہے مورینا کو اس ہونٹ میں نہیں رہنا چاہیے۔“

خواہ مخواہ نگہانی ہو رہی ہے۔“

”تم گاڑی لے کر نکلو۔ ہونٹ کے سامنے والے بس اسٹاپ کے پاس جا کر ٹک جاؤ اور مورینا اور غلام باقی تمہاری کار میں آگے بیٹھ جائیں گے۔“

اس نے پوچھا: ”اور وہ نگہانی کرنے والا کہاں ہے؟“

”اسی جگہ ہے جہاں تم گاڑی روکو گی۔“

وہ حیرانی سے بولی: ”یہ کیا کہہ رہے ہو کیا وہ مجھے...“

وہ کہتے کہتے ٹک گئی پھر ہنسنے لگی: ”وہ سواری میں بھول

میں تھی خیال خوانی کے ذریعے اسے اپنی گرفت میں رکھو گے اور وہ ہیں دیکھ نہیں سکے گا۔“

دش دس دیڑھل ٹھٹھک۔“

وہ بڑے پیار سے زحمت ہو گئی۔ میں نے غلام باقی سے کہا: ”مورینا کو فوراً تیار کرو۔ اسے بھی یہاں سے نکالنا ہے۔“

جب غلام نے اسے یہاں سے چلنے کے لیے کہا تو وہ غصے کرنے لگی۔ میں اتنی جلدی کیسے تیار ہو سکتی ہوں ایک ٹک میں پڑا ہوا گستا ہے۔ ساری دنیا مجھے جانتی ہے۔ میری ایک مشین بیوی میں کوئی فرق آئے گا تو کل کے اخبارات میری موجودہ تصویر چھپنے کے لیے منیر شائع کریں گے اس طرح کے اسکیڈل ٹل کھڑے کریں گے۔ اسکیڈل ٹل کھڑا کرنے کے لیے ہمارا میرے ساتھ رہنا ہی کافی ہے۔“

غلام باقی نے کہا: ”تاہم نہ بناؤ تم خطرے میں ہو۔ اس وقت اپنے حق کے متعلق کچھ نہ سوچو۔ اپنی جان بچاؤ۔ جان ہے تو جان ہے۔“

وہ آنکھوں سے دیکھ چکی تھی کس طرح چار اجنبی کمرے میں گھسائے تھے اور ڈائری کا مطالعہ کر رہے تھے۔ غلام نے بھی طرح سمجھا دیا تھا: ”ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ بہرام کو ایک ایسی ہمت کی ضرورت ہے جو میں آپریٹ کرنا جانتی ہوں۔ یہی کہہ سکتی تھی۔“

مورینا مجبور ہو کر جلدی جلدی میک آپ کر کے باس تبدیل کرنے لگی۔ ادھر میں پوری کے پاس موجود رہا۔ جب وہ ہونٹ کے قریب پہنچنے لگی تو میں نے غلام سے کہا: ”چلو مورینا کے ساتھ لکھ پڑو۔“

ان کے پاس کوئی بھاری ہتھیار نہیں تھا۔ وہ کمرے سے نکل گئے۔ اسے لاک کیا۔ پھر نیچے آ کر گاڑی پر جانی جمع کی بنی اور ایک دہان سے پلٹ کر باہر آئے گئے تو میں اس نگہانی کرنے والے کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ میں نے اسے دوسری طرف پٹا دیا۔ وہ میری مرضی کے مطابق ایک ڈبل پیگ طلب کر رہا تھا۔ ہائیکس نے اس کی ڈرائش کے مطابق ڈبل پیگ سامنے لاکر رکھ دیا۔ پوری کی گاڑی وہیں قریب، مگر رک گئی تھی۔ میں نے غلام باقی کو گاڑی کا نمبر بتا دیا تھا۔ اگر اسے خبر نہ پڑتا تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ پوری نے دور ہی سے ایک نیگرو اور ایک سین امریکی ہتھیار کو دیکھ کر بچان لیا۔ ساتھ ہلا کر اپنی طرف متوجہ کیا۔ وہ دونوں اس کی طرف چلے آئے۔ غلام باقی نے احتیاطاً گاڑی کا نمبر دیکھا پھر مسکرا کر اس سے معاف کرتے ہوئے بولا: ”مجھے آپ سے کئی رنوی مل رہی ہے۔“

جو کچھ میں نے پوری کو بھیجا تھا اس لیے وہ میری پوری عروشی کا انکار کر رہا تھا۔ ہم ایک دوسری کے متعلق یا میری ساتھی عروشی

کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا بلکہ میرے پاس میں بھی بلے نام معلومات تھیں۔

مورینا پوری کے ساتھ اٹھی سیٹ پر اگر بیٹھے گی غلام پھیل سیٹ پر چلا گیا۔ پھر گاڑی اسٹارٹ ہو کر وہاں سے جانے لگی۔ جب بہت دور نکل گئی تو میں نے نگہانی کرنے والے کا بچھا چھوڑ دیا۔ اسے ذمیرے آئے گا احساس ہونا نہ چاہئے گا۔ وہ ڈبل پیگ میں پانی لا کر پی رہا تھا تاکہ نشہ زیادہ نہ ہو اور وہ میں تک نگہانی کر رہا ہے۔ میں نے اس فرماں بردار کو اس کی ڈیوٹی دینے کے لیے چھوڑ دیا۔ مورینا بار پوری کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے پوچھا: ”میں نے فرماؤ دوستی اور سونیا کی ہتھیاری بڑھی ہے۔ ان میں بار پوری کا ذکر آیا ہے۔ کیا تم وہی ہو؟“

”ہاں میں وہی ہوں۔“

مورینا معلوم کرنا چاہتی تھی: ”پوری کون ہے اور فرماؤ کہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ میں پہنچنا چاہی پوری کو جیسے برائی سوچ کی لہر کا احساس ہوا اس نے پوچھا: ”کیوں ہے؟“

مورینا نے سوچ کے ذریعے کہا: ”دوست ہوں دشمن نہیں۔“

پوری نے ہنسنے ہوئے کہا: ”جب دوست ہو اور پاس بیٹھی ہو تو تو زبان سے ٹھٹھک کرو۔“

مورینا جھینپ گئی۔ اس سے نظریں پھرتے ہوئے دھما کر ان کے بار دیکھنے لگی۔ پھر بولی: ”کیا تمہیں پرانی سوچ کی لہریں محسوس ہو جاتی ہیں؟“

”یہ تم دیکھ رہی ہو۔“

”تم نے کیسے معلوم کیا میں ہی سوچ کے ذریعے بول رہی ہوں۔“

”فرماؤ دوستی اور دنیا میرے دماغ میں آئے سے پہلے کو ڈور ڈور دہراتے ہیں اور وہ کو دیکھیں معلوم نہیں ہیں۔“

”ان کے علاوہ کوئی اور خیال خوانی کے ذریعے آ سکتا ہے۔ تم نے مجھے کیسے تاڑ لیا؟“

”فی الحال کوئی اور خیال خوانی کرنے والا نہیں ہے۔ شارب پیار ہے۔ اس کا جہاں آ رہی ذات میں تم محدود رہنے والا آدمی ہے۔ وہ خواہ مخواہ خیال خوانی نہیں کرتا۔ اور ایک خیال خوانی کرنے والی جو جو ہے جو بہت ہی معصوم ہے وہ میرے دماغ میں آتی تو میں اسے پہچان لیتا۔ بہرام میں نے تمہیں پہچان لیا۔“

پوری نے اس ہونٹ کے سامنے گاڑی روک دی جہاں میرا قیام تھا غلام شکر بردار کہہ کر ہونٹے گاڑی سے اتر گیا۔ پوری مورینا کو لے کر ملی گئی۔ غلام میرے کمرے میں آیا۔ مجھے دیکھتے ہی کے ٹھٹھ کر گھٹنے ٹیکنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا: ”خیر وارید صدمے کھڑے رہو

تم مسلمان ہو۔ خدا کے سامنے جھکتے ہو کبھی کسی انسان کے سامنے نہ جھکتا۔

اس نے سر کو جھکا دیا۔ ادب سے کھڑا رہا۔ میں نے پوچھا۔
"کیا ایسی طرح کھڑے رہو گے؟ میں تمہیں پیچھے ہی کھینچا چکا ہوں۔ تم میرے غلام نہیں ہو۔ یہاں آؤ اور بستر پر لیٹ جاؤ۔"
اس نے شدید عیرانی سے مجھے دیکھا۔ پھر کہا "کیا میں آپ کے ساتھ بستر پر لیٹ جاؤں؟"

میں نے پوچھا "کیا محمود وایا ایک صف میں نماز نہیں پڑھتے تھے؟ کیا وہ مسلمان ایک ستر پر سونیں گے؟"
"میرے آقا! آپ بہت گریٹ ہیں۔"
"ایک بات یاد رکھو۔ آئندہ کبھی میری تعریف نہ کرنا۔"
"میں ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔"
"فرور پوچھو۔"
"آپ کا کوئی لازم تو ہوگا؟"

"میرے تو بول میں دنیا کی ساری دولت ہے لیکن میرا ایک بھی غلام نہیں ہے۔ کیونکہ میں کسی انسان کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھتا۔ میں تمہیں کوئی حکم دوں گا اور تم اس کی تعمیل کرو گے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں تمہارا آقا اور تم میرے غلام ہو۔ میں ایک دوست بن کر تم سے کوئی کام کرنے کے لیے کموں گا اور تم سے کرو گے۔ اس لیے کرو گے کہ میں عرض تم سے ہر اہوں۔ تجربے میں ہر اہوں۔ صلاحیتوں میں ہر اہوں۔ تمہارا فرض ہے میری بات ماننے رہو۔ میرا حکم کی تعمیل کرتے رہو اور میرا فرض ہے کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ بسلامت بننے کی کوشش کروں۔"

وہ عیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا۔ جب نظروں میں تو عقیدت سے لگا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ کہتا تھا۔ اب وقت ضائع نہ کرو۔ صبح ہونے والی ہے۔ جلدی تھوڑی سی نیند پوری کرنا ہے۔ پھر آج صبح میں مصروف رہنا ہے۔ چلو بستر پر آگئیٹ جاؤ۔ وہ بہت مجبور ہو کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا بستر کے سرے پر جھپکتے ہوئے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا "میں نے تمہارے دماغ کو پرانی سوچ کی لہروں کے لیے لاک کر دیا ہے صرف میری سوچ کی لہر تم قبول کر سکتے ہو۔"

میں نے اسے خیال خوانی کے ذریعے بستر پر لٹا دیا۔ اس نے آنکھیں بند کیں۔ میں نے اس کے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ آٹھ بجے تک سوتا رہے گا۔ پھر آٹھ بجھ جائے گی میں نے تھوڑی دیر میں ہی اسے سلا دیا۔ پھر خود آرام سے لیٹ کر آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایات دیں۔ اس طرح صبح آٹھ بجے تک سونے کا ارادہ کر کے گری نیند میں ڈوب گیا۔ اور صبح پانچ بجے تک کلب گئی تھی۔

ہمارے لیے ایک سبکی کا پٹر موجود تھا۔ دوسرا سبکی کا پٹر فرنا نڈا گیا تھا لیکن وہ دوسرے کے مطابق صبح ہونے سے پہلے دایہ پہنچا چکا تھا لہذا دوسرا بھی ہمارے لیے موجود تھا۔ وہاں میں نے اور پوری نے جڑ غرضی نام اختیار کیا تھا۔ اس کے مطابق کنگ فرنا نڈے وہ نام فلائنگ کلب میں درج کر دیا۔ تھے۔ اس نے دونوں سبکی کا پٹر کو عارضی طور پر ہمارے نام دیا تھا۔ اس سلسلے کے تمام کاغذات میرے اور پوری کے پاس تھے۔ پوری نے اپنے کاغذات دکھائے تو اسے جلدی کی اجازت ملی گئی۔ مورینا نے پوری کے ساتھ اٹلی کا پٹر میں بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کیا تم اسے اڑا سکتی ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولی "اگر نڈا اس کی تو ہم دونوں گر پڑیں گے۔ اس سے زیادہ اور کیا ہوگا؟"
"ایسی بات نہ کرو مجھے ڈر لگتا ہے۔ میں ابھی زندہ رہنا چاہتی ہوں۔"

"کیا تمہیں زندگی سے بہت پیارا ہے؟"
"اپنی زندگی سے کسے پیار نہیں ہوتا۔"
"میں بھی جیسی چاہنے والوں کو اور ان سے تعلق رکھنے والوں کو زیادہ دلچسپی نہیں ہوتی۔ یہ بات ہمارے دماغوں میں اٹل ہوتی ہے کہ کاتب تقدیر نے ہمارے نام جتنی عمر لکھ دی ہے، ہم اس عمر تک ضرور رہیں گے۔ اس سے پہلے موت بھی نہیں مار سکے گی۔"
جب بڑی کا پٹر فضا میں بند ہو گیا تو پوری نے لیسیور کا ہار کنگ فرنا نڈے کے مخصوص قبضہ ڈالنے کے فرنا نڈے کو اس خبر پر خاص لوگوں سے بائیں کرنا تھا۔ اس وقت صبح کے پانچ بجے تھے۔ گری نیند میں تھا۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ وہ آنکھیں پھاڑتا تھا۔ آخر اس نے جھنجھلا کر لیسیور اٹھا لیا پھر پوچھا "کون ہے؟ کیا یہ کوئی فون کرنے کا وقت ہے؟"

"اگر ایسے وقت فرماؤں تو کسے تو؟"
وہ ہلکا کر اٹھ بیٹھا۔ پھر بولا "لیکن آواز تو کسی دو فون کی لگ رہی ہے؟"
"میں فرماؤں گی وہی گرل فریڈ ہوں جس کا ذکر وہ تم سے کر چکا ہے۔"
"اچھا تم پوری ہو؟"
"میں سس امریکا کے ساتھ آ رہی ہوں۔"

وہ خوش ہو کر بولا "کیا سس امریکا میرے ہاں آ رہی ہے؟"
"ہاں مگر وہ دوسرے کی امانت ہے نیت خراب نہ کرنا۔"
فرخا یہ امید نیند میں ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد تمہیں بتائیں گے کہ مورینا ہمارے لیے بہت اہم ہے۔ ہم اسے چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں لہذا اس سلسلے میں تمہارے تعاون کی ضرورت ہے۔"

• فردا کے لیے جان حاصر ہے۔ میں تم دونوں کو خوش آمدید بنائوں۔ میں اسے اچھی طرح چھپا کر کموں گا کوئی اس کی پرچھائی بھی نہیں دیکھ سکے گا۔ ابھی ایک گاڑی فلائنگ کلب بیچ رہا ہوں؟
• تم کہتے ہو مورینا پر کسی کی نظر نہیں پڑے گی لیکن ایجنسیلا جھلسا ساتھ ہے۔ کیا وہ نہیں تمہیں دیکھے گی؟
وہ مسکرا کر بولا "میری رہائش گاہ دس ہزار گز کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ میری سرحد کی بغیر رائلش گاہ کے ایک حصے کی غیر دوسرے حصے تک نہیں پہنچ سکتی۔ ایجنسیلا گری نیند میں ہے۔ تم دونوں یہاں آؤ گی تو اسے فیر نہیں ہوگی۔ اطمینان رکھو۔ میں افراد کو شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

آخر شارپر کا باقاعدہ علاج ہوا تھا۔ رات بھر میں طبیعت سنبھل گئی تھی۔ دواؤں نے زبردست اثر دکھایا تھا۔ صبح ہوتے ہوتے وہ خیال خوانی کے قابل ہو گیا تھا۔ ہرام لنگولی سردو چار گھنٹے بعد اس کی غیریت دریافت کرنا تھا۔ میں اس نے کہا "ڈاکٹر سیر بند کرو۔ میں سوچ کے ذریعے بات کر سکتا ہوں۔"

اس نے دماغ میں آنے کی جگہ دی۔ خوش ہو کر پوچھا "کیا تم چلنے پھرنے کے قابل ہو؟"
"کسی حد تک چل پھر سکتا ہوں۔ جہاں تک زوری محسوس کر رہا ہوں۔ لیکن نہیں کر سکتا۔"
"کوئی بات نہیں۔ فوراً کاغذ قلم کے ریشم اور مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ پوری تفصیل سے لکھ دو۔"

میں لکھ رہا ہوں لیکن یہ تحریر بہت اہم ہوگی۔ تھکے پاس کون پہنچائے گا؟
"لکھنے کے بعد دماغی رابطہ قائم کرو۔ پھر بتاؤں گا۔"

وہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا میز کے پاس آگیا پھر کرسی پر بیٹھ کر کاغذ قلم سنبھال کر لکھنے لگا۔ میں اور غلام باقی ٹھیک آٹھ بجے بیدار ہو گئے۔ میں نے ہاتھ دھو کر جانے سے قبل شارپر کی ضرورت معلوم کی۔ اس وقت وہ لکھنے میں مصروف تھا۔ میں نے کہا "غلام باقی! میری پتلون کی جیب میں وہ کاغذات ہیں جن پر ریشم آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھا ہوا ہے۔ فوراً لے آؤ۔"

وہ میری جیب سے کاغذات نکال کر لے آیا۔ میں نے کہا "مجھے فرادہ رہی تم ہاتھ دھو جا سکتے ہو۔"
میں کچھ شارپر کے دماغ میں جاتا تھا کبھی حاضر دماغ ہو کر اپنے لکھے ہوئے کاغذات کو پڑھتا رہتا تھا۔ وہ بالکل اسی طرح لکھتا رہتا تھا لیکن ایک دو جگہ غامضانہ پھوٹا جا رہا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ ایسا کیوں کر ہوا ہے۔ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ ابھی طرح بلانے کے باوجود ایک آدھ جگہ غلطی کیسے کر رہا ہے؟

میں نے اس کے خوابیدہ دماغ پر تنوکی عمل کیا تھا۔ یہ بات اسے یاد نہیں رہی تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں جو کچھ نقش کیا تھا وہ اسی کے مطابق نادانستی میں عمل کرنا چاہتا تھا۔

میں نے وہ کاغذات اپنی جیب میں رکھ لیے۔ شارپر پوری تفصیل لکھنے کے بعد ہرام سے رابطہ قائم کرنے والا تھا اور ابھی یہ طے پانے والا تھا کہ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ جن کاغذات پر لکھا ہوا ہے، وہ کاغذات ہرام تک کس طرح پہنچائے جائیں گے اور یہ بہت اہم بات تھی۔

میں شارپر کے دماغ میں تھا اور وہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ مشین آپریٹ کرنے کا طریقہ لکھنے کے بعد اس نے خیال خوانی کی پروا نہ کی۔ ہرام نے پہلے تو ساس روک لی پھر پوچھا "کون ہے؟" "میں شارپر ہوں۔ میں نے لکھ لیا ہے لیکن بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔"

وہ انکار ہی سے بولا "تم عورتوں سے مجھے لگے گا۔ رے ہو؟" شارپر نے بھی انکار ہی سے جواب دیا "مجھے لطف نہ دو میں پچھلے چوبیس گھنٹوں سے بخار میں مبتلا رہا ہوں۔ تم خود غرض ہو مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جھگڑا رہے۔ تمہیں صرف مشین کی فکر تھی۔ میرے علاج کی فکر نہیں تھی۔"

"بحث نہ کرو اس طرح آپس میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے۔" "میں بھی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ آرام سے جا کر لیٹنا چاہتا ہوں۔ بولنا یہ کہ غندکس کے حوالے کیا جائے؟"

"میں کسی پر بھروسہ نہیں کروں گا۔ جو سکتا ہے دشمن ہماری ناک میں ہوں تمہاری نگرانی کر رہے ہوں۔ وہاں سے جو بھی شخص نکلے گا اس کا تعاقب کیا جائے گا۔ میں ایسی جگہ ہوں جہاں کسی کو پہنچنے کا موقع نہیں دوں گا لہذا تم وہ کاغذ پڑھ کر سناؤ۔ میں مشتاجاؤں گا اور رکھتا جاؤں گا۔"

میں نے ایک گری سانس لی میں یہ بھول گیا تھا کہ جو طریقہ میں نے غلام باقی کے ساتھ اختیار کیا تھا یعنی وہ پڑھ رہا تھا اور میں لکھ رہا تھا۔ یہی طریقہ دشمن بھی اختیار کر سکتا ہے۔ میری یہ خوش فہمی ختم ہوئی کہ کسی شخص کے ذریعے میں اس کے خفیہ آفسے تک پہنچ سکتا ہوں۔

میں سوچ میں پڑ گیا۔ اب کیا کرنا چاہیے؟ اس طرح ہم کبھی ہرام تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ چنانچہ گنہ مشق کے ساتھ کمان چھپا بیٹھا ہے۔ جب تک اپنے دماغ میں یہی بیچھری صلاحیتیں منتقل نہیں کرائے گا وہاں سے نہیں نکلے گا۔

اگر میں اس تحریر کے ذریعے نہ پہنچاؤں تو آئندہ شارپر کے ذریعے پہنچ سکتا تھا کیونکہ شارپر کے دماغ سے یہی بیچھری

دماغ میں منتقل ہونے والی تھی۔ تیسرا ذریعہ موریاتی تھی۔ موریاتی کے ذریعے بھی جی عمل ہو سکتا تھا جس طرح میں اس تحریر کے مطالعے میں ناکام ہو رہا تھا۔ ہو سکتا تھا آئندہ میں ناکامی کا شہ نہ بھگتا پڑتا۔ ہو سکتا ہے شارب پر کوئی ہوش کرنے کے بعد بہرام گولی کے پاس پہنچایا جاتا تب میں شارب کی غفلت کے دوران اس کے غنہ ڈسے ملک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

ہم موریاتی کی حفاظت کر رہے تھے لیکن آنے والے حالات کیا ہوں گے؟ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا صرف اندازہ کیا جاسکتا تھا۔ میں کئی دنوں سے بے درپے ناکامیوں کا شہ نہ بھگتا پڑ رہا تھا۔ ایک تو اتنی جلد وہ جس کے بعد مبینہ ہاتھ سے نکل گئی تھی دوسرے ہمارا بیٹا پارس اسرائیل پہنچا دیا گیا تھا۔ ان ناکامیوں کے پیش نظر میں مناسب وقت کا انتظار نہیں کر سکتا تھا۔

شارب پر ادھر گہری گہری سانس لے رہا تھا اور بڑی مشکل سے خیال خالی کرتا ہوا وہ تحریر پڑھ کر رہا تھا۔ ابھی اس نے ایک ہی حصہ سنایا تھا کہ میں نے اسے اور گہری گہری سانس لینے پر مجبور کیا۔ وہ نہ حال سا ہو کر مزید جھک گیا۔ بہرام نے پوچھا: "خاموش کیوں ہو گئے۔ بھولتے کیوں نہیں؟"

"میں محسوس کر رہا ہوں زیادہ دیر خیالی خوانی نہیں کر سکتا۔ بہت تھک گیا ہوں۔ جسم کے ساتھ ساتھ دماغ بھی کمزور ہو رہا ہے۔" وہ پریشان ہو کر بولا: "ارے تم کہیں مری نہ جاؤ۔ کسی طریقہ پر طریقہ بھلا دو۔"

"یوشٹ آپ۔ تم بہت خود غرض ہو۔ میں جا رہا ہوں بستر تک جانا بھی میرے لیے دیر ہو رہا ہے۔"

میں نے شارب پر کوہاں سے اٹھا دیا وہ لڑکھاتا ہوا ڈیڑھ کا اور لاڑی کا سہارا لیتا ہوا بستر تک آیا۔ پھر میرے دم سا ہو کر پڑا۔ ایسی حالت میں دماغی رابطہ ختم ہو چکا تھا۔ میں جانتا تھا ادھر بہرام گولی بڑی بے چینی سے انتظار کر رہا ہوگا اور مینڈا سٹ میں مبتلا ہو گا۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اسی طرح گہری گہری سانسیں لیتے ہوئے کہا: "بہرام! ذرا انتظار کرو۔ میں اپنے آپ کو مینڈا سٹ کی کوشش کر رہا ہوں۔"

وہ ذرا نرم پڑ کر بولا: "ابھی بات ہے۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ تمہارے پاس جو دو دواؤں رکھی ہیں ان میں استعمال کرو و جلد ہی توانائی محسوس کرو گے۔"

میں اس کے دماغ سے اٹھا۔ شارب پر واقعی کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ میں نے اسے کچھ اور کمزور بنادیا تھا کہ تحریر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہ ہونے پلے۔ میں چاہتا تھا اسے دواؤں استعمال نہ کرنے دیتا لیکن ابھی اسے زہر رکھنا چاہتا تھا۔ اس

مکان کے دوسرے کمرے میں وہ لوگ موجود تھے جو شارب پر یہاں لائے تھے۔ میں بہت پہلے ہی ان سب کے دماغوں پر جگہ بنا چکا تھا۔ ان میں سے ایک نے ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھا۔ اشتباہاً وصول ہو رہا تھا وہ اسے آپریٹ کرنے لگا۔ دوسری طرف بہرام گولی کو قرار دینا تھا وہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے پوچھ رہا تھا: "شارب کی طبیعت کیسی ہے؟"

"باس! اہم کھڑکی سے چھانک کر دیکھتے ہو۔ بہت تھوڑی دیر پہلے وہ میز پر جھکا ہوا کچھ کھ رہا تھا اب بستر پر گر گئے۔"

"فرا آکرے میں جاؤ اور اسے دواؤں میں کھلاؤ۔"

"ہم نے دیکھا ہے وہ ابھی دواؤں استعمال کر رہا تھا۔"

"اب کیا کر رہے؟"

"آنکھیں بند کیے پڑا ہوا ہے۔"

"اس کے پاس جاؤ اور پوچھو کیا بات کرنے کے قابل ہے؟"

"وہ ٹرانسمیٹر پر شارب کے پاس آیا۔ اسے آواز دی شارب نے آنکھیں کھول کر کھینچا۔ وہ ٹرانسمیٹر پر چلتے ہوئے بولا: "باس"

"تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"اس نے ٹرانسمیٹر اٹھ میں لیا۔ پھر کہا: "بہرام! میری حالت"

"بہت خراب ہے۔ میں ابھی کھوا نہیں سوں گا۔ تم بہت بے چہن ہو تو اپنے آدمی سے کہو" وہ ٹرانسمیٹر سننے لگا کہ پڑھتا ہے اور قلم اٹھتے رہتے۔"

"بہرام نے کہا: "میں نہیں چاہتا کوئی اس کاغذ کو پڑے اور مبینہ آپریٹ کرنے کا طریقہ یاد کرے۔ وہ کاغذ کہاں ہے؟"

"مینڈا پڑا ہوا ہے۔"

"اے شارب! پڑتم بہت بے پردا ہو۔ اتنی اہم چیز دوں جو پڑ رکھی ہے۔"

"میری جان پر مبنی ہوئی ہے اب میں اپنے سوا کسی کی پروا نہیں کر سکتا۔"

"میرے آدمیوں سے کوئی چیز سے کاغذ کو اٹھاؤں" اسے

پڑھے بغیر توڑیں اور تمہاری جیب میں لا کر رکھ دیں۔"

شارب پر نے یہی حکم دیا۔ ٹرانسمیٹر نے فیز پر سے

کاغذ کو اٹھا کر پڑ کیا پھر اس کی جیب میں لا کر رکھ دیا

شارب پر نے کہا: "یہ کاغذ میری جیب میں آگیا ہے"

فارما ڈسٹیک! مجھے آرام کرنے دو ورنہ کام چھو جائے گا اور آج

اور زیادہ کمزور ہو جائے گا پھر میں خیالی خوانی نہیں کر سکتا گا۔"

"ہے مہاکا! میں اپنے لمبوں سے لڑ رہا ہوں۔ تجھے خوش

کرنے کے لیے انسانوں کی جی دے رہا ہوں پھر بھی یہ ٹیلی پیچی

ہاں ہم مجھ سے دور ہوتا ہمارا ہے۔ سنو شارب! میں زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹہ کا وقت دیتا ہوں۔ آرام کرو اور میرے دماغ میں آکر وہ طریقہ بھلاؤ۔"

"رابطہ ختم ہو گیا۔ وہ شخص ٹرانسمیٹر لے کر کمرے سے چلا گیا۔"

شارب پر نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے اسے تھک تھک کر آگے

گھٹنے کے لیے سلا یا میں اس آدمی کے گھٹنے میں غلغلہ سے فارغ

ہو کر باس تبدیل کرنے کے بعد غلام کے ساتھ نکل پڑا۔ غلام نے

لاکڑی اسٹیرنگ سیٹ نبھالی۔ میں نے اسے فلائنگ کلب چلنے

کے لیے کہا۔ پھر روٹی کو خام کیا۔ وہ تل ایب میں اپنے بیٹے کے

ساتھ لی ہوئی تھی۔ میں نے کہا: "تھیں اطمینان ہونا چاہیے، بیانیہ

سے بے اثر نہ چاہا تو اسے فلائی خراش نہیں آئے گی تم گھٹنے

"دو گھنٹے کے لیے بیٹھو چھوڑ دو۔"

"کیا کام ہے؟"

"میں ایلیا کا پڑ میں پانکٹ کی سیٹ پر رہوں گا۔ ایسے میں

خیال خوانی نہیں کر سکتا۔ تم شارب کے پاس رہو وہاں کچھ ہو تا ہے"

"مجھے اس سے باخبر رکھو۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے وہاں کے حالات بتاؤ۔"

"میں اسے تمام حالات بتانے لگا۔ اس نے سننے کے بعد

"کہا: "پہلے میں شیبہ کے پاس جا رہی ہوں۔ اسے پارک کے پاس بھیجوں

"گی پھر میں شارب کے پاس جاؤں گی۔"

"وہ چلی گئی۔ میں نے پوری کے حالات معلوم کیے۔ وہ فرنانڈو

"کے ہاں آرام سے تھی۔ میں نے کہا: "میں شاید دو گھنٹے ٹھیک خیالی خوانی

"ذکر سکوں کوئی ضروری بات ہو تو موریاتی سے کہنا" مجھ سے دماغی

"رابطہ قائم کرے۔"

"بہرام فلائنگ کلب پہنچ گئے۔ وہاں میں نے ضروری کاغذات

"دکھائے۔ کچھ ضروری کاغذی کاروائیاں ہوئیں پھر مجھے وہی کا پڑ

"لے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ دس منٹ بعد ہی ہم اس میں

"پردہ کر رہے تھے۔ میں غلام کو کہی کہ پڑ کے اندر روٹی نظام

"کے متعلق بتا جا رہا تھا اور یہ بھی سمجھا جا رہا تھا کہ کس طرح اسے

"پانکٹ کا سیٹ پر آکر پڑاؤ کرنا چاہیے۔"

"آدھے گھنٹے بعد روشنی نے کہا: "فریاد! اس مشین کو آپریٹ

"کرنے کا جو طریقہ ایک کاغذ پر لکھا ہوا تھا، وہ کاغذ شارب کی جیب

"میں نہیں ہے۔"

"وفاقت سے بتاؤ۔"

"جب شارب پر زمین سے بیدار ہوا تو ایک ڈاکٹر اس کے مہلتے

"کے لیے آیا تھا۔ میں ایسے وقت موجود تھی۔ ڈاکٹر اسٹیک کپ کے

"ذریعے اس کے سینے پر ادھر سے ادھر ہاتھ رکھ کر معائنہ کر رہا

"تھا۔ اسی وقت اس نے بڑی صفائی سے کاغذ نکال لیا۔ شارب پر کو

"شاید پتا نہ چلتا لیکن میں نے اس کے دماغ میں رہ کر یہ حرکت

"دیکھ لی۔"

"میں نے کہا: "اس کا مطلب ہے وہ ڈاکٹر نہیں بلکہ بہرام کا

"بھیا ہوا آدمی تھا۔"

"یہ بات ہے۔ وہ گونگا بنا ہوا تھا جبکہ ڈاکٹر مریضوں سے

"ان کی حالت پوچھتے ہیں۔ کچھ باتیں کرتے ہیں۔ تسلیاں دیتے ہیں

"لیکن وہ زبان نہیں کھول رہا تھا۔ جب اس نے شارب پر کی جیب

"سے وہ کاغذ نکالا اور اپنی جیب میں رکھنے لگا تو شارب پر نے میری

"مرحی کے مطابق اس کا ہاتھ کڑوا لیا۔ پوچھنے لگا: "تم کون ہو تو تم نے

"میری جیب سے وہ کاغذ کیوں نکالا ہے؟"

"ڈاکٹر نے اشارے سے جیب رہنے کے لیے کہا پھر اپنی

"جیب سے ایک برقی نکال کر اس کی طرف بڑھائی۔ شارب پر نے

"لے کر پڑھا۔ میں نے اس کے ذریعے معلوم کیا کاغذ پر ٹاپ کی

"ہوئی تحریر تھی اور وہ تحریر بہرام کی طرف سے تھی۔ اس نے کہا

"تھا: "یہ میرا خام آدمی ہے اسے کاغذ لے جانے دو۔ بولنے پر

"جبور مت کرو۔"

"تحریر کے نیچے بہرام کا نام لکھا ہوا تھا۔ شارب پر نے جلدی

"سے اٹھ کر دوسروں کو آواز دیں اور ڈاکٹر کا گریبان پکڑ کر گر پڑا۔

"میں کیسے یقین کر دوں اسے بہرام نے لکھا ہے۔ دوسرے کمرے

"سے بہرام کے آلاکار دوڑتے ہوئے آئے۔ جب انہیں معلوم ہوا

"کہ ڈاکٹر شارب پر کی جیب سے ایک کاغذ نکال کر جا رہا ہے تو انہیں

"نے اسے ریو الہ کے قتلے پر رکھ لیا۔ اس نے ٹاپ اور پڑھو

"نکال کر ایک شخص کو دی۔ اس میں پیغام لکھا ہوا تھا: "اگر بات مجھ سے

"تو مجھ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرو۔"

"روشنی نے مجھ سے کہا: "اب وہ ٹرانسمیٹر پر گشتگو کر رہا ہے"

"ڈاکٹر گونگا بنا ہوا ہے اور وہ کاغذ لے جائے گا میں اس کا تعاقب کسی

"طرح کر سکتی ہوں۔"

"تم نے وہاں کتنے آدمیوں کی آواز کی تھی؟"

"دوسرے کمرے سے آنے والے دو آدمی بول رہے تھے۔"

"ایک کے دماغ پر قبضہ جماؤ اور اسے باہر لے جاؤ۔ اگر ڈاکٹر

"کسی گاڑی میں آگیا ہے تو جوہوری بے کاغذ لے جانے دو۔ صرف گاڑی

"کا رنگ اس کا ڈالو اور اس کا نمبر یاد کر لو۔ میں ایک گھنٹے بعد ا

"پہنچنے والا ہوں۔ شاید اس کے متعلق کچھ معلوم کر سوں۔"

"وہ ایک شخص کے دماغ پر قابض ہو گئی۔ اسے کمرے سے

"باہر لے گئی۔ وہ مکان کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا برقی دوائے

"پر آیا۔ باہر گئی میں بچے کھیل رہے تھے۔ روشنی اس کے ذریعے دیکھ

رہی تھی۔ ایک تجرہ بہت شرمناک تھا۔ اچانک اسے ایک تدریس پر مبنی اس نے اس آدمی کے ذریعے اس بچے کو مخاطب کیا۔ تجرہ بات کرنے لگا۔ رومنی نے فوراً ہی اس شخص کو واپس مکان میں پہنچا دیا۔ اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جایا۔ وہ اپنے ہوش و حواس میں بھی تھا اور یہ سمجھ رہا تھا جیسے وہ اپنی مرضی سے گیا تھا اور وہ اسے واپس آلی ہے۔

اودیشا پر کے آس پاس پھر ادینے والے لوگ ایسا کرنے آئے تھے تھے کبھی مکان کے باہر جا کر دروازہ بند دیکھتے تھے پھر اندر آکر بیٹھ جاتے تھے۔ یہ ان کی ڈیوٹی تھی لہذا اس شخص کو شبہ نہیں ہو اگر کسی شبہ بستی والے نے اسے اندر سے باہر اور پھر باہر سے اندر پہنچا دیا ہے۔

رومنی اس بچے کے دماغ میں پہنچ گئی اسے گاڑی کی پچھل سیٹ پر پہنچا دیا اور دروازے کو اندر سے بند کیا۔ اس بچے کو دونوں سیٹوں کے درمیان ٹھپ کر رہنے پر مجبور کیا۔ وہ کوئی دس برس کا بچہ تھا۔ عادات بہت شرمناک تھیں۔ اسے یہ چھانک رہا تھا۔ اُدھر ٹرانسپیر کے ذریعے تعہد ہی ہو گئی تھی کہ ہر ام گنگولی نے اس جلی ڈاکر کو اس مقصد کے لیے بھیجا ہے لہذا اسے کاغذ سے ڈھانپ دیا جائے۔ وہ ڈاکٹر اپنی کار کی اسٹیزنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔ دوڑنے کو بند کیا۔ پھر اسے اشارت کرنے کے بعد تیز رفتاری سے ڈاکٹر کو تار چلا گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد گاڑی کی رفتار آہستہ ہونے لگی۔ بچہ سر اٹھا کر دیکھنا چاہتا تھا لیکن رومنی نے ایسا نہیں کرنے دیا۔ ڈاکٹر بعد ہی اس جلی ڈاکر کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ یہ سیکوینز سائنٹ گائی کا ٹانگ، سید سیکوینز سائنٹ گائی کا ٹانگ

رومنی کو معلوم ہو گیا کہ ٹرانسپیر پر گفتگو ہو رہی ہے۔ وہ اب جلی ڈاکٹر کے دماغ میں پہنچ گئی تھی لیکن بچے کے پاس رہی۔ اس بات کا اندیشہ تھا کہ وہ آٹھ کر سیٹ پر بیٹھ جائے گا یا کوئی شرارت کرے گا۔ اس جلی ڈاکٹر کو دوسری طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ پھر کہہ رہا تھا۔ "سیلو، سیکوینز سائنٹ گائی کی بات سن رہا ہے۔ میں نے ایک ذرا زبان نہیں کھولی کسی نے میری آواز نہیں سنی۔ سنی کہ کھانسنے اور کھانسنے کی آواز بھی کوئی نہیں سنی۔ سنا۔ پہلے اندیشہ تھا کہ شبہ بستی جاننے والے ان پہرے داروں کے دماغوں میں سے ہو سکتے ہیں جو شارب پر کے آس پاس ہیں لیکن ان میں سے کسی نے مجھے ہر نہ پر مجبور نہیں کیا اور میں عقب نما آئیے میں دیکھ رہا ہوں کوئی گاڑی میرے تعاقب میں نہیں ہے۔

اس نے بار بار یقین دلانے کے بعد پوچھا "مجھے بتایا جائے اس کا غم کو کہاں پہنچا ہے؟" بڑی دیر بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ کوئی عورت

گھر رہی تھی۔ اڈا و اس وقت اسٹریٹ فبر تھری فور میں جا رہا تھا۔ لیکن گریٹنگ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دیکھیں آگ!

رابطہ ختم ہو گیا۔ رومنی اس بچے کو چھوڑ کر ڈاکٹر کے میں پہنچ گئی۔ وہ گاڑی ڈرائیو کرنا چاہتا تھا لیکن بچہ کی طرف سے کوئی اشارہ نہ پہنچ رہا تھا۔ دوسری گاڑیاں تیزی سے گزر رہی تھیں۔ ابھی اس کے گزرنے کے لیے گنگولی میں ملا تھا۔ اُدھر وہ بچہ سیٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر نے دروازہ کھلے آواز میں لیکن رومنی نے فوراً پلٹے کا موقع نہیں دیا۔ اس نے بڑے دھیرے سے سر اٹھا کر دیکھا۔ اس وقت تک بچہ مکمل چکا تھا۔ عورت دروازہ کھل کر نظر آ رہا تھا۔ اس نے جی رانی سے کہا یہ تعجب ہے! دروازہ کھلے کھل گیا؟

اس نے اگلی سیٹ سے اٹھ کر پچھلے دیکھا کوئی نظر نہیں آیا۔ وہ تجرہ اتنی دیر تک کار میں سفر کرنے کی وجہ سے بہت خوش تھا۔ اچھا لگاؤ تھا اپنی بستی میں واپس جا رہا تھا۔ رومنی نے ڈاکٹر کی ہم میں کہا۔ ہو سکتا ہے، میں نے ابھی طرح دروازہ بند نہ کیا ہو۔ وہ پچھلے دروازے کو اچھی طرح بند کر کے اپنی سیٹ پر گیا۔ گنگولی میں رہا تھا گاڑی اشارت کی۔ آگے بڑھ گیا۔ رومنی بڑے پاس آکر یہ باتیں بتانے لگی۔ میں نے خوش ہو کر کہا کہ تم نے ایک بچے کے ذریعے اس کا تعاقب کر کے بڑی ذہانت کا ثبوت دیا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی "پھر انعام دو!" کیا جانتی ہو؟

"مجھے اپنے بیٹے کے پاس جانے دو۔ اتنی لمبی ڈیوٹی نہیں کروں گی!"

"تم بیٹے کے لیے جاؤ۔ اچھا جاؤ۔ پہلے اس عورت کے پاس پہنچو جو ٹرانسپیر پر جواب دے رہی تھی۔ اگرچہ ہر دوازے کے دروازے مجھے خیال خوانی تھیں کہ تم چاہتے لیکن میں چند سیکنڈ کے لیے ٹھک سا تھا اس کے دماغ میں پہنچ کر واپس آ جاؤں گا۔"

اس نے ایسا ہی کیا۔ میں اس کے ذریعے اس عورت کے پاس میں پہنچا۔ اس کے لب و لہجہ کو یاد کیا۔ پھر واپس آکر بولنے لگا ایک اور کرد۔ شبیہ کے پاس جاؤ۔ اسے بھی ڈاکٹر اور اس عورت کے پاس پہنچاؤ۔ پھر چلی جانا۔

"فراد! آگ! شبیہ بہت خرسے کر رہی ہے۔ دوسرے پارا کے ساتھ اس طرح لگی ہوئی ہے کہ میں سے کسی کی طرف دھیان نہیں دیتی۔ نہ وہ ہمارے کام آچا رہی ہے!"

"شکایت کرنے سے پہلے اپنے کہ بیان میں جھانک کر! تم بھی اپنے پارا کے ساتھ اسی طرح لگی رہتی ہو، تمہیں ہر کام کے بھی فرصت نہیں ملتی۔"

مجھے میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ میں شادی شدہ ہوں۔ میں نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہے۔ اس نے ابھی تک شادی نہیں کی۔ جنم دینے کا سوا سال ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔ پھر اس کے اندر عینا کہاں سے آئی؟

میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ میں جانتا تھا "شبیہ اس طرح دل کی گہرائیوں سے پاراں آکر جا رہی ہے اور اس کے لیے ایسا ہی ان گہنی ہے جو اپنے بچے کو دنیا کا عظیم ترین انسان بنانا چاہتی ہے اور یہ کارنامہ دوسرے بچے کے انجام دے رہی ہے۔ تاکہ میں اس کی صلاحیتوں کا اعتراف کروں اس بات کو تسلیم کروں کہ اس نے بھی معزز میں عورت مجھ سے محبت نہیں کی میرے بیٹے کو بھی پھر پورے شادی ہے۔ اب یہ بات میں رومنی سے صاف طور پر نہیں کہہ سکتا تھا۔

میں نے کہا: اگر وہ پاراں آکر کے لیے پھر پورے رہے رہی ہے تو اس میں تھا رہا ہی بھلا ہے تم اس بحث میں نہ پڑو۔ وہ خرسے کرتی ہے تو کہے دو۔ اسے اتنا بتا دو کہ میں ایک گنگولی کے اندر اڈا دے رہا ہوں۔ اس کے بعد وہاں کے معاملات خود سنبھال لوں گا۔ پھر وہ اپنے بیٹے پاراں آکر کے ساتھ لگی رہے۔

"اچھی بات ہے۔ جارہی ہوں!" وہ چلی گئی۔ میں ایک گہری سانس لے کر دوسری کی طرف دیکھنے لگا۔ ہم اڈا واک کے قریب پہنچ رہے تھے۔ دو عدد پاراں نے یوں تو سب کو الجھا کر رکھ دیا تھا لیکن ان کی ماؤں نے مجھے زیادہ

الجھا یا پھر تھا۔ رومنی اپنے بیٹے کے پاس چلی گئی تھی۔ شبیہ بہت مجبور تو ہوئی دیر کے لیے پاراں آکر کو چھوڑ کر آئے گی لیکن اس کے خرسے رہے تھے کہ مجھ سے ہلا و است رابطہ نہیں رکھے گی۔ اور نہ ہی مجھے بتانے کی کہ وہ جلی ڈاکٹر اور اس ٹرانسپیر پر بولنے والے کے پاس پہنچ کر کیا کچھ معلومات حاصل کر رہی ہے۔ وہ یہ سب بکھر کر تو سنا کر رہا تھا۔ میں نے اور مجھے سونپا سے معلوم کرنا ہوگا۔

ہر شے کے غمناک کلب میں فرنا ڈیڈی کار میں موجود رہتی تھیں تاکہ وہ کسی گاڑی سے آکر کسی ٹیکسی وغیرہ کو متاج نہ ہونا پڑے میں نے غم سے کہا "تم گاڑی ڈرائیو کرو۔ میں سیکس میٹا جانا ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے کچھ معلومات حاصل کر رہا ہوں۔"

وہ اطمینان سے ڈرائیو کرنے لگا۔ میرے سامنے دو گاڑیاں تھیں۔ ایک جلی ڈاکٹر اور دوسری وہ عورت جس نے ڈاکٹر کو گرہن لگوا دیا تھا۔ میں ہمارے کی ہدایت کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ عورت بھی کچھ اہمیت رکھتی ہے لیکن میں پہلے ڈاکٹر کے پاس پہنچا تاکہ اس کا غم کے کمین دین کے بارے میں معلوم کر سکوں۔

وہ ڈاکٹر کو گرہن لگوا رہی تھی۔ واپس آچکا تھا۔ وہ کاغذ کی کے حوالے کر چکا تھا۔ اب میں کے بھی حوالے کیا ہوگا! میں اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا کیونکہ وہ گرہن لگوا رہی تھی۔ باہر گیا تھا۔ اسے دوبارہ واپس لے جانا تو دشواری ہو سکتا تھا۔

وہ بیٹے شبیہ میں وقت پر پہنچی ہوگی۔ اس نے معلوم کیا ہوگا کہ وہ کاغذ کی کے حوالے کیا گیا تھا اور جس کے حوالے کیا گیا ہوگا۔ شاید اس کے دماغ تک پہنچ ہی ہوئے بعد میں معلوم کیا جاسکتا تھا۔ میں اس ٹرانسپیر پر بولنے والی عورت کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک لیڈی ڈاکٹر تھی۔ دائمی امراض کے علاج میں اسپیشلسٹ تھی۔ پہلے تو میں نے سوچا۔ کہاں پہنچ گیا ہوں۔ وہ ایک اسپتال کے کورڈر سے گزرتی ہوئی اپنے پیپر کی طرف جارہی تھی۔ میں سب سے اس کے دماغ کو پڑھنے لگا تھا۔ اس کا بہرام گنگولی سے تعلق ہے پچھلی رات سے وہی شارب کے علاج کے لیے نئے کالہ رہی تھی۔ وہ خوش رہا کہ بکا معائنہ کرنے اس جگہ میں آئی تھی۔ کوئی دوسرا ڈاکٹر تھا۔ اس نے شارب کے تعلق پر پورے پیش کی تھی اور اس پورٹ کے مطابق اس نے شارب کو کسی دوا میں دی تھی کہ صبح تک اس کی طبیعت سنبھل گئی تھی اور وہ خیال خوانی کے قابل ہو گیا تھا۔ بہر حال شارب کو موجودہ خفیہ آڈے سے نکال کر جس جگہ پہنچایا جائے والا تھا۔ وہاں اس لیڈی ڈاکٹر کو بھی اس کے پاس دینا تھا۔ میں نے غم باقی سے کہا: "گاڑی کی جگہ پارک کر دو۔ یہی ہم اس بستی میں چاہیں گے۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پہلے ارادہ تھا شارب کو وہاں سے انگو کر کے جاؤں گا اس طرح میرے ہاتھ میں دو زبردست مہرے ہوتے۔ شارب اور مورینا دونوں ہی شبیہ آپریٹ کرنا جانتے تھے۔ اور دونوں بہرام کے ساتھ اس وقت تک نہ آتے جب تک میری گرفت مضبوط رہتی۔

اب اسے انگو کرنے سے پہلے بہت سوچ کر کہہ کر قدم اٹھانا تھا۔ پہلے اس لیڈی ڈاکٹر کے متعلق پوری معلومات حاصل کرنا تھیں کہ میں اس کے دماغ میں رہ کر شارب کو اس کے حوالے کر کے کیا فائدے حاصل کر سکتا ہوں۔ اس لیڈی ڈاکٹر کا میں نام نہ تھا۔ وہ تیس برس کی تھی لیکن خود کو بکا سنا رہی تھی۔ اچھی نوعیت بہت تھی۔ دیکھنے میں میں برس سے زیادہ کی نہیں لگتی تھی۔ ظاہر ہے بہت زیادہ پڑکھش ہوگی اس لیے دیکھنے والے اس کی عمر کا اندازہ کم کر کے کرتے ہوں گے۔ جو ان کی دنیا میں ایسی ہی عورتیں کامیاب ہوتی ہیں جو اپنی عمر کو زبان سے کم نہیں بتاتیں بلکہ دوش ادا ہو گئے کے ذریعے پتہ چا سہلادت اور میں بن کر رہتی ہیں۔

وہ کسی نامعلوم شخص کے لیے کام کرتی تھی۔ اس سے کبھی سامنا نہیں ہوا تھا لیکن اس کی آواز سنی تھی۔ اس کے احکامات پر

مل کر کرتی تھی۔ اس شخص نے اسے بستی سے اٹھا کر بند سی پر پہنچا دیا تھا۔ وہ ایک نامور ڈاکٹر تھی۔ دماغی امراض کے علاج کے سلسلے میں اسپیشلسٹ تھیں تھیں۔ اس شخص نے اسے اسپیشلسٹ کی باقاعدہ سند دلوائی تھی۔ اسے وہاں کے بہت بڑے اسپتال کی لیڈری ڈاکٹر بنا دیا تھا۔ ویسے یہ سب کچھ دکھاوے کے طور پر تھا۔ اندرونی بات یہ تھی کہ اسے اس شخص کی طرف سے دس ہزار ڈالر ماہانہ ملتے تھے۔ رہائش کے لیے ایک جنگل مفت ملا ہوا تھا۔ ایک خوبصورت سی کار بھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ جلی تھی جو سلسلہ پر تو مائل ہو جاتا تھا اور یہ وہی شخص کرنا تھا۔ اس نے کہہ دیا تھا: تمہیں اپنی زندگی میں سب کچھ ملے گا کبھی مجھے دیکھنے یا میرے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہ کرو اور نہ بددیہی سے کسی کی طرف ایسے چبکون گام کہ دوسری سانس نہیں لے سکو گی۔ لیڈری ڈاکٹر مہینہ وار کے خیالات بڑھ کر معلوم ہو رہا تھا، ہمارے متعلقہ پر کوئی بڑا سراغ شخص آ رہا ہے اور ہم ایسے پراسرار دشمنوں سے تنگ آ چکے تھے۔ اگر اس ٹرانسفارمیشن کا مسئلہ ہوتا اور یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ اب ایک بعد دیکھے ہیں وہی جانتے والے پیدا ہو سکتے ہیں کہ تو ہم ان سارے معاملات سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں کم از کم ایک طویل عرصہ سوچتی اور اپنے بچوں کے ساتھ گزارا کرتے ہیں اس لیے کہ وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دیا تھا مگر دو ہو گئے تھے۔ جب ہرام گنگولی جیسا دونوں کے کا جادو گر خود کو ایک سے چھتا سکتا ہے تو قدرت میرے لیے ایک سے دو پتے کیوں نہ بناتی۔ انسان کی ممتا اور قدرت کی ممتا میں یہی فرق ہے کہ وہ چھ عدد فریب نظر تھے اور میرے دو عدد زندہ حب وید حقیقت تھے۔

وہ شین آبریت کرنے والا کاغذ لیڈری ڈاکٹر کے پاس پہنچنے والا تھا اور اس کے ہاتھ سے اس پراسرار شخص تک جانے والا تھا۔ میں نے لیڈری ڈاکٹر کو داکٹر کے خیالات کچھ اور تو جیسے پڑھے۔ اس کے دماغ کی کچھ اور گہرائی میں اترا تو پتا چلا۔ شارب نے بس کاغذ پر شین کو آبریت کرنے کا طریقہ دکھا دیا کہ وہ کاغذ لیڈری ڈاکٹر کے پاس نہیں پہنچے گا صرف اس کی فوٹو اسٹینٹ کاپی پہنچے گی اور اصل کاغذ ہرام گنگولی کے پاس جائے گا۔

یہ کوئی چتر تھا۔ اس کی فوٹو اسٹینٹ کاپی کیوں کرانی جاری تھی اور وہ کاپی لیڈری ڈاکٹر کے پاس پہنچنے والی تھی۔ یعنی لیڈری ڈاکٹر کی پشت پر جو نامعلوم شخص تھا، وہ ہرام گنگولی سے تعاون کر رہا تھا۔ اس کے لیے ایسے آدمی فراہم کر رہا تھا جو شارب پر کی مخالفت بھی کر سکیں اور اس کے تحریک کردہ کاغذ کو اس کے پاس پہنچا سکیں لیکن یوں تعاون کرنے کے دوران وہ نامعلوم شخص اس کی

فوٹو اسٹینٹ کاپی اپنے پاس منگوا رہا تھا۔ اب کوئی نیا اور پیچیدہ چکر چل رہا تھا۔ میں نے سونیہ پاس پہنچ کر پوچھا: شیبک پر پورٹ منڈاؤ؟ تم لیڈری ڈاکٹر مہینہ وار کے دماغ میں پہنچ کر تمام معلوما حاصل کر سکتے ہو جہاں تک میرا خیال ہے تم نے اس جعلی ڈاکٹر ذریعہ کچھ نہیں کیا ہے۔ شاید میرے پہنچے ہو گے۔

تھا اور خیال درست ہے کیا اس جعلی ڈاکٹر کے بارے میں کوئی اہم بات ہے؟ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ وہ گرین جنگلوں میں گیا تھا۔ وہاں با شخص سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے شارب کا تحریر کردہ کاغذ کے حوالے کر دیا پھر واپس چلا گیا۔ شیبک اس شخص کے دماغ میں بھی پہنچ گئی تھی۔ وہ کاغذ کے دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ وہاں نے فوٹو اسٹینٹ کاپیاں بنائی تھیں۔ پھر اس نے اصلی تحریر کو ایک لفافے میں رکھا تھا اور اس لفافے پر یہ پتا لکھا تھا: مہتر گنگولی تھری سیون کینیڈی ایونیو موسونی ٹی۔

میں سمجھ گیا۔ میں نے ہرام گنگولی کے ترجمان آڈے کینیڈا میں دریافت کیے تھے ان میں سے یہ دوسرا اڈا تھا۔ نیچے ہمس کے انتہائی خوبصورت ساحل پر ایک شہر تھا جس کا نام موسونی تھا۔ شہر کے کینیڈی ایونیو پر افس تھری سیون میں گنگولی رہتا تھا۔ اس لفافے پر لکھے ہوئے ایڈریس کے مطابق وہاں تک پہنچنا کچھ مشکل نہ تھا۔ میں نے اس کے آڈے کاروں کے ذریعہ کچھ معلومات حاصل کی تھیں۔ موسونی شہر سے ذرا فاصلے پر ایک آبشار تھا۔ اس آبشار کے سامنے میں غارتھا اور اس غار میں سانیوں کی ہڈیاں تھیں۔ اعلاہ تھا کہ ہرام گنگولی شاید واقعی سانیوں کے غار میں رہتا ہے۔ ہر حال یہ تو موسونی شہر پہنچ کر ہی معلوم ہو سکتا تھا۔

میں نے غلام سے کہا: واپس فلائنگ کلب چلو۔ اس نے گاڑی اسٹارٹ کی۔ پھر واپس فلائنگ کلب کی لڑ موڑتے ہوئے پوچھا: میرے آقا کیا میں کچھ پوچھ سکتا ہوں؟ میرے ساتھ رہ کر ناامدی سے گفتگو کیا کرو؟ ہم یہاں شارب پر کو اغوا کرنے آئے تھے۔ پھر واپس کا مطلب کیا ہے؟

مجھے ہرام گنگولی کے ٹھکانے کا علم ہوا ہے۔ شارب سے زیادہ ہرام اہم ہے۔ اس نے جہاں پناہ لی ہے وہاں چھاپا مارا چاہتا ہوں۔ آگے گئے بعد ہم اپنے پہلی کاٹر میں پروا کر رہے تھے میں نے غلام کو باقی کا پلٹ سیٹ پر بٹھا دیا تھا اور اسے عملی تربیت دے۔ ہاتھ مار میرے خیر فانی تھا میں مجھے اپنے آپ پر اعتماد تھا

میں خیال خوانی کے ذریعہ غلام باقی کے دماغ کو کنٹرول میں رکھ لیا۔ وہ کوئی غلط نہیں کر پائے گا اور ایسا ہی ہو رہا تھا۔ بہت خوش تھا ایک پلانٹ کے فرائض انجام دیتے ہوئے میرا شکر یہ ادا کر رہا تھا۔ میں نے کہا: اپنے کام کی طرف توجہ دو ورنہ تیرے کھینچو محو ہے۔ پھر میں نے پومی سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے کہا: میں نے وعدہ کیا تھا، ہم جنم دن ایک دوسرے سے الگ رہیں گے۔ آگے کو ہی ہوں میں اگر کہیں گے۔ شاید ایسا نہ ہو سکے۔ ہرام گنگولی کے آڈے کا علم ہوا ہے۔ ایسی صورت میں تمہیں ملاؤں بھی نہیں کر سکتا۔ تم میرے ساتھ بڑی سے بڑی قسم میں شریک ہونا چاہتا ہو۔

اب حق آگیا ہے؟ وہ خوش ہو کر بولی: کیا واقعی؟ ہاں تم اپنے اپنے کاپٹر کے ذریعہ موسونی فلائنگ کلب پہنچو۔ میں ابھی یہاں سے نکل رہی ہوں۔

اس سے پہلے اس بات کا یقین کر لو کہ میرے دوست فرناڈو کے ہاں مورنا ہر طرح محفوظ ہے اور کسی کی نظروں میں آئے گی۔ میں ابھی فرناڈو سے بات کرتی ہوں۔

وہ میں کروں گا تم مورنا کو بھگا دو جب تک تم واپس نہیں آؤ گے۔ وہ باتش کا ہے۔ باہر نہیں لگے گی اور نہ ہی کسی کی نظروں میں آئے گی۔

میں فرناڈو کے پاس پہنچ گیا۔ اسے مخاطب کرتے ہوئے بولا: جیسی تم سے بڑی ذمہ داری والا کام لینا ہے۔

تم مجھے جان مانگو اگر نہ دوں تو یہ میرے ذمہ داری ہوگی۔ میں اتنی قربانی نہیں چاہتا۔ مورنا تھا میرے ہاں مقیم ہے۔ پوری بھی وہاں سے نکلنے والی ہے۔ تمہیں ساری مصروفیات چھوڑ کر اکیلا شارب کاہ میں رہتا ہے اور مورنا پر نظر رکھنا ہے تاکہ وہ کسی کی نظروں میں نہ آئے اور نہ ہی اس رہائش گاہ سے باہر نکلے۔

میں اس کی نظروں میں کروں گا اور کوشش کروں گا کہ وہ میرے قلم سے باہر نہ ہونے پائے۔

وہ نیکی بیٹی جیسی ہے۔ ہر سلسلہ ہے اس کی ذہنی اور بول بچانے اور وہ تمہیں ٹرپ کر کے نکلن چاہے میں موٹی شرمیں یا کسی بھی کے علاقوں میں رہوں گا۔ تم کسی طرح بھی میرے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کرنا۔ میری بھی یہ کوشش ہوگی کہ میں دن رات فوٹا تھا میرے پاس آکر صوبہ کے حالات معلوم کرتا رہوں۔ دس آن ملاقات ہوگی۔

ہم موسونی شہر کے فلائنگ کلب میں پہنچ گئے۔ میں نے وہاں سے ایک کار میں بیٹھ کر کینیڈی ایونیو کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ غلام آئی! تم یہاں کے بستیوں میں میرے اور پومی کے نام

کو ریزرو کر لو۔ اپنے لیے دوسرا گھر ریزرو کر سکتے ہو۔ ہرام گنگولی تمہیں اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لہذا تم میرے لیے مجھ سے الگ رہو۔ میں تمہارا اس کے آڈے کی طرف جاؤں گا۔

میرے آقا امیر لاد نہیں چاہتا تھا کہ وہاں تنہا جانے دوں۔ کیا ایک آپ کے ذریعے میری صورت میں بدل سکتی؟

صورت بدل جائے گی۔ پھر بھی تم ٹیکو ہو گے اور ہرام گنگولی کسی بھی ٹیکو کو دیکھ کر ہلکے جائے گا۔

میں نے اسے ایک جگہ اتار دیا۔ پھر ہرام گنگولی کی طرف تنہا جانے لگا۔ گھاٹ گھاٹ کا پتلا پہننے کے بعد اتنی مجھ تو ضرور آگئی تھی کہ سیدھا اس پتے پر نہیں پہنچنا چاہیے۔ پہلے دور ہی دور سے معلومات حاصل کرنا چاہیں۔ لہذا میں نے تھری سیون کینیڈی ایونیو سے بہت دور ایک جگہ کا جو چوڑا یا پھر بیدل اس طرف چلے لگا۔ ہرام گنگولی انداس کے آدمی مجھے صورت شکل سے پہچان نہیں سکتے تھے۔ ایک عام راہ گھر کے نظر انداز کر دیتے۔ میں نے ایک ٹیکسی کو روک کر پھر اسے کینیڈی ایونیو پہنچنے کے لیے کہا۔ میرا خیال تھا وہ کوئی رہائشی علاقہ ہو گا اور وہاں بڑی بڑی گھنٹیاں ہوں گی۔ وہاں پہنچ کر بتایا، وہ ایک کار واکر علاقہ ہے اور تھری سیون کی کوئی گھنٹیاں نہیں بلکہ مندر عمارت ہے اس پر بڑے بڑے حرفوں سے لکھا ہوا تھا۔ دی گریٹ انشورنس کمپنی۔

میں نے وہاں پہنچ کر دیکھا۔ اچھے خاصے لوگوں کا ہجوم تھا۔ لوگ عمارت کے اندر آ جا رہے تھے۔ وہ کسی دکانی معاملات میں مصروف تھے۔ ان میں نیگرو عورتوں اور مردوں کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ میں نے غلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ہوٹل میں ریزرو کمرے کے بعد تھری سیون میں چلے آؤ۔ یہ دس منزل عمارت ہے۔ یہ کار وباری جگہ ہے۔ نیگرو اچھی خاصی تعداد میں دکھائی دے رہے ہیں۔ تم بستیوں میں پہنچ کر انھیں پر عینک لگا کر چلے آؤ۔ مجھے دور ہی دور رہنا میں خیال خوانی کے ذریعہ تمہیں کا ٹیکو تار ہوں گا۔ میں نے اند ہاں میں آکر دیکھا۔ ایک طرف بڑے بڑے نیپے اوپر چلتے ہوئے دکھائی دیے۔ دوسری طرف کئی فٹ کے دروازے تھے۔ دیواروں پر بڑے بڑے بورڈ نصب کیے ہوئے تھے۔ جن میں پہلی منزل سے لے کر دسویں منزل تک کے دفاتر کے نام اور ان دفاتر میں بیٹھے دولہے صداروں کے بھی نام لکھے ہوئے تھے۔ میں انھیں پڑھنے لگا۔ اس طرح اعلاہ ہو رہا تھا اور عمارت ایک ہی کپڑی کی ملکیت تھی اور وہاں دوسرا کار وباری نہیں ہوتا تھا۔ پہلے اور دوسرے فلور پر انشورنس یا ایسی سے تعلق رکھنے والے دفاتر تھے۔ تیسری اور چوتھی منزل میں اس کی پٹنی نے ایک بہت بڑا بلک قائم کیا تھا۔ پانچویں منزل سے دسویں منزل تک مختلف ممالک کے باسی

ہولڈرز اور کاروباروں سے تعلق رکھنے والے دفاتر تھے۔ میں وہ تمام بورڈز پر سنے کے دوران اندازہ کر رہا تھا کہ شاپر کی جو تحریر بزرگوار ڈاک ٹرنکی سیون کینیڈی ایئر میں بھیجا جا رہی ہے وہ اس دفتر میں پہنچے گی۔ اس لیے جوڑے بورڈز پر سنے کے دوران بڑی بریت ہو رہی تھی۔ لیکن اوقات ایسا آتے دینے والا کام بھی کرنا پڑتا تھا۔ تفریق اچھی لکھتا ہے پھر مجھے دسویں منزل پر ہرام گھول کا نام نظر آیا۔

میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جو ہم سے چھپتا پھر رہا ہے اور خاص طور پر مشین کو چھپا یا پھر رہا ہے اس کا نام یوں جلی حرفوں میں دسویں منزل کے خانے میں نظر آئے گا۔ ایشیائی مالک میں جو لوگ پالیسی ہولڈرز تھے اور اس انشورنس کمپنی سے یا اس کے بنک سے قرضہ لے کر اپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کر رہے تھے ان ایشیائی لوگوں کا تعلق دسویں منزل سے تھا اور وہاں کا ہیڈ آف دی ڈپارٹمنٹ ہرام گھول تھا۔

یہ سوچ کر کھوکھو پڑی گھوم جاتی تھی کہ ہرام آخر یہ کیا چیز پہلے تو پتہ چلا کوئی دو ٹکے کا چادر گہرے لیکن اچھا خاصا کر بوجھ بھی ہے تو ہی عمل میں اپنا پتائی نہیں رکھتا۔ اسے غیر معمولی علم حاصل کرتے رہنے کا خطرہ ہے۔ اسی لیے ٹیکل بھی دیکھنے کے لیے دو بار دہرایا تھا لیکن موسمی شہر میں ایک انشورنس کمپنی سے اس کا تعلق ہوگا اور وہ ایشیائی مالک کے پالیسی ہولڈرز اور بورسین افراد تھے لیکن دکھتا ہوگا کہ میں کبھی سوچ نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ معاملات بڑی کم دنیائے بائبل مختلف تھے۔

پوری دنیا کا پتہ چل گیا کہ وہی تھی۔ میں نے اسے یہاں کے حالات بتاتے پھر کہا۔ ہرام گھول میں تعین پچا تھے۔ اپنے چہرے پر ہلکی سی تبدیلی کر لیا اور اس عمارت کے اندر دھوئی پھرتی رہا۔ کوئی تم سے کچھ نہیں پوچھے گا۔ یہاں ہزاروں افراد اوپر سے نیچے آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں۔

”میں انشاء اللہ آگے گھسنے کے اندر پہنچ جاؤں گی“ میں ایک جگہ راکھ سے بیٹھ گیا۔ پھر کچھ فرنانڈو سے رابطہ قائم کرنے کے بعد پوچھا۔ ”مورینا کہاں ہے؟“

”اپنے بیڈ روم میں ہے؟“
”کیا دی گریٹ انشورنس کمپنی سے تھا کوئی تعلق ہے؟“
”ہاں جب سٹیج پر جس سے چھوٹی نشیوں میں ہمارا بل جاتا ہے تو وہ انشورنس کمپنی ہمارے مال کی ضمانت دیتی ہے۔“
”کیا تمہارا ایشیائی مالک سے کوئی تعلق ہے؟“
”نہیں ہائی دی وٹسٹ میں کمپنیوں پوچھ رہے ہیں؟“
”میرا دشمن اسی انشورنس کمپنی کی عمارت میں کہیں چھپا ہوا ہے

دسویں منزل میں جو دفاتر ہیں وہ ان کا انچارج ہے مجھے ہاں بکر پیچنے کا بہانہ چاہیے۔“

”یہ بات ہے تو پہلے کہا ہوتا۔ میرے ایک اسسٹنٹ نے بات کا تعلق برما سے ہے اس نے وہاں انشورنس پالیسی لی ہے۔“
”اپنے اسسٹنٹ منجر سے فون پر بات کرنا اور اس سے معلوم کرو۔ انشورنس پالیسی کے مسئلے میں کوئی چھوٹا پڑا پالمر ہو وہ مجھے بتائے تاکہ اس بہانے میں اپنے مطلوبہ آؤی تک پہنچ سکوں۔“
”فرنانڈو تو آ رہا ہی لیورڈا تھا کہ اپنے منجر سے رابطہ قائم کیا۔ اس سے انشورنس پالیسی کے متعلق دریافت کیا۔ اس نے کہا اس مسئلے میں کوئی پالمر تو میں ہے لیکن انشورنس کی رقم جمع کرنا کا وقت آگیا ہے۔“

فرنانڈو نے پوچھا۔ ”کتنی رقم جمع کرو گے؟“
”دو ہزار ڈالر۔“

”اپنا پالیسی منبر بتاؤ۔ میرا ایک آدمی وہ رقم جمع کرا دے گا۔ تم سے اس مسئلے میں پوچھا جائے تو کہہ دیتا۔۔۔۔۔“
میں نے اسے گنگے گنگے سے روک دیا۔ میرے دماغ میں بات آئی فرنانڈو کے اسسٹنٹ منجر کا تعلق برما سے ہے اس مسئلے میں پوری کوشش تدری کرنا چاہیے۔ میں نے فرنانڈو سے کہا۔ ”اس سے کہو اگر انشورنس کمپنی سے کوئی پوچھ گچھ ہو تو۔۔۔۔۔“
کہنے کے اس نے رقم جمع کرنے کے لیے اپنی ایڈریس میسروری کو بھیجا ہے۔“

یہ بات فرنانڈو نے اسے سمجھا دی۔ میں نے اس سے راز ختم کر کے پوری کو مخاطب کیا۔ وہ موسمی شہر کی کئی عمارتوں سے لکھ کر ایک ٹیکسی کے ذریعے میری طرف آ رہی تھی۔ میں نے اسے موجودہ حالات سمجھائے۔ پھر کہا۔ ”تم اس کی لیڈی سیکرٹری کر دسویں منزل میں جاؤ گی اور کسی نہ کسی طور ہرام گھول تک پہنچنے کی کوشش کرو گی۔“

غلام باقی بھی اس عمارت میں آگیا تھا۔ میں نے کہا۔ ”ہم دور رہو اور اوپر سے نیچے آتے جاتے گھومتے پھرتے رہو۔“
تھوڑی دیر بعد پوری پتہ چلی گئی۔ اس نے غلام باقی سے ہوا تھا۔ بہت ہی خوبصورت اور اس کا رنگ گہرا ہی تھی۔ میں نے کہا۔ ”تم آہ چلی میں آ رہا ہوں۔“

ہم مختلف لفٹوں میں آگے پیچھے دسویں منزل پر پہنچے۔ میں ہال کے وینک ہال میں بیٹھ گیا۔ ایک رسالہ لے کر بیٹھنے لگا۔ پوری کاؤنٹر پر کئی جہاں رقم جمع کی جاتی تھی۔ اس نے اسسٹنٹ منجر کا انشورنس پالیسی کا ڈکٹمبر تا دیکھ کر کہا۔ ”میں جیسے کہ رقم جمع کرانے آئی ہوں۔“

کاؤنٹر کرک نے کہا۔ ”آپ ذرا انتظار کریں۔ میں فائل لے کر آتا ہوں۔“

وہ اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ پورے نے کہا۔ ”ایک پالمر مجھے اسسٹنٹ منجر سے دو ہزار ڈالر جمع کرنے کے لیے دینے کے لیے کہیں یہاں آکر پتا چلا اس میں دو سو ڈالر کم ہیں۔“
”اس میں پالمر کی کیا بات ہے۔ آپ پوری رقم لے کر انشورنس لے آئیں۔“
میں بار بار نہیں آسکوں گی۔ یہ دو سو ڈالر آئندہ قسط میں آدا کر دوں گی۔“

”آپ کبھی باقی کرتی ہیں۔ یہ سراسر اصول کے خلاف ہے۔ ایسا بھی نہیں ہوتا۔“
”آپ کے انچارج ایسا کرنا چاہیں تو کوئی روک نہیں سکے گا۔ میں مسٹر گھول سے ملنا چاہتی ہوں۔“

”وہ بہت بڑے اور معروف آدمی ہیں۔ دو سو ڈالر کی خاطر آپ سے بات کرنا بھی پسند نہیں کریں گے۔ آپ کو مایوسی ہوگی۔“
”بہتر مجھے ایک بار ان سے ملاقات کرنے کا موقع دیں میں انھیں سمجھاؤں گی۔“
کاؤنٹر کرک انٹر کام کا بن دانا چاہتا تھا۔ پورے نے کہا۔ ”ڈا ایک منٹ۔“

کرک نے اسے سو الیہ نظروں سے دیکھا وہ بولی۔ دو سو ڈالر بہت معمولی سی بات ہے۔ اگر ان سے یہ کہیں گے کہ میں اس کے لیے مسٹر گھول سے ملنا چاہتی ہوں تو مجھے بھی شرمندگی ہوگی۔ آپ صرف اتنا کہہ دیں کہ ان سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔“
اس نے انٹر کام کے ذریعے اپنے منجر سے رابطہ قائم کیا۔ پھر کہا۔ ”سرا ہمارے ایک پالیسی ہولڈر مسٹر کارسانی کی سیکرٹری مسٹر گھول سے ملنا چاہتی ہیں۔“

منجر نے پوچھا۔ ”کیوں ملنا چاہتی ہیں؟“
”ان کا پریٹل پالمر ہے۔ ان سے ہی ڈکس کریں گی۔“
”ابھی بات ہے۔ میں معلوم کر رہا ہوں۔“

میں پوری کے ذریعے پھر ایک کے دماغ میں پہنچتا جا رہا تھا۔ منجر نے ہلا راست ہرام گھول سے رابطہ قائم کیا۔ مجھے اس کی آواز سنائی دی جب اسے پتا چلا کہ کوئی لیڈی سیکرٹری ملنا چاہتی ہے تو اس نے کہا۔ ”مجھے تنگ فرنانڈو بہت بڑا آدمی ہے جب اس کے منجر کی سیکرٹری ملنا چاہتی ہے تو آئے دو۔“
”منجر نے پوچھا۔ ”سراسر دفتر میں بھیجا جائے؟“
”میرا آدمی آ رہا ہے۔ اس سیکرٹری کو کاؤنٹر سے گاہ۔“
میں نے پوری کو یہ باتیں بتائیں۔ پھر کہا۔ ”منجر نے پوچھا تھا۔

تھیں کس دفتر میں بھیجا جائے؟ اس کا مطلب ہے یہاں ہرام گھول کے ایک سے زیادہ آؤے ہیں۔ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں لہذا تمھارے ساتھ چوں گا۔“

جب میں وینک ہال سے لکھ کر پوری کے پاس پہنچا تو ایک شخص اسے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہہ رہا تھا۔ پوری جلدی تھی۔ میں ان سے پچھ کر فائل سے رہتا تھا جب وہ لفٹ کے پاس پہنچے اور اس شخص نے لفٹ کے دروازے کو کھولا تو پوری کے پیچھے بھی تھیں۔ پوری نے اسے اندر چلا آیا۔ گائیڈ کر کے اسے سو الیہ نظروں سے دیکھا۔ پوری نے کہا۔ ”یہ میرے ساتھ ہیں۔“

”پھر تمہارا کیس ہے کہ آپ اکیلی آ رہی ہیں۔“
”یہ تمھارے کاؤنٹر کرک اور منجر کا غلطی ہے۔“

گائیڈ نے مجھے گھور کر دیکھا۔ پھر دروازے کو بند کر دیا۔ اس نے ایک ایسے ٹیڈ کو دیا جو اس پر بوجھ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کے دماغ سے معلوم کیا۔ یہ بوجھ کا مطلب انڈر گراؤ تھا۔ یعنی وہ تین گراؤڈ فنڈ سے بھی تین گیس لے جا رہا تھا۔ یہ بات میں نے پوری کو بتادی پھر غلام سے کہا۔ ”واپس میری کار کی طرف جاؤ اسے لے کر عمارت کے سامنے کہیں کارنگ ایریا میں انتظار کرو۔ ہم جلدی آسکتے ہیں یا ہاری واپسی میں میری بہت سی ہے۔ میں تم سے بعد میں رابطہ قائم کروں گا۔“

لفٹ ایک جگہ پہنچ کر کرک گئی گائیڈ ہاری طرف دیکھنے لگی۔ کھلے ہوئے دروازے سے گزرتا چلا گیا۔ وہ دروازہ اس طرف کھلا رہ گیا تھا۔ ہم تھوڑی دیر وہاں کھڑے دو دو رنگ نظر آنے والے بڑے سے ہال کو دیکھنے لگے تھے۔ وہ ہال ایسا ہی تھا جیسا کہ غلام نے بتایا تھا۔ میں ہوا کرتا ہے۔ درمیان میں کئی جگہ موٹے موٹے ستون تھے۔ آگے بہت کچھ نظر آنے والا تھا۔ ہم لفٹ سے نکل آئے۔ ہمارے نکلنے ہی دروازہ بند ہو گیا۔

وہ ترخانہ کو کام کے طور پر استعمال ہوتا ہوگا۔ وہاں بہت سی کونڈوں کی پٹیاں اور مین کے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ دو عمارت نما دروازے دکھائی دیے جن کے دوسری طرف بھی ترخانے کے کچے حصے ہوں گے۔ ہم آگے بڑھتے بڑھتے رک گئے۔ ہال کے درمیان میں وہ انجییاں اور سوٹ کیس رکھے ہوئے تھے جن میں ٹرانسپائر مشین کے مختلف حصے لائے گئے تھے۔ یہ چیزیں ہم نے نشیمن عین کے سامنے علاقے میں ہرام گھول کے پاس تھیں جیسی ادواب یہاں نظر آنی تھیں۔ میں نے اور پوری نے ایک دوسرے کو دیکھا پھر وہ مسکاکر بولی۔ ”میں شرط لگاتی ہوں۔ یہ انجییاں اور سوٹ کیس خالی ہیں۔“
”خفا ہے نہ؟ وہ اتنی اہم نشیمن پوری تو ہمارے حوالے نہیں کر دیتا۔“
وہ سامان ایک بڑی سی ٹالی پر رکھا ہوا تھا۔ ہم نے اب تک

زبان میں کھولی تھی دماغی رابطے پر گفتگو کر رہے تھے۔ وہ بولے ان چیزوں کی موجودگی بتا رہے ہیں کہ ہیرام میری اسلیٹ سے واقف ہے؟
 "پوتی نہیں زبان سے گفتگو کرنا چاہتے۔ وہ ہیں، بیٹا ہوا ہمارے بوسنے کا اشتہار کیا ہوگا۔ ہمیں خاموشی باکر سب سے بھلا خیال ہے آگے کا ہم کو خیال خواتی کے ذریعے گفتگو کر رہے ہیں۔"

پوتی نے زبان سے پوچھا ہتھار کیا خیال ہے۔ ان سوٹ میں اور انچوں میں کیا ہو سکتا ہے؟
 میں نے پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا تم مجھے پسندیاں بھجوا رہی ہو چنانچہ میں کہاں لاکر چھینا دیکھ لے۔ یہ کون سی جگہ ہے؟

وہ ہنستے ہوئے بولی: جب مجھ سے مشق کر رہے ہو تو یہ بھی دیکھو کہ مانتی کتنے دشوار محلوں سے گزر رہے ہیں۔
 وہ بڑے نازد انداز سے میرے پاس آئی میں نے پوچھا کسی مرحلے پر جہان چلی چلنے کی توقع کیا فائدہ کیا ہوگا؟
 "تم دم توڑتے وقت کہنا۔ نہ خدا ہی مل نہ وہاں نہم۔ ڈاکٹر کے رہے نہ آدمی کے رہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اس ویران سے ہال میں تائیر کی آواز گونجنے لگی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ ہیرام گنگولی کہہ رہا تھا: اسی وقت بڑی پٹا نہ رہے پھر میرے پیچھے پیچھے چلی آئی۔
 ہم گھوم گھوم کر چاروں طرف دیکھنے لگے۔ کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ وہ ہنستے ہوئے بول رہا تھا: اس بار ایک سرخا پچاس کے لائی ہے۔ کون ہے یہ؟

"یہ کون ہے اسے دیکھو تو سمجھ لوگے اور دیکھنے کے لیے تجھیں سہنے آنا ہوگا۔"

"کیا اس نے بھی تیری طرح میک آپ کر رکھا ہے؟
 اگر وینٹنگ کیم مل جائے تو ہم دونوں اپنا میک آپ اتار کر صورت دکھادیں گے۔"

"ٹوئیک آپ اتارنے کی بات کرتے ہیں۔ کھال اتارنے کا سامان بھی مل جائے گا۔ اپنے سیدھے ہاتھ والے دروازے کو کھول کر بیلی جا۔"

وہ میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کے پاس آئی۔ پھر اسے کھول کر دیکھا۔ ادھر بھی ایک بڑا سا ہال تھا۔ اسی طرح گڑی کی پیشانیوں میں کے ڈوم رکھے ہوئے تھے۔ ایک زینہ اوپر کی طرف جاتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک دیوار پر دافن بین لگا ہوا تھا۔ اس کے اوپر چھوٹا سا ایک تھا جس پر سرنہ ہاتھ دھونے کے لیے کچھ سامان تھا۔ قریب جانے پر پتہ چلا۔ وہاں وینٹنگ کیم بھی رکھی ہوئی تھی۔ ظاہر ہے کہ خانے میں ایسی چیزیں رکھی نہیں جاتیں۔ جب پوتی نے میک آپ

اتارنے کی بات کہی تب ہیرام کا کوئی آدمی فوراً ہی اسے رکھ کر لگیا ہوگا شاید اسی زینے سے اوپر گیا ہو۔ پوتی دافن بین کے پار جا کر میک آپ اتارنے لگی۔ مجھ سے بھی قریب آنے کے لیے میں نے پریشانی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا: تم تو جتنی میک آپ اتار رہی ہو سو میں ہرگز اتار نہیں کروں گا؟

وہ بولی: مانی ڈیر عاشق یہ تو کہنا ہی چاہیے گا۔ میں ظاہر ہوں کہ تم دونوں میک آپ میں ہیں۔

میں وہاں ایسا کردار نہ کیا جو پوتی کے مشق میں گرفتار ہو کر چلا آیا تھا اور وہ مجھے جیسے کسی خاص مقصد کے لیے لائی تھی۔ جب میں نے اپنے حجرے سے میک آپ اتار تو آئینے میں صاف طور سے فراد علی نمود دکھائی دے رہا تھا۔ پھر تائیلوں کی آواز سنائی دی ہم آئینے میں دیکھ کر میک آپ اتار چکے تھے۔ تو ایسے سے جرح خشک کر رہے تھے۔ اسی آئینے میں دور زینے پر کھڑا ہوا ہیرام گنگولی دکھائی دیا جو تائیاں بجانے کے بعد کہہ رہا تھا: اری چندال چھوڑ کر تو فراد کو ساتھ لے آئے۔

میں چرتی سے اس کے تعداد رجاست کو دیکھ رہا تھا۔ لائے لائے ہاتھ پاؤں اور پھیپھے ہوئے پنجے تھے کہ بڑے سے بڑے شہزادوں کو رو کر دیکھ لیتا تو وہ نکل نہ پاتا۔ وہ دھمکی اور کرپنے ہوئے تھا۔ خدا شے پر گریوے رنگ کی چادر بڑی ہوئی تھی۔ میں نے ہنستے ہوئے کہا: پوتی! تم کسی سرنگنگولی سے ملنے آئی تھیں؟ یہ تو کوئی ہندوستانی سادو دکھائی دیتا ہے؟

وہ بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے گھور رہا تھا۔ جیسے سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پوتی نے آگے بڑھ کر کہا: ہیرام گنگولی! اس رات تم مجھ سے نکال رکھیں گے۔ آج میں فراد کی تھوڑا سا لٹھی لٹائی ہوں۔ تمہارا بہتری اسی میں ہے کہ وہ مشین ہمارے حوالے کر دو۔

اس نے باری باری ہم دونوں کو دیکھا۔ پھر کہا: لڑکی! میں نے تجھے تو اتار لیا ہے۔ ذرا دیکھو، یہ تیرا فراد کتنے پانی میں ہے؟ پھر اس نے منہ سے اس کے اوپر کسی قسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: "ٹوئی! مائیک! ادھر آؤ۔"

دو صحت مند فائرفرم کے آدمی نظر آئے۔ وہ زینے سے اترتے ہوئے ہیرام گنگولی کے سامنے سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ ہیرام نے کہا: فراد کا چوکنا تھا۔ سامنے ہے۔ اب یہ پتہ چلا فراد ہے یا نہیں، اس سے گھوڑا۔

وہ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے لیکن قریب پہنچتے پہلے ہی بولنے لگے: اچن کر ایک فدا شنگ لک اری۔ ایک کونزین پر گرنا۔ دوسری میری طرف پٹا۔ میں نے ان تائیلوں کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کے چلے کو روکنا چاہا مگر ہاتھ کچھ چپا گیا۔ ہیرام گنگولی

نے ہاتھ اٹھا کر کہا: میں کرو۔ واپس آ جاؤ۔
 پوتی کی لات کھاکر گئے والا جوانی حد کرنے کے لیے منہ ہاتھ بائیں کا حکم کر کے پیچھے ہٹ گیا۔ ہیرام کہہ رہا تھا: یہ کیا؟ اس کا باپ بھی فراد میں ہو سکتا؟

میں نے پوتی سے کہا: یہ گدے کا بچہ ہے۔ جھلا میرا باپ فراد کیسے ہوگا جبکہ میں فراد ہوں کیا اس کا باپ ہیرام گنگولی ہو سکتا ہے جبکہ یہ خود ہیرام ہے۔ پوتی ہم نے دستے میں ٹھیک ہی کہا تھا کہ یہ گدے کا بچہ ہے۔

پوتیٹ آپ۔ تم دونوں گدے ہو۔ اگر ذرا بھی مقل ہوتی تو اس ہال میں لگے ہوئے سوٹ کیوں اور انچوں کو کھول کر دیکھتے مشین منہ سے ہاتھ آجاتا؟

پوتی نے کہا: یقیناً ان میں مشین کے مختلف حصے ہوں گے لیکن ایسا نقلی مال بنانا میری بہت مشق ہے۔

ہیرام نے سر ہٹا کر کہا: اس کا مطلب ہے خیال خواتی کے ذریعے حقیقت معلوم کر لی تھی ہے۔ میری سمجھ میں ہے نہیں آتا تم لوگوں کو کس طرح ہمارے اہم اہمات کا پتا چل جاتا ہے۔ تم کس طرح یہاں تک پہنچ گئیں؟

"ہم یہاں سوال و جواب کے لیے نہیں آئے ہیں۔ مشین ہمارے حوالے کر دو۔
 "دور کیا ہوگا؟"

پوتی نے ایک تھلا بازی کھائی۔ پھر اس کے منہ سے آواز نکلنے لگی: "ہاہب بہت تھوڑی سی ہاتھوں کے بل بھی پاؤں کے بل تھلا بازی کھارہی تھی۔ یہی منہ تھلا بازی کھاتے ہوئے ہیرام گنگولی کے آگے سے پیچھے پہنچ رہی تھی۔ وہ بار بار ہٹ کر بھی آگے بھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں دیکھتا تھا۔ پھر اس نے گری کر کہا: میں کستا ہوں یہ تماشا بند کر دو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی منہ پر ٹھوکر پڑی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ہال کے وسط میں آگیا۔ اس نے ایک ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔ پوتی ایک تھلا بازی کھارہی سے ذرا دور دونوں پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ پھر دونوں ہاتھ بند کر رکھ کر بولی: یاد آیا۔ اس رات کہیں آجی سلاخیں منہ پر پڑتی رہی تھیں۔ ہٹ کر ایک لڑکی سے لائیں کھاتے رہو گے؟
 اس کے ماتحت نے رول اور کال کر کہا: اگر تم نے حرکت کی تو قلابا زبان کھلنے سے پہلے ہی گر پڑو گی۔

وہ بولی: یہ کھانا عجیب میں کر لو۔ ہم اچھی طرح جانتے ہیں یہاں کوئی گولی نہیں چلا سکے۔ فائرفرم کی آواز اور پیچھے کی اسے حالت میں ہزاروں لوگ ہیں پولیس والے بھی موجود ہیں گولی چلا سکتے ہو تو بڑا جلدو۔

اس نے پھر جتنا شک کے کرتب دکھانا شروع کیے۔ "ہاہب بہت کی آواز کے ساتھ ہیرام گنگولی کی طرف جاتی تھی مگر اس کے ستر کر رہا اور والے کی طرف آئی تھی۔ وہ اسے نشانے پر لینا چاہتا تھا۔ گولی کی طرح لپکتی ہوئی دوسری طرف پہنچ جاتی تھی۔ کبھی اس کے اوپر سے قلابا بازی کھاکر پیچھے جاتی تھی۔ ایک باجیب اس نے پلٹ کر دیکھا تو ایک ٹھوکر پڑی۔ رول اور اس کے ہاتھ سے نکل کر میری طرف آئی۔ میں نے فوراً ہی اسے سرخ کر لیا۔

اب ہیرام گنگولی میرے نشانے پر تھا لیکن وہ خوفزدہ نہیں تھا۔ کہنے لگا: یہ میرے لیے بھی کھانا ہے۔ تم بھی فائرفرم لکسکو کے کوئیکر آواز اور پتہ چلا جائے گی؟

میں نے کہا: تم میرے متعلق درست اندازہ لگایا میں فراد نہیں ہوں لیکن فراد صاحب میرے دماغ میں بول رہے ہیں۔ ان کا شعور ہے۔ میں فائرفرم کی گونجی ہوئی آواز کی پروا کر دوں۔ تجھیں اس قدر زخمی کر دوں کہ تم سانس روکنے کے قابل نہ رہو پھر وہ تمہارے دماغ میں پہنچ جائیں گے۔ پولیس والے ٹکس گے تو انھیں تمہارا تمام کپڑا چھٹا سائیں گے اور انھیں تمہارے تمام خفیہ اڈوں تک پہنچا دیں گے۔ بولو اب کیا کہتے ہو؟

وہ پریشان نظر کرنے لگا۔ خدا ساری جگہ بھول گیا تھا۔ کلابا دو میں بھی کر سکتا تھا۔ اپنی بے پناہ جہانی قوت سے بھی کام نہیں لے سکتا تھا۔ وہاں اس کی حفاظت کے لیے درجنوں فنڈے تھے۔ انھیں اب تہہ و تک کے لیے بھلا بھی نہیں سکتا تھا۔

اکثر ایسا ہوتا ہے ہمارے مقابلے میں بڑے شہزادے آتے ہیں۔ بڑے پراسرار مجرم بنگلے برپا کرتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے ساری دنیا ان کی منہ می ہو۔ وہ جب جائیں گے پاؤں تلے سب کو روند ڈالیں گے۔ وہ ہزاری راتوں کی نیندیں اڑا دیتے ہیں۔ ہمیں وقت پر کھانے پینے کا موقع نہیں دیتے۔ دن رات مسائل میں الجھائے رکھتے ہیں لیکن جب ہمارے ہاتھ آتے ہیں تو حیرت و حیرت ثابت ہوتے ہیں۔

جس طرح خاتم کی عمر بہت کم ہوتی ہے اسی طرح اس کے علم کی عمر بھی بہت کم ہوتی ہے۔ جب وہ پوری ہو جاتی ہے تو اس کا فوڈ جھک جاتا ہے۔ اس کا فظلمت جاتا ہے۔ حالات اسے مجبور کر دیتے ہیں۔ قدرت اس کی کمزور دیتی ہے اس قدر مجبور ہو جاتا ہے کہ کوئی دولت اپنی قوت اپنی ذہانت اور اپنی فنی معنوی صلاحیتیں استعمال کرنے کے قابل نہیں رہتا جیسے کہ ہیرام گنگولی میرے ایک رول اور کے سامنے ہے۔ میں ہو گیا تھا۔ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ ایک گولی چلے گی تو زخمی ہوگا۔ پھر سانس لینا بھول جائے گا۔ ایک تو فراد اس کے دماغ سے آجائے گا۔ دوسرے وہ دھیان گیان سے ستر کا جاپ نہیں کر کے

گو۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے منتروں کو بھی سمایا جائے گا۔ لیکن ہم اس خوش قسمی میں مبتلا نہیں تھے کہ دشمن کے سلسلے میں اتنے عرصے سے کیلئے جانے والے ڈرامے کا یہ آخری سین ہے۔ اب ہر ام گنگولی مر جلائے گا اور دشمن ہمارے ہاتھ آجائے گی۔ کیا ایسا ہی ہوگا؟ ہنسیا وہ دنیا کی عجیب وغریب ایجاد تھی۔ اس کے ذریعے جتنے گندہ ذہن اور جہنم کے لوگ ہیں ان کے دماغوں میں دوسروں کی صلاحیتیں بھری جاسکتی تھیں۔ دوسروں کے دماغ کے راز چھڑا کر اپنے دماغ کی جوڑی میں چپائے جاسکتے تھے۔ اس میشن کے ذریعے نیکی بیتی کا علم حاصل کیا جاسکتا تھا۔ وہ دشمن یا مٹی جو انسان کو فرعون اور شیطان بن سکتی تھی اور ساری دنیا کو اس کے قدموں میں جھکا سکتی تھی۔

ہرام دونوں ہاتھ میری طرف بڑھا کر فائرنگ سے روکنے کے انداز میں کہہ رہا تھا۔ رگ جاؤ، ٹھہر جاؤ دیکھو! اچھی گولی نہ چلائے میری بات سن لو۔ میں نے کہا: فراد صاحب کہہ دیجئے ہیں گولی چلائے گئے بعد میں تم سے باتیں کی جاسکتی ہیں۔ ہم تمہیں تکی نہیں کریں گے صرف زخمی کریں گے۔ میری بات ختم ہوتے ہی اس تہ خانے میں ایک آواز گونجنے لگی: ہرام! رام! رام! رام! میں نے انہیں پہلے ہی سمجھایا تھا تھا تھا تھا ان کے سامنے گزرتے ہوئے: او! او! او! او!...

اس پوسٹے والے کی آواز کی بازگشت عجیب سی تھی کہ دونوں میں بک رہی تھی۔ میں نے فوراً ہی خیال خوانی کی جھلک لگائی۔ اس کے دماغ میں پتہ چلا یا اس نے سانس روک لی۔ میرے ہتھ پڑے کہ: فراد! ادا! ادا! ادا! اچھی نہیں ہوتی، تی! تی!۔ پہلے ہرام گنگولی سے تو ٹھٹ ٹھٹ اور او! او! او!

میں نے ناگاری سے چاروں طرف گھوم کر دیکھا پھر بلند آواز سے کہا: فراد صاحب کہہ دیجئے ہیں، اپنے بولنے کا یہ وہابی انداز بند کرو۔ مائیک سے منسلک رہنے والی اینٹو مٹھیں کو الگ کر دو۔ ساؤنڈ سسٹم میں ایک آگہ ایب ہوتا ہے جسے ہمارے منسلک کر دیا جائے گا تو بولنے والے کی آواز چاروں طرف گونجنے لے اور بار بار کالوں سے مکرراتی ہے چند سیکنڈ کے بعد یہی سراسر بولنے والے کی آواز آئی۔ اب بازگشت نہیں تھی۔ سیدی اور صاف آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا: فراد! ابھی طرح بھٹا ہوں، تم کسی دشمن سے ٹکرائے کے لیے سلسلے نہیں آؤ گے تمہاری ہسٹری کے زبانی یاد ہے۔ گویا فراد ملی تھوڑا کر گشتا کر گیا۔ اسے ہلک سی لگائی۔ بعد میں انکشاف ہوا دشمنوں نے بڑی خوش قسمی میں میسٹرا ہرگز فراد کو ہارک کیلئے۔ یا اسے قیدی بنا کر رکھا ہے۔

آج ہر ام گنگولی سے ٹکرائے اور ٹرانسفارمر میں حاصل کرنے کے لیے تمہاری ڈمی آئی ہے اور ہیشہ کی طرح تم اس کے دماغ میں موجود ہو!

”تم دھوکا کھا رہے ہو۔ میں فراد ملی تھوڑا کر ہوں۔ میں اپنے چہرے پر شش اور دماغی ایک آپ کرتے کرتے تنگ آ گیا ہوں اب اصلی روپ میں بہنے لگے ہوں!“

”کیا تم مجھے اتنا نادان سمجھتے ہو کہ ایک آپ کہہ کر تنگ آ سکتے ہو! اپنی زندگی سے بیزاری نہیں ہو سکتے۔ زندگی تمہیں بھی بہت عزیز ہے اور تم سے زیادہ تمہاری چلپنے والیوں کو عزیز ہے وہ تمہیں مرنے نہیں دیں گی!“

میں نے پوچھا: تم کون ہو؟

”میں شطرنج کا مانا ہوا کھلاڑی ہوں۔ ایسی چالیں چلتا ہوں کہ مقابل کے ہوش اڑ جائے ہیں جب تم یہاں سے واپس جاؤ گے تو تمہارے بھی ہوش اڑ جائیں گے۔ تب تمہاری بھٹی میں آگے گا شطرنج کے کس کھلاڑی سے پلا رہا ہے!“

پھر اس نے ہرام گنگولی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ ”مرگ گنگولی جب میں تمہیں آواز دیتا ہوں تو تم کیا کہتے ہو؟“

ہرام گنگولی نے سیدی طرح کھڑے ہو کر مارا مارا کرٹ ہو کر کہا: ”میں کتا ہوں کس ماسٹر؟“

آواز آئی: فراد! تم نے سنا۔ یہ مجھے میں ماسٹر کہتا ہے۔ اگر والی ای ایس سے میں ماسٹر کہتا ہوں تو اس کے معنی ہیں: جی ہاں سر آقا اور اگر گریزی حرف ایس کہتا ہے کہ ایس، ماسٹر تو تم سمجھ لو کہ میں کون ہوں!“

میں نے پوچھا: پھر خلا میں جلتے ہوئے بولا: اچھا تو تم سپر ماسٹر ہو!

”ہاں مگر وہ نہیں جو تمہاری زندگی میں آچکے ہیں۔ تم کو کرنا ہو چکے ہیں۔ میں کچھ اور ہوں۔ دوسرے احمقوں کی طرح یہ دھوکا نہیں کروں گا کہ تمہارا ہون بہت خردور ہوں۔ بڑے بڑے ذرائع کا مالک ہوں۔ میں ان میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ میں صرف شطرنج کا کھلاڑی ہوں اور اپنے مقابل کو ہر حال میں مات دینا جانتا ہوں۔ اسی لیے تمہارے مقابل آگے سے پہلے میں نے یوگو میں سعادت حاصل کی اور....“

وہ بول رہا تھا۔ اس کی ایک بات میرے دماغ میں بچھڑا تھی کہ جب میں یہاں سے واپس جاؤں گا تو اس کی شطرنجی چال کے مطابق میرے ہوش اڑ جائیں گے۔ آخر وہ کیسی چال چل رہا ہے؟ میں نے اس طرح ہرام گنگولی کو نشانے پر رکھا تھا اور خیال خوانی کی پروا کرتا ہوا اپنے ساتھیوں کی خبریت معلوم کر رہا تھا۔ پہلے ہی

میں غلام باقی کو دیکھا۔ وہ ہجرت تھا۔ باہر گاڑی میں بیٹھا میرا انتظار کر رہا تھا۔ میرے دوست فراد ٹوڈ کے ہاں محفوظ تھی۔ میں نے سوچا کہ رابطہ قائم کیا۔ اپنے بیٹے کی خبریت معلوم کا سونا کے پاس پہنچ کر پوچھا۔ اس کوئی پریشانی تو نہیں ہے لیکن ہر طرف سے اطمینان بخش جواب ملا۔

اطمینان کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ہمارے تمام مسائل ختم ہو چکے ہیں۔ پارس جب تک وہاں ممان قیدی بنا رہا تھا، ہمارے مسائل بڑھتے ہی بڑھتے تھے۔ ٹرانسفارمر میں جب تک ہمارے ہاتھ نہ آتی اور وقت تک نئے نئے ٹیل بیتی جاننے والے پیدا ہوتے رہتے اور بنیادی بات یہ کہ میں اپنی چاہنے والی عورتوں کے ساتھ کسی ملک کی شہر یا کسی شہر کے علاقے میں ایک اطمینان بخش زندگی نہیں گزار سکتا تھا۔ جب تک شہر کا خطرناک ہتھیار ہلکے پاس تھا، دشمن ہمیں سکون سے کبھی بیٹھنے نہ دیتے۔

پوری نے مجھے سمجھوڑتے ہوئے پوچھا: تم کہاں کھو گئے ہو؟ میں نے چونک کر کہا: وہ فراد صاحب مجھ سے ضروری باتیں کر رہے ہیں۔ ان کا مشورہ ہے کہ میں ہرام گنگولی کو زندگی دوں۔ میری بات سننے ہی سپر ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ ماسٹر فراد! آپ اسے مشورہ دینے سے پہلے میری بات پر توجہ فرمائیں ہرام گنگولی کو زندگی کے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ پہلی بات تو یہ کہ فائرنگ کی آواز اور تک جالے گی۔ پولیس والے آئیں گے۔ قانونی کارروائی شروع ہوں گی۔ اس کے دماغ میں بچ کر رہنے کا راز آپ معلوم کریں گے۔ اور اس طرح اسے قانون کے حوالے کریں گے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ میں بعد میں اسے میل سے نکال لاؤں گا!“

”آخر تم سپر ماسٹر ہو۔ وسیع ذرائع کے مالک ہو۔ اس ملک کے تادیب حکمران ہو۔ تم بہت کچھ کر سکتے ہو لیکن آدمی کی فطرت ہے وہ دوسرے کے نازوں کو جاننے کے لیے مٹیاب رہتا ہے۔ لہذا فراد! تمہاری اس مفرد جادوگر کے دماغ میں ضرور پینے گا۔ اس کا فیصلہ تم کو کرنا کیسے پتہ چلتا ہے؟“

سپر ماسٹر نے کہا: ہرام! اسی لمحے سے فراد ملی تھوڑا کر کے لیے دماغ کے دروازے کھلے رکھو۔ یہ جب بھی آتا چاہیں کبھی انکا ذکر نہ کرو۔“

میں ماسٹر! آپ کے حکم سے انکا نہیں کر سکتا ہے میرے دماغ میں پتہ کر کے ماسٹر جھلا دے گا میرے بارے میں بہت کچھ معلوم کرے گا!“

یہ چپ چاپ اگر معلوم کرے تو اس میں تمہاری جھلانی ہے ہم فراد کو کچھ بھی طرح جانتے ہیں۔ یہ اس وقت تک تمہاری کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھائے گا جب تک تم اس سے چھپ رہے نہیں کرو گے۔

یہ ٹیلی بیتی کے ذریعے دنیا کے تمام جہزوں کے راز معلوم کر سکتا ہے لیکن میں کرنا اور جن کے راز معلوم کرتا ہے انہیں کبھی بیکٹل نہیں کرتا۔ فراد ہمارا دشمن ہے مگر ہم اس کی خوبیوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ میں نے کہا: فراد صاحب فرما رہے ہیں ان کی تعریفیں کر کے انہیں خوش نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی وہ اس بات پر یقین کر سکتے ہیں کہ یہاں سے جانے کے بعد جب ہرام گنگولی نظروں سے نہ ہو جائے گا اور کسی پتا کا وہ گم نہیں ہو جائے گا۔ اس بات پر یقین کر کے دروازے کھلے رکھے گا!“

ہرام گنگولی نے کہا: جب ایس ماسٹر نے حکم دیا ہے تو وعدہ کرتا ہوں! اپنا دماغ تمہارے لیے ہیشہ کھلا رکھوں گا۔ میں نے کہا: سپر ماسٹر! تم سے مخاطب ہوں مجھے اس بات کی ضمانت چاہیے کہ میں چوبیس گھنٹے تک کسی وقت بھی اس کے پاس پہنچتا ہوں گا!“

”ابھی اس بات کی ضمانت دی جائے گی۔ ذرا انتظار کرو۔“

میں اور پوری گاڑی کے ڈرائیور بیٹھ گئے۔ ہم سے ذرا دور ہرام گنگولی گاڑی کے ایک ڈبے پر بیٹھنا چاہتا تھا لیکن اس کے وزن سے گاڑی ان کرانے لگیں پھر دیکھتے ہی دیکھتے ٹوٹ پھیں۔ وہ ڈبے کے اندر دھنسی گیا بڑی مشکل سے اٹھا۔ میں اس کے متعلق پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کجنت غیر معمولی جسمانی قوتوں کا مالک ہے اور وزن بھی غیر معمولی ہے جب جتنے میں پاؤں مارا ہے تو وہاں کی زمین دھنسی جاتی ہے اگر عرض پختہ ہو تو وہ تڑخ جاتا ہے۔

وہ جتنے رعب اور دہش سے ہماری زندگی میں آیا تھا، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ یہ شخص اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور جسمانی قوتوں کے باعث ہرگز کم دنیا میں سر فرست ہو گا لیکن کیسے ہو سکتا تھا؟ ہم اور آپ حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے۔ ہماری دنیا میں دو ہی بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک سپر ماسٹر دوسرا مالک ہیں۔ ان کے پاس ہماری دنیا میں حکومت کرنے کے تمام لوازمات ہیں۔ یہ دونوں طاقت نئی سامنی ایجادات کے مالک ہیں۔ جدید ترین ہتھیار ہتھیار ان کے پاس ہیں۔ ان کے پاس دنیا کی سب سے مضبوط عسکری ہتھیار اور فضائی آلات ہیں۔ جیٹ اور جاکو گنگ کر بولتے تو ساری رما یا کا پھنے گئی تھی۔ سپر ماسٹر اور مالک میں صرف پچھلے ہی تو دنیا زلزل جاتی ہے۔ یہ دنیا اس طرح ان کے پاؤں تلے ہے کہ یہ ایک ہرے پر کھڑے ہو کر کھڑے ہیں تو ان کا تھک دینا کے دوسرے ہرے پر جا کر گرنا ہے۔

ان دو طاقتوں کی مختصر تعریف کے بعد یہ مجھ میں آجائے ہرام گنگولی جیسے جہزوں کی طاقت اور غیر معمولی صلاحیتیں خریدی جاتی ہیں۔ یہ دونوں طاقتیں مجھے آج تک اسی لیے بین سے کہیں

بیٹے نہیں دیتیں کہ میں بکنے سے انکار کرتا ہوں۔ ان کی دنیا میں رہ کر میں اور میرے ساتھی جتنے عرصے سے جاپے ہیں، یہ اللہ کا کام ہے وہ نہ شاربہ نہ بھی میرا طریقہ کار اختیار کیا تھا پس بکنے سے انکار کرتا رہا تھا۔ ان سے روزی روٹی رہتا تھا۔ خود کو براسرار بنائے رکھتا تھا اور اپنی بات معاوضے کی کوشش کرتا تھا تاہم اس کی حکمت عملی نہ ہونے کے برابر تھی جس کے نتیجے میں آج وہ ہرام لنگولی کی قید میں تھا اور اس کا دل عام تیری مٹی میں تھا اور دم دونوں سے اگلے پھر بائیں بھی اس کے بہت قریب تھا۔ اس ملک کے چتے چتے پر اس کی تادیب عکاسی تھی۔ وہ جب چاہتا شاربہ کو اس کی جگہ سے اٹھوا سکتا تھا لیکن واقعی وہ شطرنج کا کھلاڑی تھا۔ بے مہر کی اور جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ اس نے شاربہ کو ہمارے لیے چارہ بننا کر رکھا تھا۔ یہی پتا نہیں اس طرح اچھا تاجاد تھا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہونے والا تھا۔ آخر وہ شاربہ پر کیوں ہاتھ نہیں ڈال رہا ہے، یہ بات فی الحال مجھ میں آنے والی نہیں تھی۔

تھوڑی دیر بعد دو آدمی اس تفرغ میں آئے۔ ان میں ایک ڈاکٹر تھا۔ دوسرا اس کا اسسٹنٹ جو بیگ اٹھائے ہوئے تھا۔ ڈاکٹر نے میرے پاس آکر انجکشن کی نشانی دکھائی تو ہونے لگا۔ "آپ اسے بڑھ کر دوا صاحب کو سنا میں انھیں معلوم ہوگا کہ کیسے علاج اعصاب کو کمزور کرتی ہے؟"

میں نے وہ نشانی دیکھ کر بڑھی۔ پھر تھوڑی دیر بعد سر ہلا کر کہا: "فراد صاحب اس سے ملتی ہیں؟"

ڈاکٹر نے اپنے اسسٹنٹ سے کہا: "انجکشن تیار کرو؟"

وہ انجکشن تیار کرنے لگا۔ ہرام لنگولی نے پریشان ہو کر کہا: "ایسا ماسٹر ای میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے، کیا مجھے جہاننی طور پر کمزور بنادیا جائے گا۔ کیا میں سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں رہوں گا؟"

پھر ماسٹر کی آواز آئی: "ہرام! تم ابھی طرح جانتے ہو؟ میں نہیں پسند کرتا ہوں۔ تم نے آج کے دور کی سب سے اہم اور عجیب فریبی ایجاد کو میرے پاس پہنچایا ہے۔ میں نہیں تباہ ہونے نہیں دوں گا۔ اس انجکشن کا اثر آدھ گھنٹے تک رہے گا۔ اس کے بعد تھوڑی توانائی بحال ہونے لگے گی۔"

انجکشن تیار ہو چکا تھا۔ ہرام لنگولی تھوڑی لگتا ہوا ڈاکٹر کی طرف اور میری سرخ رنگ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر ماسٹر نے کہا: "ماسٹر مزاد تم نے جو دین گئے گی ضمانت طلب کی تھی میں آٹھ دس گھنٹے کے لیے آپ کو مطمئن کر رہا ہوں۔ اگر آپ اس عرصے میں اس کے مکمل خیالات نہ بڑھ سکے اور اس نے رازوں سے اتفاق نہ ہو سکے تب اسے مزید آٹھ دس گھنٹوں کے لیے کمزور بنادیا جائے گا۔"

ڈاکٹر ہرام لنگولی کے بازو میں انجکشن لگا چکا تھا۔ میں یہ کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس ماسٹر نے پوچھا: "ماسٹر فراد! اس پوری اور تھوڑی دیر کسی راستے سے جانا پسند کریں گے؟"

"ہم نہ سنے سے اوپر جائیں گے لیکن ابھی نہیں۔"

"کیا اور کچھ ہو گیا ہے؟"

"میں پہلے انجکشن کی کاری ایشی دیکھوں گا۔ اس کے داغ میں پڑ کر اطمینان کروں گا پھر اپنے ساتھیوں کو جاننے کے لیے کسوں کا وہ انجکشن گئے کے دوران ہرام لنگولی میں کے ڈرم پر بیٹھا ہوا تھا صرف ایک منٹ کے بعد ہی وہ کمزوری محسوس کرنے لگا۔ اس کے چہرے سے پریشان خاطر ہو رہی تھی۔ وہ دونوں مٹھیاں کچھ بند کر رہا تھا۔ کچھ کھول رہا تھا۔ پھر کچھ کرشنا چاہتا تھا مگر کچھ کے ڈرم کو تمام کر چکا گیا۔ وہ سیدھی طرح کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔ چند سیکنڈ کے بعد وہ گہری سانس لے کر فرش پر بیٹھ گیا۔ کبھی بے چینی سے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرنے لگا اور کبھی سر کے اٹھانے کو مٹھی میں جھڑک کر کھینچنے لگا۔ وہ انکار میں سر ہلا کر رہا تھا۔ میں نہیں میں اس قدر کمزور نہیں ہو سکتا۔ یہ میری تو قوتیں ہیں۔ ہرام لنگولی بہت شہ زور ہے۔ اسے اس قدر کمزور نہیں ہونا چاہیے میں ماسٹر یہ تم نے میرے ساتھ کیا کیا ہے؟"

وہ ابستہ ہوتا بیٹھ گیا۔ ایک کروٹ بدل کر گھٹنے موڑ لیے پھر اپنے سر کو گھٹنوں کی طرف جھکا لے لگا۔ وہ اپنے آپ میں مسرت جا رہا تھا۔ جیسے بہت جلد ہی سے گھٹنے کے بعد تھکی میں پہنچ کر حقیر ساہ گیا ہو۔ ایسے وقت میں بڑی آسانی سے اس کے داغ میں پہنچ گیا۔

وہ سوچ رہا تھا: "اب اسی دن کے لیے فراد سے میری کیا چاہتا تھا۔ برسوں سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ دوری دور سے کی تھی کاظم حاصل کرنے کے لیے لہار تھا۔ پھر اس ماسٹر نے میرے لئے ٹرانسفارمر میں کا چارہ ڈالا۔ مجھے لایچ دیا کہ میں اسے حاصل کروں گا تو میں جتنی کی صلاحیتیں میرے داغ میں ہیں میرا جانیں گے اس کی علم کو حاصل کرنے کی دیوا لگتی ہے آج مجھے اس حال کو پہنچایا ہے۔"

ابھی اس کے داغ کو بہت دور تک بڑھنا تھا۔ میں نے اس ماسٹر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "میں نے تمہاری بات مان لی تھی۔ ہرام کو گولی نہیں ماری۔ تمہی نہیں کیا۔ تمہا یہ کام کا آدنی سے سلامت بے صرف اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو گیا ہے اور تمہیں اٹینا ہے کہ یہ آٹھ دس گھنٹے بعد پھر تمہارے کام کے قابل ہو جائے گا۔"

"کیا تم اس کے داغ کو بڑھ رہے ہو؟"

"میں نے اس کے داغ میں پہنچ کر اطمینان حاصل کیا ہے۔"

اب اپنے ساتھیوں کو حکمت سے باہر پھیلانے کا تاکہ تمہارا کوئی آدمی

میں نے ہرام کے داغ میں واپس آکر تفصیلی معائنہ حاصل کر دیا گا۔"

میں نے ہرام کے ساتھ زینے پر چڑھتے ہوئے ریو اور کے پیچھے تمام گولیاں نکال لیں۔ انھیں جیب میں رکھا۔ ریو اور کو اس تفرغ میں چھینک دیا۔ ہمارے دہان سے زندہ سلامت لوٹ آنے کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ہمارے ہاتھ ریو اور کا ہاتھ تھا۔ پھر ماسٹر چاہتا تھا اس کو ریو اور کے ساتھ نہ دیتا۔ وہ صرف ہرام کو اپنی قید میں رکھ کر اسے پرغال بنا کر ہم سے ناپاکی باتیں کرنا سکتا تھا اور نہ ہی کوئی نامہ حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے برعکس میں رسوئی اور شہرت کیلئے جتنی کی صلاحیتوں کے ذریعے اس کا جینا حرام کر سکتے تھے۔ وہ شطرنج کا کھلاڑی تیری سوسٹ سے جا لیں رہا تھا۔ نہ خود کو ہار کر تھا نہ ہمیں چیلنج کرتا تھا نہ اپنی طاقت کا غرور دکھا تھا۔ اس وقت شطرنج کی سادہ پر شک کی جگہ وہ ٹرانسفارمر میں کچی ہوئی تھی۔ وہ اسے حاصل کر کے اسے استعمال کر کے اس سے ذاتی طور پر استفادہ کرنے کے بعد شاید ہمارے سامنے کھل کر آجائے تھا۔ ہم غیریت عمارت سے باہر آگئے۔ میں نے ہرام کے ساتھ ٹیکسی کی چھپی سیٹ پر بیٹھ کر غلام باقی سے کہا: "ہم ٹیکسی میں جا رہے ہیں۔ ہمارے پیچھے چلے آؤ۔"

یہ سب میں آنے والی بات تھی کہ اس ماسٹر کے آدمی ہماری نگراں کر رہے۔ اس لیے میں نے غلام باقی کو اپنی اگلاں خود سے دور رکھا تھا۔ ہم تھوڑی دیر تک آگے پیچھے چلنے والی گاڑیوں کو دور دراز تک دیکھتے رہے۔ جب یقین ہو گیا کہ تعاقب نہیں ہو رہا ہے تو ہم نے ٹیکسی ایک جگہ روک لی۔ اس کا کار بے اداسی۔ پھر غلام باقی اپنے پاس بلایا۔ میں کچھ رہا تھا۔ بچکانہ احتیاطی تدابیر میں۔ اس کا کوئی بھی معلوم ہوگا کہ ہم اس کا پہلی کا پٹر استعمال کر رہے ہیں اور کہاں سے کہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔

اپنی کار میں بیٹھنے کے بعد ہرام نے پوچھا: "فراد! یہ کیا ہو رہا ہے؟"

"بڑی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ میں تلاش ماسٹر کو پوری کمد دیا تھا کہ واپس آکر ہرام کا داغ بڑھوں گا لیکن اس کی چال کی کچھ کچھ بھی آہی ہے۔ مجھے مودین اور شاربہ کے پاس موجود رہنا چاہیے۔ ٹرانسفارمر آٹھ آنے کے بعد وہ دونوں اس ماسٹر کے لیے اہم ہو گئے ہیں۔"

"تو پھر جلدی کرو۔ پیسے مودینا کی خبر لو؟"

"نہیں ابھی میں اس ماسٹر کو ڈانچ دینے کے لیے ہرام کے پاس جا رہا ہوں۔"

میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ بالکل صبح وقت پر پہنچا تھا۔ اس ماسٹر پر کچھ پہلے مجھے منظر کھل رہا تھا۔ ماسٹر فراد! آپ اپنے

ساتھیوں کو عمارت کے باہر چھوڑ چکے ہیں۔ اب تو آپ کو ہرام کے خیالات پڑھنے چاہئیں۔"

میں نے کہا: "ایسا ماسٹر اگر تم مجھے اسی طرح مخاطب کرتے رہے تو میں مسلسل تو جبر سے خیالات نہیں پڑھ سکوں گا۔ پھر ڈاکٹر نہ کر دے۔"

"اچھی بات ہے۔ میں جا رہا ہوں۔"

میں نے اسے یقین دلایا کہ مسلسل تو جبر سے خیالات پڑھنا ہر دوں گا اور کسی طرف حسیان نہیں دوں گا۔ ہرام لنگولی تفرغ کے فرش پر پڑا ہوا تھا۔ میں تھوڑی دیر تک انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد ڈاکٹر نہیں کر سکتا تھا۔ لہذا میں نے مودینا کے داغ بڑھ کر دیکھا۔ اس نے سانس روک لی میں نے دوسری بار دھک دیتے ہی کہا: "میں بے داغ میں آؤ۔"

وہ کئی۔ میں نے کہا: "میں بھی سانس روک کر تمہیں باہر کر سکتا ہوں۔ کبھی تو حالات کی نزاکت کو سمجھا کرو۔ اس وقت تم خطرے میں ہو۔ تمہیں کسی دوسری جگہ پناہ لینا چاہیے۔ ہرام باقی ابھی میرے داغ میں رہا۔ میں فرنا ڈاکٹر سے بات کر رہا ہوں۔"

میں نے کنگ فرنا ڈاکٹر کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا: "کیا تمہارے پاس کوئی ایسا شخص ہے جس میں پولیس اور ایٹمی جیسے دوا بے بیٹھ سکیں؟"

میں نے پریشان ہو کر پوچھا: "یہ پولیس اور ایٹمی جیسے دوا میرے یہاں کیوں نہیں ہیں؟"

"میرا سب سے بڑا دشمن اس ماسٹر مودینا کو دہان سے اٹھا کر چاہتا ہے۔ اس کے لیے وہ اپنے ذرائع کے مطابق پولیس اور ایٹمی جیسے دوا کو استعمال کرے گا۔ ان کے سامنے تم مجبور ہو جاؤ گے۔ تم درست کہتے ہو۔ میں ان پولیس والوں سے ہمیشہ دور رہتا ہوں۔ ایسا کرو مودینا سے کمر دو وہ گاڑی لے کر یہاں سے نکل پڑے۔ میں تمہیں ایک ایڈریس بتاتا ہوں۔ تم مودینا کو وہاں پہنچاؤ۔"

مودینا نے کہا: "ماسٹر فراد! میں جا رہی ہوں۔"

بیک جاؤ مگر میرے لیے داغ کے دروازے کھلے رکھو اور اس بات کا یقین رکھو! ابھی کوئی بھی جیتنے والے دشمن تمہارے داغ میں نہیں آئے گا۔"

"کیا شاربہ نہیں آسکتا؟"

"وہ ہمارے کمزور ہے۔ خیال خوانی کی پرداز نہیں کرے گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تم جب چاہو آسکتے ہو۔"

وہ کوٹھی کے پیچھے دروازے سے نکل کر اس جگہ کراے ڈرائیو کرتی ہوئی احاطے کے پچھلے گیٹ سے نکل گئی۔ میں نے کہا: "125"

”ڈراؤ میرے کرتے وقت مقب غائب ہونے میں دیکھتی رہو۔ میں تمہارے ذریعے معلوم کروں گا تعاقب ہو رہا ہے یا نہیں؟“
وہ میری ہدایت پر عمل کرتی رہی اور مجھے اطمینان ہوتا رہا۔
اور اس بار مسٹر کو بھی اطمینان ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا میں بڑی مشکل کے داغ میں موجود ہوں گا۔ ایسے میں میری نوا خواہاں کیا جائے تو میں اسے بچانے کے لیے جیل آسکوں گا۔
میری وجہ تھی کہ کنگ فرناؤڈ کی کوٹھی کے اطراف بہرا دینے والے پولیس اور انٹیل جنس کے لوگ سلسلے والے گیمٹ کی طرف آگئے تھے۔ انھیں ٹرانسپیر کے ذریعے اس ماسٹر کی طرف سے ہدایت مل رہی تھی۔ فوراً حملے میں پہنچ کر کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے اور کسی کو باہر جانے کی اجازت نہ دی جائے تاؤ فیکٹوری بنا ہاتھ نہ آجائے۔“

میں نے سوچنا کہ سمجھایا یہ تم کسی ڈیڑھ منٹل اسٹور میں جاؤ دہا سے ایک آپ کا سامان اور اپنے لیے کچھ لباس وغیرہ خریدو۔ دھیرے دھیرے ہول کا ایک کمرہ زیر و کراؤ۔ میں تمہارا ایک آپ کروں گا تمہارا حلیہ بدلنے کے بعد بری وہاں کسی دوسری جگہ پہنچاؤں گا؟“
وہ بولی ”کیا تم میرا ایک آپ کرتے آؤ گے؟“
”میں خیال حوالے کے ذریعے تمہیں گائیڈ کروں گا تم خود یہ کام کرنا چاہو گی۔“

”یہ باتیں سمجھانے کے بعد میں کنگ فرناؤڈ کے پاس آیا اُن کے سامنے اپنی جنس کا ایک افسر اور اس کے دو ماتحت ٹھہرے ہوئے تھے۔ افسر کمرہ رہا تھا۔ مسٹر فرناؤڈ وہ آپ بہت معزز ہیں آپ نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا ہے تاہم آپ کے ہاں جو ایک ممان ڈرلنگ ہے وہ جیسے بس امریکا کھلانے کا اعزاز حاصل ہے ہم اسے لیتے آئے ہیں۔“

فرناؤڈ نے کہا: ”آپ تشریف لے گئیں ویسے آپ نے اپنے میں دیر کر دی وہ تھوڑی دیر پہلے گئی تھی ہے۔ شاید تھوڑی دیر بعد واپس آجائے۔“

آئیسر نے ہنستے ہوئے کہا: ”ہم نے آپ کی کوٹھی کا عاصروہ کر رکھا تھا۔ ابھی ایک منٹ پہلے عاصروہ توڑ کر میں آئے ہیں۔ وہ اتنی جلدی کہیں نہیں جاسکتی۔ کیا آپ ہمیں توفی لینے کی اجازت دینگے؟“

میں نے کہا: ”فرناؤڈ اب سخت دکھنا۔ اجازت دے دو۔“
”یہ آپ کا گھر ہے جہاں جاؤ تو خوش کر سکتے ہیں۔“
میں نے اس کے داغ سے ایک خفیہ پتہ گاہ کا پتہ معلوم کیا پھر اس سے رخصت ہو کر شارب کے متعلق سوچنے لگا۔ ٹرانسفاور مشین کے سلسلے میں وہ بہت اہم تھا۔ میں بیک وقت میری نوا اور

شارب کو نہیں بچا سکتا تھا۔ روشنی بائیں کے ساتھ گئی ہوئی تھی۔ میں نے اچانک ہی شبیکہ داغ پر دھک دی۔ اس سے پہلے کہ وہ مارا روٹی میں لے گیا۔ ”شارب پر شارب پر شارب پر...“
یہ کہنے کے بعد میں شارب کے داغ میں آ گیا۔ پھر دوسرا ہی ملے اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کمرہ پر تھی۔ ”سوشل پیرا اسب تمہاری طبیعت کیسی ہے؟“

وہ بولا: ”میں کیا بتاؤں۔ کسی طبیعت میں تسلی ہے۔ کسی بگڑی ہے۔ یہ لوگ اچھی طرح علاج کرانے کا موقع نہیں دے سکتے ہیں۔ مجھے دوسرے ادھر بچھپانے پھر رہے ہیں۔ پھر بتائیں مجھے کہاں لے جایا جا رہا ہے؟“

میں نے اس کے داغ پر قبضہ جاکر کہا: ”میں فرناؤڈ بول رہا ہوں۔ ابھی دوسرے معاملات میں میری طرف مصروف ہوں۔ شارب کی طرف دھیان نہیں دے سکتا۔ مختصر طور پر بتا رہا ہوں۔ وہ ٹرانسفاور مشین اس ماسٹر کے ہاتھ لگ گئی ہے اب وہ سو رہا ہے۔ شارب پر کوئی طرح حاصل کر کے اس مشین سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور یہ نہیں جوتا چاہیے۔“

میں بول رہا تھا۔ وہ اس کے داغ میں خاموشی سے سن رہی تھی۔ پھر میں نے کہا: ”میں تمہیں رپورٹ درست مخاطب نہیں کر سکتا۔ تم نے یہ حق تھا جسے چھین لیا ہے لیکن اتنا کرو کہ اگر کوئی شارب کے داغ میں لے آؤ اس سے ان جزم کا اعتراف کرو اور میں کا تعلق ان کی ہون اور چھائیوں سے بے اس کے بعد شارب پر کا فیصلہ نہ کرو۔ باتو اسے ختم کرو۔ یا ان افسرانے والوں سے نجات لاؤ اور اسے کسی خفیہ پتہ گاہ تک پہنچا دو۔ میں جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری بات رہ گئی ہو تو شارب کے داغ میں بلا لینا۔“

میں نے شارب کے داغ پر بوری طرح قبضہ نہیں جمایا تھا۔ جب آسے آزاد چھوڑا تو وہ ایک دم سے تڑپ کر کھٹکے لگا۔ ”میں نہیں ہوں گا۔ مجھے زندہ چھوڑ دو۔ میں تم کھانا ہوں اگر وہ مشین اس ماسٹر کے پاس ہے تو اسے کچھ نہیں بتاؤں گا۔“

میں اس کے داغ سے جا چکا تھا۔ یہ باتیں مجھے بعد میں معلوم ہوئیں جب میری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ کہنے لگا: ”میرے داغ میں کون ہو جو فرناؤڈ سے باتیں کر رہی تھیں کیا تم مادام روشنی ہلا کیا شباب ہو ہو؟“

میں ساری زندگی تمہارا غلام بن کر رہوں گا۔“
شبیکہ نے کہا: ”روزانہ تمہاری بہن تھی۔ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا؟“
وہ پریشان ہو کر بولا: ”وہ وہ تو میں نے مجبور ہو کر ایک کتا تھا۔“
”بہن کا رشتہ بہت مقدس ہوتا ہے۔ اس کے سامنے مجبور

کرنا جا رہا ہے۔ میں کو نہیں۔“
”وہ آواز اور دیکھیں تھی۔ اپنے مطلب کے لوگوں کو ترخو لوتی کے جاں میں جاسکتی تھی۔“
”تم نے مجھے فرناؤڈ کو بچانے کے لیے اپنی بہن کا جاں چھینا تھا۔ اس وقت تمہیں غیرت آتی تھی؟“

”میں اتنا کرتا ہوں۔ پہلی بائیں بھول جاؤ۔ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہارے بہت کام آؤں گا۔“

اسے موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اس لیے وہ سوچنے کے ذریعے بولنے بولنے تڑپ کر زبان سے بولنے لگا: ”اے افسرانے والے خیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ زبان سے پوچھ نہیں سکتے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ کیوں اس قدر سما ہوا ہے کس سے باتیں کر رہا ہے۔ وہ جانتے تھے زبان کھولنے ہی مثالی تھیں کا شکار ہو جائیں گے۔“

شارب کے ساتھ ٹریڈ میز پر تھی کہ وہ ان افسرانے والوں سے بھی مدد حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے باوجود ان میں سے دو اشخاص نے رپورٹ اور نکل لے لیے تھے۔ پھر انھیں پتہ چلی ہوئی گاڑی کے باہر چھینک دیا۔ تیسرے کے پاس چاقو تھا۔ اس نے چاقو تھیں چھینک دیا۔ وہ مطمئن تھے۔ ہم مثالی تھیں کے ذریعے ان کے ہتھیار بھی پر استعمال نہیں کر سکتے تھے۔

شارب نے اپنے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے گڑا گڑا کر کہا: ”مجھے بچاؤ میری جان بچاؤ تم مجھے جہاں بھی جا رہے ہو وہاں ملک میں زندہ نہیں جاسکوں گا۔ وہ نہیں چاہتے کہ میں اس ماسٹر کو مشین پر بیٹھ کر کھانے کا طریقہ بتاؤں۔ وہ یہ بھی نہیں چاہتے کہ چھپاؤں داغ کی مثالی تھیں اس ماسٹر کے داغ میں منتقل ہو۔ تم سب خاموش کیوں ہو میرے بچاؤ کی تدبیر کرو۔ اگر تم نے مجھے بچا لیا تو میں اپنی ان کے کام آؤں گا اور اگر مراد یا اس کا ساتھی نے بچا لیا تو میں ان کا ٹھکانہ بنا دوں گا۔ مجھے زندگی چاہیے۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔“

ایک نے ہاتھ کے اشارے سے پوچھا: ”کیسے؟ ہم تمہارے لیے کیا کر سکتے ہیں؟“

”میں مثالی شارب کے سامنے گاڑی روکو کسی ڈاکٹر سے بھرت کرو اور دایا انجکشن لے آؤ۔ جسے رگاتے ہی میں بے ہوش ہو جاؤں کوئی مثالی تھیں جاننے والا ہے۔ ہوشی کے دوران نہ میرے پاس آگے گا۔ مجھے مار سکے گا۔ اس وقت تک تم مجھے اس ماسٹر کے پاس پہنچاؤ گے۔ تمہارا ماسٹر یقیناً میری حفاظت کرے گا۔ اسے میری ضرورت ہے۔“

اسی گھنٹے میں میری تدبیر بتائی تھی۔ اس کی یہ چال معلوم نہ کرے میں وہاں نہیں تھا اور شبیکہ امر کے پاس چلی گئی

میں نے کہا: ”اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“
”اگر وہ اسے شارب کے داغ میں بلا لے۔“

میں جانتی ہوں، وہ گلدستہ قم نے پارک کے لیے ہی بنایا ہے۔ فرق یہ ہے کہ تمہیں پیش کرنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ جبین کر لے گیا۔ کب تک بچی جی رہی ہوگی؟

پھر شبیہ نے خیال خوانی کے ذریعے کہا: "پارس بیٹے! ایک سنجیدہ معاملہ ہے اس کا گذر ستہ واپس کر دو اور اسے ایک جگہ بیٹھ کر نیل خوانی کرنے دو!"

پارس نے گلدستہ اس کی طرف پھینک دیا اور وہاں سے بھاگ گیا۔ جو جو نے اسے زبان نکال کر کھڑا کرتے ہوئے گلدستے کو اٹھایا، پھر ایک جگہ گھاس یا آرام سے بیٹھ گئی۔ آنکھوں کو بند کر کے اس کے بعد شب کے پاس پہنچ گئی۔ شب نے کہا: "میں تمہارے بھائی شاد پر کے پاس جا رہی ہوں۔ جس آواز اور لب و لہجے کو یاد کر رہی ہوں، تم اسے اپنی یادداشت میں محفوظ کرتے ہوئے چل آؤ۔"

پھر اس نے آدم کے دماغ میں پہنچ کر کہا: "میں شب ابول رہی ہوں۔ اب تم آ سکتے ہو۔"

آمر نے یہ خیال خوافی کی پرواز کی۔ شبیہ کے دماغ میں سپنا س طرح وہ قیمن شہر پر کے پاس آگئے۔ اس وقت ان کی گاڑی ایک ملنگز کی ہوئی تھی۔ اس کے دماغ سے پتہ چلا کہ وہ اچھی مرضی سے بے ہوش ہو چکے ہیں۔ ان کی گاڑی نے ایک گلی میں ٹھہر کر ایک گلی میں لگانا چاہا ہے تاکہ کوئی دماغ میں نہ آسکے یہ احتجاج کرنے کے لیے گاڑی سے کوئی باہر نکل کر گیا تھا۔ آمر نے مخاطب کیا "میرے بھائی شہر میں تھا راجا صاحبی آمر بول رہا ہوں"

دہ ایک دم سے ٹپک کر اپنے پس پیٹھے ہوئے آدمی سے
پٹک کر بولا "نہیں تم فرما دو۔ تم مجھے جان سے مارنے آئے ہو"
آدمی نے پوچھا "کیا فرما رہی تھی جان کا دشمن ہے؟"

”بسمی میرے دشمن ہیں۔ اگر میں ایسے ماسٹر کے کام آؤں گا تو آزاد مجھے مار ڈالے گا تاکہ وہ مشین دوبارہ استعمال نہ ہو سکے اور اس کے ذریعے ایسے ماسٹر بن سکیں جو کالم حاصل نہ کر سکے اور اگر میں غریبوں کا ساتھ دوں گا تو ایسے ماسٹر مجھے زندہ نہیں چھوڑے گا۔“ وہ بولتے بولتے چپ ہوا تو آزاد سناٹائی دی۔ شارپ رائیں بیبا بول رہی ہوں۔ بھاری زندگی کا کوئی بھرہ نہیں ہے پتا نہیں اس کے ہاتھوں مارے جاؤ۔ لہذا اپنے گناہوں کا اعتراف کرو۔“

شار پر نرنے گا جیسی کہ کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے خوش ہو کر کہہ
 گا "وہ آ رہا ہے۔ وہ آنکھ میٹھنے لگ کر آ رہا ہے۔ میں بے ہوش ہو جاؤں گا
 اس اعتراف میں کہ میں کروں گا۔ میں نے کوئی نیا مسئلہ کیا ہے۔ میں نے
 بس یہی اچھا "موت قتل نہیں کی ہے"

اسے نہ جانے کون سی بات کہی ہو گی۔ بھائی شاد پر اہمیت دے کر کہے کہ "بھائی! ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تو یہی کہتے تھے کہ جو جو بول رہی ہوں"۔ میں کسی سن کو نہیں جانتا۔ چلی جاؤ یہاں سے شہاب کو اور فرار

کو لے کر چلی جاؤ۔ جیسا کہ آرمیا میرے دشمنوں سے میرے دلدار
خالی کر دو۔ دیکھو اب مجھے انجمن کشن لگے گا۔ میں بے ہوش ہو جاؤں گا
میں تمہوڑی درندہ رہوں گا۔“

وہ شخص آگیا۔ دروازہ کھول کر اندر بیٹھے ہوئے شاربک کو
 کاغذ کی ایک پرچی بڑھائی۔ شاربک نے جلدی سے لے کر اسے
 لکھا تھا اس نے جو جنرل اسٹوپہ ہے، وہاں برائے نام دو ایک
 ہمارا مطلوبہ انجانکشن میاں نہیں مل سکتا۔ آج سے چیل کے فارغ
 ہو پریک آبادی سے وہاں شاید مل جائے،“

شبیائے ہستے ہوئے کہا: دیکھ لیا شارہ بر تقدیر میں کیا
ساتھ نہیں دے رہی ہے۔ چھریل بہت ہوتے ہیں۔ میں نے
میں تمہیں سانس روکنے پر مجبور کر دوں گی اس وقت تک کہ
تنبیلے کو گے جب تک میں نہ چاہوں اور میں نہیں چاہوں
اُدرے پوچھا: بس شبیا! تمہیں میرے بھائی سے کیا
شرعی ہے؟

اپنے بھائی سے کہو۔ جو سچ ہے وہ اگلے دے۔
 شاعر پر ادھر سے ادھر پہلو بدل رہا تھا۔ کبھی کاغذی کے
 کچھ رہا تھا کبھی اپنے اس پاس بیٹھے والوں سے پوچھ رہا تھا
 خبری میں وہاں پہنچیں گے۔

شعبانے کہا: تمہیں کسی سے جواب نہیں ملے گا۔ میںوں کو
 ن کر دوں گی اور تمہیں ایک میل سے آگے نہیں جانے دوں گی۔ تم
 میل تک پہنچنا چاہتے ہو تو خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے
 اعتراف کرو۔

وہ سمجھ گیا تھا، اعتراف کیے بغیر جارہے ہیں۔ شہزادے
میل تک نہیں جانے دے گی۔ وہ اس سے پہلے کسی طرح بھاگ
کر اس سے نجات حاصل نہیں کر سکے گا۔ آخر وہ شکست خوردہ
رازی میں بولا: بھائی! میں تم سب کا جرم ہوں۔“

آمر نے کہا ”چپ ہو جاؤ۔ جو اپنے ہوتے ہیں، جو ہائے
رے ہوتے ہیں، ان کا ہر گناہ معاف ہوتا ہے۔ میں کچھ نئے
تمہیں معاف کر رہا ہوں۔“

شبیلے کہا کہ آہ! تم ایک طویل زندگی گزار چکے ہو مگر وہ بھی اس دنیا میں رہنا ہے۔ اچھوں کو اور بڑوں کو کھنا ہے۔ تم کا اعتراف نہیں سونگے۔ اسے کچھ بولنے نہیں دو گے تو تمہارا کوئی معلوم ہو گا کہ کون اپنا تھا اور کون بیگانہ۔ کوئی دوست اور کون دشمن؟

جو جوئے کہا "بھائی آرمر! میں وہ باتیں سُنانا چاہتی ہوں جو
نہیں جانتی" مجھے میری تمہی عقل سکھاتی ہیں کہ دوسروں کے معاملات
مادہ دلچسپی نہ لیکن جو بات اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہو اس

کے متعلق ضرور معلوم کرو۔ میرے بھائی شاد پر کا تعلق مجھ سے ہے مجھے معلوم ہوتا جاوے گا۔ میرا بھائی کیا کہتا ہے اور کیا ہے؟

شیبا نے کہا: "مستر آرمز اور جرج خواہ خواہ وقت ضائع کر رہے ہو اب ٹیلی فون کی دوسری فلیک استعمال کرو اور اس کے دماغ کی تہ میں پہنچ کر حقیقت معلوم کرو۔ یہ سانس نہیں روک سکے گا اور تم لوگوں سے اپنے چند خیالات چھپائیں گے گا۔"

جو جوا اس کے دماغ کی تہ میں اتر کر چرخیات چڑھنے لگا۔

آرمز نے کہا: "میں ان سب سے گھریں پڑا ہوں۔ باپ کا دربار رکھتا ہوں اور باپ بالآخر اپنی اولاد کو معاف کر دیا کرتے ہیں۔ میں نے معاف کیا اب میں جا رہا ہوں شاد پر! تم جیسے بھی تھے اور جیسے بھی ہو کر میری دماغی صلاحیتیں معاف کرے۔"

آرمز کی بات ختم ہوتے ہی جو جوا کے رونے کی آواز سنائی دی۔ اس نے پوچھا: "کیا بات ہے جو جوا؟ تم اچانک کیوں رونے لگے ہو؟ وہ دوتے روتے ہوئے بولی: "بھائی! آرمز! اگر مجھ کو سونیا تھا اور شیبا بھی پناہ نہ دیتیں۔ مجھے یقین نہ بنائیں تو یہ میرا بھائی مجھے جیسے بین روزانہ کی طرح مار ڈالتا۔ اس نے روزانہ کی گردن کاٹ کر اس قبر میں چھپائی تھی جس میں بھائی ہار پرنے شیش کا اپنا سمتر چھپایا ہوا تھا۔ پھر اس نے بھائی ہار پر کوئی شراب پلائی! اتنی پلائی کہ اس کا دم نکل گیا۔ یہ بھائی نہیں قصائی ہے۔"

وہ چھوٹ چھوٹ کر رونے لگا۔ شیبہ نے محنت سے چپکا پتہ ہوئے کہا: "جو جوا! اگر میرے بھین ایک طویل زندگی میں نہ جلنے لیا کچھ دیکھنا ہے جو صلہ رکھو۔ میرے کام کو اور ہارس کے ساتھ کھینچو جو جوا کی تکی تو شیبہ نے مخالف کیا۔ مسٹر آرمز! مجھے انکسوس ہے۔ تم کچھ سننا نہیں چاہتے تھے مگر تمہیں اس بہن نے سنا دیا ہے۔ تم بڑی جیتے ہو۔ ایک معصوم بچی کی زبان سے تم نے اپنے بھائی کے براہ کی حقارت اور استائن سن لی ہے۔ کیا تم سمجھتے ہو اسے اب بھی زندہ رہنا چاہیے؟"

آرمز کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ شیبہ نے تھوڑی دیر کے لیے شاد پر پر چھوڑا پھر آرمز کے پاس پہنچ کر دیکھا تو وہ جس جگہ قید کیا گیا تھا وہاں بیٹھا رہا تھا۔ رومال سے آنسو پونچھتا جا رہا تھا پھر شراب کی بوتل کھول کر منہ سے لگے لگا۔ شیبہ نے پوچھا: "کیا شراب میں غم کھول کر پیئے؟ دنیا بدل جاتی ہے و سہایل بدل جاتی ہے؟ یہاں جو ہمارا بٹا ہے کیا وہ آئندہ نہیں ہوتا؟ کیا تمہیں اتنا اچھا بہن جو جوا کے لیے زندہ نہیں رہنا ہے؟"

اس نے دو جاگہ گھونٹ لیے۔ پھر بوتل سامنے رکھ کر سر دواہ بھرتے ہوئے کہا: "یہ تلک پتی میری ہلاک ہے۔ یہ ایسا علم ہے جو ان کو زندہ نہیں موت دیتا ہے اور جب تک موت نہیں آتی پھر شیبا

ہی پریشانیاں تھیں۔ نہ رات کو سونے سے نیند آتی ہے نہ کھانے کے وقت بھوک لگتی ہے۔ وہ دروازہ پر کھڑا ہوا دو جاگہ گھونٹ لیے پھر ایک گہری سانس لے کر بولا: "میرے ہی میں شیبا! میں تمہارا اور فریاد کا جتنا بھی احسان مانوں کہے۔ تم لوگوں نے میری بہن کو قیدی بنا کر رکھا ہے۔ میں جانتا ہوں تم لوگوں کو کبھی سکون نصیب نہیں ہوگا اور نہ ہوگا تم سب خود سو رہا۔ آزادانہ مزاج رکھتے ہو کسی کی غلامی نہیں کر سکتے کسی طاقت کی طرف جھک نہیں سکتے۔ اس لیے آخری سانس تک اسی طرح دوڑتے چھٹکتے اور ہانپتے رہو گے۔"

اس نے بوتل کو منہ سے لگایا۔ دو جاگہ گھونٹ لیے پھر سانس رکھ کر بولا: "لیکن میں نے کیا کیا ہے؟"

وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر چرخ پہنچ کر کہنے لگا: "مجھے قید کرنے والو! بتاؤ میں نے کیا کیا ہے؟ کیا میں نے کسی کی بہن بچی کی طرف بڑی نظر ڈالی؟ کیا میں نے کسی کی عورت چھین لینے کی کوشش کی؟ کیا میں نے کسی کو گالی دی؟ کیا میں نے اپنی ٹیلی فون سے آج تک کسی ایک شخص کو بھی نقصان پہنچایا؟ میں تو ایک گوشہ نشین ہوں جب اپنے گھر میں تھا تب بھی ایک کمرے میں دن رات بیٹھا بیٹھا تھا۔ ابھی ابھی میں جرج کی خوشی پوری کرنے کے لیے اسے سیر و تفریح کے لیے لے جاتا تھا پھر گھر کی چار دیواری میں قید ہو جاتا تھا۔ میں کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا۔ میں نے آج تک کسی سے دوستی نہیں کی اور کسی سے دشمنی بھی نہیں کی۔ پھر مجھ سے کیوں دشمنی کی جا رہی ہے؟"

وہ تھوڑی دیر تک پائنتا رہا پھر بوتل اٹھا کر بولا: "کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اس بات کا کوئی ذوق جواب نہیں دے گا میں جانتا ہوں اور شیبا تم بھی سن لو اور فریاد کو کبھی سنا دینا۔ یہ ٹیلی فون کسی دشمن ہے۔ آج تم لوگ ایک خوشحال گھر پر زندگی گزارنا چاہو تو کسی نہیں گزار سکو گے۔ میں کسی سے دوستی اور دشمنی نہ کروں تب بھی اس کا طرح قید میں رکھا جاؤں گا اگر آزاد کر دیا گیا تو کوئی دوسرا مجھے قید کرے گا۔ شاد پر ختم ہو جانے کا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا اس کے بعد مجھے حاصل کرنے کے لیے بڑی طاقتوں کے درمیان رہنا پڑے گا شروع ہو جائے گی۔"

اس نے بوتل کو منہ سے لگایا ٹٹاٹٹ کی گھونٹ پیے پھر گہری گہری سانس لیتے ہوئے بولا: "میں ابھی مر جانا چاہتا ہوں مگر ابھی ابھی میں جی جی جو جی محبت مجھے زندہ رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ میرا دل اس کے لیے تڑپتا ہے۔ میں اپنی آخری سانس تک صرف شراب پینا اور اپنی بہن کی طویل العمری کے لیے دعائیں مانگتا جا رہا ہوں۔ اسی طرح دعائیں مانگتے اور شراب پیتے ہوئے موت کی آغوش میں چلا جانا چاہتا ہوں۔ شیبا! جی جاؤ غلام پر ہیبتی مہراں رہے تم نے

میری جی کو پناہ دی ہے۔ خدا تمہیں تمام شیطانوں سے دو رہا ہوا محفوظ مان میں رکھے۔ جاؤ چل جاؤ مجھے میرے حال پر چھوڑ دو بعد میں اگر دیکھنا دشمن آئندہ مجھے کسی طرح تھانہ نہ دے۔"

شیبا کو شاد پر کے پاس آنا پڑا۔ شاید انھوں نے اتنی دیریں چوسل کا نام نہ لے کیا ہو۔ وہ وہاں پہنچی تو واقعی گاڑی ایک جگہ رکی ہوئی تھی کوئی شخص انکشاف خریدنے گیا ہوا تھا۔ مجھے اچانک پڑا سوچا کہ لہر عکس ہوئی۔ میں نے پوچھا: "کون ہے؟"

آواز سنائی دی: "شار پڑا شاد پر! شاد پر!..."

میں شاد پر کے دماغ میں پہنچ گیا۔ شیبا کدو کی تھی۔ یہ ہم سے بچنے کے لیے ان آدمیوں کے ذریعے بے ہوشی کا انکشاف لگوا رہا ہے۔ ایک شخص وہ انکشاف خریدنے گیا ہے۔ وقت بہت کم ہے۔"

میں نے کہا: "میں تو اس کا فیصلہ تم پر چھوڑ چکا تھا۔"

آخری فیصلہ میں نہیں کروں گی میں جا رہی ہوں۔"

میں نے شاد پر سے کہا: "ہم جب تک اس دنیا میں جیتے ہیں ایک دوسرے سے کچھ لیتے دیتے اور جیتے جیتے رہتے ہیں۔ تم نے ٹرانسفارمیشن کے ذریعے جبرائیل میرے دماغ سے ٹیلی فون اپنے دماغ میں منتقل کرائی تھی اب میں تمہارے اندر سے زندگی کو موت کی طرف منتقل کر رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ تڑپ کر سانس لینا چاہتا تھا مگر دماغ پوری طرح میرے قبضے میں تھا جب میں اجازت دیتا بھی وہ ایسا کر سکتا تھا وہ! دھڑکے اُدھر چلنے لگا۔ اسے انکار کرنے والے پڑے تھے۔ اپنے درمیان دھونج بے تھے۔ وہ سانس لینے کے لیے ٹھہر رہا تھا اس کی حالت دیکھ کر اندازہ ہو سکتا تھا کہ سانس نہیں آ رہی ہے۔ وہ زندہ رہنے کی آخری ناکام کوشش کر رہا ہے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کا دم نکل گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ جسم ساکت ہو گیا میں نے یہ سب کچھ محسوس کیا۔ پھر جبرائیل دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس کے منہ سے دماغ نے میری سوچ کی لہروں کا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس دماغ نے فانی میں ہر چیز کا اختتام ہے۔ یہ داستان بھی پختہ جیتے اپنے آخری حرت پر دم توڑ دے گی۔ ہو سکتا ہے اس آخری حرت سے پہلے ہی آخری سانس چھوڑ دوں۔ دے دیے جب تک عمر لمبی ہے تب تک دشمن آخری سانس چھوڑتے جا رہے ہیں۔"



پارس کے ساتھ اسرائیلی افسران کی دوسری میٹنگ کا وقت آگیا۔ پیرل میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فریاد سے دوستی قائم ہوگی۔ دوئی کی ضمانت کے لیے شیبا اسرائیلی آئے گی اور انھیں شاد پر سے نکال دیا جائے گا۔"

شیبا اسرائیل جانے پر اعتراض کر رہی تھی۔ اس نے سونیا سے کہا: "مجھ سے پوچھو بغیر یہ فیصلہ کیا گیا؟"

سونیل نے سنبھال کر تمام فیصلے مجھ پر چھوڑ دیے۔ اس فیصلے پر کیوں اعتراض کر رہی ہو؟

کیا یہ تمہارا فیصلہ ہے؟

ہاں تم سے پوچھو بغیر اس لیے کیا گیا ہے کہ وہ تمہارا وطن ہے۔ تم وہاں جاؤ گی جہاں پیدا ہوئی تھیں۔ جہاں تم نے نہیں سے جہاں کا زاد گوارا ہے۔ اس ٹی سے تمہاری روح کی داسگی نہیں ہے۔ تمہاری قوم کے لوگ ہیں۔ وہاں تم نے ٹیلی فون کا فیصلہ معمول مسلم حاصل کیا ہے۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنی قوم اور اپنے ملک کے کام آؤ۔ ہم میں اور میوڈیل میں کبھی دوستی نہیں ہوئی ماس کے برعکس تم میوڈی ہو اور ہمارا اسی دوست کہ ہم پر ادا صحت کوئی ہو ہم تم پر یہ سبکھ بزدل کے بھر و ساکتے ہیں۔ تم ہی ایک ایسی سستی ہو جو وہاں رہ کر ہمارے دوستی بھی قائم رکھ سکتی ہو اور اسے پائیدار بھی بناسکتی ہو۔"

تم تو کتنی سستی کہ بارہا دوستی کے دیکھ لی۔ ہمیشہ وہاں سے چلا جاؤ۔ ان اور سرکاریاں سلنے آئیں اور تم لوگوں کو نقصان پہنچا کر کوشش کی گئی؟

"یہ ہمارا تجربہ تھا تم نے ہمارا بیان سنا ہے۔ اس سلسلے میں تمہارا کوئی لائی تجربہ نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں تم وہاں رہ کر اپنی انکسوس دیکھو اور کچھ ہمارا دوستی کے درمیان کمال غلط پڑنا ہے۔ کون لگا ہے۔ کون ہمارے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر رہا ہے۔ اگر کوئی غلط فہمی پیدا نہیں کرنا اگر کوئی دوسرا انکسوس لگا آگیا ہمارے درمیان ہی چھوڑ دی ہے تو یہ دیکھو کہ ہم کسے کون بھڑکا رہا ہے۔ شاد پر ذاتی تجربہ بہت اچھا ہوگا۔ تمہیں وہاں جانا چاہیے۔"

سونیا بھیرے منصوبوں کا کیا ہو گا؟ کیا پارس کو ایک بہت گہرے فیصلے کی ضرورت ہے؟ ایک مثال انسان بنانا چاہیے تھی۔ قیدی قلعے کی چار دیواری میں رہ کر یہ کام کتنے آرام اور سکون سے کر سکتی ہے کہ وہی تھی۔ کیا اپنے لوگوں میں جانے کے لیے اپنے بیٹے کو چھوڑ دوں؟

"ماں اپنے بیٹے کو کیسے چھوڑ سکتی ہے؟"

وہ حیرانی سے بولی: "کیا میں پارس کو اسرائیل سے جاؤں؟ دوئی پارس کے وہاں رہنے سے کیا بھاری تمام کر دوں؟ ان کے ہاتھ نہیں آجائیں گی؟"

"دو پارس وہاں نہیں رہیں گے۔ ایک تمہارے ساتھ جائے گا دوسرا وہاں آجائے گا۔"

"اس طرح میرا بیٹا ان کا مکان قیدی بن کر رہ جائے گا۔"

”ہم ان سے شرائط نہ مانیں گے۔ ان شرائط کے مطابق ہی آزادی حاصل رہے گی۔“
 ”کیا وہ مان لیں گے؟“
 ”جیسے انہیں لگے تو بات ختم ہو جائے گی۔ دوسری کاسال ہی پیدا ہوگی۔“

”میں پسے، لی سو پارہا تھا۔ تم نے ہندوستان میں مجھے اپنا پاپ بنایا تھا۔ ایک دن میرے باپ بن جاؤ گے۔ اس کے میرے باپ مجھے معاف کر دے، مجھے میرے دیس واپس جانے دے۔“

”میں نے تمہیں تنہا ہی بھلائی کے لیے ہی روک رکھا ہے۔“

”کیسی بھلائی؟“

روزانہ کھولنا۔ باہر ایک شخص کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ادب سے سلام
 دیے ہوئے کہا: ماسٹر بااں! میٹنگ کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ کا انتظار
 برا ہے۔“

ہوئے تھے۔ آج کی مینٹل کارروائی ریکارڈ کرنے کے لیے بڑے احتیاطات کیے گئے تھے۔ دولہا کی کمرے سے نظر اڑا رہے تھے تھیں مینٹل کی مناسبت سے روشنیوں کا انتظام تھا۔ ایک طرف سائڈ ریکارڈنگ مشین تھی۔ جہاں پارس کے لیے شاہد طرز کا صوفہ تھا۔ اس کے قریب ہی ایک بڑا سائیڈی بھاڑا تھا تاکہ اس کے اسکرین پر ارس مینٹل کی کارروائی خود بھی دیکھنا ہے۔

زندگی زود گاہ کے لیے ایک نیا نازنہ پردہ کی خوں مرگزش
ایک مقبول سلسلہ

بازارِ زمانِ خاں کی آپ بیتی، جب کہ بیتی

قیمت فی جلد ۲۰ روپے ڈاک سربم ۵۰ روپے

کتابی صورت میں شائع ہو گئی ہے۔

کتابیات پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ کراچی ۲۳

تینوں کے بولنے کے باوجود ان کی آوازیں الگ الگ دیکھا دے رہیں۔
جب ساری تیاریاں مکمل ہو گئیں تو پارس نے کہا یہ تینوں خاموش
ہیں۔ ہر نون کو آپس میں بیٹھ کر رکھا ہے یہ کچھ نہیں بولیں گے لیکن
میرے ہی تک بولتے ہی بولتے لگیں گے۔

یہ کہتے ہوئے اس نے ایک دو تین کہا۔ اس کے ساتھ
بہاؤ تینوں بیک وقت بولنے لگے۔ سینئر مشرک زبان سے بول
رہا تھا۔ باقی دو عورتوں کی زبان سے شیطا اور رسوئی بول رہی تھیں۔
اس وقت نہ ہمیں جو جڑ کا خیال تھا اور نہ ہی اسرائیلی افسران کو خیال
آیا کہ ایک اور لڑکے ہمارے پاس خیال خواتی کرنے والی ہے شاید
وہ شیطا کی جگہ دوسری عورت کی زبان سے بول رہی ہو۔ برحال اس
وقت اس کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ دماغوں نے شیطا کی اور نہ ہی ہم نے
اتنے سنجیدہ معاملے میں جو جڑ کو یاد کیا۔

پہم تینوں بندہ سیکنڈ ٹیک ان کے دماغوں میں بولتے ہی
پھر خاموش ہو گئے۔ پارس نے ساؤنڈ ریکارڈسٹ سے کہا۔ آپ
حاضرین کو ان کی آوازیں الگ الگ منائیں۔

میں نے پارس اور رسوئی سے کہا میں جا رہا ہوں ضرورت
ہو تو بلا لینا۔

میں وہاں سے چلا آیا۔ ہاں میں بیٹھے ہوئے لوگ الگ الگ
آواز سن رہے تھے۔ پہلے میری آواز سنائی دی۔ میں اس امر کی زبان
سے کہہ رہا تھا۔ میرے بیٹے نے پہلی میٹنگ میں دوستی اور مشرک
کے جذبات کا ثبوت دیا ہے آج ہم اسے علی جامہ پہنا دیں گے
میں دوسرے معاملات میں بہت عروفت ہوں فی الحال اس میٹنگ
میں شریک نہیں رہ سکتا۔ ان خواتین کی صورت میں رسوئی اور شیطا
موجود ہیں گی۔ خدا حافظ۔

دوسری آواز سنائی گئی۔ رسوئی کہہ رہی تھی میں آپ کے ساتھ
پہلی میٹنگ میں بھی شریک تھی۔ پچھلے روز جو کچھ طے پایا تھا ہم
آج اس پر عمل کرنے کے سلسلے میں ایسا طریقہ کار اختیار کریں گے
کہ ہمیں آپس میں ایک دوسرے سے کوئی شکایت نہ آج ہو اور نہ
آئندہ ہو سکے۔

تیسری آواز کا ٹیپ سنایا گیا۔ شیطا کہہ رہی تھی میں ایک لڑکی
عرسے کے بعد اپنی قوم کے لوگوں سے مخاطب ہوتے وقت اپنے
خوشی محسوس کر رہی ہوں جب ہمارے بیٹے پارس نے میری آمد کے
سلسلے میں یقین دلایا دیکھ تو میں انکا نہیں کروں گی۔ میں آپ
لوگوں کے درمیان آ رہی ہوں۔ کب آ رہی ہوں باس کا فیصلہ آج
کی میٹنگ میں ہو جائے گا۔

پورا ہاں نالیوں کے شور سے گونجنے لگا۔ لوگ اٹھ کر کھڑے
ہو گئے تھے اور شیطا کو آنے سے پہلے ہی خوش آمدید کہہ رہے
134

تھے۔ اسی طرح چند سیکنڈ تک خوشیوں کا اظہار کرنے کے بعد
اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ پارس نے کن انکھیں بند کر دیں۔ دیکھا تو لگا
ایک خاتون کی طرف جھکا ہوا سر گردش میں آ رہا تھا اور خاتون
مسکرا رہی تھیں۔

دوسری خاتون نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ معزز صاحب
ابھی ہمارا پاس بیٹا آپ کو ٹرانسفاور مشین اور شارپ کے شعلے بٹار
گا۔ میں تھوڑی دیر کے لیے غیر حاضر ہوں گی پھر آپ کے درمیان
آ جاؤں گی۔

یہ کہہ کر وہ خاتون بیٹھ گئی۔ شیطا بھی جا چکی تھی۔ پارس نے
جگہ سے اٹھ کر سامنے ایٹچ کے سرے پر کھڑا کر کہا۔ ٹرانسفاور مشین
کی کمانی بہت لمبی ہے۔ میں مختصر طور پر بتا رہا ہوں۔ جیسا کہ آپ
جانتے ہیں دنیا کی تمام خطرناک تخلیقیں اور مشین طاقتیں اور تمام
بین الاقوامی سطح کے مجرم اس مشین کو حاصل کرنے کے لیے پتا
نہیں کیا کچھ کر رہے ہیں۔ ہم نے بھی بہت کچھ کیا ہے۔

وہ دریا چپ ہوا۔ پھر بولا۔ اسٹیبل میں میرے بھائی پارس
نے مشین کے ایک حصے کو سب سے پہلے حاصل کیا تو پھر اٹھا
دنیا میں پہلی بار ایک ایک تنہا ساتھ آتا ہوا کا نامہ کیسے انجام
دے سکتا ہے لیکن اب کو یہ میں کر رہی ہوں وہ مشین کا ایک فاصل
حصہ تھا۔ مشین نہیں تھی۔ شارپ سارے دنیا کو دھوکا دیتا رہا پاس
کے پاس پہلے ہی ایک مکمل مشین موجود تھی۔

یہ حیران کر دینے والی بات تھی اس لیے حاضرین میں
سے کچھ لوگ ایک دوسرے سے سرگوشیوں میں پچھ نہ کچھ کہنے
لگے۔ پارس نے کہا وہ مشین ایک مجرہ ہے جس کے ہاتھ
آجائے اس کے لیے کا آمد پیدا ہوا ہے۔

ابھی آپ اور ہم سبھی پریشان ہیں۔ اس کا تجربہ کیا ہوگا۔ اس مشین نے
پہلے پانچ مدخل دیکھی جتنی جاننے والے پیدا کیے۔ ایک آدمی دوسرا
شارپ پر تیسرا بار پر پھر ان کی بسن روزانہ اور جو۔ ان میں جو جو
ہے جو جو ہے خود بخود پڑتی ہے۔ خیال خواتی برائے نام کرسی سے مگر
کسی سنجیدہ معاملے میں حصہ نہیں لے سکتی۔ اس کے برعکس ان کی ہی
روزانہ بہت ہی تیز و تار تھی۔ میں کہہ رہا ہوں تھی اس لیے کہ
اب نہیں ہے۔ اس کے اپنے بھائی شارپ نے اسے قتل کر دیا
ہر بار کو بھی اسی طرح ٹھکانے لگا دیا۔ وہ مسکراتی ہو کر یہ نہیں
چاہتا تھا کہ اس کی بسن اور بھائی اس کے لیے کسی وقت بھی عذاب
جان بن جائیں اور ان کے ذریعے خرا دو وغیرہ اس کے دماغ میں
پہنچ جائیں۔

وہ اپنی معصوم ہنس جو کو بھی ٹھکانے لگانا چاہتا تھا لیکن
وہ ہمارے پناہ میں آ گئی ہے۔ اللہ اللہ آئے کوئی نقصان نہیں پہنچے

شارپ کو اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ اپنے بڑے بھائی آدمی کو بھی
ٹھکانے لگا تا۔ جب اسے اپنی بسنوں اور دھاتیوں سے زیادہ
خطر محسوس ہونے لگا تو وہ ایک ایک کر کے سب کو قتل کرنے لگا
ایسے ہی وقت پر پارس کے آفتوں نے آدمی کو خوار کیا۔ اب
وہ ایک بین کا قیدی بنا رہا ہے۔

اس بات پر بھی حاضرین میں یہ سیکڑیاں ہونے لگیں۔ اس
نے کہا یہ ٹرانسفاور مشین پانچ بسن اور دھاتیوں کو مکمل پیچھے کا علم
دیتی تو اتنی تشویش کی بات نہ ہوتی کیونکہ ان میں سے دو تم ہو چکے
ہیں۔ تیسری بہت معصوم ہے اور بالکل بے ضرر ہے۔ وہ ہمارے پاس
ہے جو تھا آدمی بہت ہی چھلا ماس ہے۔ اس نے کسی بھی کو نقصان
نہیں پہنچایا اس نے گوشہ نشینی کی زندگی اختیار کر لی تھی۔ یہ کسی کو دقت
بناتا تھا کسی کو دشمن۔ اس کے بلو جو اسے اٹھا کر لیا گیا ہے۔

اگر چاہیے کہ طرف دیکھیں جتنے دماغی روزانہ اور ہمارے
مہرے میں تو دوسری طرف اس مشین نے دو اور شیطا پیچھے جانے والوں
کو پکڑا کر رکھا ہے۔

اس بات پر پھر حاضرین میں ہلچل مچ گئی۔ وہ سب سیدھے ہو کر
بیٹھ گئے۔ پارس کو ایک ایک دیکھنے لگے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی کہہ
چکا ہوں وہ مشین سب کے لیے عذاب جان ہے۔ وہ جب تک
رہے گا شیطا جیتی جائے دماغ پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ آپ
لوگوں نے اس امر کی اپنی جس سویرا کا نام سنا ہو گا وہ اور اس کی
بسن تھانے شارپ کو ٹریس کر کے اس مشین سے شیطا کی موت پتی
حاصل کر لیں گی۔ تنہا یہ صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد چاہیے
لیکن کم ہو گئی ہے لیکن میرا ہمارے پاس ہے۔

اس بات پر سب خوش ہو کر تائیاں بجانے لگے۔ اس نے
کہا۔ یہ بھی ایک ایسی کمانی ہے کہ اس طرح مورینا نے شارپ کو ٹریس
کیا۔ سب سے زیادہ بلا کہ میں نے شاید ایسے ہی مس امریکا کے شارپ
بہت قتل قرار دی گئے اور اتنا تھیں مورینا کو دیکھنے کے بعد اعتقاد
دھڑکی دھڑکی رہ گئی جو تیرے اور تیرے نہیں مرتے انہیں عورت
کے سن و شباب کی ایک جھلک مار دیتی ہے۔ آپ کے سامنے
زندہ مثال موجود ہے۔ آپ میرے باڈی کا ڈیوڈ کو دیکھیں یہ حضرت
کس طرح خواتین میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

اس بات پر زوردار قہقہے کو جھنکے گئے۔ کئی سیکنڈ تک قہقہے
بند نہیں ہو سکے تھے۔ رسوئی نے اس کے دماغ میں کمانی بیٹھے
یہ ٹریس بات ہے۔ سنجیدہ مسائل پر گفتگو کرتے وقت جیڑھ بھڑکا
فیس کرنا چاہیے۔ تمام بات کو کہاں سے کہاں سے جا رہے ہو چلو
تعمیل اصل موضوع کی طرف لا رہی ہوں۔

پھر وہ رسوئی کی مرضی کے مطابق بولنے لگا۔ محترم حاضرین!

ہماری زندگی میں بہرام گنگولی نامی ایک نیا مجرم آیا۔ وہ اس قدر
ہمیت ناک اور غیر معمولی پہلی قوت کا مالک ہے کہ دیکھنے سے
تعلق رکھتا ہے۔ اس نے شارپ کو ٹریس کیا اور مشین کے ساتھ اسے
اتھا کر لیا۔ بہرام گنگولی کے امریکا میں بھی تھیں۔ جن سے
پتا چلا کہ یہ بہت ہی خطرناک مجرم ہے اور اپنے پیچھے بہت بڑا
سٹنڈ ٹیٹ رکھتا ہے۔ بعد میں یہ دیکھ کر یارو کی ہوئی کہ وہ سپر اسٹر
کا آلہ کار تھا اور آپ لوگوں کو یہ سن کر یارو کی ہوئی کہ وہ ٹرانسفاور
مشین اب سپر اسٹر کے پاس پہنچ چکی ہے۔

تمام حاضرین کو چپ بس لگ گئی۔ ابھی چند منٹ پہلے قہقہے
گورخ رہے تھے۔ اب اپنی سکوت طاری ہو گئی تھی۔ پارس نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ زندگی انسانوں اور مقبول کھیل ہے۔
آپ پھر قہقہے لگتے ہیں یہ سن کر کہہ کر وہ مشین سپر اسٹر کے لیے
بالکل بے کار ہے کیونکہ اس مشین کو آپریٹ کرنے والی سویرا
ہمارے پاس ہے اور آدمی بڑا پور کا قیدی بنا ہوا ہے اس طرح
کوئی بھی مشین آپریٹ کرنے والا سپر اسٹر کے ہاتھ نہیں آ سکتا۔
ایک آفیسر نے اٹھ کر سوال کیا۔ اسٹر پارس! آپ شارپ
کو بھول رہے ہیں۔

مجھے شارپ پر ابھی طرح یاد ہے اور بے جا رہے یاد ہے۔ گو میں
نے کبھی میٹنگ میں آپ سے وعدہ کیا تھا آپ لوگوں کو اس
سے نجات دل جائے گی لہذا آئندہ کے لیے نجات مل چکی ہے۔ اب
وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔

ایک اور افسر نے اٹھ کر پوچھا۔ کیا سپر اسٹر اس مشین کو اس
کی ساخت کو اس کی جھلک کو ماہرین کے ذریعے سمجھ نہیں سکتا؟
کسی بھی چیز کا جو یہ کیا جائے تو اس کی ایک ایک بات الگ الگ سمجھ
میں آ جاتی ہے اسی طرح مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ بھی سمجھ میں
آجائے گا۔

پارس نے کہا۔ بیشک وہ ماہرین کے ذریعے مشین کا طریقہ کار
سمجھ سکتے ہیں لیکن شیطا کی کھلی حاصل نہیں کر سکتا۔ وہ شارپ کو کبھی
مقتصد کے لیے اٹھا کر لیا تھا لیکن وہ لستے ہی میں مر گیا۔ مورینا کو
اٹھا کر لیا جاتا تھا۔ میرے پاس اس سے پہلے کے کا سیاب نہیں ہونے
دیں گے۔ ہمارے پاس جو شیطا جیتی جانے والے ہیں انہیں اتھا
کرنے اور ان کی صلاحیتیں اپنے دماغ میں منتقل کرنے کے سلسلے
میں سپر اسٹر کو بھرنے کے چنے چنانا پڑیں گے۔ ہاں ایک آدمی
جو ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر اسے مالک میں نے بھی مر
سنبھال کر رکھا اور اسے کسی کے ہاتھ لگے دیا تو پھر سپر اسٹر مشین
کو لے کر بیٹھا ہی رہ جائے گا۔

ایک افسر نے اٹھ کر کہا۔ معافی چاہتا ہوں اسٹر پارس!
135

پھر ماسٹر اس سے فائدہ مند فرما اٹھائے گا۔ اس مشین کو سمجھنے کے بعد ایسی ہی دوسری مشین ضرور تیار کر دے گا تاکہ ایک اس کے ہاتھ سے نکلے جو دوسری معقولہ سب سے ایک فائدہ خواہ کا یہ ہوا۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ سورینا امریکا میں ہے۔ وہ اپنے علاقے کے پینتے پیچے پر جا سوسی آلات کے ایسے جال بچھا دے گا کہ کسی دہائی وقت وہ ضرور گرفت میں آئے گی۔ تیسری بات یہ کہ آپ ستانہ کو بھول رہے ہیں۔ بیشک وہ کم ہو گئی ہے لیکن اس بات کا امکان ہے کہ وہ پھر ماسٹر کے ہتھ پڑھ سکتی ہے۔

”یہ ساری باتیں میری ملا اور میرے پایا کے ذہن میں ہیں۔ وہ ہر ممکن کوشش کریں گے کہ پھر ماسٹر کے پاس کوئی مشین ہے تو اسے کوئی نئی مشین چلائے والا نصب نہ ہو۔ اگر اس کے نصب سے کوئی مل گیا تو ہم آپ کا کہتے ہیں صرف جدوجہد کر سکتے ہیں۔ کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں اور اس سے زیادہ کہہ نہیں“۔ وہ افسر بیٹھ گیا۔ دوسرے افسر نے اٹھ کر کہا: ”ماسٹر پاؤں! ہم دوستی کے موضوع پر گفتگو کرنے کے لیے جے جے ہیں۔ آپ نے جو کچھ شہر پر اور فرانسیسی کے متعلق بتایا ہے ان میں سے بہت سی باتیں خوش ہیں اور بہت سی تشویش ناک۔ اس موضوع پر ہم بعد میں بحث کریں گے۔ کیا ہم دوستی کے موضوع پر گفتگو شروع کر سکتے ہیں؟ ایک عورت نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: ”پارس جسے تم پیشہ جاؤ۔ میں تمہاری جی بول رہی ہوں“۔

پارس اپنے سونے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اس خاتون نے اسے کچھ کہہ کر کہا: ”میں شیدا! آپ کی قوم کی جی آپ سے مخاطب ہوں“۔ پھر ایک باسب لوگ تالیاں بجانے لگے۔ تھوڑی دیر تک تالیاں کا شور مچا رہا۔ پھر خاموشی چھا گئی۔ شیلہ نے کہا: ”جیسا کہ آپ جانتے ہیں، ہم جس غریبی پیشہ کو بہت محترم اور معزز سمجھتے تھے اس نے مجھے بالوں کیا۔ وہ یہی مارگو کٹ کر انا چاہتا تھا۔ اس کی جگہ میرا بال قتل ہو گیا۔ اس محترم پیشہ انے جتنی غفلان کیں اور جس طرح مجھے گمراہ کیا میں اس کے پیچھے میں اپنی قوم سے الگ ہو گئی۔ آج اس بات پر غرور محسوس کرتی ہوں اور خوشی کا اظہار کرتی ہوں کہ پھر آپ لوگوں کے درمیان آ کر رہی ہوں“۔

پھر تالیوں کے ذریعے خوشی کا اظہار کیا گیا۔ شیلہ نے کہا: ”مجھے غرا اس بات پر ہے کہ میں آپ کے پاس تنہا نہیں آ کر رہی ہوں۔ آپ کے پاس میں آؤں گا۔ جتنی جانتے والے لاری ہوں پھر اڈا روٹی اور جوجڑ سب کے سب آکر کھائیاں بھانے لگے اور خوشی کے نشہ لگنے لگے۔ وہ اٹھ اٹھا کر بول: ”میری تقدیر مجھے فرادہ نہیں میں نے گمراہی بہت اچھا ہوا۔ میں نے وہاں جا کر بہت کچھ کیا۔ میں نے وہاں بے غرضی دوستی اور بے لوث محبت کے جوجڑ بات

دیکھے محسوس کیے اور پھر اپنے لئے دہائی میں آپ کے لیے لاری پڑا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ جب میں آپ کے پاس آؤں گی تو آپ مجھے فرما اور اس کی پورکائی ہم سے اسی طرح بے غرضی دوستی اور بے لوث محبت کا ثبوت دیں گے۔“

ہر طرف سے آواز آنے لگی: ”بیشک، بیشک، ہم بے غرضی اور بے لوث محبت کریں گے اور دوسرے دو ہم کرتے رہیں گے۔ بیشک، بیشک“۔

”جیسا کہ میں کہ چکی ہوں، اپنے ساتھ میں ٹیلی جی جانتے والے لاری ہوں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ سب برفس نفس نہیں انہیں گے۔ البتہ دو آئیں گے اور باقی دو خیال خوانی کے ذریعے ہا درمیان موجود ہا کریں گے۔ اس طرح آپ لوگوں کے پاس ہا خیال خوانی کرنے والوں کی طاقتیں ہوں گی“۔

یہ ایسی باتیں تھیں کہ ہر بات پر تالیوں کا شور مچنے لگتا تھا۔ ہر طرف سے خوشیوں کا اظہار ہونے لگا تھا۔ شیلہ نے کہا: ”معرز ہم دھنوا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں، پارس ایک نیا دور دلائی اور یہ خدا بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کون سا پارس اپنی ماں روٹی اور اپنے باپ فرادہ کا بیٹا ہے۔ ان میں سے کوئی بھی ان کا بیٹا ہوگا یہ دونوں پارس اتنے ڈنڈا مانی انداز سے ہمارے سامنے آئے اور ہم پر اپنی معصومیت کا جادو جگایا ہمیں متاثر کیا۔ ہمارے دونوں میں اتنی محبت بھری کہ ہم دونوں پارس کو اسی جیسے ہیں اور کسی کو بھی قتل کئے وقت دل کی گہرائیوں سے کچھ محسوس کرتے ہیں“۔

وہ ایک ذرا توقف سے بولی: ”بات یہ ہے کہ ایک پارس روٹی کی زیر نگرانی رہتا ہے جو اچھا آپ کے سامنے موجود ہے“۔

ہم اسے پارس دوم کہتے ہیں۔ میں پارس اول کی پرورش کر رہی ہوں اسے تعلیم و تربیت دے رہی ہوں۔ میں نے اس طرح سے اس قدر اس کے لیے متا محسوس کی ہے کہ اس سے ایک فنٹ کے لیے بھی الگ نہیں رہ سکتی“۔

دوسری طرف فی وی اسکرین پر دیکھا جا رہا ہے ہمارا کی انیمیشن کی جارہی ہیں۔ وہیں سے حتیٰ فیصلہ شتا جانے لگا۔ میں اس سے پہلے وضاحت کر دوں۔ میری اس بات میں کوئی فریب نہیں ہے آپ کو اپنی قوم کی جی پر اعتماد کرنا چاہیے آپ کے محروسے کے لیے پہلے میں یہاں آؤں گی آپ نے ساتھ جو کچھ لائوں گی۔ اس طرح آپ کے ہاں دونوں پہنچی جانے والی قومیں موجود ہوں گی۔ اس کے بعد پارس دوم یہاں سے چلے گا اور پارس اول میرے پاس آئے گا۔ ایک افسر نے اٹھ کر کہا: ”میں بڑی معذرت سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ کے اس فیصلے سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ پارس دوم ہی اصل پارس ہے؟“

شیلہ نے کہا: ”اصل اور نقل کی بات کرنے سے ہمیں دیکھنا ہے۔ لہذا اس کو نہ چھیڑا جائے۔ میں آپ لوگوں کے اطمینان کی خاطر پہلے یہاں آ کر رہی ہوں“۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ پھر کپڑے کے ذریعے فی وی اسکرین پر دوسری طرف سے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا: ”میں شیلہ سے بحث نہ کرنا چاہتا۔ ان کی ہر شرا پنا ضرور ہے لیکن ایک سوال ہے۔ پہلے بھی ہم مٹی شیلہ کی وجہ سے دھوکا کھا کھاتے تھے۔ ان بات کی کیا ضمانت ہے کہ اب جوقیبا ہمارے پاس آ کر رہے؟ وہ ہمارا اپنی ہوگی؟“

شیلہ نے کہا: ”اس کے لیے اعتماد کرنا ہوگا۔ کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پھر دوستی کا مطلب پابندی نہیں ہوتا۔ جب میں جوجڑ پارس اول کے ساتھ آؤں گی تو کسی کی پابندی میں نہیں رہوں گی نیز اس لیے اس ملک کی سرحدیں کھلی رہیں گی“۔

وہ ذرا چپ رہ کر بولی: ”آج سے پہلے میں فرادے دوستی ہوتے ہوئے رہی اور ایسا اس لیے ہوا کہ ہمارے درمیان اعتلا کمزور رہا۔ جب تک ہم ایک دوسرے پر بھروسہ کرنا نہیں سیکھیں گے اس وقت تک دوستی ناممکن ہے“۔

وہ اٹھ کے ایک سرے سے دوسرے سرے پر جاتے ہوئے اور حاضرین کو دیکھتے ہوئے بولی: ”اگر آپ نے مجھے میں کی پارس دوم کو فرما کر کے اسے پرغلا بنا کر ہمیں دوستی پر مجبور کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے بھی آپ بہت کچھ کر چکے ہیں اور ہمیشہ ناکام رہے ہیں۔ اس بار بھی انشاء اللہ آپ کو کامیابی ہوگی۔ ہم جب چاہیں گے پارس دوم کو یہاں سے نکال کرے جائیں گے لیکن...“

میں اپنی ہی قوم کی جی قیبا سے مجھ کو ہا دوسری قسم لکھا تھا ہوں۔ اگر ہمارے درمیان دوستی نہ ہوئی اور میں نے ان مسلمانوں پر یہ ثابت نہ کیا کہ یہودی دوستی کرنے کے قابل ہیں تو خدا کی قسم میں پارس دوم کو مکھن کے بال کی طرح یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی“۔

فی وی اسکرین پر کپڑے کے ذریعے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا: ”میں شیلہ! آپ جذبات میں آ کر رہی ہیں۔ اس کے باوجود آپ نے بہت اچھی بات کہہ دی کہ آپ مسلمانوں کے سامنے یہودیوں کو دوست قرار ثابت کرنا چاہتی ہیں۔ اس کے لیے ہم آپ کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں گے“۔

”میں شیلہ! جب ہم ضمانت کی بات کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم فرادہ یا اس کی قوم پر بالکل اعتماد نہیں ہے۔ بیشک ہے۔ کچھ ہم اعتماد کرتے ہیں کچھ نہیں کرنا چاہیے“۔

”تم کسی ہو؟ جب یہاں آؤں گی تو پارس دوم یہاں سے چلا جائے گا۔ اس کے بعد تمہارا بیٹا پارس یہاں آئے گا۔ ہم کتنے ہی اس کی نقلی ضرورت نہیں ہے ہم تمہارے آنے سے پہلے ہی کل میسج ٹیک پارس دوم کو یہاں سے روانہ کر دیں گے۔ ہمیں تم پر اعتماد ہے لیکن کچھ ہم بھی تو بھروسہ کرنا چاہتے ہیں؟“

شیلہ نے پوچھا: ”آپ کس قسم کا بھروسہ چاہتے ہیں؟“

”جیسا کہ میں معلوم ہوا ہے، مادام سونیٹا کی ایبیل میں موجود ہیں لیکن روٹش ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے معزز زمانہ بن کر رہیں۔ جیسے ہی وہ خود کو ظاہر کریں گی، ہم پارس کو یہاں سے پھیر پھینا دیں گے“۔

روٹی یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ جب انھوں نے یہ بیان دلا کہ بیٹا فوراً ہی اس کے پاس پہنچ جائے گا تو وہ تڑپ گئی۔ فوراً ہی شیلہ کے دماغ میں آکر بولنے لگا: ”خدا کے لیے ان کی بات مان لو۔ میرے بیٹے کو میرے پاس پہنچا دو“۔

”روٹی! ذرا صبر و تحمل سے کام لو۔ یہ باتیں بظاہر دوستانہ ہیں لیکن ان کے پیچھے کیا سیاسی چالیں ہیں یہ میری اور تمہاری سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ چلو پہلے سونیٹا سے پوچھتے ہیں“۔

اس نے حاضرین سے کہا: ”میں چند منٹ کی اجازت چاہتی ہوں۔ کچھ مشورہ کرنے کے بعد آپ کو جواب دوں گی“۔

وہ اور روٹی سونیٹا کے پاس پہنچ گئیں۔ یوں بھی روٹی دہن اس اجلاس کے حاضرین کو مخاطب کرتی یا اپنے بیٹے کے ذریعے بولتی تھی تو شیلہ یہ ساری باتیں سونیٹا کو اگر بتا دیتی تھی اور جب شیلہ بولنے میں معذرت دیتی تھی تو روٹی سے رپورٹ اس کے پاس پہنچاتی رہتی تھی۔ اس طرح سونیٹا اس کا روادانی کا پورا علم تھا۔ روٹی نے کہا: ”سونیا! اعتلا کے لیے میری متنا کا خیال کرو۔ وہ کہہ رہے ہیں“۔

اگر تم خود کو ظالم نہ گردانے تو میرا بیٹا پارس فوراً ہی میرے پاس پہنچا دیا جائے گا۔

سونیلے نے سکراتے ہوئے پوچھا: پریشان کیوں ہوتی ہو؟ جب بیٹے کو تھکا رہے پاس پہنچانے کی شرط یہی ہے کہ مجھے ظاہر ہوتا پڑے اور ان کا قیدی بننا پڑے۔ اگر بد نصیبی سے دوسری نہ ہو اور پھر ان کی طرف سے طرح طرح کی سزائیں جھگڑتا پڑیں تو میں حاضر ہوں۔ ابھی یہاں سے ٹیلیفون کے ذریعے بتا دی ہوں کہ کہاں پہنچی ہوئی ہوں؟

اس نے ریسور کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن رسوٹی نے لیدر پکڑنے نہیں دیا۔ خیال خوانی کے ذریعے رک دیا۔ ٹھہر جاؤ، میں پاگل ہوں۔ دیوانی ہوں متاکی ماری ہوں۔ اپنے بچوں کی محبت میں دم کروں جو بھول جاتی ہوں اور تم دوسری کب جو تم قیدی ذات کے اندر ہو تم وہ عورت ہو جس نے میری خاطر دین بن کر بھی مزا دے نکاح پڑھانے سے انکار کر دیا تھا۔ صرف اس لیے کہ تم میری سونیلے بننا چاہتی تھیں۔ سونیلے میں تمہیں سرتے دم تک سلام کرتے رہا لیکن گئی تاریخ میرے سامنے آزمائش کی گھڑی ہے میں تمہارے لیے اپنے بیٹے کو بھی قربان کر سکتی ہوں میں ان کی یہ شرط کبھی تسلیم نہیں کروں گی کہ تمہیں ظاہر ہونا چاہیے۔

سونیلے ہنستے ہنستے کہا: رسوٹی! میں تمہیں بھڑکا رہی تھی ورنہ میں یہی کرنا چاہیے۔ پارس کو پہلی فرصت میں یہاں سے وائز کر دینا چاہیے۔ میری فکر نہ کرو۔

”کیوں نہ کرو؟“
”کیا تم نے زندگی میں کسی سے عقیدت رکھی ہے؟“
”ہاں میں جناب شیخ الفارک کی بہت زیادہ عقیدت مند ہوں انھوں نے میرے اندر ایسی روحانی قوت پیدا کی ہے کہ میں پتا نہیں کیا سے کیا ہو گئی ہوں۔“

سونیلے نے کہا: پھر ضرور سوچو۔ میں باغ فرید واسطی صاحب کی لاٹھی ہوں مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اپنی تنہائی میں صرف مجھے بلاتے رہے۔ وہ ایک باپ تھے۔ بزرگ تھے۔ ایک بہت بڑے دل الٹ تھے۔ انھوں نے جب سے میری پیشانی کو چومنا ہے میں ذہانت کی بلند یوں برآ رہی ہوں۔ مجھے ان سے بے پناہ عقیدت ہے اور میرا ایمان ہے کہ جو یہ شیخ گویا انھوں نے کب سے کہہ درست ثابت ہوگا ادا ان کی پیشگوئی ہے کہ تم لاکھ فراد کی شریک حیات سہیلیک اس کے آخری وقت حرفت میں ساتھ رہو گی اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ جب تک فراد کا آخری وقت نہیں آئے گا اس وقت تک کوئی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی مجھے مار نہیں سکتا اور جب مجھے ایک مخصوص وقت

تک زندہ رہنا ہے تو پھر تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ میں خود کو کر دوں گی۔ تم یہاں سے جاؤ۔

رسوٹی رونے لگی۔ سونیلے نے کہا: یہ کیا بچکانہ ذہن ہے سبھی دیر عورت نہیں بونگی۔
”دلیری کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تمہیں خطرات میں مبتلا کر دوں۔“

سونیلے نے کہا: رسوٹی! ایک بات بتاؤ! ابھی تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ تم چوہ میں گھسنے اس کے ساتھ گاہی ہوتے ہو کہ کوئی مراد آئے تو اس کے لیے ڈھال بن سکو۔ جب پارس یہاں سے چلا جائے گا اور میں تمہارے جاؤں گی تو کیا تم زیادہ سے زیادہ وقت میرے ساتھ نہیں رہو گی کیا میرے لیے ڈھال نہیں بونگی؟
”خدا کی قسم بنوں گی تمہارے سوا کسی کی طرف تو میری دل لگاؤ تو کسی جنبے سے جاؤ۔ پارس ان لوگوں میں اکیلا ہے۔“
”خود جاؤ۔“

وہ چلی گئی۔ سونیلے نے پوچھا: فیذا! تم موجود ہو؟
”شبیلا نے ایک گہری سانس لے کر کہا: ہاں موجود ہوں۔“
”تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیوں گہری سانس لے رہی ہو؟“
”سونیلے! بہت مشکل عورت ہو۔“
”میری عظمت کے گن کیوں گا رہی ہو؟“

”انجان! نہ عورت کی عظمت کو اپنی طرح سمجھتی ہو پھر عورت چاہتی ہے اس کا ایک چاہنے والا ہو اور وہ صرف اسے چاہے اگر سوکھنے کے تب بھی اسے چاہتا رہے۔ اس کے بچوں کو چاہتا رہے اور دل و جان سے چاہتا رہے۔ یعنی عورت میں دو شدید ترین خواہشات ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ مرد کی محبت صرف اسے ملے دوسرے اور دل کی محبت ملے لیکن تم کسی عورت ہو کہ تم نے رسوٹی کی خاطر فراد کی سہانگ بننے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد سے اب تک ابھی شاکو کیوں رہی ہو تم چاہتیں تو فراد کے چہرے کی مال بن سکتی تھیں لیکن تم اتنی بڑی قربانی سے رہی ہو جو شاید ہی کوئی عورت دے سکے۔“

”شبیلا! تم بھی رسوٹی کی طرح جذبات میں بہہ رہی ہو۔ یہ جذباتی باتوں کا وقت نہیں ہے۔ میں اہم مسائل پر گفتگو کر رہا ہے۔ جاؤ اور اس اجلاس میں اعلان ہو کہ پارس کو کب سے پہلے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بیرون میں رسوٹی کے پاس پہنچانا چاہئے۔ سونیا خود کو ظاہر کر دے گی۔“

رسوٹی پارس کے دماغ میں آکر خاموش تھی۔ شبیلا کا اظہار کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس خاتون کے دماغ میں آکر بولی۔ معزز حاضرین! میں شبیلا آپ سے مخاطب ہوں۔ سونیلے

نورہ کرنے گئی تھی۔ اس وقت شام کے پانچ بجے ہیں۔ اگر آپ صبح ہونے سے پہلے پارس کو چارٹرڈ طیارے کے ذریعے بیرون میں بھیج دیں تو پارس کے روانہ ہونے سے پہلے بھی سونیا خود کو ظاہر کر دے گی۔“

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر دی اسکرین پر کیپو کے ذریعے جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں لکھا ہوا تھا: میں منظور ہے۔ کل میرے پہلے ایک مخصوص طیارے میں پارس کو بیرون میں بھیج دیا جائے گا لیکن ہماری بھی ایک شرط ہے پارس کی روانگی سے کم از کم دو گھنٹے قبل اہم سونیا کو ہمارے سامنے آجانا چاہیے۔
”شبیلا نے کہا: یہ شرط منظور ہے۔“

ایک افسر نے اٹھ کر کہا: آج کی اس میٹنگ میں دوسری کا ایجنڈا زیادہ اہم ہے۔ اس لیجنڈ کے تحت جو باتیں ہمارے فیصلے کے مطابق سامنے آئی ہیں وہ یہ ہیں۔ ہماری قوم کی بیٹی مس شبیلا یا تشریف لاری ہیں اور ان کے ساتھ ایک اور خیال خوانی کرنے والی ہستی جو بھی ہو گی۔

دوسری بات یہ کہ وہ خیال خوانی کرنے والی ہستیاں ہمارے ہاں نفسیاتی نہیں موجود ہیں گی۔ باقی فراد اور رسوٹی خیال خوانی کے ذریعے ہمارے درمیان رہا کر سگے۔ اس طرح ہمیں چارلسی بیٹی کی توہین حاصل رہی گی۔

تیسری بات یہ کہ ہمیں اس اعتماد کا حال رکھنے کے لیے پارس کو دم کی یہاں سے دیا جائے گا۔ مادام سونیا خود کو ظاہر کر دیں گی۔ یہ ہمارا وعدہ ہے کہ مادام سونیا ایک معزز زمان کی حیثیت سے رہیں گی۔ کیا مادام رسوٹی اور مس شبیلا کو ایک ہی کے مطابق یہ کام نبھانے ضروری؟
رسوٹی نے پارس کے ذریعے کہا: منظور ہیں، شبیلا نے بھی اسے منظور کیا۔ پھر اس افسر نے کہا: ہم ٹرانسفا درخشن کے حصول کے سلسلے میں کل ایک میٹنگ میں بحث کریں گے میں اپنے افران بالا

☆ جرم
☆ جاؤ
☆ زکوح
☆ شیطان ازم
☆ ذہانت
☆ حفاظت
☆ اسلام
☆ طنز و مزاح

کالی کالی

سے پوچھ رہا ہوں کیا یہ میٹنگ برخواست کر دی جائے یا کوئی اہم بات رہ گئی ہے؟
تھوڑی دیر بعد دی وی اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا۔ ”ابھی ہم نے ایک طیارہ مخصوص کیا ہے۔ وہ اسے چار گھنٹے بعد پارس کو لے جائے گا۔ مادام سونیا کو وعدے کے مطابق دو گھنٹے پہلے ظاہر ہونا چاہیے۔“

شبیلا نے کہا: ”سونیا! پناہ وعدہ پورا کرے گی۔“
اجلاس برخواست ہو گیا۔ رسوٹی خوشی سے کھل جا رہی تھی۔ کہہ رہی تھی: ”یہ شبیلا جلدی چلو اور سفر کی تیاری کرو۔“

منگل پانچ بجے پارس کے ساتھ اس کے کمرے میں پہنچ کر کہا: ”میری کچھ میٹیں آنا“ مجھے خوش ہونا چاہیے یا نہیں۔ اس میٹنگ سے پہلے میں اپنے ملک واپس جانا چاہتا تھا مگر تم نے مجھے عورتوں میں اچھا دیا۔ وہ دونوں مسکرا کر انہیں کر دی تھیں انھوں نے مجھے اپنے فون نمبر بھی دیے ہیں اور وعدہ کیا ہے کہ میں جب بھی انھیں بلاؤں گا۔ ان کے ساتھ کہیں گھومتے پھرنے کی فرمائش کروں گا وہ فوراً چلی آئیں گی۔“

پارس نے کہا: ”مہنہ دوستان میں تمہاری کہیں نہیں دو بیویاں ہیں؟ وہ دیکھا کرتے ہوئے بولا: اب میں آپ کو کیا سمجھاؤں؟“
”زیادہ باتیں نہ کرو۔ پیرس چلنے کی تیاری کرو۔“

”میں مانتا ہوں“ پیرس میں آپ کی ما اور پایا مجھے دیکھ کر دکھانے اور کارنامے انجام دینے کا موقع دیں گے لیکن ہم اسرائیل آگئے ہیں۔ یہاں بھی میرا ایک آدھ کارنامہ ہو جانا تو شہرت میں آنا ہی ہوتا۔“
”تمہیں اتنا ہی شوق ہے تو میرے ساتھ نہ جاؤ دوسرا

☆ ایک انسانی کردار جو زندہ ہو گیا تھا۔
☆ ایک حیرت انگیز قصہ جو اپنی بہت بڑی بات کہتا تھا۔
☆ ایک جہول سا آدمی جس کے پاس جس میں ہمارا نقشہ تھا۔
☆ وہ شخص جس نے حیات الہی کا راز پایا تھا۔
☆ ایک بزرگوار پر خد سے پاس ملوانی حالتیں تھیں۔
☆ ایک قوم کے اندر ایک جہنم تھا۔
☆ وہ انسانی جہنم جس نے زندگی کی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا۔
☆ حیات۔ ۱۲۔ روپے

مکتبہ نفسیات • بڑے بڑے ماسٹر • ۹۹۲ • کراچی

پارک آہلہ نے اس کے ساتھ رہو اور کارخانے انجام دیتے رہو۔ وہ خوش ہو کر بولہ دراصل میں یہی چاہتا ہوں۔ دیکھنا میں اچانک چلا جاؤں گا تو وہ بے چارےاں بہت مایوس ہوں گی۔ سوئی اور شیا باس دوران تمام فتنے داران فرائض کے زمانوں میں جاتی رہیں۔ چپ چاپ معلوم کرتی رہیں کہ یاروں کو وہاں سے روا نہ کرنے کے سلسلے میں کیا کیا جاراہے۔ دونوں کو خیال خوانی کے ذریعے اطمینان ہو رہا تھا۔ یاروں کے لیے سچ چرخ میادہ مخصوص کر دیا گیا تھا۔ ٹھیک دو گھنٹے پہلے شیا نے ایک فتنے دارا فرسے کہا: سوئی یا یہی دیو ہوں کہ درمٹک روم میں انتظار کر رہی ہے اس کے لیے گلاڑی بھیج دیں۔

”کیا ہم لہام کو پہچان سکیں گے؟“
”جہاں وہ اپنے اصلی روپ میں ہے۔“
سوئی اس ہول کے دینگ روم میں بیٹھی کھڑکی کے پابند کا نظارہ کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد چار گڑیاں ہول کے سامنے آکر رکیں۔ وہ کھڑکی سے دیکھ کر تھیں۔ ان میں کوئی فوجی گاڑی نہیں تھی۔ آگے والے بہت ہی عمدہ لباس میں تھے اور بڑے ہی مذہب نظر کرتے تھے۔ انھوں نے دینگ روم میں آکر سوئی کو پہچان لیا۔ ادب سے کھڑے ہو کر کہا: ”لہام! ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔“ سوئی نے اٹھ کر ان لوگوں سے مصافحہ کیا۔ پھر ان کے ساتھ آکر لاکھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ وہ کاروت اس کے لیے مخصوص تھی۔ ایک ڈرائیور اسے جلا رہا تھا۔ آگے پیچھے گاڑیوں میں اس کے بڑا بڑے۔ اسے کسی دوسری گاڑی میں پہنچایا گیا۔ سوئی نے وہاں داخل ہوتے ہوئے پہچان کیا یاروں کہاں ہے؟

”جی نہیں! وہ دوسرے جگہ میں ہے۔ آپ نے میں بہت کم وقت دیا ہے۔ ماسٹر یاروں کی روانگی کو اب پورے دو گھنٹے روکنے ہیں اور آپ سے بہت سی اہم باتیں کرنا ہیں۔“
وہ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں آکر بیٹھ گئے۔ ایک شخص نے کہا: ہمارے درمیان ابھی احتیاطی فضا بھال ہو رہی ہے لیکن مکمل اعتماد قائم نہیں ہوا ہے اس لیے آپ ہماری بات کا بڑا زور لیں۔ ہمارے ماہرین آپ کو چیک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اپنے اصلی روپ میں ہیں یا میک اپ میں کوئی اور ہے۔“

سوئی نے مسکراتے ہوئے کہا: ”میں سانسے بیٹھی ہوں جس طرح اطمینان کرنا چاہتے ہیں کریں۔ ویسے آج سے پہلے ہی ڈی فلو اور ڈی شیا کو اچھی طرح چیک کیا گیا تھا اور مختار سے ماہرین نے یہ رپورٹ دی تھی کہ پلاٹک سر جری کا میک اپ نہیں ہے۔“
اس وقت تک وہ دہرین کمرے میں آگئے تھے۔ ان میں سے

ایک نے کہا: ”آپ درست فرماتی ہیں۔ پلاٹک سر جری اتنی ڈی فلو ہو چکا ہے کہ اب پلاٹک اور انسانی کھال کے ریشوں میں تھیر کر بہت دھواں ہو گیا ہے۔ پھر بھی ہم اپنی کھال کو لینا چاہتے ہیں۔“
وہ اپنے آگے نکال کر سوئی کے چہرے کا بغور معائنہ کر گئے۔ چند لمبے بعد ایک نے ذرا جھپکے ہوئے کہا: ”لہام! آپ کو ذرا تکلیف ہوگی۔“
”میں جانتی ہوں آپ میرے چہرے کی تھوڑی سی جلد کو ٹان چاہتے ہیں۔ میں اس کے لیے تیار ہوں۔“
”واقعی آپ جو مسئلے والی عورت ہیں اور ہم سے بھراؤ لہام کر رہی ہیں۔“

ایک ماہر نے تیز دھار کا آکر نکالا۔ پھر سوئی کے دائیں کان کے نیچے سے ذرا سی جلد کاٹ کر نکال لی۔ پھر اس جگہ کی سرم پٹی کر دی۔ اس کے بعد وہ دونوں وہاں سے چلے گئے۔ سوئی کے اس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک نے پوچھا: ”لہام! آپ یہاں آنے کے بعد کہاں وقت گزار رہی تھیں؟“
”جو وقت گزار چکا ہے“ اس کے بارے میں سوال نہ کیا گیا۔
”میں جہاں بھی تھی میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اب آپ کے درمیان ہوں اور مکمل کتاب کی طرح ہوں۔ ابھی میری سچائی ثابت ہو چکی ہے۔ آدھے گھنٹے کے اندر ہی دونوں ماہرین نے رپورٹ دی کہ چہرے پر پلاٹک سر جری نہیں ہے۔ یہ لہام سوئی کا ایک بہرہ ہے۔ وہاں جو باتیں ہو رہی تھیں اور رپورٹیں سنائی جا رہی تھیں، ان کی طرف بھی اعلیٰ افسران بیٹھے کھڑے رہے ہوں گے۔ یقیناً وہ اٹھ گئے ہوں گے۔ اتنی مکمل رپورٹ ملنے کے بعد بھی بھروسہ کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے کیونکہ بہت پہلے عہد کے چہرے کا بھی اسی طرح معائنہ کیا گیا تھا۔ اس کے چہرے کی جلد کو بھی کاٹ کر میڈیکل رپورٹ حاصل کی گئی تھی کہ اس میں پلاٹک سر جری شامل نہیں ہے اور یہ اصل چہرہ ہے۔“

یہ رپورٹ حاصل کرنے کے بعد وہاں بیٹھے ہوئے افراد اٹھ کر چلے گئے۔ سوئی اس ڈرائنگ روم میں تنہا رہی۔ پانچ منٹ کے بعد ہی اسے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے کھڑکی پر دھکا بٹا کر دیکھا۔ اس کوٹھی کے چاروں طرف مست فوجی جیمیں رہے تھے اور ڈیوٹی دہنے کے لیے اپنا اپنی جگہ الٹ ہو گئے تھے۔ چھوڑنے پر دستک سنائی دی۔ سوئی نے جھپک کر کہا: ”لہام!“

دروازہ کھلا اور ایک فوجی جوان نظر آیا۔ اس نے تختہ لہام سوئی اہیں افسر کے ساتھ کھڑا ہوا۔ ماسٹر یاروں کا پیارہ جسے پہلے ہر دہرین کے لیے گاؤ کے مسائل حل طلب رہ گئے ہیں۔ اس مقصد کے لیے ایک جنگی اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ ہم آپ

کے ذریعے مشرف فرماؤ۔ لہام سوئی اور اس فیصلے اس اجلاس میں شریک ہونے کی درخواست کر رہے ہیں۔ سب سے بھی درخواست ہے کہ ہمارے ساتھ تشریف لے جائیں۔“
سوئی آگے بڑھی وہ بیٹ کر جانے لگا۔ کمرے کے باہر آگے پیچھے مارنے فوجی جوان کھڑے ہوئے تھے۔ سوئی ان کے درمیان چلتے ہوئے ایک بڑے سے ہل میں بیٹھی جہاں دوسری افراد نظر آ رہے تھے جو اس کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ وہ ایک آرام کر رہی پر بیٹھ گئی۔ افسران نے کئی جگہ سے اٹھ کر کہا: ”لہام سوئی! آپ کی آمد ہمارے لیے باعث مسرت ہے اور باعث پریشانی بھی۔ ہمارے ماہرین کی رپورٹ سے ثابت ہو چکا ہے کہ آپ لہام سوئی ہیں لیکن اس سے پہلے ہم کئی بار ایسی رپورٹوں سے دھوکا کھاتے رہے ہیں کیا آپ کی دانست میں ایسا اور کوئی طریقہ ہے جس سے آپ کو سوئی ثابت کر سکیں۔“

وہ انکار میں سر ہلا کر بول: ”اب تک دنیا کی بے شمار جموٹی بڑی بیمار یوں کا علاج دریافت ہو چکا ہے لیکن شک کا کوئی علاج اب تک دریافت نہیں ہو سکا۔“
”کیا آپ کے ٹیلی جی جانتے دے موجود ہیں؟“
”ہاں موجود ہیں۔“

”کیا اس سے پہلے ڈی سوئی اور ڈی فرماؤ کہ یہاں بھیج کر ہمیں دھوکا نہیں دیا گیا؟“
”ہم اسی وقت دھوکا دیتے ہیں جب ہم سے دشمن کی جاتی ہے جس دور کی آپ بات کر رہے ہیں اس دور میں جو سوک آپ لوگوں کی طرف سے ہو جوا ہا ہم نے بھی دہری طریقہ کار اختیار کیا۔“
افسر نے کہا: ”آج بھی ہمارا طریقہ دوستانہ نہیں تھا۔ ہم نے ہجر یا پاں کو اٹھایا اور یہاں لے آئے کیا جوا ہا ہیں دھوکا دینے کی کوشش نہیں کی جا رہی ہے؟“

”خدا بہتر جانتا ہے۔ ہم نے اب تک کوئی دھوکا نہیں دیا ہے اور نہ ہی ایسا کوئی ارادہ ہے۔ ہاں آپ کا رویہ بدلا تو پھر ہم چور سوچیں گے۔“
”کیا آپ خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ سچ بتا سکتی ہیں کہ اصل یاروں کو کہ ہے؟“
”میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہتی ہوں، ہم میں سے کوئی اصل یاروں کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔“

”بھڑکھٹ ہے۔“
سوئی نے پوچھا: ”تو پھر چیک کیا ہے؟“
”ہمارے پاس جو یاروں ہیں وہی اصل ہے۔ یہی لہام سوئی۔“
”مستر یاروں کا بیٹھ ہے۔ ہمیں دھوکا دیا جا رہا ہے۔ وہاں سے کس

ڈی یاروں کو یہاں لایا جائے گا۔ اس سے پہلے اسے وہاں بھرا جا رہا ہے کیا ہم اسے نہ لائیں؟“
دوسرے افسران نے کہا: ”پچھلے دو اجلاس میں ہمیں یقین دلایا گیا کہ شیا زہرہ ہے لیکن میں نے وہ زہرہ نہیں ہے۔ پچھلے اجلاس میں دو گنا ساتھ ساتھ بول رہی تھیں اور ہمیں یہ تاثر دیا جا رہا تھا کہ ایک کے ذریعے لہام سوئی اور دوسری کے ذریعے شیا بول رہی ہے لیکن یہ بھی سراسر دھوکا تھا۔ دوسری عورت کے ذریعے شیا نہیں بول رہی تھیں سوئی نے کہا: ”آپ لوگوں نے جو جو دیکھا نہیں ہے۔ شیا کی زبانی شاید کچھ ہوتا ہو۔ وہ بے حد محرم ہے اور زہرہ معاملات میں ایسی گفتگو نہیں کر سکتی جس کی شیا اس عورت کے ذریعے کر رہی تھی۔“
”چلو ہم ان بیٹے ہیں وہ جو جی نہیں لیکن مودینا ضرور تھی کیونکہ مودینا فرما کے کہنے میں ہے۔“

سوئی نے کہا: ”عجب ہے! پچھلے اجلاس میں جب شیا اس عورت کے ذریعے بول رہی تھی تو اس کی ایک ایک بات پر آپ تائید بجا رہے تھے خوشی کے خمرے نہ گارہے تھے۔ اس وقت آپ نے یہ اعتراض کیوں نہیں کیا؟“

ایک نے جواب دیا: ”ہم بہت زیادہ خوش فہمی میں مبتلا ہوئے تھے۔ ہمیں شیا کے زہرہ رہنے کی خبر ملی تو ہم دہرائے ہوئے تھے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہونے لگا کہ ہمارا قوم کی ٹیلی جی جانتے والی بی بی لہام آگیا ہے اور اس وقت ہم سے مخالف ہے لیکن اجلاس کے بعد ہمارے اعلیٰ افسران نے یہ حکمت آٹھا یا کہ دوسری عورت کے ذریعے شیا نہیں جو بول رہی تھی اور اگر جو جو نہیں تو پھر مودینا بول رہی تھی۔ سوئی نے پوچھا: ”آپ کو کیسے یقین آگئے کہ شیا زہرہ ہے؟“
دوسرے نے جواب دیا: ”ہمارے پاس کوئی ایسی کوئی نہیں ہے کوئی ایسی ایسی نہیں ہے جس کے ذریعے ہم اصل شیا کو پہچان سکیں۔ آپ لوگوں نے اپنی اپنی ڈھیس بھیج کر ماضی میں تھے فریب دیے ہیں کہ اب یقین کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔“
سوئی آرام سے سیٹ کی پشت سے آگ گئی۔ پھر بولی: ”اس کا مطلب ہے تم لوگوں میں پہلے سے بے یقینی تھی۔ جب ہم نے خود کو ظاہر کر دیا تو یہ بے یقینی ظاہر کر رہے ہو۔ ہمارے درمیان جو دوستی قائم ہونے والی تھی، اسے اب مشکوک بنا رہے ہو۔“
”لہام! اردنی تو ہمیں نہیں ہوا جاتی۔ اس کے لیے اپنا خون بہا کر بھی اپنا وقار قائم کرنا پڑتا ہے اور اہم کار کے بغیر کوئی رشتہ بنایا نہیں رہ سکتا۔“
”آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ مطلب کی بات کریں۔“
”جو یاروں ہمارے پاس ہے وہ ہمارے ہی پاس رہنے دیں اگر شیا کا کوئی وجود ہے تو وہ یہاں چل آئے۔“

”شبیابا اپنے پاس کو چھوڑ کر نہیں آسکے گی“

وہاں بیٹھے ہوئے کئی لوگ ہنسنے لگے۔ ایک نے کہا: یہ کیسی پوچھا نہ بات ہے شبیابا کی شادی نہیں ہوئی، اس نے کسی بچے کو جنم نہیں دیا اور لایس کا شکار اسے چھوڑ کر نہیں آئے گی۔ دام سونیا! آپ کی زبان سے یہ بچوں میں ہی نہیں دیتیں؟ دوسرے شخص نے کہا: چلیے ہم اس پر بحث نہیں کریں گے۔ شبیابا زندہ ہے یا نہیں۔ اگر زندہ ہے تو وہ اپنے بیٹے کو پاس کے ساتھ جہاں ہے وہیں آرام سے رہے۔ یہ چونکہ دام روتھی کا بیٹا ہے اور ہمارے پاس ہے، اس لیے شبیابا جگہ دام روتھی ہیساں آجائیں، ار اپنے بیٹے کے ساتھ رہیں۔

سونیا نے پوچھا: یعنی یہ آپ کا آخری فیصلہ ہے کہ ہمارا بیٹا دوم یہاں سے نہیں جانے گا اور آپ ہمیں لے جانے نہیں دیں گے؟ ”یہ روز بروز سی وال بات ہوگی اور ہم ایسی بات نہیں کہہ سکتے ہم دوستی کرنا چاہتے ہیں۔“

”دوستی کا لفظ تم لوگوں کی زبان سے زیب نہیں دیتا۔ ہم نے اپنے طور پر بہت خوش تشیں کر لی ہیں مگر تمیں دوست نہ بنائے اور نہ شاید بھی بنائیں۔“

شبیابا نے ایک عورت کے ذریعے کہا: میں شبیابا ہوں تم لوگوں کے یقین نہ کرنے کے باوجود خرا کے فضل و کرم سے زندہ سلامت ہوں۔ دوستی کے لیے فرما دو اور اس کی ساتھی عورتوں کے دل کتنے کشادہ ہیں، یہ تم جیسے تنگ دل اور تنگ نظر نہیں سمجھ سکتے۔ انھوں نے مجھے راضی خوشی تمھارے پاس بھیج دینے کا فیصلہ کیا تاکہ میں اپنی قوم کے ساتھ رہوں۔ اپنے وطن کی خدمت کروں اور یہاں رہ کر آپس میں دوستی اور اتحاد کو مضبوط کرتی رہوں لیکن تم لوگوں نے یہ ثابت کر دیا کہ یہودی کبھی مسلمانوں کے اچھے دوست نہیں ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ ہمارے دوست نہیں بن سکتے، ان میں سے ایک نے کہا۔

شبیابا نے پوچھا: کیا مسلمانوں نے تمھارے کسی بچے کو اغوا کیا ہے اور اسے پرغال بنا کر تمھیں مجبور کر دیا ہے؟ میں کہ ان کے دوست بن جاؤ؟ تم چوری بھی کرتے ہو؟ ”میں نے روزی بھی کرتے ہو۔“

روتھی نے دوسری عورت کے ذریعے کہا: اگر تمھاری نیت صاف ہوئی اور ادا دے نیک ہوئے تو میرے بیٹے کو اغوا نہ کرتے کسی اور ملک کی زمین پر ہم سے ملاقات کرتے۔ تم ایک بار دوستی کے لیے ہاتھ بڑھاؤ۔ تم اپنے قدموں سے جل کر تمھارے پاس چلے آئے لیکن تم نے جارحانہ اقدام کیا ہے۔ یہ بہت سوچ کر میرے بیٹے کو پرغال بنال نہیں مجبور کر دو گے۔ خدا کی قسم اگر اس پر ذرا بھی غصہ آئی تو آج ہی دیواروں کے پیچھے بیٹھے ہوئے تمھارے افسران بالا ہوں

سے کوئی نہیں بچے گا۔ میں تم لوگوں کو صرف چھ گھنٹے کی مسلت دے رہی ہوں۔ چھ گھنٹے بعد ہم تمھارے یورجیم کے خیمے سے اڑا پلاٹ کو تیار کر کے رکھ دیں گے۔ تمھاری عسکری بری اور اغوا ذبح کا کوئی راز راز نہیں رہے گا۔ ساری دنیا یہ تماشا دیکھ کر ہلکے کی فوج آپس میں کسی طرح لڑتی ہے تمھاری فوجیں ایک دوسرے سے لڑ کر خود ہی تباہ و برباد ہو جائیں گی۔

ایک افسر نے کہا: ہم تسلیم کرتے ہیں، ایسا ہو سکتا ہے پہلے صرف ایک نیلی تھیلی کی طاقت تھی۔ ایک مرد اعلیٰ تصور تھا اب مورخا اور جو سمیت تمھارے پاس پانچ نیلی تھیلی کی قوتیں ہیں تم انہی دھمکیاں اس لیے دے رہی ہو کہ ہم دہشت زدہ ہو کر ڈر رہی ہیں۔ ہاں کو آؤ اور کوئی لیکن آپ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھیں، اگر ہم آئے زار دیکھا اگر ہم نے غی تباہی کا ہرادی کا انشاقام تمھارے بیٹے کیا۔ اگر سونیا کو بھی ہلاک کر دیا تب کیا ہوگا؟ کیا پارکس سے زیادہ رشتہ کوئی اور ہے؟

”میں مانع ہوں، پارکس ہماری جان ہوتے زندگی ہے۔ ہم اس کا لا ڈلا ہے۔ ہم اس کے بدن پر ایک ہلکی خراش بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ پھر اس کی ہلاکت کیسے برداشت کریں گے لیکن یہاں ہوں جب سے میں نے بیٹے کو جنم دیا ہے تب سے اسے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ اغوا ہوتے دیکھ رہی ہوں۔ کبھی وہ میری گردن مستقل نہیں رہا۔ میں اس کی جدائی کا زخم آج تک سہی رہی ہوں مگر خدا کو میری منظور ہے کہ میرا بیٹا تمھارے ہاتھوں مارا جائے تو میں اللہ کی رضا پر راضی ہوں اس کی ہلاکت کا کہ ساری زندگی جیلوں کی گھونٹھا قوم میں مل جائے گی۔ میری اس بات کو دیکھی نہ سمجھو چھ گھنٹے بعد یہاں قیامت آنے والی ہے۔“



موریا میری ہدایات پر عمل کر رہی تھی۔ ایک آپ کا سامان خرید کر ہوئی کے کمرے میں آگئی تھی۔ دروازہ بند کرنے کے بعد جڑے سے آئینے کے سامنے بیٹھ گئی تھی۔ ایک آپ کا سامان نکال نکال کر سامنے رکھ رہی تھی۔ میں اسے بتا رہا تھا کہ کون سی چیزیں استعمال کرنا ہے اور کس طرح استعمال کرنا ہے۔

وہ ہاتھ روم میں گئی۔ منتہا ہاتھ اچھی طرح دھونے کے بعد تو لیے سے خشک کر کے آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔ اس کے بعد میری ہدایات کے مطابق ایک آپ کرتے گئی۔ اس نے پوچھا: مشاہد کی طبیعت کیسی ہے؟

”اب وہ اس دنیا میں نہیں ہے۔“ وہ ایک آپ کرتے کرتے مر گئی۔ آئینے میں حیرت سے دیکھتے ہوئے بولی کیا دانتی؟ میں وہ تو صحت مند تھا۔ ایک دن کی

پارکس سے مر گیا؟ ”یہ تم نے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔ اچھا ہو کہ اس کے لیے کو بھول گئی ہو یا کوئی کوئی دشمن یہی جاننے والا تمھارے ذہن سے تیار نہ ہو سکتا ہے۔ ہم سب کو باتی رہتی ہے تم میں۔“

”تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو تم ایک عرصے سے کسی طرح زندہ ہو؟“ ”ہمارے ساتھ کاپ تقدیر کی مہرانی ہے، ہم تہذیب کرتے ہیں تقدیر ساتھ دیتی رہتی ہے۔“

”وہ کیسے مر گیا؟“ ”اپنی غلط حکمت عملی کی وجہ سے۔ وہ صرف زندہ رہنے کے خواہش کرتا تھا مگر زندہ رہنے کی تہذیب نہیں کر سکتا تھا۔ ایس ماٹر کے پاس پیچ کر اسے بھی ٹرانسفارمیشن کے ذریعے ٹیلی پتھی کا علم کھانا چاہتا تھا۔ اگر میں اسے دھیل دیتا تو ٹیلی پتھی جانے والے بہت بڑے دشمن کا اضافہ ہو جاتا لہذا میں نے اسے تم کر دیا۔“

”وہ سم کر بولی؟“ ”ایس ماٹر میرے پیچھے بیٹھ گیا ہے۔ اگر وہ مجھے انکار کرے گا تو کیا مجھے بھی مار ڈالو گے؟“ ”تمیں مارنا ہوتا تو میں بچانے کی فکر نہ کرتا۔ جو میرے اپنے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں ان کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں۔ تم میرے لیے برائی نہیں ہو۔ تم غلام باقی سے محبت کرتی ہو اور غلام باقی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جب تک محبت کا یہ سلسلہ چلتا اور قوادری سے قائم رہے گا، تمھیں دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنسنے کے بعد بھی نہیں ماریں گے۔ تمھیں وہاں کے کنگز کی سلامتی نکال لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

وہ پریشان ہو کر بولی: ”میں نے کیا علم کیا ہے؟ یہ تو میرے لیے مصیبت بن گیا ہے۔“

”میں کہہ چکا ہوں، یہ سب کے لیے مصیبت بن جاتا ہے۔“ وہ سر اٹھ کر بولی: ”میں اپنی بہن کو بہت چاہتی ہوں۔“

”جب تک وہ ذات سے کام لیتی رہے گی۔ اپنے مسلم کو چھو کر رکھے گی۔ دوسرے بظاہر نہیں کرے گی۔ اُن وقت تک محفوظ رہے گی؟“ ”میں نے بڑی غلطی کی۔ تو میری عمل کے ذریعے اس کے لیے کو اپنے داغ سے بھلا دیا۔ اگر یاد ہو تا تو اسے ہوشیار رہنے کے لیے تھی۔“

”یہ تم نے دانشمندی کا ثبوت دیا تھا۔ اچھا ہو کہ اس کے لیے کو بھول گئی ہو یا کوئی کوئی دشمن یہی جاننے والا تمھارے ذہن سے تیار نہ ہو سکتا ہے۔ ہم سب کو باتی رہتی ہے تم میں۔“

”تم مجھے ڈرا رہے ہو۔ اگر ایسی بات ہے تو تم ایک عرصے سے کسی طرح زندہ ہو؟“ ”ہمارے ساتھ کاپ تقدیر کی مہرانی ہے، ہم تہذیب کرتے ہیں تقدیر ساتھ دیتی رہتی ہے۔“

”وہ کیسے مر گیا؟“ ”اپنی غلط حکمت عملی کی وجہ سے۔ وہ صرف زندہ رہنے کے خواہش کرتا تھا مگر زندہ رہنے کی تہذیب نہیں کر سکتا تھا۔ ایس ماٹر کے پاس پیچ کر اسے بھی ٹرانسفارمیشن کے ذریعے ٹیلی پتھی کا علم کھانا چاہتا تھا۔ اگر میں اسے دھیل دیتا تو ٹیلی پتھی جانے والے بہت بڑے دشمن کا اضافہ ہو جاتا لہذا میں نے اسے تم کر دیا۔“

”وہ سم کر بولی؟“ ”ایس ماٹر میرے پیچھے بیٹھ گیا ہے۔ اگر وہ مجھے انکار کرے گا تو کیا مجھے بھی مار ڈالو گے؟“ ”تمیں مارنا ہوتا تو میں بچانے کی فکر نہ کرتا۔ جو میرے اپنے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں ان کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں۔ تم میرے لیے برائی نہیں ہو۔ تم غلام باقی سے محبت کرتی ہو اور غلام باقی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جب تک محبت کا یہ سلسلہ چلتا اور قوادری سے قائم رہے گا، تمھیں دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنسنے کے بعد بھی نہیں ماریں گے۔ تمھیں وہاں کے کنگز کی سلامتی نکال لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

وہ پریشان ہو کر بولی: ”میں نے کیا علم کیا ہے؟ یہ تو میرے لیے مصیبت بن گیا ہے۔“ ”میں کہہ چکا ہوں، یہ سب کے لیے مصیبت بن جاتا ہے۔“ وہ سر اٹھ کر بولی: ”میں اپنی بہن کو بہت چاہتی ہوں۔“

”جب تک وہ ذات سے کام لیتی رہے گی۔ اپنے مسلم کو چھو کر رکھے گی۔ دوسرے بظاہر نہیں کرے گی۔ اُن وقت تک محفوظ رہے گی؟“ ”میں نے بڑی غلطی کی۔ تو میری عمل کے ذریعے اس کے لیے کو اپنے داغ سے بھلا دیا۔ اگر یاد ہو تا تو اسے ہوشیار رہنے کے لیے تھی۔“

”وہ کیسے مر گیا؟“ ”اپنی غلط حکمت عملی کی وجہ سے۔ وہ صرف زندہ رہنے کے خواہش کرتا تھا مگر زندہ رہنے کی تہذیب نہیں کر سکتا تھا۔ ایس ماٹر کے پاس پیچ کر اسے بھی ٹرانسفارمیشن کے ذریعے ٹیلی پتھی کا علم کھانا چاہتا تھا۔ اگر میں اسے دھیل دیتا تو ٹیلی پتھی جانے والے بہت بڑے دشمن کا اضافہ ہو جاتا لہذا میں نے اسے تم کر دیا۔“

”وہ سم کر بولی؟“ ”ایس ماٹر میرے پیچھے بیٹھ گیا ہے۔ اگر وہ مجھے انکار کرے گا تو کیا مجھے بھی مار ڈالو گے؟“ ”تمیں مارنا ہوتا تو میں بچانے کی فکر نہ کرتا۔ جو میرے اپنے ہیں اور مجھ سے محبت کرتے ہیں، میں ان کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہوں۔ تم میرے لیے برائی نہیں ہو۔ تم غلام باقی سے محبت کرتی ہو اور غلام باقی مجھ سے محبت کرتا ہے۔ جب تک محبت کا یہ سلسلہ چلتا اور قوادری سے قائم رہے گا، تمھیں دشمنوں کے ہاتھوں میں پھنسنے کے بعد بھی نہیں ماریں گے۔ تمھیں وہاں کے کنگز کی سلامتی نکال لانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔“

میں نے مورینا کے پاس آکر کہا: "ہمارے ٹھکانے کا دروازہ بند کرنا لگا دکرنا۔ چاہی وہیں چھوڑ دوں؟"

"چاہی تو کاؤنٹر پر جمع کی جاتی ہے؟"

"مردہ مورینا نہیں ہو چکا ڈسٹر سے چالنے کر کے میں آئی تھی۔ کوئی دزیر ہو کسی سے نہ آئی تھی۔ اس پر اس جارہی ہو۔ تم سے کوئی چابی کے متعلق نہیں پوچھے گا؟"

وہ مسکراتے ہوئے بولی: "اوه گاڈ میں بھول ہی گئی تھی کہ میں کوئی دوسری درکی بن گئی ہوں؟"

وہ کمرے سے نکل آئی پھر لفٹ میں پہنچی۔ وہاں سے گراؤنڈ فلو پر آئی۔ لفٹ سے نکلنے کے بعد گاڈ ٹرنر کے قریب پہنچے ہوئے بولی: "کوئی مجھے پہچان تو نہیں لے گا؟"

"تم اندر سے مورینا ہو اس لیے اندیشے میں مبتلا ہو۔ تمہیں ایک آپ کرنے اور روپ بدلتے رہنے کی عادت ہو جائے گی تو بڑی دیر سے کسی بھی جان پہچان والے کے سامنے کھڑے ہو کر گفتگو کرو گی۔ نہ تمہیں کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ تمہیں پہچان سکے گا۔ کچھ بھی کوئی نہیں پہچان سکتا۔ دیکھو میں نے تمہیں باتوں میں لگا کر ڈسٹر کے پاس سے گزار دیا ہے۔ تم باہر آگئی ہو۔ اب آگے بڑھ کر پانک ایریا میں دیکھو۔ ایک سفید رنگ کی کار کے پاس ہلکی سی دردی پنے ہوئے ایک ڈاکٹر ہو رہے ہیں۔ اس کے سامنے ہنچو وہ تمہارے لیے گاڈی گاڈ دروازہ کھول دے گا؟"

اس نے ایسا ہی کیا۔ جیسے ہی اس کے قریب پہنچا ڈاکٹر مورینا سے سلام کیا۔ پھر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ وہ بیٹھتے ہوئے بولی: "اوه فریڈ ایریسب کا میوں جیہاں گ رہا ہے یوں لگتا ہے جیسے میں کوئی جاسوس ہوں اور ڈسٹنوں سے چھپی ہوئی ہوں۔ بڑا مزہ آ رہا ہے؟"

"میری ہور ہا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ کہاں نہیں تھا دی زندگی کی حقیقت ہے۔"

"میں کہاں جا رہی ہوں یہ کسی کا ہے۔ تم اتنی جلدی سارے اختلافات کیسے کر لیتے ہو؟"

"یہ باتیں رفتہ رفتہ معلوم ہو جائیں گی۔ ابھی کام کی بات سنو۔ یہ کار تھیں فلنگ کلب پہنچنے کی۔ وہاں دو شخص تمہاری گاڈی کے پاس آئیں گے گا۔ کار کا دروازہ کھولیں گے۔ تم ان کے ساتھ چلی جانا۔ وہ تمہیں بتائی گا پٹر میں کہیں سے جائیں گے؟"

"کہاں سے جائیں گے؟ مجھے ڈرنگ رہا ہے؟"

"تم اپنے دماغ کے دروازے میرے لیے کھلے رکھو گی تو میں تمہاری نگرانی کرتا رہوں گا تمہیں جہاں لے جایا جا رہا ہے مجھے اس جگہ کا علم نہیں ہے۔ میں تمہارے ہی ذریعے وہاں کا پتا لگھانگا"

معلوم کر سکتا ہوں؟

"یعنی ڈرنے کی بات نہیں ہے؟"

"پٹر لپٹے دل سے ڈرنے کا دل دو قدم سے نیل بھی پہنچنے لگا ہے۔ اپنے لیے ایسی زندگی گزارنے کا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ میں پھر تمہارے اختیار میں نہیں ہوں۔ حالات تمہیں کہیں سے کہیں پہنچانے میں لے کر آئے۔ ایک ایک غلطی کے پاس پہنچ کر رک گئی۔ دو شخص گاڈی کے پاس آئے۔ ایک نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔ باہر آئی۔ انھوں نے ادب سے سلام کیا اور آگے جانے لگے۔ وہاں کے پیچھے چلنے کی تھیں۔ بلی کا پٹر میں سوار ہو گئے۔ اسی وقت بولی نے مخاطب کیا۔ میں نے کہا: "مورینا! میں تمہارے پاس آ رہا ہوں۔ تمہیں پھر کھانا ہوں۔ اپنے دل سے ڈرنے کا دل دو قدم پہنچ کر رہو۔ میں بہت جلد غلام باقی کو تمہارے پاس پہنچا دوں گا؟"

میں اسے تسلیاں دے کر دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہانکے گونگ ہوئی کے سامنے رکی ہوئی تھی۔ ایک شخص نے آکر دروازہ کھولا۔ اسے باہر گئے۔ پھر اس کے ساتھ چلتے ہوئے چوٹی کے اندر پہنچے۔ وہاں سے لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر پہنچ کر ایک کمرے کی داخلی ہو گئے۔ کمرے کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

برکام سولت سے سگریٹ پکڑے ہوئے تھا۔ وہاں بیٹھ کر اسامان اور ہارے لیے مختلف لباس رکھے ہوئے تھے۔ ایک کمرے والے بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے جوان جوڑے کی تصویر دکھائی۔ ان کی تصویر میں مختلف زاویوں سے اناری گئی تھیں۔ ان کے مطابق ہمارا ایک آپ شروع ہو گیا۔ اس نے کہا: "جناب! ان دونوں کی آوازوں کا کیٹ بھی ہے۔ کیا آپ سننا چاہیں گے؟"

"تھوڑی دیر بعد سنوں گا۔ پھر ان کے متعلق سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ تم جو کچھ جانتے ہو وہ بتاؤ؟"

اس نے بتایا: "ٹرکی کا نام انا میرا ہے اور جان کا نام جی ہے۔ یہ دونوں کیپ ٹاؤن کے رہنے والے ہیں۔ ان کی شاد کا ہوئی ہے انھوں نے ہنر من ماننے کے لیے نیا گراڈ اشارے پاں ایک کایٹ ریزڈ کر لیا تھا۔ ان کا تعلق ریڈ پاؤں سے ہے۔ جہاں ہاں نے انھیں خود یارک بلاں بنے جب آپ ان کے کانچے کی پہنچیں گے تو ان کا میرے سڑیکٹ ادارے سے تعلق رکھنے والے تمام اہم کا فزات وہاں موجود ہوں گے؟"

میں نے پوچھا: "میں مورینا کی خبر پتا رہی ہو؟"

انا میرا یارک آواز سنو کہ اس کا بوجہ دو گونگ گا۔ انداز اختیار کر کے میں باقی معلومات اس کے دماغ سے حاصل کر لوں گا؟"

اس شخص نے ریکاڈر قریب لاکر رکھا۔ اس میں انا میرا

آواز کا کیٹ لگایا۔ پھر اسے آن کر دیا۔ میں نے مورینا کے دماغ میں جا کر دیکھا۔ وہ بتائی گا پٹر میں سگریٹ پکڑ رہی تھی۔ مجھے دماغ سے ہونے کے سکرانے لگی۔ میں نے کہا: "تمہاری سکرابٹ بتا رہی ہے، دل سے ڈرنے لگ گیا ہے؟"

وہ بہتر مسکراتے ہوئے بولی: "دراصل میں نے ایسی زندگی بسر نہیں کرانی۔ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ایسے حالات سے دو چار ہونا پڑے گا۔ تم لوگوں کی طرح میرا دل بھی رفتہ رفتہ مضبوط ہو جائے گا۔ باقی کہاں ہے؟"

"اس کا بھی جی بدل گیا ہے۔ وہ بہت جلد تم سے ملے گا؟"

"میں نے ایک ادھ بار اس کے دماغ میں سینچنے کی کوشش کی۔ وہ سانس روک دیتا ہے۔ فی الحال کوئی دشمن ٹیلی ویزی جاننے والا نہیں ہے۔ اسی لیے تو میں نے بھی اپنے دماغ کو تمہارے لیے آزاد چھوڑا ہوا ہے۔ پھر میرا راستہ کیوں روکتا ہے؟"

"وہ صرف میرے کو ڈر ڈر کر دماغ کے دروازے کھولتا ہے۔ میں اسے سمجھا دیتا ہوں۔ تم چند کیلنڈر بعد اس سے سوچ کر کے ذریعے گفتگو کر سکو گی؟"

میں نے غلام باقی سے پوچھا: "کیا تم مورینا کو بھی دماغ میں نہیں آنے دیتے ہو؟"

"آپ نے میرے اور اس کے درمیان کو ڈر ڈر مقرر نہیں کیے ہیں اس لیے احتیاطاً سانس روک دیتا ہوں؟"

"فی الحال کوئی دشمن ٹیلی ویزی جاننے والا نہیں ہے۔ تم مورینا کے ساتھ کو ڈر ڈر مقرر کر لو اس کے مطابق سوچ کے ذریعے گفتگو کرنا۔ میں اسے سمجھا کر دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ ہمارے چہروں پر ایک آپ ہور ہوا تھا۔ میری آنکھیں بند تھیں۔ ریکاڈر سے ابھرنے والی انا میرا یارک آواز میرے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ میں وہ آواز سننے لگتی تھی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ کل ہی دامن بنی تھی۔ اپنے دلہلے کے ساتھ تھی۔ میں خود آوازیں لگایا۔

میں نے انھیں کھول کر آئینے میں دیکھا۔ ایک آپ کرنے والے بڑی مہارت سے چہرہ تبدیل کر رہے تھے۔ میں تصویر کے مطابق جے دائرہ بنا جا رہا تھا۔ بڑی تقریباً انا میرا یارک پکی تھی میں ریڈ پاؤں کے ہاں کے پاس گیا۔ وہ اس جگہ میں تھا جہاں مورینا پہنچنے والی تھی۔ میرے مخاطب کرنے پر اس نے کہا: "جناب! انا میرا یارک آواز میرا یارک پکی تھی۔ میں وہ آواز سننے لگتی تھی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ کل ہی دامن بنی تھی۔ اپنے دلہلے کے ساتھ تھی۔ میں خود آوازیں لگایا۔

"ہاں یہ میں بتانا بھول گیا تھا؟"

"اس کا نگرہ ہونا ہمارے لیے برا بل پید کرے گا۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کے دن نسلی فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ وہ لوگوں کو

کانوں سے عداوت ہے اور کانوں کو گورڈ سے نفرت ہے۔ یہ یاد رکھنا۔ ایک ایک ہستی یا قابل عورت لیڈی ہینا اس جگہ میں رہتی تھی۔ اس کا ایک جوان عاشق تھا۔ ہم نے سوچا تھا مورینا اور اس کے بولنے فریڈ کو اس روپ میں یہاں کہیں گے؟"

"میں دشواری سمجھ گیا۔ لیڈی ہینا کا فریڈ گوری چوڑی والہ ہے۔ لہذا میرا سستی غلام باقی وہاں مورینا کے ساتھ جگہ میں نہیں رہ سکے گا۔"

"جگہ کے کوڈ پٹر میں میں ٹیگر ولادیمیر میں ایک مرد اور دو عورتیں ہیں۔ ہم اس مرد کی جگہ غلام باقی کو ایڈجسٹ کر سکتے ہیں؟"

"شک ہے ہی نہیں؟"

"آپ غلام باقی اور مورینا کو سمجھا دیجیے۔ اس علاقے میں وہ ملکہ اور ملازم کی حیثیت سے رہیں گے۔ ان میں بے تکلفی ہوئی کسی کوشش ہو کر ایک گوری عورت کسی کا لے آئی کے ساتھ رہتی ہے تو ایسا بھی فسادات شروع ہو جائیں گے؟"

میں نے کہا: "یہ بڑا برا بل ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے دیوانے ہیں اور کوئی بھی غلطی کر سکتے ہیں۔ میں کہاں تک ان کی نگرانی کروں گا؟"

وہ کچھ سوچ کر بولا: "نسلی فسادات انگلیڈ اور امریکا میں ہو رہے ہیں۔ کیا مورینا کی دوسرے ملک میں نہیں رہ سکتی؟"

میں نے مورینا کے پاس پہنچ کر پوچھا: "موجودہ حالات میں تمہارا ایک ٹیگر کے ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے کیا تم غلام باقی کے ساتھ جبرک جاسی ہو؟"

وہ عرض ہو کر بولی: "خود جاؤں گی؟"

میں نے ریڈ پاؤں کے پاس سے کہا: "آپ دونوں کو پیری روانہ کر دیجیے؟"

"میں اختلافات کر رہا ہوں۔ غلام باقی سے کہہ دیجیے، میرے آدمیوں کے ساتھ نیویارک چلا آئے۔ مورینا بھی یہاں پہنچ جائے گی۔ میں نے غلام باقی سے کہہ دیا ہے۔ نیویارک جانا ہے۔ اور ہمارا ایک آپ ہو چکا تھا۔ پدمی کے سامنے انا میرا یارک تصویر بن گئی اور میرے سامنے جے دائرہ بن گیا۔ انا میرا یارک پکی تھی۔ میں وہ آواز سننے لگتی تھی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ کل ہی دامن بنی تھی۔ اپنے دلہلے کے ساتھ تھی۔ میں خود آوازیں لگایا۔

"اب تک تم نے اور شبانے کچھ نہ تو کیا ہی ہوگا؟"

"ہم بہت ہی اہم لوگوں کے دماغوں تک پہنچ چکے ہیں۔"

اس کے باوجود ابھی بہت کچھ کرنا ہے یہاں متحدہ موجودی ضروری ہے۔ اپنی تمام ضروریات چھوڑ کر میرے بیٹے کے پاس آؤ۔
 میں سونیا کے پاس پہنچ رہا ہوں۔
 سونیا کا دانا ہم پرین ٹیلی بیٹھی جلنے والوں کا مرکز بن گیا۔ میں نے پوچھا: رونی نے جو چیخ کیا ہے اس کے تعلق تمہاری کیا ملنے ہے؟
 "اوردو چار گھنٹے بعد اگر پوچھتے تو چھاپتا۔ جب اس نے اتنا بڑا چیخ کیا تھا تو میں فوراً میرے پاس آنا چاہیے تھا۔ یہ نہ کتنا بڑی طرح معروف تھی۔ یہ سنتے سنتے کان پک گئے ہیں۔"
 "میں کچھ نہیں کہوں گا؟"
 "تم کیوں کہتے تھے؟"
 "عقائیں کھرا تھا۔"
 "منہ چھلکا جواب دے رہے ہو؟"
 "کام کی بات کرو۔"
 رونی نے کہا: فرما اس وقت یہ باتیں ابھی نہیں ہیں۔
 "تم عورتوں کو جو کرنا ہے وہ کرتی رہو مجھے جو کرنا ہو گا کروں گا۔"
 "سونیا کی بات پر ناراضی نہیں ہونا چاہیے۔ اکثر لوگ ایسے ہی معروف ہو کر اپنی اولاد سے غافل ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی ابھی بات تو نہیں ہے یہیں معلوم ہے کہ شرافت خاندان میں کس لیے تم کس طرح دن رات معروف رہتے ہو لیکن اس سے ہم نام بٹاتے۔"
 "بیٹے کا حال نہ دو۔ آج تک اسی لیے گھروں میں نہ نکلا۔ سدا دشمن حالات اس کی اجازت نہیں دیتے۔ اگر میں تمہاری طرح بیٹے سے لگا رہ سکتا تو ایک گھر بھی بنا سکتا تھا۔ بہر حال بحث میں وقت ضائع نہ کرو۔ میرا خیال ہے ملک میں کے آدمیوں کے ذریعے تم اور دنیا ام انسان تک پہنچ چکی ہو۔"
 "ہم ایسا کیسے ہیں لیکن سونیا کتنی ہے، مجھ گھٹنے سے پیسے ہی میرے مطالبات تسلیم کر لے جائیں گے۔ میرے بیٹے کو یہاں سے جلنے کی اجازت دے دی جائے گی۔"
 میں نے کہا: یہ بڑی بڑی باتیں ہیں۔ ان کی پیشگوئی ہمیشہ درست ہوتی ہیں۔ پھر گھر لائے کیا بات ہے؟
 میری بات ختم ہوئے ہی دروازے پر دستک ہوئی سونیا نے کہا: کم ان؟
 دروازہ کھلا۔ وہاں دوفوجی انٹرکھڑے ہوئے تھے۔ ایک نے کہا: مادام اہم دوستی کے لئے جڑ جیسے آئے ہیں۔ کیا آپ ہیں یا جیٹا پسند کریں گی جو وہاں نے میرے سے گفتگو کر لی آپ کو اسٹر پارک کے ساتھ یہاں سے روانہ کر دیا جائے گا۔
 اس نے کہا: مجھے انوکھ ہے۔ میں تمہاری کسی میٹنگ میں

شریک نہیں ہو سکتی۔ پہلے پاس کو یہاں سے لے جاؤں گی۔ بعد میرے ٹیل: بیٹھی جانے والے تمہاری میٹنگ میں شریک ہو کر دونوں انسان نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ وہ جانا پہچانے تھے۔ سونیا نے کہا: اپنے پرہیزش اعلیٰ انسان سے کہہ دیں بابا فرید واسطی صاحب کے ادارے سے ایک چارٹرڈ طیارہ ہمارے گا۔ ہم اس میں جا سکیں گے چونکہ ہمارے درمیان اختلاف کا تصور ہے لہذا ہم تمہارے طیارے میں سفر نہیں کریں گے۔
 دونوں انسان چلے گئے۔ دروازہ بند ہو گیا۔ سونیا نے کہا: "رونی! اپنے صاحب سے کہو کہ بڑی بی بی کی پیشگوئی درست ہے۔ میں کوئی کال نہیں کرتی۔ حالات کا جائزہ سے کرات کرتا ہوں۔ اب سے پہلے میں ہم نے ایک بہت بڑا جیٹنگ کیا تھا۔ اس کے مطابق تو اب تک کے جسر ٹرکوں کے دھماکوں سے انڈیا تھا۔ نیچے میں پورا شہر تاریکی میں ڈوبا رہا۔ عجیب طرح کی دھشت پھیل گئی۔ وہ پھر ایسا نہیں چاہیں گے۔ یہ سبھی کی بات ہے دنیا کا کوئی ملک شرافت جاننے والوں سے اپنے اہم لازچنگ پارک نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی شرافت جاننے والوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ہمارے گرد پ میں خیال خراب کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ دیکھتے ہیں کہ ایک کو ہلاک کر کے تو باقی خیال خراب کرنے والے ہوسے ملک میں زلزلہ پیدا کر گئے۔ بانی دی وئے تمہارے بڑے صاحب کو میری پیشگوئی سے بہت دکھ پہنچا ہے۔"
 میں نے کہا: بڑھاپے میں یہ علم کام آئے گا۔ ایک فوج کے ساتھ دکان کھول کر بیٹھ جانا۔ خاصی آمدنی ہوگی۔
 رونی نے پوچھا: کیا تم دونوں لڑتے ہی رہو گے؟
 کی بات نہیں کرو گے؟
 سونیا نے کہا: کام کی بات ہمارے دشمن کہہ رہے ہیں۔
 دروازے پر دستک سانی دی۔ سونیا نے کہا: دیکھا۔ ہم کام کی بات کرنے آئے۔ پھر اونچی آواز میں ملتی ہیں ان؟
 دروازہ کھلا۔ وہی دوفوجی انٹرکھڑے آئے ان میں سے ایک نے کہا: مادام! آپ خاص طیارہ منگو سکتی ہیں۔ جب چاہے جا سکتے ہیں لیکن طیارے کے آگے تک ہلکی میٹنگ میں شریک ہو جائیں پھر ان کا رد کریں۔"
 سونیا نے کہا: میٹنگ میں جتنے حضرات شریک ہوتے ہیں وہ سب ناشکی ہوتے ہیں۔ نہ ان کی باتوں میں کوئی وزن ہوتا ہے۔ نہ ہی وہ اپنے طور پر فیصلہ کر سکتے ہیں۔ فیصلہ کرنے والے ساتھیوں کے پیچھے ہستے ہیں۔ ان سے کہو۔ اسنے بڑے ہل کی میٹنگ کرنا ہلکی آواز میں کیا رکھنا اور کیوں کے ذریعے دستاویزی سلم تیار کرنا فغول سی باتیں ہیں۔ اگر ضروری بات کرنا چاہتے ہیں تو

جس کو بھی کہیں شریک کے ذریعے کر کے ہیں۔ یہاں میرے سامنے ہانک اور مانیٹرنگ دی رکھ دیا جائے۔ جب میں پہل جاؤں تو فرما دو۔
 رونی اور شیا کسی ڈمی کے ذریعے اسی طرح گفتگو کریں گے۔
 وہ انٹرکھڑے چلے گئے۔ اس دوران رونی نے مناب شرافت سے کہہ دیا تھا کہ طیارہ وہاں سے روانہ کر دیں۔ پھر ڈمی دیر بعد فوجی جواؤں نے سونیا کے کمرے میں ہانک اور مانیٹرنگ دی لاکر رکھ دیا۔
 میں نے ہزار ہوں کہا کہ ان لوگوں کو میٹنگ کرنے کی تیاری تک لگتی ہے۔ چنانچہ اس کی بجائے کرنا چاہتے ہیں۔
 انہوں نے ہانک کو سونیا کے سامنے رکھا۔ اس سے کہو: فاضلہ پرانی دی رکھ دیا گیا۔ پھر اسے ان کے کمرے سے باہر چلے گئے۔
 دروازہ بند ہو گیا۔ سونیا نے ہانک کو ان کرنے کے بعد کہا: "ہیو! میں اپنی آواز سن سکتی ہوں۔ آپ فرمائیں کیا کرنا چاہتے ہیں؟"
 اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا: "مادام سونیا! ہم آپ کے ذریعے فرماؤ رونی اور شیا سے معذرت چاہتے ہیں۔ پھیلی میٹنگ میں ہمارے درمیان تعلیم پیدا ہو گئی تھیں۔ ہمارے سامنے جو بے اعتباری ہے اس سے ہم دونوں کو نقصان پہنچ سکتے ہیں۔ درست ہے کہ میں بہت زیادہ نقصان پہنچا بلکہ ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ اور آپ لوگوں کا نقصان بہت کم ہوتا۔ پھر میری نقصان زیادہ ہو یا کم ہو نقصان ہی ہوتا ہے۔"
 اسکرین پر وہ جوانی تحریریں مسٹ گئیں۔ اب دوسری تحریریں ابھرنے لگیں۔ آپ نے ہمارا فیصلہ سن لیا ہے۔ آپ اسٹر پارک کو جب جائیں یہاں سے لے جا سکتی ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آپ پر بھی پورا اعتماد کر رہے ہیں۔ کیا آپ کی جانب سے بھی ایسا ہی کیا جائے گا؟
 سونیا نے کہا: "میٹنگ ہم زبان کے پابند ہیں۔ جو کہتے ہیں وہ ضرور کرتے ہیں۔ یہاں شام تک خیاباں پہنچ جانے کی ہائی دی ہے۔ دھڑلہ اعتماد پر ہی قائم نہیں ہوتا۔ جب تک طاقت کا توازن نہ ہوگا کسی کو کسی سے خوف نہ ہو۔ دوستی کے معاملے میں ایک پیدا نہیں ہوتا۔ ابھی تو دی اسکرین سادہ تھا تو پھر سونیا ہول دی تھی دوسری طرف وہ کھڑے رہے تھے۔ وہ کہہ رہی تھی: ہمارا آپ کا معاملہ حقیقت ہے۔ آپ طاقت کا توازن چاہتے تھے۔ اس لیے پاس کو مجھ کو اور شیا کو وہاں رکھنا چاہتے تھے تاکہ میری جمان بن کر رہیں۔ ہمارے اطراف اتنا سخت پیرا ہو کہ میں کیسے سرحد پار کر سکیں اور آپ اپنی باتیں ہم سے منوا سکیں۔ بہر حال آپ نے دیکھا۔
 رونی بھی مناسک کی عورت نے اپنے بیٹے کو قرآن کریم دینے کا فیصلہ کر لیا۔ میں بھی جان دیتے کہ تو کبھی لیکن یہ طاقت کا توازن نہیں تھا۔ ہم صرف دوتھے اور یہاں تمہاری پوری قوم نیست و نابود ہونے والی

تھی۔ لہذا آئندہ اس بات کو یاد رکھنا کہ اعتماد خوف سے پیدا ہوا ہے۔ دوستانہ جذبے سے نہیں۔
 اسکرین پر جواب موصول ہونے لگا۔ وہاں کھڑا تھا: آپ کی باتیں بڑی عجیب ہیں۔ مجھ پر حقیقت سے انکار نہیں کریں گے۔ میں اس بات کی خوشی ہے کہ وعدے کے مطابق کل شام تک میں شیا یہاں تقریباً دو گئی۔ کیا تم ان کے لیے خصوصی طیارہ روانہ کر دیں؟
 "جی ہاں شیا کو اپنی قومی ایلر لائی کے طیارے میں سفر کرتے ہوئے خوشی ہوگی۔ آپ اسے انقرہ بھیج دیں۔"
 میں نے کہا: اب سارے معاملات طے ہو چکے ہیں۔ میری ضرورت نہیں رہی۔ میں جا رہا ہوں۔ کوئی اہم بات ہو تو بلائیے۔
 میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ ہم نے لباس تبدیل کر لیا تھا۔ میرے سامنے انامیرا کھڑی ہوئی تھی اور پوری کے سامنے جے والا دکھائی دے رہا تھا۔ ہمارے لیے جوسٹ کس لائے گئے تھے۔ انہیں کول کر دیکھا۔ میرے سوٹ کیس میں بہترین جوڑے اور میری ضرورت کا سامان تھا۔ اسی طرح پوری کے لیے ایک سوٹ کیس میں بہترین لباس اور ضرورت کی چیزیں تھیں۔ ہم پورٹ کے پیچھے دروازے سے نکل کر ایک کھڑی بیٹھے گئے۔ وہاں سے ہمارا سفر شروع ہو گیا۔
 اور سونیا کو اپنے چارٹرڈ طیارے کے لیے سارے تین گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ جب اطلاع دی گئی کہ طیارہ پہنچ گیا ہے تو وہ پارک کے ساتھ ایک کار میں گر بیٹھ گئی۔ منگل پارک سے کوہاں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اب اسے شیلے کے ہمراہ آئے والے پارک کے ساتھ تھا۔
 شیا سونیا۔ رونی اور پارک کے داغوں میں موجود تھیں تاکہ کوئی خطرے کی بات ہو تو فوراً بچاؤ کی تدبیر کی جاسکے۔
 جب وہ پارک کے ساتھ کار میں بیٹھ کر رائیڈ پورٹ کی طرف روانہ ہوئی۔ تب ہی شیلے نے گھبرا کر کہا: "میں جا رہی ہوں۔ یہاں قلعے میں اچانک فائرنگ شروع ہو گئی ہے۔"
 وہ چلی گئی۔ زارید آکر بولی: "سونیا! رونی! یہاں خطرہ ہے ہمارے قیدی قلعے پر حملہ ہو رہا ہے۔ کئی ہینل کا پٹرول واٹر گن ہے۔ میں اور پچاس فوج کے ذریعے حملہ آور قلعے کے اندر اتر رہے ہیں۔"
 سونیا نے کہا: "اودھلا یا! یہ کیا ہو گیا۔ دیکھو شیا! تمہاری کامیابی یہی ہوگی کہ تم نے خواس میں رہو۔ اگر وہ خواس کا مظاہرہ کیا تو دشمن غائب آ جائیں گے اور رونی اسرائیلی انسان کو یہ پتا نہ چلے کہ شیا پر کیا افتاد آپڑی ہے۔ درندہ ویسویں گے کہ یہاں یہاں نہیں آئے گی۔ لہذا مجھے اور پارک کو روک لیا جائے گا۔"
 شیا ہلکی۔ رونی نے کہا: میں تھیں اور پارک کو چند سیکنڈ کے لیے چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ ابھی آتی ہوں۔
 وہ میرے پاس آکر بولی: شیا خطرے میں ہے۔ اس کے

قلعے پر اچانک بڑے جیلے پر حملہ کیا گیا ہے۔ تم فوراً وہاں پہنچو۔
وہ اطلاع دے کر چلی گئی۔ میں باؤں اول کے دماغ میں
پہنچ گیا۔ وہاں تو لڑائی لڑی گئی۔ آری میں۔ اچانک کے ذریعے نہ
بول رہی تھی۔ شیا! جو جواد باؤں کو لے کر اپنے میزبوم میں رہو۔
خطو بڑھتے ہی چور دروازے سے نکل جانا۔

شیانے آمنہ کے دماغ میں پہنچ کر کہا: میں بڑی میں ہوں۔
تھیں خطرے میں چور لڑتے جاؤں گی۔ جو جواد باؤں میرے میزبوم
میں معذور ہیں۔ میں خیال خواتین کے ذریعے دیکھ رہی ہوں کہاں کیا
ہو رہا ہے۔

میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا: دیکھو سائس دروکن
میں معلوم کرنا چاہتا ہوں! آخر یہاں کیا ہو رہا ہے اور یہ کون لوگ
ہیں۔ تمہارے ذریعے پندرہ لوگوں تک پہنچنے کے بعد دماغ سے چلا
جاؤں گا۔

وہ باؤں میں اگر دیوار کی آڑ سے دیکھنے لگی۔ باہر تاریکی میں
اچھی طرح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ قلعے کے اندر اچھی خاموشی
کا انتظام تھا لیکن آمنہ نے مکمل اندھیرا کر دیا تھا۔ بہت سے لڑکوں
سے اترنے والے زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی گولیوں کا نشانہ بن
گئے تھے مگر گولیوں کے لیے بھی تھے جو صحت سلامت اتر آئے تھے شیا
کے مسلح آدمیوں سے ان کا باقاعدہ مقابلہ ہو رہا تھا یا اس آٹھ کر
بیڑ لیا تھا اور جو کچھ بھڑک رہا تھا جانتا تھا۔ شیا نے پٹ کر کہا۔
"اے سونے دو"

میں نے میری رائے سے کہا: کیا تم ان حالات میں جو جو کو مسلح
رکھنا چاہتی ہو۔

"مجبور ہے۔ میں نے اس پر توجہ کی عمل کیا تھا۔ وہ دو گھنٹے کی
نیزد پوری کرے گی۔

یہ میرے کیوں کیا تھا؟

"سونیا کا مشورہ تھا۔ میں ابھی تفصیل بتا نہیں سکتی۔

وہ دوڑتی ہوئی باؤں کے پاس آئی پھر آمنہ کو مخاطب کرتے
ہوئے بولی۔ "جو جو کیا ہوگا؟"

آمنہ نے کہا: "اے سونے دو۔ تم باؤں کو لے کر ترخانے میں
چلی جاؤ۔ حالات بگڑ گئے تو میں جو جو کو لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی۔
شیانے کہا: تم مجھے کیوں بھگانا چاہتی ہو کیا تم مجھے بہرہ میں
تھیں تنہا چھوڑ دوں گی؟

"شیانے حالات کو سمجھا کر تم ترخانے میں رہ کر بھی خیال خواتین کے
ذریعے دشمنوں سے لڑ سکتی ہو۔ میرا کہہ کر وہ درہ کرکٹ کرنا نہ
ہے۔ ہم دونوں میں بہت فرق ہے۔ جو کہہ رہی ہوں وہ کرو۔ اس وقت
تمہارا دماغ کام نہیں کرے گا۔"

میں نے کہا: آمنہ درست کہہ رہی ہے۔ تم باؤں کو لے کر
میں باؤں میں آمنہ کے ساتھ بہنوں کا جو جو کچھ حفاظت کر دوں گا
میں آمنہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ سانس روکنا چاہتی تھی لیکن
کہا: میں خراب ہوں۔ کوئی بھی دشمن مقابلہ پر آئے تو اس پر گولیوں
سے پہلے کسی طرح ہلنے پر مجبور کرنا۔

وہ ایک تاریخی قلعہ تھا اس کے چاروں طرف بہت اونچ
اور مضبوط دیواریں تھیں۔ پہلے زمانے کی توپ کے گوشے ان دیواروں
کو توڑ نہیں سکتے تھے۔ اس کے باوجود وہ قلعہ پہلے زمانے کی چیز تھا
یہ مضبوط دیواریں کسی کام نہیں آئیں۔ دشمن طیاروں اور ہیلی کاپٹر
ہیں اور پیراشوٹ کے ذریعے اندر پہنچ جاتے ہیں۔

آمنہ میری ہدایت پر عمل کرنا چاہتی تھی لیکن دشمن موقع نہیں
دے تھے۔ وہ کسی طرح شیا کے جانبازوں کا خامروہ توڑ کر اس علاقہ
میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ جہاں شیا نے باؤں جو جواد آمنہ کے
ساتھ ہائش اختیار کیا ہوئی تھی۔ ان کے انداز سے پتا چل رہا تھا
شیا یا باؤں یا دونوں کو اغوا کرنا چاہتے ہیں یا دونوں کو ختم کر دینا چاہتے
ہیں تاکہ ایک ہی جہتی کی قوت کے ہو یا پھر باؤں کو اغوا کر کے وہاں
لیے دشوار یاں پیدا کرنا چاہتے تھے۔

پیراشوٹ سے اترنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی۔ بہت
زبردست حملہ تھا۔ جانبازوں کا لکھا کر گپے تھے کچھ زخمی ہو رہے تھے کچھ
رہے تھے میں نے کہا: آمنہ فوراً اندھا جاؤ۔ دشمن غالب آ رہے ہیں
جو جو کو اغوا کرے چلو۔

وہ دوڑتی ہوئی کوٹھی کے بیرونی دروازے تک آئی۔ اس
کی طرف تڑا تڑا کرنگ ہونے لگی۔ وہ اندر سے ترنگ بڑی چھڑتی
پر رہتی ہوئی جانے لگی مگر حملہ آور ہی دوڑنے آ رہے تھے۔ وہ چھڑک
جھانکنے کی مصیبت پر تھی کہ اب تک کسی بھی حملہ آور کی آواز نہ سنا
نہیں دی تھی۔ ظاہر ہے کہ وہ شیا میں ہی بیٹھ جاتے والی کے قلعے
پر حملہ کرنے آئے تھے وہ دم توڑتے وقت قہری آواز نہ لگنے لگا
کوشش کرتے اداسی میں ان کی کامیابی تھی۔

آمنہ اس سے آگے نکل گئی تھی ایک کمرے میں جا کر اس نے
الائی کو پوری طاقت سے دھکیل کر گرادیا۔ پھر اس کے پیچھے بھاگ کر
آنے والوں پر گولیاں چلانے لگی۔ یکے بعد دیگرے کئی حملہ
گولیاں لگا کر گپے جو پہنچے وہ دائیں بائیں چٹ گئے کوٹھی کے
دوسرے حصے سے گزرتے ہوئے شیا دھیرہ کو تلاش کرنے لگی
آمنہ وہاں سے آٹھ کر تیزی سے ہٹتی ہوئی بیڑم میں پہنچی
جو جو آٹھیں بند کیے بغیر سو رہی تھی۔ اس نے آٹھیں گن کر شیا
سے لٹکا اور اس کی طرف بڑھی تاکہ اسے کا ندھ سے ہلا کر چھ
دروازے کی طرف چل جائے۔ اسی وقت شیا میں سے گولی پھٹی

آواز سنا دی۔ آمنہ کے حق سے پہنچ نکلی۔ وہ اچھل کر فرش پر گر پڑی
پھر جلدی سے بچنے کی کوشش کی لیکن اس کا زخم آٹھیں بھونک کر اڑا
جیتے یہ غیبت تھا کہ گولی بانو کو جھینٹ ہوئی گزرتی تھی۔ اس نے
دوسرے ہاتھ کے سارے اٹھنے کی کوشش کی پھر دوسری گولی لگی۔
وہ ٹپ کر دریا بھلی۔ پھر فرش پر گر پڑی آنے والے حصے تھے۔

ان میں سے ایک نے جیب سے ایک بڑی سی تصویر نکالی اسے
دیکھتے ہوئے جو جو دیکھا۔ پھر طبعی ہو کر تصویر میں جیب میں رکھی اپنے
ساتھ کیوں کا اشارہ کیا۔ ایک نے آگے بڑھ کر جو جو اٹھایا اور
اپنے کا ندھ سے ہلا دیا۔

آمنہ موت سے لڑ رہی تھی میں اس کے ذریعے دیکھ رہا تھا
اس کے اندر وہ اس کی قوت پر برداشت میں اضافہ کر رہا تھا۔ اس
نے اچانک ہاتھ بٹھا کر جانے والے کی ٹانگ پر پڑی۔ وہ لوٹ کر پڑا
جو جو جیت کرنا چاہتا تھا مگر دوسرے نے جو جو بھونک لیا اسے
کے روٹھ سے بھاگنے لگا۔ آمنہ نے فرش پر بیٹھتے ہوئے آگے
بڑھنے کی کوشش کی لیکن قوت پر برداشت جواب دے گئی۔ وہ باؤں
فرش پر چاروں شانہ جیت ہوئی۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔ اب میں اس کے ذریعے دیکھ سکتا
تھا اور نہ اغوا کرنے والوں کا تعاقب کر سکتا تھا۔ میں شیا کے پاس
آگیا وہ ترخانے کے چور دروازے کے پاس کھڑی کان لگا کر
گن رہی تھی۔ آمنہ کے ذریعے وہ بھی سب کچھ دیکھ رہی تھی جب
وہ بے ہوش ہو گئی تو یہ ٹپ کر چور دروازے سے نکلنا چاہتی
تھی۔ ایسے ہی وقت میں اسے اسے روک دیا۔ "خبردار! ایسی غلطی نہ کرنا۔"
میں میں جاؤں گی۔ وہ جو جو کو لے جا رہے ہیں۔

"وہ موت جو جو کے لیے نہیں تھا اسے اور باؤں کے لیے بھی
آئے تھے تھیں کوٹھی میں ٹاش کر رہے ہیں۔ تم تھانہ کا مقنا بل کیے
کر دوں گے۔ جگہ وہ اپنی آواز میں سن رہے ہیں۔ ان حالات میں ٹیٹی تھی
کا ہتھیار بالکل بے کار ہے۔ میں اس ترخانے سے نہیں نکلنا چاہتی۔
میں اسے باؤں میں لگا کر چور دروازے سے زینے کے
ذریعے نیچے اتار دیا اور ترخانے میں پہنچا دیا۔ وہ چونک کر بولی: "اے
میں باؤں ہی باؤں میں یہاں جلی آئی تو ہاں! آمنہ بے ہوش ہو گئی
بہت سے فوراً طبی امداد کی ضرورت ہے۔"

"شیانہ! تم نے اتنا عمر باا صاحب کے ادا سے میں دیکر
میں ٹریٹنگ حاصل کی ہے کہ ایسے وقت اپنے حواس بھانہ رکھ سکو
جو اوٹل سے کام نہ لے سکو۔ اگر اپنے کسی کو اغوا کیا جا رہا ہے تو
اپنا کون سا گزروں سے سچہ ہو کر بے ہوش ہو گیا ہے تو ایسے جذباتی
لوگوں میں خود کو دشمنوں کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہیے۔ وقت کا
انتظار کرنا چاہیے۔ آمنہ کی طرف تمہارے کتے ہی جاننا زخمی پڑے

ہوں گے۔ ان سب کو طبی امداد کی ضرورت ہوگی۔
وہ جھجکا کہ نہیں نہیں۔ بولتی ہوئی زینے پر چڑھتی ہوئی گئی
میں نے نہیں کہہ سکی کہ میں ہے۔ میری موجودہ حالت کی علامت ہے۔
وہ نہ ہوتی تو میں اتنے کا زمانے انجام دے سکتی۔ میں جاؤں گی۔
اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر جاؤں گی!"

وہ جیتنی چلاتی زینے پر چڑھتی ہوئی چور دروازے کے پاس
پہنچی۔ اسی لمحے میں دماغ کو جھٹک دیا اس کے حق سے پہنچ نکلی
وہ اپنا توازن بھال نہ سکی۔ نیچے گری اور زینے پر سے لڑھکتی ہوئی
ترخانے میں گر کر باؤں کے قدموں پر گر گئی۔ باؤں نے جلدی سے
جھٹک کر اسے بھالنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا: تم کیا کیا۔

آپ کو کیا ہو گیا؟
وہ دماغی تکلیف کو برداشت کرتے ہوئے غصے سے
بولی: "خبردار! آئی ہیٹ یو میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔ سنت نفرت
کرتی ہوں۔ اب تمہیں کبھی دماغ میں نہیں آنے دوں گی۔ چلے جاؤ یا اس
وہ سانس روکنا چاہتی تھی مگر رک نہ سکی میں نے اس کے کٹھے
میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔ اس کا اثر تھوڑی دیر تک قائم رہتا تھا۔ میں
نے کہا: تم مجھ سے لاکھ نفرت کر دو مگر میں تمہیں حرام موت مرنے کے
لیے دشمنوں کے سامنے جانے نہیں دوں گا۔"

وہ فرش پر بیٹھتے ہوئے بولی: میں معذور جاؤں گی۔
باؤں نے پوچھا: تم کیا آپ باپ سے جھگڑا کر رہی ہیں؟
وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر بولی: ہاں بیٹے! دشمنوں نے جو جو اغوا
کیا ہے اسے کہیں لے جا رہے ہیں۔ آری میں زخمی ہے۔ بے ہوش
ہو گیا لیکن تمہارے باپ مجھے وہاں جانے نہیں دیتے۔

باؤں نے فوراً اپنا ہاتھ چھڑا یا پھر دوڑتا ہوا بیڑھاں چڑھا
ہوا جانے لگا۔ "جو جو نہیں میں جو جو کہیں جانے دوں گا وہ بہت
اچھی ہے کسی کو اس سے کیا دشمنی ہے۔ میں ان کا راستہ روک لوں گا۔"
شیانے کہا: تم مجھے تو دماغی جھٹکا پہنچا کر ادھر سے نیچے
گرا دیا۔ اب ذریعے کو دماغی جھٹکا پہنچاؤ۔

"شیانہ! وہ مجھے بے بسی کی جھٹکا کا جھٹکا برداشت نہیں کرے
گا ورنہ میں اسے بھی روک دیتا۔ خدا کے لیے اسے روک اس کے
ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔ وہ سکتا ہے وہ دشمنوں کے ہاتھ آجائے۔
کیا تم اسے دشمنوں کے حوالے کرنا چاہتی ہو؟

وہ ٹپ کر پہنچ پڑی! باؤں! خبردار! دروازہ نہ کھولنا! دھوکہ
طرف نہ جانا!
وہ پٹ کر بولی: تمی! اہم جاؤں گا۔ جو جو کہے کر آؤں گا۔
یہ اے اے سے جا چکے ہیں۔ تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا۔
میرے اچھے بیٹے! میری بات مان لو۔ دیکھو دروازہ نہ کھولنا!"

وہ اٹھتے ہوئے آہستہ آہستہ دیوار کا سہارا کر دیتے پر چڑھتے ہوئے اسے بھاری تھی۔ سناری بھی یہی لگتا۔ وہ اٹھتا تو جب میں نے تھکادی جان بھانے کے لیے ذرا سی زیادتی کی تو مجھے نفرت کرنے لگیں۔ جو بات میں بھاری تھا وہ مجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن بیٹا جانے لگا تو ان کو سن کر سمجھنے لگیں کہ وہ خطرہ ہے۔ بیٹے کو سن جانا چاہیے۔

وہ بیٹھ کر بولی۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔ تم کیوں آئے ہو میرے دماغ میں میرے منہ کیا تھا۔ پھر بھی آگئے۔ میرے دماغ کو ہلکا کر رکھ دیا۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ آئندہ کبھی نہ آنا۔

میں شیبا ابھی تھک رہی تھی دماغ میں قدم درجہ فرمانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ اگر تھکادی یادداشت ذرا بھی اچھی ہے تو یاد رکھنا پہلی بات یہ ہے کہ میرے دماغ میں اگر کچھ بار سونیا کا نام تھا۔ سونیا سونیا سونیا۔ یعنی مجھے سونیا کے پاس خوراک پہنچنا چاہیے۔

میں بہت مجبور ہو کر آئی تھی۔

جب تم نے منہ کیا تھا تو میرے دماغ میں کیوں آئی تھیں اور جب میں آ رہا ہوں تو اتنے غصے کیوں دکھائی ہوئی۔ میں جا رہا ہوں اور کبھی نہیں آؤں گا۔ خدا حافظ۔

میں اسے جھوٹو ڈر پارک کے دماغ میں اگیا۔ یہ سوچ کر دکھ ہوا تھا کہ ہم جو جگہ خیر نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ انہما نے منہ سے اسے کہاں لے جا رہے ہوں گے۔ دیئے دشمن انہما نے نہیں ہو سکتے تھے شیبا کے قتل پر مدد کرنے کا مطلب صاف کچھ میں آ رہا تھا۔ ایسا ماسٹر کا ایک ٹیلی پیج جاننے والے کی ضرورت تھی۔ شارپیر ہاتھوں مارا گیا تھا۔ مورینا کو میرے چچا دیا تھا۔ رسوئی بالواسطہ کے اداسے میں محفوظ تھی۔ وہ مجھے بھی اغوا کر سکتا تھا لیکن اسے یقین نہیں تھا کہ میں اصل فرد ہوں۔

بہر حال اسے ایک ٹیلی پیج جیتنے والے کی ضرورت تھی۔ اگر ماسک میں کی قدر میں تھا۔ بے سے کرشیبا اور جو جگہ میں تھیں ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ قلعے پر اثر بنا کر امداد کرے گا۔ شارپیر کے ذریعے آدمیوں کو اتارے گا اور شیبا یقینی جاننے والوں کو وہاں سے اٹھائے گا۔ شیبا اگر تہ خانے میں نہ جاتی تو وہ بھی پارک کے ساتھ دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتی۔

میں نے رسوئی سے کہا۔ سونیل کے پاس آؤ۔

وہ پارک کے پاس تھی سونیا کے پاس آگئی۔ میں نے کہا ڈری تشریف ناک خبر ہے۔ جو جو اغوا کر لیا گیا ہے۔ آئندہ دشمنوں سے جو ہو کر ہے ہوش ہوئی ہے۔ خداوند نکر سے اس دربار کا جنازہ عورت کی زندگی اور سلامتی کی دعا ہی مانگ سکتے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ رہنما۔

تم شیبا کے پاس جاؤ۔ وہ پارک کے ساتھ تہ خانے میں ہے۔ ابھی آتا ہوں۔

میں نے سونیا کو بتایا۔ یہ ایسا ماسٹر کی کارروائی تھی۔

واقعہ وہی ماسٹر کا کھلاڑی ہے۔ اس نے بسا پائری کرنا پھیلا رکھے تھے۔ اس نے ایک طرف تمہیں شارپیر کے محلے میں ابھایا۔ دوسری طرف مورینا کی حفاظت پر مجبور کیا تاکہ اس کی ہلاکت کو نہ سمجھ سکوا اور تھارادھیان اس طرف نہ جلتے کہ قلعے پر بھی لو ہو سکتا ہے۔

کیا تمہیں اس بات کی توقع تھی؟

توقع نہیں تھی مگر اتنا جانتی تھی کہ ایسا ماسٹر شیبا اور جو جگہ

حاصل کرنا چاہے گا۔ یہی سوچ کر میں نے شیبا کو شورہ دیا تھا کہ وہاں کے خوابیدہ دماغ کو ٹریپ کرے۔ اپنا معمول بنائے اور دماغ کو بالکل لاک کر دے۔ بہر حال وہ اپنی جگہیں چل رہا ہے۔ ہم اپنی جگہ رہے ہیں۔ اس بار میں پھر ماسٹر سے پلا رہا ہے۔ اس کے ٹکڑے کے لیے تو جہاں طاقت کام آئے گی اور نہ ہی ٹیلی پیج کا ہتھیار وہ ماسٹر کا کھلاڑی ہے۔ اس کے سامنے ہمیشہ حاضر دماغ رہ کر پتا ہو گا کہ وہ کیسی جگہیں چل رہا ہے اور موجودہ جگہ کے نیچے میں دوسری جگہیں کیا ہوں گی۔

سونیا پارک کے ساتھ پیارے میں سفر کر رہی تھی۔ تقریباً تین گھنٹے بعد میری پسینے والی دھوپ۔ رسوئی کو بڑی مدت کے بعد اس کا بیٹا ملے والا تھا۔ وہ اسے اپنے سینے سے لگا کر خوب پیار کرنے والی تھی۔ اس لیے مطمئن ہو کر شیبا کی خبر لینے گئی تھی۔ اس نے شیبا سے کہا۔ ہوش دواں میں رہو۔ قلعے میں جو ڈاکٹر اور کپڑا ڈنڈہ روٹی وغیرہ ان کے دماغ میں پہنچو۔ انھیں فوراً آئندہ کے پاس پہنچاؤ۔

شیبا کو عقل آگئی۔ اسے پسینے کی ایک کانا چاہیے تھا۔ وہ وہ جذبات میں بہہ رہی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ڈاکٹر کو آئندہ کے پاس پہنچنے پر مجبور کیا۔ وہ اپنے دو ہاتھوں کے ساتھ دواؤں کا بیگ لے کر نکلا۔ ڈرنا بھی جا رہا تھا۔ کہیں سے آئے ڈاکٹر اندر گولی اسے ختم نہ کر دے لیکن اب خاموشی تھی۔ کہیں سے غارتگی نہیں ہو رہی تھی۔ پھر وہ ٹیلی پیج کی تھی۔ آخر اس کو بھی کے اندر پہنچ گیا۔

وہاں کی طویل خاموشی تباہی تھی کہ جلد آور واپس چلے گئے ہیں۔ دشمنوں نے بڑی کوششیں کی ہیں۔ پارک کو تلاش کیا ہو گا۔ پھر زیادہ دیر ٹھہر بھی نہیں سکتے تھے۔ انھیں یقیناً شیبا جو جگہ پارک کے تصویر پر دی گئی تھیں تاکہ ان تیزوں کو اغوا کیا جاسکے۔ اسی لیے جو جگہ کو اٹھانے سے پہلے اس شخص نے تصویر دیکھی تھی۔ اسے اطمینان ہو گیا تھا کہ ان کم ایک ٹیلی پیج جاننے والی ہاتھ لگ گئی تھی۔

ڈاکٹر بھڑدوم میں پہنچ کر آئندہ کا معائنہ کر رہا تھا۔ ایک گولی باز کو چھید لگائی تھی۔ دوسری کمرشیں پیوست ہوئی تھی اسے فوراً نکالنا ضروری تھا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ اسٹریچر لاؤ اور اسپتال میں لے جاؤ۔ اس قلعے کے اندر ایک چھوٹا اسپتال قائم کیا گیا تھا جس میں آپریشن کے سلسلے میں ہر سامان موجود تھا۔ جب انھوں نے قلعے میں زیادہ دشمنوں سے ٹکڑے کے لیے جنگی تیاریاں مکمل کر رکھی تھیں تو دشمنوں کا علاج کر کے اور ان کا آپریشن کرنے کے لیے بھی لاری لائی تھی۔ بہر حال آئندہ کو اسٹریچر پر ڈال کر فوراً ہی آپریشن جیٹر میں پہنچا لیا گیا۔ رسوئی اور شیبا خیال خوانی کے ذریعے یہ کارروائی دیکھ رہی تھیں۔ چہرے شائبہ کہا۔ دشمن چالچلے ہیں۔ اب سب خطروں سے ہمیں تہ خانے سے نکلنا چاہیے۔

اس وقت میں کمرش میں بھی پہنچ گیا تھا۔ میں نے رسوئی سے کہا۔ میں شیبا کو مخاطب کرنا نہیں چاہتا۔ تم اسے شورہ دو۔ وہ پارک کے ساتھ چورہ دار سے دوسری طرف نکل جائے۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا جنگل ہے جس میں اس کا سیکرٹری ہاشم بیگ رہتا ہے۔ وہاں کا ڈاکٹر سب کچھ ہے۔ اس کے ذریعے وہ پارک کو لے کر نکل سکتی ہے۔ اگر قلعے میں رہے گی تو دوبارہ جگہ پر پھنسا ہے۔ وہ صرف جو جگہ لے گئے ہیں۔ یہی وقت انھیں شیبا کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔

رسوئی نے کہا۔ ہم اس قلعے میں نہیں رہیں اور نہ ہی آئندہ کے پاس جاؤ گی۔ میں اور فراد آئندہ کی پوری خبر لیں گے۔ تم پارک کو لے کر چورہ دار سے بیکر ڈری ہاشم بیگ کے پاس جاؤ اور اس کی کامر میں بیٹھ کر انفریجین کی کوشش کرو۔ کل تمہیں ہی ایسی جانے ہے۔

میں نہیں جاؤں گی۔ میری جگہ جو اغوا کر لی گئی ہے۔ میری آئندہ یہاں دشمنوں سے بچ کر پڑی ہے اور تم جہاں جہاں اسے ایسی جگہ جانو۔ تم کہیں بھی جاؤ گی تو خیال خوانی کے ذریعے سب کے دماغوں میں ہو گی۔ سب کے پاس پہنچے گی جو ابھی سوچ میں نہیں ہے۔

لیے ہم اس کے دماغ کو چھیننا نہیں چاہتے۔ تھوڑی دیر بعد پتا چل جائے گا کہ کہاں ہے اور کہاں پہنچا جاتا ہے۔ اتنا تو اطمینان ہے کہ کوئی اسے جانی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

اور پارک چل رہا تھا۔ میں جو جگہ کے پاس جاؤں گا کچھ پیر جو جگہ کو کسی طرح حاصل کریں۔ ان سے چھوڑا کرے آئیں۔

رسوئی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا۔ بیٹے! ایسی ضد نہ کرو جو پوری نہ ہو سکے جو جگہ ہمارے پاس آئے گی لیکن ذرا وقت لے لو گے۔

پارک نے پوچھا۔ کیا آپ میری ماما ہیں؟

ہاں۔

کیا آپ نے مجھے جنم نہیں دیا ہے؟

رسوئی ذرا چپ ہوئی پھر بولی۔ ہاں بیٹے! میں نے جنم دیا ہے۔ آپ جو جگہ پر رہتی ہیں۔ اگر میں آپ کا بیٹا ہوں تو آپ ایک بہتر مرد میرے پاس آئیں۔ ضرور مجھے شکار کرنا چاہیے۔ آپ ماں کے رشتے سے میرے پاس نہیں آئی ہیں۔ اتفاقات آپ کو لے گئے ہیں۔ بیٹے! ایسا بائیں نہ کرو۔

آپ میرے پاس آئیں۔ یہی بہت بڑا احسان ہے۔ میں آج کی رات یاد رکھوں گا کہ کسی ماں نے تو آپ کی آواز سنی۔ آپ کا ماما بھرا میرا جوت میرے بھائی پارک کے لیے ہے میرے لیے نہیں ہے۔ بیٹے! تمہارے لیے بھی ہے۔ میری مجبوری کو میں سمجھ سکتے ہیں۔ میں نے تھکادی خبر اس لیے نہیں لی کہ تھکادی تھی اچھی طرح دیکھ بھال کر رہی ہیں۔ تمہیں بہت اچھی تعلیم و تربیت دے رہی ہیں۔ تمہیں کتنا اچھا شعور دیا ہے۔ اس عمر میں اتنی گری بائیں کرتے ہو۔ ادھر تھکادی بھائی کے پاس کوئی نہیں تھا۔ ایں لیے ہم دہلی رہتی ہیں اور اتنی مصروف رہتی ہوں کہ تھکادی کے پاس لے کر لا سکتے ہیں۔ اور بیٹے! ہم پر بہت بڑا وقت آ رہا ہے۔ آواز کی گھڑیاں ہیں۔ ایلے وقت ایسی آ رہی ہے۔ بائیں دکر دم میری ماما کا امتحان لو گے تو میں منہ سے کوئی کام نہیں کر سکیں گی۔

میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا مگر ایک بات کہ چاہتا ہوں۔

ہاں ضرور کرو۔

ماما! جب ایک عرصے کی جدائی کے بعد ماں باپ اپنے بچے کے پاس آتے ہیں تو کوئی اچھا سا کھانا لے کر آتے ہیں۔ آج آ۔ خالی ہاتھ آئی ہیں لیکن وعدہ کیے جتنی جلدی ملن ہو گا آپ دوسری میں میرے لیے کھانا لائیں گی۔

بیٹے! تم کیا چاہتے ہو؟ کیا پسند کرتے ہو؟ میں دیا جہاں میں کھانے مینا کر سکتی ہوں۔

مجھے صرف ایک چاہیے۔

ضرور لاؤں گی۔ لیرو لکھا جاتے ہو؟

مجھے صرف جو جگہ چاہیے۔

رسوئی نے تعجب سے پوچھا۔ جو جگہ؟

ہاں ماما! وہ اتنا بڑا کھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اب تک ایسا بنا یا نہ ہو گا۔ وہ ہستی ہے تو ساری دنیا ہستی ہے۔ وہ روتی ہے تو میں اسے لگا کر پھیر پھیر کر ہنسانے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرا دل کسٹلے ہے۔ وہ صرف ہنسنے کے لیے پیدا ہوئی ہے اور میں اسے ساری زندگی ہنساتا رہوں گا۔

رسوئی نے کہا۔ میرے بیٹے! میرے دل وہ تمہیں اتنے پسند ہے۔ وہ دنیا کا ایک نامیاب کھانا ہے تو میں اپنے بیٹے کے لیے

اسے ضرور حاصل کروں گی چاہے اس کے لیے ایسے مٹر کوڑے سے بڑا جیلنگ کرنا پڑے۔

میں نے کہا۔ روتی آنندہ اس طرح کے جیلنگ کرنا۔ اول تو یہ بات مصدقہ نہیں ہے کہ ایسے مٹر نے ہی اسے اغوا کیا ہے اور اگر اس نے ہی ایسا کیا ہے تو ہم انشاء نہ ہو جو کو وہاں سے نکال لائیں گے جنہیں مبروہ و تھل کے کام لینا ہوگا۔

عجب حالات تھے میں روتی کو مبروہ و تھل سکھا رہا تھا اور روتی شیدا کو مگر ناسکھار ہی تھی کہ وہ ابھی آئندہ کے پاس نہ جائے پارس کو لے کر جو رولر سے سے گزر جائے اسے ہر حال میں دوسرے دن قن ایب پہنچنا تھا۔ شیدا پارس کے ساتھ چورلے سے گزرتے ہوئے پوٹی روتی! آئندہ ہوش میں آئے گی تو میرے متعلق کیا سوچے گی؟

”وہ خوش ہوگی کہ تم غیرت میاں سے نکل گئی ہو۔ پھر آئندہ تنہا نہیں ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس سے گفتگو کروں گی۔ فرما اس سے باتیں کر لیں گے۔ اسے حوصلہ ہوگا کہ ہم نے ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔“

روتی نے اسے سمجھانے کہ پارس کے ساتھ اس قلعے سے نکال دیا۔ انھیں ہاشم بیگ ایک بیچا دیا۔ ہاشم بیگ نے انھیں دیکھتے ہی کہا۔ ”میلیم! میں بہت پریشان تھا مگر اٹھ کر کے قلعے سے رابطہ قائم کر رہا تھا مگر کوئی آئیڈل نہیں کر رہا تھا۔ آئندہ صاحب کمان ہیں“

شیدائے اسے مختصر حالات بتائے۔ ہاشم بیگ نے کہا۔ ”جب آپ سمجھیں کہ جو جو کو آٹھلے والے نے اس کی تصویر دیکھی تھی اور پھر اسے اٹھا کر لے گیا ہے تو دشمن آپ کو کچھ یقین دہانے چاہتے ہوں گے۔ آپ میاں بیگ پر چہرہ تبدیل کر لیں پھر میں آپ کو لے چلوں گا۔“

وہ ریڈی میڈ میک اپ کے ذریعے اپنا علیہ بننے لگی۔ ہاشم بیگ نے کہا۔ ”میلیم! ایک بات ذہن میں رکھیں۔ آپ کو رات کے وقت کارڈین سفر نہیں کرنا چاہیے۔ دشمن بھی میں راستہ روک سکتے ہیں۔ میں آپ کو بائی وے پر چھنے والی بس میں بٹھا دوں گا۔ آپ عام مسافروں کی طرح پارس بھی لے کر ساتھ سفر کریں گی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکیں گے کہ آپ جیسی نکلی پیچی جاننے والی آئندہ بڑے قلعے کی مالک عام مسافروں کی طرح میں بس سفر کر رہی ہوں۔“

شیدا کو اس کا یہ آئیڈل پسند آیا۔ بہر حال وہ اپنے اور پارس کے چہرے پر ہلکی سی تبدیلی کرنے کے بعد ہاشم بیگ کے ساتھ گاڑی بیٹھ کر نکل پھر ایک بس اڈے پر پہنچ کر انکو روانہ جانے والی بس میں سوار ہو گئی۔

روتی آئندہ کا آپریشن کرنے والے ڈاکٹر کے دماغ میں تھی۔

میں شیدا کے پاس تھا۔ حالانکہ شیدائے مجھے اپنے پاس آنے سے منع کیا تھا۔ اگر اسے پتا چلتا کہ میں ہوں تو وہ سانس روک لیتا۔ روتی کو اپنے دماغ میں کچھ نہی تھی۔ میں عاشقانہ انداز میں اس کے پاس نہیں تھا۔ اس کی مخالفت کرنا میرا فرض تھا۔ انکو پہنچنے تک کوئی ایسی بات ہو سکتی تھی جہاں فوری طور پر فیصلہ کر کے کوئی مناسب اقدام کرنا پڑتا اور روتی ایسا کر سکتی۔ اس لیے میں نے اسے ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔ خود شیدا کے پاس موجود رہا۔

ہاشم بیگ کے بنگلے میں اپنا علیہ بننے کے بعد اس نے روتی کیا ہی ٹھیک ہے؟ میں نے روتی کے لب و لہجے میں کہا۔ ہاں! جیلنگ کا زمانہ لاگت ہے۔ کوئی اتنی توجہ نہیں دے گا خدا خواست کوئی پہچانے والا آئے گا تو میں موجود ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔

”جب وہ میں میں آرام سے بیٹھ کر پارس کے ساتھ سفر کرنے لگی تو میں نے روتی سے کہا۔ وہ پتا نہیں تکب انکو پہنچنے کی میں اتنی دیر اس کے پاس نہیں رہ سکتا۔ لہذا تم جاؤ۔ میں ڈاکٹر کے پاس پہنچاؤں گا۔“

ڈاکٹر نے آئندہ کے ہم سے کوئی نکال لی تھی۔ مرم بھی پوچھ لگی اور اس کی سوچ تیار ہی تھی کہ آئندہ خطرے سے باہر ہے۔ میں نے کہا۔ کویتا یا۔ روتی نے شیدا کو بتایا۔ شیدا نے سونو کو بتایا۔ بہر حال ہم سب نے خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔ ہماری ایک بہترین ساتھی آئندہ جی تھی اور اٹھنے چلا تو اساتذہ رہ سکتی تھی۔

تقریباً نو فٹ لمبے بلند شیدائے بتایا کہ جو جو کی تنوی نینو پوچھ لگی ہے ہم سب نے ایک ساتھ اس کے دماغ میں خیال خوانی کی چھلانگ لگائی۔ وہاں پہنچ کر دیکھا۔ وہ اڈام وہ بہتر برٹش ہٹل تھی اس کے ذریعے چٹان پر رہا تھا وہ بہتر کسی طیارے میں ہے۔ یعنی ایکلا کا پٹرے آئے والوں نے اسے اغوا کرنے کے بعد کسی طیارے میں منتقل کر دیا تھا۔

وہ خود کو تنہا پارک اور طیارے میں دیکھ کر پریشان ہو رہا تھا تھی۔ ٹھہرا تھی۔ شیدائے کہا۔ ”میری بیٹی! میری جو جی! میں تھلے پاس ہوں۔ دیکھو روتی بھی موجود ہے۔ ہم سب تمہارے پاس ہیں۔ گھبرا نہیں۔ بہت سے کام لینا تم بہت دیر لڑاؤ ہو۔“

وہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔ ”پارس کہاں ہے؟“

یہ سوال سن کر ہمارے دل میں درد سا اٹھا۔ دونوں میں کتنی محبت تھی۔ آخر وہ اس کے لیے تڑپ رہا تھا۔ باہر سے سب سے پہلے کسی کا نام ہی تھی تو وہ پارس کا ہی نام ہوتا تھا۔ یہ بات ہر ذی شعور جاننا ہے۔ محبت اور ہوش میں ذہن آنا کافرق ہوتا ہے۔ پارس پانچ برس کا تھا اور جو اس سے نو برس بڑی تھی۔ اس کے باوجود وہ اپنی طور پر بچی تھی۔ ان دونوں کی محبت میں

معصیت اور تقدیر کے ساتھ ساتھ شراستیں تھیں۔ یہ شراستیں کہیں روایت کی طوطا اشارہ کرتی تھیں۔ تاہم اس میں ہوش کا شائبہ بل نہیں تھا۔ اگر اس سے کوئی یہ نتیجہ اخذ کرے کہ فرار کا بیانیہ قاشق مزاج ہے اور پانچ برس کی عمر سے عشق کر لے جائے تو یہ سوچنے والے کی سراسر نادانی ہے۔

ان جو جی پارس کی محبت اس کی جان بخاری سے متاثر ہو کر کہتی ہے۔ ”میں وہ مریہ جس کے متعلق بھائی آدمی لے گیا تھا۔ مردوں سے درد پہنا تو اب میں دوڑ نہیں رہوں گی۔ اس کے چہاڑ بننے کا انتظار کروں گی۔ یہ جو جی کا اپنی سوچ ہے۔ وہ اپنی عمر کے مطابق نادانگی میں تمام تر معصیت کے ساتھ ایسا سوچتی ہے کہ پارس کیل میں اس کی پختہ کی پشت کو چرم بٹیلے اور بنسٹا ہوا چلا جائے اور جو اس پختہ کیل کو اپنے گالوں سے لگاتی ہے تو یہ جو جی کے اندر بچی ہوئی وہ روایت ہے جسے بد شعوری طور پر خود بھی نہیں پاتی۔“

شیدا اور روتی اس کے اندر حوصلہ پیدا کر رہی تھیں۔ جو جی بستر پر بیٹھ گئی تھی۔ اسے ایک اسٹیورڈ کو نظر آیا۔ وہ ٹرائل میں کھانے پہنچے کہ بہت سی چیزیں لے کر آیا تھا۔ اس نے سکرانے ہونے لگا۔ ”بس جو جی! میں جانتا ہوں تم خیال خوانی کرتی ہو۔ میرے دماغ میں آنا چاہا ہوگی۔ ناکام ہوگی۔ تو تمہارے بڑے میرے دماغ میں آتا چاہیں گے۔“

پھر اس نے ہنستے ہوئے اور ٹھیکہ دکھاتے ہوئے کہا۔ ”لیکن میں میں سانس روک لیتا ہوں۔ ذہن نشین شیدائے شیدائے اس کے دماغ کی طرف چھلانگ لگائی اور ناکام رہی۔ پہلے تو اس نے سانس روک لی۔ پھر ہنستے ہوئے کہا۔ ”دیکھا میں نہ کتنا تھا۔ کوئی نہ کوئی میرے دماغ میں آئے گی کوکوش کرے گا اور ناکام رہے گا۔ بہر حال آئے جانے والے آتے جاتے بہتے ہیں تم کو کھانا۔ ذرا توانائی حاصل ہوگی۔“

”وہ بہتر دیکھتے ہوئے شیدائے پھر بک رہی بولی۔“ میں پارس کے ساتھ کھائوں گی۔“

اسٹیورڈ نے ایک سرواٹھ چکر کھانا ہمارے آدمیوں کی ہی کوکوش تھی تمہارے ساتھ پارس کو بھی لایا جائے۔ پارس کی قی کو بھی لایا جائے لیکن پتا نہیں وہ کہاں چھپ گئے تھے یا کسے فرار ہو گئے۔ کچھ کچھ میں نہیں آیا۔ غیر ان باتوں کو جانے دو۔ کچھ کھانا وہ۔ میں کہہ چکی ہوں کہ میں کھاؤں گی۔ زیادہ بولو گے تو پلیٹیں اٹھا کر تمہارے تخت پر پڑے مار دوں گی۔“

شیدائے سمجھا یا۔ بیٹی! جنہیں کم از کم دو دھ میں اودھیں ملکر پتا چاہیے۔“

”آپ جانتی ہیں میں پارس کے بغیر نہ کھاتی ہوں نہ پیتی ہوں۔“

”میری تو بڑی عادت ہے کبھی حالات بدلتے ہیں۔ ایسی معصیتیں نازل ہوتی ہیں کہ اپنے آپوں سے بچھڑ جاتے ہیں۔ ان حالات میں اپنے دل کو مضبوط رکھنا پڑتا ہے۔“

اس نے شیدا کے خوب کھانے منانے پر دودھ میں اودھیں ملا کر پھر شیشے کے اس چھوٹے سے گم کو اپنے ہونٹوں سے لگایا لیکن ایک گھونٹ نہیں لیا۔ فوراً ہی کہہ کر کہنے لگی پارس کہاں ہے؟ مجھے بتائیے پارس کہاں ہے جسے تو اس کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی ہے؟

روتی اسے سمجھانے لگی۔ پارس تمہارے پاس جلدی آئے گا بلکہ تم اس کے پاس پہنچ جاؤ گی۔ اچھی بچی کی طرح اسے بولیو۔ وہ منہ کر رہی تھی۔ آخر میں پارس کے کب دیکھنے میں ملے۔ مخاطب کیا۔ یہ سیکو جو کہ میری آواز سن رہی ہو۔

وہ ایک دم سے خوش ہوئی۔ ”آٹھیں چھاڑ کر کھانا میں کھاتے ہوئے بولی۔ اسے پارس یہ تو تمہاری آواز آرہی ہے۔“

میں نے کہا۔ میں تمہیں ایک سربراہ لائو دینا چاہتا ہوں۔ تم کتنی تھیں تمہیں خیال خوانی جانتی ہو جی۔ مجھے بھی پتا تھا کہ میں یہ صلاحیت ظاہر نہ کروں۔ اچانک ہی دن میں سربراہ لائو آج تمہیں شکر کرتے دیکھ کر مجبور ہو گیا۔ اس لیے تمہارے دماغ میں آئیں ہوں جو دودھ میں اودھیں پانی ہو۔“

وہ ٹھنک کر بولی۔ نہیں بیویں گی۔ جاؤ میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ تم نے مجھے سے خیال خوانی والی بات کیوں چھپائی؟

”تم سے چھپانے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تمہارے پاس قتل نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو سمجھ لیتیں۔ جب میں بیٹھی مار کر بیٹھا ہوں اور شمع کی لکڑی بجھتے ہوئے اپنے دماغ کو صرف ایک خیال کی طرف مرکوز کر لیتا ہوں تو سمجھنا چاہیے کہ میں بیٹی پیچی کچھ رہا ہوں۔“

وہ دوڑ کر بولی۔ میں نہیں کچھ تھی تھی تم سمجھا کتنے تم نے مجھ سے یہ بات کیوں چھپائی؟

”بہت سی باتیں سربراہ لائو دینے کے لیے چھپائی جاتی ہیں۔ بس آج تو بتا دیا ہے۔ کیوں اسے شعر کے دکھا رہی ہو۔ دودھ نہیں پوچھی تو میں دماغ سے چلا جاؤں گا۔“

وہ جلدی سے گم اٹھا کر بولی۔ نہیں ضرور اڑنا نہ جانا۔ میں پنی رہی ہوں۔“

وہ پھینگی۔ روتی نے میرے دماغ میں آکر کہا۔ تم نے بہت اچھا طریقہ استعمال کیا ہے۔

میں نے کہا۔ بچوں کے ساتھ بچہ بنا کر رہا ہے۔“

شیدائے جو جی کے ذریعے اسٹیورڈ سے پوچھا۔ اسے کہاں

لے جا رہے ہو؟
 وہ سکتا ہے ہوئے بولا میں مہلا کہاں لے جاسکتا ہوں لے؟
 مقدر لے جا رہا ہے؟
 تم کس کے لیے کام کر رہے ہو؟
 وہ اپنے پیٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا پانی پیٹ کے لیے کام کر رہا ہوں؟
 کیا تم سیدی طرح جواب نہیں دو گے؟
 میرا جواب بالکل سیدھا سادہ ہے؟
 شیبانے جبکہ لو پوجھا؟ یہ کس ملک کا طیارہ ہے؟
 جب طیارہ زمین سے اڑ جائے تو زمین پر رہتا ہے نہ آسمان پر نہ وہ ملک عدم کا طیارہ ہو جائیگا؟
 میں نے سوچا ہے کہ شیبانے کو سن کر وہ خواہ مخواہ سوالات کے جوابات میں مبتلا ہو رہی ہے۔ وہ اسٹیورڈ مسٹر ہوئے۔ اسی انداز میں جواب دیتا ہے کہ میں کوئی معلوم نہیں ہو سکے گا؟
 اسٹیورڈ نے کہا: جو تو اہم تھی میں اور معلوم ہو چکا ہے چہرے پر جبکہ ہٹ اچھی نہیں لگتی؟
 میری تم کو فضا آ رہا تھا۔ وہ جبکہ بول رہی تھی اب نہیں بولیں گی۔ تم بتاؤ کسی کی پس پائی کو آٹھ کسے جانا اچھی بات ہے کیا تمہیں پتا نہیں بڑا انداز میں لگتا دیتے ہیں؟
 اسٹیورڈ ہنسنے لگا: شیبانے کہا: میں اس لڑکی کو ذہانت کی باتیں سمجھاتی ہوں۔ یہ سمجھتی بھی ہے لیکن تدلی طور پر وہی پتی جی جاتی ہے؟
 روکنا ہے کہ: یہ سبے چارے کیا جانتے کہ فلاں کے دل میں خدا کا خوف نہیں ہوتا یہ فضا سے ڈالتے ہے۔ یہ سب کو اپنی ہی طرح معصوم اور خفا سے ڈسنے والا سمجھتے ہیں؟
 میں نے مالک میں کو خفا طلب کرتے ہوئے کہا: ایک بڑی خبر ہے؟
 میں نے تو اچھی خبر سنی ہے مدام سونیا ماسٹر پارس کو لے کر جی ایب سے لگ گئی ہیں اور پیرس پہنچنے والی ہیں۔ پھر بڑی خبر ہے؟
 جو جو کو افغا کر لیا گیا ہے؟
 کیا وہ جو ملک پر اسے افغا کا مقصد کچھ میں آگیا تھا۔
 میں نے کہا: افغا کے خلاف فائلوں میں ایک بات واضح ہے میں ہاڑ کو ایک ٹیلی جیٹ ملنے والے ہادی کی ضرورت ہے؟
 اس نے تائید میں سر ہلا کر کہا: تم نے شاد پر کو ختم کر دیا۔ مورنا کو بچا دیا۔ وہ مدام روسی اور میں شیار ہاتھ نہیں ڈال سکتا تھا۔
 اس لیے ایک نامان لڑکی کو اٹھا لے گیا۔ کیا وہ اس ماسٹر ملک پہنچ گئی ہے؟
 ابھی تو طیارے میں سفر کر رہی ہے؟

فراد صاحب! اسے ایس ماسٹر ملک پہنچنے سے روکا جائے ورنہ غضب ہو جائے گا۔ وہ شخص ٹیلی جیٹ کا علم حاصل کسے؟
 شیطان بن جائے گا؟
 جو جو کو ہاں ملک پہنچنے سے روکنا ہمارے بس میں نہیں رہ وہ بڑی احتیاط سے کام لے رہا ہے۔ ہمیں طیارے میں موجود افراد کو پہنچنے کا بھی موقع نہیں مل رہا ہے؟
 وہ زیادہ دیر خود کو چھپائیں سکے گا۔ جو جو ہاں پہنچے گا تو اس کے ذیلے وہاں کے ماحول اور لوگوں کو کچھ کیسے کہنا یہ کہہ دماغ میں پہنچنے کا موقع مل جائے؟
 ہم اسی امید پر جو کہ ساتھ گئے ہوئے ہیں؟
 میں نے پاور کے پاس کو حکم دیتا ہوں۔ اس رک میں ہمارے جتنے آدمی ہیں اور جتنے ڈرائیو ہیں اس سب کو استعمال کیا جاسکتا معلوم کیا جائے کہ جو جو کو ایئر پورٹ پر آنا رہا ہے؟
 میں نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اسرائیل کے سینئر افسر کو ایم کو خفا طلب کیا۔ اس نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: فراد صاحب آپ میرے پاس آئے ہیں۔ غیریت تو ہے؟
 آپ فوراً اپنے اعلیٰ کام کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ افغان مشین ایس ماسٹر کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس نے جو جو کو افغا لیا ہے۔ ہم سب مل کر جو جو کو روکنا تو وہ ملک ٹیلی جیٹ کا علم حاصل کرے گا؟
 جناب! آپ میرے پاس موجود رہیں۔ میں ابھی پیغام بھیج رہا ہوں۔ جواب موصول ہوتا ہے؟
 اس نے کہیے کر کے ذریعے پیغام ارسال کیا۔ وہ پیغام کسی دوسری جگہ پہنچا۔ وہاں سے تمام اعلیٰ حکام اور فضا دار اسرائیل کو پیغام پہنچا گیا۔ اس کے بعد یہی کہیے کہ ہمارے سامنے رکھے ہوئے مائیکرو ڈی پریجوب موصول ہوئے لگا: فراد صاحب کا پیغام بولا ہوا ہے۔ جو جو کو افغا ہونا اور اس ماسٹر ملک پہنچا ہم سب کے لیے تھوڑی سی بات ہے۔ بلکہ فراد صاحب! آپ ہمیں جو جو کو موجود پوزیشن بتائیں؟
 میں نے کہیے کہ ہمارے کہا: اس وقت وہ کسی طیارے میں سفر کر رہا ہے۔ ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ طیارہ کہاں آنا چاہے گا اور جو جو کو کہاں پہنچا جائے گا؟
 فی الحال اس کی برآمد پر ابھر رہی ہے۔ اگرچہ ہمیں جو جو کی منزل معلوم نہیں ہے تاہم کو فضا کی جاسکتی ہے۔ امریکا میں ہمارے جتنے بھی ایئر کرافٹ ہیں وہ سب قنصل شہروں کے چھوٹے بڑے ایئر پورٹ پہنچیں گے اور کسی خصوصی طیارے پر نظر رکھیں گے۔ ہماری ہی کو فضا ہوگی کہ جو جو اس ماسٹر ملک پہنچنے نہ پائے۔ ماسٹر کو افغا کو موجود

رستہ حال شیبانے! مد پر اٹھنا نہ ہو؟
 ہرگز نہیں! شیبانے اپنے وعدے کے مطابق ہی ایب پہنچے گا۔
 ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں جو جو کو اس ماسٹر سے دور رکھنے کے لیے اپنے تمام ذرائع استعمال کریں گے؟
 میں نے اس سے بھی رابطہ ختم کر دیا۔ یہ بات یقینی تھی کہ کسی خطرناک شخص اور یہ خطرات ایس ماسٹر کو ٹیلی جیٹ کا علم حاصل نہیں کرنے دیں گی۔ اسے روکنے کے لیے جی جان کی بازی لگانا گند اپنا اثر و رسوخ اور تمام ذرائع استعمال کریں گی۔ اور ہم بھی محتاط تھے۔ جو جو کے ذریعے دیکھنا چاہتے تھے کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ وہ یقیناً افغان مشین ملک پہنچا جاتے والی تھی۔ ایسے ہی وقت ہم اس مشین کو بھی وہاں سے پا کر نے کی تدبیریں کر رہے تھے ہم چھ گھنٹے ملک بہت معروف کیسے بھی جو جو کے پاس رہتے تھے کسی اسرائیلی ایجنٹوں کے پاس پہنچتے تھے کسی مالک میں کے انتظامات کا جائزہ لیتے تھے۔ آخر وہ طیارہ ایک جگہ اترنے لگا۔ میں مالک میں سے رابطہ قائم رکھتا تھا۔ روسی اسرائیلی ایجنٹوں کے پاس جاتی تھی۔ ہم نے انہیں بتایا کہ طیارہ اترنے والے ہے۔ تمام ایئر پورٹ پر خفیہ ایجنٹ اور جاسوس جانے کہاں کہاں چھپے ہوئے دوڑیں لگا کر کسی طیارے کو پکڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔ سب کی رپورٹیں بھی کر انہیں وہ خصوصی طیارہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔
 وہ طیارہ رک گیا تھا۔ پانچ کیسین کا وہاں کھل گیا تھا۔ جو کو وہاں لایا گیا۔ ایک دو طیارہ کھولا گیا۔ نیچے بیڑی لگائی گئی۔ جب وہ طیارے سے باہر گر کر مٹی سے اترنے لگی تو ہم نے دیکھا: وہ کوئی ایران کی جگہ تھی۔ ہمارا کو اٹھنے کے لیے دو رنگ پیلے ہی سے ایک پختہ مرکز بنائی گئی تھی۔ ہم دوسروں تک اطلاع پہنچاتے جا رہے تھے انہیں بتا رہے تھے کہ وہ جگہ کیسے ہے کہاں طیارہ اتر گیا ہے اور طیارے کے پاس چار دو گاڑیاں ہیں۔ ایک گاڑی میں جو جو کو بٹھا گیا ہے۔ باقی گاڑی کے آگے جیسے چیل رہی ہیں۔
 ہم نے جو جو کے ذریعے دو گاڑیوں کے بھی پڑے تھے اور ان کے رنگ بھی بتا دیے تھے۔ ہماری رپورٹ سننے کے بعد مالک اور اسرائیلی تنظیم کے خصوصی پہلی کا پٹر پرواز کرنے لگے لیکن وہ کتنی دور تک پرواز کر سکتے تھے۔ امریکا مشرق کے لیے مغرب ملک اور جنوب سے کے شمال ملک کی ہزار میل کے رقبے تک پھیلا ہوا تھا۔
 ہم مالک میں کے آدمیوں اور اسرائیلی ایجنٹوں کو زیادہ دیر تک کا نہیں کر سکے۔ جو جو کو گاڑی میں بٹھانے کے بعد اس کی

آنکھوں پر شی بانہ دھکی گئی تھی تاکہ ہم اس کے ذریعے راستوں کی نشاندہی نہ کر سکیں۔ ہم صرف اتنا جانتے تھے کہ ان کی گاڑیوں میں راستے سے گزری ہوئی ہیں، وہاں اب دوسری گاڑیوں کے گورنگ آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ کسی بھی بڑی ٹریفک کی آواز بھی آتی ہے لیکن ہماری یہ رہنمائی کام نہیں آ رہی تھی۔ آخر کار وہ گاڑیاں کیسے پہنچ کر رک گئیں۔ میں اس دوران کسی بھی پارس کا دل ادا کرنا تھا۔ جو جو کے دماغ میں اپنے بیٹے کی آواز اور لب ولہجے میں بولتا تھا اور وہ بستی رہتی تھی۔ اگر ایسا نہ جاتا تو وہ پارس کے لیے چھٹا شروع کر دیتی۔ ہماری کسی بات پر عمل نہ کرتا۔ اسے کار سے اتار کر دو آدمیوں نے ہاتھ پر کر کے سہا لایا۔ اسے کسی عمارت کے اندر لائے۔ پھر آنکھوں سے جی شادی سان گاڑیوں کو یقیناً لیرج میں پہنچا دیا گیا ہو گا کہ تلاش کرنے والوں کی نظر میں نہ آسکیں۔
 ہم نے تمام جھگ دوڑ کرنے والوں کو بھگا دیا وہ اپنی کاروں اور سید کا پٹروں میں ایندھن خالی کر دیں جو چار دیواری کے اندر پہنچا دی گئی ہے۔ وہاں ملک کسی کا پہنچنا نہیں ہے تو ہم جو جو کے ذریعے یہ معلوم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہاں کے خاص نشان یا معلوم کر سکیں یا کوئی ایسا شخص ہو جس کے دماغ میں پہنچ سکیں۔ پھر وہاں کے شعل بڑی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں۔ ایک خاص بات یہ معلوم ہوئی کہ جہاں وہ پہنچا گئی ہے اس عمارت میں بھی ایک تہ خانہ ہے۔ ظاہر ہے ماسٹر افغان مشین بھی اہم چیز کو چھپانے کے لیے تہ خانہ لازمی ہو گیا ہے جو جو کے آگے پیچھے دو شخص جیل سے تھے۔ وہ ان کے درمیان بیٹھی ہوئی ایک چور دروازے سے گزر کر زمین سے اترتی ہوئی بڑے سے ہال میں پہنچی۔ وہاں بیچ کر احساس میں ہوتا تھا کہ وہ تہ خانہ ہے۔ ایسی فائل روشنی کا انتظام تھا۔ وہاں دو شخص نظر آئے۔ جب ایک نے غلب کیا تو پتا چلا، وہ ایس ماسٹر ہے۔ اس نے سکتا ہے ہونے لگا کہ جو جو سے مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ پھر کہاں میں تھیں پاکر بہت خوش ہوں تم میری بیٹی کی عمر ہو۔ میں تمہارے باپ جیسا ہوں۔ یہ عجیب سی بات ہے آج جی باب کو وہ دولت دینے آئی ہے جو دنیا کی کوئی تہی کی کو نہیں دے سکتی؟
 جو جو نے میری عمر کی کے مطابق کہا: اور یہ بھی عجیب بات ہے، آج ملک کسی لہائی لڑکی کو افغان میں کرایا ہو گا جسے پٹہ سمجھتا ہو؟
 وہ ہنسنے ہوئے بولا: تمہاری زبان سے ٹیلی جیٹ جلنے والے بول رہے ہیں؟
 ہم جو جو کے ذریعے اس تہ خانے کا جائزہ لے رہے تھے ایک طرف شیشے کا بڑا سا کیبن تھا۔ اس دھندلے شیشے کے

پچھے کوئی شخص ایڑی چتر پر بیٹھا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی کوئی اہم آدمی ہو گا جو اس طرح پراسرار انداز میں پیشے کے کین کے اندر خاموشی نشانی بنا رہا تھا۔

اس پیشے کے کین سے تقریباً دس گونے فاصلے پر دو بستر بچھے ہوئے تھے۔ ان کے سر ہانے وہی ٹرانسفاڈر مشین پکپکڑ اور لی وی وغیرہ دکھائی دے رہے تھے۔ دوسرا شخص اس مشین کو اچھی طرح چیک کر رہا تھا۔ ایس ماسٹر نے کہا یہ مشین فراڈ اچھی یہ معلوم کر کے انسو ہو گا کہ ہم نے مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا ہے۔ ہمارے پاس دنیا کے بہترین دماغ ہیں۔ بہترین ماہرین ہیں۔ ہم ابھی ثابت کر دیں گے کہ ہم اس مشین کے بائیں ہیں۔ اس نے حکم دیا۔ انھیں لایا جائے، پھر جو جو کو ایک آرام دہ صوفے پر بیٹھنے کے لیے کمانیہ خانے کے آخری سرے پر ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ وہ کھل گیا۔ وہ شخص کسی کو دونوں طرف سے گرد کر لایا ہے۔ وہ آتا نہیں جا رہا تھا۔ وہ جبراً کھینچ لایا ہے۔ پھر انھوں نے اسے ایک بستر پر لٹا دیا اس کے ہاتھ پاؤں دسی سے باندھ دیے۔ اس طرح جکڑ دیا کہ وہ لی جس کتا تھا اس کے منہ پر ٹیپ لگا ہوا تھا۔ اگر وہ بولنے کے قابل ہوتا تو ہم اس کے دماغ میں پہنچ سکتے تھے۔

ایس ماسٹر نے کہا یہ مشین فراڈ ابھی یہ بندھا ہوا ہے۔ اس کے منہ سے ٹیپ بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بولے گا۔ تم اس کے اندر پہنچو گے لیکن ہمارا کام بگاڑ نہیں سکو گے کیونکہ یہ بستر سے اٹھ نہیں سکتے گا ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا لیکن ہم اسے گنگا ہی رکھیں گے۔

میں نے کہا میں کچھ گیا۔ یہ یقیناً اتنا اہم آدمی ہے اور ایسے رازوں سے واقف ہے کہ ہم اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بہت کچھ معلوم کر لیں گے۔

ایس ماسٹر نے سکرانے ہوئے کہا۔ ایسی باتیں بڑی جلدی سمجھ لیتے ہو۔ ہر حال یہ میرے فیصلے سے تعلق رکھنے والا بہت اہم شخص ہے بہت اہم رازوں کا این ہے۔ میں پتا چلا کہ دیر پہلے ماسک میں سے معاملات طے کر رہا تھا۔ یہ بہت لاپرواہی بنے رازہ سے زیادہ دولت مند بنا چکا ہے۔ اس کا لپکنے آج اس بستر تک اسے پہنچا دیا ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ صرف معاملات طے ہو رہے تھے۔ ابھی ہمارے بہت سے راز ماسک میں کی طرف منتقل نہیں ہونے تھے اور اب کبھی وہ نہیں سکیں گے۔ ہم اسے زندہ رکھیں گے مگر یہ کسی کو کچھ بتانے کے قابل نہیں ہے گا۔

اس نے حکم دیا۔ دوسرے کو لاؤ۔

پھر دی دروازہ کھلا۔ وہ شخص کسی کو دونوں طرف سے پکڑ کر

لانے گئے وہ حقے لگا رہا تھا۔ ان کی گرفت میں اچھل اچھل کر رہا تھا۔ اسے ادھر سے نہ پکڑا کہ گدگد ہو رہی ہے۔ ایس ماسٹر نے کہا کہ بے جا رہا جاگ ہے۔ اس کے بدن کرکس سے بھی پکڑا تو گدگد کرکس کرتا ہے نہ بائیں بھٹکا ہے اور پکچھ کو سمجھا سکتا ہے۔

ان آدمیوں نے اسے پاگل کو دوسرے بستر پر لٹا کر لے کر باندھ دیا۔ سر ہانے کھڑا ہوا شخص ان کے سروں پر آئی کیپ پہنا رہا تھا اور انھیں ٹرانسفاڈر مشین سے منسلک کر رہا تھا۔ ایس ماسٹر نے کہا میں کوئی خطرہ ہول لینا نہیں چاہتا چاہتا اس انجینئر نے کمال تک مشین کو آپریٹ کرنے کا طریقہ معلوم کیا ہے۔ اس نے جو کچھ بھی معلوم کیلئے، اس کا اچھی مظاہرہ کر رہا ہے اگر یہ کامیاب رہا تو پھر ہم پر اور جو جبر پرسی عمل کیا جائے گا ان کی ٹیبل پیٹرن کی صلاحیتیں میرے دماغ میں منتقل کی جائیں گی۔

وہ شخص مشین آپریٹ کر رہا تھا۔ اس دوران میں ماسک میں کے پاس جاتا تھا۔ روسی اسرائیلی انجینئروں کے پاس پہنچ رہی تھی۔ شیا سو نیا کو بتاتی جا رہی تھی۔ یعنی ہم تینوں جو دیکھ رہے تھے ان کی گزری کر کے جا رہے تھے۔ ہماری گزری سننے والے تمام لوگ تجسسی میں مبتلا تھے۔ چنانچہ ان کی ہونے والے کیا وہ شخص کہاں سے مشین کو آپریٹ کر کے لگایا ایس ماسٹر کی پیٹرن کی صلاحیتیں حاصل کرے گا۔

وہ آپریٹنگ مکین ہو گیا۔ لی وی اسکرین پر پکپکڑ کے ذریعے پتا چل رہا تھا ایک کی صلاحیتیں دوسرے کے دماغ میں منتقل ہو چکی ہیں۔ دونوں کو کم از کم انھیں کتنے تک سونے دیا جائے گا۔

یہ ایک گنگنا بھی ہمارے لیے قیامت تھا۔ ایک ایک بکڑ ایک ایک منٹ بھاری ہوا تھا مگر ایسا مگر رہا تھا جیسے پورا ایک گنگنا کسی نہیں گزرے گا۔ پکپکڑ مشین کے ذریعے لی وی اسکرین نے جو بتایا تھا اس سے ثابت ہوا ہوا تھا کہ مشین کو کامیابی سے آپریٹ کیا گیا ہے۔

ایک گنگنا گزرا گیا۔ وہ دونوں خندے بہہ رہے ہوئے۔ پاگل تو بیسے ہی پاگل تھا۔ مگر دوسرا ہوش مند بھی تھا۔ پاگل سا مگر رہا تھا وہ انھیں کھوتے کے بعد اٹھ کر بیٹھ گیا تھا۔ چاروں طرف ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس جگہ کو پتہ ہی نہ ہو۔ دیکھ رہا ہوا۔ ایک شخص نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو تھام لیا تو وہ ہنسنے لگا۔ جلدی سے بازو چھڑا کر بولتا دھر رہا تھا نہ ڈر نہ ڈر گدگد ہوتی ہے۔ پھلے پاگل نے ہنسنے ہوئے کہا۔ میری طرح اسے بھی گدگد ہوتی ہے۔

پھر ماسٹر نے کہا یہ مشین فراڈ اب ہم اس شخص کے دماغ میں

جاسکتے ہیں جو منہ پر ٹیپ لگا لیا گیا تھا مگر اب یہ بول رہا ہے۔ میں نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہاں عجیب شٹا تھا۔ وہ جس کی بات سنتا تھا اسے سمجھتا تھا مگر وہ بات فوراً ہی دماغ میں گم ہو جاتی تھی یا نہیں رہتی تھی۔ پھر وہ جو کتا تھا وہ بات بھی کہنے کے بعد بھول جاتا تھا۔ مثلاً اس نے ابھی کہا تھا۔ ہاتھ لگائے سے گدگد ہوتی ہے۔ یہ بات وہ بھول گیا تھا اور جب یہ بھول گیا تھا تو وہ اہم راز اسے کیسے یاد رکھتے تھے؟

یعنی وہ شخص کامیابی سے مشین آپریٹ کر چکا تھا۔ ایک شخص کا پاگل بن دوسرے کے دماغ میں منتقل کر چکا تھا۔ اب جو جو کے دماغ سے ایس ماسٹر کے دماغ میں ٹیپ منتقل کرنے والا تھا۔ ہماری گزری سن کر سب پریشان تھے۔ ماسک میں اور اس کے ملک کے حکمران اور اسرائیلی حکمران سب اپنا اپنی جگہ سے اٹھ گئے تھے۔ کوئی سکون سے بیٹھ نہیں سکتا تھا سب اضطراب میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ادھر سے دھر ٹھل رہے تھے۔ ایک دوسرے سے مشورے دے رہے تھے۔ ہمیں مشورے دے رہے تھے۔ پکڑ کر دفراد روسی شیا صرف تین ہی ایسے ہو کر اسے دک سکتے ہو اگر پھر ماسٹر کے دماغ میں ٹیپ منتقل ہو گئی تو قیامت آجائے گی۔

ہم اپنی بی بی ظاہر کر رہے تھے۔ وہ بولے کبھی کیا کتے تھے جو جو کو بستر پر لٹا دیا گیا تھا۔ دوسرے بستر پر ایس ماسٹر آپریٹ کیا تھا وہ آواز دے رہی تھی ہمارے قلم کا ہوا میرے پاس آؤ تم پاگل ہوتے ہو تو گنگنا سے ماری دنیا میرے پاس ہے۔

میں نے ہمارے پاس ہی کر کہا۔ میں تمہارے پاس ہوں۔ ایسے وقت تمہیں جو نہیں سکتا۔

تم باتیں کرتے رہو تو مجھے ڈرنیں گے گا۔

مشین آپریٹ کرنے والا ان کے سروں پر آئی کیپ پہنا چکا تھا۔ انھیں مشین سے منسلک کر رہا تھا۔ دوسری طرف ماسک میں اور اسرائیلی مقام ہم سے انتظار کر رہے تھے۔ خرابا روسی شیا! یہ قربانی پیش کرنے کا وقت ہے اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ جو جو کو کم کر دو۔ وہ شیا خان ٹیپیں کے خواب دیکھتا رہا ہے۔

ہم انھیں جواب دے رہے تھے۔ جو جو ہماری بی بی ہے۔ ہمارے وجود کا ایک مقصد ہے۔ ہم مر جائیں گے مگر اسے بھول کر بھی نہیں ماریں گے۔ اب تو وہی ہو گا جو مقدر میں لکھا ہے۔ جو جو مشین سے منسلک ہوئے ہی غافل ہو گئی تھی۔ ہم سب سونا کے دماغ میں آگئے تھے۔ جب تک وہ ہوش میں نہ آئے ہم وہاں کے حالات معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ آخری بار ہم نے یہی دیکھا تھا کہ ترخانے میں موجود رہنے والے دوسرے ماتحت چلے گئے

تھے۔ ایک مشین آپریٹ کرنے والا رہ گیا تھا۔ دوسرا شیشے کے کین میں وہ پراسرار شخص بیٹھا تھا دیکھ رہا تھا۔ مگر صاحبو! اصل تماشا اب شروع ہونے والا تھا۔

یوں ہے کہ سونا نے شیشے کا کتا۔ موجودہ حالات کا اچھی طرح جائزہ لو تمہیں پتا چلے گا جو جو کے لیے خطرات بڑھتے جا رہے ہیں۔ شیبانے جواب دیا تھا۔ میں جو اور پراس کو کھلے میں بند رکھتی ہوں۔ کوئی اندر نہیں آ سکتا۔ ایسی بات نہ کہو۔ چرنے والے آنکھوں سے سرمہ بھی چڑا کر لے جاتے ہیں۔

تم کس خطرے کی طرف اشارہ کر رہی ہو؟ کیا تمہیں میں معلوم۔ پھر ماسٹر کی سب سے بڑی مزورت ایک ٹیپ بیٹھ جانے والا یا والی ہے۔ وہ شارپس کے پیچھے چلا ہوا تھا مگر فراموشی سے غم کر دیا اور مردنا کو چھپاتا پھر رہا ہے۔ پھر پائلز تم پر اور روسی پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ اگر ماسک میں کی فیر میں ہے۔ صرف جو جو جیسی ہے جس کی طرف وہ ہاتھ بڑھا سکتا ہے۔

تم کیا باتیں ہو؟ بونا نے کہا۔ اگر کس پراسٹر نے جو جو کو اٹھالے جانے کی کوشش کی تو ہم اس سے بھی اسی طرح منٹ سکتے ہیں جس طرح اسرائیلی حکام سے منٹ رہے ہیں۔ اگر ہم نے اسے بھی دھمکی دی کہ اس کے پورٹیکہ وغیرہ، ایٹمی پلانٹ اور بڑی بڑی ماسی لیبارٹریاں تباہ کر دی جائیں گی تو وہ اپنے کان پکڑ لے گا اور جو جو کو دائیں کرے گا۔

شیبانے ہوا۔ پھر خطروں کی بات کا ہے؟ ذرا عقل سے کام لیا کرو۔ جتنی دیر وہ جو جو کو جبر کر کے گھاٹی دیر میں وہ اس کے دماغ سے ٹیپ کی صلاحیتیں اپنے دماغ میں منتقل کر لے گا، لہذا جو جو کے پاس یہ صلاحیت نہیں ہونا چاہیے۔

بات سمجھ میں آئی تھی۔ شیبانے اس رات جو جو کے سونے کے بعد اس کے خوابیہ دماغ کو ٹریپ کیا تھا۔ اسے اپنی معمول بنایا تھا۔ پھر اس کے دماغ میں یہ گرہ باندھ دی کہ وہ کم از کم ایک ہفتے تک خیال خرابی کی صلاحیتیں بھول جائے گا۔ اگر کوئی توخیی عمل کرنے والا اسے اپنی معمول بنائے اور اس سے سوال کرے کہ ٹیپ کی صلاحیتیں کیا ہیں تو وہ اس کی معمول بن کر بھی یہ جواب دے گی کہ شیبانے اپنے عمل کے ذریعہ خیال خرابی کی صلاحیت کو بالکل ہی مٹا دیا ہے۔ اب اس کی سوچ کی گزری بھی کسی کے دماغ تک نہیں پہنچ سکیں گی۔

سولنے بڑا ہی معقول مشورہ دیا تھا اور شہر بانے بروت
 ۱۰ قدم اٹھا یا تھا۔ جس وقت قلعے پر حملہ ہوا، جو ترمیمی تین پوری
 کر رہی تھی، اُسے انکار کرنے والے سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ
 ٹیلی پتھی کی صلاحیتوں سے خالی کر دی گئی ہے۔ میں نے شیدا اور
 پارس کو اُسی ترخانے میں بیٹھنے پر مجبور کیا تھا۔ شیدا جذبات میں
 آکر دلوں سے بگڑا ہوا ہمتی تھی۔ میں نے مجبور ہو کر اُسے دماغی جھگڑے
 پہنچائے تھے، اُسے بڑی درمیک تکلیف دینا جتنا کہ تھا اور
 میں ایسا کرنے پر مجبور تھا۔ وہ دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتی تو
 آج وہ قاتلانہ ہوتا جواب پش آئے والا تھا۔

جو پورہ ادریس ماسٹر اپنے اپنے لیسٹر پر آنکھیں بند کر کے
 تھے۔ کیونکہ نہ تداویا تھا کہ دشمن کی عمل پورہ ہو چکا ہے۔ ایک کبے
 دماغی صلاحیت دوسرے میں منتقل ہو گئی ہے۔ لہذا اب انھیں ایک
 گھنٹہ تک سوئے دیا جائے۔ ہم کمزری کرتے جارہے تھے۔ میں
 ماسک بین کے پاس جاتا تھا۔ رسوخ اسرائیلی ایکشن سے رابطہ رکھ
 ہوتے تھے اور شیدا سولنے کے پاس جا کر تمام حالات بتا رہی تھی۔

ماسک بین اور اسرائیل حکام ہماری طرف سے پارس ہو گئے
 تھے۔ عقہ دکھائیں گئے تھے۔ ہم نے اُن کی بات نہیں مانی، اُن کے
 مشورے کے مطابق ہم نے جو جو کچھ ہلاک نہیں کیا تھا، اُن کی ولایت
 میں جو ختم ہو جاتی تو قلیل پتھر کا قلعہ ہی ختم ہو جاتا۔ اِس ماسٹر کے
 ایک ماہر نے مشین کو آدھریٹ کرنا سیکھ لیا تھا۔ اُس کے باوجود
 اُسے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔

اسرائیل حکام، ماسک بین اور دنیا کی کتنی ہی خطرناک تنظیمیں
 اس انفخار میں تھیں کہ ہم ہونے تک ایک نیا ٹیلی پتھی جاننے
 والا پیدا ہو گا۔ اگلے میں ہم نے خوش خبری سنائی، ایسا بھی نہیں ہو گا۔
 اِس ماسٹر کے دماغ میں ٹیلی پتھی منتقل نہیں ہو گی۔

یہ خوش خبری سن کر سب ہی چونک گئے۔ سبھی نے سرے
 سے دلچسپی لینے لگے اور بچے گئے۔ ایسا یوں نہیں ہو سکے گا کہ
 مشین میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ کیا آپ بریٹ کرنے والے غلطی
 ہو گئی ہے؟

ہم نے جواب دیا۔ ایسی کوئی بات نہیں، یہ سبھی بات
 ہے۔ ہم نے جو جو کے دماغ سے ٹیلی پتھی کی صلاحیتیں منادی ہیں۔
 اس سے زیادہ کمزری کی ضرورت نہیں پڑی۔ سبھی طے
 خوشی کے سبب بہت ہنسے ہوئے، ہونے اچھل پڑے تھے۔
 ہر ایک ایک دوسرے سے مصافحہ کیا جا رہا تھا۔ ایک دوسرے
 کو گھونگے لگا جا رہا تھا۔ ایک گھنٹے بعد اِس ماسٹر نے ناکامی کا منہ
 دیکھنے والا تھا۔ اُس کی پیشگی خوشحالی مٹا جانے کی تھیں لیکن
 وہ کٹا گزر رہیں رہا تھا۔ وہ لوگ خوشحال بھی منارہے تھے اور

اُن لمحات کا انتظار کر رہے تھے جب وہ آپریشن بیل پر غفلت
 کے بعد آنکھیں کھولے گا۔

سب ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کیا نتیجہ
 نکلے گا؟

کیا وہ جو کچھ طریقہ لو کی بن جائے گا؟

سب ہنسنے لگے، ہم نے کہا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہو گی۔
 لیکن ایک کے دماغ کی صلاحیت دوسرے میں منتقل ہوتی ہے
 جسمانی صلاحیتیں منتقل نہیں ہوتیں اور نہ ہی جسمانی تبدیلی عمل
 میں آتی ہے۔

ہر طرف سے ایک ہی سوال پوچھا جا رہا تھا۔ اِس ماسٹر کو
 کیا بنے گا؟

ہم نے کہا۔ ابھی ہم کچھ نہیں جانتے ہیں۔ جب وہ غفلت سے
 سے بیدار ہو گا، اُنہ کے نتیجے کا توجہ دیکھتے جائیں گے اُس کی کمزری
 سناتے جائیں گے۔

قیامت آتی تو گزر جاتی کہ وہ ایک گھنٹہ نہیں گزر رہا تھا۔
 اُسے گزارنے کے لیے اسرائیل حکام نے خود کو ذرا مصروف رکھ
 احکامات صادر کیے کہ کل شیدا کے استہلال کی تیاریاں کی جائیں۔
 کل ایب کو دس کی طرح بلایا جائے اور اُسے زنگار رنگ پر دگر
 ترتیب دیے جائیں کہ شیدا انھیں بھی نہ بھلا سکے۔

ماسک بین کو اطلاعی سہارے کے ذریعے اِس ماسٹر کو
 مدد کیا دیتے ہوئے اپنے ملک میں اُن کی دعوت دے رہا تھا۔
 اور اس بیغا کا خلاصہ یہ تھا کہ اگر وہ پشیمانی نہیں دے تو خیاں خروانی
 کے ذریعے ہم سب کے دماغوں میں ضرور تشریف لائے۔

ایک گھنٹہ پورا ہونے سے پہلے ہی ہفت روزہ پیغام اِس ماسٹر
 کے شیشے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ انھیں اس بات کا اطمینان ہو گیا تھا کہ
 وہ جو سرے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اب انھیں دور بنا
 کی فکر تھی۔ ہر طرف سے یہی پوچھا جا رہا تھا۔ مرنے والے کماں ہے؟
 اُسے کیاں چھپا کر رکھا گیا ہے؟ ذرا سی غلطی ہو گی تو وہ اِس ماسٹر
 کے ہتھے چڑھ جائے گی۔ ماسک بین کو معلوم تھا کہ مرنے والے
 ماسٹر خفا بانی کے ساتھ پارس کی طرف سفر کر رہی ہے۔ وہ کہہ رہا
 تھا۔ خفا صاحب! آپ جانتے ہیں میرے پاس آدھریٹ موجود
 ہے۔ میں آپ سے کبھی دفاع میں کروں گا اور مرنے والا ہونا کرنے
 کی حقاقت نہیں کروں گا لیکن آپ اس سلسلے میں باخبر رہیں اور
 میری خدمات حاصل کرتے رہیں۔ ہم ایک دوسرے کے قاتل
 سے مودینا کو کامیابی کے ساتھ کہیں دیکھیں چھپا دیں گے۔
 میں نے کہا۔ پارس پہنچنے کے بعد کوئی بڑا کام نہیں رہے گی۔
 آپ جانتے ہیں وہاں ہمارا ادارہ ہے۔ ہم مودینا کو اُس اقلے

کیا پارسوں سے نکلے نہیں دیں گے؟

اسرائیل حکام رسوخ سے پوچھ رہے تھے۔ مرنے والے کماں
 ہے، پارس اسے چھپانے رکھنے کے سلسلے میں ہمارا خدشات
 حاصل رہیں۔

رسوخ انھیں وہی جواب دے رہی تھی جو اِس ماسک بین
 کو دے رہا تھا۔ آدھریٹ ایک گھنٹہ گزر گیا۔ اب ہم جو کچھ دیکھ رہے تھے،
 وہی رابطہ قائم کرنے والوں کو سنا رہے تھے۔ پہلے جو کچھ کھلیا اِس
 کے منہ کیڑا پھر اِس ماسٹر بھی بیدار ہو گیا۔ وہ دونوں آنکھیں کھول کر
 جنت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ پہلے اُن کی آنکھیں نہیں آیا کہ کماں ہیں
 اور کس حال میں ہیں۔ پھر رساری باتیں سمجھ میں آئیں۔ جو جو اُنہ کو
 دیکھ رہی تھی، اور اِس ماسٹر نے بیٹھے ہوئے جو کچھ دیکھا پھر اپنے
 مرکوسلے لگا کر جو جو نے پوچھا۔ پارس اتم کماں ہوئیں کب سے
 مرنے ہوئے میرے پاس آؤ مجھے اکیلے ڈرگتا ہے۔

اِس ماسٹر نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔ یہ
 پارس کون ہے؟ اس کا نام کس کس میرادل دھڑکنے لگا ہے۔ میرا
 جی چاہتا ہے، میں اسے دیکھوں، اُس کے پاس باؤل یا اُسے
 لینے پاس بلاؤں۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں پارس جو کچھ دل میں، اُس کے دماغ
 کی تہ میں اُس کے اَشعور اور صحت اَشعور میں بسا ہوا ہے۔ وہ جاگتی
 ہے تو اُس کو پوچھتی ہے۔ سوئے سے پہلے پارس کو دیکھ کر سوئے
 ہے، اُس کے ساتھ کھاتی بیٹی ہے، اُس کے ساتھ وقت گزارتی ہے۔
 وہ نہ ہوتا اُسے دنیا ایک بہت بڑا ترستان لگتی ہے جہاں اُسے
 کوئی ذمہ نظر نہیں آتا۔ صاف وہ پارس کی زندگی کے تعلق رکھتی ہے۔
 وہ پارس کے متعلق اتنی شہرت سے سوچتی ہے کہ وہ سوچا
 اُس کے دماغ کا ایک اہم حصہ بن گئی ہے۔ چونکہ وہ اہم حصہ بن
 گئی ہے اُس لیے وہ بھی اُنہ خفا مشین کے ذریعے اِس ماسٹر کے
 دماغ میں منتقل ہو گئی۔ اب وہ پارس کے سلسلے میں مقبض تھا۔
 سوچ رہا تھا کہ کیا یہ اول اُسی پارس کے لیے کھنچا جا رہا ہے، جو
 فرادے کی جو کماں بنی ہے؟

جو جو نے اُسے گھور کر دیکھا، پھر کہا۔ خبردار میرے
 پارس سے دوستی نہ کرنا۔ وہ صرف میرا دوست ہے۔

اِس ماسٹر نے کہا۔ دوستی تو بہت اچھی چیز ہے۔ ہم تینوں
 دوست بن کر رہ سکتے ہیں۔

جو جو خفا نگار میں سر ہلا کر کہا۔ ہم سر نہیں، تم بہت ظالم ہو۔
 میں نے کہاں تمہارے ظلم کا تماشا دیکھا ہے۔ تم نے ایک پاگل کے
 دماغ کی تمام خرابیاں دوسرے ہوش مند کے دماغ میں منتقل کر
 دی تھیں اور اُسے بھی پاگل بنا دیا تھا۔

اِس ماسٹر نے کس کسیرانی سے تک رہا تھا پھر اُس نے
 کماں ہاں، مجھے یاد ہے، میں نے ایسا کیا تھا۔ تو یہ تو بہت
 بڑی بات ہے۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اندیشیاں گتہ
 دیتے ہیں۔

رسوخ نے کہا۔ یا صیرت! یہ تو جو کچھ کی طرح معصوم
 گیا ہے۔

یہ کمزوری ہم نے دور تک پہنچائی، تمام لوگ حیرانی سے
 پوچھ رہے تھے۔ کیا واقعی؟ کیا یہ ماسٹر جو کچھ طرح معصوم بن
 گیا ہے؟ کیا اُس کی ظالمانہ ظفرت ختم ہو گئی ہے؟

ہم نے جواب دیا۔ ابھی ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ وہ آپریشن
 کے بعد غفلت سے بیدار ہو کر جو کچھ رہا ہے، جو کچھ رہا ہے، وہ
 باتیں ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ آدھریٹ اُس کی ظالمانہ ظفرت غالب
 آئے گی کہ جو کچھ معصومیت؛ ہمیں بھی اس سوال کے جواب کا
 انتظار ہے۔

ادھر ہم نے اس شخص کو بچھا دیا تھا جو شیشے کے کین میں
 بیٹھا تھا۔ ہم نے جو جو کے ذریعے اسے جب سے دیکھا تھا تب سے
 وہ خاموش تھا۔ دھندلے شیشے کے اُس پار دھندلا سا دکھائی دے
 رہا تھا۔ پھر ایک ایک ہی ہونے لگا۔ اُس کی آواز تھانے کے دل
 میں گونج رہی تھی حالانکہ وہ بہت دھیمی آواز میں بول رہا تھا۔ اِس ماسٹر
 کو مخاطب کر کے رہا تھا۔ تم جب سے بیدار ہوئے ہو۔ اس طرح اُس
 کے ساتھ بچوں جیسی باتیں کر رہے ہو، خواہ مخواہ وقت ضائع ہو رہا
 ہے۔ ثابت کر دو کہ ٹیلی پتھی کی صلاحیتیں تمہارے دماغ میں منتقل
 ہو گئی ہیں۔

اِس ماسٹر نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر آنکھیں بند کر لیں۔
 وہ اپنی سوچ کی لہر میں کس کے دماغ میں پہنچا جاتا تھا۔ میں نے خفا خروانی
 کی پرواز کی اور شیشے کے کین میں بولنے والے کے دماغ میں پہنچا
 جا رہا تھا۔ کماں ہوئی، اُس بولنے والے کو یہ علم نہیں تھا کہ میں
 خیال خروانی کے ذریعے اُس کے پاس آنا چاہتا ہوں مجھے اس کا
 دماغ نہیں بل رہا تھا۔ میں جو آواز ہم تک پہنچ رہی تھی، اُس آواز نے
 کا کوئی جدو دہیں تھا۔

ایسا ہمارا زندگی میں پہلے بھی ہو چکا ہے۔ ایک فرد نے جو
 بہترین ساؤنڈ ٹیکارکٹر ڈسٹ تھا، اُسے آلات استعمال کیے تھے
 جو نامک کے پاس بولنے والے کی آواز کو اسپیکر تک پہنچتے پہنچتے
 تبدیل کر دیتے تھے۔ بولنے والے کی آواز ادب و اجہ کو بے کلم
 ہو جاتا تھا۔ یہ سسٹم اس شیشے کے کین کے اندر بھی تھا جو شخص
 بول رہا تھا۔ اُس کی لہری آواز کین کے اندر تک محدود تھی اور وہ
 آواز نامک سے نکلتی تھی۔ وہاں سے گزر کر اسپیکر تک آتی

تھی لیکن درمیان میں مختلف حالات کا کارکردگی اسے ہرگز کوئی بھی وہ پوچھ رہا تھا کیا بات ہے ایس ماسٹر کیا تم خیال خوانی نہیں کرتے پتا؟

ایس ماسٹر نے کہا: میں کر سکتا ہوں۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مجھ میں یہ قوت ہے، لیکن طریقہ کار یا دینیوں کا رہا ہے۔ جو جو نہ ہنسنے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بچاتے ہوئے کہا۔ "اٹا بڑا آدمی ہو گیا ہے اور خیال خوانی کرنا نہیں آتی اسے پتہ ہو جس کے دماغ میں پہنچنا ہو پہلے اس کا تصور کرو۔ پھر اس کی آواز اور لب لہجے کو یاد کرو۔ پھر پوری توجہ اور یقین کے ساتھ سوچ کر تجھے خیال کی لہریں پرواز کرتی ہوئی اس کے دماغ تک پہنچ رہی ہیں۔ تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اسے باہر سے بھی دیکھ رہے ہو، ہوا اندر سے بھی دیکھ رہے ہو۔ اس کے بعد خود محسوس کرو گے کہ اس کے دماغ میں پہنچ چکے ہو۔"

شیخے کے کہیں میں بیٹھے ہوئے شخص نے کہا: ایس ایم! بڑے شرم کی بات ہے۔ ایک لڑکی تھی طریقہ کار کا یہ ہے جبکہ ٹیلی پتھی کے متعلق بازار میں ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں۔ خداداد ریکارڈ میں بہت کم پتہ چکے ہو۔ اب خاموش کیوں بیٹھے ہو خیال خوانی کرو۔ اس ترخانے کے دوسرے حصے میں بہرام گنگولی انتظار کر رہا ہے۔ اس کے دماغ کے دروازے کھلے ہیں، اسے یہاں بلاؤ۔

جب سے ایس ماسٹر میار ہو کر لوٹے لگا تھا تب سے سونیل نے خلیا کو مشورہ دیا تھا کہ اس کے دماغ میں ہم کر مینڈ جاؤ اور اس کی تین پہنچ کر جتنے راز معلوم کر سکتے ہو معلوم کر رہو اور ہم باتوں کو نوٹ کر رہو۔ یہی بات اس نے سونی کو سمجھا دی تھی۔ جب میں نے دیکھا کہ شیخے کے کہیں میں بیٹھے والے کے پاس پہنچ نہیں سکتا اور جو کے پاس رہنا ضروری نہیں ہے تو میں بھی ایس ماسٹر کے دماغ میں آ گیا۔ رات اندھیر میں شیخے کے محل سے گزرنے کے بعد آدمی تھوڑی دیر تک جہان آباد اور دماغی طور پر کمزور رہتا ہے، اس لیے سانس روک نہیں سکتا۔ وہ یہاں اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔ پریٹان ہو رہا تھا اور ملے جلے خیال خوانی کا مظاہرہ کر کے اس شخص کو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔

اس کی سوجھ بوجھ میں وہ بتایا جو ہم پہلے سے جانتے تھے لیکن ہم نے اس پر توجہ نہیں دی تھی یعنی پیرا ماسٹر کسی معاملے میں عملی طور پر سامنے نہیں آتا۔ فرسٹ لائن میں ایک اور پیرا ماسٹر ہوتا ہے جو کسی بھی معاملے میں پیش پیش رہتا ہے۔ جو ایس ایم ہمارے منہ میں تھا وہ فرسٹ لائن میں رہنے والا پیرا ماسٹر تھا اور جو اصل ایس ماسٹر تھا وہ شیخے کے کہیں میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہی شرطیہ کا کھلاڑی تھا اور وہی اب تک اتنی گری چاہیں پتا آیا تھا۔ اب

اس نے سخت لمحے میں پوچھا: کیا بات ہے ایس ایم؟ تم کیا کرنا نہیں کر رہے ہو؟ خود جواب دو کیا تم سانس روک سکتے ہو؟ کیا تم اپنے دماغ میں کسی کو محسوس کر رہے ہو؟

"ہاں ہاں، میں سانس روک سکتا ہوں۔ خیال خوانی بھی کر سکتا ہوں مگر پہلے کبھی نہیں کی۔ اس لیے بات کچھ مجھ میں نہیں آ رہی ہے۔"

پیرا ماسٹر نے شیخے کے کہیں کے اندر سے کہا: "بہرام گنگولی کو یہاں بھیج دو۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی ترخانے کا دروازہ کھلا۔ وہاں سے وہ قہار و درباری جیسا ڈھل ڈول والا بہرام نظر آیا۔ وہ بائیں طرف چھوٹا ہوا شیخے کے کہیں کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ پیرا ماسٹر نے کہا: "بہرام گنگولی! تمہارا ایس ماسٹر ٹیلی پتھی کا علم حاصل کرنے میں ناکام رہا ہے۔ یہ مجھ سے چھوٹ بول رہا ہے۔ اس حقیقت کو چھپا رہا ہے کہ اس کے دماغ میں ٹیلی پتھی جاننے والے موجود ہیں۔ مجھے یہ تجربہ بہت منگنا پڑ رہا ہے۔ اسے فوراً ختم کرو۔"

بہرام گنگولی نے پوچھا: تم نے اپنے ایس ماسٹر کو دیکھا۔ شیخے کے کہیں سے آواز آئی؟ اگر تم اس ملک میں زیادہ سے زیادہ مراعات حاصل کرنا چاہتے ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو۔ اسے فوراً ہٹا کر دو۔ پتا نہیں، خیال خوانی کرنے والے کیا کچھ معلوم کر رہے ہیں؟

ایس ماسٹر نے اسے پھیل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ دھچپے بیٹھے ہوئے بول رہا تھا: "نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ میرے دماغ میں رہ کر کوئی کچھ معلوم نہیں کر سکتا۔ تم لوگوں کو غلط فہمی پھیل رہی ہے۔ مجھے ہٹا کر کے بعد میں پچھتاؤ گے۔"

"ایس ماسٹر! تھوڑی دیر پہلے تم نے اپنے ہی شیخے کے ایک ام آدمی کو زندہ رکھا مگر اسے مر گئے۔ یہ بڑا کریم ہے۔ اسے باگلی بنادیا لیکن تمہاری ناک کی سزا موت ہے۔"

اس وقت تک بہرام گنگولی نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا تھا۔ ایس ماسٹر طاقتور تھا۔ اس نے اس کے پچھلے سے نکلنے کی بڑی کوشش کی مگر ناکارہ رہا۔ بہرام گنگولی نے اسے ایک ہاتھ سے دبوچ کر دوسرے ہاتھ سے سر کو تھام لیا تھا۔ پھر اس نے ایک زور کا جھٹکا دیا۔ کڑا ک کی ایک زبرد دار آواز سنائی دی اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ ہم خیال خوانی کرنے والے ایک جیسے سے باہر آ گئے۔ اب اس کا دماغ ہمیں جڑی نہیں کر سکتا تھا۔

بہرام گنگولی نے اس کے مڑے جسم کو فرش پر پھینک دیا۔ پھر شیخے کے کہیں کے پاس آ کر اسے بے گھر ہو گیا۔ یہی جو کے ذریعے کہا: "پیرا ماسٹر! یہ بتانا ضروری ہے کہ ہم نے میں منٹ کے اندر تمہارے ایس ایم کے دماغ میں رہ کر کیا کچھ معلوم کیا ہے۔"

ہم اپنی بات کرنا نہیں چاہتے۔ آتا بتا دیں کہ نہیں پتہ چھپکتے ہیں اس اندر گراؤنڈ اسٹور میں پہنچ سکتا ہوں، جہاں پورٹیک کا ذخیرہ کیا گیا ہے۔ رستہ بھی اتنی ہی جلدی تمہاری سب سے بڑی سائنس لیا رٹری کے اہم افراد کے دماغوں میں پہنچ سکتی ہے اور شیبانی اس ذخیرہ یونٹ میں درکناس ہیں مگر بگ بنالی ہے، جہاں جدید طرز کے میزائل تیار ہو رہے ہیں؟

وہ چپ چاپ سن رہا تھا۔ میں ان تمام شبیوں کے اعلیٰ اور فتنے دار انسان کے نام اور ٹیلی فون نمبر بتا رہا تھا اور دعویٰ کر رہا تھا: ہم ان خبروں کے ذریعے ان کے دماغوں تک پہنچ چکے ہیں اب تم بتاؤ پہلے کہاں دھماکا کیا جائے۔ اگر کوئی دھماکا منظور نہیں ہے تو جو جو کمزوریت آرام اور سولت سے تل ابیب پہنچاؤ۔ اگر اس کے جسم پر کسی سرخاں بھی آئی تو تمہارے اندر گراؤنڈ ذخیرہ آؤں میں اپنی دھماکے ہونے لگیں گے؟

شیخے کے کہیں سے بھڑائی ہوئی آواز سنائی دی: "مسٹر فریڈا! تمہارے قریب بھی ہم سمجھ لیتے۔ تم لوگ جس ملک میں چاہو وہاں قیامت برپا کر کے۔ پورے لوگ پہلے زمین میں تھوڑے سے ڈرتے تھے پھر بدوق سے ڈرتے گئے، پھر ہم سے، اس کے بعد اٹم بم اور ہائیڈروجن بم سے آج کا سب سے خطرناک ہتھیار ٹیلی پتھی صوبہ کو بدبخت میں مبتلا رکھتا ہے خصوصاً بڑی طاقتوں کو۔"

وہ مٹھر مٹھر کر بول رہا تھا: اس علم سے پہلے اٹم بم نے جاپان کے دو شہروں میں ویشا اور ناگاساکی میں قیامت برپا کی تھی۔ آج بھی کوئی ملک اٹم بم یا ناسے تو پوری دنیا بچھ اٹھتی ہے اور اعتراضات کرتے لگتی ہے۔ ہم اگر جاپان تو دنیا کے تمام ملکوں کو تباہ کر دیں صرف بڑی طاقتیں اور ان کے ملک میں رہنے والے باشندے زندہ رہیں لیکن ہم بے پناہ قوتوں کے مالک ہونے کے باوجود چھوٹے ملکوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ ہاں، انھیں پناہ ملنا کر گئے ہیں۔ جو غلام بننا چاہے اسے بڑی بڑی امداد دے کر اپنا محتاج بنالیتے ہیں۔ اسے سیاست کرتے ہیں۔ تمام چھوٹے ملکوں کو زندہ رکھ کر ہم وہاں سے خام مال حاصل کرتے ہیں۔ ان ملکوں میں اپنے ہاں سے تیار کی ہوئی گارین بیل کا پٹر، طیارے، جبری جہاز اور ہتھیار فروخت کرتے ہیں۔ دوسری بڑی طاقت کے خلاف محاذ بنانے کے لیے ان ملکوں میں فوجی اڈے قائم کرتے ہیں؟

وہ ایک ذرا توقف سے بولا: "مختصر یہ کہ تم اپنی بے پناہ قوتوں سے ہمیں تباہ و برباد کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے اور ہم سب طاقتیں کھلانے کے باوجود جو جو جیسے ایک بجتی کو ہلاک نہیں کر سکیں گے کیونکہ ہم نادان نہیں ہیں۔ ہم کمزوروں کو مارنے نہیں ہیں اپنے مقصد کے لیے زندہ رکھتے ہیں۔ تم

میں نے مقصد کے لیے ہماری سلامتی کی بات کرو۔ تباہی سے کچھ نہیں سنے گا؟"

میں نے کہا: جو بات ہم کہہ چکے ہیں، وہی تم کہہ رہے ہو مگر گھبراہٹ کر رہے ہو۔ مقصد سلامتی اور حفاظت ہے۔ تم اپنی سلامتی چاہتے ہو اور وہ تمہارے جو؟

"بے شک جو جو کچھ رواد کیا جائے گا لیکن جب یہاں سے پاس آتی ہے تو تم لوگوں سے ایک ذرا سی رعایت چاہتے ہیں۔ ہماری ایک بات مان لو؟"

"جو جو کوئی نقصان نہ پہنچے تو ہم مان لیں گے۔"

"ہم اس پر تو بھی عمل کرنا چاہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے ٹیلی پتھی کی صلاحیتیں واپس آجائیں۔ جو چیز ہماری تحویل میں ہے اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہمیں ہے۔"

"اگر تم جو جو پر تو بھی عمل کرنا چاہو اس کی ٹیلی پتھی کے صلاحیتیں بحال کر سکتے ہو تو بے شک فائدہ اٹھاؤ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تو بھی عمل کے دوران تم میں سے کوئی ٹیلی پتھی جاننے والا مداخلت نہیں کرے گا؟"

"وہ تو ہم کر سکتے ہیں ضرور کریں گے۔ جو جو ہونے والا کوئی بھی عمل ناکا ہوتا نہیں گے۔ ہم یہ کیوں چاہیں گے کہ ہماری ہی اپنی ہر کوئی ایسا دیا عمل کیا جائے۔ یہ اتنی معصوم ہے کہ ہم اسے ٹیلی پتھی کی مداخلت نہیں ہونے دیتے۔ اسی لیے اس کی صلاحیتیں ختم کر دی ہیں تاکہ یہ اپنی عمر اپنے مزاج اور اپنی ذہانت کے زیادہ کوئی علم اپنے پاس نہ رکھ سکے۔"

پیرا ماسٹر نے کہا: مجھے بھی خبر تھا تو بھی عمل کر ڈال گا تو تم لوگوں کی طرف سے مداخلت ہوگی، لہذا جو جو ہمارے کسی کام میں آ سکتی ہیں اسے ابھی رواد کرنے کا حکم ہے رہا ہوں؟

پھر اس نے اپنے خاص آدمی کو حکم دیا: "جو جو جا رہے ہیں ان میں بڑے آرام سے تل ابیب پہنچا دیا جائے۔"

تھوڑی دیر بعد ہی چار مسٹر جوان آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "میں جو جو ام آپ کے خادم ہیں، آپ کو اپنے پورٹیک لے جائیں گے وہاں سے آپ طیارے میں سفر کریں گی اور تل ابیب پہنچ جائیں گی۔"

اس کے بولنے ہی میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا تھا اور اطمینان ہو رہا تھا کہ کوئی دھماکا نہیں ہوگا۔ وہ کہہ رہا تھا: میرے دماغ کے دروازے کھلے ہیں۔ ٹیلی پتھی جاننے والے کسی وقت بھی میری منت کو بٹھہ سکتے ہیں؟

میں نے جو جو سے کہا: "ٹیلی! یہاں سے اُٹھو۔ ان کے ساتھ

مادہ ذرے کی بات نہیں ہے۔ پھر نہیں ہے اس کے ذریعے اس متبع
چوان سے کہا۔ مشرق جہاں تمہاری دیوٹی ختم ہوتی ہے اور دھڑکی دیوٹی
شروع ہوتی ہے اس کی آواز بھی سنائی جاتی ہے۔
آپ کو لے جانے والے طیارے کا عمل آپ کے سامنے آنے
مگاور باتیں کہنے لگا۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی تپاں کماں ہے؟
نہیں ہے اس کے دماغ میں پارس کو آواز دی۔ بیٹے پارس!
ادھر آؤ جو جگہ رہی ہے۔

پھر میں پارس کے لب و لہجے میں بولا۔ تین آگیا۔ تم مجھے ذرا
بھی کام نہیں کرنے دو گی۔ اس وقت میں ریاضی کا ایک مشکل سوال
حل کر رہا ہوں۔ جب تم طیارے سے بچو گی تو میں تمہارے ساتھ
مفر کروں گا۔

وہ خوش ہو کر بولی کیا تم میرے ساتھ آئے ہو؟
میں جی جی طور پر نہیں۔ دماغی طور پر آگیا ہوں گا۔
وہ خوش ہو کر ان مسلح افراد کے ساتھ چلنے لگی۔ اس طرف سے
اطلیان ہوتے ہی نہیں نے اس کی خبر لی۔ پہلے ہی معلوم ہو چکا تھا
کہ اس کے جسم سے گولی نکال لی گئی ہے، وہ خطرے سے باہر ہے،
وہ آرام سے بستر پر سو رہی تھی۔ میں نے اس کے خوابیدہ دماغ سے
معلوم کیا کہ قلعے کے ڈاکٹر اور دوسرے ملازم جو زندہ رہے تھے وہ
پھر سے انفذاً سنبھال رہے تھے، اس کی پوری طرح دیکھ بھال
کریں گے۔ شیشیاں خواتین کے ذریعے اس کی خبر لیتی رہتی تھی۔ ابھی
وہ سفر کرنے کے قابل نہیں ہوئی تھی وہ نہ شیشیا کے پاس اصرار پہنچا
دیا جاتا۔

ادھر شیشیا پارس اول کے ساتھ ایک بوتل کے کمرے میں
رات گزار رہی تھی۔ دوسرے دن اسرائیلی ایلٹا کے طیارے
سے سفر کرنے والی تھی۔ تیسری جانب روسی اپنے پارس کو سینے سے
لگا کر چمک رہی تھی۔ ماٹا ایک مدت کے بعد ملے تھے۔ روسی
اسے دیکھتی جا رہی تھی گرد بچتے رہتے تھے۔ ابھی نہیں بچتا تھا تو
وہ بار بار اس کی ٹانگیں لیتی تھی۔ اس کی طول عمر کی دعا میں لگتی تھی
اس کے پیرس پہنچتے ہی روسی بابا صاحب کے اوڑھے میں لگتی
تھی پھر شیشیا صاحب سے کہا تھا۔ آج سے میرا بیٹا آپ کے حوالے ہے
اسے تعلیم نہیں دے رہی ہوں، ہزار آپ سیکھیں گے موجودہ دور
کے تقاضے کے مطابق اسے فولاد بنانا ہے لہذا میں آپ سے درخواست
کروں گی کہ میرے بیٹے کو ماسٹر اور طوروی کے حوالے کر دیا جائے۔

مودینا اور نکا باقی طیارے میں سفر کر رہے تھے۔ دوسری
سیریس پہنچنے والے تھے۔ میں نے اگر جانتا تو مودینا اور نکا باقی کو
بھی بابا صاحب کے وارے میں پہنچا دیتا، لیکن مودینا باقی اتحاد

نہیں تھی۔ ابھی اسے پکڑے تک آزما حاضر و ہوا تھا۔ آج ہولنا
کا مزاج ہوتا ہے، وہ کہ نہیں دہتا۔ مودینا جو بہت تھی۔ اسے
حسن و شباب پر بڑا انداز تھا۔ لہذا عورتیں بھی ایک مرد کے ساتھ
نہیں کر سکتیں۔ اپنے حسن کی داد پانے کے لیے عاشق بریلی رہتی ہیں
بہر حال یہ آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا کہ اس میں مستقل مزاجی
اور وفاداری ہے یا نہیں۔

پکڑ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن پر آپ کی آپ اعتماد قائم ہوتا
ہے۔ ان میں ایک غلام باقی تھا۔ ممداد لکھتا تھا کہ یہ وفادار اور
جان نثار ساتھی ثابت ہوگا لیکن اسے بھی ادارے سے دور رکھا
تھا۔ اسے مودینا کے ساتھ چھ روز بول بکچھ میں رہنے پڑا تھا۔
ہم نے بڑی کامیابی سے پارس دوم کو لایا۔ پارس
نکال کر روسی کے پاس پہنچا دیا تھا۔ اور جو شیشیا کے پاس
تل ابیب پہنچنے والی تھی۔ ابھی ہر طرف سے عارضی طور پر اطمینان
تھا۔ لہذا اسی بات کا تجزیہ کرنا چاہیے کہ اتنی جگہ دوڑنے کے بعد
لے کیا آیا اور کیا کھایا۔

ہم نے مشین کو گولی اور سب سے اہم چیز وہی تھی۔ ویلے
خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو دشمنوں کے چنگل
نکال لیا۔ اگر مجھے روسی کی مٹا کا خیال نہ ہوتا تو پارس کو کبھی بھی
تل ابیب سے جانے نہ دیتا۔ اس کی جگہ میں نے پارس اول کو شیشیا
کے ساتھ لایا تھا۔ دیکھا جائے تو میں نے پھر ایک بیٹے کو دشمنوں
کے حوالے کر دیا تھا۔

لیکن بات ایسی نہ تھی۔ ابھی طرح مجھ میں آگیا تھا کہ دشمن
نہیں براہ راست نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔ دنیا کی خطرات
تعلیم، جو کوئی بھرپور ہو یہ الزام اپنے سر نہیں لے گی کہ فریاد کو
یا اس کے سر اٹھیں کو ان سے نقصان پہنچا ہے۔ کوئی اپنے ملک کو
تباہ کرنا نہیں چاہتا تھا اور نہ چاہتا تھا کہ اس کی راز ہمارے ذریعے کسی
دوسری جگہ منتقل کرنا چاہتا تھا۔ یہی اندیشہ تھے کہ اسرائیلی حکام
نے فوراً پارس کو ماسکے کی اجازت دے دی اور پھر مارٹر سے بھی
جو جو کر رہا کر کے دانش مندی کا ثبوت دیا تھا۔

دشمنوں کے لیے سب سے بڑی مشکل تھی کہ اس کی ایکلا
شیشیا جیسے والا نہیں تھا۔ روسی میری زندگی میں آئی تو اتحاد
دو ہو گئی۔ پھر شیشیا نے تعداد بڑھا دی۔ اس کے بعد جو جو
کے بعد مودینا، اب ہم چار تھے۔ مودینا پھر مودینا تھا۔ جو جو
کے دماغ سے یہ صلاحیت مٹا لی نہیں گئی تھی، بھلائی گئی تھی، وہ
کسی بھی آئے وقت ہمارے کام آسکتی تھی اور ایک بار بہت
یہ مشکل وقت میں ہمارے کام آئی تھی۔ بہر حال وہ ہمارے
کسی بھی ساتھی کو نقصان پہنچانے تو بہر جاہر طوط سے خیال خواتین

کے ملے جوتے، جن میں روکنا دشمنوں کے پس کی بات نہ ہوتی۔
ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا تھا کہ کون اصل خراب اور کون اصلی
شباب اور کون ڈی ہے۔ وہ اتنی بار دھوکے کھا چکے تھے کہ
اب نفس کو اصل سمجھنے لگتے تھے اور اصل کو نفس سمجھ کر نظر انداز کر
دیتے تھے۔ آج ٹرانسٹرانسٹین پٹرما ستر کے پاس تھی۔ آئندہ کسی
اور کے ہاتھوں میں پہنچ سکتی تھی لیکن سب کو یہ فکری لائق تھی کہ
شیشیا جیسے جاننے والے صرف میرے ہی گروپ میں ملیں گے۔ اگر
ہم میں سے کسی کو جابجا حاصل کیا گیا تو اسی طرح وقت سے پہلے ان
کے دماغ سے شیشیا جیسے کی صلاحیت مٹا دی جائے گی یا بھلا دی
جائے گی۔

موجودہ صورت حال سے ظاہر ہوتا تھا۔ اب ہمارے
درمیان امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ کوئی نہیں دشمن بن کر نہیں
چلیں گے۔ اب ہم جوان کارروائی نہیں کر سکیں گے۔ اب دن رات کی
بھاگ دوڑ ختم ہو چکی ہے۔ مجھے جو میں کھٹے خیال خواتین میں معروف
نہیں رہنا ہوگا اور ان میں اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ایک پڑ سکون
گھر یوں زندگی گزار سکوں گا۔

اسے کہتے ہیں دیولنے کا خواب۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ
شیشیا ایک بلا ہے جو ہم بیکٹھانے ہمارا جانتے ہیں۔ جتنے جتنے وہ اب
میں رہتا ہے۔ جب ایک ملک کوئی بڑی طاقت حاصل کر لیتا ہے
تو دوسرا ملک بے چینی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے سامنے کسی کو
برق تسلیم نہیں کر سکتا۔ شیشیا جیسے کے حوالے سے ہم سب پر یاد رہتے
اور کوئی ہماری برتری تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اب وہ بظاہر مجھے
دوست تھے۔ اپنے اپنے ملک میں ہمارے لیے بڑی بڑی سہولتیں
فرام کر سکتے تھے۔ لیکن میں کبھی نہیں کہتا تھا کہ ہمیں آہستہ آہستہ ختم کر
دینے کے لیے وہ اندر ہی اندر دیکھنا شروع کرنا چاہیے ہوں گے۔

پہلے شیشیا پارس کے ساتھ تل ابیب پہنچی، وہاں کے اعلیٰ مقام
نے بڑی خوشی سے استقبال کیا۔ اب کوئی پر دے میں نہیں چھپا ہوا نہیں
تھا۔ یہ سب جان گئے تھے اور ان گئے تھے کہ ہم جب چاہیں ان
کے غیہ اولوں تک اور ان کے فتنے داران ان تک پہنچ جاتے
ہیں۔ پھر یہ پارس اعلیٰ اشراف چھپ کر کیا کرتے، لہذا وہ کھل کر
سامنے آگئے تھے۔ شیشیا، ایک کھٹے بعد جو پہنچنے والی ہے۔ شیشیا
ایڈیوڈ پر ہی ٹنگ گئی۔ وی آئی بی روم میں اس کا انتظار کرنے
لی۔ ان کا استقبال کرنے والوں میں منگل بانڈے بھی شامل
تھا۔ شیشیا نے منگل کو اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "بیسو
منگل بانڈے! مجھے آپ جیسے دلیر اصرار سے مل کر بڑی خوشی ہو
رہی ہے۔"

ایک اسرائیلی عدسے دار نے کہا۔ تپاں سرکار رہے

منگل بانڈے کا مطلب لکڑی ہے۔ میں حیران ہوں کہ انہی نے کتے
دلیر ہیں۔
شیشیا نے کہا۔ آپ میری خاطر جہاں میرا سر سے درخواست
کریں کہ منگل بانڈے کو پکڑے۔ اسرائیل میں رہنے دیا جائے اور
انہیں میان کی ایٹمی جہاز میں ایک اعزادی عمدہ دیا جائے۔ میں آپ
کو یقین دلاتی ہوں۔ یہ آپ کے لیے بھی بڑے بڑے کارنامے
انجام دیں گے اور اپنی دلیری سے میرا ن کر دیں گے۔
انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ جہاں میرا سر سے درخواست کریں
گے۔ منگل بانڈے یہاں جتنا ضرور رہنا چاہیں وہ کتے ہیں اور انہیں
اعزادی عمدہ بھی دیا جائے گا۔

منگل بانڈے خوش ہو کر ایک موٹے پر بیٹھ گیا۔ اس کے
کان میں آواز آئی۔ لیکن میں نہیں دلیری دکھانے کا موقع نہیں
دوں گا۔

اس نے چونک کر رہ گیا۔ صوفے کے نیچے پارس کھڑا ہوا
تھا۔ شیشیا نے شکرتے ہوئے کہا۔ بانڈے! ہمارا بیٹا ہے پارس اول!
بانڈے نے جلدی سے آٹھ کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے
ہوئے کہا۔ مجھے آپ سے مل کر بڑی خوشی ہو رہی ہے۔
پارس نے کہا۔ مگر مجھے نہیں ہو رہی ہے۔ میں مصافحہ نہیں
کروں گا۔ تمہارے ہاتھ گندے ہیں۔

وہ جھنجھپ کر صوفے سے ہاتھ کو اپنے ہی لباس سے صاف
کرتے ہوئے بولا۔ آپ اپنے جہاں کی طرح مشیر ہیں۔
پارس نے پوچھا۔ کیا تم کسی پہلے کو آپ کہتے ہو؟
"جی ہاں، آپ کو آپ کہہ رہا ہوں۔"
"میری بات چھوڑو۔ اچھی طرح سوچ کر بتاؤ۔ آج تک کبھی
کسی پہلے کو آپ کہا ہے؟"

اس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔ "کبھی نہیں۔"
"اس کا مطلب ہے تم مجھے خوشامداند انداز میں آپ کہہ
رہے ہو، اور اگر یہ اصرار ہو تو مجھے ہم کو کسی فرادے کے بیٹے سے
ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟
اس بات پر وہاں بیٹھے ہوئے تمام اعلیٰ اشراف اور بڑے
بڑے عدسے داران واہ واہ کرنے لگے۔ تاہلین بکا کرادو دینے
لگے۔ "واہ ماسٹر پارس! کتنی بختی اور کھری بات کہہ رہے ہو۔ لیراف
کو تمہارے باپ سے بھی نہیں ڈرنا چاہیے۔"
پارس نے چٹکی سہا کر کہا۔ "ماں! یہ بولی نامات۔ ماسٹر پارس!
ان سب کے سامنے کو کر تم میرے باپ سے ہی نہیں ڈرتے ہو۔"
وہ بچکاتے ہوئے بولا۔ "ماسٹر پارس! یہ گستاخی میں کیا
کر سکتا ہوں، کیوں مجھے روٹانا چاہتے ہو؟"

پارس نے پاؤں سے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تمام مازنیوں سے کہا: "یہ چارہ شرمناک ہے۔ پلیز آپ میں سے کوئی کمرے کے میرے باپ سے نہیں ڈرتا۔"

اس بات پر کسی کے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ سب ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے کوئی کھنکھارنے لگا۔ کوئی میٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا کوئی پہلو بدلنے لگا۔ شبیلہ نے کہا: "پارس! یہ کیا شرارت ہے، چپ چاپ بیٹھو۔"

"اے حق! چپ چاپ بیٹھنے کا کیا توپا پا کرتے ہیں۔ آپ ہی تو کہتی ہیں جہاں جگہ ملتی ہے بیٹھ جاتے ہیں خیال خوانی کرتے کرتے بارہواں سال گزر رہے ہیں۔"

سب لوگ مسکراتے لگے۔ شبیلہ نے ڈانٹ کر کہا: "اب کچھ بولو گے تو میں جو کچھ جازاں ابیب تک پہنچے نہیں دوں گی پلٹے ہی سے واپس کر دوں گی؟"

اُس نے زوردار قہقہہ لگایا۔ پھر کہا: "واہ حق! ایک تو آپ میرے دماغ میں دنیا بھرا کے غلام مٹھو رہتی ہیں۔ پھر پھر کھڑا کھڑا بھی رہی ہیں کہ طیارے کو دایں بیچ دیا جائے گا جب کہ یہ بین الاقوامی قوانین کے خلاف ہے۔ کوئی بھی طیارہ اس وقت تک دایں نہیں ہو سکتا یا راستہ نہیں بدل سکتا جب تک موسم انتہائی غراب نہ ہو۔"

شبیلہ نے چپکے چپکے مسکراتے لگی۔ ایک اعلیٰ عہدے دار نے پوچھا: "کیا تم نے پارس کو اس قدر ذہین بنایا ہے؟"

وہ پارس کو دیکھتے ہوئے بولی: "میری خیال خوانی اسے ایک شاہکار بناتی جا رہی ہے۔ شبیلہ تیری ہمت اچھا علم سنا کر اسے صرف ماں باپ سیکھ سکیں تو اپنے بچوں کے دماغ میں ذہانت کوٹ کوٹ کر بھر دیں، خیال خوانی کا یہی فائدہ ہے لیکن ہماری دنیا میں کیا ہوتا ہے۔ ہم اپنی قوت سے غریب خیرین کو نذرانوں کے قابل بناتے ہیں لیکن ہم انسانوں اور ملکوں کو تباہ کرتے ہیں۔"

سب تائید میں سر ہلاتے لگے۔ شبیلہ نے کہا: "اگر کوئی نہیں دشمن بن کر نہ چھڑے۔ ہمیں گورنر تنہائی میں پریکٹس کرنا پڑے گا۔"

گورنر نے کاموقع سے تو ہم صرف اپنے بیٹے پارس ہی کو نہیں دینا کے تمام ذہن دہن بچوں کو بھی منایات ذہین بناسکتے ہیں۔ یہ دنیا ہمارے بچوں کی ہے۔ یہاں ہر کچھ ہے ہمارے بچوں کو ملنا چاہیے لیکن بڑے اُن کا حق چھینتے اور چھینتے رہتے ہیں۔ یہ کیسا دونوں ہیں ہے کہ آپ اُن کے ہتھے ہاتھوں میں کتاب دیتے ہیں اور پھر انہیں مار ڈالنے کے لیے اُٹھ بیٹھا کر دیتے ہیں؟"

مجھے بھی قسمت تھی، اے لیے میں کہیں پارس اول اور کہیں مشکل پانڈے کے دماغ میں رہتا تھا اور اُن کے ذریعے دوزخوں

کی باتیں سننا تھا میں وہاں موجود رہنے والے چار مسلح افراد تک پہنچ گیا تھا۔ ابھی باجھوں تک پہنچنے میں آیا تھا کہ نے مشکل پانڈے کے ذریعے دیکھا، وہ پانچواں مسلح فرد ہوتا۔ اپنے ہولناک رویوں اور شکار ہوتا تھا جو نیکوئیں اُس کے دماغ، پہنچ نہیں سکتا تھا اس لیے میں نے دوسرے مسلح کارڈ کو ہاتھ چلائے ہوئے اُس کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا۔ ریوالتور نکالنے نے جھنجھلا کر پوچھا: "یہ کیا طریقہ ہے۔ تم ادھر کیوں چلے آئے؟ وہ پریشان ہو کر کھولتا اداہ سودی میں ذرا ہاتھ دھوم کی طرح جا بجا رہتا تھا مگر آج سے اجازت لینا ہوگی۔"

اُس نے کہا: "تم جن میں جاؤ گے میرے سامنے سے تو چلے جاؤ۔ آج ہی میرے پاس میں نے اُس کے خیالات پڑھ لیے۔ وہ ایک اعلیٰ عہدے دار کو قتل کرنا چاہتا تھا جیسے میرے سامنے واقعہ میں مشکل پانڈے سے ہوا، وہ پھر ہولناک رویوں سے لگا لگا کر وقت میں مشکل پانڈے کے دماغ پر قابض ہو گیا۔ اس کے لیے گدبان اٹھا کر اُس کے ہاتھ کی طرف زور سے پھینکا۔ جب تک صبح ہو تو کاسیا ہی کیسے نہ ہو۔ ریوالتور اُس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اتنی دیر میں مشکل پانڈے اچھل کر جتنا شک کے انداز میں بھاگا تھا کھانا ہوا اُس کے قریب پہنچا۔ اُس نے ڈر پر ایک گھونسا رسہ کیا، پھر پیٹ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ تکلیف کی نثر سے کہنے لگا: "جھکا ہاتھ سے آئے دو توں ہاتھوں سے شکار کر فرماؤ۔ پھر اس کے اوپر چڑھ کر اس کا گلا گھاتے ہوئے پوچھا: "تم نے مزخکوس کا نشانہ لیا تھا۔ بولو کیوں؟"

وہ آئی بی دوم میں کھلی بیٹھی تھی۔ شبیلہ کی آمد پر دستاویز؟

نہایت کر کے کے لیے کیسے اپنا کارڈ کرے تھے۔ اُن کو نہ مشکل پانڈے کی طرف ہو گیا تھا۔ اب اُس کا ہاتھ گھبرے کے آنکھ سے دیکھ رہا ہوتا تھا۔ مسلح گورنر زور سے افسران اُن کے قریب آگئے تھے۔ میں اس قافلہ کو بولے رہ رہ کر دیکھنے لگا۔ وہ بے اختیار بولنے لگا: "نہیں۔۔۔ میں خود کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ چھوڑ دو مجھے، چھوڑ دو۔ مجھے دس ہزار ڈالر کی ضرورت ہے، مجھے یہاں میں اسے قتل کرنا ہے۔"

مسلح گورنر نے اُسے قافلہ میں کر لیا تھا۔ اچھی طرح بھڑکایا تھا۔ ایک ذہن دار افسر نے پوچھا: "تم مزخکوس کو کیوں قتل کرنا چاہتے ہو؟"

شبیلہ نے کہا: "اُس کو جواب بالکل صحیح دینا غلط ہووے تو میں ہتھے دماغ سے صحیح بات معلوم کروں گی۔"

وہ تنہو لنگھ کر کہنے لگا لیکن میں اس سے کھولنے لگا۔ "مزخکوس نے اپنے لیے ساریوں افسرانوں کی ایک ٹیم تیار کر دی تھی۔ وہ جرم کا علم ہمارے پاس کو نہ ہو سکا۔ جب تیرس سے بھلا ہوا

اب سرحد پار کر کے تل ابیب کی طرف آکر ہاتھ تو مسکروس کی اس اُن کے لیے بھلا ادا اس کے ذریعے وہ ہمارے پاس تک پہنچ لے ادا سے بھی گرفتار کر لیا۔"

وہ تنہو لنگھ کر ہوا۔ اسرائیل کی حدود میں جس استقبال رہنے والے کو سخت شائش دی جاتی ہیں اور اسے قتل کرنے والے وزیراعلیٰ موت دی جاتی ہے۔ ہمارے پاس کو بھی سزائے موت ہوگی۔ اس سے پہلے ہم دہشت پھیلا چاہتے ہیں۔ ہم مزخکوس کو قتل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو سزا سنائی گئی تو فیصلہ ماننے والے بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔ گواہ جانے گا اس طرح دہشت پھیلے گی۔ آئندہ کوئی اسرائیلی افسر ایذا نڈاری سے اسمگلروں کو گرفتار نہیں کرے گا۔"

ایک بیان کی روشنی میں مزخکوس نے بہت بڑے اسمگلروں کو گرفتار کیا تھا۔ ان تمام افسران اس کی طرف دیکھ کر گالیاں بجاتے لگے۔ کوس تیزی سے آگے بڑھتا ہوا مشکل پانڈے کے پاس گیا۔ پھر اُس کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر کہا: "یہ شک ہے، جان کی بازی لگانے والا دیر غصہ ہے۔ میں شبیلہ میں سب کے سامنے اعلان کرتا ہوں کہ آج سے مزخکوس پانڈے انتہائی جس ڈیڈنٹس کے اعزازی افسروں کے اور انہیں ہر طرح کی سہولتیں پیش ہوگی۔ انہیں ہر طرح کے اختیار دیے جائیں گے۔ ان کے لیے فرانسیز اور گڈاں مینا کی جائیں گی۔ یہ جب چاہیں گے جہاں چاہیں گے اسرائیلی حدود میں سبکیا بٹھ کرے اور اپنے ہولناک کر سکیں گے۔ انہیں کل جرم تک مخصوص یا پٹنٹ لیسٹر دیا جائے گا۔"

مشکل پانڈے کی باجھیں کھل گئی تھیں۔ وہ ہر طرف مسکراتا کر دیکھ رہا تھا اور ہر جگہ سے پریس فوٹو گرافرز اُس کی تصویریں آتا رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ صرف اسرائیلی اخبارات میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام اخبارات میں اس کی دیر کی اوکا رانے سے تعلق رکھنے والی تصویریں شائع ہوں گی اور ہر سکتا ہے جو ڈو فلم تیار کیا جا رہی تھی۔ تل ابیب میں ہمارا میڈیا اُس کا مطالعہ کرے اور اسے تجارت روانہ کرے تاکہ وہاں بھی ایک بھارتی اشرا کار نامہ موما کو دکھایا جاسکے۔

اُسی وقت اعلان ہوا۔ جو کچھ گیارہ آگیا ہے اور اب نہ نے پرا ترسے والا ہے۔ وہ سب دی آئی بی دوم سے نکلے رہتے ہیں۔ پارس اول اور مشکل پانڈے ایک کار میں بیٹھ گئے۔ آگے پیچھے دھکی

گاہوں میں دوسرے اعلیٰ افسران تھے۔ وہ سب جو کچھ استقبال کے لیے جا رہے تھے۔ شبیلہ کی آمد پر اسرائیلی قومی ترانہ بجانے والا آکر سڑا کر دہن دے پر ہر دو ہاتھ جب جو کچھ گیارہ دن سے پرا کر لگا تھا کہ کڑا قریبی دشمن بچانے لگا۔ وہ کھڑکی سے پاس کو

دیکھ کر ہاتھ ہلا رہی تھی۔ پھر دوڑتی ہوئی دروازے کے پاس آگئی تھی۔ ایئر ہوشس نے اُسے روکے ہوئے کہا: "ایزی، میں جو اب دروازہ کرسں سامنے دروازہ کھلے گا، میری نگاہیں گے گی پھر آپ بیٹھ جائیں گی۔"

وہ دوڑتی ہوئی پھر قریبی کھڑکی کے پاس آئی وہاں سے ہاتھ ہلا کر چلنے لگی۔ پارس اب نہیں نہ جاتا۔ میں آگئی، بول، بس آ رہی ہوں۔ دیکھ لو، اچھی طرح دیکھ لو میں آگئی ہوں۔"

اُس وقت تک دروازہ کھل گیا۔ وہ دوڑتی ہوئی دروازے تک آئی۔ اسی لمحہ میں میں لگی تھی۔ وہ دروازے کے قریب کبھی تھی۔ دروازے اور میرے سے تقریباً ایک ڈیڑھ گڑھ کا فاصلہ ہو گا۔ اُس نے ایئر ہوشس کو ایک طرف دھکا دیا۔ کیا گڈاں گڈاں لگائی اور دروازے سے میری بیٹھی گئی۔ اگر وہ مام میڈیسی ہوتی تو کوئی بات نہ تھی لیکن اس بیڑھی کو بھجوں سے سمایا گیا تھا۔ جہاں وہ قہر کمکتی وہاں وہاں کھلے ہوئے گلاب خوشبو نکالتے رہتے۔ جو کچھ اُس سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی کہ اُس کے استقبال کے لیے کتنے پھول بچائے گئے ہیں اور کتنے اعلیٰ حکام اور عہدے داران بھجوں کے پار لیے ہوئے کھڑے ہیں۔ کتنے افسران ہیں جو بھجوں کی چٹانیں بھاد کر کے والے ہیں۔ اُسے کی بات سے عرض نہیں تھی۔ جھلک لگا۔ کچھ بیڑھی پر آئی تو اپنا توازن قائم نہ کر سکی۔ اُس کا پاؤں پھلا۔ شبیلہ کے حلق سے بیچ نکلنے لگی۔ اسی باڈی کی کیا پکار کہیں جھگا جا رہا ہے؟"

پھر اُس نے فوراً ہی اُس کے دماغ میں آکر اُسے رنگ کو پکڑ کر سنبھلنے کا موقع دیا۔ وہ سنبھل گئی۔ جلدی سے ٹھٹھے اتار دوڑتی ہوئی پارس کی طرف آئے لگی۔ درمیان میں کئی اعلیٰ حکام اور افسران بچوں کے پار لیے ہوئے کھڑے تھے۔ وہ انہیں دھکا دیتی ہوئی، ایک طرف ہٹاتی ہوئی، دوڑتی ہوئی، آجاکھٹو کر کھا کر گر پڑی۔ وہاں کا فرش چکا تھا۔ کرتے ہی پھلے ہوئے بارکس کے قہقروں میں بیٹھ گئی۔

پارس نے آسمان کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھا۔ انڈان میں کہا: "یا اللہ! تم میری کسی نعمت کو چھین نہیں سکتے۔ تو نے میرے باپ کو بھی ایسی چاہنے والی نہ دی ہوگی میرے پاپا کے پاس سب ہی ہوش مند ہیں۔ تو نے ایک دیوانی میرے نام لکھ دی۔"

پھر وہ کھٹے ٹھیک کر ٹھیک گیا۔ اسے سارا دیتے ہوئے بولا: "تمہیں بتا ہے، ایئر پورٹ کا فرش ہے۔ تمہارا بستر نہیں ہے، خدا کے لیے اٹھو۔ تمہارا نہ ہو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پھر پھر میری مار کر بولی: "پارس! بڑا سزا ہوا تھا۔ وہ آدمی ٹرانس جارج مشین کے ذریعے میرے دماغ سے شبیلہ تھی حاصل کرنا چاہتا تھا مگر جب نیند سے بیدار ہوا تو میری طرف بولنے لگا اور

167

تھیں یا دیکھنے لگا، میں نے کہا: خبردار! پاس میرا دوست ہے، میں نے ٹھیک کہا، تاہم مجھے چور کا اس سے دوستی کر گئے، پاس کے کہہ ہوئے سے پہلے ہی وہ ایک ایک تھکے ہوئے بولی: مگر تم جھینگے سے دوستی کر دے وہ تو مزہ چکا ہے، ایک بہت لمبا چوڑا آدمی آیا تھا اس نے اس کی گردن پکڑ کر ڈور دی اور وہ دم سے مر گیا۔

شبیا اس کے پاس کرنا کر پڑتے ہوئے بولی: جو باتیں کب عقل آئے گی، کچھ جتنا ہے یہاں اعلیٰ حکام کھڑے ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے عدسے داران ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جو جلد سے جلد پیر بارہ ہفتے کے خواب دیکھ لے ہیں اور یہ تھیں پیر پھلنے کے لیے کھڑے ہوئے ہیں اور تم پاس سے باتیں کر رہی ہو۔

شبیا نے کان پکڑ کر اٹھادیا۔ پھر افران کی طرف دیکھتے ہوئے بولی: سو... سو... یہ ابھی بچی ہے سو بچی کوئی کرتی رہتی ہے۔ آج بے بارہنا کئے ہیں۔

وہ آگے بڑھ کر اسے بارہنا پٹانے لگے، ایک بارہنا تھا وہ اس آکر پاس کے گلے میں ڈال دیتی تھی، پھر کوئی دوسرا بارہنا تھا تو وہ دوسرا بھی پاس کو پناہ دیتی تھی، پھر وہ ہفتے ہفتے بولی: پاس! ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ گڈے گڑا کی مشادی کر رہے ہیں۔ ہر پھرتے جا رہے ہیں، کیا ہماری فلاحی بورڈ ہے؟ اس لئے ہم اس داستان کو بڑھنا بھول جائیں اور سوچیں کہ ہمارے پیٹے کتنے معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آپس میں شادی کرنے کی بات کرتے ہیں لیکن اس کے لیے گڈے گڑا کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور یہ الفاظ اس بات کے گواہ ہیں کہ سب سے اندر سے کتنے خشنہ صفت ہوتے ہیں۔

اگر وہ نیکے تھا پڑے اور ڈرتے دار لوگ ایک منٹ کے لیے یہ سوچیں کہ انھیں صرف اقتدار کے لیے نہیں لٹا ہے، حکمران پارٹی کی کرسیاں پھینک دینے میں لڑتا ہے، صرف ایسے منصوبوں پر کام کرنا ہے جن کے ذریعے بچوں کو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں، تحفظ حاصل ہوتا ہے، ان کی نگاہوں کے سامنے بھول ہی بھول سکتے ہیں اور ہر طرف محبتیں ہیں، یہی مہبتیں مٹی ہیں تو یہ دنیا کی تہذیب ہو جائے گی اور ہماری آنے والی نسلیں بڑے فخر سے ہمارا نام لیتی رہیں گی۔

ت

کوئی اس شین تک نہیں پہنچ سکے گا۔

اس ترخانے تک پہنچنے کا راستہ اتنا پیچیدہ تھا اور اتنے سخت حفاظتی انتظامات تھے کہ وہاں تک کسی کا پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ صرف چند افراد ایسے تھے جو اس ترخانے کے راستے کو سمجھتے تھے۔ یہ ترخانہ اندر ہی اندر بہت دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ بات سمجھنا ہی ہے کہ اسے تناظر مارنے میں بنایا ہو گا۔ جن انجینئروں نے اس کا ڈیزائن تیار کیا اور اسے جن مزدوروں سے مکمل کرانے کا کام لیا گیا، ان سب کو تو غم کروایا ہو گا، ہمیشہ کے لیے گونگا ہونا ان کی سزا تھی جو روایا گیا ہو گا، وہاں صرف ترخانہ درمیں ہی نہیں تھی۔ یونیم کا ذخیرہ بھی تھا، جدید ترین میکانوں کے نقشے اور فاصلے تھے اور بہت کچھ تھا۔ پھر اس مرکز کی بات کی فکر تھی کہ جو کچھ لوگوں کے لئے یہ وہ نقصان میں رہا ہے، جتنی دیر میں ہر ایک لنگھوں اگر ایس ماسٹر کو چاک کرنا تھا تو وہیں رہیں، ہم نے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ اسے شہر تھا اور یہ حقیقت تھی کہ ہم نے بہت کچھ معلوم کر لیا تھا۔ اگرچہ ہم نے جو جو کے سلسلے میں دیکھی وہی تھی کہ ہم اس کے اہم رازوں سے واقف ہیں اور اس کے تمام خفیہ اڈوں کو تباہ کر سکتے ہیں لیکن ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ یہ معلومات ایس ماسٹر کے دماغ سے حاصل کی ہیں، یہ بات کہنے سے زیادہ سمجھنے کی تھی، میں جی جی جانتے والے صرف ایک ایس ماسٹر کے محتاج نہیں رہتے۔ وہ بتائیں گئے۔

ماک کے اہم رازوں سے واقف ہیں اور دن رات کتنے خفیہ اڈوں کے انچارج اور عدسے داران تک پہنچتے رہتے ہیں۔ وہ اپنی بات کے لیے ہمارے دشمن تھے کہ ان کو کوئی راز راز نہیں رہتا تھا۔ میں جی جی کا آتش فشاں ہوا ہر ملک میں تھا، کسی وقت بھی یہ آتش فشاں پھٹ پڑتا تو اس ملک کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

ہر ایک لنگھوں کے ہاتھوں ہاک ہونے سے پہلے ایس ماسٹر کے دروغے میں بتایا تھا اس ترخانے کے چار انچارج ہیں، ان میں سے ایک پیر ماسٹر تھا، باقی تین انچارج بیک شپ ورن، بیک شپ ٹو اور بیک شپ تھری کہلاتے تھے۔ وہ ان چاروں کے اصل نام اور پتے تھے انہیں جانتا تھا۔ ہم نے پیر ماسٹر کے سامنے وہی کی حکاکم بڑے اہم لوگوں کے نام، اپنے اور فون نمبر جانتے ہیں اور ان کے دماغوں میں پہنچے ہوئے ہیں تو یہ بات درست تھی لیکن یہ چاروں ابھی تک ہماری ٹیلی ویژن سے محفوظ تھے۔

ایسا میں ان چاروں کا ذکر کروں گا حالانکہ ابھی ان کے متعلق کچھ نہیں جانتا بعد میں جو کچھ معلوم ہوا وہ اوقات ابھی پیش کرتا ہوں۔ اس طرح قارئین کو یہ معلوم ہو گا کہ ادھر ہم تقریباً ایک برس کے کسی قدر اطمینان سے زعفران گوارہ رہے ہیں، ادھر ہماری نادانگی میں شین کے متعلق کیسی کسی کچھ لیاں پک رہی ہیں اور وہ کس طرح ایک ہاتھ سے

دوسرے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہے۔

پیر ماسٹر وہاں جیک گون تھا۔ وہ دس برس پہلے شہر چلا گیا تھا۔ وہاں جیک گون تھا۔ جب اس نے سیاست میں حصہ لیا تو وہ ٹھیک ہر پیر ماسٹر کو دیا، اپنی پچھائی ہوئی سیل پراسیس موزوں کو چلنے لگا اور کایا بڑا کیا کہ وہ جاتا تو اس کا کھدہ بننے کے لیے لیگن دے گا تھا اور کایا بیک ہی ہو سکتا تھا لیکن وہ حکمران بننا نہیں چاہتا تھا بلکہ حکمرانوں کو چلنے والی مشین ہی کا ایک اہم پڑہ بننا چاہتا تھا۔ آخر وہ اپنی جد و جہد میں کامیاب ہو کر پیر ماسٹر بن گیا تھا۔

مک کے صدر اور پیر ماسٹر یہ فرق تھا کہ صدر اپنے مک کے اہم رازوں کو نہیں جانتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ یونیم کا ذخیرہ میکانوں کے نقشے اور فاصلے کس ترخانے میں چھپا رکھے جاتے ہیں، پیر ماسٹر سب کچھ جانتا تھا۔ یہ عہدہ حاصل کرنے کا یہ فائدہ ہوا کہ اسے ترخانہ میں اس کے چھپنے میں آسانی تھی۔

لیکن اس ترخانے تک وہ نہیں جاسکتا تھا۔ وہاں جانے کے لیے باقی تین افراد کی منظوری لازمی تھی جو بیک شپ کہلاتے تھے، ان میں ایک کا نام ڈی کوڑا تھا۔ وہ فوج میں جنرل رہ چکا تھا۔ اس حوالے سے جنرل ڈی کوڑا کہلاتا تھا۔

جنرل ڈی کوڑا بہت حساس ذہن رکھتا تھا۔ وہ اس قدر حساس

تھا کہ ملکی سے ہلکا آہٹ بھی سن لیتا تھا۔ زمین سے کان لگا کر بہت دیتا تھا کہ ایک فرلانگ دور ایک ایک سے زیادہ آدمی چل رہے ہیں، دوسرے سن کر بتا دیتا تھا کہ آدمی آ رہا ہے، گھوڑا آ رہا ہے، اگلا آ رہا ہے، گاؤں گاڑی آ رہی ہے۔ اس کے چھوٹے کس جس اتنی تیز سمجھتا تھا کہ کسی شخص کو یا کسی چیز کو چھو کر اس کا دھڑھلارت بتا سکتا تھا۔ وہ ستاون برس کا بوڑھا تھا۔ مگر جوانوں سے زیادہ جانتا تھا۔ وہ جو بنظر آتا تھا ہر طرح ایک میل کی دوڑ لگا کر تھا۔ اس عمر میں آنکھوں کی بینائی حیرت انگیز تھی۔ رات کو ہم تارکی میں دو دو کی چیز پھان لیتا تھا۔

دوسرے بیک شپ کا نام جم کلارک تھا۔ چونکہ نوجوانوں میں کرنل رہ چکا تھا اس لیے کرنل کہلاتا تھا۔ وہ تمام پرانے اور جدید طرز کے ہتھیاروں کو استعمال کرنا جانتا تھا۔ نشانے کا سپاہی تھوڑے میں آواز کی سمت پہنچ کر دشمن کو گولی مار دیتا تھا۔

تیسرے بیک شپ کو جو بڑا عرصہ گزرتا تھا۔ وہ میکینکل تھوڑے تھا، کتنی ہی پیچیدہ مشین ہوا اسے کھول کر اس کے نقشے کو معلوم کر لیتا تھا۔ پھر اسے دوبارہ جوڑنے کے بعد بڑی کامیابی سے آپریٹ کرتا تھا۔ ترخانے میں اس نے مشین آپریٹ کی تھی۔

تین بیک شپ اور ایک پیر ماسٹر ایسے شخص تھے

دلیپ ترین سلسلے

کتابی شکل میں

ہر دل عزیز شخصیت صبیحہ بانو کے قلم سے ایک منہنی نثر نگار

قیمت ۲۰ روپے

۵ روپے

قیمت ۱۵ روپے

۵ روپے

شہزاد

(مکتبہ)

۰ ایک پراسر شخصیت کا کہانی جس کیلئے کوئی بھی کام ممکن نہیں تھا

۰ اس شخص کا قصہ جس کے چہرے کی عمر ۱۳ سال تھی اور قیہ جسم کی عمر ۲۵ سال

۰ شہزاد مسخر کرنے کے طریقے۔

۰ ایک ایسے انسان کی کہانی جسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

۰ جب اس نے آنکھ کھولی تو ایک عجیبی میں سفر کر رہا تھا۔

۰ دنیا کی بڑی بڑی شخصیتیں اس کے تعاقب میں تھیں۔

۰ اس پر نہ کوئی گولی اگر گرتی تھی اور نہ ہی کوئی زہر۔

دونوں کتابیں ایک ساتھ منگنے پر ۱۵ روپے

کتابیات دیکھی کہ شہزاد مسخر کر رہا ہے

سپرماٹر نے کہا: "ہماری بڑی، بکری اور فضا کی افواج کے بڑے بڑے اشران خفیہ طور سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ میرے پاس اگر بیٹے رازدارانہ انداز میں کہیں گے تو اس مشین کے ذریعے انھیں بھی ٹیلیفون سے مل سکا جائے۔ سینٹ کا پیرٹین بھی یہی کہتا ہے۔ ہاتھ اب اس ملک کے کھٹے بڑے بڑے ذمہ دار اعلیٰ اشران ایسی بات کہیں گے اور ہم یہ دواؤں والوں کے تو ہم مشکل میں پڑ جائیں گے کیا یہ مناسب ہے کہ ان سب کو ٹیلیفون سے کھڑا ہی جائے۔"

کرنل جے نے کہا: "کوئی ٹیلیفون جاننے والا ہمارے ہاتھ آئے گا اور ہم اس کے ذریعے اس علم کو اپنے دماغ میں منتقل کر لیں گے جب دوسروں کے بارے میں سوچیں گے۔"

جنرل ڈیکورڈ نے کہا: "کرنل! ہمیں پھر اسٹرک باؤں پر نوک کرنا چاہیے۔ آج ہمارے پاس کوئی ٹیلیفون جاننے والا نہیں ہے لیکن کوئی ڈکوئی ہتھیار ہے گا۔ ہم جان پر کمیشن کر بھی ایک ٹیلیفون جاننے والا اس مشین تک ضرور آئیں گے لیکن سوال یہ ہوتا ہے کہ ایک سرے سے آخری سرے تک تمام اشران کو ہم ٹیلیفون سے کھڑا چلے جائیں گے کیا یہ کوئی کھیل ہو گیا ہے۔ یہ تو اتنی بڑی طاقت ہے کہ اسے کوئی بانٹنا نہیں چاہتا۔ ہم چاہوں میں اتنا ہتھیار مہیا کر دیں گے کہ دوسرے کا ساتھ دے رہے ہیں۔ جے جے، علم آپس میں بانٹ لیں گے لیکن دوسروں کو اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے؟"

سپرماٹر نے کہا: "میں نے بات اسی لیے چھیڑی ہے کہ ہم ٹیلیفون سے علم کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھیں گے۔ کسی پانچویں تک نہیں پہنچنے دیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے وہ ہمیں اپنی قوت سے اپنی سینٹ اور اپنی اسمبلی کے عہدے داران سے ضرورت مول لینا ہوگی؟"

"ایسا وقت آنے والا ہے۔"

مجربرائٹ نے کہا: "ایسا وقت آنے سے پہلے میں اس مشین سے پورا پورا فائدہ اٹھا لینا چاہیے۔ میرے ذہن میں ایک آئیڈیہ ہے۔"

سب اسے دیکھنے لگے۔ اس نے کہا: "ہم چاہوں میں الگ الگ خوبیاں ہیں۔ سپرماٹر بیٹھتے چالیں چلنا جانتا ہے۔ جنرل ڈیکورڈ میں اپنی صلاحیتوں کے علاوہ ایک اور صلاحیت کا اضافہ ہوا جائے گا۔ پھر میں ٹیکنیکل انجینئر ہوں۔ بڑی سے بڑی مشینوں کو کھول کر جو تار اور ان کے کشنرز کو سمجھا رہے ہیں بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ میری یہ صلاحیتیں بھی جنرل ڈیکورڈ میں منتقل ہو جائیں گی۔"

جنرل ڈیکورڈ غور سے ہو کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔ سپرماٹر نے کہا: "میں اتنا آئیڈیہ سمجھ گیا ہوں، ٹھیک اسی طرح جنرل ڈیکورڈ

کے پاس جو دیکھنے سنے، سمجھنے اور سوچنے کی غیر معمولی صلاحیتیں وہ میرے ہاتھ سے اور کرنل جے کے دماغ میں منتقل کر دی جائیں گی۔ سب بپ بپ کرتے، پھر قہر آ جائے گا۔ ہم سب ایک دوسرے کی صلاحیتیں اپنائیں گے۔"

جنرل ڈیکورڈ نے کہا: "ہم چار الگ الگ غرض ہیں جب تک کی صلاحیتیں ہر ایک کے دماغ میں منتقل ہوں گی تو ہم فوراً ان دنوں کھلائیں گے۔"

سب نے اس بات پر قطعہ لگا یا پھر گلاس بھرے گئے۔ مجبربرائٹ نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکال کر سپرماٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا: "میں نے خصوصی اجازت مانے کے لیے یہ خط لکھی ہے۔ اس میں ہر پریشانی ظاہر کی گئی ہے کہ کڑا فائدہ مشین میں کسی بھی خرابی پیدا ہو جائے ہے لہذا اسے پوری طرح کامیاب بنانے کے لیے کم از کم ایک ہفتے تک تفریق میں جانا ضروری ہے۔"

سپرماٹر نے کہا: "ذہری لڑو، اس کا مطلب ہے اگر میری اجازت مل گئی تو ہم روز تفریق میں جائیں گے اور روز ایک ہی کی صلاحیت دوسرے میں منتقل کرتے رہیں گے اس طرح کسی شے نہیں ہوگا۔"

مجربرائٹ نے کہا: "ہماری کامیابی اسی صورت میں ہے کہ ہم کم از کم ایک ہفتے تک روز تفریق میں جانے کی خصوصی اجازت مل جائے۔"

"اجازت کیسے نہیں ملے گی۔ میں سپرماٹر ہوں پھر اسٹرک اس بات پر سب نے خوشی کا غرہ لگایا پھر آپس میں گلاس ٹکرائے اور پینے لگے۔ اسی وقت ڈائریکٹر نے اشارہ موصول ہونے لگا۔ سپرماٹر نے ان سے کہا: "سب خاموش رہیں، میں بات کر رہا ہوں۔"

اس نے جھوٹے سے ٹرانزیٹر کو اٹھا کر ان کی پچھلے دھڑکے طرف سے ہرلم گنگولی بول رہا تھا۔ سپرماٹر نے ناگوری سے متنبہ ہوتے ہوئے کہا: "ابھی تمہیں مطالب کرنے کی مہذرت تھی؟"

"جناب! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میرے دماغ کی صلاحیتیں آپ لوگوں کے دماغ تک منتقل ہوئی ہیں یا نہیں؟"

اس نے طنز پر انداز میں کہا: "ہاں تمہارے سارے مغز بھی منتقل ہو گئے ہیں۔"

"جناب! میں اصل بات پوچھ رہا ہوں۔ میں تو یہی عمل کوست پڑا ہوا ہوں، کیا اس عمل کی صلاحیتیں آپ لوگوں میں منتقل ہوئی ہیں؟"

وہ سب چونک گئے۔ سپرماٹر نے کہا: "مہ! تو ابھی یہی بات ہی نہیں دیا تھا۔ میں کیسے معلوم ہو گا کہ تم تو یہی عمل کر کے ہیں یا نہیں؟"

"آپ اس کے طریقہ کار کو اگرچہ طریقہ سمجھ لیں اس کے بعد

یہ عمل کر کے دیکھیں۔"

انھوں نے ہرلم گنگولی کو دوسرے دن ایک خفیہ آڈیو میں لایا۔ اس نے بڑی تفصیل سے انھیں ایک ایک بات سمجھائی۔ پھر خفیہ آڈیو کے باہر گیا اور دو اشخاص کو اپنے بازوؤں میں دبوچ کر لے آیا۔ انھیں دبا کر دھکا کر کے سر لینے کے لیے کہا گیا۔ جنرل ڈیکورڈ نے اس کے پاس آ کر کہا: "ہم تمہیں قتل نہیں کریں گے۔ تمہیں کچھ انعام دے کر یہاں سے رخصت کریں گے لیکن جو کہنے ہیں اس پر غور سے غور کرنا۔ اپنے ہم کو ڈھیلا چھوڑ دو۔ دماغ ہر کسی میں ہو جہ نہ ڈالو ورنہ کچھ سے لگے ہوئے رہا اور سے گولی چل جائے گی۔"

وہ بے چارہ اپنے ہم کو ڈھیلا چھوڑ کر چاروں شانے چت لپٹا رہا۔ جنرل ڈیکورڈ بھی اس اصول کے مطابق اس پر عمل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ شخص ٹرانس میں آ گیا۔ اس کا معمول بن گیا۔ جنرل ڈیکورڈ نے اس سے کہا: "میں تمہارا عامل ہوں اور تم میرے معمول ہونے والے اس شخص سے کہا: آپ میرے عامل ہیں، میں آپ کا معمول ہوں۔"

"جو کم دنوں کا اس پر عمل کرو گے۔"

"آپ جو محرم دیں گے اس پر عمل کروں گا۔"

"م تم ایک گھنٹے تک تو کھینچ کر سوئے رہو گے۔ بیدار ہونے کے بعد باہر جاؤ گے اور پھر کسی تیز رفتار بھاری بھر کم گاڑی کے سامنے آ کر خود کشی کرو گے۔"

اس شخص نے یہی بات دوسرا دن پھر اُسے خود کشی دیا گیا۔ دوسرے کسی میں دوسرا شخص لیا ہوا تھا۔ سپرماٹر نے اس پر تیزی سے عمل کرنا چاہا۔ ہرلم گنگولی نے کہا: "مجھے پہلے ہی بتا دیا کہ آپ کامیاب نہیں ہوں گے۔ کیونکہ اس عمل کے لیے آزاد میں رعب اور ذہن لازمی ہے جنرل ڈیکورڈ صاحب، کرنل جے صاحب اور مجبربرائٹ صاحب قوت سے تعلق رکھتے ہیں، ان کی آواز میں رعب اور ذہن ہے۔ اس لیے یہ تینوں کامیاب رہیں گے۔ آپ کے دماغ میں تو یہی عمل کرنے کی صلاحیتیں ہونے کے باوجود آپ نہیں کر سکیں گے۔ میں اسی لیے وہ آدمی بچا لایا تھا۔ وہ دراندازش کے لیے ایک ہی کافی ہے جب آپ میں سے کوئی ایک تو یہی عمل کر سکتا ہے تو سب کر سکتے ہیں۔"

ایک گھنٹہ بعد وہ شخص خود کشی کر کے بیدار ہوا، پھر وہاں سے اٹھ کر جانے لگا۔ انھوں نے اسے نہیں روکا۔ وہ سب اس خفیہ آڈیو کے اوپر ہی منزل پر آ گئے اور وہاں سے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھ گئے۔ ذرا فاصلے پر ہی ایک شاہراہ تھی جس پر گاڑیاں دوڑ رہی تھیں۔ ایک سیوی رنگ دوسرے چلا آرہا تھا۔ وہ شخص ٹھوکر کے کنارے کھڑا ہوا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ اس پر کیا عمل

کیا گیا ہے، اسے کیا کرنا ہے لیکن جیسے ہی ٹھوکر قریب آیا، اس نے ایک معمول کی حیثیت سے چھانگ لگا لی اور اس کے سلسلے آ کر اپنے آپ کو موت کے حوالے کر دیا۔"

یہ دیکھتے ہی وہ چاروں خوش ہو کر ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے لگے، انھیں پھر ایک بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اس کے بعد ان کے حوصلے بڑھ گئے۔ سپرماٹر نے یہ اجازت حاصل کر لی کہ فرانسفار مشین کے سلسلے میں وہ ایک ہفتے تک تفریق میں جا سکتے ہیں۔

پہلے دن تفریق میں یہ بحث چل رہی کہ سپرماٹر کی صلاحیتیں کس کے دماغ میں منتقل کی جائیں گی، ہر ایک چاہتا تھا کہ سپرماٹر کی شہرت بھی چاروں کے لیے اس کے دماغ میں منتقل کیا جائے۔ سپرماٹر نے کہا: "میں یہی چاہوں گا کہ مجھ پر آزادمانا چلتا ہو۔ یہ بے اعتدالی کی باتیں کیوں ہو رہی ہیں۔"

جنرل ڈیکورڈ نے کہا: "بات بے اعتدالی کی نہیں ہے، ہمیں آئندہ کے لیے ایک طریقہ کار اختیار کرنا ہے تاکہ اگر کوئی ٹیلیفون جاننے والا ہمارے ہاتھ آئے تو اس وقت ہمارے درمیان ایسا ٹھیک ہو سکا نہ ہو کہ پہلے کس کے دماغ میں ٹیلیفون منتقل کی جائے لہذا آج ہی یہ فیصلہ ہو جائے کہ ہمیشہ قریب انداز کی جانے لگی۔ جس کا نام پہلے آئے گا پہلے اس کے دماغ میں کسی کی بھی صلاحیت منتقل کی جائے گی۔ اسی طرح جب ٹیلیفون جاننے والا آئے گا تو اس وقت ہم قریب انداز ہی ہوگی اور اس شخص کے دماغ میں پہلے ٹیلیفون منتقل کی جائے گی، جس کے نام آخر قریب نکلیں گے۔"

یہ طریقہ کار طے ہونے کے بعد قریب انداز کی گئی سب سے پہلے سپرماٹر کا نام عامل کی حیثیت سے اور جنرل ڈیکورڈ کا نام معمول کی حیثیت سے آیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سپرماٹر کی دماغی صلاحیتیں جنرل ڈیکورڈ کے دماغ میں منتقل کی جائیں۔ لہذا اس کے مطابق ان دونوں کو بڑے بڑے لپٹا پڑا۔ ان مشینوں پر بیٹھ کر سنے والا دی مجبربرائٹ تھا۔ جب یہ عمل پورا ہو گیا اور کچھ بڑی کمزوری کے مطابق انھوں نے ایک گھنٹے کی ٹینڈ پوری کر لی تو اس قریب انداز کے مطابق دوسرے دن جنرل ڈیکورڈ کی صلاحیتوں کو سپرماٹر کے دماغ میں منتقل کیا جاتا تھا لیکن یہ کئے والے کل کی بات تھی۔ انھوں نے طے کیا تھا کہ روزانہ دو بار مشین آپریٹ کی جائے گی۔ لہذا دوبارہ قریب انداز دی ہوئی۔ اس بار کڑا کم کامیابی حاصل کی حیثیت سے اور مجبربرائٹ کا معمول کی حیثیت سے نکلا۔ اس حساب سے مشین کو سپرماٹر نے آپریٹ کیا۔ ان کے پاس مجبربرائٹ کا کھٹا ہوا طریقہ کار موجود تھا۔ لہذا انھیں کوئی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔

تھوڑے کچھ روز بعد مشین آپریٹ کرتے تھے اور

ایک دوسرے کی صلاحیتیں حامل اور معمول بن کر منتقل کرتے جاتے تھے۔ یہ کام کو ہوا ہوتا تھا اور ان کی شاخیں ایک دوسرے کے ہاں نمودار ہوتی تھیں۔ وہاں وہ ایک دوسرے کے ٹرانسفارمر میں ان کی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ مثلاً پیرامیٹر وہاں بیٹھے بیٹھے نوٹنگ کرتا تھا۔ ہا ہر جاؤ اس شے کے پیچھے بہت دور ایک نکتہ نظر آئے گا۔ منگے کے سامنے کچھ حاصل ہوا۔ ایک ایسے شخص کی تو آہی ہے جس نے کئی دن سے مشغول نہیں کیا ہے۔

اس کی باتیں سن کر دوسرے سامتی شے کے آگے اور پیچھے گئے۔ اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ بہت دور ایک نکتہ سرک کے کنارے بیٹھا ہوا تھا اور منگے کے سامنے سے ایک ایسا شخص گزر رہا تھا جو پہلے پہلے کہتے ہوئے تھا اور دوسری سے پتا چلتا تھا کہ اس نے کئی دن سے مشغول نہیں کیا ہوگا۔

انھوں نے ٹرانسفارمر میں کوئی آپریٹ کرنا نہیں سیکھا تھا۔ آخر دیکھ دیکھ کر اُسے آپریٹ کرتے تھے لیکن جب سے میر برائنٹ داخل ہوا تھا اور اُن کے دماغ میں اس کی صلاحیتیں منتقل ہوتی تھیں، انھیں مشین آپریٹ کرنا آ گیا تھا۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ کر ذہنی باتیں کرتے تھے کہ مشین کو ضرور سے آؤٹ کس طرح آپریٹ کیا جائے۔ کبھی کبھی وہ بھول بھی جاتے تھے۔ میر برائنٹ انھیں نکتہ دیتا تھا اور آج آتا تھا۔ اس بات پر انھوں نے توجہ نہیں دی کہ مشین کے سلسلے میں وہ کیوں ایک جیسے ہیں یا کبھی کوئی چیز بھول جاتے ہیں۔ پیرامیٹر نے سرسری طور پر یہ شکایت کی۔ میر برائنٹ نے کہا: "مشین آؤٹ نہیں ہوتی ہے کچھ دیر سے غلطی ہو جاتی ہے تو ٹرانسفارمر میں سے بھی کوئی بھول چوک ہو جاتی ہوگی۔"

اُس نے تینوں کو مطمئن کر دیا تھا۔ اس قصے کا دلچسپ پہلو یہ تھا کہ ان چاروں میں میر برائنٹ کو سب سے زیادہ اہمیت تھی۔ منے کے لحاظ سے پیرامیٹر سب سے بہتر تھا لیکن صلاحیتوں کے اعتبار سے سب ایک دوسرے کے برابر ہو گئے تھے لیکن قصہ کو دور تھا۔ میر برائنٹ میکینیکل انجینئر تھا۔ مشینوں کے ایک ایک ٹکڑے سے واقف تھا اور کسی ہی پیچیدہ مشین ہوا سے آپریٹ کر لیتا تھا۔ وہ درجہ درجہ سینوں ساتھیوں کو دھوکا دے رہا تھا۔ میں یہ بات ذرا وضاحت سے سمجھا دوں ٹرانسفارمر میں لوں تو کئی ٹکڑے ہیں جو اس کے کارکردگی کا خیال رکھنا پڑتا تھا لیکن دوسرے اہم تھے ایک جن پائروٹھائیٹ شیت اور دوسرا نیکیو یعنی منفی۔ اگر ایک بستر پر عامل لیا ہوا اور دوسرے پر معمول اور صرف پائروٹھائیٹ شیت بن دیا جائے تو عامل کے پتے شیت خیالات اور مثبت صلاحیتیں ہیں وہ سب معمول میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ میر برائنٹ نے جو طریقہ کار کا ذکر کیا تھا اس

میں پیرامیٹر سمجھا دیا تھا کہ نیکیو یعنی منفی ٹکڑے کو گرد نہ دیا جائے صرف پائروٹھائیٹ کو دیا جائے جب کہ پیرامیٹر اس مشین کو آپریٹ کرنا آتا تو تحریر کے مطابق صرف پائروٹھائیٹ کو دیا جائے لیکن وقت ہوا تھا جب میر برائنٹ ایک معمول بن کر پائروٹھائیٹ پر آتا تھا۔ اور جب دوسرے عامل اور معمول بن کر پائروٹھائیٹ پر آتے تھے اور مشین کو آپریٹ کرنے کی ذمہ داری میر برائنٹ پر ہوتی تھی پائروٹھائیٹ کے ساتھ ساتھ نیکیو ٹکڑے بھی دیا جاتا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ عامل کی مثبت صلاحیتوں کے ساتھ منفی صلاحیتیں بھی دوسرے میں منتقل ہو جاتی تھیں۔

ہرملنگولی کی مثبت صلاحیتیں یعنی احساس کی قوت اور توجہ عمل کے علاوہ منفی صلاحیتیں منتقل ہوتی تھیں اور غصہ خواہ مخواہ طاقت کا مظاہرہ بھی کرتا تھا۔ ان کے دماغ میں منتقل ہو گیا تھا۔ اگر میر برائنٹ نے بھی ان منفی صلاحیتوں کا استعمال کیا تھا تو حقیقت یہ نہیں تھی۔ جب ہرملنگولی کی صلاحیتیں میر برائنٹ کے دماغ میں منتقل کرنے کی بات آئی تو میر برائنٹ نے اسی طرح مشین آپریٹ کی جس طرح آکر اس نے طریقہ کار کا ذکر کیا تھا یعنی صرف مثبت ٹکڑے دیا گیا تھا۔ میر برائنٹ کے دماغ میں ہرملنگولی کی صرف مثبت صلاحیتیں منتقل ہوئی تھیں۔

اس ٹرانسفارمر میں ایک اور ٹکڑا ایسا تھا جس کے متعلق وہ تینوں نہیں جانتے تھے۔ وہ ٹکڑا مت کا تعلق تھا کہ جو صلاحیتیں دوسرے میں منتقل کی جا رہی ہیں، اُن کی مدت کیا ہوگی، عارضی یا دائمی۔ جب میر برائنٹ کو عامل بن کر پیرامیٹر پر لیا گیا اور اُس کی صلاحیتیں دوسروں میں منتقل ہونے لگیں تو اُس نے مارچی والے بن کر کود دیا تھا۔ اُس کی جو بھی صلاحیتیں دوسروں میں منتقل ہو رہی تھیں وہ اپنا رد نہیں دیتیں۔ دوچار روز یا دوچار ہفتوں میں ختم ہو جانے والی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ تینوں میر برائنٹ کے دماغ سے حاصل ہونے والی صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے تھے تو کبھی بھی اُنہیں گھٹتے تھے۔ بھول بھی جاتے تھے۔ میر برائنٹ انھیں یاد دلانا تھا اور باتیں بنا تھا کہ کبھی کبھی مشین میں کوئی گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ جب سے میر برائنٹ کے دماغ میں پیرامیٹر کی صلاحیتیں چلیں منتقل ہوئی تھیں، سب سے اُس کے دماغ میں یہ آئیڈیا آیا تھا کہ وہ ٹرانسفارمر میں کوئی چیز طبعی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب چاہے اپنے کو اپنے ٹکڑے کو اس مشین کا ڈیزائن بنا کر رکھے اور اس کا ایک ایک تفصیل نوٹ کر کے رکھے تو وہ ایسی ہی دوسری مشین تیار کر سکتا ہے یہ خیال دماغ میں آتے ہی اُس نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پیرامیٹر کی چالیں دوسروں کے دماغوں میں بھی منتقل ہو جاتی تھیں۔ یہ بات جبریل ڈیوچو بھی سوچ رہا تھا۔ اگر وہ ٹرانسفارمر میں

باز کھول کر جوڑے تو اسے بھی اس مشین کو کھولنا، جوڑنا اس ایک ایک ٹکڑے کو نوٹ کرنا، اُس کو ڈیزائن کرنا آ جاتے گا۔ اس طرح وہ ایک دوسری مشین تیار کر سکتا ہے۔

مشکل یہ تھی کہ وہ مشین کو کھولنا، پھر جوڑنا تو دوسرے ٹکڑے کو دیکھ کر دیا کیوں کر رہا ہے، اس کے ارادے کیا ہیں۔ وہ کسی کو یہ بات کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ اس کا سبب ہمارا سارا سارا ہوا تھا کہ ایک انجینئر میر برائنٹ کو اپنا راز دار بنا لے۔

اُس نے اس قصہ کے لیے میر سے غیہ ملاقات کی۔ اُسے سمجھایا کہ کوئی شے نہیں جانتے والا ہمارے ہاتھ لگ جائے اور ہم باس ملنے تک نہ بچ سکیں تو مشین سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ چہ بھلی باتیں جانتے والا بھی ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لہذا اسے پاس ایک ایک ٹکڑا مشین ہونا چاہیے۔

میر برائنٹ نے کہا: "کیا یہ بات پیرامیٹر اور کرنل جی بھی لیتے ہیں؟"

"نہیں" میرا آئیڈیا ہے اگر ہم ذرا چالاک سے کام لیں تو مشین صرف میرے اور تمہارے پاس رہ سکتی ہے اور جو اصل مشین ہے اسے ہم بگاڑ دیں گے، کوئی ایسے استعمال نہیں کر سکے گا۔

میر برائنٹ نے تاکید میں ہرملنگولی کہا: "میرے دماغ میں بھی یہی آئیڈیا ہے کہ ہاتھ لگنا تو دماغ میں ہی ہے، لیکن مشین کے اخراجات پورے نہیں کر سکتا اور نہ ہی اُس کا اندر دیکھ سکتا حاصل کر سکتا ہوں۔"

جبریل ڈیوچو نے کہا: "اس کی فکر نہ کرو۔ تمہیں ہر چیز مہیا کر دی جائے گی۔"

"میری ایک شرط ہے۔"

"تم ہر شرطیں پیش کرو، میں تسلیم کروں گا۔"

"مشین ایک مشین دو تیار ہوں گی اور تم دو مشینوں کے اخراجات برداشت کرو گے۔ ہمارے پاس ایک ایک مشین ہوگی تو آپرم میں جھگڑا نہیں کریں گے۔ ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیں گے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ جب ہمارے پاس ایک ایک مشین ہوگی تو آپرم ایک دوسرے سے دشمنی نہیں کریں گے۔"

اُن کے درمیان یہ بات طے پا گئی۔ کرنل جی کے دماغ میں بھی یہ بات ایک دہر گئی۔ آخر اس کے دماغ میں جو پیرامیٹر کی چالیں منتقل ہوئی تھیں۔ اُس نے بھی اُسی طرح میر برائنٹ سے غیہ ملاقات کرنا شروع کر دیا۔ میر برائنٹ نے کہا: "میں ایک مشین ڈیزائن کرنا کرنا شروع کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہوں نے یہ چال بازیاں پڑھا کر کے دماغ سے حاصل کی تھیں۔ پیرامیٹر کیسے کچھ رہا تھا۔

اُس نے بھی میر برائنٹ سے غیہ ملاقات کی۔ اُس نے کہا: "تم جانتے ہو، میں نے وسیع ذرائع کا مالک ہوں۔ اس مشین کو تیار کرنے کے لیے تمہیں ایسی سہولتیں فراہم کروں گا جو دوسرا نہیں کر سکتا۔"

میر برائنٹ نے کہا: "میں کسی دوسرے کے ساتھ یہ مشین تیار کرنے کی حاجت نہیں کروں گا لیکن میری ایک شرط ہے۔"

"ایک مہینہ ہزار شرطیں پیش کرو، میں تسلیم کروں گا۔"

"ایک مہینہ دو مشینیں تیار ہوں گی، ایک تمہارے پاس ہے گی اور ایک میرے پاس، تاکہ ہم مشین کے معاملے میں ایک دوسرے کو دھوکا نہ دے سکیں۔"

پیرامیٹر نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا۔ وہ تین اپنی اپنی دانستہ میں بڑی چالیں چل رہے تھے مگر اصل چال باز میر برائنٹ تھا۔

جب سے پیرامیٹر کی چال بازی اُس کے دماغ میں منتقل ہوئی تھی وہ کچھ زیادہ یہی خاطر اور مکار ہو گیا تھا۔ ہر ایک کو اُس کی جگہ مطمئن کرتا جا رہا تھا۔

وہ رات کو گھر آنے کے بعد ہر ڈیزائن بنا تھا۔ ایک ڈیزائن اصلی ہوتا تھا اور باقی تین نقل ہوتے تھے۔ وہ اس بات کا پتہ خیال رکھتا تھا کہ نقلی ڈیزائن پر کسی کو شبہ نہ ہونے پائے اور اصل کس کے ہاتھ ڈنگے۔ اُسے ایک اصلی ڈیزائن تیار کرنے میں دس دن لگ گئے۔ کیونکہ اُس کے ساتھ ساتھ نقلی ڈیزائن بھی تیار کرنے پڑتے تھے اور نقلی ڈیزائن پر بھی بہت زیادہ محنت ہوتی تھی۔ آخر کار وہ چار ڈیزائن تیار ہو گئے۔ اُس نے اصل کو چھپایا اور باقی تین تو تینوں میں الگ الگ غیہ ملاقات کے دوران تقسیم کر دیا۔

ہر ڈیزائن کے ساتھ ایک خدمت تھی جس میں اخراجات کا تخمینہ لگایا گیا تھا اور جن چیزوں کی ضرورت تھی، اُن کی تفصیل دی گئی تھی وہ تینوں اپنے اپنے ذرائع استعمال کر کے وہ چیزیں حاصل کرتے تھے۔ اس میں ایک دلچسپ بات یہ تھی کہ اُن تینوں کے ڈیزائن نقلی تھے مگر جن چیزوں کی خدمت بنانی گئی تھی وہ اصلی تھیں۔ اُس نے سوچ لیا تھا مشین تیار کرتے وقت اندر سے اصل پُر نے غائب کر دے گا اور نقلی پُر سے لگا دے گا۔

اُسے اس سلسلے میں بڑی محنت کرنا پڑی تھی۔ تینوں کو الگ الگ مطمئن کرنا پڑا تھا۔ الگ الگ غیہ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ پیرامیٹر نے اپنے تین الگ غیہ اڈے قائم کیے تھے جہاں اُن کے تھے کی مشینیں تیار ہو جاتی تھیں اور اصلی مشین وہ اپنے گھر میں تیار کر رہا تھا۔

تقریباً ایک ماہ بعد جبریل ڈیوچو نے دیکھا، غیہ اڈے میں دو مشینیں تیار ہو گئی تھیں ایک اُس کے لیے تھی، دوسرے میر برائنٹ کے لیے۔ اُس نے کہا: "میں اس مشین کو تیار کرنا چاہتا ہوں۔ کسی کے دماغ کی صلاحیت کسی دوسرے میں منتقل کرنا چاہیے۔"

175

میر برائٹ نے کہا: فی الحال تم اپنی مشین کیوں سے مار کر چھوڑ دو۔ میں اپنی مشین سے جا رہا ہوں۔ موقوفہ ہے ہی ہم کسی کو بچاؤ لاش گے پھر اس کے درپے مشین کو جان لیں گے۔

جنرل ڈیکورا ملٹن جو کہ اپنی مشین سے گیا۔ اس کے ساتھ دن اور وقت مقرر ہو گیا تھا کہ کس وقت اس مشین کو اڑایا جائے گا۔ اس نے پورا سزاؤں کر کے مل کے ساتھ میں طریقہ اختیار کیا کہ انھیں ایک ایک مشین سے دی اور ان کے ساتھ ایک ایک نقلی مشین لے لیا اور ایک ایک دن اور وقت مقرر کر لیا کہ کس دن وہ اپنے ہاں اس مشین کی کارکردگی کا مظاہرہ کرے گا۔

وہ بڑی سزاؤں کا حامل مل رہا تھا۔ اس کے گھر میں اصل مشین رکھی ہوئی تھی۔ جب جنرل ڈیکورا اس کے ہاں مشین کو آڑا نہ سنے کے لیے آیا تو اس نے اصل مشین کے بدلے اس کی کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ دو سال اور معمول کو رکھا گیا۔ اس مشین نے بڑی کامیابی سے اپنے نتائج پیش کیے۔ جنرل ڈیکورا ملٹن جو کہ چلا گیا۔

میر برائٹ اور کزن مل کے ساتھ میں حلف و دن اور وقت مقرر کیا تھا۔ اس نے انھیں بھی ملٹن کو دیا۔ وہ تینوں اپنی اپنی جگہ خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ وہ طرآنفا در مشین صرف ان کے اور میر برائٹ کے پاس ہے۔ باقی دو ساتھی اس سے محروم ہیں۔

اب نئی مجال بننے کا وقت آیا۔ سچا سچا ملٹن سے پھر اس سے خفیہ ملاقات کی اور کہا: ہم ایک ٹنگ میں جنرل ڈیکورا اور کزن مل کو لٹائیں گے۔ چہرہ بے لکڑی کے کہ جب تک کوئی بلی بھی جانے والا ہمارے ہاتھ نہیں آتا۔ اس مشین کو قابل عمل نہیں رہتا چاہیے اس کا نذر سے کہ لیے بڑے نکال دیے جائیں جن کے بعد کوئی اسے استعمال نہ کر سکے۔ صرف ہم چار ہی ہیں اسے ہینڈل کر سکیں۔ جب جنرل ڈیکورا اور کزن مل اس بات پر اصرار اصرار میں ہو جائیں گے تو بے طے پائے گا کہ اس مشین سے جتنے بڑے نکالے جائیں گے وہ ہم چاروں میں برابر تقسیم کر دیے جائیں گے۔ تاکہ ایک ساتھی کے بغیر باقی تین ساتھی اس مشین کو قابل استعمال نہ بنائیں۔

یہ فیصلہ بھی مان لینے کی ٹوک ہو کہ یہ خوش فہمی تھی کہ ان کے اپنے اپنے گھر میں ایک مشین رکھی ہوئی ہے۔ اگر دشمنان کی مشین کے بڑے بڑے ٹکڑے ہیں تو ٹکڑے دیں۔ میر ان میں سے کہہ کر کہنے ان کے ہاتھ بھی آجائے۔ ٹھنکی بات نہیں تھی شیعہ کی گنجائش نہیں تھی۔ میرا دل وہ تینوں اس بات پر آمادہ ہو گئے۔ اس کے مطابق انھوں نے پھر خصوصی اجازت نامہ حاصل کیا۔ اس دشمنان میں گئے۔ مشین کو کھولا گیا۔ اس کے کہ بڑے نکالے گئے اور چاروں میں برابر تقسیم کر دیے گئے۔ پھر اس مشین میں نقلی بڑے نکال دیے گئے جو کسی کا نہیں آتے تھے۔ میر برائٹ کی جان بازی قابل واد تھی۔ اس کے مطابق یہ وہ

تینوں بھی کہہ جال باز نہیں تھے لیکن اس نے اپنی عمدہ پلاننگ کی کہ کسی کو اس پر شہر میں ہو سکتا تھا۔ تینوں کو ایک ایک نقلی مشین دے کر ملٹن کو دیا گیا تھا اور اصرار ملٹن کو کونا کارہ بنانے کے لیے اس کے بڑے نکال کر چاروں میں تقسیم کر دیے تھے۔ اپنے ہتھ میں جو بڑے رکھے تھے، وہ سب سے زیادہ اہم تھے۔ ان کے بغیر طرآنفا در مشین کی کامیابی نہ رہتی۔ ان بڑوں کی عدم موجودگی میں کوئی ٹنگ نہ اٹھیں جو سکتا تھا ان کا ڈیوٹن تیار کر سکتا تھا اور نہ ہی کسی فیکٹری میں تیار کر سکتا تھا۔

ملٹن کا مرحلہ طے ہو گیا تھا۔ اب ایک ٹنگ میں بیٹھ جانے والے کا ضرورت تھی۔ ان کی خدمت میں خراب دلی تصور، رسونی، خفیہ جوجو، مورینا اور امرتھ۔ انھوں نے میرا نام کاٹ دیا تھا۔ وہ میرا متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے تھے کہ جو میرا اصلی چہرہ ہے، وہ اصلی ہے بھی یا نہیں؟ اپنی بار میری دوسری دھوکا کھانے تھے کہ اب ایسی حماقت کرنا نہیں چاہتے تھے۔ لہذا میرا نام ہی کاٹ دیا تھا۔

میر سے بعد جو جوکا کاٹا ہوا تھا۔ انھیں بتایا گیا تھا کہ اس کے دماغ سے ٹنگ بیٹھی کی صلاحیتیں ہمیشہ کے لیے مٹا دی گئی ہیں۔ لہذا انھوں نے جو کو بھی ضرورت سے نکال دیا۔ اس کی جگہ ٹنگ کے جو میکروٹ اینجٹ تھے انھیں خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ وہ آرمز کا پلاننگ میں اسے کمان چھپا کر رکھا گیا ہے۔ مقررہ ہتھیار اسے وہاں سے اٹھا کر اسے پورا سزاؤں کے پاس پہنچایا جائے۔

ان کی خدمت میں تین عورتیں وہ بھی تھیں، رسونی، شیدا اور ڈیوٹا۔ اگر ان میں سے کوئی ان کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ ٹنگ بیٹھی کی صلاحیتیں اپنے دماغ میں منتقل کر سکتے تھے۔ اس بات کا اندیشہ نہیں تھا کہ ہم انھیں کوئی نقصان پہنچانے کی دھمکی دیں گے۔ جب ان کا تعلق کسی ایک سے، کسی خلیے سے نہ ہوتا تو انھیں کسی نقصان کی پروا نہ ہوتی۔ وہ تو فانی طور پر خیال خوان کی صلاحیتیں حاصل کرنا چاہتے تھے۔ بہرام لنگولی کے ذہن نے ان کے ذہن بے دست دواہ حساس ہو گئے تھے۔ وہ ہماری سوچ کی لہروں کو باہر نکال دیتے انھیں ہر طرح سے اطمینان حاصل ہو گیا تھا۔

وہ چاروں اپنے اپنے حصے کی مشین حاصل کرنے تک اپنی حفاظت کے لیے بھی راز و داری سے انتظامات کر رہے تھے۔ میرا سزاؤں کا تاجب تک وہ اس حملے پر بے پروا دنیا کے ایک برس سے دوسرے برس تک اس کے آواز کو موجود نہیں گئے۔ عمدہ ہاتھ سے ٹنگ کے بعد وہ کسی پر حکم نہیں چلا سکتے گا۔ انھیں اپنی حفاظت کے لیے استعمال نہیں کر سکے گا۔ لہذا ٹنگ چاہا اپنی ایک ایک تنظیم قائم کر رہا تھا۔ اس طرح جنرل ڈیکورا اور کزن مل بھی یہی کر رہے تھے۔ میر برائٹ نے کہا: دوسروں سے

ایک دوسرے کے تعاون سے دنیا کی محب و غریب مغین حاصل کر لیا ہے۔ اب ہمیں ایک دوسرے سے کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن حکومت میں کسی دن بھی ہمارے ممدوں سے بظرف کر سکتی ہذا دھانے میں پڑی ہوئی ناکارہ مشین کا پول کسی دن بھی کھل سکتا ہے۔ میں اس سے پہلے یہ بیان سے جلا جانا چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں اپنا استغنا پیش کر چکا ہوں۔

سچا سزاؤں جنرل ڈیکورا اور کزن مل نے کہا: میرا ہم خود کئے والے تھے کہ ہمیں استغنا پیش کر کے اس ملک سے چلے جانا چاہیے۔ جب مشین کے ناکارہ ہونے کا راز کھنڈے تو ہم صاف طور پر کہہ گئے کہ میری میر برائٹ کی ذمہ داری تھی۔ ہمیں کیا معلوم کہ میر برائٹ لاش میں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔

میر برائٹ نے ہنستے ہوئے کہا: سارا الزام میرے منہ توڑنا چاہتے ہو لیکن مجھے پروا نہیں ہے۔ میں یادوں کا یار ہوں۔ تم لوگوں کی خاطر یہ الزام اپنے سر لے لوں گا۔

اس کا استغنا منظور کر لیا گیا۔ اس نے مشین کو کھول کر اس کے متعلق جتنے مختلف سوچ کیوں اور انھیں چھو میں رکھ دیے تھے۔ گھر میں جو ضروری سامان تھا وہ بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ باقی کہ کر چھوڑ دیا کہ پہلے مشین کو کھینچا کر آئے گا، پھر گھر کا سامان لے جائے گا۔ اس کے بعد وہ اپنی دیکھن کار میں بیٹھ کر رخصت ہو گیا۔ وہ سب جانتے تھے، ان کے ہاتھوں میں ایک نہ موصولی تھی ہے۔ ٹنگ بیٹھی کی صلاحیتیں حاصل ہونے کے بعد وہ اور غیر معمولی بن جائیں گے۔ ایسے میں ساری دنیا ان کے پیچھے پڑ جائے گی۔ لہذا پہلے سے ہی اپنی حفاظت کے انتظامات پورے تھے۔ میر برائٹ درپردہ انتظامات کرتا رہا تھا۔ مشین کو کھولنے کے بعد اس کے کئی حصے ہو گئے تھے۔ وہ سب سوچیں اور انھیں بول دیکھتے تھے۔ اتنا سامان لے کر اس ملک کی سرحد سے نکلتا ہوا کھیل نہیں تھا۔ وہ کسی بیک پورٹ سے نکل کر یہی دوسرے ملک جاسکتا تھا۔ لیکن اس میں بھی خطرہ تھا۔ کسی بھی بیک پورٹ پر خطرناک مجرموں سے ٹکراؤ ہو سکتا تھا اور مشین ہاتھ سے نکل سکتی تھی۔ لہذا اس نے سب سے پہلے مشین کو چھپا کر رکھنے کا انتظام کیا تھا۔

وہ ایسی عملی بنا کو بھی خریدنا چاہتا تھا جس میں نہ خاندان مزدوروں لیکن ایسی کو بھی نہیں مل رہی تھی۔ اس نے فی الحال ایک ایسا مکان خرید لیا تھا جس کے پیچھے ایک خاص قبیلہ کا قبرستان تھا۔ اس مکان کے دروازے والے مرنے کے بعد وہیں دفن کیے جاتے تھے تو وہاں ایک ٹوکھا اور بڑھا ہوا شخص تھا۔ وہ توں میاں بوی مکان کو بیچ کر ٹنگ کو کھولے گا۔ میر برائٹ نے اس مکان کو بہت دیر تک

کے مرنے نام سے خرید لیا۔ خریدنے کے لیے اپنے ایک دوست دلت کو سامنے رکھا۔ اس نے جٹ وارنرین کر کا فدا کرتے ہوئے خط لکھا۔ اس طرح میر برائٹ اس مکان کا اور پیچھے والے قبرستان کی زمین کا مالک بن گیا۔

اس نے مکان خریدنے کے علاوہ اور دو کام کیے تھے۔ ایک تو بلا سنگ سرجری کے ڈاکٹر سے چہرے کی سرجری کے سلسلے میں وقت مقرر کر رکھا تھا۔ دوسرے ایک نئی دیکھن کار خرید کر اپنے کے گھر میں رکھ دی تھی۔ وہ اپنے تینوں ساتھیوں سے رخصت ہو کر دیکھن کار میں گیا۔ متارہ میں سٹل جانے کے بعد اس گھر تک پہنچا۔ وہاں اپنی دیکھن کار رکھ دی۔ اس کا سامان نئی دیکھن کار میں منتقل کیا۔ اس کے بعد پرائیویٹ دیکھن میں بیٹھ کر کچیس میل دور ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچا گاؤں کو ایک جگہ چھوڑ دیا۔ وہاں سے ایک ٹنگی میں بیٹھ کر دیکھن کار میں چھپنے کے گھر کی طرف آیا۔ ٹنگی والے کو کہہ دے کہ رخصت کیا۔ پھر نئی دیکھن کار میں بیٹھ کر اپنے نئے مکان میں آیا۔ وہاں اس نے تمام مشین کے حصے اور اپنی ضرورت کا سامان کاروں میں رکھا تالا لگایا۔ وہاں سے پہلے لپٹا ہوا جگہ دور گیا۔ پھر وہاں سے ایک ٹنگی میں بیٹھ کر بلا سنگ سرجری کے ڈاکٹر جیمز ہولڈن کے پاس پہنچ گیا۔

ڈاکٹر جیمز ہولڈن اس کا بچپن کا ساتھی تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی نظرت سے اچھی طرح واقف تھے۔ جیمز ہولڈن جو نازدیک کرنا کرنا تھا۔ ان سے سبھی معاوضہ وصول کرتا تھا۔ سرجری سے پہلے بے طے ہو جاتا تھا کہ چہرہ کس قسم کا ہوگا یا کس سے شہادت رکھتا ہوگا۔ پہلے ہی اس چہرے کا ایک خاکہ بنالیا جاتا تھا۔ اس کے بعد سرجری ہوتی تھی۔ سرجری کے بعد جو چہرہ تبدیل ہوتا تھا، اس کی تصویر اتارنے کے لیے ڈاکٹر جیمز ہولڈن نے غیر انتظامات کر رکھے تھے۔ ان مجرموں کو بنائیں جلاتا تھا۔ چہرہ تبدیل ہونے کے دس منٹ بعد ہی ان مجرموں کو ان کے نئے چہروں کی تصویریں مل جاتی تھیں اور جیمز ہولڈن دارنگ دیتا تھا: اگر اپنے نئے چہروں کو راز میں رکھنے کے لیے مجھ جیسے رازدار کو قسم کھانے کی کوشش کرو گے تو یہ تصویریں قانون کے مطابق تک پہنچ جائیں گی، نہیں پہلے ہی ایسے انتظامات کر لیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس لاکر کو کھولا جائے گا جو میرے نام سے ہے۔

مقررہ یہ کہ وہ مجرموں کو بلیک میل نہیں کرتا تھا۔ صرف اپنی حفاظت کے لیے لیا کرتا تھا۔ میر برائٹ نے کہا: نہیں تمہارے ہتھکڑوں سے اچھی طرح واقف ہوں میں نہیں تھے چہرے کی تصویر اتارنے میں نہیں دوں گا۔ اپنے چہرے کا خاکہ خود بناؤں گا اور

بالا ملک سرحد پر تھکتے وقت مختار سے سامنے پیش کروں گا اور وہ جو خفیہ کیمسے ہوا وہاں سے شادیے جائیں گے۔ میں مختار دوست ہوں یہ نہ سمجھنا کہ مختار کا گڑاؤں۔ ہم معاوضہ لینا چاہو گے تو معاوضہ دوں گایا میرے ساتھ ہمیشہ وفادار دوست بن کر رہو گے تو تمہیں ایک عزیز معمولی چیز دوں گا؟

”وہ کیا؟“

”میرے پاس انشاؤں پر مشین ہے، ہم دونوں اس کے ذریعے لیں۔“

ڈاکٹر جیمز ہولڈن تیار ہو گیا تھا۔ اس نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے تمہیں کھائیں کہ وہ ہمیشہ وفادار ساتھی بن کر رہے گا اور دونوں ایک ایسی خفیہ تنظیم بنائیں گے جسے جانے بوجھنے والے شکار خانہ لکھیں گے کہ ان پر کبھی آج نہیں آئے گی۔ میرا جملہ بھروسہ اس کے لیے ہے۔ یہ معاملات طے کر لیے تھے۔ لہذا بالا ملک سرحد پر ہو گئی تھی صرف شانتا ہی نہیں، اس نے اپنے ہاتھوں کی دس انگلیوں کی بھی سرحد پر کالی تاکہ پہلی انگلیوں کے نشانات کے ذریعے کبھی بچاؤ جانے۔ اس کے سر کے بال مٹھی میں ختم تھے۔ اس نے ہاتھوں کو سیاہ کر لیا۔ وہ اس تبدیلی کے سلسلے میں ڈاکٹر جیمز ہولڈن کے ہاں ایک دن اور ایک رات رہا۔ دوسرے دن وہ دونوں اس نئے مکان میں گئے۔ اب شین کو چھپانے کا مسئلہ تھا۔ وہ کوئی پرامن مشین بنانا تھا۔ دونوں دوست شام کو بیٹھ کر غروب ہوتے رہے، مستقبل کے لیے منصوبہ بناتے رہے۔ پھر رات ڈرامہ گری ہوئی تو انھوں نے باہر کی تیاں کھینچ دیں، کڑاں اور بیلے کر قبرستان میں گئے۔ پھر ایک پرانی قبر کھودنے لگے۔ انھیں یہ کام کرنے کی مروت نہیں تھی۔ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ جوتی تھی، اس کا نشتر آٹا جارہا تھا۔ وہ بوتل منہ سے لگا کر دوچار گھونٹ بھر کر کے بعد بھر کھونٹے اور بیلے سے مٹی ہٹانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔

آخر وہ قبر کھول گئی۔ اندر ایک سڑا ہوا انگریز کا تابوت تھا جس میں دیکھ کر جانے کیسے کیسے کڑے تھے۔ کوئی کرود ہو گئی تھی۔ اندر اسان ڈھانچا پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نے پوچھا کیا ڈھانچا اور تابوت کی کڑیاں بھی بڑھانے لگی ہیں؟

”کوئی ضروری نہیں ہے۔“

”پھر جلد وہ مشین میاں میں آئیں۔“

میر برائٹ نے ایک دیو اور نکالا، جس پر برائٹس لگا ہوا تھا۔ پھر کہا۔ یہ قبر زمین کے لیے نہیں ہے۔ وہ ہے چارن تو خاموش رہی ہے۔ تم بولتے رہتے ہو، کہیں بھی بول سکتے ہو کسی سے بھی بول سکتے ہو۔ وہ سم کر بولا۔ کیا تھا اور ادا جان چل گیا ہے؟ اپنے دوست کو ہلاک کر دے گا؟

”میرے دوست بہ اعتبار اور برتری کی خواہش بہت کبھی ہوتی

ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے خون کے دشمن کو بھی ختم کر دیا ہوا۔ تم تو زبان کے دشمنے دار ہو اور مجھوں کی زبان پر کبھی مجھو سامنے ہوا۔ وہ پٹ کر کھینچا جاتا تھا۔ اس نے گولی جلا دی۔ آخر وہ پٹ تھا۔ ہم تاریکی کے وجود پر تپا نشانہ لگا سکتا تھا۔ پھر جزل ڈیکور کی مشینیں اس کے دماغ میں منتقل ہو چکی تھیں، لہذا دوسری گولی بھی نہیں گئی۔ وہ تڑپ کر گر گیا۔ جو قبر کھودی تھی، اس کے کنارے پر میر برائٹ نے اسے ایک مٹھوکاری تو وہ لڑکھٹا ہوا قبر کے اندر گیا۔ یہ کام تو ایسے ہی وقت کے لیے ہے کہ آج اپنی قبر کھودیں۔ اس رات میر برائٹ نے بڑی محنت کی، بعد میں اسے قبر کھودنا پڑی۔ وہاں اس نے شین کو لے کر جا کر چھپایا۔ بات میر برائٹ کی حد تک نہیں تھی۔ ان دو قبروں کو کم از کم آٹھ دس سال پرانا نظر آنا چاہیے تھا۔ اس کے لیے وہ پہلے ہی سینٹ، ریت وغیرہ کا اضافہ کر چکا تھا۔ اس نے دونوں قبروں کو پھیلے پختہ بنایا۔ ان پر پتھر لگا دیا۔ پھر اپنے سر سے اس کو گویا۔ جیسے آٹھ چھ گڑھ اس نے دو قبروں کو گڑھ کر دیکھا۔ وہ پختہ اور مضبوط ہو گئی تھیں۔ اس مکان کی قبروں کے چاروں طرف اونچے چار دیواری تھی۔ باہر سے دیکھ لے جانے کا ذرا نہیں تھا۔ اس نے تیزاب کی ایک بوتل کھولی، پھر اس میں سے تھوڑا تھوڑا تیزاب دونوں قبروں پر بھجھ کر لگا۔ جہاں تیزاب کے قطرے گرستے تھے وہاں کی سینٹ تھوڑی گھنے لگتی تھی۔ اس نے بوتل کو بند کر دیا۔

پھر اس نے پیلے کو مٹھا اس سے تھوڑی تھوڑی مٹی لے کر دونوں قبروں پر ڈالنے لگا۔ وہ مٹی تیزاب کے ساتھ پختہ قبر پر مٹی چار دیواری تھی۔ پھر برسوں سے مٹی جی ہو تیزاب کے اثر سے سینٹ کا رنگ آٹا لگا تھا۔ کوئی انھیں دیکھ کر کہ نہیں کر سکتا تھا کہ وہ دھجورے پچھی رات ہی پختہ کی گئی ہیں۔

اس نے دن کے باہر کچھ تک یہ کام مکمل کر لیا۔ صرف اسے اطمینان ہو گیا۔ شین چھپا دی گئی تھی۔ وہاں تک پہنچنے میں سنا تھا اور کوئی اسے مروت و شکل سے پہچان نہیں سکتا تھا۔ پہلے ہی دنوں سے وہ ایک مخصوص آواز اور لب و لہجہ میں بولنے کی مشق کر رہا تھا۔ یہ مشق جاری تھی اور وہ کامیاب ہوتا جا رہا تھا۔

میر برائٹ نے جرم چھپانے کے لیے ہر پہلو، ہر نکتے پر غور کرتا رہا۔ ان نام کاموں سے ناگزیر ہو کر وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ سوچنے لگا۔ سالیسا پلو ہے، جو میری کمزوری بن سکتا ہے؟

”ہمت سوچ چکے ہو؟“

”نہیں، میں اب اس کے بعد یاد آتا ہے کہ اس نے یہ مکان خریدا؟ اگر اس کے تینوں ساتھی دشمن بن کر اسے تلاش کر رہے ہوں تو ان سے یہ پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کون سا علاقہ پر مشین چھپانے کے لیے ضرور کر رہا ہے؟“

”نہیں، تو تو یہ مکان یا کوئی وغیرہ خریدا ہے گا۔ پھر اس پر ہمت ہو جائے گی۔“

وہ سمجھتا تھا کہ دشمن کی قبریں چھپانی گئی ہے۔ وہ تھوڑی دیر تک اس پہلو پر سوچتا رہا پھر اس نے ڈاکٹر برائٹ سے اپنے وقت، راست کو مخاطب کیا۔ ”میں حکم دیتا۔ آج ایک کسی عورت کو یہاں لے کر اسے دار کے طور پر لاؤ۔ اگر وہ جوتی والی ہو تو زور زیادہ بہتر ہے۔ اس کے ساتھ کسی مڑو نہ تو ہونا یہ اور نہ ہی کسی مڑو سے اس کے تعلقات ہونے چاہئیں۔ میں ہوں، تمہیں یہ مکان خالی ملے گا۔ آج شام تک کر اسے دار کر کے باہر لے جائیے۔“

اس نے ڈاکٹر کے حکم کو اپنے سوچ کے لیے کوکھوں کی طرف دیکھ کر اپنے ہاتھوں کے لیے ڈاکٹر کو دیکھ کر کہا۔ ”آپ نے اسے سامنے کھڑا ہو کر اپنے ہاتھ پر لگایا۔ آٹھ گھنٹوں پر ایک ٹینک چڑھا کر مڑو ٹھکانا چھپا کر اسان آٹھ گڑھوں میں رکھ دیا۔ وہاں سے یہ اس کے دفتر میں پہنچا جانے والا دھڑلے سے اور بیٹے والوں کے (جسٹس) میں دھجھکتے تھے اور ان کے کاغذات پر مٹھی لگائی آتی تھیں۔ وہ سیدھا میلڈ آف دی ڈیٹمنٹ کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا۔ ”تشریف رکھیے، میں آپ کی خدمت کر سکتا ہوں؟“

وہ ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا۔ ”خدمت تو میں کون سے آیا ہوں؟“

اس نے بریت کیس کوکھوں کی گڑیاں نکالیں، پھر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ ”دس ہزار ڈالریں دینا کے ایک برس سے دوسرے برس تک ڈالریں دے رہا ہے۔ سب اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اکثر یہ ڈالریاں نکالنے کے کام آتا ہے، خود چل کر آپ میرے افروں کے لیے بیٹھ جا رہے۔“

”ہمت دیکھ کر آئی ہو، ویسے کیا کیا ہے؟“

”آج سے پندرہ دن پہلے ایک مکان کسی نے بچا اور کسی شخص کو آپ کے رجسٹر میں خریدنے اور بیچنے والے کا نام آدھار ڈیٹا دھجھکتے ہیں۔ میں جانتا ہوں وہ نام مشادو جاتا ہے۔“

”نام تو مت جانے گا لیکن وہ عجب حال رہے گی۔ وہاں کس کا نام لکھا جائے گا؟“

”آپ پہلے ہی گڑیاں سمجھا کر رکھ لیجیے، ڈالریوں کی بڑی جلدی کر رہے ہیں۔ آپ اپنے ہاتھوں سے کہہ کر ان پر کسی کی نظر پڑے؟“

اس نے گڑیاں دیکھا کہ اپنے بریت کیس میں رکھ لیں۔ پھر بوجھار ہاں جاؤ اور رجسٹر میں کس کا نام بوجھا؟

میر برائٹ نے سینٹ کی پشت سے ٹپک لگا کر کہا۔ ”وہ مکان میں ٹپک لگا دھجھکتے ہیں۔ وہاں کے رجسٹر میں پلاٹا ہے۔“

”ہم کچھ ہزار ملے گئے ہیں اس کے ساتھ ہے۔ اتنا مکان اس کے سامنے آتا ہے گا۔“

وہ اس کا ایک دم سے چونک کر سیدھا بیٹھ گیا۔ پوچھنے لگا۔ ”آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ کس مکان سے میرے نام کیسے ہوگا؟“

میر برائٹ نے مکان کے کاغذات نکال کر اس کے سامنے رکھ دیے۔ وہ تھوڑی دیر تک کاغذات کا مطالعہ کرتا رہا پھر پریشان ہو کر بولا۔ ”آخر تک کیا ہے؟ میرے نام کیسے کیا جائے گا اور جہاں میں اپنے نام کیوں کروں گا؟“

”ایک لاکھ دس ہزار ڈالریاں مکان آپ کو مفت مل رہا ہے، کیا آپ لینے سے انکار کریں گے؟“

”آخر اس میں کچھ کیا ہے۔ ضرور کوئی بچہ وہ معاملہ ہے؟“

”آپ میرے ساتھ جہاں چل کر وہ مکان دیکھ لیں۔ اگر کسی قسم کا خفیہ ہو تو بے شک آپ انکار کریں گے۔“

”آخر نے پوچھا۔ آپ مکان میرے نام کریں گے لیکن میں ہزار نقد چاہوں؟“

”وہ بھی آپ کے؟“

وہ حیرانی سے بولا۔ ”کمال ہے، ایسے بچھنے سے قاصر ہوں کہ آپ ایسا کیوں کر لے رہے ہیں؟“

”پہلے آپ میرے ساتھ چل کر اپنے شوک و شہادت دیکھ لیں۔“

”آئی بڑی دولت اور ناماداد تھا؟“

”جی ہاں، وہ کبھی بچھنے والے تھا۔ فوراً آٹھ لاکھ اس کے ساتھ ہو گیا۔ اپنی کار میں آکر چھپا چھپا کر رہے ہوئے اس مکان کی طرف جانے لگا۔ میر برائٹ نے کہا۔ ”میں آپ کی پریشانی دور کروں۔ کچھ دشمن میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں میں بہت دولت مند ہوں، کہیں پھنسنے کے لیے کوئی کھن خفیہ میں سنا ہوں لہذا وہ خریداری کے کاغذات دیکھنے کے لیے آچکے۔“

وہ حضور آئیں گے۔“

وہ اس مکان میں بیٹھ گئے۔ آخر نے اسے اندر اندر باہر سے اپنی طرح دیکھا پھر قبرستان کو دیکھتے ہوئے بولا۔ ”میں سب کیا ہے؟“

”میں نے جہاں سے خریدنا ہے ان کے عزیزوں اور بزرگوں کی قبریں ہیں۔ انھوں نے درخواست کی تھی کہ کم از کم ایک سے زائد مکان قبروں کو ہمارے گردوں، بیباں کوئی باغ یا بیچہ دنگاؤں، میں نے ان سے وعدہ کیا تھا لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ ہو سکے تو آپ ان کی خواہش کا احترام کیجیے اور یہ قبریں ایک برس تک یونہی رہنے دیں۔“

”مجھے تو لگتا ہے جیسے ان قبروں میں اس کا گناہ کمال چھپایا گیا ہے۔“

”میں ان کڑاں اور بیلے دونوں ہی موجود ہیں۔ میں کڑاں سے کمواتا ہوں۔ آپ پہلے سے مٹی ہٹاتے جائیں۔ جس قبر کو دیکھنا چاہیں، دیکھ سکتے ہیں۔“

180

برسے نجم کا سر منسوب ہو تو سزا موت بھی دی جاتی ہے۔
فی الحال انھیں سزا کے طور پر جیل سے الگ کر دیا گیا تھا۔
میرزا باقر اور کرنل جیمز کے اگلیا کا حکم وہ خانے میں جا میں اور سزا
معدے داروں کو وہاں کا چارج سونپ دیں۔ وہ حکم کی تعمیل کے
لیے وہ خانے میں آئے وہاں شیشے کے کیمین میں ایک شخص بیٹھا تھا
اُسے دیکھتے ہی تھیں کہ یہ کیا پتھر یا سطر ہے۔

اُس کی آواز سنا دی۔ دو دن پہلے تم اس کی کسی پرستے آج
میں ہوں۔ ہو سکتا ہے اُنے والا لکھتے ہیں تمہاری جگہ پہنچا دے۔ یہ
صرف عقید کی بات نہیں ہوتی۔ انسان کی حکمت عملی بھی کچھ ہوتی ہے۔
آج کل جیسے میرزا سزا آئے، اُن میں گرام بارڈر سے سب سے کامیاب
رہا۔ وہ برسوں پڑا سر اس میں کھرا دی کی زندگی گزارا۔ اُس نے سوچی
سوچا اور مر جا دے جس ناقابل شکست صورتوں کو کامیابی پہنچا دیا۔
مر جا نہ فلا کسلاقی تھی، اُس کی زندگی کو مرنے کی طرح پھلکا کر رکھ دیا۔
وہ خرا دو لپٹنے قابو میں نہ کر سکا۔ یہ اُس کی ناکامی تھی۔ ناکام ہونا اور
بات ہے، تو گو کم کی طرح غبار ہونا اور بات ہے۔

میرزا باقر اور کرنل جیمز کے ساتھ یہ فکرت نہیں ہیں۔ ہمارا فیصلہ
ہو چکا ہے۔ آپ کا کیا کیا بات کریں۔ ہم یہاں چارج دینے آئے ہیں۔
"اس سے پہلے ہی میں نے چارج سنبھال لیا ہے تم لوگوں
کے سلسلے میں رہی آخری فیصلہ شایانہ نہیں گیا کیونکہ جنرل ڈیکورا
فرار ہو گیا ہے۔ وہ کہاں چلا گیا۔ کجنت چاہتا ہے اس کے ساتھ
چلے جائے۔ کھیل کھیلنا چاہتے تو میں بھی، ویسے تم دونوں کا آخری
وقت آچکا ہے۔"

وہ فرار ہو گیا۔ شیشے کے کیمین کی طرف دیکھتے ہوئے
پوچھا۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟
"میاں تم دونوں کی باتیں دیکھا کرتے ہو رہی ہیں لہذا آج صبح بیان
دو۔ ٹرانسافر مشین کیسے ناکارہ ہو گئی اور میرزا باقر کہاں ہے؟
"ہم نہیں جانتے، قسم کھا کر کہتے ہیں ہمیں مشین کے بارے میں
کچھ نہیں معلوم ہے۔"

نئے پتھر یا سطر نے آواز دی۔ "ہرام انگلی۔"
وہ خانے کا دروازہ کھل گیا۔ اس دروازے پر قد آور سپاڑ
جیسا ہرام انگلی دونوں ہاتھ کر پر رکھے، پاؤں پھیلائے کھڑا تھا۔
میرزا باقر نے اُس سے مشین کے بارے میں حقیقت انکوائری۔
وہ باقی کی طرح جھوٹا ہوا اُن کی طرف آئے لگا۔ دونوں چیخے
پشتے ہوئے ہوئے۔ "نہیں، یہ ظلم ہے، یہ سراسر ظلم ہے۔ دوسرے کے
جرم کی سزا میں رہی ہے کہ ہم نہیں جانتے۔"

نئے پتھر یا سطر نے کہا۔ "ہرام! انھیں جان سے مارنا نہیں
ایسی بیانی کرنا کہ زندہ رہنے کے لیے کچھ بولتے پرمبر ہو جائیں۔"

وہ ہرام انگلی کے فورا ہی ٹپنے سے بچنے کے لیے ہرام
مچا گئے۔ پتھر یا سطر نے کہا۔ "ہرام! تم میرے وہ فادار تھے۔
میں پتھر یا سطر میں رہا لیکن انسان کا پانی و فاداری نہیں جھوٹا ہے۔
وہ ہشتے ہوئے بولا۔ "میں تمہارا نہیں، اس حکومت کا فادار
ہوں۔ مجھے تم سے نہیں، اس حکومت سے مراعات حاصل ہوتی ہیں۔
جو پتھر یا سطر نے آگے لائیں، اُس کا فادار ہوں گا۔ تمہاری بھلائی اس
میں ہے کہ مارا کھائے سے پہلے جی آگے دو ورنہ تم اپنی پتھر یا سطر کے
دور میں دیکھ چکے ہو میرے ہاتھ کی کسی کو کھج کر جانے دیتے۔
وہ باتیں کرتے کرتے انھیں دوڑانے لگا۔ یہ اُس کا کھیل تھا
زندہ جانوروں کو دوڑانا تھا۔ جیلاں لگا کر انھیں دوجو لیتا تھا۔ پھر
اُن کی گردن مردود کر خور سے پروانے رکھ کر ایسے کاٹتا تھا کہ ذریعہ
کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ دونوں تو انسان تھے۔ اس سے
کب تک جیج سکتے تھے۔ اُس نے دونوں کی ایک وقت دہرایا۔
وہ گردن بڑا کر کہنے لگے۔ "ہم باتیں کریں، ضرورت پائیں گے۔ ہم جو کچھ
کے کچھ کریں گے اور جیج کے سوا کچھ نہیں کریں گے۔"

ہرام نے انھیں نہیں چھوڑا لیکن گرفت ڈھیلی کر دی۔ وہ جلدی
جلدی بولنے لگے۔ ساری داستان شروع سے اس کی منشا تھی۔
اس جرم کا اعتراف کر لیا کہ وہ میرزا باقر کے ساتھ مل کر فرار ہوا تھا۔
خوشین بنا لیا تھا۔ پتھر یا سطر نے نالی ہے اور اُسے لکھیں
رو پوش ہو گیا ہے۔ اور یہ وہ خانہ چھوڑنے سے پہلے ٹرانسافر مشین کو
لگا دیا تھا کہ کوئی اب اُسے قابل استعمال نہیں بناسکے گا۔

جب ساری باتیں اگل دی گئیں تو نئے پتھر یا سطر نے کہا۔ "تم
خود اپنی فاداری کا اعتراف کر چکے ہو، تم لوگوں نے اتنی ام ٹرانسافر
مشین کو ناکارہ بنا دیا اور میرزا باقر کو دوسری مشین سے جانے کا
موقع دیا۔ بات صرف مشین کی نہیں ہے اور میرٹ سے راز تو لوگوں
کے دماغوں میں ہیں۔ آج اس مشین کے معاملے میں فاداری کا کھل دوسرے
راڈوں کے معاملے میں بھی کر سکتے ہو لہذا تم لوگوں کو ذمہ نہیں رہنا
چاہیے۔ ہرام انگلی، اپنا کام یاد کرو۔"

اس کے ساتھ ہی میرزا باقر اور کرنل جیمز جنھیں وہ خانے میں
گھونٹنے گئیں۔ شیشے کا وہ کیمین آہستہ آہستہ فرس میں دھنسا ہوا تھا۔
پھر کیمین کی اوپر ہی چھت فرس کے برابر ہو گئی۔ وہ کیمین کے ساتھ
نظروں سے اوچھل ہو گیا۔ وہ خانے کے نیچے تھیں۔ مگر وہی سکرین
پر دیکھنے لگا۔ وہ ہرام انگلی کی گرفت میں ڈب ڈب کر رہا ہے۔
تھے۔ آخراں کا تو یہ خاتم ہو گیا۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ ہرام نے
انھیں فرس پر جھینک دیا۔ نئے پتھر یا سطر نے ہاک کے ذریعہ کہا۔
"لاشین وہاں سے بے جاؤ۔ اپنا کام یاد کرو اور ہرام انگلی جاؤ۔
وہ خاموش رہ کر وہی دی اسکرین پر آئے دیکھتا رہا۔ جب تک

فی تیل ہو گئی تو اُس نے فی دی اور ہاک کو آف کر دیا۔
جنرل ڈیکورا اپنے دفاعی انتظامات کے مطابق ایک خفیہ
ہاتھ لگایا۔ پہنچ گیا۔ تھاب اسے مستقل طور پر چپ کر رہا تھا اور
مستقل چھپنے کے لیے چہرہ بھی ہمیشہ کے لیے تبدیل کرنا تھا۔ دور و دراز
میں سر جری کی نئی ٹیکنیک نے یہ مسئلہ نہایت آسان کر دیا تھا۔ جنرل
ڈیکورا کے لیے یہ اور بھی آسان یوں تھا کہ ہلاک سر جری کرنے والا
اس کا اپنا داماد تھا۔ اس نے فرار ہونے کے بعد ہلاک کام بھی کیا تھا۔
برائے داماد کو ہایت دی کہ ہلاک سر جری کا تمام مزدوری سامانے
تیار کر کے میرا ایک آدمی آ رہا ہے۔ تم سامان کے ساتھ چلے آنا۔
ڈیکورا اچتر جیج جانتا تھا۔ اس کا داماد نہایت سچا، ایماندار

اور جیج وطن ہے اس لیے اُس نے حقیقت نہیں بتائی۔ جب وہ خفیہ
رہائش گاہ میں پہنچا تو اُس نے کہا۔ "مائی سن! میں حکومت کے ایک
خفیہ کام سے تیرے ملک جا رہا ہوں، ایک سیکرٹ ایجنٹ کی حیثیت سے
اپنے چہرے پر ہلاک سر جری لازمی ہے۔ میں غاس کا کہے گئے تھے
منتخب کیا ہے۔ آؤ ایک ایسا چہرہ بنا دو کہ میری عمر بھی کم نظر آئے اور
کوئی مجھے کسی طرح بھی پہچان نہ سکے۔"

اُس نے خوش ہو کر کہا۔ آپ واقعی وطن کے لیے اس عمر میں
جیج فطرت سے کھیلنے میں مجھے خوشی ہے۔ میں یہ کام اپنا قومی فرض
سمجھ کر کر رہا ہوں۔

اور وہ قومی فرض سمجھ کر کرتا رہا۔ جیج ٹیکنیک سر جری ایک گھنٹے
میں ہو جاتی ہے لیکن اُس نے کئی گھنٹے لگا دیے۔ بڑی محنت سے کام کیا۔
اسے ایسا خوب بنایا کہ وہ تیس برس کا جوان دکھائی دینے لگا۔ ہاتھوں
پر بھی سر جری کی تا کر کہیں سے بڑھا پا نہ جھلکے۔ اس طرح انگریزوں کی بھی
سر جری ہو گئی۔ ان انگریزوں کے پچھلے نشانات ختم ہو گئے۔ نئے بن گئے۔
جنرل ڈیکورا نے قیام قدم آگے آگے کے سامنے اپنا جائزہ لیا۔ پھر اُس
کے شانوں کو پتھارے ہوئے کہا۔ "ٹا باشن مائی سن! تم نے میری مشکل
آسان کر دی۔ اب میں تم سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اگر میں تمہارے سامنے
ایک جرم کی حیثیت سے آ جاؤں تو کیا کرو گے؟

وہ مسکرا کر بولا۔ "میں کسی آپ کو جرم تسلیم ہی نہیں کروں گا۔"
"میں جیل کے لیے چھوڑا ہوں۔ اگر تمہیں یہ معلوم ہو کہ میں غلط
ہوں اور قانون کے محافظ ہے تو تلاش کرے ہیں تو کیا کرو گے؟
"آپ لیڈر کے فادر ہیں۔ میں بھی آپ کو لاؤں گا۔ مگر مجھے پتا ہے
لیکن ہم وطن سے ہیں اور وطن ہم سے ہے۔ ہمارا ملک ایک پتھر یا سطر
ہے۔ اس میں ہماری ایماندار اور جیج الوطنی شامل ہے۔ اگر آپ
فرماں کی حیثیت سے سامنے آئیں گے تو میں آپ کو قانون کے حوالے
کر دوں گا۔"

"ہو سکتا ہے تم مجھے قانون کے حوالے نہ کر سکو اور خود جان

سے جاؤ۔"
"کوئی بات نہیں، ایک اعلیٰ مقصد کے لیے بڑی خوشی سے
جان دے دوں گا۔"

"تو تصویر تمہاری ہے ہی دو۔"
"آج آپ کیسے باتیں کر رہے ہیں؟"
"اپنے دایں بائیں دیکھو۔"

اُس نے سر کھرا کھیلے دایں بھرا بایں دیکھا۔ وہ شخص ریلو اور
لیے کھڑے ہوئے تھے۔ ریلو اور کی نالوں پر سائلنگز لگے ہوئے تھے۔
اُس نے جیلان سے پوچھا۔ یہ کیا مذاق ہے؟ کیا آپ تک جو باتیں ہوتی
رہیں، وہ جیج ہیں، آپ جیج ہی سے یہ کہہ رہے تھے؟

"کیا میں نے کبھی تم سے مذاق کیا ہے؟"
"لیکن آپ تو جیج وطن تھے۔ جیج کیسے بن گئے کیا واقعی قانون
کے محافظ آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ آپ کس جرم کے سلسلے میں فرار ہیں؟"
"یہ ایک لمبی داستان ہے۔ میں نے جرم کیا ہے۔ اپنے منہ
سے بھٹا دیا گیا ہوں۔ مجھے سزا موت ہونے والی تھی عمر میں نے
فرار کا راستہ اختیار کیا۔ اس سلسلے میں تم نے بڑی مدد کی، اسے یاد
رکھو۔ گا۔ اس احسان کے بدلے میں تمہیں کچھ دے دوں میں سکا البتہ
لینے پر مجبور ہوں۔ تمہیں یہاں سے زندہ نہیں جانا چاہیے۔"

"آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ جانتے ہیں، آپ کی بیٹی مجھے کتنا چاہتی
ہے۔ آپ کی بیٹی سے میرے لیے ایک بچے کو ہم دیا ہے۔ میں آپ
کا داماد ہوں، آپ کی بیٹی کا شوہر ہوں۔ آپ کے نواسے کا باپ ہوں
اور آپ مجھے جان سے مارنا چاہتے ہیں؟"
"تم بھی تو اپنے کس کو قانون کے حوالے کرنا چاہتے تھے۔ میں
جانتا ہوں یہاں سے زندہ جاؤ گے تو فرار کیا کرو گے۔ یہ ہلاک سر جری
میرے لیے بے کار جانے لگی۔"

"مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ آپ اپنے ہاتھوں سے اپنی بیٹی
کو بوجھ کرنا چاہتے ہیں۔"

"ا میں یقین دلاتا ہوں۔"
اُس نے اپنے آئینوں کو اٹھا دیا۔ ٹھانیں ٹھانیں کی کچھ بیٹھی
آواز کے ساتھ گولیاں چلیں۔ وہ اچھل کر فرس پر گر اور تر پڑے لگا۔
دو گولیاں اور اس کے جسم میں آخاری دی گئیں۔ ڈراسی دیر میں وہ
ساکت ہو چکا تھا۔

جنرل ڈیکورا نے حو کا کہ وہ نئی بات نہیں تھی انسانی تاریخ میں
جنرلوں لاکھوں بار لیا ہوا تھا۔ باپ بیٹے کو قتل کر کے، بیٹا
باپ کو قتل کر کے، سرسروا داماد کو اور داماد سرسروا کو قتل کر کے کرانی
کا تاج پہنتے رہے ہیں۔ جنرل ڈیکورا نے ایک سرواہ بھر کر کہا۔ آج
میری بیٹی بیوہ ہو گئی کوئی بات نہیں دو چاروں انسو بہا لگے۔ آخر

جوان ہے۔ لمبی عمر بڑی ہے۔ ایک نیا جیون ساتھ لاش کر کے لگی
کے لیے زندگی گزارنے کے ذرائع محدود ہیں۔ وہ ہنسی کیلئے
اپنے بچوں کے ساتھ زندگی گزار لے گا۔ داماد اڑ کر رہے۔ وہ جو
پڑائے گھر سے آئے۔ کوئی بات نہیں۔ ایک اور آجائے گا۔

اس کے دونوں ماتحت لاش بچھائے گئے تھے۔ وہ اپنے
نئے چہرے کے ساتھ صرف اُن دونوں کے سامنے آتا تھا۔ انہیں بڑوں
سے آزما مارا تھا۔ وہ قابل امتنا تھے۔ اس کے باوجود وہ چاہتا تھا
نئے چہرے کے ساتھ کوئی نہ بچھائے۔ اس نے بلاشبہ سرجری
سے پہلے ہی لڑائی کے ذریعے اپنے ایک خاص ماتحت کو حکم دیا
تھا۔ "میرا حکم تو ہے سنا اور اس پر عمل کرو۔ پانٹ اسٹریٹ کے
بگلائر چار کے سامنے رو۔ وہ چار گھنٹے بعد اس ہنگے میں رہنے والے
دو اشخاص ایک بڑا سا نڈل لے کر باہر نکلیں گے۔ اسے سفید کار
ڈکی میں رکھیں گے۔ جب وہ ہنگے سے نکلے والے ہوں گے تو فوراً لڑائی
کے ذریعے اشارہ دوں گا۔ کوئی بات نہیں کروں گا صرف اشارہ ملے گا
تم کار کے انجن کے پاس ایک طاقتور ڈرامہ بوم رکھو گے۔ اس کی
بلاشبہ کے لیے میں منٹ کا وقت مقرر کروں گا۔ چور ہاں سے چلے
جاؤ گے۔ اس کے بعد کسی اور کو بھی کی طرف مت رخ نہیں کرو گے۔"

جب اس کے ماتحت ڈرامہ لاش کو بلاشبہ کے پھیلے میں
پیک کر کے لے گا تو اس نے پوچھا کہ کتنے دیں میں یہاں سے نکلے گا؟
ایک نے کہا۔ "مرا پانچ منٹ لگیں گے۔"

جہز ڈیکورڈ لڑائی کے ذریعے اپنے اشارہ بچھا دیا۔ سچائی جگہ
سے اٹھ کر شیشہ اکھڑ کر کے پاس آیا۔ ہر دے کی آواز سے دیکھا اس
کا خاص ماتحت سفید کار کے پاس پہنچ چکا تھا اور اس کا پورٹ اٹھا
کر انجن چک گیا تھا۔ ڈیکورڈ بھی اُدھر اور کبھی اُدھر دیکھ رہا تھا۔
شیک پانچ منٹ بعد وہ دونوں لاش اٹھائے گئے۔ اُدھر کا مکمل نہیں
ہوا تھا۔ ڈیکورڈ نے کہا۔ "ڈرامہ بوم دوسرے چند سوالوں کے جواب دہ کیا
ڈکی میں صرف لاش رکھی جائے گی؟"

"تو سنا رہے ہیں۔ پورے میں سب کے کئی ڈوکے دیکھے ہیں۔
لاش کو ڈکی میں رکھنے کے بعد اس کی کوسوں سے بھر دیں گے۔ اقل
تو ہم ایسے راستوں سے گزریں گے، جہاں کوئی چیک پوسٹ نہ ہو
اور نہ ہی کسی کو شبہ ہو، اگر کسی نے شبہ کیا اور ڈکی کھول کر دیکھنا چاہا تو
اسے صرف سبب ہی نظر آئے گی۔"

ڈیکورڈ راکن انکھیوں سے کھڑکی کے پار دیکھ رہا تھا کہ کاش
اپنا کام کر چکا تھا اور وہاں سے جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ماتحتوں سے
کہا۔ "میں تم لوگوں کے کام سے بہت خوش ہوں، واپس آؤ گے تو یقین
انعام ملے گا۔"

وہ دونوں لاش اٹھا کر چلے گئے لیکن انعام لینے کبھی واپس نہ ملے

دوسرے دن کے اخبارات میں ایک ایسی کار کی تصویر شائع
تھی جس کے پرچے اڑ گئے تھے۔ اس میں تین آدمیوں کی لاشیں پڑی
تھیں۔ تیسرے کے متعلق خیال تھا کہ اس کے ہم سفر میں چار گولیاں لگی
تھیں۔ اُن کے چہرے اس قدر بگڑ گئے تھے کہ کشت ماتحت مل
ہی نہیں سکتی۔

جہز ڈیکورڈ نے بوتل کھول کر منہ سے لگائی۔ اب ہر
سے محفوظ تھا۔ کوئی اسے نہ سمجھے۔ اس نے چپان میں سنا تھا
تھی۔ وہ فوادار ماتحت تھے، انہیں اس کی آواز سن کر ہلکی سی
کرتا تھا۔ اس کا پیلا مقصد یہی تھا کہ جلد سے جلد میرا لاش کو
کیا جائے۔ اسے تلاش کرنے کے لیے جہاز ہاں بالوں کا خیال رکھنا
پہلی بات۔ اس نے بھی خود کو چھپانے کے لیے چہرے
بلاشبہ سرجری کرانی ہوگی یا اس کا موتہ نہ ہل ہو تو عارضی میک اپ
میں ہوگا۔

دوسری بات، اس کے پاس بہت سی بھاری سامان ہیں
اسے چھپانے کے لیے کوئی مل نہ سکتی تھی۔ یہ جگہ ہر گز
مشکلات میں ہوگا تو سامان کو کسی قبرستان میں چھپانے کی کوشش
کرے گا۔

تیسری بات، بعض اسمگلروں کے پاس ایسی گاڑیاں ہوتی
ہیں جن کے پچھلے حصے پر بوم کے پلٹ ہوتی ہے۔ اس پلٹ اور گاڑی
کے پچھلے حصے کے درمیان اتنی جگہ ہوتی ہے کہ اسمگلر کا مال
چھپایا جاسکے۔ وہ بھی اپنا سامان اسی طرح چھپا کر رکھ سکتا ہے۔

چوتھی بات یہ کہ یہاں کے تمام بینک پیوٹ کی اس کے
آدھوں کو چھپیں گئے۔ نگرانی کرنا چاہیے۔ وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ
یہاں کی کسی ریاست میں جا کر پناہ لے گا۔ اسے ڈھونڈنا کالتے ہیں
ایک دن بھی مل سکتا ہے اور ایک سال بھی لیکن اس کی تلاش نہ ہونا
کرنا ہے وہ ایک ڈیکورڈ دن مزدور ملے گا۔

ڈیکورڈ نے اپنے آدھوں سے کہا۔ "وہ کوئی عمل نہ کرنا کوئی غریب
چکا ہوگا جیسا وہ خدا ہو سکتا ہے۔ تو ہم ہر منٹ کے اس خطر
میں جاؤ جہاں جامدادی غریب و فروخت کے سلسلے میں افسران ہوتا
ہے۔ پچھلے ایک مہینے میں جتنے نئے پرائے مکانات، ہنگے اور
کوٹھیاں خریدی گئی ہیں ان میں سب کے نام پر فوٹ کر کے لے آؤ
جہز ڈیکورڈ لڑائی کے ذریعے ہدایات دے رہا تھا
کہ ہر اتنا تھا کہ اسے پاس ستر آدمی ہیں، جن میں میں مددگار بھی
دیتا ہوں۔ تم انہیں اچھی طرح کھلا دیا کرو۔ ان کا ہر ملکہ ہوا
کرنا لیکن کام پورا کیا کرو۔ انہیں چھپنے سے زیادہ سونے کا لالچ
نہیں دینا ہے۔ ساتویں گھنٹے سے وہ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں گے تو
کام سے لگ جائیں۔ اگر یہ لوگ تہہ ہی سے تلاش کریں گے تو

بہت جلد سے ڈھونڈنا نہیں گے۔ انہیں ایسے ویران قبرستانوں میں بھی
ت ہے جہاں لاشیں چھپا کر لائی جاتی ہیں اور قبرستان کے کارکنوں کو
ہو نہیں دے کہ انہیں قبر میں دفن کیا جاتا ہے۔ تم بھی ان کارکنوں کو
بڑوں کے تو ان قبروں کا سرخ مزرور مل جائے گا اور ہر قبر کو خود
روکھا جائے گا۔"

جہز ڈیکورڈ اُن سے پوچھتا تھا۔ اُن کے کاموں کا حساب
یہ تھا کہ وہ کس طرح کا کر رہے ہیں۔ اسے تلاش کر رہے ہیں، اگر کوئی کوئی
کرنا تو اسے طنز لگ جاتی ہے۔ وہ افراد تھے جنہیں دوبارہ رنگ
دی گئی تھی۔ تیسری بار گولی ماری دی گئی تھی۔

وہ فوج میں جہز لے رہا تھا۔ عاتنا تھا، اپنے ماتحتوں کو کس طرح
اپنی کام میں رکھنا چاہیے۔ یہاں بھی اس نے وہی فوجی انداز اختیار کیا
تھا جس کے نتیجے میں اسے روزانہ اطلاع ملتی تھی کہ فلاں ریاست کے
فلاں ضلع میں فلاں شہر میں فلاں مکان فروخت ہوئے۔ خریدنے والوں
کے نام اور پتے بھی معلوم ہوتے جا رہے تھے۔ اس کے مطابق اس کے
ماتحت وہاں پہنچتے تھے۔ پہلے وہ وہی دوسرے نگرانی کرتے تھے۔

یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ خریدنے والے کا قریب کیا ہے،
جماعت کیسی ہے۔ اس کی چال میں قبریں پیدا انداز ہے یا نہیں؟ یہ
ماری باتیں جہز ڈیکورڈ نے اپنے آدھوں کو سمجھا دی تھیں۔ میرا لاش
جنا بھی ہمیں بدل لے گا۔ ایک فوجی کے انداز میں چلے گا۔ اس کے
قادر جماعت کے بارے میں بھی بتایا گیا تھا۔ وہ اپنی گاڑی میں اپنے
مقامات تک پہنچتا تھا۔ وہ وہی دفتر سے اُن کی نگرانی کرتا تھا۔ اس طرح
اپنے لوگوں کی کارکردگی بھی دیکھتا تھا۔

اس طرح سات ماہ گزر گئے۔ ایک دن اچانک ایسے مکان کی
اطلاع ملی جسے اتنی تاریخوں میں خریدنا تھا۔ جب میرا لاش اُن سے
رخصت ہوا تھا اس سلسلے میں جہز نے جہز ڈیکورڈ کو جو شکایا
تھا وہ تھی کہ مکان کے پچھلے حصے میں چھپا ہوا قبرستان ہے۔ اس
مکان میں برسوں سے ایک خاندان آباد تھا۔ اُن کے عزیزوں اور بزرگوں
کو مرنے کے بعد وہاں دفن کیا جاتا تھا۔

ایک بات ملا اس کو بھی اور وہ یہ کہ جہز اس کے سب
سے بڑے ڈیکورڈ نے اسے خبر دیا تھا۔ سوال پیدا ہوا تھا کیا وہ افسر
میرا لاش سے بلا ہوا ہے؟ کوئی نامکن بات نہیں تھی وہ دونوں میں
کچھ بڑھ ہو سکتا تھا۔

ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ میرا لاش نے اس افسر کی عدم موجودگی اور
لاٹھی میں۔ وہاں کی کسی قبر میں مشین کو چھپا دیا ہو۔

اس کے ماتحت نے بتایا۔ وہ مکان ہمیشہ ویران رہتا ہے۔
دن کا ایک بار وہ افسر نظر آتا تھا۔ کسی طلبکار سے مکان کے سلسلے میں
کوئی بات کر رہا تھا شاید اسے توڑ کر دوسرا بنانا چاہتا ہو اس کی

موت کرنا چاہتا ہو۔
جہز ڈیکورڈ حکم دیا۔ آج سے تم ہر رات اپنے آدھوں کے
ساتھ اس قبرستان میں جاؤ گے اور ایک ایک قبر کو خود دیکھو گے۔ یہیں
نے ایک بہت ہی خوشحال آدمی کو اپنا لاش دفن کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس کا
نام مارک میلن ہے جو کہ وہ مکان ویران رہتا ہے اس لیے رات
نومے کے بعد وہاں سنا اور میرا ہی چھپا جاتی ہوگی، میں نے وہ جگہ دیکھی
ہے۔ چاروں طرف اتنی جگہ جادو لاری ہے اس پاس سے گزرنے والے
افراد دیکھ نہیں سکیں گے۔ لڑائی ہر رات دس بجے میرا ہوا لاش کا لاش
دول پہنچا یا کرے گا۔ تم سب اس کے احکامات کی تعمیل کرو گے
تھا۔ اس کا کام پورٹ ہے۔ مارک میلن سے ملتی ہے۔

اس شام جہز ڈیکورڈ نے اپنے کے سامنے بیٹھ کر مارک
میک اپ کیا کہ موجودہ چہرہ ہیسا نہ جائے۔ میک اپ کرنے کے لیے
زیادہ محنت کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ رات کے وقت کوئی نہ جہان
نہیں ملتا تھا۔ میرا لاش نے اسے اپنا خاص میک اپ کر لیا۔ میک اپ دس بجے
مارک میلن بن کر اس مکان کے پچھلے حصے میں پہنچ گیا جہاں اس کے
آدھ منتظر تھے۔ اُن قبروں کی کھدائی ہوئی تھی۔ ایک وقت میں چار
قبروں کو ہڈی ماری تھیں وہ ہر قبر کے پاس جا کر دیکھتا تھا۔ ہر
قبر سے ہر آمد ہونے والے ڈھانچے اور سڑی ہوئی کڑی کے تاہم
ظاہر کر رہے تھے کہ انہیں دفنانے برسوں گزر گئے ہیں۔ جب وہیں
قبر کو ہڈی گئی تو وہاں غیر معمولی بات تھی۔ اس قبر میں برسوں پرانا انسانی
ڈھانچا تھا۔ لیکن اس پر ایک اور ڈھانچا تھا جس کا گوشت پوری طرح
نہیں کھاتھا، کیڑے آج بھی اُسے کھا رہے تھے۔ اس قبر میں مارک کی
روشنی میں بار بار دیکھا گیا وہاں مشین کے چھپانے کی گواہی نہیں تھی۔
اس قبر پر میرا لاش ڈال دی گئی۔

کھوٹے کا کام جاری رہا۔ جب بارہویں قبر کو ہڈی گئی تو جہز
ڈیکورڈ وہاں پہنچ گیا۔ قبر کے اندر ایک بہت پرانا ڈھانچا تھا۔ قبر
خالی تھی وہ تختے کیڑوں کو روک رہے تھے۔ لاش کے موٹے کی غیر معمولی جس بتا
رہی تھی وہاں کوئی غیر معمولی بات ہے۔

وہ مارک کے قبر میں آکر گیا۔ جھک کر ڈھانچے کو دیکھنے لگا،
پھر لور جھک کر اس ڈھانچے کو مٹو گئے۔ لگا۔ اسے ہلکی گریں کی بو
محسوس ہو رہی تھی۔

اسی طرح میرا لاش مات کھا گیا۔ ہواؤں تھا کہ اس نے
وہ افراد مر مشین کے کچل پڑوں میں ہر جگہ گریں لگائی تھی تاکہ میں
دفن ہونے کے بعد اسے رنگ دے سکے۔ میرا لاش کے پھیلے
میں بیٹھ دیا گیا تھا۔ اپنے کے بعد جس قبر میں بھی ڈیکورڈ آکر ہوا تھا
اسی قبر کے اندر ہی اندر اس نے ایک طرف کی دیوار کو کھود لیا تھا۔
مشین وہاں آسانی سے چھپ گئی تھی۔ میرا لاش نے قبر کی اس اندرونی

دیوار کو مٹی سے بھر دیا تھا لیکن وہ گریس اس بلا شک میں بھی لگی ہوئی تھی جس میں وہ مشین لپیٹ گئی تھی مگر برائے نام کے ہاتھوں میں بھی گریس لگی ہوئی تھی۔ وہ ہاتھ اس بڑی کے ڈھانچے پر بھی گئے رہے۔ ہوں گے جو دہاں پڑا ہوا تھا اگر ڈھانچے پر بھی اگر گرتی تو شاید گریس ختم ہو جاتی لیکن وہ ڈھانچا ٹوٹے ہوئے تابوت میں تھی یہ محفوظ تھا۔ اس لئے اس آدمیوں کو حکم دیا اس ڈھانچے اور ٹوٹے ہوئے تابوت کو نکال کر باہر ڈال دو۔
 فوراً حکم کی تعمیل کی گئی۔ اس نے حکم دیا اس قبر کی اندرونی دیوار کو آہستہ آہستہ کھودو۔

وہ فریضہ آکر اندرونی دیوار کو آہستہ آہستہ کھونٹنے لگے ذرا سی کھدائی کے بعد وہ مشین برآمد ہوئی جنرل ڈیکور کی خوشی کا ٹھکانا تھیں۔ تھکاتھیں۔ مینے بعد اسی بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی کہ وہ اپنے زانے کا سکندرا اعظم تھا۔ اپنی دانست میں ساری دنیا کو مضی میں لے رہا تھا۔
 اس کے آدمیوں نے مشین کو گاڑی میں لاکر رکھ دیا۔ پھر اس کے حکم کے مطابق اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر چلے گئے۔ وہ اطمینان سے ڈرائیو کرتا ہوا چلے۔ شگلے میں آیا۔ اسے آکر پہلے باہر کی بٹیاں بجا لیں۔ اندر کی بٹیاں پہلے ہی بجھیں ہوئی تھیں۔ اس نے ڈائی کھول کر اس مشین کو اٹھایا۔ اگرچہ وہ بھاری تھی لیکن وہ کسی کسی طرح اسے اٹھا کر اپنے بیڈروم تک لے گیا۔ بانگ کے نیچے چھپایا۔ باہر آکر اس لاکر کی مٹی نمبر پلیٹ آکر دو ہاں اصلی نمبر پلیٹ لگا دی۔ وہ شگلے پہلے رنگ کے کار تھیں۔ اس نے چار اونچے چوڑے سیاہ اسٹیکر کی لابی میں اسی کار میں چھپائی تھی۔ وہ اس کار کا ڈرائیو کرتی تھی۔ اس نے ایسی تین بٹیاں چھپائی تھیں۔ دوسرا سیاہ اور ایک سفید۔ اس نے ان بٹیاں کو نکال دیا۔ اب وہ صرف شگلے پہلے رنگ کی کار تھی۔ اس کے ماتحت بھی اس کار کو اس کے رنگ سے اور تجربہ پلیٹ سے نہیں پہچان سکتے تھے۔
 اس نے شگلے کے باہر کی بٹیاں روشن کر دیں۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے بیڈروم میں آیا۔ پھر بیڈروم کے دروازے کو بھی اندر سے بند کر دیا۔ اس خواب گاہ کے ساتھ ایک اسٹوڈیو تھا۔ اس کے دروازہ کھولا۔ وہاں پہلے سے ریت اور سینٹ کی پوری یاد رکھی ہوئی تھیں۔ اس نے نکال کے گلاسٹروڈم کے فرش کو کھودنا شروع کیا۔ بے چارے مگر برائے نام تھی اسی طرح محنت کی تھی۔ آج یہ کر رہا تھا۔ چنانچہ اس کا کیا انجام ہونے والا تھا۔

فی الحال وہ اپنے جہد میں کامیاب تھا۔ صبح ہونے سے پہلے اس نے مشین کو وہاں چھپا دیا تھا۔ اس کے اوپر بس کے کالیں رکھیں۔ ان کے اوپر بکڑی کی شیل رکھیں۔ یوں راج ستری کا کام

کرتے ہوئے اس فرش کو پہلے کی طرح برابر کر دیا۔
 اس نے یہ کام اپنے کیا تھا۔ مٹی والی ماٹ میں پھانسی لگا کر بے رنج کور ہا ہو۔ مٹی برابر کر رہا ہو اس امید پر کہ یہاں ایک پودا ہوگا پھر وہ تیار و درخت بن کر پھیل جائے گا۔ اس نے یہاں خوشی میں بول کھولی، شکر سے لگا کر غٹا غٹ پیا۔ پھر ایک مٹی سانس لے کر بولا۔ اب ایک ہی تلاش رہ گئی ہے۔ اسے لگتا ہے میری شیل تھیں جاننے والی میں تمہارے پاس پہنچنے والا ہوں۔ اس نے پھر بول منہ سے لگائی اور غٹا غٹ پینے لگا۔

کاتب تقدیر نے میرے نام کچھ عرصے کا آرام و سکون کھوایا تھا۔ میں اور پوری بہت پہلے ہی امریکا سے واپس آگئے تھے۔ اب امریکا میں اور پارس کے ساتھ جیس برس نہیں تھا۔ ہمارا بیٹا ایک خوب صورت جھیل کے کنارے تھا۔ وہاں فرانسیسی حکومت کی طرف سے حفاظت کے مکمل انتظامات تھے۔ اس کے علاوہ سوینا، اعلیٰ ٹی بی، بڑی اور واشور کی ہمارے شگلے سے کچھ دور مختلف کالوں میں رہنے لگے تھے۔ یہ ایسی فولادی دیواریں تھیں۔ جنہیں دشمن پہچان سکتا نہیں آسکتے تھے۔

بہت عرصے بعد جیس برس پہنچے ہی میں نے سوینا سے خاص طور ملاقات کی۔ ساتھ اس پر عجیب تمنا رہی ہے۔ وہ ایک خوبصورت فرزند لگتی ہے۔ دیکھا تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ قدرت کا کمال تھا۔ برنگان دین کی محبت میں رہ کر اس میں ایسی روحانیت پیدا ہو گئی تھی جس نے اس کے چہرے پر ایک عجیب سا نور پیدا کر دیا تھا۔ جیس برس نے تھی۔ زندگی میں پہلی بار میں نے اسے دیکھ کر اس کے بے ہوش محسوس نہیں کی، دل نے چل کر اتنا کہ محبت سے آغوش میں لے لیا۔ مگر لیکن اس نے ہاتھ لگائے نہیں دیا۔ دھڑک رہی تھی۔ فاصلہ رکھو۔

میں نے پوچھا کیا تم سوینا نہیں ہو؟
 "مزدور ہوں۔"
 کیا مجھ سے محبت نہیں کرتی ہو؟
 "مزدور کرتی ہوں۔"
 "کیا تم میرے دل کی جھڑکوں سے نہیں لگتی رہی ہو؟"
 "وہ لگن اور تھی، یہ لگن اور ہے۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔"
 کرتی رہوں گی۔ لیکن بھول کر بھجوتا، چٹکی میں لینا اور ملنا سنا۔
 "مزدور ہے؟"
 "کیا تم وہ بھول کر میرے مزار پر چڑھے گا؟"
 "وہ گھوٹا دکھا کر بولی۔ "یہ تو اس مت کرو۔ مگر تو وہ وہاں تھیں شرم نہیں آتی۔ جاؤ۔ پھر پوری کے پاس۔"

پارس دوڑتا ہوا آیا۔ "پتیا، پتیا، میں دور سے دیکھ رہا تھا، پھر گھوٹا مارنے والی تھیں۔ میں نے سوچا۔ ایسے نازک موقع ہا۔ آپ کو بچا سکتا ہوں۔"
 سوینا نے اسے گود میں اٹھا کر چمکنے کے بعد کہا۔ "تم نے کم از کم بچا لیا ہے۔ تمہارے باپ کا گھر آکر رہو۔ مجھے لگتا ہے میں ان کی انگلی پکڑ کر رہ جاؤ۔"

پارس نے میری انگلی پکڑ کر اپنی ماما کے پاس پہنچا دیا۔ ان کا ہاتھ پارس کے ہاتھ میں ملا۔ وہاں شہر برات تھی۔ میں نے امریکا نے وقت رسو تھی سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی اس کے ساتھ ایک بڑے سکون زندگی گزاروں گا۔ اب اللہ تعالیٰ نے یہ موقع دیا تھا۔ رفتی خیال خرابی کرتے نہیں دیتی تھی۔ زیادہ سے زیادہ اپنی ذات میں روت لگتی تھی۔ مگر میں خیال خرابی کرنا چاہتا تو وہ کبھی نہ چپ پڑتا۔ بیٹھو، میرے بیٹے کے ساتھ کھیتے رہو۔ تم جس کی غیریت کو کرنا چاہتے ہو، جس کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے ہو،

ہے تاہم، میں ابھی معلوم کر لیتی ہوں۔"
 میرا بیٹا بھی مجھے مصروف رکھتا تھا۔ ایک تو قدرتی طور پر بن تھا۔ پھر سب شیل تھیں جاننے والے اس کی ذہانت میں فائدہ کرتے جارہے تھے۔ اسے مختلف علوم سکھانے کے لیے علم وقت کی باندی کے ساتھ آتے تھے۔ واشور کی ہمارے شگلے کے قریب ایک کونج میں تھا۔ اسے جگن چٹکی کرنگ حاصل ہوتی تھی۔ دو فوٹ پارس پر برابر تو جردی جاری تھی۔ دو فوٹ کو ایک ایسی تربیت ایک جیسا ہزار ایک جیسا علم سکھا جا رہا تھا۔ اب ہاں دفن کی ذہانت پر تھا کہ کون کس سے زیادہ دیکھ جاتا ہے۔

اچھر شیا باقی اسیب میں شہزادوں کی طرح زندگی گزار رہی تھی۔ ان کے زعم میرے تھے۔ وہ بھی اس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ فی الحال وہی پارس اول کو کرنگ ویا کرتی تھی۔ لیکن یہ ہم نے کر لیا تھا۔ لکھو۔ بعد دو فوٹوں کو اب صاحب کے ادارے میں واشور کی کھانہ کر دیا۔ چاہتے تھے تاکہ وہ سب کچھ سکھ سکیں جو اس نے ہر جانہ لکھو کی سکھایا تھا۔ اور آخر کار انھیں فولاد بنا کر پیش کیا۔
 تل اویب میں جو جو اور پارس کی شرارتیں عروج پر تھیں۔ وہ ہمارا بیٹا تھا اور انصاف کا تقاضا یہ تھا کہ میں اس کے ساتھ بیٹا ہاد سے زیادہ وقت گزاروں۔ اس سلسلے میں ہم سب نے شہرہ کیا۔ کوئی نہ لگا۔ فرما اور سو تھی تل اویب چلے جائیں اور شیا وہاں سے چلا آئے۔ وہ یہاں پارس دوم کے ساتھ پھر عرصہ گزارے گا۔ اصرار ہو فوٹوں پارس اول کے ساتھ رہ سکے۔ اس طرح اسے ماں باپ کا بار پڑے گا۔
 ہم نے یہ فیصلہ شیا کو سنایا۔ وہ راضی ہو گئی اور جب اسرائیلی

حق کو کہہ پتا چلا کہ شیا یہاں سے جا رہی ہے اور رومنی اور فرماؤ کہہ میں تو انھوں نے بے مدد خوشی کا اظہار کیا اور ہمارے استقبال کی تیاریاں کرنے لگے۔ شیا نے اس عرصے میں اپنی شیلی تھیں کے ذریعے اپنی قوم کو اپنے ملک کو بہت سے فائدے پہنچائے تھے۔ لیکن یہ صاف طور سے کہو تھا کہ ہم میں سے کوئی سیاسی معاملات میں مداخلت نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی مداخلت کرے گا۔ البتہ وہ ملک و قوم کی ترقی کے لیے سانحہ اور معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے بڑے بڑے مالک سے باہمی سمجھوتہ کرانے میں خیال خرابی کے ذریعے مدد کرتی تھی۔ انھیں اسرائیلی حکام کے مطالبات منظور کرنے پر مجبور کرتی تھی اور اس کا علم دوسرے مالک کو نہیں ہوتا تھا۔

جب سے شیا آئی تھی، ملک میں جرائم پیشہ افراد کی سرگرمیاں تقریباً ختم ہو گئی تھیں۔ اسلحہ سوردوں کی طرف جاتے ہوئے کترتے تھے۔ شگلے پانڈے نے ایک سال کے اندر خطرناک مجرموں کے دو گروہ اور دو خطرناک اسلحہ کو گروہ کر لیا تھا اور انھیں گرفتار کرنے کے سلسلے میں بڑی دلیری کا مظاہر کیا تھا۔ اس کا نام اسرائیلی سے کر رہنروستان ملک کو شہرہ ہوا تھا جو کہ وہاں اقوامی شہر حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا طے پایا کہ وہ شیا کے ساتھ پیرس آئے گا اور پورے کے تمام ممالک میں بڑے بڑے کارنامے سر انجام دے گا۔

شیا، شگلے پانڈے کے ساتھ پیرس آگئی۔ میں اور رومنی تل اویب پہنچ گئے۔ ہماری آمد پر پورے شہر کو دل کی طرح مہیا کیا گیا تھا۔ وہاں کے تمام حاکم اور ذمے دار اشران ہمارے استقبال کے لیے موجود تھے۔ جو جو اور پارس بھی آئے تھے۔ بھلا ہمارا بیٹا ہمارے استقبال کے لیے کیوں نہ آتا لیکن جو جو اس کا ہاتھ کھینچے ہوئے بار بار کہیں چل کر کھینچنے کے لیے کہہ رہی تھی۔ وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر کہہ رہا تھا۔ آج میری ماما اور باپ سے پہلی ملاقات ہو رہی ہے، تم نہیں جانتیں میرا سنا کہ کتنی مشینیں سمجھ رہی ہیں۔

میں مزور خوش ہونا چاہتا ہے، تمہارے ماما باپا جو آئے ہیں۔ میں نے تو اپنے ماں باپ کو آج تک نہیں دیکھا۔
 "میریسی باتیں کرتی ہو گی۔ ابھی تمہاری ماں نہیں ہیں؟"
 "مزدور ہیں؟"
 "ماتن ہیں؟"
 "میں۔"
 "کیا میری ماما اور باپا جو آ رہے ہیں یہ تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟"
 "ہو سکتے ہیں مگر انھوں نے مجھے کہیں بھی کہہ نہیں سکا۔"

”تھیں، بیٹی بھی کہیں گے اور خوب پیار بھی کریں گے انھیں“

”اگر یہ بیٹی سمجھتے ہیں تو خود میرے پاس آئیں گے۔“

وہ اس سے ہاتھ جھڑکا کر چلی گئی۔ اس وقت ہمارا قیام لہور کے پرنسپل کے گھر تھا۔ بیٹھیاں لگائی جا رہی تھیں۔ جو چوڑا اور جاکر اس ایجنٹ پر ہونے لگی تھی اور کڑا لے دینا تو صدمہ پیدا ہو رہا تھا۔ جو جو کو کھانا کھانے کی عادت تھی۔ خبیثا اور آمنہ اسے کبھی ہنسنا اور کبھی ڈانٹ کر کھاتی تھیں، کھانا نہیں کھاتا چاہیے۔ وہ ان کی بات مان تو لیتی تھی لیکن چپک کر تھوڑا اٹھ کر کھیتی تھی۔ اس وقت بھی اس کی عیب میں بیٹوں کی کھلی ہوئی ہنسیاں دیکھیں۔ اس نے ایک بھانجک لٹائی، اسے زبان پر رکھا تو کھنے پر کوسوس کر پڑی ایک چٹخار لایا۔ ایجنٹ پر سزا بھانے والے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے دو سادہ سا چانک رک گئے مگر سزا سزا دہنا کر وہ مال سے رال پر پھٹنے لگے۔

جو جو نے دیکھا تو ہنسنے ہوئے کہا۔ ”ارے کیسے لالچی ہیں رال ٹپک رہی ہے۔“

تمام اٹھارے پریشان تھے۔ کتنی چیز کو دیکھ کر کسی کے منہ میں پانی آتا ہے۔ کتنے ہی سادہ سادے برداشت کر رہے تھے۔ مگر یہ پانڈ پانی لنگ رہے تھے اور بجائے رہنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جو جو کوئی معمولی بڑی نہیں تھی۔ اسے کہہ کر بھی نہیں سمجھتے تھے۔ سہمہ کر وہ ان کی طرف منہ کر کے بیٹوں جانتے اور چٹخار لے لینے لگی تھی۔

ادھر میں روسوتی کے ساتھ نہیہ بھاگتا تھا۔ اوپر ایک سیلی کا پڑ پڑا کر ہاتھ اور وال سے ہم پر چھوٹوں کی بارش ہو رہی تھی۔ روسوتی تیزی سے اترتی ہوئی آئی سمجھو کہ پارس کو یاد دوں میں اٹھایا۔ اسے سینے سے لگا کر چمکتے لگی۔ میں دباں کے اگلے حکام اور افسران سے مصافحہ کرنے لگا۔ اسی وقت پانچواں قومی دھن بجانے والا آکسٹریٹے سڑا ہو گیا ہے۔ دو افسران غصے میں آگے بڑھتے ہوئے اسٹیج کی طرف آئے۔ اتنے اہم موقع پر آکر کسٹریٹے بھانے کی مزاحمت میں وی جاسکتی تھی، ایسی انھیں ڈانٹنے کا ارادہ تھا۔ اس سے پہلے ہی ایک سادہ سادے کے کپڑا پہنا، ہمارا قصور نہیں ہے۔ آپ فرما جس جو جو کو دیکھیں۔“

انھوں نے اسے دیکھا تو سب سے کمرہ گئے۔ سمجھ میں نہیں آیا کہ کہیں اسے اس کے چڑھ کر کہا ہے یا بیٹھیاں اب ہمارے ساتھ چلیں آپ کی ماما داد پا آئے ہیں۔“

میں اور روسوتی خیال خوانی کے ذریعے سمجھ گئے تھے یہ جو جو کی حرکتیں ہیں، ہم ان افسران سے معذرت چاہتے ہوئے یہ دھڑکیا اسٹیج کی طرف گئے۔ وہ کسی کی بات نہیں سن رہی تھی۔ بیٹوں جاٹ رہی

تھی اور ایک ہاتھ سے دوسرے بیٹوں کی ہچانک سادہ سادوں کی طرف بڑھا رہی تھی۔ سب چاہتے افسران کچھ کہ بھی نہیں سمجھتے۔ اپنا قوی تراد میں سمجھا نہیں سکتے تھے۔ ان حالات میں یہ طریقہ تھا وہ سادہ سادے وہ رہ کر وہ مال سے اپنا منہ بوجھتے جاتے تھے۔ نے پاس آکر کہا۔ بیٹی ایک اہم سے ناراض ہو کر۔

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ پارس نے کھانا میرے پیٹ پر۔

وہ آگے بڑھ کر آئی۔ میرے سامنے کھڑے ہو کر سر جھکا کر کہی۔

”باپ کیسے ہوتے ہیں، انہیں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان سے کبھی ملنے میں نہیں جاتی۔“

میں نے اس کے دونوں ہانڈوں کو تھام کر اپنے طرف کھینچا۔

سینے سے لگا لیا۔ اس کی پشانی کو چوم کر کہا۔ باپ اسی طرح ملے ہیں اپنی بیٹی کی پشانی کو چومتے ہیں اور دل سے اس کی خوشحالی کے لیے دعا میں مانگتے ہیں۔“

روسوتی نے اس کے پھول جیسے چہرے کو دونوں ہتھیلیوں میں لے کر کہا۔ ماشاء اللہ، ہماری بیٹی اتنی خوبصورت ہے۔

اس نے چوٹی اٹھائی۔ اپنی ٹانگ سے کھل لیا۔ پھر اس کی پشانی پر لگا کر بولی۔ تمہیں نظر نہیں لگے گی۔ ہمارے ساتھ آؤ۔ دیکھو یہاں کدے تھے داد لوگ ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمیں ان کی طرف توجہ دینا چاہیے نہیں تو وہ ہمارے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے۔

ہم پھر استقبال کرنے والوں کے درمیان آگے ایک ایک اور دروازے پر اٹھ کر حکام اور افسران سے تعارف کرادیا تھا۔ وہ پہلے ہی خبیثا کی آمد پر کھل کر کھڑے آگئے تھے۔ باپ مجھ سے بھی بڑھ نہیں تھا۔ کھڑے ہوئے بے پناہ مسرتوں کا اظہار کر رہے تھے اپنی آواز سن کر بے بات کر رہے تھے کہ میں ہم پر اعتماد ہو گیا ہے۔

ان سے زیادہ ہمارا اعتماد مستحکم تھا۔ اس لیے پہلے خبیثا کو بھیجا اور لب روسوتی کے ساتھ خود میراں لگیا۔ صرف اس بات کا خیال رکھا کہ تمام ٹھکانے میں جاتے والے ایک جگہ نہ ہوں۔ اس لیے مشابہ ہمارے آگے سے پہلے چلی گئی۔ ادھر ہم دو لڑکیاں جاتے والے تھے۔ ادھر خبیثا اور مورینا تھیں۔ ایک بڑے گزرنے کے بعد بھی ہم جڑنا پر پوری طرح اعتماد نہیں کر رہے تھے۔ کیونکہ یہ متوقع مزاحمت خلیان سے بے حد محبت کرتی تھی لیکن یہ محبت دیکھ کر ہم کہتی تھی۔ اس کے ساتھ باہر نظر کر گوری چھڑی والوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے بچپا پادشہ مسوس کرتی تھی۔ لوگ ایک عین عورت کو ایک نیٹرو کے ساتھ دیکھتے تھے۔ کچھ کتے تو نہیں تھے لیکن ان کے کانھوں سے حیران ظاہر ہوئی تھی یا وہ طنزیہ انداز میں ہنسنے لگے تھے۔ مگر میں نے ایک بار پریشان ہو کر کہا۔ ”مجھے کسی بلا ٹک مری کے ماہر سے ملنا چاہیے۔“

غلام باقی نے پوچھا۔ ”کیوں؟“

”میں یہ معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میرے بچوں تک تھاری جری ہو سکتی ہے۔ تھاری جلد کالی سے گوری ہو سکتی ہے۔“

”اگر میرا کالہ رنگ اپنے نہیں ہے تو مجھ پر کدے کون ہو؟“

وہ دل سے مجبور تھی۔ کتنی بار سوچا، اسے جو بڑے بڑے مگر اسے دل نہیں آتا تھا۔ ایک سے ایک گزرتے رنگ کے خوبصورت منہ ان اس کے قریب آنا چاہتے تھے۔ امریکا سے لے کر یورپ تک برترین لوگ اس کے دلوانے تھے۔

وہ غلام باقی کے ساتھ پیرس، لندن، میونخ اور وینزویلا کی سرکری رہی۔ کہیں ایک ماہ، کہیں دو ماہ تک میٹھن کرتی رہی، پھر اپنے وطن کی یاد تانے لگی۔ غلام باقی اس سے اسرار کرنے لگی۔ ”ہیں امریکا آجس جاتا چاہیے۔“

”میں اس سلسلے میں اپنے آقا سے اجازت لوں گا۔“

وہ جڑ کر بولی۔ ”کیا تم بائبل میں غلام ہو گئے ہو۔ اپنی مرضی سے کوئی کام نہیں کر سکتے؟“

میں آزاد ہوئی۔ اپنی مرضی سے کچھ کر سکتا ہوں لیکن اپنے آقا کے حالات کو سمجھتا ہوں۔ ان کی مرضی کے مطابق عمل کرنا چاہتا ہوں۔ البتہ جو کدے شہن پر پرشب خون ماریں۔ تمہیں اٹھا کر لے جائیں اور میں دیکھتا ہی رہ جاؤں۔“

آخر میں کب تک میک اپ میں چھپی رہوں گی میرا اپنا ایک قدرتی خم ہے۔ میرے چہرے نے میری قدرتی خوبصورتی نے مجھے ایک اونچا تھا کہا دیا ہے۔ مجھے اس کا باندھا دیا ہے، لوگ مجھے اس چہرے سے پہچانتے ہیں، اس چہرے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

”ایک بات تم سمجھو رہی ہو، میں چہرے کے خم نے تمہیں اس امریکا بنادیا ہے اور جس چہرے کے خم کو ساری دنیا پہچانتی ہے۔ اس خم کو موت بھی پہچانتی ہے۔ جب تک موجود وہ پ میں ہو زندہ ہو اس بات کو سمجھنا نہیں چاہیے۔“

وہ بے بس سے بولی۔ ”مجھے چھپ کر رہنا ہی ہوگا، لیکن ہم امریکا تو جاسکتے ہیں۔ مجھے اس روپ میں کوئی نہیں پہچانے گا۔“

”وہاں میرا تھا اس ساتھ دشمنی کو شہ میں مبتلا کر کے کہا یہاں تم گوری چھڑی والوں کے درمیان میرے ساتھ رہتے ہوئے احساس کرتی رہا مبتلا ہو جاتی جاؤ گی ہو۔ وہاں تمہارے امریکی گورنر مجھے تمہارے ساتھ برداشت نہیں کریں گے۔“

”کیا نہیں کسی اپنے وطن میں جاسکوں گی؟“

”میں دن میرا ساتھ چھوڑ دوں گی، وطن جانے کا راستہ آسان ہو جائے گا۔“

اور میں حقیقت تھی۔ اسے اپنے لوگ یاد آتے تھے۔ اسے

ہاتھوں ہاتھ لیا تھا، اس قدر پرانی ہوتی تھی۔ ایسا ہوتا ہے جو چیز دور ہو، اس کی کشش زیادہ ہوتی ہے اور جو قریب ہو، اس کی کشش رفتہ رفتہ کم ہونے لگتی ہے۔ غلام باقی ایک برس سے اس کے ساتھ تھا اس لیے اپنی کشش کم ہو رہا تھا۔

اب وہ اکثر تنہا ہر جایا کرتی تھی، کوشش کرتی تھی، ساتھ میں دیگر محبوب نہ ہو۔ وہ بھی سوچتا تھا سب سے چاری کیا کہے، اپنی خود پرستی اور خم پرستی سے مجبور ہے۔ اس کی انہیات کو سمجھتے ہوئے ڈھیل دینا چاہیے، باہر نکلتے کے لیے تنہا چھوڑ دینا چاہیے۔

وہ ہم سے دور رہتے تھے۔ کبھی سیکڑوں میل اور کبھی ہزاروں میل کی دوری ہوتی تھی۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے مشورہ دیا ہے بے شک آزاد چھوڑ دو مگر وہ رہی دور سے نگرانی کرو ایسا نہ ہو غلط ہاتھوں میں پڑ جائے۔“

میں خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی نہیں کر سکتا تھا۔ کبھی اسے مانتا توک لیتی تھی۔ جب اس کے توبیہ عمل کرنے والے ہزاروں میل پر اس نے اس پر عمل کیا تھا تو میں نے اس میں ایک گھٹنے کی گنہگار رکھی تھی۔ صبح چار بجے سے پانچ بجے تک اس کا دماغ حواس نہیں رہتا تھا اور وہ پرانی سوچ کی لہر کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ میں نے یہ گنجائش اپنے لیے رکھی تھی تاکہ اس وقت اس کے جو رخیالات بڑھ سکوں۔ ویسے اب تک بڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ وہ ہمارے ساتھ ٹھیک چل رہی تھی۔ اب اس کا دماغ پھر رہا تھا۔ امریکا جانے کی فکر کر رہی تھی۔ غلام باقی کے ساتھ رہ کر وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو رہی تھی۔ ہونے مشورہ دیا۔ اب اسے ڈھیل نہیں دینا چاہیے۔ آج صبح چار بجے اس کے دماغ میں پہنچتے ہوئے برے سے توبیہ عمل کرو اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دو کہ ہمارے ساتھ دو فاراد ہے گی۔ غلام باقی کے ساتھ رہ کر احساس کمتری میں مبتلا نہیں ہوگی اور امریکا جانے کا ارادہ ترک کر دے گی۔“

میں اس بات پر ہر یکے تک جانتا رہا۔ دوسرے بیکے قیادیں نے سونے نہیں دیا۔ میں نے اور روسوتی نے اسے ہلا چھوڑا۔ اس کے چہرہ پر ہر یکے کوئی نے نہیں سونے دیا۔ اس کے بعد بولی۔ ”تم سوچاؤ میں تمہیں ساڑھے تین تین بجے جگا دوں گی۔“

”میں خود دماغ کو ہدایت دے کر جاگا سکتا ہوں۔ تمہیں جگانے کی کیا ضرورت ہے؟“

”بس میری جاگتا ہے کہ تم سوئے رہو، میں جاگتی رہوں اور تمہیں دیکھتی رہوں۔“

میں نے اسے محبت سے سمیٹ لیا۔ پھر مجھے کچھ خیال آیا۔ میں نے چونک کر کہا۔ ”اسے مجھے چار بجے بیدار ہونے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔“

اُس نے پوچھا کیا کیوں؟
 "میرا دل سلیس ہے میری اس کے لیے یہ وقت مقرر
 کیا ہے البتہ جب امریکا میں صبح کے چار بجیں گے تو اسٹریٹل میں
 صبح کے نو یا دس بج رہے ہوں گے۔ میں اس کے مطابق میرا کے
 دماغ میں پہنچنا ہوگا۔"
 اُس رات ہم سو گئے۔ صبح اطمینان سے بیدار ہوئے۔ ناشتہ سے
 فارغ ہونے کے بعد امریکا کے وقت کے مطابق اُس کے ماموں میں
 پہنچنے کی کوشش کی۔ کوشش کا مطلب یہ ہوا کہ ہم پہنچ نہیں پاسے۔
 اُس نے سانس روک لی تھی۔ ہم نے پھر دس پندرہ منٹ بعد کوشش
 کی پھر اُس نے سانس روک لی۔ اُسے کھنکھانے کے بعد بھی ہمیں ناکامی
 ہوئی۔ میں نے فوراً اطلاع دینی کہ کوئی کھٹک رہا ہے۔ "میرا کیا ہے؟"
 "میرے آقا، وہ پچھلی رات ایک کھٹک میں رات گزارنے
 گئی تھی۔ اب صبح کے دس بج رہے ہیں لیکن واپس نہیں آئی۔ میں اسے
 تلاش کرنے کے لیے نکلا ہوں۔ (روم ایک بہت بڑا شہر ہے۔ سمجھ میں
 نہیں آتا کہاں تلاش کروں؟)"
 "میں نے کہا تھا اس کی نگرانی کرتے رہو۔"
 "آقا، میں اُس کے پیچھے لگا رہا ہوں۔ وہ ایک ایسے کھٹک میں گئی تھی
 جس کا نام انگلیڈ سے تعلق رکھنے والا انگریز ہے۔ اُسے کالوں سے
 سخت نفرت ہے۔ اس لیے اُس نے اپنے کھٹک میں کالوں کا داخلہ منع
 قرار دیا ہے۔ کسی نے مجھے اندھانے کی اجازت نہیں دی۔ میں کل رات
 سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔"
 "اب تو یہی صورت ہے کہ گاڑی میں بیٹھو اور شکر کا پکڑ لگاتے
 رہو۔ دیکھو وہ کہاں پائی پاسکتی ہے؟"
 "میں کافی پی رہا تھا۔ اجودری چھوڑ کر اٹھ گیا۔ روکھتی نے پوچھا۔
 کیا ہوا؟"
 "معلوم ہوتا ہے، اب مجھے پھر گھر سے بے گھر ہونا پڑے گا۔ مورینا
 اچانک غائب ہو گئی ہے۔"
 "اوہ خدایا! یہ پیٹھے پیٹھے پریشانی شروع ہونے لگی ہے۔ آپ
 یہاں کے افسران سے کچھ تعاون حاصل کریں؟"
 "میں نے خیال غمان کی پرواز کی وہاں کے اعلیٰ افسران کو مطلع
 کرتے ہوئے مورینا کے تعلق بتانے لگا۔ وہ اٹھئی گئی تھی۔ (روم شہر
 میں بھی اور کل رات سے غائب ہے۔ اس شہر میں آپ کے جتنے
 ایجنٹ ہیں، انھیں حکم دیکھیں کہ اسے تلاش کریں۔"
 افسران نے پوچھا۔ "اُس کی کوئی تصویر ہے؟"
 "ہم امریکا کو مرنے کا سبب جانتے ہیں۔ دنیا کے ہر رسالے
 میں اُس کی تصویریں شائع ہو چکی ہیں۔ ان دنوں وہ میک آپ میں
 رہتی تھی۔ کل سے غائب ہوئے کا مطلب ہے کہ وہ میک آپ میں

نہیں رہے گی۔ اگر کسی نے اسے اغوا کیا ہے تو دوسرے میک آپ
 میں کہیں لے جائیں گے۔ اگر وہ کسی بولنے والے کے ساتھ گئی ہے تو پھر
 ایک آپ آنا ہے گی۔ اُسے سلیقے سے میک آپ کرنا نہیں آتا
 ہے اور وہ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ بھی نہیں دے سکے گی۔ اسے اپنے
 مان کا خطرہ ہے لہذا اس کی نگرانی کی طرح میک آپ کے کھٹک اور دور
 سے پہچانی جائے گی۔"
 "اچھا بات ہے ہم کوشش کرتے ہیں۔"
 صبح میں نے مامک میں کوئی اطلاع دی۔ اُسے پوری تفصیل
 بتائی۔ اُس نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں۔ ہمارے آدمی اسے ڈھونڈ
 نکالنے کی پوری کوشش کریں گے۔"
 "میرا خیال ہے اب میرا اطمینان ختم ہو رہا ہے۔ پھر مجھے
 سے نکلتا ہوگا۔"
 "فرما د صاحب، ایک اہم اطلاع ہے۔ ہمیں بتا دیا ہے۔"
 "سپر مارٹر تبدیل ہو چکا ہے۔"
 "کیا یہ بات معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے؟"
 "ہاں جب کوئی نیا سپر مارٹر آتا ہے تو دنیا کے ایک کمرے
 سے دوسرے ملک اس کے تمام خاص ایجنٹوں کو اطلاع دی جاتی ہے
 کہ نئے سپر مارٹر کے چارج سنبھالا ہے۔ اب اس کے انکشافات جاری
 ہوں گے۔ آئندہ وہ سائبر سپر مارٹر کی آواز نہیں سن سکیں گے۔"
 "میں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے، اُس کی آواز بھی سنائی نہیں
 دے گی یعنی وہ مر گیا یا مار ڈالا گیا ہے۔"
 "ہاں کچھ ایسا باتیں ہوتی ہیں جنہیں سمجھنے میں وقت لگتا ہے۔ اب
 ہمیں دیکھیں کہ ایک سال اور دو تین گزر گئے ہیں، اب تک کوئی نظر
 مشین کی کوئی شے نہیں ہے۔ وہ اس مشین سے فائدہ اٹھانے کے
 لیے کسی ٹیلے میں جاتے والے کو نہیں چھوڑ رہے ہیں اس کا کیا مطلب
 ہو سکتا ہے؟"
 "واقعی یہ سوچنے کی بات ہے۔ اُن کے آدمی اس مشین کو
 آپریت کرنا نہیں کئے ہیں۔ ہم نے جو کچھ ڈرے اُن کا کامیاب
 تجربہ دیکھا ہے۔ میرا خیال تھا وہ ہم سے براہ راست چھوڑ دینے کریں
 گے۔ بالواسطہ طریقہ کے متعلق کبھی ہمیں سے کسی خیال غمانی گئے
 والے کو پکڑ کر لے جائیں گے اور اپنا کام نکالیں گے لیکن ایسا نہیں
 ہو رہا ہے۔"
 "میں تو سوچنے کی بات ہے۔ وہ خاموش کیوں ہیں؟"
 "کیا اس خاموشی کی وجہ آپ کی سمجھ میں آتی ہے؟"
 "تین باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو کہ مشین میں غلطی پیدا ہو گئی
 ہے اور وہ دور میں خود ہی ہے۔ دوسری بات یہ کہ شاید وہ مشین
 اُن کے ہاتھ سے بھل گئی ہے۔ تیسری بات یہ کہ مشین اُن کے

رہے مگر وہ میرے پیٹھے ہوئے ہیں۔ اطمینان سے کسی ٹیلے میں
 نئے والے کو شکار کرنے والے ہیں۔ اب لوگوں کو پیش و آرام
 بننا کیا جا رہا ہے تاکہ آپ کی منتظت سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔
 دنیا کی موجودہ مشین کی ہی ثابت کر رہی ہے۔ وہ پھر میدانِ عمل میں
 ملے ہیں لیکن براہِ راست نہیں آتے ہوں گے۔ مورینا تک پہنچنے کے
 بعد ہی حقیقت معلوم ہوگی۔"
 اس سلسلے میں مورینا اور اعلیٰ بی بی سے دماغی رابطہ قائم تھا۔
 ان کے ساتھ شہیا بھی موجود تھی۔ میں نے کہا۔ "مجھے امریکا جانا ہوگا۔
 جو کچھ نہ خانے میں لے جایا گیا تھا وہ امریکی سرکار کا بہت ہی اہم
 غیر اڑا ہے۔ مورینا، تم اندازہ کرو یا اسے خفیہ سرکاری آدمی کے پاس
 ہو سکتے ہیں؟"
 "وہ بولی۔" دانشمندی کے آس پاس کے علاقوں میں ہو سکتے ہیں۔
 "بالکل درست، میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"
 "وہ بولی۔" صرف سوچنے اور اندازہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا۔
 جو جو کچھ خانے سے لے جایا گیا تو اُس کی آنکھوں پر بھی باندھ کر اسے
 تفرانے سے نکالا گیا، فلائنگ کلب پہنچنے کے بعد اُس کی آنکھوں سے
 پٹی کھول لی گئی تھی۔ جو جو سے معلوم کرو، وہاں اُس نے کوئی ایسی بات نہیں
 جو اسے یاد ہو۔"
 "میں نے فرما ہی جو جو کو اپنے پاس بکلیا اُسے اپنے پاس بٹھا کر
 پوچھا۔ پٹی اُن کی کتنی ڈھین ہو؟"
 "وہ مسکرا کر بولی۔ بہت ڈھین ہوں، پارس سے زیادہ قلمند
 بھی ہوں۔"
 "اچھا یاد کرو، جب تھامی آنکھوں پر پٹی باندھ کر تمہیں ایک
 فلائنگ کلب میں پہنچایا گیا تھا۔ وہاں آنکھوں سے پٹی کھول دی گئی
 تھی کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی جو ابھی تک یاد ہو؟"
 "ہاں، بہت سی چیزیں دیکھیں۔ وہاں دو دروازے تین
 اسلحہ بھر کر پڑے ہوئے تھے اور ایک ہوائی جہاز تھا جس میں میں
 بیٹھ کر آئی تھی۔"
 "بیٹھے، ایئر پورٹ اور فلائنگ کلبوں میں تو ایسے ہوائی جہاز
 بڑے کچھ پڑتے ہیں کسی ایسی چیز کو یاد کرو جو تمہیں رات بھر یاد رہے۔ دیکھ
 کر تمہاری تھی یا یاد رہا۔" یہ سب دیکھ کر تمہیں بے اختیار ہنسی
 اُٹھتی ہو۔"
 "میں تو پارس کے پاس پہنچنے کے لیے جہن جہن بھلا بھ
 انہی کیسے پاسکتی تھی۔"
 "اچھا چلو، کوئی ایسا آدمی دیکھا تھا جس کی صورت شکل کچھ عجیب
 کی ہو اس میں کوئی خاص بات ہو۔"
 "پاپا! میں اتنے سارے لوگوں کو کیسے دیکھ سکتی تھی۔ مجھے تو کار

سے اُن کو وہ پہلے ہوائی جہاز کے اندر لے گئے تھے۔"
 "ہوائی جہاز پر چڑھتے وقت کسی کو دیکھا تھا؟"
 "وہ سوچنے لگی۔ پھر ایک دم سے خوش ہو کر ہنسی بھارتے ہوئے
 بولی۔ "دیکھا تھا، ایک جہاز اُن دسے پہنچتا ہوا ایک رہا تھا ایک
 شخص دونوں ہاتھ میں کچھ پکڑے ہوئے گھٹلے سے رہا تھا۔"
 "میں نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ بیٹے! تاکہ ایئر پورٹ
 میں طیارے اترتے ہیں اور اُن دسے پر دوڑتے ہوئے آتے ہیں پھر
 رکتے ہیں۔ وہاں ایک شخص گھٹلے سے ڈالا ہوتا ہے۔ یہ کوئی یاد رکھنے
 والی بات نہیں ہے۔"
 "مہے پاپا! اپنے منہ کے بات ہے۔ وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر گھٹل
 دے رہا تھا۔ میں نے دیکھا، اس کا ایک ہاتھ چھوڑا تھا اور ایک ہاتھ ہٹا
 میں نے اُس کی ہاتھ پکڑے ہوئے کہا۔ "شاہد اللہ بھائی! میں کتنی
 ذہین ہے کتنی باتیں یاد رکھ لیتی ہے۔ اب ذرا یاد کر کے بتاؤ اس کا
 کون سا ہاتھ چھوڑا اور کون سا ہٹا تھا۔"
 "وہ سر کھٹکتے ہوئے سوچنے لگی۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لہجے
 سے بولی۔ "پاپا، یاد نہیں آ رہا ہے۔"
 "اچھا کوئی بات نہیں جواب دیکھو۔"
 "وہ اچھلتی کودتی چلی گئی۔ میں اسے جاتے دیکھتا رہا اور سچا
 رہا۔ قدرت کے کھیل بھی عجیب ہوتے ہیں۔ وہ گنیا جیسی گئی تھی
 پندرہ برس کی ہو گئی تھی۔ اچھا قدر نکالا تھا۔ آئندہ اور شہیاں اُسے
 صحت مند بنا کر رکھا تھا لیکن دماغی طور پر پہنچی تھی۔ انھوں نے
 اُسے بہت کچھ سکھائے تھے۔ اچھا اور پڑھانے کی کوشش کی۔ وہ
 سمجھتی بھی تھی مگر کچھ وہ نہیں سمجھ لیتی تھی۔
 یہ شاید ماں باپ نے محروم ہونے کا نتیجہ تھا۔ وہ آدھے
 بہت پیار کرتی تھی۔ بے باک طرح سمجھتی تھی۔ یہ عجیب سی بات تھی
 کہ آدھے کے تعلق کوئی بھی بات ہو، وہ کبھی نہیں جانتی تھی۔ اُسے ایسے یاد
 رکھتی تھی جیسے اُس کی ہر بات دل اور دماغ میں اتر جاتی ہو۔ پھر آدھے کے بعد
 پارس اس کی زندگی کا تھا۔ اس کا بچپن سے دو بار زخمی ہوا تھا۔ ایک بار
 زندہ بچا، دوسری بار موت کی منگھٹ میں مبتلا رہا تھا۔ وہ اس قدر تھوڑی تھی کہ
 اس کے پاس میں کوئی بات ہوتی تو فوراً یاد آتی تھی۔ انسان محبت
 کا جھوکا ہوتا ہے۔ محبت سے ہر بات یاد رکھتا ہے اور نفرت سے
 ساری دنیا کو بھلا دیتا ہے۔
 "میں نے آنکھیں بند کر کے کنگ فرما کر دیکھا تھا۔ اُس کے
 لب و لہجے کو یاد کیا۔ پھر اُسے غائب کیا۔ اُس نے پوچھا یا! اب تم کل
 غائب ہو گئے تھے جانتے ہو میں اب ایک دن نکلتا ہوں اور ہر
 روز سوچتا ہوں تم میرے دماغ میں آ کر محبت سے بکھر دو گے پورا
 ایک سال اور دو تین گزر چکے ہیں۔ میں نے تمہارے لیے ہر صورت

آج تک نہیں دیکھا؟

”اور نہ کبھی دیکھو گے۔ بولتے جا رہے ہو۔ نہیں پوچھو گے“

کیوں یا کیا ہے؟

”کوئی مطلب ہوگا۔ ایک بار کسی طرح چننا کر چلے گئے میرا کی حکومت میرے پیچھے چرکی ہے۔ طرح طرح کے سوالات کیے جاتے ہیں۔ کیا وہ اس کی فراہمی کی ضرورت ہے؟ اس سے کب ملاقات ہوئی؟ کہاں ملاقات ہوئی؟ کیسے ملاقات ہوئی؟ میں ہر سوال کا جواب دیتا ہوں۔ لیکن ہفتے دو ہفتے بعد پھر ایسی جیس کا کوئی آدمی پہنچا اور پوچھتا ہے، فراہم کے متعلق کوئی تازہ ترین اطلاع دے سکتے ہو؟“

”اب سوال کیا جائے تو کہہ دینا۔ فراہم پھر تمہارے پاس لے لگا ہے۔“

”کیا تم آرہے ہو؟“

”میرا ایک کام ہو جائے تو ضرور آؤں گا۔“

”تم ہزار کام آتاؤ۔ میں جان پر کیوں کر دوں گا۔“

”تم امریکا کے شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک ہر جگہ پہلے کا چرچیں پڑا کر دیتے ہو۔ وہاں کے تمام فلائنگ کلبوں میں آتے جاتے ہو۔ کیا تم نے کسی فلائنگ کلب میں ایسے سٹن میں کو دیکھا ہے جس کا ایک ہاتھ چوڑا اور ایک ہاتھ بڑا ہو؟“

”تمہیں اس سے کیا کار بگیا؟“

”میرے سوال کا جواب دو کیا ایسا کوئی شخص ہے؟“

”ہاں ہے۔“

”کس فلائنگ کلب میں ہے؟“

”کینساس سٹی میں ایک فلائنگ کلب ہے جس کا نام ڈی فلائنگ

بڑی ہے۔ وہ وہاں ملازم ہے۔“

”میں نے خوش ہو کر کہا۔ میری جان، تمہارے میرا کام آسان کر

دیا ہے۔ میں فلائنگ کلب تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔“

”کس فلائنگ سے آرہے ہو؟“

”میرے لیے کسی ایئر پورٹ پر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں خود تمہارے پاس پہنچوں گا یا اپنے آپ۔“

”ہاؤں گا۔ ایسی جیس والے تمہاری ہنگامی کر رہے ہوں گے۔ ہمیں ایک ساتھ دیکھ لیا تو میرے

پچھے چر جائیں گے۔“

”فراہم، میں بہت پہنچا ہوا ہوں۔ میرے پاس ایسے ایسے ہنگے

اور کوٹھیاں ہیں جہاں خود چننے جاؤں یا دوسروں کو چننا دوں تو

ایسی جیس والے قیامت تک نہیں پہنچ سکیں گے، تم آؤ تو کسی۔“

”آ رہا ہوں۔ انتظار کرو۔“

”میں نے رومنتی سے پوچھا۔“ تم نے فرانسیسی افسران سے بطور

کام کیا تھا؟

”ہاں، وہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا ہے پاسپورٹ اور ضروری چیزیں تیار کیے جائیں؟“

”میں نشان سے رابطہ قائم کر کے پوچھا۔ میں کینساس میں ہوں۔ کیا میں وہاں کسی ایسے شخص کے روپ میں رہ سکتا ہوں جس کا

وہاں رہنے دار ہوں یا وہ ایسی حیثیت رکھتا ہو کہ ایسی جیس والے

خود بخود اس کے پیچھے نہ چر جائیں؟“

”آپ آؤ گئے۔ تاہم رابطہ قائم کریں، ہم کسی ایسے شخص کے

متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں۔“

”میں نے دفعتی طور پر حاضر ہو کر رومنتی سے کہا۔ تم امریکا

افسران کو اطلاع دو۔ میں ہر جا جا رہا ہوں۔ دو چار گھنٹے کے اندر میر

روانگی کا انتظام کرو دیا جائے۔“

”میری باتیں سن کر وہ اداس ہو گئی۔ میں نے پوچھا۔ یہ کیا باری

ہے، کیا ہمیں کبھی پھر تازہ نہیں ہوا اور پھر گئے کے لیے کبھی نہیں ہوتا ہے؟

”اس نے میرے سینے پر سر رکھا، وہ سچا کہتا تھا۔ میں ابھی سبیا

سے بات کرتی ہوں اسے میرا آنے کے لیے کہوں گی۔ آپ کے ساتھ

بیس برس جاؤں گی۔ کم از کم وہاں تک ساتھ رہے گا۔“

”میں نے اسے پاس سے دیکھا۔ اس کے پس میں ہوتا تو مجھے پس بڑے

نزدیکی جہاں جاتا وہاں ساتھ رکھتی۔ بیویوں کی بھی خیریاں ہیں۔ ذرا

صل سے نہیں سوچتیں کہ اپنے آدمی سے کبھی کبھی طویل فاصلہ رکھنا

چاہیے تاکہ وہ اس کے متعلق سوچے۔ دور رہ کر اس کی طلب کرے اور

کھونٹے سے بندھے ہوئے میل کی طرح پھر اپنے پیچھے کی ماں کے

پاس چلا لائے۔“

”میں حیرت کا سراغ نہیں مل رہا تھا اور یہ بڑی بات کی بات تھا

پتا نہیں وہ کبوت کمان گم ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ تک مجھے پتا تھا

دیر تک اس کے متعلق سوچتا رہا۔ اسے خود میں دیکھتا رہا پھر سوچا

ایک بار ادھر کو کشش کرنا چاہیے۔ شاید اس کے دماغ میں جگہ مل جائے

یہ سوچ کر میں نے پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچ ہی گیا۔

”ہیلو موریانہ، بول رہا ہوں، میری آواز پہچان رہی ہو؟“

”تم فراہم کی صورت ہو۔“

”تم کہاں ہو؟“

”میں کمان ہوں۔ مجھے معلوم۔“

”تم انھیں کھولو۔ میں تمہارے ذہنی ماحول کو لوں گا۔“

”میں انھیں نہیں کھول سکتی۔“

”کیوں نہیں کھول سکتیں؟“

”وہ چن رہی ہیں۔ میں نے پوچھا۔ تمہارے اسے پاس انسانا؟

کیوں ہے کسی کی آواز سنانی نہیں دے رہی ہے؟“

”میں انسانوں کی حیثیت جاگتی دینا میں ہوں لیکن کسی کی آواز نہیں

کھل سکتی ہے۔“

”میں نہیں سن سکتی، کیا تم پر کسی نے توحی عمل کیا ہے؟“

”ہاں، جب تم کسی پر توحی عمل کرتے ہو تو اپنے معمول کو تلاش

نے کے بعد اسے حکمت سے پوچھو۔ میرے معمول تمہاری سمجھیں

نہیں نے کہا۔ ہاں، ہم اسی طرح عمل کر رہے ہیں۔“

”میرا تپنے معمول کو حکمت سے پوچھنا کوئی آواز نہیں سونگے

ن اپنے مائل کی آواز تمہارے کانوں تک پہنچے گی۔“

”ہاں، ہم اپنے معمول کے کان سمجھ نہ کر رہے ہیں تاکہ وہ صرف

ہی آواز سن سکے۔“

”اس طرح جس نے مجھ پر توحی عمل کیا ہے، اس نے مجھے حکم

دیا ہے، جسے میں اپنی سوچ کی لہر اپنے دماغ میں محسوس کروں اور

انھیں اندر کر دوں پھر میرے کان خود بخود بند ہو جائیں گے تاکہ میرے

دماغ میں آنے والے کچھ تو میرے ذہن کے دھڑکنے سے اور نہ پہنچنے دے۔“

”میں نے آج تک کسی پھر ایسا عمل نہیں کیا تھا۔ دراصل یہ ترکیب

کبھی میرے دماغ میں نہیں آئی تھی۔ آپوں کو دشمنوں سے محفوظ رکھنے

کے لیے ایسا عمل کیا جاتا ہے۔ دماغ میں پرواز کی سوچ کی لہر آتے ہی حمل

کی انھیں فوراً بند ہو جاتیں ہیں اور اس کے کان دنیا کی تمام آوازیں

بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ جس نے مجھ پر اس پر عمل کیا تھا، وہ کوئی بہت ہی

گہرا عامل ہوگا۔“

”کیا تمہیں انوکھا کیا گیا ہے؟“

”مجھے کس نے انوکھا نہیں کیا ہے۔“

”کیا تم اپنی مرضی سے اس توحی عمل کرنے والے کے ساتھ

جا رہی ہو؟“

”میں اسے پسند کرتی ہوں۔ اس کا رنگ گورا ہے۔ میں اس کے

ساتھ ساتھ کار چلتی ہوں۔ غلام آبادی کے ساتھ چلتے وقت میرا سر جھک

جایا کر رہتا تھا۔“

”کیا تو یہی عمل کرنے والے نے اس بات کی اجازت دی ہے

کہ تم میرے سوال کا جواب دیتی رہو؟“

”جو سوال میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اس کے متعلق جواب

دوں گی کسی دوسرے کے متعلق میں کچھ نہیں جانتی۔ پوچھو گے تو میری

اور کوئی نہیں جانوں گی۔“

”کیا تو یہی عمل کرنے والے نے ماضی کا نام لیا ہے؟“

”وہ چن رہی ہیں۔ میں نے دوسری بار پوچھا، وہ بدستور خاموش

رہی، اس نے پہلے ہی کر دیا تھا، دوسرے کے متعلق کوئی بھی سوال

لوگا تو وہ کوئی اور بہری بن جائے گی اور وہاں ہی تھی۔“

”ہر حال جو ہوا، ہر حال جو ہوا۔ ہاتھ سے نکل ہی تھی۔ خدا معلوم

میرا اس مشین کو ایک قبر میں چھپانے کے بعد مطمئن

نہیں ہوا تھا۔ اس نے میری حالت میں ایسا کیا تھا یہ موقع رکھا

تھا، جیسے ہی اسے چھپانے کے معقول جگہ ملے گا وہ وہاں سے نکال لائے

گا۔ اس بات کا بھی اطمینان تھا کہ ایک برس تک مکان کے پیچھے والا

قبرستان ہولنا نہیں کیا جائے گا۔ اس کے پاس رکھ کی نہیں تھی۔ ذرا لے

میں جا رہے تھے۔ وہ اپنے ذرا لے کر بڑھا تا جلد یا بدلتا ہے جان نثار

معاظلوں کی قدر میں بھی امتداد کرتا ہوا رہتا تھا۔“

”جیل بڑھو کر اس طرح اس کا بھی وہی طریقہ کار تھا۔ نیاروب انتہا

کرنے کے بعد وہ لپٹکی بھی ماتحت کے سامنے نہیں آتا تھا۔ کسی کو

اس کی دلکش لہجہ مطمئن تھا۔ وہ اب اس کے ایک دست راست

نے اطلاع دی۔ ایک خفیہ آواز ہمارے ہاتھ تک ملتا ہے، لیکن

اس کا نام ہمارا راز دار ہے۔ وہ بھی اپنی کچھ ام چیزیں و ملا

چھپا کر رہا ہے۔“

”میرا براٹھ نے پوچھا۔ کیا وہ بہت متاثر ہے، کیا ہمارے

رفتہ اس کے آگے بڑھ رہے ہیں یا کچھ؟“

”اس کے پاس بھی کچھ کار کرنے والے لوگ ہیں کافی خطرناک

ہیں مگر ہلکے آدمی ہیں۔ کچھ کم نہیں ہیں، مناسب موقع دیکھ کر اسی

خفیہ آواز سے میں انھیں دفن کر دے جاؤں گا۔“

”اس نے کہا۔ ابچیں بات ہے۔ میرا ایک خاص ماتحت

مشرقی تھا۔ یہ ساتھ چلے گا اور اس خفیہ آواز کے مالک سے

معاذات ملے کرے گا۔“

”دوسرے دن میرا براٹھ نے اپنے چہرے پر عارضی میک اپ

کیا کر لے پھر ایک کار حاصل کی۔ پھر مشین کی بن کر اپنے دست راست

سے ملا۔ اس کے ساتھ ایک ہنگے کے سامنے پہنچا گاڑی رکھی۔ پھر دونوں

اندر گئے۔ وہاں کسی ایئر کھڑے ہو کر انھیں سے ملنے کی توقع تھی۔

لیکن ایک جوتے پر ایک منایت حسین عورت تھیں۔ وہی ہوئی تھی۔ اس نے

ایک سگریٹ سٹاک کر کش لیا۔ پھر دھواں چھوڑتے ہوئے بولی۔ آؤ

میاں بیٹھو۔“

”میرا اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ وہ بولی۔ میں تمہارا آواز پوچھ

کر کوئی قافلہ حاصل نہیں کر سکیں گی کوئی نہ آؤ اور پتے چلتے ہوئے ہیں۔

دھوکا دینے والے ہر حال میں دھوکا دے جاتے ہیں، تم خود ہی بتاؤ

تم پر کس حد تک مجھ کو کیا ملے گا؟“

”میرا براٹھ نے کہا۔ وہ یہ سوال مجھ کا چاہے۔ تم کس حد تک

مجھ سے کر سکتی ہو اور کیسے کر سکتی ہو؟“

”اس سوال کا جواب ہمارا پاس ہے۔ تم میں سے کوئی ایک

آدمی اس سے مل سکتا ہے۔
 "میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔"
 "کیا تمہارے پاس اپنی گاڑی ہے؟"
 "میں نے گاڑی پر حاصل کی ہے۔"
 "بہت چالاک ہو۔"
 "ہمارے دھندوں میں چالاک لازمی ہے۔"
 "تم میرا سے اپنی کار میں بیٹھ کر جاؤ گے۔ تمہارے سامنے میرا ٹیل
 پر ایک چھوٹا سا لڑکھوڑا لگا ہوا ہے۔ میں یہاں سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے
 گاڑی کرکوں گی۔ تم انھی راستوں پر چلتے ہوئے اس خفیہ آفس تک
 پہنچو گے۔"
 "میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔"
 "یہ وہ بولی نہ کیا تم مجھ سے ملنے ہو؟"
 "میں نے ایسا موقع آنے ہی نہیں دیا۔"
 "کیا پولیس والوں کو تم پر بھروسہ ہے؟"
 "مثلاً ہوتا ہو، میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"
 "سوسائٹی میں تمہارا کیا مقام ہے؟"
 "میں خود کو گناہ رکھتا ہوں۔"
 "کیا برسے وقت پر پلے پھاؤ کے لیے مستحکم ذرائع بھی
 استعمال کر سکتے ہو؟"
 "میرا خیال ہے، ہر سہاوی کو تو اور اٹھانے سے پہلے ذرہ بکتر
 پن لینا چاہیے۔ باقی وہی دس قسم کے مہرے ہوں گے متعلق کچھ نہیں
 پوچھا صرف میرے متعلق سوال کر رہی ہو۔"
 "تم میرے پاس سے ملنے جا رہے ہو اس لیے تمہارے متعلق
 جاننا ضروری سمجھتی ہوں تم جانتے ہو؟"
 "یہ اپنی کرکے کی کار میں آکر بیٹھ گیا چونکہ اسے تنہا ہانے
 کیلئے کہا گیا تھا، اس لیے دست راست چلا گیا تھا۔ وہ کارڈ ٹیو
 کرتا ہوا مین روڈ پر آیا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے پوچھا۔
 "مجھے کدھر جانا ہے؟"
 "ایسٹ اینڈ پولیس چوکی کی طرف جاؤ۔"
 "اس نے کار کی رفتار بڑھاتے ہوئے پوچھا: اس کا مطلب
 ہے مجھے سوڈی کی سرحد پار کرنا ہے؟"
 "ہاں، وہاں سے آگے دس میل تک جانا ہوگا۔ کیا تصاری
 کار میں کوئی خفیہ قانون چیز ہے؟"
 "ایسی کوئی چیز نہیں ہے۔"
 "اگر کوئی تو تم پولیس چوکی والے سے کیسے منٹ کیسے تھے؟"
 "میں چھٹی کال لے جانے سے پہلے سوچا ہوں۔ میں لڑتے
 میں سوچتا ہوں انہیں جانا۔"

"تمہیں رستے میں بھی سوچنا چاہیے۔ ہمارے دھندوں میں
 کسی وقت بھی شامت آسکتی ہے۔ ہادی دے کوئی گڑبڑ ہوئی تو میرا دل
 دے دینا۔ بھلا وہ کام کرنا کتنے ہیں۔"
 وہ پولیس چوکی تک پہنچ گیا۔ امریکا میں ایک مہاراجہ
 دوسری ریاست تک جانے کے لیے پولیس چوکیوں سے گزرنے پر تیار
 وہاں تماشائی لگائی ہے۔ میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔
 کوئی دیکھتا نہیں تھا جو تماشائی گرفت ہوتا اس نے بڑے لطیفانہ
 ڈک کی جالی سے دی۔ جب تماشائی لینے والوں نے اسے کھولا تو وہاں
 کوکین سے بھرے ہوئے بلاشبہ کے پیٹلے رکھے ہوئے تھے۔ وہ
 اطمینان سے اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے ہاتھ پر ایک
 "میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔" دیر انداز
 دھڑلے کوکین اسکل کر رہے ہو اور اطمینان سے تماشائی لینے کے لیے
 جانی بھی نہیں دیتے ہو۔"
 وہ ایک دم سے گھبرا کر ہاربا ہار تیزی سے چلتا ہوا ڈک کی
 پاس پہنچا تو کوکین سے بھرے ہوئے پیٹلے دیکھ کر ہوش آگئے۔ اس
 نے پشیمان ہو کر کہا: "میں بالکل نہیں جانتا۔ یہ کسی نے مجھے چلنے
 کے لیے ایسا کیا ہے؟"
 دوسرے آفسر نے ہنسنے ہوئے کہا: "میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔"
 کے بعد ایسی ہی باتیں کرتے ہیں۔"
 اس نے اپنے پاس کوکین سے ہونے ان کے ایک طرف
 جاکر کہا: "دیکھو اول تو میں نہیں جانتا یہ مسلمان میری ڈک میں کیسے
 آیا۔ دیکھتے ہیں مادام کرنا کا آدمی ہوں۔"
 ان کے ہاتھ سے چوکی گرد کیا پھر آہستہ سے بولا: "مادام
 کامیاب نام! دو اور آفیسر نے تمہیں بھیج کر جلی بھول کی ہے! انھیں چلی
 تھو پہلے مجھ سے رابطہ قائم کر لیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکے گا۔"
 "کیوں نہیں ہو سکے گا؟"
 "وہ جو آفسر ڈک کے پاس کھڑا ہوا ہے، بالکل نیا ہے۔ تمام
 کرنا کو جانتا نہیں ہے اور کسی سے رشوت قبول نہیں کرتا ہے۔"
 "مجھے کسی طرح بچاؤ، میں تمہیں مالالام کر دوں گا۔"
 "کس طرح؟ کیا سکتا ہوں؟ تم نے بڑی حماقت کی۔ چانی نکال
 کر تماشائی لینے کے لیے دے دی۔ اگر وہ چانی تمہارے ہاتھ میں
 ہوئی تو فوراً اسے اسٹارٹ کرتے اور کار سے گرفتار ہو جاتے ہیں
 تعاقب کرتے تمہارے پیچھے آتا اور تمہیں فرار ہونے کا موقع دے
 دیتا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے؟"
 "کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ اسے حالات میں پہنچا دیا گیا۔ پولیس
 اسٹیشن میں طرح طرح کے سوالات کیے گئے پتا چلا کہ اس کی کار
 ہے۔ اس کی میبوں کی تماشائی لگئی۔ تماشائی لینے والا بہت ہی جلد کار

صاف تھا۔ اس نے چوکی کر کے دیکھا۔ پھر دیکھ کر ہٹ کر غور سے
 دیکھا۔ اس کے بعد میز کے پاس گیا۔ اپنی دلاڑھول کر ایک منڈ
 بند نکالا۔ قریب آکر اس کے چپے کا مٹا کر نہ لگا۔ پھر
 ہٹ مشین میں بڑھ گیا تھا، اب میبوں کا ایک ایک
 زور بھونکنے لگا۔"
 اور صاف پتہ چل گیا۔ اس نے سپاہیوں کو حکم دیا: "اس کے
 ہرے پر ایک آپ ہے صاف کرو۔"
 حکم کی تعمیل کی گئی۔ چھوٹا صاف ہو گیا۔ ان حالات میں وہ کسی
 دام کرنا پر الزام عائد نہیں کر سکتا تھا، خود کو معصوم قرار نہیں کر سکتا
 تھا کہ کوئی معصوم اور غیر متعلق شخص اس طرح میک اپ کر کے پولیس
 والوں کا دھوکا نہیں دیتا۔ اس سے پوچھا گیا وہ کون ہے، کہاں رہتا
 ہے اور کس کے لیے کام کرتا ہے؟
 اس نے جواب دیا: "میرا کوئی ٹھکانا نہیں ہے اس دنیا
 میں میرا کوئی اپنا نہیں ہے۔ میں چھوٹے موٹے دھندے کرتا ہوں۔
 کبھی کسی بڑے سٹریٹ میں معمولی آواز کے طور پر کام کرنا جاتا
 ہے۔ مجھے ایک عورت نے اپنے پاس بلایا تھا اور کہا تھا کہ اس کے
 لڑکی لے کر آؤ۔ تمہارے لیے بھیج فرمے۔ میں وہاں گیا تو ایک بہت
 ہی خوب صورت عورت سے ملاقات ہوئی۔ اس نے اپنا نام مادام
 کرنا بتایا اور ایک شخص کے پاس جانے کے لیے کہا۔ میں نے
 ان کا پتا پوچھا تو بتاتے سے انکار کر دیا۔ اس نے لگی میرے پاس فریڈ
 ہے گا۔ اس کے فریڈ کے گائیڈ کیا جانے گا اور میں اس شخص تک
 پہنچ جاؤں گا لیکن پولیس چوکی سے آگے نہ بڑھ سکا۔ پتا چلا، جب میں
 مادام کرنا سے باتیں کر رہا تھا تو اس کے آدمیوں نے میری کار کی
 ڈک میں کوکین لاکر رکھ دی تھی۔"
 بہت سے چھوٹے بڑے جرائم کے سلسلے میں مادام کرنا کا
 نام آکر رہا تھا لیکن اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملتا تھا اس لیے
 پولیس اس پر براہ راست نہیں ڈال سکتی تھی۔ میرا دل شٹ نہ کھا، میں اس سے ملاقات کروں گا۔
 تھا اسے چھ مہینے قید کی سزا سنائی گئی۔ جب سے وہ مہینوں کے
 اندر تک تھی، وہ عہد بھارت کے مجرموں کو خرید رہا تھا انھیں اچھا
 خانا مانگا وغیرہ کے ایک سٹریٹ میں پانا چاہتا تھا۔ وہ قریب میں رہ
 چکا تھا پتا تھا کہ اس طرح ایک قریب دی جاتی ہے۔ اسے
 اس طرح اپنی کمائی میں رکھا جاتا ہے۔ اس معصوبے کے ابتدائی مرحلے
 میں اس کے پاس بچاس جان نثار تھے جنھیں مختلف طریقوں سے
 آزما رہا تھا انھیں آزمانے کا صرف دو مہینے تک ہی موقع ملا
 تھا کہ ایک قانون کی گرفت میں آ گیا۔ جسے دراصل شہر ہنر تو وہ دام
 کرنا کے قریب میں ڈاڈا اصل اسی کو بھرتے ہیں۔ جب تک آدمی
 نظر نہیں کرے گا کہ اسے وقت پر بھلا بھی نہیں آتا۔"

اسے یہ شہر میں مل گیا تھی۔ چھ ماہ بعد جب وہ جیل سے نکلا
 تو پہلا نقصان یہ ہوا کہ اس کا موجودہ پلاٹک سرجری والا چور سب
 کی نظروں میں آ گیا تھا اخبارات میں بھی شائع ہو چکا تھا۔ لہذا اب
 وہ سٹریٹ کے لوگوں سے بھی بچ کر رہتا تھا۔ شک
 اسے اس کی حیثیت سے نہ پہچانتے تھے۔ نیکل سب مزاحیہ فلم کی حیثیت
 سے ضرور پہچان لیتے۔ اس چور کے ساتھ معزز لوگوں کی کوشش
 میں بھی نہیں جاسکتا تھا۔
 وہاں اپنے کے بعد سب سے پہلے مادام کرنا کا ایک آدمی
 اس کے پاس آیا، پھر بولا: "تمہارے ساتھ جو کچھ ہوا، مادام کو اس کا
 افسوس ہے وہ اس کی ملائی کرنا چاہتی ہیں۔ تمہارے ہر طرح کام آنا
 چاہتی ہیں۔"
 وہ چھ ماہ تک جیل کے اندر دام کرنا کو یاد کرتا رہا تھا اور
 غصے سے تھک رہا تھا کہ وہ اتنا ساتھ ہی قفس میں بھی کام کرنا تھا کہ
 اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اس طرح بے نقاب کر کے گا کہ معزز
 سوسائٹی کے لوگ پھر بھی اسے دام نہیں کہیں گے یا وہ ساری
 زندگی جیل میں گزار دے گی یا اس کے قدموں میں ہے۔
 اس نے انکار نہیں کیا۔ اس شخص کے ساتھ ایک بہت
 بڑی کوٹھی میں پینٹا مین گیٹ پر ہی نیم پلیٹ پر دام کرنا کا نام
 لکھا ہوا تھا، کوٹھی کے اندر کتے ہی مرد اور خوب صورت عورتیں
 ملازم کے طور پر ابھر آؤں گے۔ اسے اور کام کرتے ہوئے دکھائی
 دیے۔ وہاں کے رکھ رکھاؤ سے پتا چلا رہا تھا وہ اپنی سوسائٹی میں
 کس قدر معزز اور دولت مند بھی جاتی ہوگی۔
 جب وہ اندر آیا تو اسے دو عورتوں نے دھڑلے سے سلام
 دیا۔ پھر شکر کرتے ہوئے ایک طرف لے جانے لگیں۔ اس نے پوچھا:
 "مادام کہاں ہیں؟"
 ایک ہنسنے ہوئی بولی: "یہی بھی کیلے میری ہے۔"
 دوسری عورت نے ہنسنے ہوئے اسے ایک آئینے کے سامنے
 کھڑا کر دیا، پھر کہا: "پہلے اپنا ٹیکہ دیکھو اور اس طرح ہی ہے پتہ چلے
 آئے ہیں کہ مادام کے ملازم بھی نہیں ہنستے ہوں گے لہذا پہلے اسے گروہ
 لباس تبدیل کرو ورنہ دم ہو جاؤ اس کے بعد مادام سے ملاقات
 ہو جائے گی۔"
 وہ دونوں اسے ایک بیڈروم میں لے آئیں۔ ایک نے اس کے بڑی
 سی الماری کھولتے ہوئے کہا: "اس میں ہر سائز کے لباس موجود ہیں،
 جسے بھی ہر سائز کے ہیں۔ ساتھ دو مہینے میں نہانے کا سامان موجود ہے۔
 شیو بھی کر سکتے ہو اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو کال مین کا روبرو
 ہم میں سے کوئی بھی حاضر ہو کر تمہاری ضرورت پوری کر سکتی ہے۔"
 وہ دونوں ہنسی کھٹکھٹاتی ہوئی روانہ ہوئے۔ ایک نے پھر ایک نے
 195

تم میرے ہر جائز اور ناجائز عمل کی تعمیل کرو گی؟
 میں تجھ سے ہر جائز اور ناجائز عمل کی تعمیل کروں گی؟

اب ہاری گاڑی گر دی ہے۔ تم یہاں سے نکل کر میرے ساتھ چلی رہو گی لیکن میں یہیں بیٹھ جاؤں گا کہیں ہو کہیں جا رہی ہو میں یہیں بیٹھ جاؤں گا کہیں نظر نہ آئے گا

وہ اس بات کو تسلیم کر دی کہ اب صرف اس کی آنکھیں ہی نہیں دکھائی دے رہی ہیں۔ باقی سارا دنیا غم ہو چکی ہے۔ وہ کارے نکل کر دوسری طرف سے گھومتا ہوا آیا پھر اس کے لیے دروازہ کھول کر اپنا ہاتھ بڑھا دیا وہ ہاتھ تھام کر باہر آئی پھر ساتھ چلنے لگی۔ وہ اگر کھینچا جائی کہیں ہے اور کہاں جا رہی ہے تو شاید کچھ جانی لیکن اپنے ساحر کے سوا نہ کچھ جانتا چاہتی تھی نہ کھینچا چاہتی تھی۔

وہ خود بیکے عالم میں چلتی ہوئی کسی کمرے میں آئی پھر وہاں آرام سے بستر پر لیٹ گیا وہ اس کے سامنے لیگا چہرے کے سامنے چھوڑا اور آنکھوں کے سامنے آنکھیں تھیں۔ وہ ان آنکھوں سے جبکہ کڑھ گئی تھی کہ جو رول رہا تھا وہ سن رہی تھی جو کمرہ پر تھا وہ کمرہ ہی تھی۔

اب سے پہلے بناؤ سیری نے اس پر توڑی مل گیا تھا لیکن موجودہ ساحر کا طریقہ کار بالکل مختلف تھا۔ وہ تو پہلی نظر میں دلی کوتاہی میں کر لیتا تھا پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا حکم سناتا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ آئندہ تم سانس نہیں رو گے گی۔ ان مگر تھا وہاں سانس ہے گا۔ اس نے کہا کہ آئندہ میں سانس نہیں روؤں گی لیکن یہ لڑکھن وحاش

بے گاہ؟
 تم پرانی سوچ کی طرح محسوس کرتے ہی آنکھیں بند کر لوں گا اور تمھارے کان اس پاس کی آوازوں سے بھرے ہو جائیں گے؟

اس نے وعدہ کیا۔ ایسا ہی ہو گا؟
 تم میری بیاری یا کسی کمرہ کے دوران بھی میرے دماغ میں نہیں آؤ گی؟

میں تمھاری بیاری یا کسی کمرہ کے دوران کبھی تمھارے دماغ میں نہیں آؤں گی؟
 تم مجھ سے کبھی غدار نہیں کرو گی۔ زندگی بھر میری تابعدار بن کر رہو گی؟

اس نے وعدہ کیا وہ زندگی بھر اس کی تابعدار بن کر رہے گی اور کبھی اس سے غدار نہیں کرے گی۔
 اس نے کہا کہ اب تم میری آنکھوں میں نہیں دیکھو گی تمھاری آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی ہیں۔ تم مجھ کی گہری نیند سو رہی ہو گی؟

اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو گئیں۔ وہ بیدار نہیں تھی آئرن ہارڈی وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر اس نے ایک ہوش کا ٹکڑا لے کر اپنے بعد چھوڑا کہ کوئی ٹوک ٹوک نہ کرے گی۔
 جسٹ اسے منٹ ابھی بتایا ہوں؟

پھر کراؤ آئی۔ جی ہاں کیا آپ کچھ سے بات کرنا چاہتے ہیں؟
 بلیز، مدام کمرے سے رابطہ کرادیں؟

چند لمبے لمبے بعد ہی کمرہ کی آواز سنائی دی۔ بیلیوڈ آئرن ہارڈی نے پوچھا تم کب آئی ہو؟
 ابھی ابھی پورٹ سے سیدھی چلی آ رہی ہوں؟

کیا وہ لڑکی ساتھ آئی ہے؟
 ہاں ابھی کمرے میں موجود ہے۔
 اچھی بات ہے۔ میں آرام کروں؟

اس نے دلیور دیکھا۔ دوسرے کمرے میں جھانک کر دیکھا مگر کمری نیند میں تھی وہ آہستہ آہستہ چھوٹا کچھ سے باہر آ گیا۔ یہ دینی دروازے کو باہر سے لک کرنے کے بعد کار میں بیٹھ کر اسٹیشن سے ڈرائیو کرتا ہوا تھا۔ لائیک کے کوئی نو سو چوبیس میں پہنچ گیا۔ وہاں مدام کمرہ ایک لڑکی کے ساتھ موجود تھی۔ دونوں اٹھ کر کمری ہو گئیں۔ آئرن ہارڈی نے ذرا قریب آ کر لڑکی کو دیکھا۔ پھر کہا کہ ذرا آہستہ آہستہ چاند طرف گھومتی جاؤ۔ وہ اس کے حکم کے مطابق آہستہ آہستہ چاند طرف گھومتی گئی۔ ہزاروں سے خود کو دکھانے لگی۔ اس نے مطمئن ہو کر کہا ٹھیک ہے۔ وہ اور جاسٹ میں مورینا بیسی ہے۔ تمھارا نام کیا ہے؟
 لڑکی نے کہا کہ نیسی دان؟
 نیسی دان؟ اپنا ٹیک آپ آ کر دو۔ یہاں سے سیدھی ہیرا لڑکے پاس بیٹھو۔ تمھارے پاس رہے؟

میں سڑی ہیرا لڑکی بہ آسانی پہنچ جاؤں گی؟
 وہ آئرن کے سامنے جا کر ٹیک آپ آ کر نہ لگی۔ مدام کمرہ نے غلطی سے نیسی کی ٹیک بڑی تصویر میں لٹائیں۔ آئرن ہارڈی نے کہا کہ ٹھیک ہے ابھی وہ سو رہی ہے۔ چھوٹے بیدار ہو گی۔ وہ گھٹنے کے اندر ہاتھ ڈالنے سے فارغ ہو جائے گی۔ وہ نیسی کے پاس پہنچی کہ ایک آپ ہو جانے گا۔ ہیرا لڑکی فون کر دی۔ گل دوپہر تک اس کی فائنل میں میرے اور مورینا کے لیے سیٹ رینڈ ہو جائے۔ تمہیں بھی سیٹ مل جائے تو ابھی بات ہے ورنہ بعد میں آ سکتی ہو گی

مدام کمرہ نے مسکرا کر پوچھا کیا اب مورینا رول لگ گیا ہے؟
 اس نے کہا کہ ہاں مدام کمرہ نے جب رول کیا کہ ایک تھپتھپ کے شہرے میں لیا۔ وہ مسکراتا ہوا رول لگتی۔ وحشت زدہ نظروں سے دیکھنے کی گزرت تھی مضبوط تھی جیسے ابھی جڑے ٹوٹ جائیں گے۔ اس نے بڑی سفاکی سے کہا کہ کام کے وقت کام کی بات کرو۔ وہ کسی کام کی نہیں رہو گی؟
 یہ کہہ کر اس نے دھکا دیا۔ وہ دھکا دیتی ہوئی سیدھی ٹینفون کے پاس آگئی۔ پھر اسے تکلیف سے کہا کہ اسے کی گزرت تھی نہ ہونی جلدی سے اپنے اٹھائیاں اور یہ لڑکے رابطہ قائم نہ لگے۔ وہ اصرار کیا کہ ہزار ہارڈی کو اطلاع مل گئی تھی کہ آئرن اپنے ساتھ نیسی وں کو لا رہا ہے۔ نیسی دان کا مطلب تھا مورینا آ رہی ہے۔ اب اسے مشین کے سلسلے میں اپنی کشتیوں کو اور تیز

لا دھر جا رہا پانچ مینوں میں اس نے جزل دیکھ کر ان کو نشان کر کے میں نشین چوڑی تھی۔ اس کے آدھی تمام عمر جو سن رہے تھے۔ ان کے ی دوسرے گروہ میں شامل ہوتے تھے تاکہ اس گروہ کے پاس کہتا معلوم ہو سکے لیکن جزل ڈیوٹر ایک رات میں ہو رہی تھی۔

میر براٹھ ہیراٹ ہزار ہارڈی کے ایک خاص افسے پر ماضی کا وہاں سب لوگ دن بھر کی پورٹ پیش کرتے تھے ہزار ہارڈی بیٹھ کر اس کی پورٹ سن رہا تھا وہ چار آؤں کا ایسے ہی تھے جو کسی نہ نئے گروہ میں جاتے تو پاکٹ ریکارڈ کے ذریعے ان کی آواز بھی دیکھ رہے آتے تھے۔ ایسے ہی ایک آؤں کا رولنے جب ایک ریکارڈ کی آواز سنائی تو میر براٹھ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ گنگے گنگے میں اس آواز میں پہچان سکتا ہوں۔ یہ جزل ڈیوٹر بول رہا ہے؟

ہزار ہارڈی کو امید کی گئی نظر آئی۔ اس نے آواز دیکھ کر ڈرتے ڈرتے فارغ ہو چکا۔ ٹوٹی یہ آواز تم کے کیسے دیکھ رہی ہو گی؟
 وہاں میں نے ایک شخص سے دو سی کی ٹیک ایک ایک تنظیم میں کام کر رہا ہے۔ قائم ہوئے ابھی پورا ایک سال میں میں گزارا۔ میں نے اس سے پتہ چلا کہ وہ بہت مینا ہے اور وہ توں کا رول ہے۔ میں نے اسے خوب چاہی تو اب دیکھا کہ اس بات پر کہ وہ کیا کرے آئندہ جب میر ٹینفون یا ٹرانسمیٹر کے بیچے اس کی آواز سننے تو جب میں دیکھ کر ڈرے اور اسے دیکھ کر ڈرے مانتے یہ آواز آج ہی دیکھ رہی ہے۔ میں خود آپ کے پاس سے آیا مجھے دیکھ کر میری خوشن کامیاب رہی؟

ہزار ہارڈی نے کچھ دینا؟ تم میں سے جتنے لوگ جزل ڈیوٹر کی تنظیم میں داخل ہو سکتے ہو ہزار ہارڈی اندر شگب بٹلتے تھے وہ اس سلسلے میں کوئی جلد بازی نہ کر کے کوئی غلطی نہ ہونے پڑے۔ یہ ایسا منصوبہ ہے جس میں کسی کی غلطی برداشت نہیں کی جائے گی۔ خود کو لڑی جانے لگا لہذا جزل ڈیوٹر کی تنظیم میں شامل ہونے کے لیے ایسے لوگوں کا انتخاب کرو جو جبروتی اور اذیت سے کام لیتے ہیں؟

اس نے میر براٹھ کو مسکرتے کے لیے کہا۔ باقی تمام لوگوں کو وہاں جانے کو حکم دیا۔ وہ سب جانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد میر براٹھ نے اپنے اس پاس دیکھا۔ پھر خود کو نشان پا کر بولا۔ معلوم ہو تو کہ آج میری حالت خراب ہو گئی ہے۔

ہزار ہارڈی نے کہا کہ میری تابعداری کرنے والے مجھے پاس کتے ہیں یا سکر کہ کچھ طلب کرتے ہیں۔ تم نے آج تک ایسا انداز کچھ طلب اختیار نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے خود کو ابھی تک ہم سے برتتے ہو یا بار بار؟
 میں ایک فوجی افسر ہوں۔ پورے سینئر تان کر چلتا ہوں اس کے سامنے جھکتا نہیں جانتا۔ پھر یہ کہ میں نے اپنی ایک تنظیم بنانے کی کوشش کی تھی۔ قدرے بڑے ساتھ نہیں دیا۔ اس کا مطلب ہے نہیں ہے کہ میں تمھارے سامنے جھک جاؤں۔ میں تم میں سے کسی سے بھی کم نہیں ہوں؟

تم یہ ثابت کرو کہ ہمارے لیے بہت کا نام مدعو تو تم نہیں اپنے برابر جھکتے۔ پھر ہمارے درمیان کوئی تفرقہ نہ برتنیں ہو گا؟
 میں کام کا آدھی ہوں۔ اگر وہ مشین تم کوں کو حاصل ہو جائے گی تو میں تمھارے لیے بہت اہمیت اختیار کر جاؤں گا۔ ہو سکتا ہے اس کی کوئی خرابی پیدا ہو یا اسے آپریٹ کرنے میں کوئی دشواری ہو کہ کوئی ایسی ٹرپ ہو جائے جسے میں دیکھ سکتا ہوں اور میں ہی اسے دوڑا سکتا ہوں؟
 میں ماننا نہیں لیکن تم ہمارے لیے اس سے بھی زیادہ کر سکتے ہو؟
 یہ سبیلان بجو اس کی کیا ضرورت ہے۔ صاف اور سیدھی بات ہونا چاہیے؟

تمھارے پاس اس مشین کا نقشہ تھا اس کی پوری تفصیلات بھی تھیں۔ پھر تم نے اس مشین کو بھی بار کھولا اور جڑا تھا۔ کیا پھر ایک بار یہ مشین تیار نہیں کر سکتے؟

یہ اہم سوال تھا میر براٹھ بہت جلد ہر کار ماہر تھا۔ کسی ایسی چیز کو مشین ہولے ایک بار دیکھ کر کچھ لیا کہ تھا۔ ڈانڈا درمیان کے ساتھ تو وہ لٹی یا رکھ چکا تھا۔ اسے اچھی طرح بھیج چکا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو ایک نئی مشین تیار کر سکتا تھا۔ اس نے سن سکتے ہوئے کہا۔ اگر میرے لیے یہ آسان ہو تو کیا اب تک جزل ڈیوٹر کو نشان کرنا؟
 "دشواری کیا ہے؟"

"میں نے مشین کے ساتھ اس کا نقشہ اور اس کی تفصیلات بھی بلا رکھے تھے۔ میں دیکھ کر قریب چھپائی تھی۔ جزل ڈیوٹر اس مشین کے ساتھ وہ کاغذ لے گیا ہے؟"

"میر براٹھ اچھا نہیں بنا رہے ہو۔ اس مشین کو آتی بار کھول چکے ہو اور جو ٹپکے ہو اس کی تفصیلات بھی بناتے رہے ہو اور اصل میں بنالیے کیا وہ نقشہ تمھارے ذہن میں نقش نہیں ہو گیا؟"

"میں نے اسے ڈانڈا درمیان چھوڑا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تم وہ نقشہ دیکھ کر تو تمھارا سر گرد کر رہے تھے۔ میں نے ایک اصل مشین بنائی باقی پانچ نقل بنائیں اصل اور نقل کا نقشہ میرے دماغ میں لگڈ ہو گیا ہے۔ پھر اتنی پیچیدگی کے ساتھ میں دوبارہ اس کا نقشہ تیار نہ کر سکتا؟"

"میر براٹھ تم نے لفظ شاید استعمال کیا ہے۔ اس سے امید بدھ رہی ہے اگر کوشش کرو تو کامیاب ہو سکتے ہو۔ ان کو کوشش کرنے میں حری کیا ہے۔ تم تمھارے لیے تمام آرائشیں متا کر لی گے۔ تم ملک کے سسٹم میں چلو گے۔ وہاں تمھاری عمر ہاؤش کا انعام ہو گا۔ تمھاری ہزار ہارڈی ناچاؤ ضرورت پڑی کی جانی گئی۔ مشین کے سسٹم میں بھی جو ضرورت ہو گی، ہم پوری کر دیتے ہیں گے۔ تمہیں کسی چیز کی کمی نہیں ہوئے دیں گے؟"

میر براٹھ نے ایک گہری سانس لی۔ پھر کہا کہ اس طرح آپ مجھے ایک گوشے میں بٹھا دینا چاہتے ہیں جبکہ میں جزل ڈیوٹر کا ایک پیچھا چاتا ہوں۔ اسے ہم ڈھونڈ نکالیں گے؟

جب ڈھونڈ نکالو گے تو دوسری مشین تیار کرنے کی دردمندی ہو

مول لینا چاہتے ہو۔ پہلے وہ شین ہمارے ہاتھ آئے وہ
ہمزاد رو ڈھکے نہ دہاتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاتھ آنے دو کا
مطلب کیا ہوا ایک وہ شین تھا جسے ہم ہاتھ لگے گی ہیچو برائش ایل خیال
کو پیش کے لیے دل اور دماغ سے نکال دو اس شین تک ہمارے سوا کوئی
شعبہ پنج کے گھنٹوں کی گھنٹوں میں جھانکنا ایک شین تیار کرانے کا مقصد
یہی تھی کہ تم اس معاملے سے دور ہو اور ایک نیا شین تیار کرنے میں
مصرف ہو جاؤ۔ میں جیس زیادہ سے زیادہ ایک ماہ کا وقت دوں گا اگر تم
نے وہ شین تیار کر لی تو اپنی طبیعت اور عہدہ رہو گے اور میں کرتے رہو
گے وہ نہ تھا یہی زندگی صرف ایک ماہ کی ہوگی۔ اب تم جا سکتے ہو۔
وہ شین چھین کر لیا۔ یہ ظلم ہے نہ راقی ہے مجھے سے نزدیک
کام میں آیا جا سکتا میں تھا کام میں کروں گا۔ میں تھا دلالتا بعد میں ہوا
تم مجھے کیسے کہو؟

وہ غصے سے بیچ رہا تھا اس کے جواب میں دل رہا تھا۔ تیرا ہے
اس کا ہوا وہ بہت دیر سے ہذیان اسلام میں بیچ رہا ہے اور جواب دینے
والا کوئی نہیں ہے۔ شاید وہ جا چکا ہے اور اس امتداد سے آزاد چھوڑا گیا
ہے کہ وہ ظاہری نہیں کر کے گا۔ غدار کیسے کہے گا تو اسے ہیچو برائش کے حوالے
سے قانون کے حوالے کر دیا جائے گا۔
وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کہتا ہوا کہ ہتھیلیں لگا بیٹھے کسی
گناہ میں شکیں کی بچائی ہوئی دلدل میں دھنسا جا رہا ہو۔

طیارہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر پرواز کر رہا تھا میں کھڑکی کے باہر
بادلوں کو دیکھ رہا تھا۔ ایئر پوسٹ کی سرنگی آواز نہ پوچھا۔ آپ کیا پتہ پائند
کریں گے؟
میں نے سر اٹھا کر دیکھا وہ ایک ٹالی پر شراب کی بوتلیں اور ٹھنڈے
مشروبات لے کر آئی تھی۔ طیارے پر سفر کرنے والے بچے کوک اور بچے
نی بیٹھے تھے۔ میں نے مسکرا کر کہا۔ تیرا ساتھ بچہ نہ لے کر آجی جا رہا ہے۔
ایک کوک پلاؤ۔

اگلے دن کوک لاکا ایک ٹن میرے حوالے کر دیا۔ اس طیارے کے نام
مسافر تقریباً مغربی ملک سے ہی تعلق رکھتے تھے اس لیے بھی شراب پیئے
والے تھے۔ کتنے ہی بیٹھے ایسے تھے جو اپنی عموماؤں کو خوش کرنے کے لیے
ہوئے تھے وہاں کوئی اعتراض کرنے والا نہیں تھا کیونکہ ان کی تہذیب یہی تھی
اس طیارے میں ملازم کرنا بھی مسافر کی ہی تھی۔ وہ آئرن ہارڈی اور
مورننگ کے ساتھ میں جا سکتے تھے میں جانتا تھا نام کام کرنا کوں سے
میں آئرن ہارڈی اور اس کے ہزاروں کے متعلق بھی نہیں جانتا تھا کہ میں نے
جنرل ڈیوکر کو مل چم اور ہیچو برائش کے درمیان جو کچھ میں نے ہو چکا تھا
اس سے بھی بے خبر تھا۔

طیارے میں ملازم کرنا بظاہر بڑی بڑی لیکن میں نے تو جیس ہی
اور نہ ہی اس کے خیالات پڑھے۔ دن رات کتنی ہی جین میں بیٹھ گیا ہوں

سانس سے گزرتی ہیں۔ میں سب کے خیالات پڑھ نہیں سکتا تھیں
ہمارا ساتھ دیتی ہے۔ کسی کو کسی کو ہم سے مل کر دیتی ہے کہ اس سے مل کر
جوڑتے جوڑتے تم اصل دشمن تک پہنچ جاتے ہیں۔
اس باجی قدرت کو منظور ہوتا تو میں کسی کیسے بدلنے وادام کرنا
تک پہنچ جاتا۔ اس کی آواز سننا اس کے دماغ میں پہنچنا تمام حالات معلوم
کرنا پھر دشمن تک نہسی مورینا تک پہنچنا آسان ہو جاتا لیکن قدرت
کو یہ منظور نہیں تھا۔ ہم نیویارک تک ہم سفر رہے اور اجنبی رہے ہیچو برائش
راستے جدا ہو گئے۔ حالانکہ منزل ایک ہی تھی۔ ہم دونوں ہی کیسایں کی
جا رہے تھے۔ مجھے وہاں تک جانے کے لیے مالک میں کی طرف سے
ایک ایلی کا پٹرل گیا تھا۔

میں نے راستے میں خیال خوانی کے ذریعے کنگ فرنا پڑوسے لایا
کیا۔ اس نے کہا۔ بیٹھی بیٹھی بے چینی سے تھا اور انتظار کر رہا ہوں کہ
پہنچ رہے ہو۔ مجھے تو پہلے ہی کا پٹرل سمجھنے سے بھی منع کر دیا تھا۔
"تمھاری بھلائی کے لیے منع کیا تھا ورنہ آئیل جس والے بچے
پڑ جائیں گے اور مجھے بھی تار مار شروع کر دیں گے۔"
"تم کہا ہو؟"

ایلی کا پٹرل میں ہوں۔ تمھارے پاس آ رہا ہوں۔ تمھاری غصہ
راش کا گاہ کا پتہ اپنی طرح یاد ہے۔ میں موقع نہ دیکھ کر اس طرح چپ چپکار
تمھارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اگر وہاں سے انتظار کرو۔
میں کیسایں کی بیچ کر فوراً ہی فرنا ڈونک وڈ بیچ سکا۔ سیٹلک
ہوئی میں قیام کیا۔ پھر تقریباً کے خیال سے نکل گیا کہ ہم معلوم ہو سکے۔ ایمری
غرائی ہو رہی ہے یا نہیں؟
کئی گھنٹوں کی آواز گزری کے بعد یقین ہو گیا کوئی میرا تعاقب نہیں
کر رہا تھا۔ میں چپکے سے فرنا ڈونک کے پاس گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی دوڑنا
ہوا آیا۔ پھر گلے سے لگ گیا یا تم اتنے عرصے کے لیے نہ دیا جا کر وہاں
یہ میں شادی نہیں کرتا۔

میں نے تعجب سے پوچھا۔ کیا تم نے مجھے سے شادی کی ہے؟
"یہ بات نہیں ہے۔ حوالہ جب میں کسی کو چاہتا ہوں تو بہت ٹوٹ
کر چاہتے لگتا ہوں۔ پھر اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا۔ میں نے زندگی
میں صرف دو عورتوں سے محبت کی ہے۔ ایک میری بیٹی ہے جس کا ذکر
میں کر چکا ہوں۔ دوسرے تم ہو۔ جیتے ہی تم سے تو اس کے ہاشن میں جا کر لانا
کر لیتا ہوں لیکن تمھیں کہاں ڈھونڈنا پھر دوں گا۔ یہی ہوتی تھی مجھے چھوڑ
کر چلی جاتی۔ میں اس کا تعاقب کرتا رہتا۔ وہ میری نظروں میں نہ رہی لیکن
تمھارا تعاقب کیسے کروں تم جانتے ہو تو ڈھونڈنے سے خواب میں بھی
نہیں ملے۔"

میں نے اس کے دلوں بازوؤں کو پکڑ کر جھنجھوٹا ہوا کہ میں نے کہا۔ جنت
کو دیکھ جنت میں ڈوب کر نہ کرو۔ بعد میں بہت دکھ ہو گیا۔
میں نے ہم ایک مومن پر پڑھنے لگے۔ اس نے پوچھا۔ اب کیا ہو گا؟

"معاذ اللہ! مجھے یہ مورینا ہمارے ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ میں
یقین کے ساتھ آیا ہوں کہ اسے افکار کے میں لایا گیا ہو گا۔"

"اسے کیسے ڈھونڈ دو گے؟"
"ابھی کچھ نہیں سکتا جو جو کیسایں کی اس کے پاس کی خفیہ دماغ
میں لایا گیا تھا۔ اس شین سے تعلق رکھنے والے عمر میں نزدیک یادوں
کے علاقوں میں ہوں گے۔ مگر اسی راست میں ہوں گے۔"

میں اندازہ کر رہا تھا سب کے بات درست تھی۔ میری لاشی میں سے
آئرن ہارڈی بڑی تیزی سے جنرل ڈیوکر تک پہنچنے کی کوشش میں ہوئی
تھا۔ وہ دوسرے کو نہ کر سکا۔ یہاں پہنچا تو یہ خوشخبری ملی کہ اس کے آدمی
جنرل ڈیوکر تک پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ اس کی تنظیم میں بھی شامل ہو گئے ہیں۔
آئرن ہارڈی نے اپنے ہزاروں کے ساتھ کہ جب ڈیوکر کا کیسٹ مل
گیا ہے تو پھر پریشان کیا گیا کہ بات ہے ہماری مورینا اس کی آواز سننے لگی
خیال خوانی کے ذریعے دماغ میں پہنچ جانے لگی۔ وہ کیسٹ فوراً اگلے ساؤ
مورینا بہت عورت تھی۔ آئرن ہارڈی کے ساتھ لگا رہتی تھی۔ اب
فہم باقی باقی دماغ تھا۔ اس کے سامنے ایک کیسٹ پر کارڈ لگا تھا۔ پھر
وہ کیسٹ اس میں رکھ کر ان کی ایک تھوڑی دیر بعد جنرل ڈیوکر کی آواز سننے
پڑنے لگی۔ جنرل ڈیوکر کا لفظ کارڈ پر تھا کہ وہ روپوش رہا ہے۔ آواز نہ زندگی
کئی آواز میں اس کا حکمتا تھا کہ آواز موجودہ روپوش آواز نہ زندگی
گوار کرنے کے لیے آواز اور لمحہ بدل کر لانا تھا۔ اس وقت کیسٹ سے جو
آواز آ رہی تھی، وہ اس کی اپنی تھی اپنا ہوا تھا۔ مورینا تھوڑی دیر تک سنتی
رہی پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس آواز اور سب دیکھ کر گرفت میں تھے
ہوئے خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے دماغ میں جیسے ہی پہنچا
اس نے سانس روک لیا۔

وہ آنکھ کھول کر آئرن ہارڈی کو دیکھنے لگی۔ اس نے پوچھا کیا کہا ہوا؟
وہ دہلے۔ "میں وہاں تک پہنچ رہی تھی مگر اس نے سانس روک لیا۔"
آئرن ہارڈی نے پریشان ہو کر کہا۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ہیچو برائش
نے تو میری عمل کے دوران جو بیان دیا تھا اس کے مطابق ہیچو برائش کوئی
مجموعہ جنرل ڈیوکر کے دماغ میں صلاحیتیں اضافی طور پر منتقل کی گئیں۔
مجموعہ لگشلی کی یہ سانس روکنے والی صلاحیتیں اور اس کے حواس دماغ کو خیر
جنرل ڈیوکر کے دماغ میں ہمیشہ قائم رہتے رہے ہیں تھیں۔ پھر جنرل ڈیوکر تک
کسی طرح سانس روک لیتا ہے۔"

اس کا ہزار اداس کرنا بظاہر تھا۔ اس نے کہا۔ یہ کوئی عجیبہ
مسئلہ نہیں ہے۔ وہ فوج میں جنرل ہے۔ وہ چکا ہے۔ آج بھی بہت انگریزوں پر
محبت مند ہے۔ ہو سکتا ہے سانس روکنے کی مشقیں کر رہا ہو۔
آئرن ہارڈی نے تائید میں سر ہل کر کہا۔ "ہوئے تو بہت کچھ ہو سکتا
ہے۔ اگر وہ سانس روکنے کی مشق نہیں کر رہا ہے تو کسی خودی عمل کے ذریعے
اپنے دماغ کو حواس بنالیا ہو گا۔ آج کے دور میں کوئی بات ناممکن نہیں رہی۔"
اس کے ہزاروں کے ساتھ ہیچو برائش کی جان! مورینا کی خیال خوانی نے جنرل

ڈیوکر کو چرنگ دیا ہو گا۔ ڈیوکر اس نے کو یاد رکھنا۔
جنرل ڈیوکر چرنگ لیا تھا۔ پریشان ہو کر سوچ رہا تھا۔ یہ واقعے
عمرے بعد کوں میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے؟

پھر اس نے خودی جواب دیا۔ سوچنا۔ فرماؤ روتی یا شہیا ہو سکتے ہیں یا
پھر کوئی خطر کی تکلیف ہے۔ کوئی پھر دیر ہے جس نے کسی خیال خوانی کرنے
والے کو کہا ہو کہ لایا ہے۔ اب اس شین کی ضرورت ہے اور اس نے کسی
طرح میرا سراغ لگایا ہے۔ مجھے فوراً یہ جگہ چھوڑنا چاہیے۔"

وہ بری طرح گھبرا گیا تھا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آئی تھی کہ
خطہ اس پاس منڈلا رہا ہے۔ اس نے جلدی جلدی ضروری سامان اچھی
میں رکھا۔ ایک ریزرو کوڈ لگایا اسے جب میں رکھا۔ پھر ایک انگوٹھی
پہنی۔ اس نے خاص طور پر یہ انگوٹھی ہوائی تھی۔ اس کے اوپر ہی سے
کاڈر اٹن لایا تھا جیسے کوئی بندہ کو ہونے پر ایک تنہا سا جی تھا وہ دوسرے
انگلے کے ناخن سے اس جی کو دبا تا تو اوپر والے سے سے ایک سوئی نکل
آئی پھر وہ جس کے بدن میں چھتی اس کی تمام گرمیوں میں زیر جھیل دیتی۔
اسے شکل سے دوجا سانس لینے کا بھی موقع نہ دیتی۔ اس نے اوپر ہی سے
میں ایک قلم رکھا۔ وہ قلم بھی اسی قسم کا تھا۔ اس میں ایک ایسا مین تھا جسے
دباتے ہی ایک زہریلی سوئی نکل کر اپنے مارگ تک پہنچتی تھی۔
وہ اس قسم کے تھیلوں سے لیس ہو کر وہاں سے نکل کر کوشی کے
تمام دروازوں کو لاک کیا پھر کڑی میں پیچکر دوسری ہاشن لاک کی طرف
چل پڑا۔ جگہ بدلنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر اس نے دشمن سے موجودہ ہاشن
میں گھسے اور وہاں آتا تو اسور روم کی کھلائی کے بعد وہ شین ضرور

پاکستان کے مشہور ادیب کی ایک نیا کتاب "جہنم کی بلالیں" کی قیمت 10 روپے

جہنم کی بلالیں
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع

تیسرا ورژن
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع
کتاب کے مصنفین: محمد رفیع، محمد رفیع، محمد رفیع

برآمد ہوئی۔

وہ کسی دوسری جگہ جا کر دشمنوں سے مقابلہ کرتا جاتا تھا اور اس امید پر زندہ رہتا جانتا تھا کہ ایک دن کوئی خیال خوانی کرنے والی ہستی آئے گا جسے کوئی پیشی کا علم حاصل کرنے کا اور اسیانہ ہوا اور وہ ہو گیا تو اس بارش کا ملک کوئی پہنچ نہیں سکے گا۔ اگر پہنچے گا اس کی موت کے بعد کوئی اسے خریدے گا تو یہ بھی نہیں جان سکے گا کہ اسٹورڈم کے فرش کے نیچے کیلئے۔

وہ شہر سے باہر تھریٹا پہنچنے کے فاصلے پر ایک چھوٹے سے گاڑی میں آگیا اس کا بچہ اسے پاس خوبصورت سا بچہ تھا۔ چھپے ایک ہڑا سا اندھا خاں تھا۔ ایک پرلے نے زلف کی پٹن لگا تھی۔ ہر اس کے ہاؤس پر پکھنے کی طرح اس کے دو بیگ تھوکتے رہتے تھے۔ اس کے جیسے ترقی یافتہ ملک میں ان چیزوں کا بے تصور نہیں کیا جاتا تھیں یہ چیزیں پرلے نے اسے یاد دلائے کہ طور پر تو یہ چیزیں جو ڈی گئی تھیں۔

اس نے گاڑی میں اپنا سامان رکھا شام ہو رہی تھی۔ پتے کو یہ چاہ رہا تھا کہ وہاں چاروں طرف ادا کی اور ورتی تھی۔ دور دراز ملک نظری دوڑا تو کوئی ایک آدھ آدمی دکھائی دیتا تھا۔ شہر میں رہنے کا عادی تھا۔ اس نے پھر کار کی اسٹیرنگ سیٹ منجھائی اسے اشارت کیا اور شہر کی طرف چل پڑا۔ دھرم پھر برائش نے اپنے جیسے ہر عارضی ملک آپ لکھا تھا۔ وہ آؤن ہارڈی اور اس کے ذمہ داری کی نظر دلی میں نہیں آتا تھا۔ ابھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اگر ان کا تبادلہ کر دے گا تو وہ اسے کہیں سے جا کر قید کر دیں گے اور دشمن کا نقشہ بنانے پر مجبور کرتے رہیں گے۔ یوں بھی انھوں نے ایک لمحہ کا وقت نہ ہاتھ آدھ اگر وہ دشمن تیار نہ کرتا تو قید خانہ مارا ڈالا جاتا۔ فوری طور پر کسی بلا ملک سر پہی دالے کا انتظام نہیں ہوا تھا۔ اس لیے اس نے عارضی طور پر خود کو ایک آپ کے ذریعے چھپا لیا تھا۔

دیکھ کر ایک کلب میں بڑے بڑے ڈاکٹر اور انجینئر وغیرہ شامل کر دئے آتے تھے۔ وہ اسی ادارے سے آئے کہ شاید وہاں کوئی بلا ملک سر جری کا ہر نظر آجائے تو اس سے دوستی ہو سکے اور پھر ایک بار اپنا چہرہ تبدیل کرنے کے لیے کوئی طوفی منصوبہ بنا جایا سکے۔

اس نے پارکنگ ایریا میں جا کر اپنی کار روکی۔ انجن کو بند کیا پھر دروازہ کھول کر نکلتا ہی جاتا تھا کہ ٹھٹک گیا۔ اس کے قریب ایک اور کار پارک کر گئی تھی اس سے ایک شخص نکل رہا تھا۔ اس کے قد اور جملہات کو دیکھ کر کیا لگایا کہ جیسے جرنل ڈیکور کو دیکھ رہا ہو لیکن وہ صورت شکل سے کوئی اور تھا۔ میجر برائش اپنی کار میں بیٹھا رہا۔ اسے جانتے دیکھتا رہا اور اسے دیکھ دیکھ کر دل دھڑکتا رہا۔ وہ بہت بڑے فوجی افسر کے سے انداز میں چل رہا تھا۔

میجر برائش نے دروازے کو بند کیا۔ جھڑ جھڑ سڑا سڑا

نکالا۔ پھر اپنے دست راست سے ریل گاڑی قائم کرنے کے بعد بولا: ہاں منزل نظر آتی ہے۔ تو لوگ بہت دلوں سے بے کار بیٹھے ہو۔ نوکری اپنی گاڑیوں میں نکل پڑو۔ دیکھ کر ایک طرف آؤ۔ ایک کار کا ڈیڑھ اس کا رنگ اس کا مال ڈیڑھ نوٹ کر دو۔ وہ کار جہاں بھی جائے گی اس کے آگے پیچھے دو رنگ چلتے رہو تاکہ اسے تعاقب کا شہنہ ہو میں پھر ریل گاڑی قائم کروں گا۔

اس نے کار کا ہیز رنگ اور ماڈل بتایا۔ پھر ٹرانسپیر کو آف کر دیا اسے ڈیش بورڈ کے خانے میں رکھ کر کار اشارت کی۔ اسے اطمینان سے ڈیڑھ نوٹ رہا ہوا کلب کے احاطے سے نکلا۔ اس منٹ کی ڈیڑھ نوٹ کے بعد ایک بہت بڑے ڈیڑھ ٹرینٹل اسٹور کے سامنے ٹک گیا۔ اسے اتار کر اندر گیا۔ وہاں اس نے ایک ٹائم پریس خریدی۔ پوری طرح اس کی چابی پھر کر دروازہ کھتے ہوئے اسے سٹا۔ ٹک۔ ٹک۔ ٹک۔ ٹک۔ ٹک کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ وہ اسے لے کر پھر کسی کلب کے احاطے میں واپس آیا۔ گاڑی کو ٹھیک اسی جگہ پارک کیا۔ اپنی کار سے نکل کر دروازہ کھول دیکھنے لگا۔ پارکنگ ایریا میں موت گاڑیوں والے آتے تھے پھر اپنی گاڑیاں کھڑی کر کے چلے جاتے تھے۔

وہ ٹھٹا ہوا جرنل ڈیکور کی کار کے پاس آیا۔ کوئی اسے دیکھنے والا نہیں تھا۔ اس نے جلدی سے پونٹ کو اٹھایا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ٹائم پریس تھا اس نے جھک کر اس ٹائم پریس کو انجن کے پاس رکھ دیا پھر پونٹ کو گر دیا۔ ایک قدم پیچھے ہٹ کر ان لگا کر سٹنے لگا۔ ہنگامہ کی آواز نہیں آ رہی تھی۔ وہ مطمئن ہو کر کلب کے اندر آ گیا۔ دروازے پر کھڑے ہو کر وہ ایک نظر لیں دوڑا ہوا جرنل ڈیکور ایک میز پر کسی عورت کے ساتھ تھا۔ اس کے ساتھ ہستے ہوئے پی رہا تھا۔ کتنے ہی جوڑے آ کر شادی و حسن پر داس کر رہے تھے۔ اس نے سوچا اگر کہاں بیٹھ کر پیسے کا تو جرنل ڈیکور کی وقت بھی اٹھے گا اور داس کے والوں کی بھیڑ سے گزرتا جائے گا تو نظر نہیں آئے گا۔

اس نے ایک بوتل خریدی۔ اسے لے کر اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ اسے کھول کر منٹ سے لگایا۔ دو چار گھنٹ پیسے۔ پھر ایک طرف دیکھ کر اپنی جیب سے ریل گاڑی نکالا۔ اس کے جیب کو کھینک لیا۔ پھر وہاں جیب میں دیکھ لیا۔ پھر اس نے دو چار گھنٹ پیسے۔ بوتل کو ایک طرف رکھ کر ڈیش بورڈ کے خانے سے ٹرانسپیر نکالا۔ اپنے دست راست کی مصروفیات کے متعلق معلومات حاصل کیں۔ اس سے کہا: اپنے ڈیڑھ سے کمزور دیا اس کا ڈی کا صرف تعاقب کریں اور یہ دیکھیں کہ کہاں جاتی ہے اور کہاں روکتی ہے۔ اس کے بعد تو اس کے نکل جاؤ گے گا ڈی والے کو نہیں پھر لو گے۔

اس نے ٹرانسپیر رکھ دیا۔ پھر پتے لگا۔ دوسرے ہی دن ہاتھ آدھ کلب کے اندر وہاں راست آؤ۔

لے والی تھی ہتھیار ہاتھ میں لے کر لڑنے سے پہلے وہ اپنی اپنی بوتلی بٹور رہے تھے۔ یا تو لٹا اٹھیں پڑ جاتا یا وہ بوتل کو خالی کر کے چھینک پٹے۔ ویسے دونوں میں فرق یہ تھا کہ میجر برائش بہت ہی اضطراب ہوتا تھا۔ جیسے جیسے وہ بار بار کلب کے دروازے کی طرف دیکھتا آئے اسے دل ہی دل میں گایاں دیتا تھا۔ چنانچہ وہ کب آئے گا وہ اپنے ٹھٹکے ایک اسے پہنچائے گا۔ اس کے برعکس جرنل ڈیکور اب اس اطمینان سے ایک مین عورت کے ساتھ بیٹھیں ہی مصروف تھا۔ جے خرد تھی، ہر کھلنے کے بعد اس کے ہاتھ کیا ہونے والا ہے۔ یہ ابھی ت ہے کہ اس ان کو پہلے سے موت کی خبر نہیں ہوئی۔ وہ جرنل ڈیکور کی راج ٹھوڑی در کلب کی سی پتے غری سے پیش تو کر لیتا ہے۔

آخر وہ گھٹے بعد وہاں نکلا۔ میجر برائش نے اسے دیکھتے ہی پنی کار کا دروازہ بند کیا۔ بوتل بھی بند کر لیا۔ اسے ایک طرف سیٹ پر چھینک کر کار اشارت کر کے ہستے ہستے اسے پارکنگ ایریا سے نکلتے لگا۔ دوسرے جرنل ڈیکور اچھوٹا ہوا اپنی کار کی طرف جارہا تھا۔ وہ اپنی کار کے پاس پہنچ کر ٹک گیا۔ جیسے سے چالی نکلتے لگا۔ پھر چالی سے دروازہ کھولنے کے لیے جھک کر ایک دم سے چونک گیا۔ کان لگا کر سننے لگا۔ جلدی سے آگے بڑھ کر پونٹ کے پاس گیا۔ پھر اس سے کان لگا کر سننے ہی وہاں سے جیسے جیسے ہونے لگا۔ جھٹکا جھٹکا جھٹکا پارکنگ ایریا سے دور جھٹکا کسی نے میری کار میں ٹائم پریس رکھ دیا ہے۔

میجر برائش مسکرائے لگا۔ اس بات کی تصدیق ہوئی کہ وہ جرنل ڈیکور کے جوہر کی آواز میں سن رہا ہے۔ ایک عام آدمی اس کی ایک ہنگامہ کو بھی نہ سن پاتا جاکو اس کے کسب خج کے پاس سے آ رہی تھی اور پونٹ گڑا ہوا تھا۔ اس لیے اس آواز ہاں نہیں آ رہی تھی لیکن ڈیکور نے سن لی تھی۔ کلب کے باہر ہنگامہ برپا ہو گیا تھا۔ سب دوسرے آدھ جھگ رہے تھے۔ پولیس والے پہنچ گئے تھے لیکن کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ جرنل ڈیکور کی کار کے قریب جاتا۔ پولیس والوں نے سٹنے والے میں دو گوی بھی بند کر دیا تھا۔ کیر دھکا کھڑا ہوتا تو سٹنے والی سڑکی ملک اس کا اثر ہو سکتا تھا۔ سب دہشت میں مبتلا تھا۔ بہت دور ملک چلے گئے تھے۔ آدھ گھنٹا گزیر گیا۔ پتہ نہیں ہوا۔ پھر اور آدھ گھنٹا گزیر گیا تو ایک پولیس والے نے حوصلے سے کام لیا دوڑتا ہوا گیا۔ پھر پونٹ کو کھول کر دیکھا تو اسے ایک ٹائم پریس نظر آیا۔ اس نے اٹھا لیا۔ آف پٹ کر دیکھ پھر ہاتھ اٹھا کر بولا یہ تو ایک معمولی گھڑی ہے۔ کسی نے شرارت کی ہے۔

میجر برائش کا رڈ آؤٹ کرنا ہوا میں روڈ پر گیا تھا۔ شہر کے کنارے تک کہ جرنل ڈیکور کا انتظار کر رہا تھا۔ ٹھوڑی دیر بعد ہی اس کی کار احاطے سے نکلی۔ پھر شہر پر دوڑتی ہوئی اس کے قریب سے گزرتی ہوئی اس کے نکل گئے وہ بڑے اطمینان سے اس کے پیچھے

چلے لگا۔ یہ فکر نہیں تھی کہ وہ آگے جا کر کہیں کم ہو جائے گا۔ ڈرائیو کے ذریعے اسے اطلاع مل رہی تھی۔ اس کا دست راست بڑی کامیابی سے اس کے پیچھے لگا رہا تھا۔

پھر اسے اطلاع ملی کہ جرنل شہر سے باہر ایک چھوٹے سے جنگل کے احاطے میں داخل ہو گیا ہے۔ اس کا تعاقب کرنے والا جنگل سے بہت دور آگے جا کر ایک گلیا تھا۔ میجر برائش کو کٹھن کرنا جاتا تھا۔ آخر میجر نے اس جنگل کے قریب پہنچ کر گاڑی روک دی۔ وہاں سے پیدل جنگل کے احاطے تک آیا۔ پڑا سامان گیٹ بند تھا۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا دوسری طرف گیا۔ پھر ایک جگہ احاطی دیوار پر چڑھ کر ڈیڑھ طرف کود گیا۔

میجر سے ہی ایک غلطی ہو گئی۔ وہ گھٹنے پیٹا اس نے جرنل کی کار میں ٹائم پریس دکھا تھا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ دو گھنٹ آواز سن رہا ہے لیکن احاطی کی دیوار سے کودتے وقت بھول گیا کہ وہ ب کی آواز جرنل کے گاڑی تک پہنچ سکتی ہے۔ اچانک کالے کے اندر سے گرج دارا کھڑا سٹائی دی۔ یہ ہوا زور زور خیر دار زور اچھی حرکت ہوئی تو کوئی مار دلوں کا جھٹکا بتاؤ کہوں ہر دم؟

زندگی بٹانے اور سونے کے مسئلے کی ایک کتاب
تاکو کوئی اور گزری عادات سے بچنا کا حال کیسے

سکریٹ پینا چھوٹے
جینا شرف کیسے

دانی کوششوں کے ذریعے پورے اعتماد کے ساتھ کتاب کو نوشی
بہ نصیحت حاصل کریں۔ صرف چند دنوں میں

اس کتاب کو کوئی کتاب خانہ نہیں رکھتا ہے

مکتبہ انصاف پبلشرز پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور

میں رہتا ہوا لگتا تھا اور فرش سے کان لگا کر سن رہا تھا۔ واقعی اس کے منہ کی حرکت دیکھ کر اس نے ہاتھ لگا کر لیا کہ اس کے دلوار کے پاس لکڑی پر دیکھ رہے ہیں۔ اس نے کوہٹ کی فرش پر اتر دیا ہوا پھر اسٹین کی سے تڑاڑنا شروع کر دی لیکن جتنی دیر میں وہ کوہٹ سے لے کر اڑھا ہوا تانہ دیکھ کر اس نے سمجھ لیا کہ وہ کوہٹ کا لکڑی کے پیچھے جا رہا تھا۔ اگر وہ فراموشی ہو کر تانہ کوہٹ کی گولیوں سے کسی ہتھیار نہ نہا جزل اٹھ کر تیزی سے لکڑی کے اندر گیا۔ وہاں سے دوڑتا ہوا پچھلے درخانے پر آیا۔ اس کا ڈنک بھانگتا ہوا اندر سے کوئیں کی منڈیر کے پیچھے چلا گیا تھا۔ تاریکی میں ایک دوسرے کو دیکھا نہیں جاسکتا تھا صرف آواز یا آہٹوں سے سمت پر پانی جاسکتی تھی۔ جزل زمین پر لیٹ کر بیٹھے ہوئے اندر سے کوئیں کی طرف چلے گئے۔ اسی وقت میجر نے کہا "یہ یہ کونسی ہے کہ میں تھوڑی آہٹ کی سن نہیں سن سکتا تم میری آواز سن کر پھانگ سکتے ہو تو پھانگ لو۔ یہ کبھی بہترین دوست تھے۔" مشین نے اسے دس بنایا۔ اگر تم چاہو تو ہم پھر دوست بن سکتے ہیں۔" جزل ڈیوڈ را نادان نہیں تھا۔ اگر اس کی بات کا جواب دیتا تو جزل میں سنائی ہوئی گولیاں آئیں۔ وہ رہتا ہوا کوئیں کی منڈیر کے پاس گیا۔ اسے منڈیر کے دوسری طرف آہٹ سنائی دی۔ اس نے آہٹ کی سمت تڑاڑنا شروع کر دیا۔ میجر نے آہٹ کی طرف اشارہ کیا۔ آواز جا رہی تھی۔ آواز کی ایک ہی آواز میں اس پر پانی جاتا ہے۔ تم دوست نہیں بن سکتے ہو اور سانس کو بھی زندہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔"

وہ چھوڑ کر لپکا جاتا تھا لیکن میجر نے آواز کی سمت فائرنگ شروع کر دی۔ رات کے سناٹے میں دور تک فائرنگ کی آواز جا رہی تھی۔ کسی وقت بھی قانون کے محافظ وہاں پہنچ سکتے تھے۔ ان دونوں کا اپنی زندگی اور موت کا فیصلہ جلد ہی کرنا تھا۔ دونوں کو فائرنگ سے بچنے کے لیے کوئیں کی منڈیر میں تھی۔ اسی لیے دونوں کے حملے ایک دوسرے پر نا کام ہو رہے تھے۔

کچھ دیر تک گری خاموشی رہی۔ میجر براٹھ دم سادھے بیٹھا ہوا تھا۔ اپنی دیرینہ نہیں بدل سکتا تھا۔ جزل ڈیوڈ بھی بچھ رہا تھا۔ کوئیں قریب سے لپکا کر زینٹ بدلنے کی آہٹ ہوئی تو دوسری طرف سے گولی چلے گئیں۔ وہ ساری رات تو بیٹھے نہیں رہ سکتے تھے۔ کچھ کچھ ٹوکرنا ہی تھا۔ آخری براٹھ نے قریب سے ہونے ایک چھڑ کو اٹھایا۔ پھر اسے منڈیر کے دائیں طرف پھینکا۔ گری خاموشی میں اس چھڑ نے دھماکے کی آواز پیدا کی۔ اس کے ساتھ ہی خلا فائرنگ کی آواز گونجنے لگی۔ دوسری طرف سے بھی ٹھٹھکیں ٹھٹھکیں گولیاں چل رہی تھیں۔ پھر ایک جڑی دہائی دئی منڈیر پر ایک اوندھے منڈیر گولہ اس کے بعد اٹھ کر کوئیں کی اندر کی گرائی میں چلا گیا۔ مگر وہ کون کیا؟

مکوت

والا میجر براٹھ تھا۔

ادھر سے ہی مڑنا چاہیے تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے ایک لمبی کچا تھا۔ یہ بھی طرح ملتے ہوئے کوہٹوں کو دیکھا تھا۔ تاریکی میں دور تک دیکھ کر کسی کو پہچان سکتا ہے۔ زمین سے کان لگا کر جاسکتا ہے ایک فائرنگ کے خالصتے پر ایک ایک سے زیادہ لوگ گزر رہے ہیں۔ کسی شخص کو یا کسی چیز کو سمجھ کر اس کا درجہ حرارت بتا دیتا تھا۔ کچھ کو سمجھ کر اس کے سحر اثرات کا اندازہ کر لیتا تھا۔ ادھر سے سوچ کر جانا دیتا تھا کہ انسان اگر اسے جانور اور اسے یا کوئی گاڑی کو مشین کے ذریعے یہ ساری خوبیاں میجر براٹھ میں بھی منتقل ہو سکتی تھیں لیکن آدمی اس لیے بعض عمر سے پہلے مرنے کا کہہ لیتی کرتا ہے۔

اس نے جزل کو دیکھا کہ وہ آہٹ کی طرف کھینکے لیے بہت اچھا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ اس کی کان کے آئین کے پاس ٹامپ نہیں لکھ دی تھی اور یہ معلوم کر لیا تھا کہ دوسرے ٹامپ کی آواز سننے والا ڈیوڈ اسے یہ گرائی کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جزل نے اس کی آواز سننے والا آرم سے لکڑی کے احاطے میں داخل ہو گیا تھا اور جزل کی دوسرے سننے والی صلاحیت کو بھول گیا تھا۔

وہ آہٹ پہلے لکڑی سے بچ گیا۔ جزل نے آہٹ کی سمت گولی نہیں چلائی پہلے وہ جانا جاتا تھا۔ لکڑی کے احاطے میں کون آیا ہے۔ اس طرح میجر براٹھ کو مان بچانے کا موقع مل گیا۔ وہ دوسروں سے چلنے کے بجائے لکڑی کی طرف اور لپکا ہوا اندھے کوئیں کی طرف گیا تھا۔ اتنی مال کی دکان کے باوجود اس نے دوسری لمبی کی پتھر اٹھا کر جزل ڈیوڈ کی طرف پھینکا۔ اس کا خیال تھا جیسے ہی پتھر اس کے قریب گئے گا وہ اندھیرے میں اسی طرف گولی بھائے گا۔

یہ اس کی سب سے بڑی بھول تھی۔ جزل ڈیوڈ را نادان تھا اس سے متاثر تھا۔ پتھر اٹھا کر پتھر کو لکڑی پر لپکا۔ انسان کے پاؤں کی آہٹ ہے یا کسی جانور کے پاؤں کے کھڑ ہیں۔ زمین پر جلی چیز گری ہے یا پھانسی؟ اور میجر براٹھ کے مقابلے میں وہ پتھر بہت ہلکا تھا۔ جزل ڈیوڈ کو لپکا لکڑی کی سمجھ لگتی تھی اور اسے پتھر کا کوئیں منڈیر کے اس سے کی طرف کیا تھا۔ جانا وہ وہاں چھپا ہوا تھا۔ چون کہ مشین تھی اس لیے وہ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں فائرنگ کرتا چلا گیا۔ اس لیے میجر براٹھ نے اٹھ کر دیوالو سے گولیاں چلائی تو اسے مسلسل فائرنگ کی زبردستی ناچار اڑا دیا گیا۔ گولیاں لگا کر منڈیر کے اوپر چھپا کر آہٹ کے اندر سے کوئیں میں چلا گیا۔ جزل ڈیوڈ را نادان سمجھ لکڑی کی گرائی میں آٹھیں سمجھا جاتا تھا کہ دیکھ کر اٹھا۔ دن کے وقت ہی اس کی گرائی نظر نہیں آتی تھی۔ تاب تھی لیکن وہ بے ساختہ ایسا کر اٹھا۔ لیکن کون پانا جاتا تھا کہ ایک

میں مہم ہو چکا ہے۔

میجر براٹھ ٹرانسفا ر مشین کے مسئلے میں سب سے زیادہ مہم تھا۔ وہ اس مشین کی رگ رگ سے واقف تھا۔ اگر وہ گشتہ ستانی ب بیٹھ جاتا۔ پھر اس کا نقشہ بناتا اور اس مسئلے میں اس کے لیے ہدایتیں فراہم کی جاتیں تو وہ ایک نئی مشین بنا کر سکتا تھا۔

دیکھا جائے تو دو ہی شخص مشین بنا سکتے تھے۔ ایک شاہراہ اور دوسرا میجر براٹھ اور دونوں ہی ختم ہو چکے تھے۔ ان دونوں کی موت سے مشین بنانے جانے کا انداز ختم ہو چکا تھا۔ مگر ان کا ایک اندیشہ تو یہ تھا کہ مشین کا مکمل نقشہ اور اس کی پوری تفصیلات جو مختلف کائنات میں بن گئیں تھیں، وہ اس مشین کے ساتھ بلاٹک کے تحیلے میں بھی ہوئی تھیں جہاں جزل ڈیوڈ را نادان اسے چھپا کر لکھا تھا۔

شاہراہ اس مشین کا سوجھ بھٹا اور موجود بہت کم ہونے میں جب ایک چیز تیار ہو جائے تو اس کا نقشہ دیکھ کر اس کی تفصیلات معلوم کر کے پھر مشین ہی چیز دوبارہ بنائی جاسکتی ہے۔ میجر براٹھ بہت ہی ذہین اور تجربہ کار مکنک تھا لیکن وہ دنیا میں ایک ہی مشین تھا اور وہی کھسے فورہ کا سادہ ذہن کینک ہو سکتے تھے۔ آئندہ جس کے ہاتھ بھی وہ نقشہ لے گا وہ مشین دوبارہ تیار ہو سکے گی۔

وہ تھوڑی دیر تک تاریکی میں آٹھیں بھاڑتا رہا کہ کوئیں میں دیکھا رہا ہے وہاں سے لپک کر تیزی سے چلتا ہوا کچھ میں آ جا رہا ہے۔ اپنے ساتھ بہت مسلمان لایا تھا۔ کچھ کچھ وہاں گرا کر کے لیکن کہاں آتے ہی دشمن پیچھے ہٹتے تھے۔ براٹھ کی موت کے بعد وہ اس خوش فہمی میں نہیں رہ سکتا تھا۔ میجر براٹھ اب وہاں کا لپکا اس کے کچھ کام کرنے والے ہوں گے جنہوں نے اس کا کچھ کو دیکھا ہوا تھا۔ کچھ سب سے زیادہ خطرہ اس سے تھا۔ کچھ اس کے دماغ میں پیچھے کی کوشش کر رہا تھا اور اس نے اپنے اختیار سانس روک لی تھی۔

آئرن ہارڈی کے حکم پر میجر نے خیال غوائی کی پرواز کی تھی اور جزل ڈیوڈ را کے دماغ میں پیچھے کی کوشش کی تھی۔ میجر واپس آکر بتایا تھا کہ اس کا دماغ حساس ہے اور وہ سانس روک رہا ہے۔ اس کی اس حرکت نے جزل ڈیوڈ کو خوفزدہ کر دیا تھا۔ خیال غوائی کوئی بھی کھسے نہ لایا تھا۔ فریاد بھی تھوڑی کی طرف جاتا ہے اور یہ دہشت طاری ہوا ہے کہ وہاں کی مشین میں خیال غوائی کرنے والے میں کینک نہیں کسی دوسری وقت اسے گھیر لیں گے۔

اس نے ایک چھوٹی سی آہٹ لکھ لی، اس میں اپنا بہت ضروری مسلمان رکھے۔ لکڑی باقی سامان میں چھوڑ دیا۔ کچھ کے سامنے گاڑی لکھ لی ہوئی تھی۔ وہ گاڑی بھی تعاقب کرنے والوں کی نظروں میں آگئی۔ لی حال مجبور تھی۔ اسی میں شریک جانا تھا۔ اور وہاں جا کر گاڑی تبدیل کر لیتی تھی۔

وہ ڈیوڈ را کو تیار ہوا کچھ کے احاطے سے باہر آیا۔ پھر جزل ڈیوڈ پر



میں جاتا تھا۔ اس کے بعد کارڈرائٹر کرتے وقت بائیں کلب بائیں تقریب میں وقت گزارتے وقت متبادل طور سے چاروں طرف دیکھتا رہتا تھا۔ کوئی اسے دیکھ تو نہیں رہا ہے کوئی اسے پہچان تو نہیں رہا ہے؟

آخر وہ فرج میں جزل رہ چکا تھا۔ بڑوں نہیں تھا وہ کبھی اس خوف زدہ نہ ہوا لیکن موریا کی خیال خوانی نے اس کا سکون درہم برہم کر دیا تھا۔ یہ ٹکڑے ٹکڑے تھی کہ وہ کون ہے جو اس کے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہلنے دی، ٹرانسفارمیشن، تو آدمی کو کمان تک دھڑلے لگے یہ جو آدمی ہوتا ہے نہ بہت مذکورے ہو سکتا ہے۔ اسے جس بات سے روکنا ہے کہنے کے لیے جنت سے نکل جاتا ہے۔ اسے موت کی دھمکی تو وہ قبر تک پہنچ جاتا ہے لیکن اپنی مندرے ہاڑنیں آتا اور انسان کی یہی عزت سے لٹنے لگتی دکھائی ہے۔ ابھی جزل و پورا ہمارے کتنے ہمارے لودا ناخوش سے گھبراتے والا تھا۔

★

میں لگ بھگ فرناٹو کی ایک ایسی خفیہ رپائش گاہ میں تھا جہاں انٹیلیجنس والے بھی نہیں پہنچ سکتے تھے۔ فرناٹو بہت پیسے ہی اس رپائش گاہ میں اکڑ چکے تھے۔ کیا تھا تا کہ یہ استقبال کے اندر میرے ساتھ کچھ وقت گزارے۔ اگر وہ بعد میں آنا چاہتا تو میں اس کی اجازت بھی نہ دیتا کیونکہ اسٹیشن جنس والے اس کے پیچھے چلے ہوئے تھے اور دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ فرما دے کہ اب کیسے ملاقات کرنا ہے؟

میں نے اس سے پوچھا کہ تم میری غلط خیالیوں کو کچھ بگڑ گئے ہو۔ کیا انٹیلیجنس والوں کو یہ تشویش نہیں ہوئی کہ تم کمان غائب ہو گئے ہو اور جب تک خود مار ہو گئے تو وہ تم سے کیسے کیسے سوالات کریں گے؟ اس نے کہا کہ میں نے سوچ رکھا ہے، وہ مجھے پوچھیں گے،

میں کمان تھا۔ میں کون کا یہ بڑی کے معاملات ہیں اور ایسے معاملات ہیں جنہیں میں تفصیل سے کسی انٹیلیجنس والے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا اور یہی حکومت کو جانتا کہ میں ہر سال دو لاکھ دو لاکھ ٹیکس عیسائی ادا کرتا ہوں۔ اس کے بعد حکومت کو میرے معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے۔ اگر کسی قسم کا شبہ ہو تو انٹیلیجنس والے مجھ سے معلوم کرتے ہیں۔ جب میں گرفت میں آؤں گا یہ اور قوم ثابت ہو جائے گا تو میں خود کو قانون کے حوالے کر دوں گا۔

وہ قطر ثابت ہی زندہ دل تھا۔ میرے لیے اس کا دل دیا نہیں، میں نہ رہا۔ میں جو چاہتا اس سے متواں تھا۔ اس نے خفیہ رپائش گاہ میں زیادہ جبر نہیں لگائی تھی، ایک بہت ہی قابل اعتماد باورچی تھا جو ہمیں شایہ لذت کھانے کھاتا تھا اور دو صحن روٹیاں تھیں۔

فرناٹو نے کہا کہ تمہاری بہت مری عادت ہے ایک گھونٹ بھی نہیں پیتے۔ جزل بڑوں ہوتے ہیں وہ لٹے سے ڈرتے ہیں جنہیں فرناٹو

کس نے بنا دیا کیونکہ کتاب ہے تم دلیر ہو؟

وہ لٹے میں بہت کچھ بول جاتا تھا اور میں ہنس کے ہال دوتا تھا کیونکہ وہ بہت ہی صاف دل کا آدمی تھا۔ میرے لیے کسی وقت بھی جان کی بازی لگانا تھا۔ وہ چپے ہوئے بڑا سناٹا تھا۔ تنہا بیٹا تھا اور اکثر کتا تھا۔ تم آؤں دو بجے کے ملائق مسلمان ہو گیا۔ میں نے مسلمانوں کو دیکھا نہیں ہے۔ وہ یورپ سے لے کر امریکا تک شراب پانی کی طرح پیتے ہیں۔ پھر بھی مسلمان کھاتے ہیں کس قسم کے مسلمان ہو جو یہ پرکرتے ہو؟

میں نے ہنستے ہوئے کہا کہ فرناٹو! اسلام تمہاری بھٹی نہیں ہے کہ تم اس بحث میں نہ پڑو۔ کام کی بات کرو۔ کام کی بات تو میں ہی دو صحن ترین روٹیاں رو گئی ہیں۔ میں سوچ سمجھ کر ان کا انتخاب کیا ہے لہذا ان کے ساتھ اچھا وقت گزارو۔

کیا تم مجھے خیال خوانی کا موقع نہیں دو گے، مجھے اپنے معاملات سے نمٹنے نہیں دو گے۔ جانتے ہو، مورینا خفوں کی گرفت میں آگئی ہے۔ چنانچہ، وہ اس سے کس طرح کام لے رہے ہوں گے۔ رجبے جلد از جلد اس کا سراغ لگانا ہے۔ اس نے کہا کہ کام میری گوارا ہے، اگر کام بھی کوئی پیش بھی دکھاؤ، میں بھی کرو یہی زندگی ہے۔

مجھے جب بھی خیال خوانی سے فرصت ملتی تھی وہ کم بہت بے پیش دستر میں تو ہوتا تھا۔ وہ کتا تھا۔ مجھے یاد کر کے اور میں چاہتا ہوں جب بھی مجھ سے دیر جاؤ تو مجھے ہی یاد کر دے۔ وہ تم کو مجھ سے ایک برس دو مہینے کے لیے ملتا ہوئے تھے۔ جانے کیوں تھے یہ خوش فہمی ہے کہ میں ہمیشہ کے لیے مجا ہو جاؤں یا میرا مال تو تھا آجھ میں میرے لیے آئندہ مردانے ہیں۔

وہ دبائی باتیں کرتا تھا اور وہ نے کتا تھا۔ لٹے کی زبان لے اچھا خاصا کارڈن ہمارا کہہ دیتی تھی۔ ہر مال مجھے اس سے بڑے فائدہ حاصل ہو رہے تھے۔ میں اس کی خفیہ رپائش گاہ میں محفوظ تھا کسی کی نظر مجھ پر نہیں پڑ سکتی تھی۔ کوئی مجھ پر شبہ نہیں کرتا تھا۔ کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میں آرام سے بیٹھ کر خیال خوانی کرتا تھا۔ منصوبہ بناتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ میں بہت جلد موریا تک پہنچ جاؤں گا۔

اس ملک میں میرے کام آئے والوں میں ریڈ پارڈ کے لوگ بھی تھے اور اسراشلی بچت بھی شامل تھے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے جو حکم دیتا تھا وہ عمل کرنے کے لیے فوراً دہر پڑتے تھے۔ اور میرے اطینان کی حد تک اپنے فرائض انجام دیتے تھے۔ اس کے باوجود ہم اچھا ملک یہ معلوم نہیں کر سکے کہ موریا کون و کون نے اغایاں اور اسے کہاں چھپا کر رکھا ہے۔ یہ سوچ سوچ کر پریشانی بڑھ جاتی تھی کہ اگر وہ کرنے والوں نے موریا کے ذریعے اس ٹرانسفارمیشن

یہ علی پتی کا علم حاصل کر لیا ہوا ہوگا ہے تو اس کا مطلب ہے ہماری دنیا میں ٹیلی پتی ہلنے والوں کی کچھ اور تعداد بڑھ گئی ہے۔ ایک رات کھانے کے بعد میں بستر پر آیا تو پانچ پانی کی لہروں کا احساس ہوا۔ یہ فوراً سانس روک لی۔ پھر ذرا سانس ہمارا رسوختی بائیں ہوں تو مخصوص کو ڈور ڈاڑا کر سکیں۔ مجھے امر کی زبانی دی مسٹر فراد، میں بول رہا ہوں۔

”مسٹر کرمر میں نے یقین کر لیا۔ یہاں شہادت یقین میں بدل رہے ہٹا دینے لگی ہیں۔ چنانچہ ہمارے دلے پیدا ہوئے ہمارے ہیں۔“

”ان حالات میں شہر ضرور ہوتا ہے۔ میں جا رہا ہوں ایک یقینی میں میرے پاس چلے آئیں۔“

دوسرے ہی لمحے میں اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک بہت ہی مدہ سے جانے بیڈر دم میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم نے یہ یاد کیا؟

”میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی سفارش پر ایک مین نے مجھے اتنے خوب صورت جنگی میں منتقل کر دیا ہے۔ اب بھی قیدی ہوں لیکن اسپیشل پرنزروں۔ میرے پینے کے لیے عمدہ درمختی شرب مہیا کی جاتی ہے اور یہ کہ آپ دیکھ رہے ہیں کتنا خوب صورت ہے۔ مجھے کتنا آرام ہے۔ کھا گیا ہے۔“

میں نے سکراتے ہوئے پوچھا کہ تو خوش ہو؟

”میں پوچھتا ہوں کہ میرے ہر بات کیوں ہے؟“

”اس لیے کہ تم اس کے بھائی ہو جسے ہم دیکھتے ہیں۔“

”میرے ہی یا اور کچھ؟“

”اگر تم کسی بات کا شبہ ہے تو بلا جھجک بیان کرو۔“

”یہاں خفیہ طور پر کچھ افسران آتے ہیں یقیناً وہ ماسک میں لٹے کوئی ہیں۔ مجھے اس بات پر قائل کر رہے ہیں کہ میں اس شخص کا نقشہ تیار کروں۔ انھیں معلوم ہے کہ میں ہم میں جھانپوں نے نانی تھی۔“

”یہ لٹے اس میں شارب کا زیادہ اہم تھا لیکن اس کا نقشہ اور اس کی ساری تفصیلات ہم نے دیکھی ہیں، ہم نے دیکھی ہیں۔ ہم اس شخص کے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں لہذا ماسک مین کا خیال ہے کہ میں اس کا نقشہ تیار کر سکتا ہوں۔“

”تمہارا بیان کا خیال ہے؟“

”میں میں نے متعلق سب کچھ معلوم کیا ہوں۔ اگر یاد ہوتا ہے تو میں اس کا نقشہ کافر بن دیتا اور جو نقشہ میرے دماغ میں بنائیں۔“

”تم جو کہ رہے ہو وہ میرے دل کی باتیں ہیں۔ تمہیں یہ سے کرنا چاہیے۔“

وہ ایک سرواہ بھر کر بولا۔ ”میں ایک قیدی کی زندگی گزار رہا ہوں۔ جب آزاد ہوتا ہوں بھی دنیا والوں سے بے خبر تھا۔ آج بھی بے خبر

ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ اس کا ہور ہے لیکن خبر میں کہ میرے دل پر بجلی گرتی تھی کہ دشمنوں نے جو جو کچھ اٹھا ہے۔ پھر یہ بھی کہ خوشی کی اشد انداز دی کہ تم لوگوں نے اسے جیتے جیتے ہی دیکھنے والی دلائی اور اپنے پاس بلا لیا۔ میں نے خفا سے لگائی لگائی اور وطن کی عری کی دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ تم لوگوں کے دسے جو جو کی زندگی بھی ہے اور عزت آبرو بھی۔“

”مسٹر کرمر، تمہیں اب اپنی ذات کے غول سے بھٹنا چاہیے۔ دنیا کو دیکھنا چاہیے کہ اگر ان معاملات میں ہم پر یہ حقدار کیا ہے چٹھا ہے جو جسے نفرت رکھتے ہیں۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا کہ عجیب بات ہے۔ میں دنیا کو بھڑونا چاہتا ہوں اور دنیا والے مجھے بھڑونا نہیں چاہتے۔ یہ لوگ مذکورے ہیں کہ میں دشمن کا نقشہ بناؤں۔ ابھی ایک گھنٹا پہلے انھوں نے ایک کیسٹ منا۔ اس میں کچھ لوگوں کی آوازیں ریکارڈ کی گئی تھیں۔ کیسٹ سننے والے خسرے گئے۔ جن کی یہ آواز میں یہ وہ سیر ہاٹھ کے ملک سے نفرت رکھتے ہیں وہاں ٹپسے ٹپسے مہدوں پر فائز ہیں۔ ان میں سے دو آوازیں ایسی ہیں جنہیں میں کہتے ہیں ان کے دماغوں میں ہتھیار ہے۔ ہمیں شبہ ہے کہ ٹرانسفارمیشن انہی آدمیوں میں سے کسی کے پاس ہے۔“

آدمی نے ان سے پوچھا کہ آپ کو یہ شبہ کیسے ہوا؟

”ہمارے کچھ خفیہ ذرائع میں ان ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سیر ہاٹھ سیر تبدیل ہو چکا ہے۔ اب کوئی نیا ایسا ہے پرانا بناتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ٹرانسفارمیشن ان کی کوئی میں ہے لیکن وہ استعمال نہیں کر رہے ہیں کیوں نہیں کر رہے ہیں؟ میں معلوم نہ ہو سکا۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ وہ ٹرانسفارمیشن ان کی سمجھ میں نہیں آ رہی ہے یا پھر اس میں کوئی غلطی پیدا ہو گئی ہے یا کسی نے چرائی ہے۔“

”یعنی آپ ان دو آدمیوں کی آوازیں سنا رہے ہیں جن پر شبہ ہے کہ انھوں نے ٹرانسفارمیشن چرائی ہے؟“

”ہاں۔ ابھی جہاں ہی اندازہ ہے۔ امریکا میں مجرموں کی چھوٹی بڑی بے شمار تنظیمیں ہیں جو چھوٹی بڑی اداروں کی سرکوب ہوتی رہتی ہیں۔ ان میں سے دو دستہ شکیٹ ایسے ہیں جن کے سرنگ کی آواز ہمارے آدمیوں نے ریکارڈ کر لی ہیں۔ اب تم وہ آوازیں سن کر ان کے دماغ میں پہنچ کر تصدیق کر سکتے ہو کہ جہاں اندازہ کہیں حد تک درست ہے۔“

انھوں نے کیسٹ کو کمان کیا۔ وہ دو آوازیں سنائیں ان میں سے ایک آواز جزل و پورا اور دوسری ہجر براٹھ کی تھی۔ مجھے یاد آکر گویا آوازیں سننے والوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ جن کی آواز میں وہ کبھی جزل و پورا یا ہجر براٹھ کتا یا کہتے تھے۔ آواز سننے والے نے پہلے ہجر براٹھ کی آواز سنی پھر کتا۔ پہلے تم اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھو یہ کون ہے کہ میں ہے۔ اور کیا کہنا چاہیے۔“

آدمی نے یہ تمام باتیں سنا رہا تھا۔ اس نے کہا کہ مسٹر فراد ان

ہا سی بات نہ کرو، مجھے یہ دنیا تانک نظر آتی ہے، شیطانی
 شیطان کو دکھائی دیتے ہیں اور ہاے معصوم بچے ان کے جنگل میں نظر
 آتے ہیں میں جو جو کو لو لمان دیکھتا ہوں انہا یا! اس وقت ہم تینوں
 مہمانوں کو موت کیوں نہ آئی جب ہم مشین کی تیارو میں دن رات
 مصروف تھے، اپنی کامیابیوں پر خوش ہوتے جاہلہ تھے، مستقبل کی
 ذرا فکر نہ بھی کیا، آئندہ اس مشین سے کتنے شیطان پیدا ہوں گے؟
 اس نے خلا میں بکھرتے ہوئے کہا: فرادان! اس سب کو ماراؤ اور تین
 تک بچھتے ہیں، ان سب کو ختم کر دو جو پٹی بستی کھانے کا ذریعہ بنے ہیں،
 اگر سوریا خاں کی گئی ہے تو اسے بھی ختم کر دو! اگر کسی کا ہاتھ میں مشین
 آگئی ہے اور وہ مجھے بھی، احوال کے لئے جانا یا میں تو تم مجھے بھی مہ
 ڈالنا، ذرا اٹا نہ کرنا، اگر کوئی شیطان جو جو کے ذریعہ پٹی بستی سیکسٹا
 جاہلہ تو جو کو بھی...

مخاص بات یہی ہے کہ کراچی کے کچے اہل اندھا کونوں سے بدت ممکن ہے کہ ٹرانسپارنڈنٹ مشین اس اندھے خوشی میں چھائی ہو کہ وہ میں سدا ہو گا کہ بیچہ گیاس نے بڑے کام کی بات بنائی تھی اگر اندھے کونوں کی تہ میں زہر پی گئیں نہیں ہوگی تو کسی نے اس ٹرانسپارنڈنٹ مشین چھپائی ہوگی، یہ بات میں نے اس پولوٹ حصے والے ایجنٹ سے نہیں کہی اور نہ ہی اس کی تاثر کی، بلکہ مخالفت کرتے ہوئے کہا: میں تمہارے خیال سے اتفاق نہیں کرتا مگر ہوا تو اپنی تسلی کے لیے وہاں رہ کر معلوم کر سکتے ہو کہ اندھے کونوں سے کیا ٹھیکے والا ہے؟“

میں نے یہ کہنے کو کہ دیا مگر نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس سے مشین

لہذا جب تک کہ ماضی پر ایک کارکن کے پیچھے وزارت ہوئی ہے۔
 اس نے کہا کہ مجھے معلوم ہے میرے درباری پریس پر رٹورٹورڈ
 لبرٹیٹ سے دیاں موجود ہیں۔ جاری نظر اس امانہ کو نہیں پرہے۔
 - جنوری جازم پیشہ نہیں ہوں گے جب کہ نظریہ اسی کو نہیں پرہوں گے۔
 کہا ہے کہ تمام پرہتا جہاں میری کیا پیجی کام نہیں اس کی تھی جہاں نہت
 کو طرح رسائی کی ضرورت تھی۔ اس لیے فرما نہ تو سے کہہ دیا۔ اب
 بلانے سے مکمل کر ہوں۔ چنانچہ ایک واپسی ہوئی کہن را لطف نام کرتا
 ہوں گا۔
 آتے تھے ملک میں وہ یہاں بہت بڑا ہو گا۔ وہاں اس کے نہ لے
 اور جہاں کی سولیتیں حاصل ہو جائی تھیں۔ میں نے ایک آپ کیا کیا ایک
 نامنا صحت پتا۔ اس کے اوپر اور کوٹ، پھر فریٹ ہیٹ سر پر بھی
 ایسا پتا بھیجنا کیا۔ اس طرح کسی کسی انگریزی نام کا ماسوس دکھائی دے

میں پانچویں دکنہ ترکے کے ایک کلب میں اپنا پیارے لے
مشکل یہ تھی کہ میں جی نہیں سکتا تھا وہاں ہر کلب ہر یوں دلہنہ خانے
میں لوگ بیٹے تھے یہ حاشا نہیں تھے ایسے ساحل میں نیچے دلے
کو عجیب نظروں سے دیکھا جاتا تھا بلکہ اسے عجوبہ سمجھا جاتا تھا۔ میں نے
اس کا محل تلاش کر لیا تھا۔ وہی کمرہ سترے رنگ کی جوتی ہے۔ میں ایک
بول میں سترے رنگ کا مشروب رکھتا تھا۔ کبھی کبھی میں سترے رنگ
ڈبل بیک کا روڈیٹا تھا پھر کبھی ایسی میز پر بیٹھا تھا جس کے قریب
خوب صورت پودوں کے گٹے ہوتے تھے۔ یہ ایک گلاس میں ڈبل بیک
لا کر رکھتا تھا۔ میں عموماً نظروں سے ہر طرف دیکھتا تھا جب لین ہوتا
کو کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا ہے تو میں چپکے سے وہ شراب گلیے میں ڈال دیتا
اس کے بعد میرے سے چھوٹی سوسن لیٹا جاتا تھا۔ اس کا مشروب خور
213

مالا اس میں ڈالنے کے بعد ذرا کھنگال کر دیکھ لے میں صیقلیت پاتا تھا۔ اس طرح شراب کا وہ گلاس کسی حد تک دھل جاتا تھا اس کے بعد وہ شراب گلاس میں ڈالتا پھر بوتل بند کر کے جب میں رکتا اور ایک گھونٹ پینے کے بعد دوسرا گھونٹ پینے میں کوئی کمی نہ لگتا دیکھتا تھا تاکہ اس گلاس میں دریک شراب نظر آتی رہے اور کوئی مجھے شراب نہ پینے والا مجھ پر نہ دیکھے۔

میں نے منہ پر شراب کا ایک گھونٹ لینے کے بعد کلب کے ماحول کا جائزہ لیا۔ ان دنوں گھٹیلے والے دوسرے تھے میں تھے۔ میں جہاں تھا وہاں میری بھی ہوئی تھیں۔ وہاں محبت کی کاروباری اور سیاست کی باتیں کرتے والے لوگ اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کچھ میز پر خالی بھی تھیں۔ حسین خرمی اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے میں اور میز پر بھی میز پر بھی تھیں۔ ایسے ہی وقت میں نے ایک نہایت حسین لڑکی دیکھی۔ میں نے کیا سمجھی نہ سہی کہ اس کی جانب دیکھا۔ اسے دیکھنے کے بعد ایک اور لڑکی اس کے پیچھے ایک بہت ہی تھوڑا سا ہانسی بڈر نظر آیا۔ میں نے غلام باقی کا تہیہ ہی خوب صورت کرتی دیکھی تھا۔ آج اس باڈی بڈر کو دیکھ رہا تھا اس کے کپڑے ہونے کا اندازہ لایا تھا جیسے وہ اس حسین لڑکی کا باڈی کارڈ ہو۔

وہ چاروں طرف لوں نظریں دوڑاتا رہی تھی جیسے کسی خالی میز کی تلاش میں ہو۔ کوئی میز خالی نہیں تھی۔ دو میز پر ایسی تھیں جن پر ہر عرف ایک ایک شخص نظر آتا تھا۔ ایک میں تھامری میز کے اطراف میں کرسیاں خالی تھیں۔ دوسرا ایک اور میز پر کچھ شخص تھا جو مجھ سے ذرا فاصلے پر تھا۔ وہ بھی تنہا تھا۔ دنیا میں جتنا دل کی کمی نہیں ہے ایک سے بڑھ کر ایک حسن مہوہ غارتسا ہے لیکن اس لڑکی میں ایسی کوئی بات تھی جو مجھے بار بار دیکھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ میں اس وقت سمجھ نہیں پایا۔ صرف اسے دیکھتا رہا اس کے قدم کس طرف اٹھنے والے ہیں۔

مجھے خوش قسمتی تھی کہ وہ میری طرف آئے لیکن وہ دوسرے عمر کے شخص کے پاس پہنچی۔ بسکہ اگر کچھ کہنے لگی۔ اس شخص نے غصہ اٹھا کر کسی کی طرف اشارہ کیا۔ اس کے ساتھ آئے والے باڈی بڈر نے کسی کو تھام کر کھنکھاتا ہوا لڑکی کو پیچھے گھمائی۔ اس نے اپنے ساتھ آئے والے کو دیکھا۔ مجھے کچھ کہنا۔ باڈی بڈر نے اس کے سر پر ہاتھ پڑھایے حکم کی تعمیل پر دفعتاً منہ ہوا۔ اس کے بعد وہ بھولوں کے سے انداز میں جیتا ہوا اس دروازے کے پاس پہنچا جہاں سے لڑکی کے ساتھ داخل ہوا تھا پھر وہاں دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

یہ انداز بتا رہا تھا کہ اس لڑکی میں کوئی خاص بات ہے یا تو وہ بہت ہی میری ترقی پر باپ کی بیٹی ہے یا پھر اس کی زندگی گزار رہی ہے جس کے لیے ایسے بھولانے والی گارڈی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ سکا کراس پونڈ سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کی سکاٹ لینڈ اتنی پیاری اتنی دل نشین تھی کہ وہ فرس ہوئی تو بیاہ کر بیٹھ جاتے۔

ہمارے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کی باڈی بڈر کے اشارے میں نہیں سکتا تھا۔ اتنی دیر سے ان کی آنکھوں میں جھانک نہیں سکتا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہاں جانا اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی درخواست کرنا مناسب نہیں تھا۔ اگر وہ دوشیزہ یا وہ پورے جوائے کی دنیائے عشق رکھتے ہوں گے تو پھر پریشاں کر سکتے تھے۔ میری باڈی کارڈ کے قیود تباہ ہے کہ وہ لڑکی کے قریب کسی کو بیٹھنے نہیں دے گا۔

دو میز پر کچھ مجھ سے پوچھا۔ "سرا کچھ اور چاہیے؟" میں نے جیب سے دس ڈالروں کے پانچ نوٹ نکالے۔ پھر میز پر کو اشارہ کیا۔ وہ میرے قریب مجھ کی طرف سے وہ نوٹ اسے دیتے ہوئے کہا۔ "وہ جوسین لڑکی تو مجھ کے ساتھ بیٹھیں تو ہے اور میں کا باڈی کارڈ دروازے پر کھڑا ہوا ہے اگر تم ان تینوں کے متعلق کچھ معلومات حاصل کر سکو تو ایسے ہی پانچ نوٹ اور دیں گا۔" دو میز پر کہا۔ اس پورے کا نام آ رہا تھا۔ مجھے پورا نام یاد نہیں آ رہا ہے۔ میں جیڑ دیکھ کر بتا دوں گا۔

صرف پورا نام ہی نہیں اس کا پورا ایڈریس اور جی کارڈیں آج اسے اس کا نام بھی بتاؤ گے۔

"میں سرا میں آجی کرتا ہوں گا۔" "تم نے لڑکی کے متعلق کچھ نہیں بتایا۔" "سرا یہ آج بھی باقی رہا ہے۔ ہم بھی اس کے باڈی کارڈ کو دیکھ کر حیران ہیں۔ دیکھیے کیا غضب کا آدمی ہے۔ دیکھ کر ہی ڈر لگتا ہے۔"

"کلب میں کتنے والے کاؤنٹر پر اپنا نام بتا دیتے کہ اسے یہ دستخط کرتے ہیں تب یہاں آتے ہیں۔ تم اس لڑکی کے متعلق معلوم کر کے آؤ۔ اس کی کار کا نمبر بھی نوٹ کر دو۔ دیکھو بہت مازداری لگتی کو شید نہ ہونے پائے۔"

"آپ اعلیٰ ان رکھیں۔ میں آپ کا کام بوشیاری سے کروں گا۔" وہ جگایا۔ اس نے پندرہ منٹ کے اندر ہی تمام معلومات فراہم کر دیں۔ اس پورے کا پورا نام آ رہا تھا۔ وہ گلاس خالی کا کابز بھی معلوم ہو گیا۔ حسین دوشیزہ کا نام جوسین تھیں۔ کلب میں آئے والے شخص کا نام کھونا نامزد ہو جاتا تھا لہذا باڈی کارڈ کا نام بھی کھونا لایا تھا اور اس کا نام پیر پال تھا۔

میں نے دو میز پر کہا۔ "تم اس باڈی کارڈ کے پاس جاؤ اس سے کہو میں اسے جیڑ کر کھانے کی دعوت دے رہا ہوں۔" دو میز پر میرے حکم کے مطابق اس کے پاس گیا۔ پھر وہ لا میٹر! اس بالکون والی میز پر ایک صاحب تنہا بیٹھ میرے وہ آپ کے ساتھ کھانے میں خوشی محسوس کر رہے تھے۔

باڈی کارڈ پر پیر پال نے غور کر میری طرف دیکھا۔ پھر وٹیر کو فوری سے دیکھا اور بولا۔ "میری شہزادی بڑی فرماں بردار ہے۔ میرے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا چاہوں تو وہ خوشی محسوس کرے گی لیکن میں اپنی نیت پہنچاتا ہوں اس لیے دروازے پر کھڑا ہوں۔ اس شخص سے کہہ پائیں۔ وہ اپنے شہزادی کچھ پینے کی حماقت نہ کرے۔"

میں اس کی آواز میں کچھ حیران اس کا بھولنا جسم تباہ تھا کہ اس کا دماغ حواس پر کتنا ہے۔ وہ میری سوچ کی ہر محسوس کرتے اس میں اس روک سکتا تھا۔

وٹیر نے اسے مخاطب کیا تھا اور میری وجہ سے مخاطب کیا تھا لہذا اسے خیال خوائی کے سلسلے میں مجھ پریشاں ہو سکتا تھا۔ میں نے شہزادی جوسین نلسن کو ذرا وقت سے دیکھا۔ بہت ہی خوب صورت جسم تھا۔ معلوم ہوتا تھا وہ بھی صبح شام ورزش کرنے کی عادی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی کا کچھ شوق ہو۔ اس کے دماغ میں جانا مناسب نہیں تھا۔ میں نے اپنی نیند کو وٹیر کو اس کی نیند کے وٹیر سے بات کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح میں دوسرے وٹیر نے دیکھا۔ ان کی میز پر کچھ بیٹھ گیا۔ وہ کھانے کا آرڈر لے رہا تھا جیسی لڑکی تھی۔ "میرا بھڑکاپ آؤ۔ ضرور دے رہے ہیں پلے منٹ میں لوں گی۔"

"میں جیسی ایک خلاف اصول باتیں کر رہی ہوں۔ آپ میری فریڈم میں میری حیران ہیں۔ اگر آپ نے ادا نیکی تو میں انٹلٹ محسوس کروں گا۔"

میں نے کچھ کی آواز سن لی۔ وہ بڑھتا تھا اگرچہ اچھا صحت مند نظر آتا تھا لیکن اس میں فرق نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ سانس دھک لگاتا تھا۔ اس کا دماغ حواس پر ہو گا۔ میں نے اس کے کلب ولیم کو دیکھا۔ میں میرا بڑھتی خواتین کی پرما کر رہا ہوں اس کے دماغ میں پہنچا لیکن دوسرے ہی لمحے وہاں چلا آیا۔ اس نے سانس روک لی تھی۔

میں نے بڑی جلدی کی تھی اور میری جلدی میں غلطی کر رہا تھا۔ پھر کھڑا ہوا تھا۔ پریشان ہو رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے سر کو مضام لیا تھا۔ جیسی کچھ کہہ رہی تھی۔ اب تو میں دور ہی سے انھیں دیکھ رہا تھا۔ ایک کے دماغ میں پہنچ کر غلطی کی تھی۔ دوسری کے دماغ میں جا کر دوسری غلطی میں نہ جاتا تھا۔

میں نے دیکھا۔ وہ بڑھتا تھا جاتا تھا۔ لڑکی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ شادی جانا جاتا تھا اور وہ روک رہی تھی۔ انداز میں سمجھانے کا تھا جیسے اس کی پریشانی پھر رہی ہو۔ اچانک اٹھ کر کلب کی وجہ معلوم کرنا چاہی ہوا۔ اسے تسلیاں بھی دے رہی ہو۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فریڈا اشارہ کر رہا تھا جیسے کہ وہ ہوا۔ دل پر ہاتھ پڑھتے خراب ہو رہی ہے۔ وہ دروازہ جانا چاہتا ہے۔ انورہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس دروازہ وہ بار بار چاروں طرف دیکھتا

جاتا تھا جیسے کسی نادیہ دشمن کو ڈھونڈنا جاتا ہو۔ پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے تک پہنچا۔ انک کا کلب نظر اس کے باڈی کارڈ پر پیر پال پر پڑا۔ پیر پال نے اس کے باہر جگایا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

جیسی اتنی حسین تھی کہ اسے تنہا دیکھ کر کوئی بھی لطف لینے نہ سکتا تھا۔ اس سے پہلے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھ کر شراب کا وہ گلاس ہاتھ میں لے کر اس کی میز کے پاس آیا۔ پیر پال کو بولا۔ کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟

اس نے مجھے دیکھا۔ پیر پال کی دیکھ میں تھیں۔ جھینک اہمازت دونوں کو تھا۔ ادا لٹوٹ ملنے کا لہذا بیٹھ جاؤ۔" میں شکر ادا کرتے ہوئے اس کی سر پر بیٹھ گیا۔ آدھ خرمی جھجھکیا تھا۔ وہ بولی۔ کیا تم کوئی ماہر جانتے ہو؟

میں نے پوچھا۔ یہ خیال کیوں پیدا ہوا؟

"میں دیکھ رہی ہوں۔ آدھ وہ بڑھتا پریشان ہو کر بکھر خوف زدہ ہو کر چلا گیا۔ اس کے جلتے ہی آگئے۔" میں نے بیٹھے ہوئے کہا۔ میری دعا میں بہت اٹھو ہے۔ میں ایک پورے کو تمہارے ساتھ دیکھ کر کھڑ رہا تھا۔ جوانی پر پڑھنے کا سار نہیں پڑتا جانتا ہے۔ میں نے کہا۔ آدھ زماں ہے۔ جب دل کسے خرمیوں سے کوئی دعا مانگتا ہوں تو وہ قبول ہوا کرتی ہے۔ میں حیران ہوں۔ اس وقت بھی دعا قبول ہو چکی ہے، وہ اٹھ کر چلا گیا ہے۔"

وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکراتے ہوئے بولی۔ عجیب بات ہے میں بھی دل کی گہرائیوں سے کوئی دعا مانگتی ہوں تو فوراً قبول ہو جاتی ہے۔"

میں نے پوچھا۔ کیا تم بھی دعا مانگ رہی ہو؟

"ہاں جب کوئی خیر خواہ میرے پاس آتا ہے تو میں کہتی ہوں یہ جوان گفتار کے غازی ہوتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں دل ٹوٹ کر مل جاتا ہے۔ خدا یا ایسے جوائے سے محفوظ رکھ۔" یہ کہتی ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ میں نے پوچھا۔ کیا ہوا؟

"میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ میں حیران ہوں۔ ٹوٹا ناٹ اینڈ ڈونٹ بی سو کوٹس تو ناوای۔ شید نہ پیر پال پہنچا کرنے کی حماقت نہ کرنا۔"

وہ ایسا رکھتی تھی میں اس کا تعاقب نہ کرتا۔ اس کے باڈی کارڈ کو خواہ مخواہ پیش دانا ناشتمنی نہیں تھی۔ ان کے نام اور بہت معلوم ہو چکے تھے۔ میں بعد میں وہاں تک پہنچ سکتا تھا۔ میں نے وٹیر کو کھانے کا آرڈر دیا۔ پھر ان کے متعلق سوچنے لگا۔ کچھ بھارت تھا۔ میں کچھ وقت گزارنے کے بعد جیسی اور اس کے باڈی کارڈ کے دماغ میں پہنچنے والا تھا۔

اس سے کوئی سال کے تیر گولہ مار دو میں اس کی موت کی خبر نہ سن چاہتا ہوں۔

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ چونکہ کوئی اس ننگے میں آجکا تھا۔ اسے دیکھ چکا تھا۔ اس پر بخوبی عمل کا اثر نہیں ہوا تھا۔ لہذا اس سے پہلے کہ وہ بزنل ڈیکر کے باہر سے کسی سے کچھ کہتا اس کا مارجانا بہتر ہوتا۔ تقریباً چالیس منٹ کے بعد اس کے دست راست نے اطلاع دی۔ وہ ختم ہو چکا ہے۔

دو گنی سمیٹینوں کو ختم کر سکا تھا۔ ٹرانسفا ر مشین بھی یہی سمیٹین پیدا کر رہی تھی۔ وہ اسے حاصل کرنے سے پہلے ہی بجز براٹھ سے زبردست دھوکا کھا چکا تھا۔ اس کو بہت سے شین کو غلط طریقے سے آپریٹ کر رہا تھا۔ جس سے یہ بھی صلاحیتیں دماغ میں منتقل ہوئی تھیں۔ وہ سب ماحول تھیں۔ نہ وہ سانس روک سکتا تھا۔ نہ توئی عمل کر سکتا تھا۔ نہ سپر ماسٹر کی طرح شرطیں چالیں سوچ سکتا تھا۔ اگرچہ وہ گندہ ذہن نہیں تھا۔ اپنے طور پر ذہن اور ماحول دماغ تھا لیکن ذہن ہونا اور بات ہے۔ بالکل ہونا اور بات ہے۔ یہ بالکل اسے سپر ماسٹر کے دماغ سے حاصل ہوئی تھی۔ وہ بھی ختم ہو چکی تھی۔

اب اپنے دشمنوں اور اڈا کاروں کو ختم کرنے سے کیا ہو سکتا تھا۔ مشین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا رہی تھی۔ کوئی تیل پمپ بھی جلتے والی تھ۔ نہیں آ رہی تھی اور اس کی سمیٹیں نہیں آ رہی تھیں۔ کس طرح موزیک پینٹا چاہیے۔ دے دے کہ ایک موزیچا رہی تھی۔ وہ فزائو توئی اور شیاک پیٹن کے حرارت نہیں کر سکتا تھا۔ آدرا مالک میں کی قید میں تھا۔ لہذا وہ دنیا کے متعلق معلومات حاصل کر رہا تھا کہ آئوس امریکا کہاں غائب ہو گئی ہے؟

ایک مہرہ وہ بیدار ہوا تو اپنے اندر عجیب سی تبدیلی محسوس کی۔ اس میں ایک عجیب سی خود اعتمادی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا دماغ گہرے ہوا توئی عمل کر سکتا ہے۔ اس کا دماغ بہت حساس ہے۔ کوئی کپانی سوچ کر اسے فوراً سانس روک سکتا ہے۔

وہ تعویذی دریک اپنے متعلق سوچتا رہا۔ پھر مکر کو جب تک بڑھانے لگا۔ کیا حقائق ہے۔ چنانچہ میں کیوں ایسا سوچ رہا ہوں۔ وہ بہتر سے اچھے کا ہتھ دہم میں گیا۔ دہان سے نکلی کر زمین میں آیا چونکہ بالکل نیا زندگی گزارا تھا اس لیے جس کی جانے اور ناشتا خود تیار کرنا تھا۔ قیام کو دو وقت ہوتوں میں کھا کرنا تھا۔ جب وہ جوانی میں ایک معمولی سا پی تھا تو کسی حد تک چولے پڑی کا کام کر لیا کرتا تھا۔ لیکن اب ہر شے کے بعد ترقی کرتے ہوئے منزل کے عہد سے ملک پہنچتے یہ سادہ کام بھول گیا تھا۔ اسے کام کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ اب پراسرار زندگی گزارنے کے دوران ضرورت محسوس ہوئی تو وہ انجی طرح اپنے لیے ناشتا تیار کیا۔ کھانا لہذا باہر ٹورسٹ اور سیل وغیرہ سے گزارا کر لیا کرتا تھا۔ اب دہرہ وہ کچن میں آیا تو اس نے اپنے لیے

دو انڈوں کے پوچ نہائے۔ کوئی امانی انڈوں کا پوچ نہیں بنا سکتا۔ یا تو زردی ٹوٹ جاتی ہے یا بہت زیادہ پک جاتی ہے۔ لیکن اس نے پری عہد کے پوچ تیار کیے۔ اس میں بری نمادیت سے نمک اور کار مرچ کا چھڑکاؤ کیا تھا۔ کھانے کے وقت اسے براہِ عملت آیا۔ پھر اس نے پائے بنائی تو ایک گھوٹ پک کر جیران رہ گیا۔ باقی بہترین چلے اس نے پہلے کچن میں بنائی تھی۔ اسے لوں گنا کر جیسے اس کے اندر کوئی انجانی قوت ہے جو اس سے پر کام آتی ہوگی۔ اسے کافی ماری ہے۔

اس نے چلنے پھرنے کے دوران سوچا۔ جیسے اس کا سے باہر ماکرونا کو تلاش کرنا چاہیے۔ وہ یورپ کے کسی ملک میں ہو سکتی ہے۔ پھر اس نے سوچا۔ اودہ تو میں یورپ کے کون کون سے ملک میں اسے تلاش کرنا چاہوں گا۔ پھر میرے پاس کام کرنے والے اتنے آدمی نہیں ہیں۔ دوسرے ملک میں گئے آدمیوں سے کام لینا ہو گا۔ چنانچہ وہ قابل اعتماد ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

پھر اس کے دماغ نے کہا۔ قابل اعتماد ہو سکتے ہیں۔ میں توئی عمل کے ذریعے ان کے اندر پیچھاؤں گا۔ اگر وہ وفادار ثابت ہوں تو کام لوں گا۔ درجین طرح کوئی کو ختم کیا تھا۔ اسی طرح انھیں بھی ختم کر دوں گا۔

اس نے پھر سوچا۔ یہ میں کی سوچ رہا ہوں۔ مجھے توئی عمل نہیں آتا ہے۔ میں ایک بار آزما چکا ہوں۔ دوسری راجحازت کروں گا تو پھر کسی کے سامنے جا کر عمل کرنا ہو گا۔ وہ مجھے مشکل صورت سے پہلے گا۔ پھر نا کامی کے بعد اسے بھی ختم کرنا ہو گا۔ تاخیر میں کیوں کی زندگی سے بھولوں؟

وہ ایک پیالی سے زیادہ نہیں پیتا تھا۔ اس دوران نے دوسری پیالی بنائی۔ چائے بہت عمدہ تھی۔ بار بار پینے کو میا جاتا تھا۔ وہ بار بار تھا اور سوچ رہا تھا۔ کال ہیل کی آواز سن کر کو چوک گیا۔ وہاں صرف ایک ملازم صفائی کے لیے آئی تھی۔ وہ ہر کام اپنے ہاتھ سے کر سکتا تھا۔ مگر جو بے ننگ کی صفائی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لیے ایک ملازم ضروری تھی۔ اس نے بیرونی دروازے کو کھول دیا۔ دوسرے چکا کہ اندر آئی۔ اس نے دروازے کو بند کر دیا۔ یہ روز کا معمول تھا۔ وہ چپ چاپ آئی تھی۔ اپنا کام کرتی تھی اور چلی جاتی تھی۔ اسے بزنل ڈیکو کی حیثیت سے کسی بھی جہان نہیں سمجھتی تھی۔

وہ پھر ڈانگ بیل پر گر بیٹھ گیا۔ دوسری پیالی سے ایک ایک گھونٹ پینے لگا۔ اس دوران وہ کام کی بات سوچتا جاتا تھا۔ لیکن اب بلا اس کا دھیان اس کی ملازم کی طرف جارہا تھا۔ اس کے اندر یہ شدت بڑھتا پیدا ہو رہی تھی کہ اسے اس ملازم پر توئی عمل کرنا چاہیے۔

وہ پریشان ہو گیا۔ آخر یہ غماش کیوں پیدا ہو رہی ہے۔ وہ کیوں دوبارہ توئی عمل کی صلاحیتوں کو زندہ کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کبھی اس ملازم سے بات نہیں کی تھی۔ بہت ضرورت ہوتی تو اسے ہدایات دیتا

تھا کہ ایسا کام کرنا چاہیے۔ دوسرا کام کرنا چاہیے۔ اس کے بعد وہ لوگ کے درمیان خاموشی رہتی تھی۔

وہ دوسری پیالی ختم کرتے ہی اپنی بیکر سے اٹھ گیا۔ دلی دلی میں فیصلہ کرنے لگا۔ کیا اسے توئی عمل کرنا چاہیے؟

وہ فیصلہ کر رہا تھا لیکن اس کے اندر جیسے پہلے ہی فیصلہ ہو چکا تھا۔ وہ اپنے بیڈ روم کا دروازہ کھول کر اندر آیا۔ وہ صفائی میں مصروف تھی۔ بیڈ روم کے دیکھا۔ وہ ایک نوجوان بیوہ تھی۔ اپنے ایک بچے کی خاطر ایک دوسری شادی نہیں کی تھی۔ دلیے شادی کے خاتمے سوچ رہی تھی۔ بزنل ڈیکو کرنے کے بعد وہ رکھتے ہوئے کہا۔ اچھا آؤ۔ وہ آہستہ آہستہ بچہ جاتی تھی۔ اس کے پاس آئی۔ اس نے حکم دیا۔ بہتر پریٹ جاؤ۔

وہ ڈانٹا نہ لے، ڈانٹا نہ لے۔ اس کی سمیٹیں آہ آہ ٹھہرے صاحب کا دل اٹ گیا ہے۔ وہ چپ چاپ بیک پر لیٹ گئی۔ ڈیکو بچے کے سر سے برا بھلا پھیرا۔ اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دواد میری آنکھوں میں دیکھتی رہو۔

وہ کی ہدایات پر عمل کرنے لگی۔ اس کی آنکھوں میں چھانکتے تھے۔ وہ فوجی غلامی میں رہے۔ سب سے محکم رہا تھا۔ تم میری آنکھوں میں دیکھتی رہو گی اور دیکھتے رہو گی۔ آنکھیں بند ہو جائیں گی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ توئی عمل کے طریقہ کار کے مطابق اسے تلاش میں لائے۔ لگا۔ اس سے بھی ایسی کئی گاہ وہ بند آنکھوں کے پیچھے ہونے سے دیکھ رہی ہے۔ اور اس کے کان دنیا کی آواز سن کر کہیں نہیں رہے۔ ہر طرف اس کی آواز سن رہی ہے۔

اس نے پانچ منٹ کے بعد محسوس کیا۔ وہ بالکل ساکھ ہو گئی ہے۔ اور ٹرانس میں آگئی ہے۔ اس کی معمول پر اس کے اس کے امکانات کی تصدیق کر سکتی ہے۔ اس نے آواز سن کر اس کے طور پر اس سے چند نکات کیے اور معمول جواب مستار رہا۔ پھر اس نے پوچھا۔ تم میرے متعلق کیا سوچتی ہو؟

اس نے کہا۔ تم بہت پر اسرار ہو۔ ہمیشہ خاموش رہتے ہو۔ میں نے آج تک اس بنگلے میں عمارت کوئی ملاقات نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا ہے تم خوش نشینی کی زندگی اختیار کر چکے ہو۔

تم میرے متعلق کیوں سوچتی ہو؟

یونہی جس سے پیدا ہوتا ہے۔ اور میں سوچتی ہوں۔

میں تمہاری بھانجی نہیں کرتا۔ تم پر بے ننگ کی صفائی کرتی رہتی ہو۔ کیا تمہارا میں چاہتا ہوں کہ جیڑو کر کے جاؤ؟

ہاں۔ کو کس قریب ہے۔ میں اپنے بچے کے لیے طبعاً سامنے کھولنے اور سننے کے لیے غریب کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے کبھی تر نہ کھانے کیجے کے نیچے بٹنے بٹنے ٹوٹ دیکھے لیکن کبھی بٹنے کے کیئت نہ ہونے آج میں سوچ کر آئی تھی کہ کم از کم ایک ٹوٹ بٹ کر لے جاؤں گی۔

اور اپنے بچے کے لیے بہت ساری چیزیں خرید دیں گی۔

میں حکم دیتا ہوں تم ایک گھنٹے تک خاموشی بند کر دو گی۔ کوئی بیدار ہونے کے بعد یہ بھول جاؤ گی کہ تم پر توئی عمل کیا گیا تھا۔

میں یہ بھول جاؤں گی کہ تم پر توئی عمل کیا گیا تھا۔

تمہارے بیدار ہونے کے بعد میں اس کمرے میں نہیں رہوں گا۔ تم چپ چاپ میرے بچے کے نیچے سے پانچ سو ڈالر نکال کر لے جاؤ گی۔

میں چپ چاپ بچے کے نیچے سے پانچ سو ڈالر چھو کر لے جاؤں گی۔

اب تم سوچ رہو۔ ایک گھنٹے بعد بیدار ہو جاؤ گی۔

وہ خاموش ہو گئی۔ توئی نیند میں ڈوب گئی تھی۔ ڈیکو رات توئی در تک وہاں کھڑا رہا۔ پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کے پاس گیا۔ وہاں سے بھی بیڈ روم کو دیکھا۔ لیکن یہ کچھ نہ کھانے، ایسی بات نہیں تھی۔ وہ نے سر پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ کمرے سے باہر آگیا۔ بڑے بے چارے کی ایک گھٹا گھٹا کرنے لگا۔ جب اس کے بیدار ہونے کا وقت آیا تو وہ بیڈ روم کے باہر ایک کھڑکی کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اندر سے ہرے کو ذرا سا سر کا دیا تھا۔ ناگہاں باہر سے دیکھ کے ٹھیکہ ایک گھنٹے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔

وہ حجت کو کمرے میں تھی۔ پھر ہر طرف اٹھ کھڑی تھی۔ چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اس کے اندر سے چاروں طرف تھا جیسے مالک کے بستر پر وہ خود کو باک جیران پریشان ہو رہی ہے۔

وہ فوراً ہی بستر سے اتر گئی۔ چاروں طرف مٹا مٹا نظر سے دیکھنے لگی۔ پہلے اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر کھڑکی کی طرف نظر دوڑائی۔ ڈیکو رات ایک طرف بیٹ گیا۔ پھر ذرا اس کے ٹھہر کھانے لگا۔ اب وہ آہستہ آہستہ بستر کی طرف آ رہی تھی۔ اس کے پاس ٹھیک رہی تھی۔ اس نے بچے کو اٹھا کر دیکھا۔ وہاں سو ڈالر کے کئی ٹوٹ رکھے ہوئے تھے۔ اس نے پانچ ٹوٹ نکال کر اپنے گریبان میں چھپا لیے۔

بزنل ڈیکو کھڑکی کے پاس سے بیٹ گیا۔ اسے بہت غصہ آ رہا تھا۔ وہ فوراً بنگ روم کی طرف جلتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ یہ کم بہت جلد ہے۔ بے ایمان ہے۔ اسے سخت ملنا دینا چاہیے۔ لیکن اس کا دماغ سمجھا رہا تھا۔ وہ چور نہیں ہے۔ مالک نے ایسا کسے پر مہر کر دیا۔ وہ ایک مال ہے۔ اپنے بچے کو کس کی خوشیاں دینا چاہتی ہے۔

کو کس کی خوشیوں کے لیے چوری کرنا چاہتا ہوں؟

وہ توئی عمل کے دوران عزت کو بچتی ہے۔ اس سے پہلے بھی کئی بار سرانے ٹوٹ دیکھ چکے ہیں۔ لیکن کبھی ہاتھ نہیں لگا گیا۔ آج اس کے ساتھ جو موجود ہے اسے سمجھنا چاہیے۔ اور پانچ سو ڈالر اس خوشی کو کس کی خوشیوں کے لیے چوری کرنا چاہتا ہوں؟

میں انعام دینا چاہیے کہ تو ہی عمل کا مایاب رہا ہے؛
 وہ بھول گیا تھا کہ عمل کا مایاب رہا ہے۔ وہ اس کے حکامات
 پر تسلیم کرتی جا رہی ہے۔ جب وہ ڈانگ روم میں آئی تو دیکھ کر اسے
 اس کی طرف طنز پر نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: "بہی کرسس"
 وہ ایک دم سے چونک گئی۔ سیم کراسے نکلتے ہی۔ پھر جلدی
 سے مسکراتے ہوئے بولی: "تھینک یو بہم۔ کیوں خوشیاں تو ہی میں کہ
 کرسس کے دن دوسروں کو خوشیاں دے دیتے دیکھ کر خوش ہو جاتے ہیں"
 "کیا تمہیں کچھ رقم کی ضرورت ہے؟"
 "جی نہیں شکریہ"
 "کیا کھانا سارا کام ہو چکا ہے؟"
 "جی ہاں میں جا رہی ہوں"
 "تم کبھی کہاں سے آ رہی ہو؟"
 "آپ کے بیڈ روم سے"
 "وہاں کیا کر رہی تھیں جب کہ ایک گھنٹہ پہلے بھی وہاں سے
 موجود تھیں؟"
 وہ ایک دم سے گھبرا گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
 پھر جلدی سے اس کے قدموں پر گرنے لگی۔ "ماںک! مجھے صاف
 کہہ دیجیے مجھے بڑی بھول ہوئی۔ میں نے زندگی میں کبھی ایسا کام نہیں
 کیا۔ وہ اپنے کچے کی خوشیوں کے لیے جو رہ گئی۔"
 اس نے گریبان سے سوسو کے پانچ نوٹ نکال کر اس کی طرف
 بڑھائیے، دیکھ کر اسے پوچھا: "کیا تمہیں کتنی توجہ دینے کے لیے
 کہا تھا؟"
 "مجھے کون چوری کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ میں بڑے لوگوں
 کی صحبت سے دور رہتی ہوں تاکہ میرے پیچھے پر بڑا اثر نہ پڑے"
 "میں تمہاری دیر پہلے اپنے بیڈ روم میں گیا تھا۔ تمام دن گزری
 نیند سو رہی تھیں؟"
 وہ پھر گھبرا کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس کے سامنے فرش پر گھٹنے ٹیک
 دے کر کہنے لگی: "مجھے صاف کہہ دیجیے میری سمجھ میں نہیں آتا میرے ساتھ
 کیا ہوا تھا۔ کیسے نیند آتی تھی کیسے میں بستر پر جا کر سو گئی تھی۔"
 "کوئی بات نہیں! اٹھ جاؤ"
 وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کی طرف نوٹ بڑھاتے تو اس نے
 کہا: "تم سچی اور ایماندار ہو۔ میرے پیچھے آؤ"
 وہ سیمے ہوئے انداز میں اس کے پیچھے چلتی گئی۔ پھر اس کے
 بیڈ روم میں آئی۔ اس نے اپنے بستر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "وہاں
 جاؤ اور دیکھو کہ نیچے جتنے نوٹ پڑے ہیں ان کا اٹھاؤ"
 وہ حیرانی اور بے یقینی سے دیکھنے لگی۔ اس نے کہا: "میرا رشتہ کیا
 ملک رہی جو۔ یہ میرا گھر ہے۔"
 وہ پہنچتے ہوئے بستر کے پاس گئی۔ نیچے کوٹیاں ادھر مارے

نوٹ تھے کم از کم چار یا پانچ ہزار ڈالر ضرور ہوں گے اس نے کانپتے
 ہوئے ہاتھوں سے ان نوٹوں کو اٹھاتے ہوئے پوچھا: "مالک! کیا
 میں خواب دیکھ رہی ہوں؟"
 "نہیں میں تمہاری سچائی سے خوش ہوں۔ مایا اپنے بیٹے کے
 ساتھ کرسس کی خوشیاں مناؤ آج میں بھی خوش ہوں۔ بہت خوش ہوں"
 وہ ہنستے ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ ملازمہ میراں لبریشن
 تھی تو نوٹوں کو ترکے کے کچھ گریبان میں رکھتی تھی۔ کچھ میوہوں میں
 ٹھونس رہی تھی۔ اس نے نوٹ تھے کہ آج رکھنے کے لیے جگہ نہیں تھی۔
 جرنل کو بھرا ڈانگ روم میں آکر ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا۔ خوشی
 سے کانپ رہا تھا۔ اس درجہ ہاتھ لگا رہا تھا کہ اسے کچھ بولنا تھا
 ہوتی ملازمین پھر واپس کیسے آ گئی ہیں؟"
 اب اس کے اندر یہ ترغیب پیدا ہو رہی تھی کہ امریکا سے باہر
 جانا چاہیے۔ یورپ کے ملکوں میں مونا کو تلاش کرنا چاہیے۔ اب وہ
 کسی بھی اجنبی ملک میں کسی بھی اجنبی شخص کو تنہی عمل کے ذریعے
 اپنا اکہ لگا اور وفادار بنا سکتا تھا۔
 اس نے ٹرانس فامر مشین کے متعلق سوچا۔ اس کے سامنے
 کماز مشین کی فکر نہیں کرنا چاہیے۔ وہ سوا دھرم کے فرش میں اس طرح
 چھپی ہوئی ہے کہ کوئی شبہ نہیں کرے گا۔ میں ساری دنیا گھوم کر ملوں
 گا۔ وہ مشین وہاں محفوظ رہے گی۔
 وہ اس بات پر حیران تھا کہ جس بات کا فیصلہ کرنے سے
 پہلے کیا تھا۔ اس کا دماغ میں آپ ہی آپ اس فیصلے کا کام نکلتا۔ سامنے
 آتا تھا۔ اور وہ قابل ہوتا تھا۔ اسے ایسا کرنا چاہیے۔ پہلے وہ
 باقاعدہ ناشائستہ کرنا چاہتا تھا۔ اس نے خلاف توقع بہت ہی جلد
 اٹھنے کا پوچھ بگا کر ناشائستہ کیا۔ پھر وہ کسی بھی توجہ میں نہیں لگایا۔
 تھا لیکن اس کا دماغ اسے کشش نشان اس میں کی طرف لے گیا۔ اب
 وہ ملک سے باہر نہیں جانا چاہتا تھا۔ لیکن پھر رہا تھا اس کے اندر
 کوئی ایسی قوت پیدا ہو گئی ہے جو اسے بے اختیار کاسانی کی طرف
 لے جا رہی ہے۔ لہذا اب اسے یورپ جاکر مونا کو تلاش کرنا چاہیے
 اس نے دوسرے ہی دن یورپ جانے والی کسی بھی فلائٹ
 میں سیدھ ریزرو کر کے کی کوشش کی مگر دو دن بعد اسے ایک
 فلائٹ میں جگہ ملی۔ اور دونوں میں اس نے سامنے درست راست
 کو بلایا۔ وہ پہلی بار اس کے سامنے آیا اور اس پر توجہ کی عمل کیا تو کامیاب
 رہا۔ اس کا درست راست توجہ نہ پوری کر کے چپ چاپ جانا تھا۔
 اسے تو اپنے پاس کا چہرہ یاد رہا تھا اور نہ یاد رہا تھا کہ وہ بائیں
 سے کس رخ میں آتا تھا اور اس پر کس طرح توجہ کی عمل کی گئی
 تھا۔ وہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ اس طرح جرنل: "یہ کتنا قیمتی ہو گیا
 کہ اس کا درست راست بہت ہی وفادارہ جال بنا رہا ہے اور اسے
 کبھی دھوکا نہیں دے گا۔"

دماغی سے پہلے اس نے لازمہ کوٹا کر چار ہفتے کی پیشگی تنخواہ
 دے چھٹی کرنے کے لیے کہا۔ پھر وہاں سے یورپ کے لیے روانہ
 ہوا۔ اس نے راستے میں سوچا: "میں تلاش کرنے کا آغاز کہاں سے
 کرنا چاہوں؟ کون کا کس طرح سے پہچان سکوں گا؟"
 اس کے دماغ میں خیال پیدا ہوا۔ مونا کیسے نیکو کے ساتھ
 لی کر رہی ہے؟
 اس نے تعجب سے سوچا: "یہ بات میرے دماغ میں کیسے
 پہنچ چلا وہ کیسے نیکو کے ساتھ کیسے ہو گئی؟"
 اس کے دماغ نے کہا: "میں نے شاید کسی اخبار میں پڑھا ہے۔
 یہ کہ وہ ایک نیکو کی دلچسپی لے رہی ہے اور ملک سے باہر
 نکل رہی ہے۔"
 مالان کا اس نے کسی اخبار میں پڑھا نہیں تھا۔ چوں کہ ان
 دن بہت بھر دماغ پر تھا۔ پریشان بھی تھا۔ مختلف مسائل میں
 جا رہا تھا۔ اس لیے سوچا: "شاید یہ مقنن یا سینوئر پبلکسی اخبار میں
 چھاپا ہو اور پھول گیا ہو اور اب یہ بات یاد کر رہی ہو۔"
 اسے کبھی بھی شبہ ہوا تھا کہ کوئی میرے دماغ میں لکھا
 واؤ نہیں ہے جو خود کو ظاہر نہیں کر رہا ہے لیکن اپنی مرضی کے مطابق
 جسے عمل کر رہا ہے؟
 ایسی سوچ کے جواب میں دوسری سوچ پیدا ہوئی۔ میراں دماغ
 قاب ہو گیا ہے۔ جلاکون میرے دماغ میں آگے کاٹتی تھی جاتے
 والے کسی کو حیا نہیں کرتے۔ اگر کوئی میرے دماغ میں آتا تو سب
 سے بڑے مشین کے متعلق معلومات حاصل کرنا تھا۔ مجھے مار ڈالنا میرے
 گھر میں گھس کر فرش توڑ کر وہ مشین نکال کر لے جانا یا ان ایسی کوئی بات
 نہیں ہے۔
 وہ پہلے پیرس پہنچا۔ وہاں اس نے دو دن تک پورے
 شہر کا چکر لگانے کے بعد ایک کام کے آدمی کو تلاش کیا۔ اس پر
 عمل کر کے اسے اپنا اکہ لگا کر ناپا بھیلے سے بھی حکم دیا: "تم انکی جاؤ۔
 لاؤ شہر میں دو چار کام کے آدمی تلاش کرو تاکہ وہ اس ملک کی تلاش کر
 سکیں۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔"
 وہ دوسرے ہی دن روم بھینڈا۔ وہاں پہنچنے کے کچھ گھنٹے بعد ہی
 دماغ میں غما غماہ یہ بات آئی: "مجھے واپس جانا چاہیے۔ مونا
 ہاں نہیں ہے۔ اسے کوئی غما غماہ کرے امریکا لے گیا ہے۔ مجھے یہاں
 نہیں رہنا چاہیے۔"
 پہلے تو اس نے اس خیال کو دماغ سے جھٹک دیا۔ باہر جانے
 کی تیار نہ رہا۔ تاکہ پورے روم شہر کا چکر لگائے اور اپنے
 انکاروں سے رابطہ بھی قائم کرے تاکہ وہ گھر باہر جانے سے پہلے باہر
 یہ خیال دماغ میں آ رہا تھا۔ نتیجہ اچھی امریکا جانے والی پہلی فلائٹ
 میں سیدھ ریزرو کرنا چاہیے۔

وہ اپنے کے سامنے تیار ہوا تھا۔ اس نے جھنجھکا کر اپنے
 مکتب کو گھونسا دکھاتے ہوئے کہا: "میں تمہارا نوٹ دووں گا۔ انوکے
 پیسے، فوج میں جرنل رہ چکے ہو اور دماغ اتنا کرد رہے کہ یہ عجیب
 ہے ویسے ناچتے ہو۔ تمہارا اپنا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ تمہاری اپنی عقل
 مزاحیہ نہیں ہے۔ تم اپنی پلاننگ پر عمل نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ امریکا سے
 میان چلے آئے اور میان سے واپس امریکا جانا چاہتے ہو۔"
 اس نے ہنیر پرش چھینک کر اپنے کے مکتب کو مارنے ہوئے
 کہا: "میں نہیں جاؤں گا۔ سمجھو، میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔"
 وہ پوری طرح تیار ہو کر وہاں سے جانا چاہتا تھا۔ دماغ میں
 خیال آیا، اگر مورنا سچے غما غماہ کی گئی ہے اور امریکا پہنچا گیا ہے۔
 ہے تو اسے غما غماہ کرنے والے اب مشین کے پیچھے دھوکا دینا چاہیے
 گئے ہو سکتا ہے۔ وہ میرے متعلق پہلے سے کچھ جانتے ہوں اور میری
 عدم موجودگی میں میری رہائش کا نامک پہنچ جائیں اور تمام ہنگامے کا
 فرش کھود کر اس مشین تک پہنچ جائیں۔

یہ سوچتے ہی وہ لرز گیا۔ یہ تو خواب میں بھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا
 کہ کوئی اس مشین کو ہاتھ لگا رہا ہے۔ اچھی وہ وطن تھا کہ کوئی اس کا رخ
 ملک نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن مونا کو واقعی غما غماہ کیا ہے اور اسے امریکا
 پہنچایا جا رہا ہے تو اس مشین کے لیے خطرہ پیدا ہو گیا تھا اور اسے موت
 میں اسے پہلی فلائٹ سے امریکا جانا چاہیے تھا۔
 وہ تھک مار کر بستر کے سرے پر بیٹھا۔ کبھی دماغ میں خیال
 آتا تھا کہ کبھی وہ آتا تھا کہ کبھی وہ ادھر جاتا تھا کہ کبھی ادھر جاتا تھا۔
 سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ آخر کون سا راستہ اختیار کرے کہ مونا ہاتھ
 لگ جائے مشین سے فائدہ اٹھالے۔ اس کے بعد وہ اسے سمندر
 میں لے جا کر پھینک دے گا۔

وہ اپنے کمرے سے نکلا تیزی سے چلتا ہوا چوں کہ کانڈرین
 آیا وہاں اپنی چابی دے کر جاتا تھا کہ کون کی قریب ہی کھڑے
 ہوئے دو شخص اس کے ایک شخص سے مونا کا نام لیا تھا۔ وہ
 سرگرمی سے لگنے کے بدلے زک گیا۔ ایک شخص دوسرے سے کہہ رہا



ہاں، جو حقیقت ہوگی اسے تسلیم کروں گا لیکن میرا اعتقاد یہی
 چلتے والوں سے نہیں ہے، بلکہ کوئی شے جتنی جانے والا میرے پیچھے
 چلا آیا اس کے بعد شاید اس نے قصہ بھیجیا ہے۔
 ”شکر ہے ستر اتر، تم نے یہ تو تسلیم کیا کہ شے جتنی جاننے والوں
 سے کسی نہ کسی طور پر متعلق ہے۔ چو کوئی نہیں پریشان کر رہا ہے لیکن
 کیوں پریشان کر رہا ہے؟ ظاہر ہے تم کسی معاملے میں خاص اہمیت
 رکھتے ہو۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ معاملہ کیا ہے؟“
 ”معاذ صفا! اتنا ہے کہ میں یوں گا کا ماہر ہوں، سانس روک
 لیتا ہوں پرانی سوچ کی لہر میرے دماغ میں نہیں پسکتیں، شے جتنی
 جاننے والے مجھ سے یہ عداوت رکھتے ہیں وہ میرے خیالات بڑھ
 نہیں سکتے۔“
 ”وہ کون سے خیالات ہیں جو وہ بڑھنا چاہتے ہیں؟“
 ”اگر میں انہیں خیالات پڑھنے دیتا تو جنہیں بھی بتا دیتا یہ میرا ذاتی
 معاملہ ہے۔“

”ولی ستر! اتر اب مجھے جانا چاہیے۔“
 ”آپ یہاں سے جا کر کچھ پڑا کر کم کر گئے۔“
 ”جائے سے پہلے اتنی نصیحت کہ دوں اس رہائش گاہ کو چھوڑنے
 کی حاجت نہ کرنا تمہاری گڑبازی ہو رہی ہے۔“
 وہ اندر زیادہ پریشان ہو گیا مگر بڑی ڈھٹائی کا ثبوت دے کر
 تھک کر آگے چلتا ہوا دروازے کے پاس آیا پھر بیٹ کر کھڑا۔
 ”میرے جانے کے بعد اس پھو پھو خود کو تاک رہا رہا پوچھ رہا ہے کہ
 وہ بڑا بھلا دہشت گرد ہے۔ اگر کم میں دروازہ کھلیا ہوں جلد ہی پھر
 آؤں گا۔“

میں تیزی سے چلا ہوا اپنی کار میں اگر بیٹھ گیا وہ جلدی سے
 میرے پاس آ گیا پھر کار کی کھڑکی سے دیکھتے ہوئے بولا ”کیا تم واقعی
 یہی شے سے متعلق رکھتے ہو؟“
 ”کیا تمہیں کار ڈر دیکھنے کے بعد بھی شبہ ہے؟“
 ”میں نے کیسا سچی سچی آج تک کسی پولیس والے کے پاس
 یہی سچی گڑبازی نہیں دیکھی۔ یہ سچی بات ہے کہ وہ کچھ غیر معمولی بھی گتے ہیں۔“
 ”تم گاڑی کے متعلق نہیں، اپنے متعلق زیادہ سوچو تو زیادہ غور
 کرو گے۔“
 ”کیا تم سمجھتے ہو میں غیر معمولی ہوں؟“
 ”میں نادان نہیں ہوں کوئی نادان ہوتا تو وہ بھی تمہارا
 برس سے خوف اور پریشانی کو بڑھ لیتا۔“
 وہ کار کی کھڑکی سے پیچھے ہٹ گیا جیسے اپنے چہرے کو اور
 پنے خوف اور پریشانی کو چھپا رہا ہو۔ میں نے گاڑی اسٹارٹ کی اور
 اس سے چل پڑا۔ اس کے بعد مجھے یہی کار رہائش گاہ کو بھی دیکھ لینا

چاہیے تھا لیکن وہاں جانے سے پہلے بال دوار میں جانا اس سے
 لازمی ٹھکانا ہوتا اور میں فکراؤ نہیں چاہتا تھا۔ ان کے متعلق چھپ چھپ
 معلومات حاصل کرنے میں راضی نہ تھی۔
 والیں چلتے وقت شکر کے کنارے وہی پولیس کا نظر آئی۔
 وہ پولیس اسٹیشن گاڑی سے نکل کر باہر ہوا تھا۔ ابھی تک اس کے ہاتھ
 میں توٹی تھی۔ وہ بولے سے منہ نہ لگایا تھا۔ میں اس کے دماغ پر
 قابض ہو گیا۔ وہ جیسا تھا ویسا ہی ساکت نظر آ رہا تھا۔ میں نے قریب
 آ کر گاڑی روکی اسے اپنی طرف آنے دیا پھر اس کا نشانہ بن کر
 اس کی اوپر والی جیب میں رکھ دیا گاڑی کو آگے بڑھا دیا کچھ دیر
 کر میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ پھر ایک بار چمک گیا۔
 سوچنے لگا۔ ابھی اسے کیا ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں چوڑی
 ہوتی توٹی کو دیکھا اسے یاد تھا کہ وہ توٹی کو منہ سے نکلے جا رہا تھا
 شاید تعویذ دینے کے لیے توٹی کا تھا یا دماغی طور پر غافل ہو گیا تھا یا
 نشہ چھڑ رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا اب زیادہ نہیں بے گام۔
 میں نے اس کے محل پر چھوڑ دیا اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر
 دروازہ کھولا اندر آ کر اسے لاک کیا۔ پھر جتنی جلد چاہا اپنے بستر پر
 پہنچا۔ آرام سے بیٹھ کر سمجھنے آنا ہے، لباس تبدیل کیا اس کے بعد
 منہ ہونے انداز میں آ کر بستر پر چلا وہاں شے جیت ہو گیا اسی وقت
 فون کی گھنٹی بجنے لگی۔
 میں نے گھبرا کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔ یہ رہائش گاہ میرے
 لیے بالکل نئی تھی۔ کوئی مجھے پہچانتا نہیں تھا۔ ابھی تک میں نے کسی کو اپنا
 ٹیلیفون نمبر نہیں دیا تھا، ابھی یہی نمبر فون کرنے کے لیے تھی۔ ہر نہ ہو
 اسی کا فون ہو سکتا ہے۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسورڈر اٹھا یا پھر کان
 سے لگا کر کہا ”ہیلو۔“
 غلط توقع دوسری طرف سے بھاری بھر کم مرادہ آواز سنائی دی۔
 ”ہیلو، کون بول رہا ہے؟“
 میں نے کہا ”فون نمبر کیا ہے؟ تم بتاؤ کون بول رہا ہے؟“
 ”میں ستر جوئی اسٹارٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“
 میں نے کہا ”میں جوئی اسٹارٹ بول رہا ہوں۔“
 ”ولی ستر! اسٹارٹ! ڈونٹ بولی ٹوٹی سو اسٹارٹ! (اچھی بات
 ہے ستر! اسٹارٹ! زیادہ اسٹارٹ غصے کی کوشش نہ کرو۔)
 ”اپنے اس فقرے کا مطلب بھی سمجھا دو۔“
 ”ایک طرف آتھر خوف زدہ ہے دوسری طرف وہ پولیس
 آفیسر جی ان وپریشان ہے۔ تم دوسروں کے پیچھے جاتے وقت بھول
 جاتے ہو کوئی تمہارا بھی پیچھا کر رہا ہے۔“
 ”میں یہ کیسی نہیں سمجھتا کہ تم ایک بات بھول رہے ہو۔“
 ”وہ کیا؟“
 ”بولنا کہ میں ابھی بتا رہا ہوں۔“

میں نے ریسورڈر کو ایک طرف رکھ دیا پھر وہاں سے چلتا ہوا
 ڈرائیگ روم میں آیا۔ وہاں دوسرے ٹیلیفون تھا۔ میں نے اس کا ریسورڈر
 اٹھا کر میرے کمرے میں لے گیا۔ وہاں سے بھی کوئی نہ دیکھی یعنی
 اس نمبر پر کوئی بات نہ کر رہا ہوگا یا پھر ریسورڈر کان سے لگا کر انتظار کر
 رہا ہوگا۔ مجھے پہلے ہی شبہ ہو گیا تھا جیسے کے گھر سے ہی فون کیا جا
 رہا ہے اور اس کا باڈی گاڈ کا ڈرائیڈل کر لیا رہا ہے۔
 میں نے وہ ریسورڈر رکھ دیا۔ پھر روم میں آ کر بیٹھنے والے ریسورڈر کو
 اٹھا کر کہا ”ستر! بولی! ناؤ جوئی اسٹارٹ! ری پٹ! پور سیٹیشن ڈونٹ
 ٹرائی ٹوٹی سو اسٹارٹ۔ (ستر! بولی! اب جوئی اسٹارٹ تمہارا فون
 دہرا رہا ہے کہ زیادہ اسٹارٹ غصے کی کوشش نہ کرو ورنہ باڈی گاڈ
 کو اس کی حد میں رہنا چاہیے۔“
 میں نے ریسورڈر رکھ دیا سوال یہ پیدا ہوا تھا جیسے اور بولی
 کو آخر کیسے معلوم ہوا کہ میں نے آتھر کو خوف زدہ کیا ہے جب کہ
 آتھر ان کے لیے ابھی تھا پھر یہ کیسے بتا چکا کہ پولیس آفیسر جی ان و
 پریشان ہے کہ جیسے اور بولی! پولیس آفسر کے پاس گئے تھے مارگر
 غصے سے تو انہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ پریشان تھا جب کہ اس کے
 نشانہ بن کر ڈر کے جیب سے نکلے اور وہاں جیب میں پہنچ جانے کا علم اسے
 نہیں تھا۔ اگر میں نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا تھا اور چند سیکنڈ کے
 لیے اسے ساکت کر دیا تھا تو یہ اس کے لیے کوئی پریشانی کی بات نہیں
 ہو سکتی تھی کیوں کہ وہ نئے کی حالت میں تھا اور اگر وہ پریشانی ظاہر
 کرنا کہ چند سیکنڈ کے لیے غافل ہو گیا تھا تو شے کرنے والے کی بات
 کا کوئی یقین نہ کرتا پھر جیسے اور بولی! کو کیسے یقین ہو گیا تھا؟
 ٹیلیفون کی گھنٹی بھرنے لگی۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر ریسورڈر اٹھا یا
 کان سے لگا کر ”ہیلو۔“
 جیسے کی شہرلی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی ”باڈی گاڈ ڈر
 اس کی حد میں رہنا چاہیے اور مجھے؟“
 میں نے سکا کر کہا ”تمہارا حق لا محدود ہے۔ یہ کسی حد میں نہیں
 رہ سکتا۔ وہاں سے یہاں تک آ سکتا ہے۔“
 ”اپنے پاس ہلانے کا انداز کیا خوب ہے؟“
 میں نے کہا ”کلب میں کھانے کے دوران میں نے بے اختیار اس
 روک لی تھی۔“
 اس نے کہا ”میں نے بھی کلب سے نکل کر کام میں جانے کے
 دوران بے اختیار اس روک لی تھی۔“
 میں نے کہا ”گاڈ! وہ بھی ہٹنے لگی پھر بولی۔“ شاید میں انہیں پہچان
 رہی ہوں۔
 ”تم شاید کا لفظ استعمال کر رہی ہو اور میں یقین کے ساتھ تمہیں
 پہچان رہا ہوں۔“
 وہ ہٹنے ہوئے بولی ”ادہ نو، فار کا ڈسک، خدا کے لیے

پہنچ چکے ہیں انہیں۔ مجھے بڑا مان ہے کہ میں خود کو روک لیتا ہوں۔“
 ”چلو، میں تمہارا مان رکھ لیتا ہوں۔ مجھے روک لیتا ہوں۔“
 کاشوق نہیں ہے۔ مجبوری کی حالت میں خود کو چھپا لیتا ہوں پھر ظاہر
 ہو جاتا ہوں۔“
 ”مجھے کلب میں کچھ شبہ ہوا تھا کہ میں یقین کرنا چاہتی تھی اب
 جیسے جیسے یقین ہو رہا ہے۔ میرا دل خوشی سے دھڑک رہا ہے۔ کیا میں
 اتنی بڑی ہستی تک پہنچ رہی ہوں۔ میں ایسا سوچتے وقت خود کو ایک
 جھوٹی سی کچی محسوس کر رہی ہوں۔“
 ”انسان اپنے قدم سے نہیں اپنے عمل سے جھوٹا ہوتا ہے۔“
 ابھی میں تمہارے متعلق زیادہ جانتا نہیں ہوں جب جان لوں گا پہچان
 لوں گا تو بتا دوں گا تم جھوٹی ہو یا بڑی۔“
 ”ایک بات کہوں؟“
 ”ضرور کہوں، میں رہا ہوں۔“
 ”میں اپنے اطمینان کے لیے تمہارے دماغ میں آنا چاہتی ہوں۔“
 ”دروازہ کھلا ہے کھلی آؤ۔“
 میں نے ریسورڈر رکھ دیا۔ بستر پر جا رہا ہوں شے جیت ہو کر
 جیت کر کھینچنے لگا۔ مجھے پرانی سوچ کی لہر میں محسوس ہو رہی تھی اور
 میں سکا رہا تھا میرا خیال تھا وہ میرے دماغ کی تک تک پہنچنے کی گواہ
 میرے بہت اہم راز معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھیں ڈراؤن رید
 ہی وہ خدا کا عہد رکھنے لگی۔ میں نے کہا ”تم ہنسی ہو تو امرت رس کی
 پھوڑا محسوس ہوتی ہے اس طرح نہ ہنسا کر کوئی اٹھا کر۔“
 ”یہ گناہ
 وہ پھر ہٹنے ہونے لگی۔ یہ نہ صرف کہ وہ بڑا بدو ہے
 رہے ہو باڈی ڈسے آج میں بہت خوش ہوں تمہارے دماغ میں اگر
 ایسا گناہ ہے جیسے میں نے سب کچھ پایا ہے۔ میں ایک طویل عرصے
 سے اپنی حفاظت تیار کرتی آ رہی ہوں۔ آج گناہ ہے جیسے ایک محفوظ
 قلعے میں پہنچ گئی ہوں۔“
 ”تم بہت پہلے بھی آ سکتی تھیں۔“
 ”میں پہلے خود اعتمادی پیدا کرنا چاہتی تھی۔ جب یہی سٹر
 موریا کو تمہارے پاس نہ پناہ لے سکتی ہے تو مجھے کیوں نہ ملے لیکن میں
 نے سوچ لیا تھا شمارہ کہ اپنی صلاحیتوں کو خوب بکھاروں گی جب
 کسی مصیبت میں اس طرح جتنس جاؤں گی کہ کلکانا نامن ہو جائے گا
 تب خیال خواتین کے ذریعے تمہیں آواز دوں گی خدا کا شکر ہے میرے
 باڈی میں جیسے کے میدان میں مقبوضی سے مجھے ہونے میں۔ ابھی تک
 کوئی مجھے اٹھا نہیں سکا۔ میرے لیے فکری بات ہے میں مدد مانگنے
 کے لیے تمہارے پاس سر جھکا کر نہیں آئی مگر یہ بھی میرے لیے فکری باز
 ہو گی کہ کبھی نا کام ہوں تو تمہارے ہی پاس سر جھکا کر آؤں۔“
 ”میں وعدہ کرتا ہوں تمہارے جیسے خود دار لڑکی کو سر جھکا کر
 نہیں آئے دوں گا۔ کوشش کروں گا تم میرے پاس آؤ یا دشمن کے

میں جاؤ تو سر اٹھا کر ہی جاؤ۔

وہ چہشتہ ہونے لگی۔ فریاد کیا کہ میں شہر نہیں ہے کہ میں نہیں
باتوں میں لگا کر تھا سہے دماغ کی تہیں اتر رہی ہوں اور ماہم بائیں
معلوم کر رہی ہوں۔

میں برسوں سے بی بی کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ اچھے
طرح سمجھتا ہوں۔ پلائی سوچ کی لہریں میرے دماغ کے کس کس حصے میں ہیں
ایسے وقت میں محتاط رہتا ہوں کہ ناواقفیت میں ایسی بات نہ سوچوں جو برا
رازا نش کرے۔ میں اس سے بائیں کر رہا تھا اور متناظر تھا۔ وہ سمجھ رہی
تھی میں اس کی باتوں سے بے بل رہا ہوں۔

بات کچھ اور تھی۔ جب سے ٹرانسفاوریشن کا پتہ چلا تھا کسی
وقت بھی کوئی نیکیا بی بی جاننے والا پلا ہو سکتا تھا ایسی صورت میں
واشنگٹن کی بی بی تھی کہ جو بی بی پیسہ کھانے کے لئے اسے دشمن بنانے کے کھانے
اپنا دوست بنالیا ہلے۔ اسے اپنے اعتماد دلے لیا ہلے۔ اسی
لیے میں نے مورینا کو اپنے اعتماد میں لیا تھا۔ اس کے بعد تیرا نہ کو
اعتماد دلے رہا تھا۔

میں نے اس کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا "صرف میرے
دل میں دوست نہیں ہے، دماغ میں بھی ہے۔ جب میری زندگی میں
پیل بارش کی بی بی جانے والی رستوں کی تو میں نے اسے تھادی طرح
ہی آباد کر دی۔ اس کے بعد شیشیا آئی، وہ بھی میری دوستی اور فراخ دلی
کی فائل ہو گئی۔ اس کے بعد میں نے مورینا کو موقع دیا۔ اسے اپنی ٹیم
میں شامل کیا۔ مجھے انہوں نے وہ متعلق مزاج نہ سنبھلی دشمنوں کے
ہاتھ لگنے سے پہلے ہی وہ غلام باقی کو چھوڑ دینا چاہتی تھی۔ کئی نئے ساتھی
کی تلاش میں تھی اور اسی تلاش نے اسے دشمنوں کے ہتھوں میں سے
پتہ چا دیا۔"

وہ نام ہو کر بولی "فریاد اپنے مورینا کے بائیں میں زیادہ مت
بولو مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ کچھ بھی ہو، وہ میری بہن ہے۔ مجھے بہت
پتا تھا۔ اگر وہ عمر میں مجھ سے بہت زیادہ بڑی ہوتی تو میں اسے
ملا کتی۔ سب سے شک وہ غلطیاں کرتی آ رہی ہے۔ لیکن مجھ پر تھا اور فتن
ہے کہ اسے سنبھالنے کی کوشش کریں۔"

"مجھے مورینا سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں آج بھی اسے
غبنوں کے جنگل سے نکال لانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن دشمن نے
مجھ اس طرح تنوی علی کیا ہے کہ وہ میرے قابو میں نہیں آ رہی ہے۔"
"میں سمجھتی ہوں تم یقیناً ایسا کر رہے ہو جسے میں بھی ہی کر رہی
ہوں۔ میں بھی اس کے پاس جاتی ہوں لیکن وہ میرے قابو میں نہیں
رہی ہے۔"

میں نے پوچھا "تم دونوں ہتھوں نے بڑا زور سلیمری کے ذریعے
دیکھ کر رکھا تھا۔ اپنے اپنے دماغ میں ایک دوسرے کے لیے
جھگڑا تھا۔ پھر تمہیں مورینا کا لکچر کیا یاد آیا؟"

"وہ تنوی علی دیر پا نہیں تھا۔ اب ہم دونوں انہیں ایک
دوسرے کے لب و لہجہ کو یاد کر رہی ہیں۔"
"کیا وہ تمہارے دماغ میں نہیں آتی؟"

میں نے شک آتی ہے لیکن میں اس کے ساتھ وہ سلوکی کرتی
ہوں جو وہ میرے ساتھ کرتی ہے۔ یعنی جب میں اس کے پاس
پہنچتی ہوں تو وہ انھیں بند کر لیتی ہے۔ اس کے کان بھرے ہوئے
ہیں۔ وہ تنوی علی کے ذریعہ ہے۔ جب میرے پاس آتی ہے تو میں
سمجھ لیتی ہوں کہ وہ اپنے عامل کے اشارے پر میرا سراغ لگا نا چاہتی
ہے۔ حالانکہ مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی ہیں۔ لیکن دشمن
کے ہتھوں دشمن بن چکی ہے۔ میں ایسے میں اسے کچھ معلوم کرنے کا
موقع نہیں دیتی اپنے دماغ کے دھڑانے بند کر لیتی ہوں۔

"تم میرے دماغ میں کتنی دیر رہو گی؟"
وہ میرا پیسے بولی "کیا تم مجھے بھگا لے رہے ہو؟"
"اب میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ بھی میں نے تمہیں
ممان رکھا کیا تم مجھے ممان نہیں بناؤ گی؟"

وہ ہنسنے لگی "میں جاری ہوں۔ میرے دروازے پر
کوئی تنوی نہیں لگی ہے۔"
دروازے پر تو بی بی تنوی لگی ہوئی ہے! اندر آنا نہ ہے۔ لیکن
ممانت نہیں تھی۔ میں سیدھا اس کے دماغ میں یوں پہنچ گیا۔ وہ دماغ
پر کھابو۔

"او مصمم جا مصمم نگر ہوتا رہے؟"
وہ بستر پر اندھی پڑی ہوئی تھی۔ میں نے منہ چھپا رہی تھی اور کرا
رہی تھی۔ میں نے کہا "جب غر خوش کو چھینے کی جگہ نہیں تھی تو وہ کہیں بھی
منہ چھپا لیتا رہے اور بھگتا رہے۔ شکار کی اسے نہیں دیکھ رہے۔ یعنی
میں شکار میں نہیں ہوں۔ درست ہوں۔ مجھ دوست بھی نہ سنی ایک اجنبی
ممان ہوں۔ خوش آمدید کو کہو۔"

وہ ہنسنے لگی۔ وہ بات بات پر ہنسنے لگی تھی، اس کی ہنسی کی خوبصورتی
تھی۔ ابھی میں نے اسے انھوں سے نہیں دیکھا تھا۔ کچھ سے پہلے ہی
علامت سے مجھ پر کوسا آن دیکھی خوبصورتی سے تانہ پورا تھا۔ جلیج بات
قویہ کہ دنیا کی کوئی بھی ہستی اگر ہنسنے ہوئی نظر آئے تو سب سے زیادہ
خوب صورت لگتی ہے۔

وہ کبھی ہنس رہی ہے کبھی منہ چھپا رہی ہے کبھی ہلکھلا رہی
ہے۔ کبھی اس کو ڈھک رہی ہے کبھی اس کو ڈھک رہی ہے۔ جب تک میں اس
رہی ہوئی لوٹ لوٹ ہوتی رہے۔ پائے کی طرح چلتی ہے۔ تب تک میں اس
کی نہایت ہی دلچسپ داستان آپ کو سنا دوں گی کہ وہ میری داستان
سے ششک ہو چکی ہے۔

★

یہ اس وقت کی بات ہے جب تیرا نے ٹرانسفاوریشن کے

لیے شل بی بی کا علم حاصل کیا تھا۔ اس کا سہرا اس کی بہن مورینا کے
مر تھا۔ وہ اپنی بھتیجی بہن کو بہت چاہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ
وہ اس کے حسن و شباب پر مری نظر ڈالے اور اسے تیرا اپنی ہوس
واشا نہ نہ بنائے۔ یہی سوزش کہ میں نے کبھی شل بی بی کے علم سے ملا
مال کر دیا تھا۔

وہ دن تھا اور آج کا دن۔ تیرا اپنی بہن مورینا کو مال سے
زیادہ چاہتی تھی۔ اگر اس کی آنکھ سے آنسو کا ایک قطرہ چھٹتا تو یہ اپنے
جسم کا سارا خون پھوڑ کر کھ دیتی اور یہی کہتی کہ اب بھی اس نے بڑی بہن
کی محبت کا حق ادا نہیں کیا ہے۔ یہ بڑی بہن کی محبت تھی جس نے تیرا
کو تو سر اور خچار بنا دیا تھا اور اس میں خود اعتمادی سے بچنے کا اصول
پیدا کیا تھا۔

دونوں بہن ایک دوسرے سے محبت نہیں ہونا چاہتی تھیں لیکن
شیل بی بی کا علم بڑا جان لیا ہوتا ہے۔ کسی وقت بھی دونوں کو ایک ساتھ
ختم کر سکتا تھی۔ لہذا وہ ایک دوسرے سے دور ہو گئیں تاکہ بیک وقت
کوئی ان پر حملہ نہ کر سکے۔ اگر ایک پر محبت آئے تو دوسری اس کے کام آئے
کام آئے کے سلسلے میں انھوں نے طے کیا تھا کہ تنوی علی پر ناؤ سلیمری
کے ذریعے ایک دوسرے کے لب و لہجہ کو بھلا دوں گی۔ گویا ایک دوسرے
کی حفاظت کے لیے ایک دوسرے کو بھول جائیں گی، صرف ایک مخصوص
وقت میں ہی وہی کی مشورہ والا دکھاتا تھا۔ سمجھ کے دماغ میں آئیں گی ایک
دوسرے سے ملاقات کریں گی اور ایک دوسرے کے حالات معلوم کرنے کے
بعد رخصت ہو جائیں گی۔ اگر کسی پر کوئی مصیبت آئے گی تو اسی وقت معلوم
کر لیں گی کہ مصیبت کہاں سے آ رہی ہے، کیوں آ رہی ہے اور اس کا حل کیا
ہو سکتا ہے۔

دونوں ہتھوں نے بڑی احتیاطی تدابیر اختیار کی تھیں لیکن حالات اتنی
تیزی سے بدل رہے تھے کہ انھیں سمجھ ہی رہا تھا۔ سمجھ کے دماغ میں اگر ایک
دوسرے سے ملاقات کرنے کا موقع نہیں ملا تو یہ صاف ظاہر تھا کہ اس کے
علاوہ دونوں بہنیں کہیں ملاقات نہیں کر سکتی تھیں۔ ایک دوسرے کی آواز
اور ایک دوسرے کا لب و لہجہ بھول بیٹھتی تھیں۔ تیرا تیرا حال گئی کی زندگی
گزر رہی تھی لیکن مورینا میں اس امر کا کہ اسے بہت مشورہ تھی۔ انبار دل اور
رسالوں میں اس کی تھرا دے رہا تھا۔ ہوتی تھیں۔ تیرا اس کی تصویر کھینچتی تھی۔
اس کی آنکھوں میں کبھی کبھی تھی پھر اس کے دماغ میں پتہ پتا چلتی تھی تو وہ سانس
روک لیتا۔ پہلے ایک آدھرا اس نے سانس روک کر کچھ سانس لیتے ہوئے پوچھا
تھا کہ کون ہے، وہ بھی تھی، شاید تیرا اس کے دماغ میں آ رہا ہے۔ تیرا تنہا
"میں تمہاری بہن ہوں۔ میری آواز پہچانو۔"

لیکن وہ آواز نہیں پہچان سکتی تھی۔ اس کے دماغ پر بھی بڑا زور سلیمری
نے تو بی بی علی کیا تھا کہ وہ اپنی بہن تیرا کی آواز اور اس کا لب و لہجہ بھول جائے
گی۔ جب بھول جی گئی تھی تو بہن کے یاد دلانے سے اسے یاد نہیں آ سکتا تھا۔
وہ مورینا سے جلد ہونے کے بعد اتنی دور چلی گئی تھی کہ فوراً واپس نہیں

نہیں تھی۔ وہ خود کو بھانپنے لگنے کے لیے ایک محفوظ جگہ کا گاہ حاصل کرنے کی
خاطر بہت مصروف ہوئی تھی۔ اس نے سب سے پہلے اپنے آج اسے دماغ میں آنے
نہیں دیتے۔ یہ کوئی بات نہیں، وہ جلد ہی اپنی رہائش کا معقول انتظام کر کے
برنڈ سلیمری کے کارڈنگ کی طرف جائے گی اور اس سے ملاقات کرے گی۔
لیکن جب اسے فرصت ہوئی اور اس نے آدھرا کارڈنگ کی تو تین ماہ گزر چکے تھے۔
اس وقت تک مورینا وہاں سے جا چکی تھی۔ برنڈ سلیمری کو بھی اس کے متعلق
کچھ علم نہیں تھا۔

لڑکی جوان ہو جس کی دولت سے مالامال ہو، اداؤں سے بھر پور ہو تو
اُسے گھر کے چلے والے پر دوسرے تیسرے قدم پر چلنے میں۔ پہلے تیرا
گھر سے نکلتی تھی تو بہت متناظر رہتی تھی۔ اندر سے کچھ بھی بولی ہوئی تھی کہ
کہیں کسی دیوانگی یا راستے میں فتنہ شلارت نہ کریں۔ خود کو کسی حد تک محفوظ
رکھنے کے لیے اس نے جتنا تک کا کوسر مکمل کیا تھا۔ جوڈو، کرلے، جی جی جی
رہی تھی۔ اس کے باوجود وہ ایک ہوگی اور خوشے پانچ دس ہوں گے تو وہ کیا
کرے گی؟ وہ کبھی سوزش بھی نہیں سمجھ سکتی تھی کہ ایسا علم حاصل ہو جائے گا جس
کے ذریعے پانچ دس تو کیا، انھوں کی پوری فوج کو اپنے سامنے چھٹا کے گی۔
بہن سے پھڑکنے کے بعد اس کا طعنے توں تھی کہ ایک لڑکی پر
کر مر کی طرح تیرا زندگی گزرا کر ہے۔ وہ پہلے دن تیرا ریکٹ میں بیٹھیں
تھی۔ دوسرا کوئی لباس نہیں تھا۔ سبب میں صرف سوڈا لگتے۔ سبب پانچ
کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی لیکن اسے یقین تھا کہ یہ ساری دنیا اس کی دونوں
بھتیجیوں میں ہے۔

شام کا وقت تھا۔ ٹیبلرک عروس پر رہی تھی، وہ ہلکا سا ناشتا کرنے کے
لیے ایک رستوران میں آ گئی۔ وہاں عورتوں اور مردوں کا ہجوم تھا۔ پاپ موسیقی
کی تیز دھن میں ہنسنے کو غوغا رہے تھے۔ شراب کے پیلے کہیں ٹھنک رہے تھے۔
کہیں ٹھنک رہے تھے۔ سب سے پہلے گول بیسی گول میں پہلے توڑواؤں سے بے تکلف
پر رہی تھیں، اور ان کی کہیں ہل کر کرتی جا رہی تھیں۔ تیرا نے ایک ٹرے
اٹھائی۔ سلیٹ سروں کے طور پر اپنے لیے سیڈ ڈھیر لے، کافی کی پیالی لیا پھر
ایک میز پر آکر بیٹھ گئی۔ وہ ایک گوشے میں تھی تاکہ سب سے الگ ٹھنک رہے
کر چپ چاپ کھا رہی رہے، کافی پی رہی رہے اور سوتی رہے کہ اگلا قدم کیا ہونا
چاہیے۔ دے سوتے کی محرومت نہیں تھی۔ وہاں داخل ہوتے ہی تمام لوگوں کی
نگاہوں کا مرکز بن گئی تھی۔ تین تین تھکے تھکے اس کی میز پر آگئے ایک سنے اس
پر بھٹکے ہوئے کہ "ہائے۔"

وہ چپ چاپ سیڈ ڈھیر کھا رہی اور کافی پی رہی۔ دوسرے نے
کہا "جوانی شرب میں ڈوبنے کے لیے ہوتی ہے اور اس عمر میں تم کافی پی
رہی ہو۔"
وہ پہلے ہی فیصلہ کر چکی تھی، کوئی بنگارہ نہیں کرے گی۔ کوئی ایسی حرکت
نہیں کرے گی جس سے پہلے ہی بچہ کا نام غلام ہو اور وہ نادیدہ دشمنوں کھر
لگا ہوں کہ مر کر بن جائے۔
وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی جس نے ابھی آواز سنائی تھی۔ وہ ایک
229

عقلی۔ لیکن ایک شخص کی رد اپنے شکار کے حلق تک پہنچانا ہوتا ہے۔ عقلی۔ وہ جانتی تھی کہ ایسے لوگ غروں کو اپنے گھر میں بلا کر کونو میں آنے کے لیے بلاتے ہیں، ایک خدیں کوئی بگ پیتے ہیں۔ وہ کسی دوسری عام میں روا گھر لے جاتی تھی۔ ویسے وہ بہت خوشیاد تھا۔ اس نے وہی کو گھر کے اندر لانے سے پہلے اس کے پرس کو کھینچ لیا تھا۔ اب اس کے ساتھ بیڑہ کو پی رہا تھا۔ اپنے جاکو لٹھو لٹھو کے سامنے لی رکھتا تھا جس پر بوسے پی رہا تھا۔ اسے جملہ جیسے اضر نہیں ہونے دیتا تھا۔ جب وہی اسے اٹھا کر اپنے لیے جاتا تو وہ غور سے دیکھتا تھا۔ اور جب کسی کام سے اٹھ کر جانا ہوتا تو ایک ہاتھ میں وہی پکڑ لیتا تھا۔ اور دوسرے ہاتھ سے جا اٹھا کر جس کام سے جاتا تھا وہ کمرے واپس آ جاتا تھا۔

وہ پریشان ہو کر اُس کا دواؤں میں لگ رہا تھا۔ ایسے میں تانے
 خشک آسان کر دی، وہ آدھی بوتل پینے کے بعد اُٹھ گیا۔ کسے نگاہ میں باہر
 سے آتا ہوں۔“

وہ لڑکھڑاہٹا باہر میں گیا پھر دروازے کو بند کر لیا۔ وہ لی نے
 بڑی بھرتی سے دروازہ کالی۔ وہ اچھا لگا پھر دروازہ کالی تھا اس نے دروازے
 کے جینڈے قطرے اس میں چکادے پھر خوشی میں برس پڑا کھلی۔

ہتی ہیں تم جیسے لوگوں کو مٹاتی ہیں اور ابھی چوں، آخر تم کو لوگوں کا پیٹ
یوں نہیں بھرتا؟ تم کو لوگوں کی ہوس لوری کرنے کے لیے بے شمار ہانڈی خریدیں
ہیں۔ یہ سحر شریف زلیوں کی زندگی کیوں برباد کرتے ہو؟ حسین میرا نکلی
پراسنا خود کیوں مجھ اور دروہے پر توجہ دیاں کیوں میسر ہوئے۔ خدا اپنے بے دروں
پر کھڑے ہو کر توجہ دھاتا ہے۔

”میرے مشوروں پر عمل کیے بغیر اس کی تجویز کی کھلی نہ کی جاتی نہ کرنا کہ
تمنا نہ کرنا کہ خبر لاتے ہوئے کہا: ”اسے ذہن نشین کر لو تجویز
اسی خبر سے کھلی گی، لیکن کھلتے ہی اندھا تھوڑے دانا۔ اس کے اندر کی کسی
چیز کو ہاتھ لگاتے ہی کبھی کاٹھکے لگا دو اور وہ ہاتھ اس وقت تک تجویز
سے نہیں جھکے گا جب تک تمہاری جان نہیں ٹھیکے گی۔“
”میں کیسے یقین کروں کہ تم میرے کہہ رہی ہو؟“

اندکی طرف پھینکا۔ اس بار روشنی کا جھکا کہ نہیں ہوا۔ اس نے لڑنے لڑنے
 اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر چوڑی کے اندر سے ہاتھ نکال گئے ہوئے ہیروں کے
 ایک ٹکس کو اٹھایا۔ کوئی خطہ نہیں تھا وہ غصہ نہ تھی۔ اس نے اسے اٹھا
 کر اپنے پاس میں رکھا۔ پھر چھدی کے باقی مال پر ہاتھ مصافحہ کرنے لگی۔
 تنہا وہ دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اس نے لیسور اٹھا کر آپریٹر سے کہا: "پول
 کے کسی نوٹنگ ایجنٹ سے رابطہ قائم کرلو۔"
 ٹھوڑی دیر بعد رابطہ قائم ہو گیا۔ اس نے کہا: "میں کل صبح کسی ٹراٹ
 سے کینساس میں جانا چاہتی ہوں۔"
 دوسری طرف سے جواب ملا: "جسٹ لے سنٹ۔"
 وہ انتظار کرنے لگی۔ پھر کہانی: "کل ایک نیچے کی فلائیٹ سے
 سیٹ مل جائے گی۔"
 "ٹھیک ہے، کونفرم کرو اور میرے کمرے میں آکر رقم لے جاؤ۔"
 رابطہ ختم ہو گیا۔ اس نے پول کے ملازم کو بلا کر دس ڈالر کا نوٹ
 دیا۔ پھر کہا: "مجھے کینساس میں سے شائع ہونے والا کوئی اخبار چاہیے اس
 میں سے جو بابتیہ مکتوب رکھ لو۔"
 وہ چلا گیا۔ تنہا اخبار کے ذیل سے معلوم کرنا چاہتی تھی کینساس میں
 میں کتنے سکانات برائے قرضت ہیں اور وہ کتنے علاقوں میں ہیں۔ اسے ایک
 بات ٹھنک رہی تھی کہ بہت کم نظر آتی تھی۔ پھر تنہا تھی بہت بڑی
 جانا اور خریدنے کی توقع نہ کرنے والا اسے شہر کے نظریے دیکھنے کا بات
 پولیس اور ایسی جتنی جگہ پہنچ سکتی تھی۔ اس کی خفیہ کوئی ہوسکتی تھی،
 ایسی جس والوں کو اپنے پیچھے گھانا ناقدی مندی نہ ہوئی۔ وہ رفتہ رفتہ
 اس بات کی تہ تک پہنچ گئے تھے کہ ایک کم سن لڑکی اتنی دولت اور
 جائیداد کی بھیجے کے ذریعے حاصل کر رہی ہے۔
 اس نے ایک کمری سائنسی۔ ٹیلی فونی جیسا غیر معمولی علم حاصل
 کرنے کے بعد بھی اس دنیا میں خود تیارہ کر کچھ نہیں کر سکتی تھے
 کسی نہ کسی مرحلے پر مرد کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اب اسے ایسے آدمی
 کی ضرورت تھی جو قدرتی طور پر وہ تجسس کار جو اور اس کے پرنسپل کی شہر
 کے فرائض انجام دے سکا ہو۔
 وہ خیالات سے چونک کر اپنے ذہن سے پورے ہر ایک حسی اس
 نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پوچھا: "کون ہے؟"
 آواز سنا دی۔ "میں ٹریونگ ایجنسی سے آیا ہوں۔ آپ کینساس
 میں جانا چاہتی ہیں؟"
 اس نے دروازہ کھول دیا۔ اسے اندہ بالا۔ پول کے ملازم انتظار سے
 آیا تھا۔ اس نے انتظار کے دورانہ بند کر دیا۔ ٹریونگ ایجنٹ کو بیٹھنے
 کے لیے کہا۔ پھر اس سے رقم پوچھی کہ اس سے نوٹ نکال کر کتنے اور طلبہ
 رقم اس کے حوالے کر دی۔ وہ قدرتی طور پر بیٹھنے کے بولا: "میں آپ کا نام؟"
 "صوفی اوگن۔"
 اس نے نام کہنے کے بعد پوچھا: "آپ کینساس میں کہاں جانا چاہتی ہیں؟"

"کیا یہ تناہ ضروری ہے؟"
 "آپ ایک ایجنٹ سے دوسری ایجنٹ جہاں ہیں۔ آپ کو
 یہاں کا اور وہاں کا مکمل پتا کھونا ہوگا۔"
 وہ چیلنکے انداز میں اس سے ذرا دور ہو گئی۔ پھر لیٹ کر پول
 میں کون ہوں کہاں سے آئی ہوں، میرا پتا ٹھکانا کیا ہے۔ مجھے کچھ یاد
 نہیں ہے۔ میں سب کچھ بھول چکی ہوں اور جو بھول چکی ہوں، اسے یاد
 نہیں کرنا چاہتی۔"
 "کیا اپنے گھر سے تاراض ہو کر آئی ہو؟"
 "مجھے اپنا کوئی گھر یاد نہیں ہے۔"
 وہ اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولا: "میں نے! میں تمہیں پول کے
 باور دہا کر دیکھ چکا ہوں۔ پتا چلتا ہے کہ یہاں قیام کیا ہے۔ غصہ ہوا شاید
 گھر سے بھاگ کر آئی ہو یا تمہارے ساتھ ایسا کوئی پرازم ہے کہ تم دوسروں
 سے چھپ رہی ہو۔"
 وہ بولی: "مستر۔۔۔۔۔"
 "مجھے مورگن کہتے ہیں۔"
 "مستر مورگن! میں ذرا ہاتھ دھو سے آئی ہوں۔ تب تک آپ کو
 کرتا میں نہیں یہاں سے وہاں کیسے جاسکتی ہوں۔"
 وہ ہاتھ دھو میں آگئی۔ دروازے کو بند کر دیا۔ پھر اس کے خیالات
 پڑھنے لگی۔ وہ پریشان ہو کر پھر کمری پر بیٹھ گیا تھا اور سوچ رہا تھا: "پتا
 نہیں ہے کہ کون ہے کہاں جھپک رہی ہے، ایسا سوچتے وقت اسے اس
 جوان بیٹی یاد آ رہی تھی۔ ایک دشمن کے بیٹھنے سے اسے اپنے مشتاق میں گزندہ
 کر لیا تھا اور اسے جھپکا کر لیا تھا۔ بیٹھنے فون پر کھڑا تھا۔ ڈیڈی! میں
 اپنی پسند کے ذہن کے ساتھ یہاں آگئی پول اور شادی کر رہی ہوں۔ میں
 جانتی ہوں آپ اسے دشمن سمجھتے ہیں۔ اس لیے شادی پر اعتراض کریں گے
 اگر اعتراض نہ ہو تو آگے سنسے کو آجائے۔ میں دین بیٹے والی ہوں۔"
 وہ آگے سنسے دین بن سکی۔ اخبار میں اس کی تصویر شائع ہونی
 تھی اور یہ خبر کچھ کچھ ماحول لوگوں نے اسے بڑی اذیتیں پہنچا کر قتل کیا۔
 اور اس کی لاش ایک ٹریونگ پائی گئی ہے۔
 تنہا نے ایک سروا بھر کر سجا۔ اس دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا
 انسان ہو جو مکمل طور پر خوش اور مطمئن ہو اور نہ ہر شخص کے ساتھ ایک انسان
 کہاں ہوتی ہے۔ وہ دروازہ دو چار آدمیوں کے خیالات پڑھتی رہے تو اس
 حساب سے دنیا والوں کو پڑھتے پڑھتے غم کر جائے، ان کے کام آتے آتے
 زندگی ختم ہو جائے لیکن یہ دو کو دور ختم نہیں ہوں گے!
 کمرے میں مورگن سے پھینکے بیٹھا ہوا تھا۔ تنہا کو کچھ کہنے کا غم
 تازہ ہو گیا تھا۔ وہ کینساس میں کا رہنے والا تھا۔ جوانی میں ایک لڑکی سے
 محبت ہوئی تھی۔ اس لڑکی کا ایک اور مطلب تھا کہ تین تین شادی ہو گئی
 سے جوانی یہاں سے دشمنی کی ابتدا ہوئی۔ ناکا ہونے والے رقیب نے
 مورگن کو بھر کبھی کون سے بیٹھنے نہیں دیا۔ اس کے کاروبار کو تباہ کر دیا۔

طرح طرح سے مصائب میں مبتلا کرنا۔ آخر اس نے مجبور ہو کر کینساس
 کو چھوڑنے کے لیے ریڈا کو مار ڈھکا کہ وہیں رہنے لگے۔ جب وہ یہاں آیا تو بیٹی
 برس کی تھی۔ جس بیوی کے لیے آتا کہ بڑا تھا، وہ مریختی تھی۔ یہاں وہ کچھ
 بے تک سکون سے رہا لیکن بیٹی کے ہاں ہوتے ہی دشمن کی طرف سے
 ہر چیز شروع ہو گئی، دیکھا جاتے تو ایک معمولی بات تھی۔ ایک لڑکی
 کے در طلب گار تھے، ایک کے ساتھ شادی ہو گئی اور دوسری پر تڑپا یا لیکن
 بیٹی بھی ایک دشمنی کر انسان، انسان کا عیاں حرام کرے۔ ایک ڈراسی بات کے
 اس کا گھر تباہ کر دے۔ اسے اپنا شہر چھوڑنا پڑا اور پھر پڑنے پر مجبور کر دے اور
 دشمنی آئندہ نسل تک قائم رکھے۔ بیٹی جوان ہوئی تو کسی کو تو ان کے ذریعے
 سے شریب کیا۔ اس معمولی لڑکی کو محبت کے جال میں پھنسا دیا۔ اسے گھر
 سے بھاگنے پر مجبور کیا۔ پھر اس کا جو انجام ہوا اسے باپ آج بھی سوچتا تھا
 فحشیت سے نظر پر جانے کے لیے انھیں بند کر لیا تھا۔ اس کے باوجود
 بیٹی کی لاش ایک ٹریونگ پائی گئی تھی۔
 تنہا ہاتھ دھو سے باہر آئی۔ مورگن نے سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر کہا:
 "میں چھدی زندگی پر یاد میں کرنا چاہتا۔ ایک بزرگ کی تشیت سے مشورہ
 دیتا ہوں۔ گھر وہاں چلی جاؤ۔ یہاں ٹریونگ ایجنٹ ایک نہیں بے شمار
 ہیں کہی دوسرے سے پتا کھٹ منگوا لو۔"
 "مستر مورگن! میں تم اس دنیا میں تنہا ہو؟"
 "پہلے ایک بیوی اور ایک بیٹی تھی۔ بیوی مریختی۔ بیٹی گھر سے بھاگ
 ہو گئی۔ میرے دشمنوں نے اسے مریختی طرح اذیتیں دے دے کر مار ڈالا۔"
 "تم ایسے نہیں چاہتے کہ میں تنہا چھٹی رہوں۔"
 "تم سوچ رہو۔"
 کیا میں دوسرے شخص کے ذریعے کینساس میں جاؤں گی تو تنہا نہیں
 رہوں گی۔ کیا مجھے اس کے لیے ہر کوئی دشمن نہیں ملے گا؟"
 "جب تم یہ بھی ہو تو کیوں تنہا ہو؟"
 "تم مجھے بیٹی بنا لو تو تنہا ہی دور ہو جائے گی۔"
 اس نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر آہستہ آہستہ اٹھتے ہوئے بولا:
 "میں بیٹی نہیں، میں بہت کمزور ہوں۔ میں ایک کی حفاظت
 نہیں کر سکتا تو دوسری کی ذمہ داری کیسے قبول کر سکتا ہوں۔"
 "میں اپنی حفاظت خود کروں گی۔ مجھے صرف سہارا چاہیے۔ دنیا والے
 تمہارے ساتھ دیکھ کر کہتے ہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔"
 "ہاں جب تک بیٹی میرے سامنے میں جتنی کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔
 جب وہ مجھے پھر کمری تو ایک محفوظ پناہ گاہ سے نکل گئی۔ تم بھی چلی جاؤ
 گی غصہ سے بدعاش نہیں آؤا کر گئے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟"
 "میں اپنی حفاظت خود کروں گی۔ مجھے صرف اپنے سر پر ایک پناہ چاہیے۔"
 "بیٹی! غم نہ کرو۔ بدعاش کو کھیل بھڑک رہی ہو۔ ان سے تو لو پولیس
 والے بھی پناہ مانگتے ہیں۔"

وہ اس کے قریب آیا۔ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر بولا: "مجھے صاف کرتا"
 جب میں یہ سوچتا ہوں کہ اپنی بیٹی کی حفاظت نہ کر سکا تو شرم سے مر جاتا ہوں۔
 میں دوسری بار شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔"
 یہ کہہ کر وہ پلٹ گیا۔ پھر تیزی سے جاتا ہوا دروازے کے پاس پہنچا
 وہاں رک گیا۔ جیسے شک میں مبتلا ہو۔ جیسے اپنی بیٹی میں ایک جوان لڑکی
 کو بے بارود مگر پھولنا نہ جاتا ہو۔ اس کے باوجود وہ صبر نہ پاتا ہو۔
 پھر اس نے دروازے کو کھول دیا۔ باہر جانا چاہتا تھا۔ پھر ٹھنک
 گیا۔ کھلے ہونے دروازے کے سامنے وہی شخص کھڑا ہوا تھا جس کی جیب
 سے تنہا دس ڈالر ڈھکا کر لائی تھی۔ وہ اسے دیکھتے ہی ذرا پیچھے ہٹ
 گئی۔ مورگن نے اس شخص سے پوچھا: "مستر مورگن! تم یہاں کیسے آئے ہو؟"
 وہ کہنے میں کھڑی ہوئی تنہا کو دیکھتے ہوئے بولا: "جیرالڈ کسی
 کے دروازے پر نہیں آتا جیسے جاتا ہے اپنے ہاں بلا لیتا ہے۔ مگر اس
 لڑکی نے مجھے آئے پر مجبور کر دیا۔"
 مورگن نے پچھائی کہتے ہوئے کہا: "دیکھو جیرالڈ! تم شرمزد ہو چکے
 پاس طاقت میں ہے، دولت میں ہے لیکن یہ لڑکی کمزور ہے تنہا ہے اسے
 صاف کر دو۔ اس کا بیٹا چھوڑ دو۔"
 اس نے مورگن کو ایک طرف دھکا دیا۔ پھر اندھا کر دروازے کو بند
 کر لیا۔ اس کے بعد آگے بڑھتے ہوئے بولا: "تم میری توقع سے زیادہ چالاک
 اور بہتر ثابت ہو ہیں، میری طرف کوئی دیکھنے کی جرات نہیں کرتا اور
 تمہاری نظر میری جیب تک پہنچ گئی۔"
 وہ پیچھے ہٹ کر پولی: "تم کیا کہہ رہے ہو میری سبک میں نہیں
 آ رہے۔"
 "تم یہ بھی کہو گی کہ مجھے سچا جانتی نہیں ہو، مجھے کبھی دیکھا نہیں ہے۔"
 "بے شک، میں نے دیکھا ہے۔ تم ایک ایک لیسٹون میں پہنا
 چاہتے تھے لیکن میں نے انکار کر دیا۔ یہاں آئی تو تم یہاں تک میرا بیٹا
 کرتے ہوئے پہنچ گئے ہو۔"
 مورگن نے ان دونوں کے درمیان اگر تنازع کے سامنے ٹھہال بننے ہوئے
 کہا: "دیکھو جیرالڈ! ایک نظریں لو کہوں کو پہچان لیتا ہوں، یہ معمول ہے،
 اکیلے، اس کا دل میں کون نہیں ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ پلیر یہاں
 سے چلے جاؤ اسے ہاتھ لگنے کے حق میں نہ ہو۔"
 "اور اگر میں سوچوں تو؟"
 "تو پھر مجھ سے برداشت نہیں ہوگا۔ تمہیں میری لاش پر سے گزر کر اس
 کے پاس پہنچنا ہوگا۔"
 وہ مقدمہ لگاتے ہوئے بولا: "کیا تم نہیں جانتے، کیا پولیس والے تمہیں
 جانتے کہ میں کتنی لاشوں پر سے گزر چکا ہوں۔"
 "وہ لاشوں کی لاشیں ہوں گی کوئی ان کا حساب کرنے والا نہیں
 ہوگا۔ لیکن اس لڑکی کا حساب کرنے والا میں ہوں، میں نے اسے بتا
 کہا ہے اور کوئی باپ اتنا بے عزت نہیں ہو سکتا کہ اس کے سامنے
 237

تتناہد اس کے دماغ میں ہونے کے دوران جبر الہی کو ذرا بڑے کے لیے بھول
گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اٹھ کر مومن پر بھروسہ کر لیا۔ وہ مارا کھا کر پیچھے
ہٹا ہوا ہارستہ پر گر پڑا۔ اس کے بعد ہی تناہد نے چور سے سنبھال لیا۔ مومن
نے اسے دونوں ٹخنوں پر رکھ کر اوپر کی طرف اٹھالیا۔ وہ اٹھ کر کھستہ کے
دوسری طرف جا گرا۔ خود ہی جھیلنا کر اٹھا۔ وہاں سے اس پر چھلانگ
لگائی لیکن مومن ایک طرف ہٹ گیا وہ اوندھے منہ فرش پر پڑ گیا جیسے
ہی اٹھا مومن نے اس کے منہ پر بات مادی چوسے مارتا ہوا دواڑے
کھلے گئے۔ تناہد نے دروازہ کھول دیا تھا۔ اس نے ایک اور بات مادی

تھانے نہ کہا۔ تم مجھے بد معاشوں کو جو لوگوں کی پسند آتی ہے تم سے اپنا
پرواز میں بنالیتے ہو۔ پولیس والوں کے سامنے اپنی طاقت سے حاصل نہیں
کرسکتے۔ لہذا جھوٹے الزامات لگا کر مجھ کو کر دیتے ہو کہ تم مجھ کے سامنے
سب جلتے۔ لیکن میں تمہارے سامنے جھکنے والوں میں سے نہیں ہوں۔“
پھر وہ پولیس افسر سے بولی۔ ”میں ایک مضر ہوگئے ہیں۔ بیان دیلنے کے
میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا۔ لہذا تم کو تواریف کا روانہ ہے اسے

”ہم ساتھ رہو گے تو تمہارا نہیں بن جانے کا۔“

”بیٹی! ایک دوسرے کے ساتھ جاہد مجرت سے رہنے کے لیے اہتمام ضروری ہے۔ تم تجرہ پر اہتمام نہیں کر رہی ہو۔ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا رہی ہو۔ پھر میں اس سبجو سے پر تھجھ رہا ہوں ساتھ کہیں جاسکتا ہوں؟“

تنازعہ اس دوران اس کے خیالات اچھل چڑھ چلا جتی تھی موقوف نہ ہوئی بلکہ اس کے چور خیالات بھی پڑھ چکی تھی۔ وہ کوئی خرم نہیں تھا، کوئی گناہ کا ذمہ تھا کسی کو دھوکا نہیں دیتا تھا۔ ایسے میں چور خیالات نہ ہو سکے برابر تھے۔ وہ بھی جلدی بھیجے کے لیے سوچتا تو اس میں بھی اس کی مستحق اور بھری ہوئی تھی۔ مثلاً اپنی جینی کے تاقوں کو وہ پوسٹ نہیں سکتا تھا ان سے انتقام نہیں لے سکتا تھا تو سوچتا تھا اسے کوئی غلطی طاقت حاصل جائے اتنی دولت مل جائے کہ وہ کورائے کے تاقوں سے کام لے کر اپنی پوسٹ انتقام لے سکے۔

”یہ بات نہیں ہے۔ ہم اپنی بھرپور صلاحیتوں اور طاقت کا مظاہرہ کیا۔ جہاں تمہارے لیے غلط پیش آگیا تھا وہاں میں نے مدد کی۔ مثلاً تم ریلوے کی ڈھلوان زمین تھے۔ میں نے تمہیں قائل کیا کہ تم زمین تک گئے۔ یہ اس کے ہاتھ پر غلط کرنا ہو گا۔ اور تم نے تین تک جینا۔ اور ہم نے ریلوے کو پراس کی گرفت میں لے کر دیا۔“

”کیا تم نے صرف ایک بازمیری مدد کی؟“

”لڑائی کے دوران جب بھی اس نے بھرپور لڑکر جیتا یا ہائیں لگائی، حفاظت کی۔ جب وہ پہلا لڑکر تمہارے پاس آیا تو میں نے فوراً جیتا دیا۔ وہ فرش پر پڑا۔ مگر اگر اس طرح دو چار بار میں نے تمہاری مدد کی اور تم نے خود اس کا مقابلہ کیا ہے۔ جو صلہ تمہارا تھا، طاقت تمہارا، حق صرف میں لڑائی کے اندر کو سمجھ رہی تھی اس کے مطابق تمہاری حفاظت تمہارا کرتی جاتی تھی جس کے نتیجے میں تمہارا حوصلہ بڑھتا جاتا تھا۔ اور تم خود اس

کھلے کرتے جاتے تھے۔
 "میں تم دونوں مل کر جبر لڑو کیا کیا ہے؟"
 "ہاں اور ہم دونوں مل کر رہیں گے تو دشمنوں کو نیچا دکھاتے رہیں گے۔"
 "تم مجھے خود غرض نہ سمجھو مگر کچھ کھانا چاہتا ہوں۔"
 "مہرور کرو۔"
 "کیا تم مجھے میری بیٹی کے قانون تک پہنچا سکتی ہو، کیا ہم دونوں مل کر ان سے انتقام لے سکتے ہیں؟"
 "میں تجھ پر دہشتہاں میں ایسا کر سکتی ہوں، لیکن میں اطمینان سے کام کرنا چاہیے۔ یہ میرا وعدہ ہے تم اپنی بیٹی کے قانون سے گن گن کر بدلتے لو گے۔"
 "وہ خوش ہو کر لڑا۔ پھر تو میں ساری زندگی تمہارے ساتھ رہیں گا۔ ساری عمر تمہاری خدمت کرتا رہوں گا۔"
 "خدمت کا لفظ استعمال کر کے مجھے شرمندہ نہ کرو، میں تمہیں اپنا بزرگ بنا کر ساتھ رکھنا چاہتی ہوں۔"
 "میں اسی لمحے سے تمہارے ساتھ ہوں۔ کیا تمہارا کینسا سہی جانا ضروری ہے؟"
 "میں شک و گمان میرے دماغ سے دھریں ہیں۔ میں یہاں رہوں گی تو دشمن کسی نہ کسی طرح میرے ان سے ملنا معلوم کرنے کے بعد انہیں پریشان کر سکتے ہیں۔ لہذا میں یہ شہر چھوڑ دینا چاہتی ہوں۔"
 "کیا باور دے والے تمہارے لیے پریشان نہیں ہوں گے؟"
 "تم ان کا رونا کٹہہ نہ کرو۔ ہر شے پر میرے ان کے لیے ایک معقول رقم بھیجتے رہو۔ اور میری عمر بڑھنے سے ملنے لگے رہو۔ میں انہیں بڑھاپے میں ہر طرح کا کٹھنہ دوں گی۔ لیکن وہ ہم دو بیٹوں کو کبھی نہیں دیکھ سکیں گے اور اسی میں ان کی بھلائی ہے۔"
 "کینسا سہی میں میرا ایک کاٹچ ہے جو برسوں سے بند چڑا ہے کیا تم وہاں رہنا پسند کر لو گی؟"
 "فی الحال وہاں کی، لیکن تم وہاں جاتے ہی میرے لیے شکر کا اندازہ باہر دو جاؤ، مجھے اور کوٹھیاں خریدیں گے۔"
 "اس نے میری سے پوچھا۔ وہاں کچھ اور کوٹھیاں؟ جانتی ہو اس کے لیے کم از کم پچاس لاکھ ڈالر کی ضرورت ہو گی؟"
 "میں اس سے بھی زیادہ دوں گی۔"
 "وہ کھینچی ہوئی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر لڑا۔ میں کچھ گیال بیٹی کے ذمے حاصل کر دی کہ جو تعجب سب سے کس طرح اتنی رقم حاصل ہو گی؟"
 "کل ہم پہلے سے روز ہر روز ہیں۔ اس کے بعد تم انہوں سے دیکھتے رہو گے۔"
 "دوسرے دن وہ کینسا سہی پہنچ گئے۔ برسوں سے بند چڑا ہوا کاٹچ گرا دھڑکی کے جالوں سے اٹا ہوا تھا۔ مگر نہ کیا۔ تم ایک روز پہل میں قیام کرو۔ میں کچھ آدمی لگا کر اس کی صفائی کوا لیتا ہوں۔ اسے بڑی طرح تمہاری رہائش کے قابل بناتا ہوں۔ پھر تم یہاں چلی آنا۔"

اس نے کہا تم کچھ آدمی اس کام کے لیے لگاؤ اور دھڑکی سے کام لے لگ جاؤ۔ راجدھانی میں جا ملو کہ خرید و فروخت کے مسئلے میں جو اشتہار دیکھتے تھے ان سب سے رابطہ قائم کرو۔ میں تمہارے دماغ میں رہوں گی۔ تم ایک دوسرے سے مشورہ کرتے رہیں گے اور اپنے مطلب کے منجھکے اور کوٹھیاں خریدتے رہیں گے۔"
 "لیکن تم نے مجھ تک رقم کا اخراج نہیں کیا ہے؟"
 "سب ہو جائے گا فی الحال یہ پانچ ہزار ڈالر رکھو۔"
 "اس نے رقم لیتے ہوئے کہا۔ تم سے جو رقم ملے گی، میں ہر شے اس کا حساب پیش کرتا رہوں گا۔"
 "وہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اتنی زحمت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ جب بھی میری چاہے گا میں تمہارے دماغ سے حساب معلوم کر دوں گی اور تمہیں بتا بھی نہیں دے گی۔"
 "وہ جھینپ کر لڑا۔ میں بھول جاتا ہوں کہ تم ٹیلی فنی جانتی ہو۔ مگر نہ کرنے کے لیے ایک کارہاصل کی پھر مختلف اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ سے ملاقاتیں کرنے لگا۔ ان کے ساتھ جا کر فروخت ہونے والے بیگلوں کو اندازہ باہر سے دیکھتا تھا۔ تنہا اس کے دماغ میں رہ کر اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کرتی رہتی تھی۔ ایک ڈپارٹمنٹ کے پاس کرانے کی کار دیکھ کر غصے سے انداز میں کہا۔ "مسٹر! آپ جس منجھکے کے متعلق معلومات حاصل کر رہے ہیں، اس کی قیمت پچیس لاکھ ڈالر ہے۔ ایک خریدار بھی پانچ لاکھ ڈالر ایڈوانس کے طور پر ادا کر کے ڈالا ہے۔"
 "مگر نہ نے پوچھا۔ کیا تمہارا خیال ہے اتنی رقم ادا نہیں کر سکا؟"
 "میں نے اپنے لیے ایک گاڑی تو خرید لی، وہیں ہزار کی گاڑی خریدنے کے بعد ہی وہیں لاکھ ڈالر کے منجھکے کا خوب دیکھنا مناسب ہو گا۔ ان باتوں کے دوران وہی خریدار پانچ لاکھ ڈالر ایڈوانس لے کر گیا۔ اس نے پوچھا۔ کیا کاغذات تیار ہیں؟"
 "پچیس رقم کے مسئلے میں کاغذات تیار ہیں۔ باقی قانونی کارروائی اور مکمل رقم کی ادائیگی کے بعد کاغذات مکمل ہو جائیں گے۔"
 "اس نے برلیٹ کیں کھول کر دکھایا۔ اس میں نوٹوں کی گڈیاں بھری ہوئی تھیں۔ ڈپارٹمنٹ اس رقم کو گنتا شروع کیا۔ پھر ملنے پر وہ کاغذ اس کی طرف بڑھادیا۔ دو نوٹوں نے دستخط کیے معاملہ ہو گیا۔ پچیس رقم ادا کر کے ڈالا دوسرے دن آئے کہ کونکر چلا گیا۔ ڈپارٹمنٹ نے مقررہ رقم۔ "مسٹر! اسے سہی میں اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے۔ یہ ڈالر کھیل ہے۔ آپ کسی چھوٹے نوٹ ڈپارٹمنٹ کے پاس جائیں اور کوئی چھوٹا موٹا مکان خرید لیں۔"
 "مگر نہ نے کہا۔ آپ ڈپارٹمنٹ سے میں مگر آپ کو ڈیڑھ نہیں آتی۔ ہر خریدار کے ساتھ کینسا سلوک ہونا چاہیے۔ خواہ وہ کتنا ہی معمولی خریدار کیوں نہ ہو۔"

وہ اٹھ کر باہر گیا۔ اپنی کار کی اسٹینڈنگ سیٹ پر بیٹھ کر اشارت اچھا تھا۔ تنہا نہ کیا۔ ابھی نہ جانا ڈرا انتظار کرو۔ کار کی بچھل بچھل شیشہ نیچے کر دو۔"
 "وہ برلیٹ پر عمل کرنے لگا۔ پھر ڈپارٹمنٹ پر بیٹھ کر اشارت برنگلا۔ اپنی کار کی طرف جاتے لگا۔ پھر ایک ہٹ کر اس کی طرف کار کے پچھلے دروازے کے پاس رگ کر دوہ برلیٹ کیں کھول کر اس میں بے نوٹوں کی گڈیاں نکال نکال کر کھڑکی کے ذریعے پچھلی سیٹ پر بیٹھنے لگا۔ جب اس نے تمام گڈیاں پچھلیک دیں۔ برلیٹ کیں خالی ہو آواز سے بند کر کے اپنی کار میں جا کر بیٹھ گیا۔ خالی برلیٹ کیں اپنے ساتھ سیٹ پر رکھ دیا۔ اطمینان سے کار اشارت کر کے ڈرائیو کرتا ہوا جانے لگا۔ مگر نہ نے انہیں پچھلے سے اسے جانتے دیکھا تھا۔ بار بار برلیٹ کر پٹی سیٹ پر بھی دیکھتا تھا۔ وہاں نوٹوں کی گڈیاں اس طرح بکھری ہوئی تھیں جیسے کوئی کچھ پچھلیک کر چلا گیا ہو۔ وہ حیرت سے سوچ رہا تھا۔ اوہ گاڑی بائیں چوٹی ایسے حالات دکھاتی ہے؟"
 "تنہا کی آواز سنائی دی۔ سوچنے اور حیران ہونے میں وقت ضائع ہو رہا تھا۔ فوراً یہاں سے نکل چلا۔"
 "آخر وہ ایک حیران ہوتا۔ اس کے کام سے جہاں جاتا تھا، شیشے کی حیرت انگیز کمالات دیکھتا تھا۔ وہ تنہا کے ساتھ دوپہر کو سیناس سہی پہنچ گیا۔ دوسرے دن دوپہر تک اس کے پاس ستر لاکھ ڈالر جمع ہو چکے تھے۔"
 "اگر وہ دولت حاصل کرنے کے خواب دیکھتا، دولت مند بننے کھ رہا میں مانگتا تو اپنی حیثیت کے مطابق خواب دیکھتا۔ اپنی حیثیت کے مطابق وہاں مالک۔ وہ بھی مروجہ نہیں نہیں ملتا تھا کہ اس جیسے ایک معمولی آدمی کو جس گنتے میں ستر لاکھ ڈالر مل سکتے ہیں۔ اس نے ان دو نوٹوں کو بھی دیکھا تھا جو حالیہ مقدموں کی وجہ سے بہت مشہور ہو چکی تھیں جن میں ایک کا نام دلی اور دوسری کا نام پامیلا تھا۔ وہ دونوں آدمی بات کے بعد نیند کی حالت میں چلتی ہوئی آئی تھیں۔ انھوں نے نقد رقم کے علاوہ زیورات بھی تنہا کو دے دیے تھے۔ پھر چھپ چاپ چلی گئی تھیں۔ تنہا نے دوسرے دن ٹیلی فون کے ذریعے دلی سے رابطہ قائم کیا۔ دلی نے پوچھا۔ تم کون ہو؟"
 "مجھے اپنی ایک سہیلی پائرس بائرس پشتر چھو۔"
 "دلی نے تعجب سے پوچھا۔ پائرس بائرس؟ میں تو کوئی کاروبار نہیں کرتی۔ مجھ تک بات کسی کا پائرس ہو۔"
 "تم کو تعجب کا کاروبار کرتی ہو۔ سہیلی نہیں لگاتیں اور میرے حال کو بھی تم نے ایک رات پہلے کسی کی خوب گاہ میں جا کر کچھ حاصل کیا۔ تم نے میں جسے وصول کر لیا ہے۔ ایک حصہ تمہارے پاس چھوڑ دیا ہے۔"
 "تم کون ہو؟ کیا یوں اس کا رہا ہو؟"
 "دلی اچھا سے ڈرائنگ روم میں ایک صوفے پر جس کے نیچے جھپٹے

میں پھر لاکھ ڈالر اور ملے جاتے ہوئے ہیں کہ ایک بار ادھر جھپٹتے قسم کے زیورات رکھے ہوئے تھے۔"
 "دلی نے پائرس بائرس پشتر چھو۔ تنہا کھڑی تھی۔ تم جتنی سمجھو ہو، اتنی ہی اتنی ہی ہو۔ سمجھو دلی یہ ہے کہ تم نے اتنی بڑی رقم اور قیمتی زیورات ڈرائنگ روم کے صوفے میں چھپا کر رکھے کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا تھا۔ جہاں عام ملاقاتی اگر بیٹھتے ہیں، وہاں مال چھپا کر نہیں رکھا جاتا۔ میں تمہاری ذہانت کی دلدردی ہوں لیکن حماقت یہ ہے کہ تم زیورات پر اتنی بوجھیں خود استعمال نہیں کر سکتیں جہاں تک سہیلی کا وہ بار استعمال کر دی تو کچھ ہی گاڑی لگنا۔ میں نے یہ ساری چیزیں لے لی ہیں تمہاری ضرورت کے لیے صرف دو لاکھ ڈالر چھوڑ دیے ہیں۔"
 "دلی زبیر پچھلیک کر دوٹی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ مرنے کو ایک طرف کر کر اس کے نیچے جھپٹے کو دیکھا۔ نیچے جھپٹے میں پائرس بائرس پشتر تھا۔ لیکن زپ کے ذریعے علیحدہ ہو سکتا تھا۔ اس نے زپ کو ایک طرف سر کیا۔ پھر ہاتھ ڈال کر دیکھا تو صرف دو لاکھ ڈالر ہی ہاتھ آئے باقی سارا مال غائب ہو چکا تھا۔ وہ پائرس بائرس پشتر چھو۔ "نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی میری کمائی پر ہاتھ صاف نہیں کر سکتا۔ بھلا یہاں کون آسکتا ہے لایسے آسکتا ہے اسے کسی کے ملو کو سرسکے کہ میں نے مال کہاں چھپا کر رکھا ہے؟ پھر وہ چونک کر کھڑی ہوئی۔ دوڑتی ہوئی بیڈ روم میں آئی۔ زبیر اٹھا کر جھپٹے ہوئے بولی۔ تم کون ہو؟"
 "تم یہ سوال عیسوی بار کر رہی ہو۔ میں جواب دے چکی ہوں۔ اپنی سہیلی سمجھ لو یا پائرس بائرس پشتر۔"
 "میں تمہیں کس کر دوں گی۔"
 "فون پر کس کی جگہ نہیں دیتے۔ یہ بات ریکارڈ ہو سکتی ہے۔"
 "مجھے کسی بات کی پروا نہیں ہے۔ ایک بار میرے سامنے آ جاؤ۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"
 "ابھی تم جھپٹے میں ہو کر کس کی باتیں سمجھ میں نہیں آئیں گی لہذا پھر رابطہ قائم کر دوں گی۔"
 "اس نے زبیر کو دیکھا۔ دوسری طرف سے دلی، سہلو، سہلو، کستی ہوئی بیڈ روم تھی۔ اسے گایاں دے رہی تھی انھیں سے تملارای تھی۔ اس کا اتنا بڑا نقصان ہوا تھا۔ وہ اس نقصان کو اتنی جلدی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔ تنہا نے اسے برداشت کی عادت ڈالنے کے لیے چھوڑ دیا۔"
 "پھر اس نے پامیلا سے رابطہ قائم کیا۔ "سہلو، میں تمہاری ایک سہیلی اور پائرس بائرس پشتر چھو رہی ہوں۔"
 "پامیلا نے پوچھا۔ تمہارا نام کیا ہے؟"
 "نام سہیلی سے کام نہ لیں میں پائرس پشتر۔"
 "کینسا پائرس! میں کوئی کاروبار نہیں کرتی۔"
 "غضب کا کاروبار کرتی ہو پھر اٹھا ہاتھ آئے اسے تالین کے نیچے

چلیا کر گئی ہو۔

وہ پریشان ہو کر بولی۔ "تم کون ہو؟"

"کھانا تمہارے کام میں شریک ہوں، تمہارے مال میں شریک ہوں۔ میں نے تالین کے نیچے تمہاری چاندی کے کاغذات اور ایک لاکھ ڈالر چھوڑ دیے ہیں یا چار لاکھ لے آئی ہوں۔"

یہ سنتے ہی پائیلٹ کے ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا وہ دوڑتی ہوئی تالین کے ایک سرے تک آئی۔ پھر اسے پھر دو سرے کی طرف لٹنے لگی۔ اسے اٹھتی ہوئی گئی اسے سو ڈالر کے نوٹوں کی چار گزیاں اور چاندی کے کاغذات نظر آئے۔ اس نے تالین کو ادھر لے کر لایا۔ اس کے اٹنے سے کوسیاں، موٹے، میٹریکل اور دوسری چیزیں بھی اٹتی جا رہی تھیں لیکن باقی رقم نظر نہیں آ رہی تھی۔ نوٹ پر بولنے والی کی بات درست تھی چار لاکھ ڈالر غائب ہو چکے تھے۔

وہ ہانپ رہی تھی، جھنجھلا رہی تھی جیسے سے ریسیور کی طرف دیکھ رہی تھی جو تیز پر سے ٹلک کر بھول رہا تھا۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی ریسیور اٹھا کر بچنے لگی۔ "تم کون ہو؟ یہاں کیسے آ گئیں، میں نے مال کال چھوڑا ہے، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"وہ کوئی پھیلنے کی جگہ نہیں تھی۔ میں فٹنڈوں نے تمہیں کرسی سے باہر کر کے کی تلاش کی۔ ان کا حیا تالین تک نہیں پہنچا۔ وہ لڑائی تھے، اگر چالاک بزم ہوتے یا پولیس والے ہوتے تو تالین آٹک کر ضرور دیکھتے۔ میں پوچھتی ہوں، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"مجھے تمہارے ہر محلے کی خبر ہوتی ہے، اگر میں وقت پر پولیس والوں کو اطلاع نہ دیتی اور وہ وقت پر پہنچتے تو وہ میزوں کا ٹاکا ہونے کے بعد تمہیں قتل کر دیتے۔ ایک بات یاد رکھو۔ میں حرام کی کمانیں نہیں کھیتی محنت کرتی ہوں۔ کام آتی ہوں، پھر اپنے کام کا وعدہ نہ جاتی ہوں۔ میں نے تمہاری جان بچائی۔ اس کے عوض چار لاکھ ڈالر لے گئی ہوں۔ آئندہ بھی اسی طرح کام آتی رہوں گی۔"

"تم کون ہو؟ میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ تم مجھ سے کبھی نہیں مل سکو گی لیکن ہم ایک حکمران کے کام آتے ہیں گے۔"

"مجھے تم سے کوئی کام نہیں لینا ہے۔ میں کبھی ہوں میری رقم واپس کرو، میں اتنا بڑا نقصان برداشت نہیں کروں گی۔"

"میری ناشوخی ہو تمہاری جان بچ گئی تھی۔ اب وہ تم نے بچائی۔ اس کا سہا نہیں کرو گی۔ کیا چار لاکھ ڈالر تمہاری جان سے زیادہ قیمتی ہیں؟"

"انسان دولت کے لیے میتا ہے، دولت کے لیے مرتا ہے۔ میں چار لاکھ ڈالر کے لیے مرتا ہوں کروں گی، مجھ کو نہیں دینا پھر نہیں کروں گی۔ ایک بار میرے سامنے آؤ، میں تمہیں خاک میں ملا کر رکھ دوں گی۔"

"میں واقعی نہیں ہوں۔ جب چھپ کر رہتے ہو تو بڑی زبردستی مل سکتی ہیں تو سامنے آنے کی حماقت کیوں کروں۔"

اس نے رابطہ قائم کر دیا اس شام کو بلی اور پائیلٹ دونوں کا کلب میں وقت گزارنے کے لیے آئیں۔ انہیں اپنے نقصانات کے سلسلہ میں اصرار تھا۔ وہ غم غلط کرنے کے لیے بیٹھ رہی تھیں۔ دونوں نے قہقہے کی کہانیاں چلپ کر ٹپ کر کے والی سامنے آئے تھے وہ سزا سے ہمت کی پودا کیے بغیر اسے جھکی کر دی گئی۔

پائیلٹ مزید رہی تھی بولی رہی تھی "اسے واڈ سٹائی دی۔" پائیلٹ پائیلٹ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ سارہ چون لڑائی۔ وہ بھی براؤن کی دواؤں تعلق رکھتی تھی۔ پائیلٹ اسے سامنے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔ "ارے سارہ تم کہاں ہو آج کل؟"

"پہلے یہ بتاؤ، تمہارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ پتا چلا ہے ایک رات پہلے تمہارے ہاں میں غنیمت کھس آئے تھے۔ تمہیں قتل کرنا چاہتے تھے۔ پولیس میں وقت برباد نہ کی۔"

"ہاں، جان بچ گئی، وہ پائیلٹ تمہیں یہاں نظر آتی۔"

"تم بڑے بڑے ہاتھ مارنا چاہتی ہو۔ اس لیے جان کا خطرہ دیکھ رہے ہیں کبھی ہوں چھٹا ہاتھ دھندلا کر۔ آؤ، تم کو ہمتی ہے لیکن جان کا خطرہ نہیں رہتا۔"

"تم آج کل کیا کر رہی ہو؟"

"میرے ساتھ آؤ۔ میں بتاتی ہوں۔"

وہ سارہ جون کے ساتھ کلب کے سامنے تھیں جہاں جیل صرف خاص لوگ ہی جاسکتے تھے۔ وہ کلب کے مالک کا ایک پرائیوٹ کھانا سارہ نے ایک میبل پر سے دل سے کہا۔ "جاؤ، یا اس سے کہو، میں آتی ہوں۔"

وہ اندکھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آکر لولا۔ "باس نے تمہیں تنہا بلایا ہے۔"

وہ بولی۔ "پائیلٹ تمہارا ڈرا انخار کر رہا، میں ابھی آتی ہوں۔"

وہ کوسے کے اندر گئی۔ چند منٹ کے بعد واپس آگئی بہت خوش نظر آ رہی تھی۔ کہنے لگی۔ "میرے ساتھ گھر چلو، میں تمہیں زیادہ دھندلا سکاں گی اور خوب ملاؤں گی۔"

"ہاں، میں جیتا چاہتی ہوں۔ غم غلط کرنا چاہتی ہوں۔ آج میں نے بہت بڑا نقصان اٹھایا ہے۔"

وہ دونوں کلب سے باہر آکر گھر میں بیٹھ گئیں۔ راستے میں پائیلٹ نے اسے بتایا کہ کس طرح اس کے لاکھوں ڈالر جوڑی ہوئے ہیں اور پوری کرنے والی ان کی طرح کوئی عورت ہے۔ سارہ نے ساری رد دلوں کر کے "عزت ہے تو تم سے بچ کر کہاں جائے گی۔ جسے اسے خود ہونے کا نہیں گے۔"

وہ ایک پھر سے اپارٹمنٹ میں پہنچ گئیں۔ دروازے کا انڈ سے بند کر لیا پھر سارہ نے اپنی میس کی آواز دے دی کہ "میں آگیا ہوں۔" دھندلا کر رہی ہوں۔ ایک طرف سے جس نے جاتی ہوں کلب کے پاس کو دیتی ہوں۔ وہاں سے وہ میٹنٹ لے کر آتی ہوں۔ مجھے ایک ٹپ کے پانچ ہزار ڈالر ملتے ہیں۔"

جب اس نے ملکی آمد کی تو پائیلٹ نے حیرانی سے دیکھا، اس کے

لاٹکے ایک خول کھنکے کی طرح بندھا ہوا تھا۔ اس نے اس کے کلب سے الگ کیا۔ اندر قوت چھوڑے ہوئے تھے۔ وہ بولی۔ "جب سے ساتھ کلب کے پاس کے پاس گئی تو اس میں جس بھی رہی ہوئی، اسے مال اس کے حوالے کیا اور مال کے کرائی گئی۔"

لیکن یہ تو بڑے بڑے نوٹ ہیں۔ آخر تم کتنا مال لے گئی تھیں؟"

سارہ چون خوشی سے لوٹ کر دیکھ رہی تھی۔ اٹھا اٹھا کر گرنے لگی تھی۔ لیکن میں اس کی مدد کر رہی تھی۔ پھر وہ دونوں حیرت زدہ ہو گئیں۔ لاکھ ڈالر کے دو ایک ٹپ کے زیادہ لے جائیں۔ چالیس ہزار کا مال کی طاق ہے۔ مصروفی ہیٹ میں بھی لڑ لڑ لاکھ ڈالر کی توقع نہیں کر سکتی تھی۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ سارہ نے آگے بڑھ کر ریسیور اٹھایا۔

"پہلے۔"

دوسری طرف سے آواز آئی۔ "میلو، میں تمہاری سہیلی پائیلٹ بائیس ہاں ہوں۔"

سارہ نے حیرت سے پوچھا۔ "سہیلی؟ بڑے پائیلٹ! آخر تم کون ہو؟"

"اسی جلدی تمہاری سہیلی میں نہیں آئے گا۔ پائیلٹ تمہارے پاس ہے اس سے پوچھ لو۔"

سارہ نے اٹھ کھڑی ہو کر پوچھا کہ کرا۔ "کون مجھ سے فون پر بات کر رہا ہے اور تم سے؟ وہ میری سہیلی اور پائیلٹ پائیلٹ ہے اور تم اس کے ہیں جانتی ہو۔"

پائیلٹ نے ایک دم سے جھپٹ کر ریسیور اس سے چھین لیا پھر جرح ناچا رہی تھی۔ "آؤ، میں جیتی تھیں یہاں میں پہنچ گئیں۔"

لیکن وہ دل نہ دے سکی۔ اس سے پہلے ہی اس کی زبان دانوں کے درمیان اور وہ تھلا کر رہی۔ سارہ نے ریسیور سے کر لیا۔ "تم کون ہو، کیا نی ہو؟ تم نے میری سہیلی کے چار لاکھ ڈالر لے لیے۔ مجھ سے کیا چاہتی ہو؟"

"میں محنت کرتی ہوں تب سارا ملتی ہوں تمہیں وقت باس کے یہ ہیں گئیں، میں وہاں بھی ہوتی تھی۔ تم چالیس ہزار کا مال لے کر گئی تھیں۔ بڑھ لاکھ ڈالر لے کر آتی ہو۔ اس کا مطلب ہے ایک لاکھ دس ہزار زیادہ ہو رہی ہیں میرا حصہ ہے۔ ایسی آمدنی کے تین حصے میرے ہوتے ہیں۔ اب میرے پاس اس رقم میں میرا حصہ ستر پچتر ہزار ڈالر ہے زیادہ نہیں بننا اور ہزار کی قیمت نہیں کرتی۔ لہذا جب تمہارے پاس دو چار لاکھ ڈالر ملے ہو تو مجھے تو میں اپنا حصہ تم سے لے جاؤں گی۔"

اسے بعد اسی کا راستہ نہیں ہے گا۔"

"تم میری خبر نہ کرو۔ میں آؤں گی اور اپنا حصہ لے جاؤں گی۔ مگر اس دو چار دن لگیں گے۔ اس طرح میں تمہارا کام کرتی رہوں گی۔ تمہارے ڈی پیٹ میں لاکھوں ڈالر آتے رہیں گے۔ مجھے تعین ہے تم عقل سے لو گی۔ ایک ٹپ میں پانچ ہزار کمانے سے ستر سے کھارے تھیں۔ چالیس ہزار آیا کریں۔ تم صرف پچاس ہوں آمدنی کو دیکھو، ناولوں کو

کی طرح اس سدا دھلا ہے میں جیلا دھوکہ میں تمہارے مقابلے میں زیادہ قدم لے جایا کروں گی۔ سو نہاد پھر نہیں گے۔"

رابطہ قائم کر لیا۔ سارہ نے جھنجھلا کر میلو کہا۔ پھر ریسیور کو کر ڈال پر پڑا دیا۔ پائیلٹ نے پوچھا۔ "کیا وہ اپنا حصہ ملانے رہی تھی؟"

"وہ مانگتی تھیں کہ اسے ملے۔ پھر وہ دیتی ہے۔ بڑی بڑی باتیں کہ ہے کہ ہزار کی گنت نہیں جانتی۔ جب میرے پاس دو چار لاکھ ہو جائیں گے تب یہاں لے گی اور اپنا حصہ لے جائے گی۔ آئے دو اس کو۔ میں اسے زندہ نہیں چاہنے دوں گی۔"

پائیلٹ نے جھکی جھکی کر کہا۔ "یہ اچھا موقع ہوگا۔ میں بھی تمہارے پائیلٹ پر نظر رکھوں گی۔ دیکھوں گی کہ کون یہاں چھپ کر آتی ہے اور تمہیں نوٹ کر جانا ہوتا ہے۔ میں اپنی رقم کو کے ساتھ وصول کروں گی۔"

سارہ نے پوچھا۔ "جب وہ تمہارے گھر میں داخل ہوئی اور اتنی بڑی رقم لے گئی تو تمہیں کوئی خبر نہ ہو سکی؟"

"میں نے خبر نہ کی تھی اس لیے میری غفلت سے فائدہ اٹھا لیا۔ اس بار کامیاب نہیں ہو سکے گی۔"

"ہاں پائیلٹ! آخر تم کو میرے پاس رہا کرو۔ وہ کہہ رہی تھی، دو چار دن میں میرے پاس دو چار لاکھ ہو جائیں گے۔ تب وہ لینے آئی گی۔ میں کیسے تعین کروں کہ وہ میرے لیے بھی کچھ چھوڑ جائے گی۔ جب چور ہے تو پوری طرح حلقا کر کے جائے گی۔"

پائیلٹ نے کہا۔ "بے شک وہ چور ہے، مگر وہ ہے۔ جو نوٹ رہی ہے لیکن اس کی تعریف ضرور کرنا چاہیے۔ وہ اپنی زبان کی پابند ہے۔ دھندلے میں ایماندار ہے۔ بے ایمان ہوتی تو میرے پاس ایک لاکھ ڈالر چھوڑ کر نہ جاتی۔ ایک لاکھ کوئی معمولی رقم تو نہیں ہوتی۔"

سارہ شکست خوردہ انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔ "اگر وہ اتنی ایماندار ہے کہ ہمارے چھوڑ جاتی ہے تو پھر کوئی نقصان نہیں ہے۔ میں روز ایک ٹپ کرتی ہوں اور پانچ ہزار ڈالر کمانی ہوں۔ مجھے روزانہ تیس چالیس ہزار کی آمدنی کمانے کی پھر کڑی کی ہے؟"

"اگر تم اسے چوری کرتے ہو تو میرے چار لاکھ ڈالر وصول ہو جائیں گے اس کے بعد ہم اس سے غمٹ لیں گے۔"

سارہ چون نے کہا۔ "ہاں، وہ وہ ہے۔ کہتا رہی ہے اور اس طرح گھوڑا میں گھس کر لوگوں کو ٹوٹا رہتی ہے۔ اس کا سراغ لگانا ہی ہوگا۔"

وہ ایک قمار خانے کے باہر میں بیٹھتی رہی تھی وہ بھی تعین نہیں کھا رہی تھی کہ اسے کون سے والی سامنے آئے تھے تو زندہ نہیں چھوڑے گی۔ قتل اسے بھانسی پر چڑھنا پڑے۔ باہر کی کڑی پر بیٹھا پڑے۔ رات کے دس بجے شور مارتا۔ پرنس آ رہا ہے۔ پرنس۔۔۔"

وہ نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک خوب روٹو جان دو حسین خاتون کو ساتھ لے جاتا ہوا اچلا آ رہا تھا۔ اس کے متعلق مشہور تھا کہ ہزار ہر دست شہر ہے۔ تاش کی گڈی ہاتھ میں آتی ہے تو بازی میں اس کے ہاتھ آ جاتی ہے۔ ہر

قمار خانے میں جانا ہے۔ آج ہونے تک وہ چار لاکھ پارک جا بھرت کر رہی تھیں۔
پرنس صاحبان کو ساتھ لیے پول میں لڑ رہا تھا۔ جسے جیسے جیسے کھیلوں کے
مسابقے بدل رہا ہو۔ وہ بظہر چست ہے وہ چلتے چلتے لڑ گیا۔ وہی کو دیکھنے
لگا جس پر حیرتوں کو کھینچ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولا۔ "میں نے
تمہاری تصویر یادوں میں دیکھی تھی، اگر میں بھول نہیں رہا ہوں تو تم برس
وہی دلزد ہو۔"

اس نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ وہی نے اس سے ہاتھ لاتے
ہوئے کہا۔ "مجھے ایک بار دیکھنے والے کبھی نہیں جھوٹے جھوٹے تصویر دیکھنے کے
بعد تم کیسے بھول سکتے ہو۔"

وہ ملتے ہوئے بولا۔ "جو قدرت مجھے پسند آجاتی ہے میں اسے قمار خانے
میں اپنے ساتھ جھٹاتا ہوں۔ دوسری صبح اپنی ہیبت کا ایک حصہ اسے دیتا
ہوں۔۔۔۔۔ آج تم میرے ساتھ بیٹھا پسند کر گئی۔"

"میری آج تمہارا ہوتا جاتی ہو۔ پھر کسی۔۔۔"
وہ سگڑتے ہوئے بولا۔ "میں صرف ایک بار سنا ہوں اس کے لیے کبھی
عورت کی خوشامدیں کرتا۔"

یہ کہتے ہوئے پرنس نے اپنی جیب سے پالیاں ہاتھ لگا لگا تو اس کے ساتھ
ہی کار کی چابی نیچے گر پڑی۔ فوری طور پر وہی نے اسے تانے لگا کر ہی۔ وہ
کاؤنٹر کے پاس کھڑے ہو کر ایک پیکیج پینے کے لیے اپنی جیب سے اس کے
ساتھ نکال گیا۔ اس وقت بھی فون کی گھنٹی بجتی تھی۔ بار کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے
ہوئے شخص نے رسیور اٹھا کر بول کہا۔ "پھر دوسری طرف کی آواز سن کر رسیور
وہی کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔ "میں تمہارا فون۔"

وہ رسیور کو کان سے لگاتے ہوئے بولی۔ "ہیلو۔"
دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔ "میری آواز سن کر رسیور نہ رکھا۔
اسی وقت تین لاکھ ڈالر تمہاری طبیعت میں آسکتے ہیں۔"

وہ اس کی آواز سننے کے بعد واقعی رسیور رکھ دیتی، لیکن تین لاکھ کی
بات سن کر پوچھا۔ "تم کوئی فراڈ کرتا جانتی ہو؟"
تیسری بات سمجھ چکی ہیں۔ وہی ایک برنس پارٹر ہوں۔ یہ تین
تین لاکھ ڈالرز سے دے رہی ہوں۔ بعد میں اپنا حصہ لے جاؤں گی۔"
وہی کو غصہ آ رہا تھا لیکن تین لاکھ کی رقمیں بڑی کشش تھیں۔ اس
نے غصے کو ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔ "وہ رقم کہاں ہے؟"
"تمہارے قندول کے پاس۔"

وہ پوچھنا چاہتی تھی کہ تین لاکھ کی رقم کہاں ہے؟ اس کے قدموں کے پاس
کسی کی کار کی چابی گر پڑی ہے۔ اور اس کا زمین تین لاکھ ڈالرز کھسے ہوئے
ہیں لیکن وہ پوچھ نہیں سکتی تھی۔ اس پاس بیٹے والے بیٹے ہوئے تھے۔ قریب
ہی بار کاؤنٹر کے پیچھے وہ شخص کھڑا ہوا ایک ایک کاؤنٹر پر ایک بار کھڑے ہوا
تھا۔ وہی نے پرنس کو کھول کر دس ڈالرز کا نوٹ نکالا۔ اپنے آخری پیکیج کی قیمت
دہان رہی۔ پھر پچھلے کار کی چابی اٹھاتے ہوئے وہاں سے چلتے گئے۔ اس کے
گیمز میں بے شمار کاروں پر ترتیب سے کھڑی ہوئی تھیں۔ تانے لگانے سے قمر بتایا
تھا۔ وہ ٹیکس اس کار کے پاس پہنچی کار کا دروازہ کھولا۔ پھر ڈرائیونگ کے
خانے کو کھول کر دیکھا فون ہونے والی اطلاع درست تھی۔ فون کی گھنٹی
بتا رہی تھیں کہ وہ تین لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ وہ جلدی
سے گڈیاں نکال کر دیکھنے لگی۔ پرنس پھر پوچھا کیا تھا۔ اس نے اپنا اسکاؤٹ کھولا
پھر اس میں تمام رقم لگا کر اچھی طرح لپیٹ لیا۔ کار کی چابی کو اسٹرنگ کے
کی پول میں لگا دیا۔ اور بار پرنس کے دروازے کو بند کر دیا۔ پھر تیزی سے
چلتی ہوئی اپنی کار کے پاس آئی۔ اس میں بیٹھ کر اسے اشارت کیا پھر
ڈرائیونگ کی آواز گراؤنڈ پر گزرتی گئی۔ اس کی کمر میں ردو پڑا آواز تیزی
سے ٹھکر کی طرف جانے لگی۔

اب وہ بڑھ رہی تھی۔ تین لاکھ ڈالرز اس کے پیچھے کر رکھے جاسکتے ہو
وہ فون پر اطلاع دینے والی فون کو دیکھ کر سنبھلی اور برنس پارٹر کھینچنے والی ضرورت
حفظ لینے آئے گی۔ آج میں رات بھر جاتی رہوں گی دیکھوں گی کہ وہ کب
آتی ہے اور کیسے آتی ہے۔

اس نے پھر پرنس کو رقم ملاری میں رکھی۔ ابھی وہ سوچنا چاہتی تھی
کہ اس کے لیے محفوظ جگہ کون سی ہو سکتی ہے۔
تانے لگانے کی سوجن میں کہا۔ "مجھے تو عرض نہیں دینا چاہیے۔
خود کو برنس پارٹر کھینچنے والی اگر اپنا حصہ لے جاتی ہے تو مجھے بھی حصہ دینی
ہے۔ اگر وہ ایک رات میں تین لاکھ ڈالرز دیتی ہے اور اس میں سے
مجھے پچاس ہزار ڈالرز حصے میں ملے ہیں تو کیا کہہ سکتے ہیں۔ اگر ہر روز اتنی آمدنی
ہو تو کون کر دیتا اور آپ جی بن جاؤں گی۔"

اس نے پوچھا۔ "جب میں تمہارا ورثہ کر سکتی ہوں۔ تب تک کتنی
ہوں تو کسی کو برنس پارٹر بنانے کی کیا ضرورت ہے؟"
تانے لگانے کے لیے اس کی سوجن میں کہا۔ "میں ایک رات پہلے اس
کی تجویز سے لاکھوں ڈالرز اور ہر سے کوئی سے جڑے ہوئے زیورات لا
سکتی تھی۔ کیا مجھے معلوم تھا کہ تجویز کھولتے ہی کئی کاٹھیاں لگتا ہے۔ یہ
اطلاع تو اسی نے سلیفین پر دی تھی۔ اسی نے تجویز کھولنے کا ممبر بتایا تھا۔
کیا ابھی مجھے بتا چل سکتا تھا کہ برنس پارٹر جس کی کار میں تین لاکھ ڈالرز کھے ہو
ہیں اور کار چابی میرے قندول میں پڑی ہوئی ہے؟"

وہ جواب دہ کر دیکھ کر اسے قابل ہونا پڑا کہ وہ کچھ کار کی باتیں
کے پیچھے اس سلیب برنس پارٹر کا ہاتھ ہے۔ وہ فون کی گھنٹی سن کر توبہ
گئی۔ خود آج وہاں میں بات آئی اس سلیب برنس پارٹر کا فون پر سگڑتے

نے رسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو۔"
دوسری طرف سے ایک خواتین ہونی لسانی آواز سنائی دی۔ "کیا تم
آواز سے پہچان سکتی ہو؟"
وہی نے پریشان ہو کر کہا۔ "ہاں تم کو کون ہو، مجھے کبھی نہیں
ہے۔"

"آج تم کو ملے ہو۔ ہاتھ مل رہی ہو۔"
"تھیں کسی نے غلط اطلاع دی ہے۔"
"وہی اچھے سے اپنے کی کوشش نہ کر رہی ہیں اپنے علاقے میں دو
روکمانے والی عورتوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ محکمہ تو ہزاروں لاکھوں
پینچ بجلی ہو۔ کیا تم سو سو عورتوں رسالے کے مالک اینڈرلو تھان
پھر نہیں گئی تھیں؟ کیا تم اس کی تجویز کا حضانہ نہیں کیا ہے؟"
"وہ جھوٹ بولتا ہے۔"

"وہ کچھ بولتا ہے۔ پولیس والوں کو رپورٹ نہیں دے سکتا۔ اس کی
پڑچور ہاں ہیں جس پوری کی رپورٹ پولیس کو نہیں دی جاتی وہ مجھے مل
جاتی ہے۔ اینڈرلو تھان نے مجھے شہر میں ہزاروں ڈالرز کی آفر دی ہے، اگر میں
ن کا تمام مال دلوں۔ لہذا تھیں صرف دھتکتے کی نیت دیتی ہیں۔
میں کا تمام مال سمٹ کر ایک انٹی میٹ ہو کر اوسر سے کامیاب کا انتظار کر رہی۔"
"میں قسم کھا کر کہتی ہوں، میرے پاس اس کا مال نہیں ہے تمہارے
اڑی خالی ہاتھ واپس جائیں گے۔"

"میرے آدمی بھی خالی ہاتھ نہیں جاتے۔ مال دلا تو تھیں لے جائیں گے۔"
دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا۔ "وہ۔ ہیلو، ہیلو، کیکر کپانی
ہا پھر رسیور رکھ کر سوچنے لگی۔ ایک اور نئی مصیبت آگئی تھی۔ کون کون
مطالعہ کی بہت ہی بدنام عورت تھی۔ کتنے ہی خطرناک ٹکڑے اس کے
میں پڑے ہوئے ڈالتے تھے۔ مگر کون کاٹھا لے جاتے تھے جس کے ہاتھ
میں بن جاتے تھے۔ اس کی جان لے کر ہی ملتے تھے۔

وہی کے گھر میں وہ مال نہیں تھا جو اینڈرلو تھان کے گھر سے لائی
نی لیکن ابھی اس میں سے تین لاکھ ڈالرز موجود تھے۔ اور وہ رقم بھی جسے
انداس کے حصے کے طور پر پیچھے رکھی تھی۔ وہ جلدی جلدی تمام رقم سمٹ کر
سامنے بھیج دیکھنے لگی۔ اتنی بڑی رقم چھپانے کی کوئی خاص جگہ نہیں تھی۔
ن نے سوچا۔ اپنی اعمال میں جلدی سے اسٹیشن جانے کی۔ وہاں ایک لاکھ
کر مال میں دے دے گی۔ کبھی کو نہیں کہہ سکتی اسے نہیں جھڑپیں گے
لے کر ملے ہوئے پاس کی پٹائی کر کے کے طرح طرح سے اڑتیں دس گے
ہر داشت کر کے کی لیکن اتنی بڑی رقم کے حوالے نہیں کر سکتی۔
اس نے رپورٹ سٹیشن پہنچ کر ایک لاکھ حاصل کیا۔ وہاں انٹی دھکی
سے پینڈیا بھیج جاتی اپنے برنس میں رکھی۔ اب چابی کو کھپانے کا مطالعہ
کے لئے اچھا ضرورت تو اسے ذرا قلعہ پر پایا لاکھ ڈالرز۔ اس کے ساتھ
مارہ جون کھڑی ہوئی تھی۔ وہ تینوں انٹیم میں دوست نہیں تھیں لیکن پیٹے
لگا تھا۔ ایک دوسرے کو خوب جانتی اور پہچانتی تھیں۔ وہی نے اس

کے قریب آتے ہوئے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے کہ کون پریشان کر رہی ہے۔"
پایلا نے چونک کر پوچھا۔ "تھیں کیسے معلوم ہوا؟"
"تمہارے میرے سے پریشان ظاہر ہو رہی ہے۔ میرے جیسے لڑکے کا
اختیار پڑ جائے۔ میں غصے میں تھیں کہ کرنا چاہتے تھے۔ پولیس میں وقت پر
پہنچ گئی۔ غصہ لگا کہ بیان ہے کہ تمہارے پاس لاکھوں ڈالرز ہیں۔ اور زمین
چاند لڑکے کا فضا میں ہیں۔ جب اتنی دولت ہے تو یقیناً کئی کوئین کی نظر
تم پر پڑی۔ اور وہ اپنا حصہ وصول کرنا چاہتی ہو گی۔"

پایلا اس کی باتیں سن رہی تھی اور اسے شوق ہوئی نظروں سے
دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا۔ "جیسے ہوتا کا ٹکڑے ہی جانا ہے نہ تکلیف
کہاں ہو رہی ہے۔ اتنی دقت ہو رہی ہے۔"
"معلوم ہوتا ہے تم بھی ہی تکلیف نہیں کر رہی ہو۔"

"ہاں ایک اینڈرلو تھان نامی شخص نے میرے خلاف کئی کوئین
کے کان بھرے ہیں۔ میں بھی لاکھوں ڈالرز مالک ہوں۔ اس نے وارننگ دی
ہے کہ میں وہ تمام مال ایک انٹی میٹ میں لگا کر اس کے آدمیوں کا انتظار کر دوں
اگر ایسا نہیں کروں گی تو مجھے اٹھا لیا جائے گا۔"
مارہ چونے لگا۔ "میرے ساتھ بھی ہی مصیبت ہے۔ کئی کوئین نے
فون کی باتیں مانے پانچ ہزار ڈالرز اندازہ کر رہی ہوں۔ لہذا مجھے بھی غصہ نہیں ادا
کرنا چاہیے۔"
"یہی تم تینوں ایک ہی دقت کے سولہ میں اور اس کشی کوئین ڈوبنا
چاہتی ہے۔"

پایلا نے کہا۔ "اب ہمارے سامنے اس چابی کا مسئلہ ہے۔ میں
اپنے اپنے لاکھ کی چابی کہاں چھپانا چاہتی ہے؟"
وہی نے ایک سرواہ پھر کر کہا۔ "بعض اوقات ہم بہت ہی بے یں
ہو جاتی ہیں۔ اپنی مخالفت کر سکتی ہیں۔ اپنے مال کی سمجھ میں نہیں آتا کہ
جائیں۔ دنیا بہت چھوٹی گئی ہے۔"

وہ تینوں باتیں کرتی ہوئی رپورٹ اسٹیشن سے باہر آئیں۔ پھر ایک چھوٹے
سے باڈین آکر ٹھہر گئیں۔ اپنے لیے ایک ایک پیکیج کا آڈو دیا۔ آج رات
وہ تینوں شخصیں تھیں لیکن اپنے اپنے لاکھ کی چابیاں کہیں چھپا دینا چاہی
تھیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا، کہاں چھپانا چاہیے۔
وہ آہستہ آہستہ ہمارے تھیں اور سوچ رہی تھیں۔ پھر تینوں ہی چونک
گئیں۔ کاؤنٹر پر کھڑا ہوا اینڈرلو تھان تھا، جسے غصے کی گھنٹی سن رہا ہو۔
جیسے کہہ رہا ہو۔ "کئی کوئین سے بڑھ کر کتنا ناگوار ہے۔"

بار میں نے رسیور اٹھا کر کہا۔ "پھر دوسری طرف کی آواز سن
کرتیوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔ "جی ہاں میں تین عورتیں سمجھتی ہیں۔"
وہ تینوں اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ دوسری طرف
کی باتیں سن کر بولا۔ "کیا تمہارے نام وہی پایلا اور مارہ ہیں؟"
تینوں نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ اس نے وہی کی طرف رسیور

بڑھا دیا۔ اس کے کان سے لگاتے ہوئے پوچھا: "ہیلو، تم کون ہو؟"
 آزاد سنا دی۔ "بڑس پارٹنر، تمہاری سہیلی، تمہاری حفاظت جیب
 میں تم کو لوگ کے مال میں سے حصہ لیتی ہوں اور تمہاری حفاظت کی ذمہ داری
 بھی تم پر سنبھالنے لاکر چاہیاں اپنے گنے گنے میں لٹکائو جیسے نکلے پستے ہیں
 تاکہ دور سے بھی کوئی نہ کوٹھڑا کرے۔ میں تم تینوں کو تین دن دلاتی ہوں، اس کا
 کوئی آدمی تمہیں ہاتھ نہیں لگے گا۔"
 دلی نے خوش ہو کر پامیلا اور سارہ سے کہا: "وہی سہیلی ہے جس
 پارٹنر کہتی ہے۔ ہماری حفاظت کہے گی اور مشورہ دے رہی ہے،
 ہم اپنے اپنے لاکر چاہیاں لگے ہیں لٹکائنا چاہیں تاکہ دور سے بھی کوئی
 کو نظر آئیں اور وہ دھوکے نہ کھڑے ہو۔ اس کا کوئی آدمی میں ہاتھ نہیں
 لگا سکے گا۔"
 پامیلا نے برائی سے پوچھا: "اور تم یقین کر رہی ہو، کیا تم نہیں جانتی
 کہ کوئی نہیں کس بلا کا نام ہے اور اس کے غمزے کیسے متفک قائل ہیں؟"
 دلی نے کہا: "تم اس نامیدہ بلا کو نہیں جانتیں۔ وہ جوتھی ہے،
 کبھی گزرتی ہے۔"
 پامیلا نے کہا: "میں اچھے طرح جانتی ہوں۔ وہ بھی میرے ساتھ
 جوتھی آئی ہے وہی کہتی آئی ہے لیکن یہ دھوکہ دہ ایک عورت ہے
 اور کوئی کوئی نہیں کہے پاس غمگوں کی ایک پوری فوج ہے۔"
 ریسور سے آزاد آئی: "میں تم کو لوگوں کی باتیں سن رہی ہوں۔
 میری بات کا یقین کرو یا نہ کرو۔ میں تمہیں اس جھاری حفاظت کر دوں
 گی، کوئی تم کو تینوں سے آندھ لٹھے بہت کچھ حاصل کرنا ہے۔"
 پامیلا نے ریسور کے پوچھا: "کیا تم ہماری حفاظت کے مسئلے میں
 کوئی ضمانت دے سکتی ہو؟"
 اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم تینوں بڑی طرح جھنسی ہوئی ہو
 میری بات نہیں سنا لو گی تو کوئی کوئی بات مانتا ہو گی۔ بہر حال جو
 بستر سمجھی ہو وہ کرو۔ میں جو بستر سمجھتی ہوں وہ کرو نہ ہی ہوں۔"
 دوسری طرف سے رابطہ قائم ہو گیا۔ پامیلا نے ریسور کہتے ہوئے
 کہا: "اس نے خون دکھ دیا ہے۔ میں ابھی اس پر بھروسہ نہیں کر سکتی۔
 فی الحال میری کچھ بھی نہیں آتا ہے کہ کچھ رات میں تینوں کو ایک ساتھ
 ساتھ لے گا۔ ایک سے میں غلطی میں بھی جاتی ہوں۔"
 دلی نے جام کو میز پر بڑھ سے رکھتے ہوئے کہا: "دل میں ایسی
 دہشت ہے کہ شراب بھی پانی لگتی ہے۔"
 پامیلا نے ڈراؤور کھڑے ہو کر کہا: "وہ ایک بوڑھا
 آدمی تھا۔ اس نے دلی اور سارہ سے سرگوشی میں کہا: "اگر تم اپنی اپنی
 چاہیاں اس بوڑھے کے پاس امانت کے طور پر رکھ دو تو کیا حرج ہے۔
 دو گھنٹے گزرنے ہی والے ہیں۔ کوئی کوئی نہ آئی ہو کہیں نہ کہیں پھر
 نہیں گے۔ کم از کم ہماری چاہیاں تو محفوظ رہیں گی۔"

دلی نے بوڑھے بارمین کو قریب لاکر کہا: "تم صحت شکن سے
 دھم دل نظر آتے ہو۔ تم مصیبت میں گرفتار ہیں۔ کچھ یہ معاش ہمارا
 پیچھا کر رہے ہیں کیا ہماری ایک چیز امانت کے طور پر رکھو گے؟"
 "اگر میں تمہارے کام آسکتا ہوں تو ضرور آؤں گا اور تمہاری امانت
 کو جان سے زیادہ عزیز رکھوں گا۔"
 تینوں نے اپنی اپنی چاہیاں اس کے ہاتھ پر رکھ دیں۔ اس نے کہا:
 "یہ تو دیر سے لاکر چاہیاں ہیں۔"
 "ہاں، ہم نے وہاں ضروری سامان چھپا کر رکھا ہے۔"
 وہ مسکرا کر ہلکا "معلوم ہوتا ہے۔ کچھ یہ دھم کرنے کے سوا اور کوئی
 راستہ نہیں ہے۔ بہر حال تم کو لوگوں کے اعتماد کو نہیں میں بنی پاؤں گا۔"
 وہ شراب کا دل ادا کر کے نکلیں۔ پھر بوڑھے کے پارکنگ ایریا میں
 پہنچیں لیکن اپنی کارڈ کی پاس چند بد معاش قسم کے لوگوں کو دیکھ کر خشک
 گئیں۔ ایک نے آگے بڑھ کر مسکراتے ہوئے کہا: "تم تینوں چھری کو کھینچیں
 گئی ہو۔ دو گھنٹے پہلے ہو چکے ہیں۔ کیا شرافت سے چلنا پسند کرو گی یا بجر
 کیا جائے؟"
 دلی نے پوچھا: "تم لوگ کون ہو؟"
 "انجان ہیں کہ کچھ لاکر حاصل نہیں کر سکو گی۔ تمہارے چاروں طرف
 ہو لوگ کھڑے ہیں ان کے ہاتھ اور کوٹ کی جیبوں میں ہیں۔ رول اوکرائف
 تم تینوں کی جانب سے۔ زندہ رہنا چاہتی ہو تو لوگوں کو اس گاڑی میں "بیچو"
 وہ مجبور اور بے بس تھیں۔ سبھی کہ ان کے درمیان چلی ہوئی گاڑی
 کے اندر بیٹھ گئیں۔ پھر وہ گاڑی چلی پڑی۔ ان کے آگے پیچھے رول اوکرائف
 بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا: "تم بوڑھے انجین کے لاکر
 کے پاس نظر آتی تھیں۔ یقیناً مال دین چھپا اپنے چاہیاں کہاں ہیں؟"
 تینوں کا جواب ایک ہی تھا: ان کے پاس لاکر چاہیاں ہیں
 اور نہ ہی انہوں نے کچھ چھپایا ہے۔ ان کا سفر آدھ گھنٹے تک جاری رہا۔
 وہ شہر کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے سے ورکشاپ کے
 سامنے پہنچے، اس کے گیٹ میں داخل ہونا چاہتے تھے، اسی وقت پولیس گاڑیاں
 کا ساڑن سنا دی۔ راستے کے دونوں جانب سے گاڑیاں سامنے نکلتی ہوئی
 چلی آ رہی تھیں۔ ورکشاپ پر چیدار ڈراما گیت کھولنا تھا۔ اس سے پہلے
 ہی گاڑیوں نے اس وگن کو لاکر چاروں طرف سے گھیر لیا۔ پولیس والے بڑی بھرتی
 سے نکل کر رول اوکرائف دکھاتے ہوئے کہتے گئے: "خبردار کوئی چالاکی نہ دکھائے۔
 اپنے اپنے ہاتھ ہاتھ کر سب باہر چلیں۔"
 ایک نے گاڑی سے باہر آ کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا: "آپ لوگوں
 کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ہم اس ورکشاپ میں کام کرتے ہیں۔"
 پولیس افسر نے کہا: "تم میں تین عورتوں کو اٹھا کر لے جاؤ۔"
 ان کے سب کے سب باہر تھیں آئے تھے۔ ایک نے پتہ چپ چاپ
 رول اوکرائف دکھاتے ہوئے دلی، پامیلا اور سارہ سے کہا: "اگر کسی نے ہمارے خلاف

یان دیا تو ہم قانون سے ہمیں ڈر نہیں گئے۔ فوراً گولی مار دیں گے۔ باہر نکل کر کچھ
 دھم تینوں اس ورکشاپ میں ملازمت کرتی ہو۔"
 وہ یکے بعد دیگرے باہر آ کر ہاتھ اٹھاتے گئے۔ پامیلا نے خوف سے
 روتے ہوئے کہا: "میں یہاں ملازمت کرتی ہیں۔ آپ خول کر دیکھو ہم پر شبہ کر رہے
 افسر نے تمام بد معاشوں کو دیوار کی طرف منظر کے ہاتھ دلو سے لگا کر
 مڑے ہوئے حکم دیا: "وہ حکم کی تعمیل کر رہے تھے۔ پولیس والے ان کا ناشی
 لے رہے تھے۔ پھر تین آدمیوں کی میزوں سے تین رول اوکرائف برآمد ہوئے۔ افسر نے
 پوچھا: "اچھا تو تم رول اوکرائف ورکشاپ میں ضروری کرتے ہو؟"
 دلی نے کہا: "اگر میں یہیں دھوکے دیتی تھی کہ ہم ان کے خلاف بیان دین
 گے تو یہ ہمیں گولی مار دیں گے۔"
 افسر نے کہا: "ہم نے تمہیں کچھ بات کہانی پیارے تمہارے چہرے
 سے پہچان گئے تھے کہ تم یہ جبر کرنا چاہا ہے۔"
 ایک شخص نے کہا: "آفسر! ہماری بھی بات سمجھنے کی کوشش کریں
 ان تینوں نے اپنے بیورو کا من گھڑی کہی ہے۔ پھر چوری کا مال مارے لاکر
 میں چھپا ہوا ہے۔ یقین نہ ہو تو ان سے چالی طلب کریں اور لاکر کھلو کر دیکھیں۔"
 ان چاروں بد معاشوں کو چٹا ٹیڑا بھاری گولی۔ افسر نے دلی سے
 پوچھا: "کیا تم تینوں اپنی لے گئی ہیں کہ تمہیں لاکر چاہیاں دے سکتی ہو؟"
 وہ گریہ کرنا زندگی گزار رہی تھیں لیکن قانون کے ان غلطوں سے بچنے کے
 کی جڑت نہیں کرتی تھیں۔ دلی نے ہان کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا:
 "ہمیں ان بد معاشوں سے غلطو تھا اس لیے ہم نے اپنی چاہیاں بارش کے
 پاس امانت کے طور پر رکھ دی تھیں۔"
 "لوگس کیا رکھا ہو لے؟"
 پامیلا نے جلدی سے کہا: "ہمارا کچھ ضروری سامان ہے۔"
 وہ سب پولیس والوں کے ساتھ اس بارش میں بیٹھے جہاں چاہیاں امانت
 کے طور پر رکھی گئی تھیں۔ بارش نے وہ چاہیاں انھیں واپس کر دیں۔ وہ تینوں
 اندر ہی اندر گھبراہٹ ہوئی تھیں۔ جھوٹ کھو دیا تھا۔ شراب لاکر کھینچنے کا کار
 ہوئے اور اتھا۔ انھیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ ٹیلی فون سے کچھ ذیلے تیار
 انھیں اپنے جھوٹ پر قائم رہنے کے لیے مجبور کر رہی ہے۔
 وہ لاکر کے پاس آئے۔ چاروں بارش پامیلا اور دلی کے لاکر کھول
 کر دکھایا۔ پامیلا کے لاکر میں ایک گولڈا، کچھ پٹے اور عورتوں سے تعلق رکھنے
 والا کچھ ضروری سامان رکھا ہوا تھا۔ دلی کے لاکر میں کچھ آئی قسم کی چیزیں تھیں
 جو اصل میں رکھا تھا وہ غائب ہو چکا تھا۔
 آفسر نے برائی سے پوچھا: "تم عورتوں نے معمولی سامان لاکر میں
 کیوں رکھا ہے؟"
 دلی نے تنازعہ کی کہنی کے مطابق کہا: "ہم ان بد معاشوں کو دھوکا دینا
 چاہتے تھے کہ وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ہمارے کچھ پٹے چپے ہیں۔ پتا
 چلا انھیں کسی نے ہمارے ہاتھ میں غلط اطلاع دی ہے اور یہ ہم پر چوری کا

الزام لگا رہے ہیں۔"
 پولیس والوں نے ان میزوں کو کھجور دیا۔ بد معاشوں کو کڑکڑا گئے۔
 ان کے جلنے کے بعد پامیلا نے دلی سے کہا: "یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔
 پولیس والوں سے نہایت ملتی گئی۔ ان لوگوں سے چھٹکارا ملے گا۔ لیکن
 ہمارا مال غائب ہو گیا۔"
 دلی نے کہا: "میرا دل کہتا ہے کہ مال غائب نہیں ہوا ہے۔ اس میں سے
 ہمارا حصہ پوری ایمانداری کے ساتھ ملے گا۔"
 پامیلا نے تائید میں سر ہلا کر کہا: "یہ تو میں نے بھی آزمایا ہے۔ چلاب
 مگر جیتے ہیں۔ شاید وہ تار بہ عورت ملتی فون پر ہم سے باتیں کرتا جا رہی ہو۔"
 تینوں ان گاڑیوں میں بیٹھ کر ریسور سے پامیلا کے کھڑے تھیں۔ دروازہ کھولا۔
 پھر بیڈروم میں پہنچ کر دیکھا۔ مال کی فون رکھا ہوا تھا۔ وہ تینوں کے لطف نظر
 آئے۔ تینوں پر محزون کے نام لکھے ہوئے تھے۔ انھوں نے کھول کر دیکھا تو پامیلا
 کے لطف میں اس کے زمین و مال کے کلمات کے ساتھ ایک لکھ چاہیں
 چار ڈالر تھے۔ دلی کے لطف سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار ڈالر آمد ہوئے اور
 سارہ جن کے لطف سے چالیس ہزار ڈالر ملے۔ یعنی ان تینوں کے اس ان
 کا حصہ پہنچ گیا تھا۔ پھر فون کی گھنٹی سنا دی۔ پامیلا نے ایک کمر لیسور
 اٹھایا۔ پھر کہا: "ہیلو، میں پامیلا اور دلی ہوں۔"
 دوسری طرف سے پوچھا: "کیا لیکھا خوش ہو؟"
 "ہم بہت خوش ہیں۔ واقعی تم نے دوسرے کے مطابق ہماری حفاظت
 کی ہے۔ ہمیں ان غمگوں سے بچایا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ کیسے ہوا۔ ہماری
 چاہیاں اس بارش کے پاس تھیں پھر۔۔۔"
 دوسری طرف سے بات کاٹ کر کہا گیا: "زیادہ سوالات نہ کیا
 کرو۔ اپنے کام سے کام رکھو اور دیکھیں کہ تمہارا حصہ ایمانداری سے ملے
 ہے یا نہیں۔"
 "تم زبان کی جتنی چوکتی ہو وہ کرتی ہو۔ ہم تم سے من چاہتی ہیں۔"
 "ہر جہت سب کے دل میں رہے گی مگر ملاقات کبھی نہیں ہو سکتی۔"
 "دیکھو ریسور دیکھنا۔ ایک دھڑا اور دنا دوسرے کا کبھی کوئی نہ کہی
 دوبارہ ہمیں پریشان نہیں کریں گے؟"
 "مجھ ہونے تک کوئی کوئی نہ غبار سے نہ ہوا۔ پتی ہوئی کوئی
 تمہاری طرف رخ نہیں کرے گا۔ آرام سے سو جاؤ۔"
 پامیلا نے اطمینان کی سانس لے کر ریسور دکھ دیا۔ پھر وہ دلی اور سارہ
 کو فون پر بولنے والی کھنکھ سے متعلق بتانے لگی۔ وہ سن رہی تھیں اور خوش
 ہو رہی تھیں اور دلی میں تسلیم کر رہی تھیں کہ وہ نادرہ بڑس پارٹنر
 جو بھی سنا بھیجی ہے، ان کے لیے ایمانداری ہے اور انھیں ہر مصیبت سے
 محفوظ رکھنے کی صلاحیت بھی رکھتی ہے۔
 تنازعہ اسی وقت بھی کوئی نہ کہی نہ کہی، جب وہ دلی
 کو دلی دے رہی تھی اور اسے دیکھنے کی مصلحت دے کر کہہ رہی تھی کہ اگر

اس نے پہلی سات کا لونا ہوا تھا سالانہ کے حوالے دیا تو اس کے آدمی اسے اٹھالے جائیں گے۔

اس نے سوچا تھا کہ لوگوں کے دماغ میں پہنچ کر اسے اتنا سوجھ نہیں دے گی کہ وہ اپنے غصے سے دلی کے لیے روانہ کرے۔ لیکن اس کے دماغ میں پہنچ کر لڑا ہوا بدلہ دیا۔ وہ ایک بہت ہی خفیہ آڑے سے تھی اور وہ ایسا غفراؤ ادا تھا جس کی تازہ کو ضرورت تھی۔ اس نے اسی لمحے فیصلہ کر لیا کہ آج بہت سہرا ہو گیا لوگوں کے قدم وہاں سے اٹھا دے گی اور خود اس آڑے کی مالک بن جائے گی۔ اسی لیے اس نے ریلوے اسٹیشن کے قریب ہارٹن کے دماغ پر قبضہ جما کر چالی حاصل کی۔ لاکر سے تمام سامان غائب کیا۔ جھپٹا کر واپس بلاتین کے پاس پہنچا دی۔ دوسری طرف پولیس کو اطلاع دی کہ چند غصے میں عورتوں کو اغوا کر کے فلاں جگہ پہنچا رہے ہیں۔

وہ ان معاملات سے غرت کر سیدھی اس آڑے میں پہنچی۔ اگرچہ جہان کا غصہ تھا تاہم اس نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر لیا تھا کہ ابھی لوگوں کے ساتھ کتنے آدمی ہیں جتنے بھی تھے ان کی آواز نہ لے کون سن لیا تھا۔ اس نے وہاں قدم رکھنے سے پہلے پول پر رابطہ قائم کیا۔ "میرا کوئی نہیں اپنے آدمیوں کی گرفتاری کی خبر مل چکی ہو گی۔"

"کون کون ہو؟"

"میں ان عورتوں کی حفاظت میں جن سے تم غنڈہ دیکس وصول کرنا چاہتی تھیں۔ تم نے یہی تمہارے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔"

"اچھا تو کم قسم جاسوسی نادل کا پڑا سرکار کردار ہو۔ اپنا تعارف سنیں کرادگی؟"

"تم تعارف کی بات کر رہی ہو۔ میں خود تمہارے سامنے بیٹھ رہی ہوں۔ کوئی کوئین نے تمہارے گھر سے بے گناہان کی گئی ہو میں جہاں ہوں وہاں قانون کے دائرہ کو کیا موت بھی نہیں پہنچ سکتی۔"

"اسے براہ دل کہتے ہیں۔ دنیا کی کوئی حکومت سے غالی نہیں ہے۔ بیٹا کے ذمے دے پھانسی پر لٹکی ہوئی ہے۔ لیکن اس دنیا میں ایک آٹا ہے ایک جاتا ہے۔ تمہارے بھی چل چلاؤ کا وقت آچکا ہے۔ مجھے تمہیں یہاں سے جگہ کی موت ہے۔ لہذا وہ جگہ تم سے حاصل کرنے کے لیے آ رہی ہوں۔"

اس نے رابطہ قائم کر دیا۔ اپنی کار میں اگرچہ بدلتی ہوئی تھی کہ اسٹارٹر کی جھڑکے بڑھاتے ہوئے بولا کہ کمان چلائے ہے۔

"پلے ہو خود ہی منزل تک پہنچ جائے گا۔"

"دوسری طرف کئی پریشان تھی۔ وہ اپنے تین قابل اعتماد محافظوں سے انزوا کر رکھ رہی تھی۔ تم تینوں کے سوا کوئی اس خفیہ آڑے کو نہیں جانتا ہے۔ جیسے ہی یہاں لایا جاتا ہے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی جاتی ہے۔ پتا نہیں ہونے پر بات کرنے والی کوئی تھی۔ آواز سے تو خبر لڑکی معلوم ہوتی تھی۔ دیکھو کوئی فیصلہ ہوئی بد معاش ہو سکتی ہے۔ ڈیجیٹل ملر ہی تھی کہ یہاں پہنچنے والی ہے۔ کیسے تم سے کوئی بتا سکتا ہے وہ کہاں تک درست کمرہ رہی تھی؟ اور اگر واقعی یہاں

پہنچ جائے تو تم تینوں کیا کرو گے؟"

ایک نے کہا۔ "اول تو ہم یقین نہیں کر سکتے کہ اس خفیہ آڑے کے خفیہ چور دروازوں کا کارڈ کوئی معلوم کر سکتا ہے۔ اگر کسی طرح راز نافذ ہو جائے اور کوئی یہاں آئے تو ہم اسے زندہ نہیں جانے دیں گے۔ آج اس آڑے والی کو پہلے زندہ تمہارے سامنے پیش کریں گے پھر تمہارے فیصلے کے مطابق عمل کریں گے۔"

مورن کا راز ان یونٹا ہوا شہر سے باہر پھیل چکا تھا۔ دور ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچ گیا۔ ایک طرف پہاڑی تھی دوسری طرف دریا بہتا تھا بہت ہی خوبصورت جگہ تھی۔ دور دور تک کاٹھ بنے ہوئے تھے۔ وہاں دولت مند لوگ تفریح کی غرض سے آتے تھے۔ ہر سمت رنگینیاں بکھری دکھائی دیتی تھیں۔ وہ جگہ بھی ویران رہتی تھی اور کبھی زمین خود لوگوں سے آباد ہو جاتی تھی۔ اس پہاڑی پر پچاس فٹ کی بلندی پر کوئی لوگوں کا کاٹھ تھا۔

دراصل وہ غار کا دروازہ تھا۔ کچھ عرصہ پہلے ہی لوگوں نے اپنی دوا کے اس دہانے پر کاٹھ بنایا تھا جس کے نیچے میں اب غار نظر نہیں آتا تھا۔ صرف وہ کاٹھ دکھائی دیتا تھا۔ جن زردوں اور کارگروں نے وہ کاٹھ چور دروازوں کے ساتھ بنایا تھا، انھیں کوئی نے قتل کر دیا تھا۔ مورن نے کاٹھ کے سامنے گاڑی ایک دیوہی پلٹ کر سکوٹے سے بولے۔ "بے بی! میں یہاں ہوں ہوں کہ تم سے کچھ باتیں چاہیے۔ کمال ہے۔ میں آپ ہی آپ ڈاڑھ کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ دروازہ کھول کر اترتے ہوئے بولی۔ "تم جا سکتے ہو۔"

"کیا واپس نہیں جاؤ گی؟"

"میرے دشمن واپس پہنچا دیں گے۔ یہاں رہو گے تو مجھے خیال خوانی کے ذریعے تمہارا خیال بھی رکھنا پڑے گا۔"

وہ کارڈ انگوڑا کرتا ہوا چلا گیا۔ کاٹھ کے برائے پہنچ چوکیدار کھڑا تھا۔ تیار کو دیکھتے ہی بولا۔ "یہاں کوئی نہیں ہے تم کسی سے ملنا چاہتی ہو؟"

اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ گھور کر دیکھ رہی تھی۔ چوکیدار نے سر جھکا لیا۔ وہاں سے گھوم کر دروازے کی طرف گیا جیسے چالی لکائی جھرا سے کھول دیا۔ وہ ایک عرصے سے وہاں چوکیدار کی کتاب تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ اس کی مالک کوئین تھی جب اپنے تین باؤں کا کارڈ کے ساتھ کاٹھ میں جاتی ہے تو وہاں کیا کر گیا ہے؟ کیا کاٹھ کے پیچھے کوئی راستہ ہے؟

وہ چوکیدار اس مسئلے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے محکمہ خائبہ کئی اپنے آدمیوں کے ساتھ کاٹھ میں داخل ہو جائے تو وہ باہر سے روانے کو مقل کر دیا۔ اگر کسی بھی آنے والے کو جواب دے کر وہاں کوئی نہیں رہتا۔ تیار کو دیکھتے ہوئے دروازے سے اندر آتے ہوئے کہا۔ "روانے کو باہر سے الگ کر دو۔"

اس نے غم کی تھیلی کی۔ وہ بھی پوری جانتی تھی کہ کسٹ چوکیدار کو اس کاٹھ

کا اندر کی معاملات کا علم ہو۔ اس نے بند کاٹھ کے پہلو کرے کو گھوم کر دیکھا بہت خوبصورت سی سیلیا لگایا تھا۔ پھر دوسرے کمرے میں آئی وہاں سے ایک کمرہ ٹور دیا۔ کچھ کمرے آخری کمرے پرانہ چلے تھا۔ وہاں کوئی شخص نہ تھا۔ وہاں کچھ پرکھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے قد اور جسم کے لحاظ سے پہلا نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا۔ "بے بی! ہم سوچتے ہیں کہ تمہارے جسم کا ڈیڑھ کیلے میں تیرا اس جرات پر حیران ہوں۔"

"تم مجھے بے بی کہہ رہے ہو تو پھر اس بچی کو جانے کا راستہ دو۔"

"راستہ کہاں ہے؟"

"تمہارے پیچھے ہے۔"

"میرے پیچھے دیوار ہے۔"

"دیوار کے پیچھے غار ہے۔"

"تو بے بی، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

"ایسے سوال کبھی کسی سے نہ کرو جن کے جواب کی توقع نہ ہو۔"

"کیا یہ سوال نہ کروں کہ کاٹھ کا دروازہ باہر سے لاک تھا۔ تم نے چوکیدار سے کیسے کھلایا، کیسے اندر آئیں؟"

"کوئی نہ کہا تھا کہ موت بھی یہاں نہیں پہنچ سکتی۔ کیا موت سے یہ کوئی بچتا ہے؟ کس طرح وہ کالا کھول کر آئی؟"

"تمہیں کوئی کوئین سے کیا قسمتی ہے؟"

"وہ ایک ڈاکڑ ہے۔ مجھ پر تو کوئی کمانی کھاتی ہے۔ اس کے بکس میں اپنے کام آئے والی عورتوں کی کمانی نہیں کھاتی۔ ان کے اندر تو صلہ پیدا رہتی ہوں، انھیں نہ تو کوئی غم نہ سکتا ہے، نہ ان سے کوئی کچھ نہیں سکتا ہے۔ تمہاری ماں یا بہن، بیٹی سے کوئی بات نہ کہہ سکتا ہے۔"

اس کے سامنے جو ہزار سیلابی شخص کھڑا ہوا تھا وہ پٹر پال تھا۔ تیار نے اس کے خیالات پڑھ کر سمجھتی تھی وہ اس سے متاثر ہوتا جا رہا ہے۔ وہ سکوٹے سے ایک طرف ہٹ گیا۔ کہنے لگا۔ "بے بی! میں پہلی نظر میں تمہیں بند کرنے لگا ہوں۔ تمہیں راستہ معلوم ہے تو راستہ میں ردگوں کا بھجاری لیری کی اتھا کیڑوں کا۔"

سامنے والی دیوار سے ایک ٹپکی فون چپاں تھا۔ ریسپونڈر سے ٹپک بٹھا۔ اس کے ساتھ ہی ڈائل کرنے کے لیے کوئی بٹن دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آگے بڑھ کر ریسپونڈر کا اٹھانے کے بعد مخصوص نمبروں کے مشن دہانے کی طرف

پہنچ رہا تھا۔ یہی اچانک کھڑا کھڑا سامنے آئی۔ دیوار کا ایک حصہ ایک طرف سرکے لگا۔ پٹر پال نے کہا۔ "تم حیران کر رہی ہو۔ یہ نمبر بھی کوئین کے صرف تین باؤں کا ڈھانچے ہیں۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟"

اس نے مسکرا کر دیکھا۔ پٹر پال نے دروازے سے اندر چلتے ہوئے بولی۔ "تم پھر وہی سوال کر رہے ہو جس کا جواب صرف وہ دونوں کو دیا جاتا ہے۔"

وہ کستا چاہتا تھا۔ بے بی! امیر اول تمہارا دوست بننا جا رہا ہے؛

لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا اس کے پیچھے چلے گا۔ تیار ایک غار میں پہنچ گئی تھی۔ چاروں طرف ادھیڑ کی چھتریوں کی دیواریں تھیں وہ اس غار سے گزرتی ہوئی دائیں طرف مرکزی دیوار پتھروں سے تراشا ہوا ایک بڑا سا پال تھا۔ اس کے پیچھے کے ذریعے کوئین کی آواز سنائی دی۔ وہ سخت لمبے لمبے پاؤں پہنچ رہی تھی۔ "بے بی! یہاں ایک کھانا تھا ہے۔ تم نے اس لڑکی کو یہاں آکر کھانے پر دیا؟"

"میں اس کا کچھ بات تو یہ ہے کہ میں نے زندگی میں پہلی بار اتنی کم سن اور دلیر لڑکی دیکھی ہے جو نہایت کامیابی سے اس خفیہ آڑے سے کسٹ پہنچ گئی ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں، آئندہ کیا ہوئے والا ہے؟"

"جب تمہارے جیسا حافظہ بھیا ڈال دے تو اور کیا ہوگا؟ کیا تم میری تباہی چاہتے ہو؟"

"ابھی آپ کے پاس زبردست ہاڈی گاڑ دیں۔ ان سے کسٹ دیکھیے کہ اس کا راستہ روک لیں۔"

"کیا تم پہنچ کر رہے ہو۔ کیا تم اس کا ساتھ دے رہے ہو؟"

"میرے نہیں ہیں صرف تماشا کرنے کر رہوں گا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ پھر اس پال کے ایک طرف کا دروازہ کھلا۔ دو دیوہیلوں کے کمرے گاڑا نظر آئے۔ ان کے پیچھے کوئین کھائی دی۔ وہ تیار کو تیرانی سے دیکھتے ہوئے، آگے بڑھتے ہوئے کمرہ رہی تھی۔ تم

باشٹ بھڑک چوڑی خیال بند بک آئی ہو، آخر تم کون ہو؟"

"تم نے کہا تھا کہ موت بھی یہاں نہیں پہنچ سکتی۔ میں تمہیں بتانے آئی ہوں، وہ پہنچ چکی ہے۔"

"تم اپنے قدم سے ادھیڑ بات کر رہی ہو۔"

پھر اس نے اپنے ایک باؤں کا کارڈ نکال دیا۔ اس نے پٹر پال کو کوئی کوئین کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ "جیسے جیسے سے مسئلہ جاسکتا ہے اس کے لیے دیوار استعمال کرنا سراسر حماقت ہے۔"

پھر اس نے تیار کی طرف پلٹ کر ایک ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لاؤ بی بی! اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو جس سے چور دروازہ کھول کر آئی ہو، تم آئندہ اپنے گھر کا دروازہ بھی نہیں کھول سکو گی۔"

تیار نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ دونوں کی انگلیاں آپس میں گاڑ پڑیں۔ باؤں کا کارڈ بھرنے کے انداز میں ایک جھٹکا دے کر اس کی انگلیاں مڑنا چاہتا تھا مگر پٹر پال نے وہاں سے ہٹا دیا۔ اسے مڑنے نہیں دے۔ یہی ہے۔ اس نے دلی لاشیت کا مظاہرہ کیا تو پٹر پال کوئی نالک انداز سے۔ لیکن ابھی خاصی قوت کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ وہ

آسانی سے اس کا بچہ مڑ نہیں سکا۔ یہ اس کے لیے بڑی شرم کی بات تھی۔ وہ تو اسے جتنی مل سکتے آتا تھا۔ اس نے پوری قوت کا مظاہرہ کیا۔ اسے دھکیلے ہوئے پیچھے لے جانے لگا۔ یہی اس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ اسے دھکیل دیا تھا۔ وہ خود ہی پیچھے ہٹتے ہوئے اچانک بچے گری۔ پھر دونوں

پاؤں پر کھڑے ہوئے۔ پٹر پال نے اسے دھکیل دیا۔ وہ اچھلتا ہوا پتھر کی دیوار سے

249

متناسفہ نفس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ وہ کہی کو چھو کر دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی سوجھ بوجھ نہ تھی۔ کئی کاروباریاں ہاتھ دھجی ہو گیا تھا۔ اس نے بائیں ہاتھ سے رول اوپر کاٹھا تھا۔ پھر اس کی نالی کو اپنی تکی سے لگاتے ہوئے بولی کہ اب میری سمجھ میں آگیا ہے اس دنیا میں سدا کوئی اپنے مقام پر نہیں رہتا۔ دوسروں کے لیے جو قربانی کرتا پڑتا ہے لہذا میں اس لڑکی کے لیے جو قربانی کر رہی ہوں۔

اگر ہم سرکار کے لئے مفود مجرم قرار دے دیتا۔ لیکن قرطافہ مرشدین کا کوئی
ذکر نہیں کیا تھا۔ تاہم کوثر کا کہنا کہ ان کا دور کی حضرت تھی لہذا اس نے جنرل کے
وامع میں جگہ بنائی۔ تب پتا چلا اس جنرل کے پیچھے قرطافہ مرشدین میں بھی پہلا
جنرل ڈی کوپرا پوری طرح اس کے قصے میں تھا لیکن کسی ٹی بی
جاننے والی کی موجودگی سے بے خبر تھا۔ اسے خوش قسمتی تھی کہ وہ ایک متعلم
مرفوظہ کسی کا ذکر کرنا نہیں ہے۔ جب کہ وہ معمولی ذکر ان کے گھر میں
تھا۔ تباہ چاہتیں ہم سے ان کے ہاتھوں کا پتہ نہ چلے جاتے تو باقی تھی۔ وہ اس
کی مرضی سے میرا کوثر اس کمزیر پر لپکتا تھا اور اس کی مرضی سے دلہن
اگر سنے خاص مباحث کو مکمل دے دیتا تھا کہ اختراعات میں مفود مرشدین کے متعلق

فیصلہ اس امر پر کیا گیا کہ: ”مجھ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ مشین ہمارے ہاتھ لگ جائے اس سے بھی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟“

اس کی حکومت کی طرف سے بھی امتیاز میں الیسا بھی مضمون شائع ہوا تھا کہ:

”ہمارے پاس مشین ہے، مگر حجاب مال کے نیچے لگ کر ہے۔ ہمارا اصل بنی وطن منگل کی راجا ہے جو تومند جوئی فیصلیون نمبر پر رابطہ قائم کرے۔“

یہ زمین شہدات کچھ میں آتے تھے۔ ہر ایک کے پاس مال تھا کیلئے الیہ کے بے شمار شہدات تھے، جن میں کوئی نہ کیا گیا تھا کہ ان کے پاس بھی کیا جی بھتیجی لینے والی سستی موجود ہے۔ لہذا ڈاکٹر اعجاز حسین نے کوئی قرآن سے رابطہ

دہشتہ ہفتے سیدہ کو بھی مجھے الگ ہو کر لینی یہ تو بڑی کڑی چیز ہو گئی۔ ولی ادویہ یا ایسا بھی جالیں نہ ترظارا تو قسم میری کہ اگر کارہیں۔ دو میری مدد سے مشکل ترین واردات میں کیا مایاں حاصل کرتی ہیں۔ نامکمل باتوں کو مکمل بناتی ہیں۔ ان سب کی ایک فشرک جرنائی ہے کہ میں ان کھرہلے سے اپنا حصہ کس طرح لے جاتی ہوں۔ اب میرا تمام ہو گا تو یقیناً کی حد تک شبہ

کرس گی۔ مجھے اپنی نادیہ سیلی اور مرثیہ پاشتر بھیجیں گی، جہاں مائیں گی، وہاں میرا ذکر کرے، بتائیں گی اس طرح خطرناک تنظیم کو میری قیادت میں سرنگ بنانا ضرور کروں گی۔“

”اب تمہاری کھوپڑی میں بات آئی ہے۔ ڈرائیو فرمیں کے لیے جس طرح لوگ چیلو مینا کے پیچھے پڑے ہوئے تھے، اسی طرح اب تمہارے پیچھے پڑ جائیں گے۔“

کسی کم نکت سے غلط دعویٰ کیا تھا کہ تانہ اس کے پاس ہے، لیکن اس نے جھوٹ کا تھا مگر یہ جھوٹ اب تانہ کو دھچکا پڑنے والا تھا۔

دوسری طرف آئرن ہارڈی، مامک مین اور اسٹریٹ حکام جنرل ڈی کوہ کے سامنے اپنے اپنے ٹیلی فون جیجے جانتے دالے پھیل کرنا چاہتے تھے۔ دیکھنا یہ تھا کہ جنرل ان سب سے کیسے فیصلہ کرے گا اور کسی سے فی جیجے کا سودا کرنے کے لیے کون سا طریقہ کار اختیار کیا کرے گا۔

تذکار یہ مشین آنے والے لمحات میں کیا لکھ چکا تھا۔

میں منصوبے کے مطابق اقدامات کسے تو میری فائج برآمد ہوتے ہیں۔ جنرل ڈی کوہ انے تانہ

کے منصوبے کے مطابق اشارات میں اشتباہ چھوڑا تھا۔ اب توقع سے زیادہ ہی جوابات موصول ہو رہے تھے۔ یوں گمان تھا کہ ہر دعویٰ کرنے والے کے گھر میں ایک ٹیلی فون جیجے جانتے والا موجود ہے۔ ہر شخص ڈرائیو فرم میں ایک پیسٹ کے لیے اپنے پاں الیا علم جانتے دالے کو پیدا کر چکا تھا۔

تانہ کا منصوبہ تھا کہ اشتباہ کے جواب میں جو لوگ جنرل ڈی کوہ سے رابطہ قائم کریں گے، وہ جنرل کے دماغ میں رن کرمان کوگوں تک پہنچ جائیں گی۔ اس کی بنیاد یہ تھی کہ اپنے دماغ میں آنے والے تمام دعویٰ جنرل آئرن ہارڈی نے اس پر عجیب طرح کا سمجھ بھوک دیا تھا۔ مورخین اس کے لیے ساری دنیا کو جیجے کر اپنی مزید ترین بین تانہ کو میں چلا چکی تھی۔

تانہ چاہتی تھی، ان اشتباہات کے جواب میں جنرل سب سے پہلے آئرن ہارڈی سے رابطہ قائم کرے تاکہ بین موریا تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ ہاتھ آئے۔ میں نے کہا کہ ایسی چیزیں ہیں کہ جنرل ہر ایک سے رابطہ قائم کرنے کا تم خاموشی مٹا سنا آتی ہو دیکھتے رہو۔“

تانہ نے کہا کہ ایک بے چینی جو تو میری کوئی نہیں ہے، میری جلد سے جلد ملزم کرنا چاہتی ہوں کہ جس نکت میں میں نے پہنچنے کے لیے میرے نام کا اعلان کیا ہے۔“

”میں یہ معلوم ہوا ہے کہ تانہ کی بات کر دو، ہم دونوں کو جنرل ڈی کوہ کے دماغ میں باری باری رہا رہنا چاہیے۔“

”یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔“

”مسٹر ہے۔ تم نے جانے جنرل پر کس عمل کیلئے میرے پیسٹے ہی سانس روک دینا ہے۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی۔ میں نے تو یہی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہ بات منتقل کر دی ہے کہ وہ صرف میری آواز اور لب ولہجے کو محسوس نہیں کر سکتے گا۔ باقی تمام پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گا۔ میں سمجھتی ہوں یہ تمہارے لیے مسئلہ نہیں ہے۔ جب میں اس کے دماغ میں پہنچوں گی تو دوا دھککا رہے گا۔ تم بھی چپ چاپ ملے آنا۔“

”پلو ایسا ہی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔“

اُس نے خیال خوانی کی پروا نہ کی۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ وہ جنرل کے دماغ میں پہنچی، میں بھی پہنچا، اُسی لمحے اس نے سانس روک لی۔ ہم دونوں اب ہر آواز کو حیرانی سے بولنے لگا۔ وہ یہ کیا ہوا؟ میں نے شکسلے ہوئے کہا کہ اسے تجربہ کرنا ہے، میں نے تم نے تو یہی عمل کے ذریعے اس کی کھوپڑی میں صرف اپنے لیے لگے ہوئے ہیں، وہ اب تو سب کو محسوس کر لیتا ہے۔ پھر میں اس کے پاس تانہ کا فائل یا تمہارے ساتھ وہ ہر حال میں محسوس کرے گا۔“

اب کیا ہوگا؟

”وہی جو ہوتا آتا ہے۔ تم اس کے دماغ میں رہو گی۔ میں تمہارے دماغ سے اس کی باتیں معلوم کر رہا ہوں گا، لیکن کج بات اس کے خواہیدہ دماغ کو تم پھر ٹریپ کر سکتی ہو۔ دوبارہ تو یہی عمل کرو گی اسے میرا لہجہ سناؤ گی اور حکم دو گی کہ آئندہ وہ میری سوچ کی لہروں کو بھی محسوس کرے۔“

”مٹیک بے تاج راستی ہوگا۔“

وہ جنرل کے پاس پہنچی۔ وہ بہت پریشان تھا۔ سوچ رہا تھا۔ آج پھر میرے دماغ میں کسی نے آنے کی کوشش کی ہے۔ اچھا ہوا نہیں نے سانس روک لی۔ پتا نہیں یہ کون میرے پیچھے چلا گیا ہے یا پڑ گئی ہے۔ تانہ نے اس کی سوچ میں کہا: ”بائی دی دے مجھے پورا نہیں کرنا چاہیے۔ میں سانس روک لیتا ہوں وہ ہمیشہ ناکام دلیں جا یا کرتا ہے یا کرتی ہے۔ مجھے اپنے معاملات پر توجہ دینا چاہیے۔“

اُس نے فانی ہو کر کہا کہ یقیناً کوئی ٹیلی فون جیجے جانتے والا یہ جاننا ہے کہ میں ڈرائیو فرم میں کے سلسلے میں کس سے رابطہ قائم کر دوں کسی دوسرے ٹیلی فون جیجے جانتے دالے کو اپنے پاس نہ بلاؤں۔ یہ علم اپنے دماغ میں منتقل کر دوں۔ وہ مجھے ڈسٹر ب کر رہا ہے۔ کسی نہ کسی طرح رکاوٹ بننا چاہتا ہے۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔“

وہ اشتباہ کے جواب میں اسے دالے تھا کہ ٹیلی فون نمبر نوٹ کر چکا تھا۔ اُس نے ٹیلی فون کا کنکشن جوڑنے اور توڑنے کے چند ضروری آلات لیے۔ پھر ایک پلائی سٹیک میں بیٹھ کر شہر سے دور نکل آیا۔ چند کوئی میلہ جانے کے بعد ایک ایسے راستے پر ہو گیا جو تقریباً دیران سا تھا۔ کبھی کبھی کوئی گاڑی گزرتی ہوئی دکھائی دیتی تھی، اُس نے ٹیلی فون کے ایک پول کے سلسلے گاڑی روک دی۔ ڈکی سے ایک خلی ہوئی سیریس نکالی اسے کھول کر

ان کے پول کی بندری تک اونچا کیا۔ پھر مختلف آلات کے ساتھ تاجوا اور بیچ گیا۔ اگر وہ اپنی رہائش گاہ سے باہر ٹیلی فون ہوتے سے کرنا تو اسے ڈیٹیکٹ کر لیا جاتا۔ سراغ لگانے والے اس کے پہنچ جاتے۔

اُس نے تاجوا کرنے کے بعد ایکسٹریٹ فون نمبر پر رابطہ قائم کیا اور ڈائریل کر کہا۔ میں اشتباہ کے مطابق ٹیگنورکر رہا ہوں۔ میرے پاس ہے، اگر تم مال دالے ہو تو اپنا قاتل کراؤ۔“

دوسری طرف سے پہنچا گیا کہ اِک تم اپنا مکمل قاتل کر سکتے ہو؟ جنرل نے کہا کہ میں سوال نہیں، جواب چاہتا ہوں۔“

”تمہارا جواب ہی ہمارا جواب ہوگا۔“

”جب تک تم پر اعتماد نہیں ہوگا میں اپنا نام اور پتا نہیں بتاؤں گا۔“

”ہمارا بھی یہی جواب ہے۔ تمہاری ڈرائیو فرم میں جیجے اہم ہے، ہی ہماری ڈرائیو فرم جیجے جانتے دالے اہم ہے۔ تمہیں اندیشہ نہیں دھوکا ہوگا اور مشین اسالے مائل گا۔ مجھے بھی اندیشہ ہے تم دھوکے سے ال اٹالے جاؤ گے۔“

”پھر بات کیسے بنے گی؟“

”انہما میں تم نے آنکری تھی۔ تمہارے ذہن میں کوئی مقول طریقہ کار نا چاہیے۔“

”میں پہلے تمہارے متعلق اچھی طرح جان بین کر دوں گا۔ پھر مطمئن ہونے بعد تمہیں ایک خفیہ سٹیشن میں بلاؤں گا۔“

”جہاں بلاؤں گے وہاں پہنچ جاؤں گا، لیکن پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے۔ میں اپنا اصل نام اور پتا نہیں بتاؤں گا۔ تم مجھے جان بین کر دو گے؟“

”جنرل نے کہا کہ فی زمانہ ٹیلی فون جیجے جانتے دالوں کی کمی نہیں ہے تم متعلق پچھ نہیں بتاؤ گے تو میں دوسری پارٹی سے معاملات طے دوں گا۔“

”کوئی بھی پارٹی ہو، اعتماد قائم ہونے کے بعد ہی ٹیلی فون جیجے جانتے دالے کو تمہارے پاس لائے گا۔“

”جنرل نے ہنستے ہوئے کہا کہ ایک ہائی ایسی ہے جو تمہیں اور ن سے دلچسپی رکھنے والی ہر تنظیم کو جو شکا دے گی، اس پارٹی کا نام نہ ہے۔“

دوسری طرف سے جو تک کر پہنچا گیا کہ تانہ ہو گیا مورخیا کی بین بات کرے ہو؟

”ہاں مورخیا کی بین کیا اور پتا تمہارے پاس ہے؟“

”ہاں، پھر تو ہم رشتہ دار ہو گئے۔ ایک بین میرے پاس ہے۔“

”میری بین سے تمہارا رابطہ ہو رہا ہے۔ کیا وہ تم پر اعتماد کرتی ہے؟“

”میرے شک کرتی ہے اس کے پیچھے کوئی پارٹی لگا دال وال وغیرہ ہے۔“

”کیا تم مجھے دلال کہہ رہے ہو؟“

”رشتہ دار کہ نہیں سنا۔ دلال کھول تو پڑا ہے۔ تم سے معاملات طے نہیں ہوں گے۔“

”دیکھو رابطہ ختم کرنا۔ مورخیا اپنی بین سے ملنا چاہتی ہے۔ ہم دونوں بہنوں کو لاکر محبت اور دوستی کا مضبوط رشتہ قائم کر سکتے ہیں۔“

”یقین کر، تمہیں دوسروں سے دھوکا ہوگا۔ ہم ٹیلی فون جیجے جانتے دالوں کی ایک ناقابل شکست ٹیم بنا سکتے ہیں۔“

”ایسا ہے تو اپنا نام اور پتا بتاؤ۔“

”بتا سکتا ہوں۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہماری باتیں کوئی اور نہیں سن رہا ہے؟“

”میں ایسی جگہ سے فون کر رہا ہوں جہاں سے ہمیں کوئی ڈیٹیکٹ نہیں کر سکتا۔“

”ٹیلی فون جیجے جانتے دالے میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ کوئی تمہارے ذریعے میری اصلیت معلوم کر سکتا ہے۔ مشران ذہن! تمہارے طریقہ کار میں کمزوری ہے۔ میری ایک بات مان لو۔“

”منا سکتے ہو تو سوالو۔“

”تم دماغ کے دھولے صرف اتنی دیر کھو جیجے ورنہ تمام سے گھٹک کر دے۔ دلیہ زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ مورخیا اپنی بین کابل وغیرہ وصول گئی ہے۔ تمہارے دماغ سے سننے ہی میں کے پاس پہنچ جائے گی۔“

”وہ پھر میری کوئی بہنوں کو ایک دوسرے سے ملانا بہت بڑی بات ہے۔“

”میں یہ ٹیکہ ضرور کروں گا۔ تانہ سے رابطہ قائم ہوگا تو اس سے کھول گا کہ اپنی ایک تصویر اخبار میں شائع کروا دوں گا اس تصویر کو آنکھوں میں جھانک کر پھڑکی ہوئی بین کے پاس پہنچ جائے گی۔“

”تم بہت کہتے ہو۔“

”کمینگی تم سے سیکھ رہا ہوں۔ مشین کے معاملات پر غور کرتے کرتے مجھے ٹیکہ سکھانے لگے تھے۔ تمہارے جیسے چالبا ن سے کوئی سودے بازی نہیں ہوگی۔“

”جنرل ڈی کوہ نے رابطہ ختم کر دیا۔ تانہ نے کہا کہ ”فرما جیہ وہی شخص ہے، جس کے فیصلے میری بین سے۔“

”تمہاری بین اتنی مصوم نہیں ہے۔ عورت بظاہر مرد کے فیصلے میں رہتی ہے۔ حقیقتاً وہ کو ساری عمر اپنے فیصلے میں رہتی ہے۔“

”کام کی بات کر دو میں نے اس شخص کی آواز نہیں سنی۔ اُس کے دماغ میں جا رہی ہوں۔“

”میں خدا حافظ نہیں کروں گا۔ تم چشم زدن میں دلیں آئے دلی ہو۔“

”میری بات درست تھی۔ وہ کئی اور مایوس ہو کر واپس آگئی تھی۔“

”نہ کہ اس شخص نے مورخیا پر عجیب و غریب انداز میں تو یہی عمل کیا ہے۔ ایسا شخص مضبوط اعصاب، صحت مند جسم اور غیر معمولی قوتوں کا حامل ہوگا۔“

وہ اس امتداد سے براہ راست جہاز سے گھٹو کر ہاتھ کر کوئی اُس کے دماغ تک نہیں پہنچ سکے گا۔

کیا میں اپنی بہن تک نہیں پہنچ سکوں گی؟ اُس نے میرے اندر غیر معمولی صلاحیتیں دیکھیں۔ آج میں تم سے دوستی کرنے کے قابل ہو گئی۔ کیا ہم اسے اس شخص سے نجات نہیں دلا سکتے؟

منجات دلاؤ گے تو وہ کسی تیسرے عاشق کے پاس ہیں۔

گی جس عورت کو اپنے حسن و شہاب پر ناز ہوتا ہے وہ پاؤں کی جوتی کی طرح عاشق پر تلے رہتی ہے۔

”میری بہن کے خلاف بلو کے تو جھگڑا کروں گی۔ وہ جیسی بھی ہے میری بہن سے۔ میری ماں ہے۔ میں اُس کے لیے جان دے دوں گی یا دشمنوں سے اُس کی جان چھڑاؤں گی۔“

طیش میں آؤ۔

”میں تم سے بات نہیں کروں گی۔“

”اچھا جیسی غلطی ہو گئی۔ تمہاری بہن ایک پروین ہے۔ میں کچھ نہیں کہوں گا۔“

”آج سے تم میری اجازت کے بغیر میرے دماغ میں نہیں آؤ گے۔“

”اے اچانک یہ پابندی کیوں؟“

”میری مرضی۔“

”کیا اتنی جلدی مجھ سے دل بھر گیا؟“

”فصل باقیات تم کو نہیں آخری سال تک تمہاری رہی ہو گی۔“

میرے دماغ میں آنے کی پابندی اُس وقت تک ہے کہ جب تک اپنی بہن کو دشمن کے قبضے سے نکال نہیں لائی گی۔

”میں تمہارا ساتھ دوں گا۔“

”سوری، میں تمہاری کامیابیوں کی۔“

”خود اعتمادی اچھی چیز ہے، مگر اپنے جابنے والے کو بھی اعتماد میں لینا چاہیے۔“

”یہ کام مجھے اپنے دل پر کرنے دو۔ کہیں ٹھوکر لگے گی۔ کسی مصیبت سے نکل نہیں سکوں گی تو تمہیں ہی آواز دوں گی۔“

”میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ مجھ پر پابندی عائد کرنے سے پہلے ٹرانسفارمر مشین کو مراد کرو۔“

”مگر وہ کی گجہ پھر دما کرو۔“

”جب تک میں تمہارے دماغ میں آزادی سے آ جا رہا ہوں مجھ کو دماغ میں نہیں سے نہیں کہ سکتا کسی موقع پر غلطی کر بیٹھوں گی اور وہ دشمن دوسرے کے ہاتھ لگ جائے گی۔“

”ایسا نہیں ہو گا۔“

”ایسا ہو سکتا ہے۔ تم کوئی نوبی نہیں ہو۔ اُمید کیا ہو گا اور کیا

نہیں ہو گا ہم میں سے کوئی نہیں جانتا۔“

وہ مجھے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھتی رہی پھر شکست خوردہ انداز میں بولی میرے دل لگانے کا کہیں ایک نقصان ہے خواہ خواہ اس کی بات کے آگے جھکا پڑتا ہے۔ ”ٹھیک ہے آج ہم جہاز ڈی کورا کے ساتھ مصروف چیزات کو بھی اسے تھوڑی سی مل کر ڈال دیتے ہیں۔“

”جس طرح اس خفیہ رہائش گاہ میں جائیں گے اور اس مشین کے کچھ پرزے نکال کر آئیں، یہ بات لیں گے کوئی اسے چرے کرے جائے گا تو وہ اُس کے کام نہیں آئے۔ گے ہم بھی ایک دوسرے سے وہ حاصل پڑے حاصل کیے بغیر مشین کا استعمال نہیں کر سکیں گے۔“

میں نے اس سلسلے میں بحث کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ سوچا اُس کے کچھ پرزے حاصل کرنے کے بعد انھیں نتائج کروں گا بعد میں کہہ دوں گا کہ وہ کہیں ہو گئے ہیں۔ میں اگر چاہتا تو نا کو دھوکے میں رکھ کر پوری مشین کو نکال دیتا تھا لیکن تانا کو ناراض کرنا دشمنی نہیں تھی۔ ایک تو وہ مورخ کے برعکس میری بہن سے بددعا دیتی تھی، میں اُس کے خیالات اچھے طرح پڑھ چکا تھا۔ دوسرے تانا کی آمد سے میری ہیڈ میں ایک اور خیال خواتین کے دماغ کا اضافہ ہو گیا تھا۔ اُمید یہ اضافہ دشمنوں کے لیے دھماکا ثابت ہونے والا تھا۔

تانا نے کہا: ”میرا خواہ اپنی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں۔“

”جہاز کی خبر گیری ہوں۔ لیکن تم میرے دماغ میں نہیں آؤ گے۔ وہاں جو کچھ ہو گا میں تمہیں کراتا جاؤں گی۔“

”اور تب تک میں تمہارا مددگار ہوں گا۔“

وہ ہنستے ہوئے بولی: ”یہ قسم تمہیں بہت پسند ہے۔“

وہ جہاز ڈی کورا کے پاس چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اُس بولی: ”بازی پلٹ رہی ہے۔ جہاز کی شامت آگئی ہے۔“

تانا کے بیان کے مطابق جہاز نے مورخ کے عاشق سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ دوسرے منبر پر رابطہ قائم کرنے سے پہلے اُس نے پول کی بندی سے دوڑ دوڑ تک نظروں میں ڈوٹا اٹھ کر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ پول کے قریب سے ایک گاڑی گزری تھی گاڑی والوں نے اس پر شبہ نہیں کیا تھا۔ اُسے ٹیلی فون کے تاریک کرنے والا سرکاری لائسنس سمجھا ہو گا۔

اُس نے دوسرے منبر پر رابطہ قائم کیا دوسری طرف سے آواز آئی: ”ہیلو، کیا تم مشین کے متعلق بات کرنا چاہتے ہو؟“

”کیا تمہارے پاس سال ہے؟“

”میں ہر معاملے میں مالا مال ہوں۔ میری اور صاف بات سنو، میرا تعلق پٹر اسٹر ہے۔“

جہاز نے ہنستے ہی رابطہ ختم کرنا چاہتا تھا۔ دوسری طرف سے کہا گیا: ”رابطہ ختم کرنے کی حماقت نہ کرنا۔ میں سے ان تمام ٹیلی فون لائنوں کی

نگراں ہو رہی ہے جو دوران ملاقات سے گزرتی ہیں۔ تم بارہ زون کے ایک دوران ملاقات سے ملو رہے ہو۔ دوڑ دوڑ تک نظریں دوڑا رہے ہو۔ تمہیں کوئی نظر نہیں آ رہا ہے۔ کمال ہے جہاز۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ قانون کے محافظ جہازوں کے پچھلے اور گھنے دھنوں پر بھی چبھتے رہ سکتے ہیں۔ تم جیسے ہی پول سے نیچے آؤ گے، تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔“

اُس نے ٹھیک کر دوڑ تک دیکھا۔ جہازوں اور درخت خاموش تھے۔ اُس نے ڈھٹائی سے کہا: ”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے میں جہاز نہیں ہوں۔“

”جواب دلا: ”میں پٹر اسٹر تمہاری رنگ سے واقف ہے۔“

”میرا پٹر اسٹر اپنے ساتھی کرکٹ کے ساتھ آ رہا ہے۔ تم چار ساتھی تھے۔ پٹر اسٹر پراٹ اور جو تھے تم جہاز ڈی کورا! تم لاکھ پلاٹک ہو چکی ہو۔ تمہیں پچاس تاشکل نہیں رہا کیونکہ پٹر اسٹر کی لاش اندر سے کنوئیں سے برآمد ہو چکی ہے۔ چار میں سے تم تمہارے گئے ہو۔“

وہ سن رہا تھا۔ دل ہی دل میں تسلیم کر رہا تھا کہ میری طرح پچھن چکا ہے۔ وہ دوسری طرف سے کہہ رہا تھا: ”میں اس بات سے کوئی خاص دلچسپی نہیں ہے کہ تم جہاز ڈی کورا ہو یا نہیں۔ تھوڑی دیر پہلے ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو نے ثابت کر دیا ہے کہ مشین تمہارے پاس ہے اور میں تمہاری مشین کی ضرورت ہے۔ پول سے آؤ اور تمہارا پول اب کھل چکا ہے۔“

اب وہ ساری زندگی اوپر بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔ چھ تو آ رہا تھا۔ اس نے آخر کر دیکھا۔ جہازوں کے پیچھے سے مسلح سپاہی نمودار ہو رہے تھے۔ حدود کو گھنے دھنوں سے بھی سپاہی کوڈ کر چکے کہ وہ آگ سے اپنے پاؤں محفوظ رکھیں گے۔ گاڑی سے گاڑی میں بیٹھ کر اُسے اشارہ کیا، وہ تین اطراف سے گھیرے میں تھا۔ ایک سمت فرار کے لیے دکھائی دی، اُس نے پوری رفتار سے گاڑی دوڑائی۔ کچھ دور گیا۔ پھر ایک دھماکا ہوا۔ بینڈ گنز پھینکی گئیں۔ اسٹارٹر ٹھیک پڑا۔ تھوڑے ہی لمحے میں پٹر اسٹر کی گاڑی سے دھماکا ہوا۔ اُس نے گاڑی سے نکل کر دوڑوں ہاتھ پٹا لیے۔ عقل آگئی کہ دوسرے بینڈ گنز سے گاڑی تباہ ہو گئی ہو یہی مدت نہیں رہے گا۔

اُس کے آنکھوں میں ہتھکڑیاں پڑ گئیں۔ تانا نے کلمہ فراد، پاتا تھا اور کیا ہو گا؟

”جو ہو رہا ہے خوب ہو رہا ہے۔ جب وہ مشین کے متعلق بتانے پر در ہو گا تو دیکھا جائے گا۔“

”اے مجبور ہونے دو، بتانے دو، ہمارا کیا جھگڑے گا۔ اسٹوروی کسی کو مشین نہیں ملے گی۔“

”میں پاتا ہوں کہ جہاز آخری وقت تک اسی خوش فہمی میں مبتلا ہے کسی کے سامنے زبان دکھوئے۔“

”ماس کا فائدہ کیا ہے؟“

نقصان ہو چکا، اگر کسی کو مشین اسٹوروی میں نہیں ملے گی تو تمام خطرناک تنظیمیں تم پر خیر کر سکیں گی۔ کیونکہ تمہارا نام ان اختراعات میں اچھا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے جہاز ڈی کورا نے ہرے امتداد کے کامیابے کے تانہاں پر اعتماد کر لیا ہے۔ تم میری مشین کوئی یاد رکھو۔ انھیں مشین دلی صوبہ تھا۔ یہی لاشیں میں کل پڑوس کے اور تمہاری لاکھ راتوں میں اُن کا ذریعہ بن چکی ہیں گی۔“

”کیا مصیبت ہے؟“

وہ بڑبڑاتی ہوئی پھر جہاز ڈی کورا کے پاس چلی گئی۔ جہاز ڈی کورا تقریباً ایک برس چار ماہ پہلے فرار ہوا تھا اور اب جہاز ڈی کورا کے ساتھ ہی خفیہ آڈے میں رہتے ہوئے پچایا گیا۔ جس میں کبھی جو کو لایا گیا تھا اور جہاز وہ ٹرانسفارمر مشین تھی جسے جہاز ڈی کورا سمجھتا تھا کہ اُس کے اور سابقہ پٹر اسٹر نے تیار کیا تھا۔

اُس نے خفیہ نہ جانے میں پٹر اسٹر کو دیکھا اور نہ دیکھنے کے برابر دیکھا۔ کیونکہ وہ صحنہ سے کششوں کے کہیں میں تھا۔ صرف اُس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ تانا نے خیال خواتین کی ہر ذرا کی اُس کے دماغ میں پھینکے گی کو کشش کی، پھر میرے پاس آکر بولی: ”میرا دماغ تم سے پٹر اسٹر کی آواز میں رہی ہو مگر وہ آواز اور وہ لہجہ اُس کے دماغ تک نہیں پہنچ رہا ہے۔“

میں نے اُسے سمجھا: ”میرا پٹر اسٹر ایک ایسے کام کے سامنے بول رہا ہے، جہاں سے اُس کی آواز مختلف آلات سے گزرتی ہے اور ذیل ہو کر اسپیکر کے ذریعے سنائی دیتی ہے۔ اُس کا اصل لب و لہجہ دماغ کے لائڈ تک پہنچے گا۔ تم اُس کے دماغ تک پہنچ سکو گی۔“

”میرا ماں! پٹر اسٹر کو دیکھا؟“

اُس کے باوجود تمہیں ایک معزز فحش کی کلمات سے مست نہیں رہے۔ اُس کے باوجود تمہیں ایک معزز فحش کی حیثیت دی جاتی ہے۔ بشرطیکہ تم پھر ایک بار حکومت سے وفاداری کی قسم کھاؤ اور اپنی وفاداری کا ثبوت دو۔“

جہاز نے شکست خوردہ گئی کہ: ”میں ہلک گیا تھا۔ جہاز کے راستوں پر نکل گیا تھا۔ میں نے غدار کی۔ میں مجرم ہوں، یقیناً مجھے سزا ملنا چاہیے اور وہ موت کی ہی سزا ہو سکتی ہے۔ لیکن مجھے ذمہ سے بہت پیار ہے، جتنی زندگی بچ گئی ہے اسے بچاؤ لے رہا ہوں۔“

پٹر اسٹر نے کہا: ”تمہیں سزا موت نہیں ہو گی، طبی مرہم زہہ دکھائیے گا۔ تمہارے لیے زندگی تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی، بولواؤ اور کیا چاہتے ہو؟“

”مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ میں وہ ٹرانسفارمر مشین یہاں لے آؤں گا، لیکن...“

وہ کہتے کہتے ٹھک گیا۔ ”سپر اسٹر نے کہا: اپنی بات پوری کرو۔“

اُس نے بات مکمل کرتے ہوئے کہا: ”لیکن مجھے پٹر اسٹر سے

کہ ہمارے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ماننے والا یا والی ہے؟
”تم اس کی فکر کرو“

”جناب! سب سے پہلی فکر یہی ہے، آپ کسی خوش فہمی میں نہ

رہیں، نئے ایندھن سے ہوا کی گشتیں کمال چھڑا رکھی ہیں تو وہ ہوا لوہے کے
بھی کان ہوتے ہیں اور ٹھکانے جیسے جاننے والے کان لگاتے نہیں جیتے
ہیں۔ وہ میرے دماغ میں نہیں آسکتے۔ لیکن آپ کی ٹیلی جیسی جاننے والی
ہستی کو دماغ میں آسانے کی اجازت دوں گا اس طرح وہ مشین کے مستحق چھپ
جائے معلومات حاصل کرے گی۔ سچ خیال خوانی کے ذریعے ایسا انتظام کرے
گی کہ دشمن نہ دیکھتے رہ جائیں گے اور مشین یہاں پہنچ جائے گی۔“

”ڈی کو راجا اتھاری ہوا میں وزن ہے، کیا تم مشین کی موجودہ
پوزیشن کھنکھ کر دے سکتے ہو؟“

”بات زبان سے نکلے یا تحریر سے، وہ بڑی ہو جاتی ہے، یہ راز
صرف ایک دماغ سے دوسرے دماغ تک پہنچے گا۔ وہ مشین کی ٹیلی جیسی
جاننے والے کے ذریعے ہی بغفلت لائی جاسکتی ہے، میں کوئی خطرہ مول
لینا نہیں چاہتا۔“

”وہ ایک خدا خوف سے بولا۔ مجھے زندگی عزیز ہے جتنی زندگی
رہ گئی ہے اسے میرا آرام سے گزارنا چاہتا ہوں۔ مجھے مجبور نہ کیا جائے
اور میں مجبور ہونے والوں میں سے نہیں ہوں، میں آپ کے پاس ہوں تو
مجھے مشین بھی آپ کے پاس ہے سب آپ ایک ٹیلی جیسی جاننے والے
کی فکر کریں۔“

”میرا سطرے کا نام؟ ہم تمہارے تعاون سے کسی ٹیلی جیسی جاننے
والے کو یہاں تک لاسکتے ہیں۔ ہم نے اخراجات میں دیکھا ہے، کتنے ہی لوگوں
نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کے پاس یہ علم جاننے والی ہستی ہے۔ ان تمام لوگوں
کے خون غیر تمہارے پاس ہیں۔ تم ایک سے رابطہ قائم کر کے ہویہاں
چیک کر باقی لوگوں سے معاملات طے کرو شاید کسی سے کوئی بات بن
ہی جائے۔“

”میں آپ کی ہر خدمت کے تیار ہوں۔“
”لیکن اب تم ڈی کو راجا کی حیثیت سے نہیں، میرے نمائندے بن
کر بات کرو گے۔“

”یہ میری خوش فہمی ہے۔“
”اس نے آرام سے بیٹھ کر ایک فون نمبر ڈائل کیا اس فون کے
ساتھ ایک بڑا سا اسپیکر خشک تھا۔ میرا سطرے دو کہیں میں بیٹھ کر دوسری
طرف سے ہونے والی گفتگو میں مبتلا تھا۔ دوسری طرف سے کسی نے پوچھا۔
”ہیلو، کیا تم مشین کے متعلق گفتگو کرنا چاہتے ہو؟“

”ڈی کو راجا نے کہا۔ ”ہاں میں وہی ہوں۔“
”پلیز ڈیو ہولڈ آن رکھیں۔“
”تھوڑی دیر بعد آواز سنانی دی۔ ”ہیلو، میں ماسک میں ہوں رہا

ہوں مگر واقعی تمہارا تعلق مشین سے ہے اور تمہیں ٹیلی جیسی جاننے والوں
کے نام یاد ہیں تو یہ مزور معلوم ہوگا کہ ایک ٹیلی جیسی جاننے والا اگر
میرے پاس ہے۔“

”مجھے معلوم ہے۔“
”ماسک میں نہ کہا۔“ میں نے اپنا تعارف کا ایک سہلے تم اپنا
تعارف کراؤ۔“
”میں میرا سطرے کا نمائندہ ہوں۔ آپ کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں
کہ اسٹارٹر مشین میں واپس مل گئی ہے۔“

”میں میرا سطرے کو ماسک یاد دہانتا ہوں۔ فی الحقیقت ہم دوبر
پاؤنڈ ہیں۔ ایک پونڈ کے پاس ٹیلی جیسی جاننے والا اگر ہے دوسرے
میرے پاؤں کے پاس اسٹارٹر مشین ہے۔ یعنی ہمیشہ کی طرح ہمارے درمیان
طاقت کا توازن ہے۔ آئندہ بھی یہ توازن برقرار رکھنے کے لیے ہم ایک
دوسرے کے کام آسکتے ہیں۔“

”ہم کس طرح ایک دوسرے کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں؟“
”میری سہی بات ہے کہ کسی غیر جانبدار علاقے میں میرا سطرے میں لائے
گا۔ میں اگر کوئی کراؤں گا۔ اس مشین کے ذریعے میرے کچھ آدمی اور
میرا سطرے کا ڈی ٹیلی جیسی کی صلاحیتیں حاصل کریں گے۔ اس کے بعد
مشین کے دو حصے کیے جائیں گے۔ ایک حصہ میں سے جانے والے گا۔ تاکہ ہرگز
مکمل مشین کے ذریعے ٹیلی جیسی جاننے والوں کی فوج نہ بنالے۔“

”ہم اسی مشین تو کیا، اس کا ایک پونڈ بھی کیسے کھینچ سکتے ہیں
گے۔ تمہاری کوئی مشین منظور نہیں ہے اس لیے اور بھی ٹیلی جیسی جاننے والے مل سکتے
ہیں۔ بے شک تم میرے پاؤں ہو۔ اب میرا سطرے ٹیلی جیسی کے ذریعے تم سے رونا
طاقتور بننے والا ہے۔“

”ڈی کو راجا نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس کے بعد اسرائیلی ایجنٹ سے رابطہ
قائم ہوا۔ جب اسے یہ معلوم ہوا کہ مشین میرا سطرے کے پاس ہے تو اس نے
غوش ہو کر کہا۔ ”یہ تو ہمارے کھمکے بات ہوگیا۔ امریکیوں اور یہودیوں کا جنم
جہنم کا گھنچہ جوڑ ہے۔ ہم اپنی ٹیلی جیسی جاننے والی کو نیو یارک لائیں گے، اس
کے ذریعے ہمارے اور تمہارے چند آدمی ٹیلی جیسی۔۔۔“

”ڈی کو راجا نے بات کاٹ کر کہا۔ ”میری فکر یہ ہے کہ ضرورت نہیں ہے
ہم جلتے ہیں، شکیا تمہارے پاس ہے۔ شکیا کو نو یارک لانے کا مطلب
ہے، ہرگز یاد کو اپنے سر پر سٹھ کر لیں۔ سو سو ہی ہم یہ خطہ مول لینے کو
تیار نہیں ہیں۔“

”اس نے مزید کچھ کہنے سے انکار رابطہ ختم کر دیا۔ پھر میرا سطرے
”کہا۔ جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں، ٹھکانے اپنی ایک بین کے دماغ میں
بھی ٹیلی جیسی کی صلاحیتیں منتقل کرانی تھیں، اس کی بین کا نام تاناہ ہے۔
ایک مسلم پادری نے دعویٰ کیا ہے کہ تاناہ آن کے پاس ہے۔ معلوم ہوا
ہے کہ یہ لڑکی حالات کی بددی ہے اور اس کی ویسی پادری کے ہاتھ لگ گئی، اگر

اسے ہاتھ آجائے تو کسی خطرناک تنظیم سے معاملات کر سکتی
ذرت نہیں پڑے گی۔“
”میرا سطرے کا نام؟ ایسی بات ہے تو وقت ضائع نہ کرو فوراً اس
”بات کرو۔“

”اس نے رابطہ قائم کیا۔ سچ کہا۔ میں مشین والوں، تم
”بات کرو۔“
”دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ہم نے مال کے سطلے میں مادی ملے
”انتہا رت میں کھدیا تھا۔ ٹیلی جیسی جاننے والی تاناہ ماسک سے پاس ہے۔
”نہ جہاں مشین لادے گا وہاں ہم تاناہ کو لے آئیں گے۔“

”اس کی آواز سننے ہی اور تاناہ نے خیال خزانہ کی کہ پادری کی اس
کے دماغ میں پہنچی، اس نے فوراً اس آواز کی، یہ فوراً ڈی کو راجا کے پاس
آگئی۔ وہ سانس روکنے والا کردار تھا۔ مجھے سہی یاد ہے۔ وہ
تمہارے پاس مشین ہوا۔ ہرگز ٹیلی جیسی جاننے والی ایک ہستی مزور موجود
ہے۔ تم جھوٹا انتشار دے کر ہمیں شرب کرنا چاہتے ہو۔“

”ڈی کو راجا نے ناگوار سے پوچھا۔ ”یہ کیا بکواس ہے؟“
”یہ بکواس تم کرتے ہو۔ کیا اچھی تم میں سے کسی نے خیال خزانہ میں
کی؟ اگر میں سانس نہیں لگتا تو تم لوگ میری اصلیت معلوم کر لیتے۔“

”میرا تعلق ایسی بات میں کتنی صداقت ہے؟ ہم قسم کھا کر کہتے
ہیں کہ ہمارے پاس کوئی خیال خزانہ کرنے والا مشین ہے، اگر ہوتا تو تم
میں سے کسی کو گھاس نہ ڈالتے۔ کیا واقعی تمہارے دماغ میں کوئی
آنا چاہتا تھا؟“

”ہاں، آنا چاہتا تھا۔ میں پوچھتا ہوں، کوئی اب سے پہلے کیوں نہیں
آیا تم سے رابطہ ہوتا ہے؟ اس نے میری آواز کے سننے کی؟ اگر تم سچے
ہو تو یقین کر لو کہ ڈی جیسی جاننے والا بڑی خاموشی سے تمہارے اندر
چھپا ہوا ہے۔“

”یہ نامکن ہے، کوئی میرے اندر نہیں آسکتا۔ میں پرانی مونی کی
لہروں کو محسوس کر لیتا ہوں اور پھر فوراً ہی سانس روک لیتا ہوں۔“
”اگر تمہارے قریب ابھی کوئی دوسرا موجود ہے تو پھر خیال خزانہ
کرنے والا اس کے دماغ میں ضرور ہوتا ہے۔“

”ڈی کو راجا نے پریشان ہو کر میرا سطرے کی جانب دیکھا۔ اس وقت
دماغ میں وہی اس کے قریب تھا۔ میرا سطرے کے اندر سے
ساری باتیں سن رہا تھا۔ وہ میں پریشان ہو گیا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ نامکن
قوتیں بے کوئی میرے دماغ میں جگہ بنا سکتا ہے مگر مجھے یقین
نہیں آتا۔“

”پھر اس نے بلند آواز میں کہا۔ ”ڈی کو راجا! وہ شخص فون پر کواں
کر رہا ہے۔ میں اسٹارٹر آلات کے ذریعے اپنی آواز سنانا کوئی کوئی
میرے دماغ میں نہیں آسکتا۔ اس سے کمزور وہ تاناہ کے متعلق بات کرے۔“

”اس شخص نے کہا۔ ”بات تو ختم ہو چکی ہے، تمہارے درمیان کسی
ٹیلی جیسی جاننے والے کی موجودگی ثابت کر چکی ہے کہ وہ تم سب کو مقرر بنا
رہا ہے۔ وہ کسی کو مشین استعمال کرنے کا موقع نہیں دے گا۔ یہ بھی ہو سکتا
ہے کہ تم نے جہاں مشین چھپائی ہو، وہاں وہاں موجود نہ ہو، اگر موجود
ہو تو وہ اسے ناکارہ بنا چکا ہو۔“

”اس کی باتیں دل کو گدگد ہی تھیں۔ ڈی کو راجا اور میرا سطرے دونوں
ہی تشویش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ وہ شخص کہہ رہا تھا۔ ”میرا ایک مشورہ ہے
پہلے مشین کی خبر لو، میری ایک بات یاد رکھنا، اگر وہ مشین موجود نہ ہو تو
مجھ لینا، وہ حادثہ صرف فرماؤ گی ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اس کے مخالف
خیال خوانی کرنے والے پیدا ہوتے رہیں، اگر مشین ہو تو مجھے سہی ملاقات
طے کر لیتا، میں انتظار کروں گا۔“

”اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ اب ان کے اندر سہی جیسی ہی بڑا بگڑا
تھی۔ ڈی کو راجا نے کہیں کی طرف دیکھتے ہوئے میرا سطرے پوچھا۔ ”کیا
ہماری گفتگو کوئی تیسرا سن رہا ہے؟“

”نہیں۔ اس نے خلتے میں میری اجازت کے بغیر کوئی نہیں
آ سکتا۔“

”میرا سطرے کیا تم تسلیم نہیں کرو گے کہ ہم میں سے کسی کے دماغ میں
کوئی موجود ہے؟“

”تمہارے دماغ میں ہو سکتا ہے۔“
”میرا دماغ حساس ہے تمہارا نہیں ہے۔“
”وہ شخص جھوٹ کہتا ہے، کوئی اس کے دماغ میں نہیں گیا تھا۔“

”وہ ہمیں ابھار رہا ہے۔“
”ہمیں ابھار کر سے کیا طے گا۔ وہ تو ایک ٹیلی جیسی جاننے والے
کی پیش کرنا چاہتا تھا۔ وہ ہمارے کان آئے والا تھا۔ اسے غلط محسوس ہوا
تو وہ ہم سے کڑا گیا۔ وہ بھی خوف زدہ ہے کہ فرماؤ اس کی تاناہ کو نہ
لے آؤ۔“

”میرا سطرے کا نام؟ اس شخص کی تاناہ ثابت ہو سکتی ہے، اگر ہم
مشین کی خبر لیں۔ فرماؤ شیطانی دماغ کا نام ہے۔ وہ سمندر کی تہ میں اور
”ہاں! مشین جیسی ہوئی جو میں نکال لاتا ہے۔“

”میں اندیشوں میں گھر گیا ہوں، ایسا ہو سکتا ہے۔“
”سوچنے میں دقت ضائع نہ کرو۔ خاموشی سے ایک کانڈ پر
نکلیں، تاناہ، وہ مشین کہاں ہے۔ میں وہاں مسلح فوجوں کا منت پھرا
لگاؤں گا۔ ایک چوٹی میں ہی اُدھر سے نہیں گزرے گی۔“

”ڈی کو راجا نے اندیشہ منہ پر رہے تھے۔ وہ مشین کو ایک نظر
دیکھنا چاہتا تھا۔ تاناہ نے اس کی سوچ میں سمجھایا۔ ”میں غولہ غولہ ہی
پریشان ہوا ہوں، فون پر بات کرنے والی کوئی خیال باز ہے۔ اس کے
دماغ میں کوئی نہیں آیا تھا۔ وہ چاہتا ہے۔ میں اس کی باتیں قیامان برتیں
257

کے بغیر ہوتا تھا جاؤں اور وہ شخص بھی تعاقب کرتا ہوا پہنچ جاتے تھے۔
 نہیں مجھے عقل سے کام لینا چاہیے۔ میری سلامتی ہی میں ہے کہیں پھر لڑ
 کو اپنے خواب گاہ کے استودار میں دے جاؤں۔
 اور تھکنا سے سہارا ہی تھی اور پھر سراسر مذکر رہا تھا۔ نہیں کتا
 ہوں کا اندر نہ کہہ کر دو۔ مشین کہاں ہے؟ یا صلح فوجوں کے ساتھ جاؤ
 تعین کوئی نقصان نہیں پہنچے گا؟
 پتا نہیں وہ شخص کو تھا جو تانا دے کوالو دے کر معاملات طے
 کرنا چاہتا تھا۔ اس نے ایک تو رپوش رہنے والی تانہ کو کام کرنا تھا۔
 دوسرے نے اندیشہ پیدا کر دیا تھا کہ شاید وہ مشین اپنی جگہ پر موجود نہیں ہے۔
 آخری کو راجہ پر مقرر کیا۔ وہ مسلح فوجوں کے ساتھ اپنے ہاتھ لگا
 میں آیا۔ اس کی ہدایت پر اسٹور روم کے فرش کو کھودا گیا۔ وہاں کچھ دھماکا
 فرش کے نیچے خالی گڑھا تھا۔ وہاں مشین اہم کا نڈا کے ساتھ چھپائی
 گئی تھی۔ کھودا ہوا ڈھلوان ٹھکانا جو کچھ کے مصداق وہاں سے ایک بچہ باہمی نہ
 نکلا۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے ڈی کو راجہ کا گریبان بچو کر ایک چٹا
 دیتے ہوئے کہا: تم سے فزاد کر سکتے ہو۔ ہمارے جوانوں کو ایسی جگہ
 کھودنے کے لیے کہا۔ جہاں پہلے ہی خالی گڑھا تھا۔ بتاؤ وہ مشین
 کہاں ہے؟
 ڈھکورا کا سر جکڑا رہا تھا۔ اتنا ہی مشین ہاتھ سے ٹھکنے کے بعد
 اس کا دل ڈوبنے لگا تھا۔ وہ بڑی مشکل سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا تھا۔
 اس نے کہا: افسر اگر تیس فزاد ہوں، تو کیا گریبان بچو نہ مشین کی
 جگہ بگڑتا ہوں گا؟
 افسر نے فوراً ہی اسے چھوڑ دیا۔ پھر کہا تھا کہ اتنی سلامتی اسی میں
 ہے کہ ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ ہمیں مشین تک سے چلو؟
 میں بھی یہ مشورہ دیتا ہوں اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ مجھے پھر سراسر
 کے پاس سے چلو؟
 اسے پھر کسی نے خالے میں لایا گیا اس بار مزید تین افسران تھے۔
 جیساکہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اس نے خانے کے چار اہلکار جوتے
 تھے۔ پہلے سائبر پھر سراسر جوتے ڈی کو راجہ کو لے کر لڑا اور پھر پراٹھ تھے۔
 اب ان کی نگہ نے سراسر کے ساتھ تین نئے امیدوار لگے تھے ڈی کو راجہ
 نے کہا: میرا آخری وقت آگیا ہے۔ مشین میرے قبضے سے نکل چکی ہے۔
 تم لوگ مجھے ذمہ نہیں چھوڑو گے۔ لیکن مرنے سے پہلے تمہیں کر رہ
 اہم راز بتا دوں گا۔ تاہم سراسر تمہارے لیے خطرناک ہے۔ یہاں سے
 فوج پر ایک بارانی سے گفتگو ہوئی تھی۔ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ فزاد
 میرے پاس سے قریب والے کے دماغ میں موجود ہے۔ میں سانس
 روک لیتا ہوں۔ سراسر ایسا نہیں کر سکتا۔ سات ہر دونوں میں چھپنے
 سے کیا ہوتا ہے۔ فزاد تو راجہ غار ساؤنڈ سسٹم کی دیواریں توڑ کر بھی
 دماغوں میں پہنچ جاتا ہے۔
 سراسر نے گرج کر کہا: یہ جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے اسے گزشتہ

کرایا۔ اب اسے موت کی سزا ملنے والی ہے۔ یہ سرتے وقت مجھ سے انتقام
 لینے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے۔ میرے دماغ میں کوئی نہیں آسکتا، کوئی
 نہیں آسکتا۔ فزاد پچاس کی باتوں میں ڈاؤں
 ہے شک نہیں ہے غلط فہمی کی، لیکن مرنے سے پہلے اپنے ملک کے
 سببانی کے لیے کتا ہوں۔ سراسر بیل دو۔ ورنہ فزاد اس کے اندر دھک
 تم پر بھڑکائی کرے گا۔
 وہ تینوں عہدیدار، وہاں کو ڈور ڈھکیں بلیک شپ کھاتے تھے۔
 ایک بلیک شپ نے کہا: سراسر اس کی باتیں کمان تک درست ہیں
 اس کا فیصلہ خفیہ عدالت میں ہوگا۔ فی الحال تم مشکوک ہو، لہذا اتنی بغیر
 ہونے تک یہ کسی چھوڑ دو۔
 سراسر کو کسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا کہیں سے
 باہر آیا۔ پہلے اس نے ڈی کو راجہ کو گھر کر دیا۔ پھر تینوں بلیک شپ سے
 کہا: مدافعتی کارروائی کے دوران جج اور جیوری ہوں گے ان تمام لوگوں
 کے سامنے مجھے راجہ غار آلات کے بغیر بولنا ہوگا۔ سب ہی میری آواز
 اور بول دیکھ کر لیں گے۔ سراسر کی رازداری ختم ہو چکی ہے۔ میں نہیں
 ماننا پہلے کوئی میرے دماغ میں تھا یا نہیں، مگر اب آسانی سے اس کے
 تانہ سے خیال خوان کی ہر ذرات کے آسے بڑی آسانی سے سراسر
 کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ میرے پاس آکر بیٹھنے ہوئے بولی: اس مصلیٰ
 فحش نے میرے نام کا اختلاط میں شامل کیا۔ مجھ سے دشمنی کی ہر طرح
 سے دوستی ہو چکی ہیں، اس میں ہمت کے غلط انداز سے کے باعث سراسر
 تک پہنچ گئی ہوں۔
 میں نے کہا: یہ کوئی کامیابی نہیں ہے۔ اب وہ سراسر میں رہے
 گا۔ ایک عام آدمی بن جائے گا۔ لہذا ایک عام آدمی کے ساتھ وقت
 ضائع نہ کرو۔
 کیا جبریل ڈی کو راجہ کو چھوڑ دیا جائے گا؟
 وہ تھا مارا دھنسا رہا نہیں ہے، اسے چھوڑ دو۔ وہ ہر حال
 میں مرے گا۔
 ہم تمام دن جبریل ڈی کو راجہ کے ساتھ لگے رہے۔ آخر فائدہ کیا ہوا۔
 جب کہ مشین پہلے ہی حاصل ہو چکی ہے؟
 فائدہ یہ ہوا کہ میں کچھ معلومات حاصل ہو گئیں۔ یہ معلوم ہوا کہ راجہ
 سراسر اپنی کسی بھی چیز چھوڑ چکا ہے۔ اب کوئی دوسرا سراسر آئے گا راجہ غار
 مشین اور وہی تھی کہ موزوں پر جبریل ڈی کو راجہ کی اہمیت ختم ہو چکی ہے۔ ہلکے
 بے اس کا کیا مہارازا رہا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اب مقامی
 آزادی دارا لیٹان کے دن ختم ہو چکے ہیں۔
 میں نے پھر یہی بولی: یہ بات چھپتی نہیں ہے کہ مشین پھر کہیں ہوگی
 ہے۔ سراسر موجود ہو گیا۔ وہ سب سے بڑے شہر کے گئے۔ دوسری تنظیم
 والے مشین آئے کہ جانے کا الزام پھر رکھیں گے۔ اس طرح سب ہی میرے
 پیچھے پھرتے رہے۔ مجھ اب اپنی آواز کو موزوں سے زیادہ رابطہ نہیں رکھنا چاہیے۔

یہ ہوئی عقل کی بات۔ اب دوسری عقل مندی کھاؤ۔ یہاں سے
 غور اور غور دانش گاہ میں چلو۔ ہم اب اس مشین کے پڑے نکالیں گے۔
 وہ بھیجی رہی۔ مجھے خاموشی سے بکٹی رہی۔ میں نے پوچھا کیا اپنا
 مدد پورا نہیں کرو گے؟ تم جانتی ہو میں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی باہر
 ہی پیش کرنے والے خطرات کو محسوس کر لیتا ہوں۔ میں اس مشین کے
 پڑوں کو آپس میں بانٹ لینا چاہیے۔
 "فزاد بے شک تم بہت تجربہ کار ہو۔ میرا ایمان ہے میں کوئی
 غلطی کروں گی تو تم مجھے مسخال لو گے اور تمہارے مشورے کے بغیر
 کوئی قدم اٹھاؤں گی تو مجھے معاف کر دو گے۔"
 "صاف صاف بولو، کیا کتا چاہتی ہو؟"
 "ہم دونوں نے جہاں مشین لے جا کر رکھی تھی، میں نے وہاں سے
 کسی دوسری جگہ عقل کر دی ہے۔"
 میں نے اسے آگوار سے دیکھا۔ میرا کہنا: تم تمام دن میرے
 ساتھ رہیں۔ میں بھی دوسری جگہ کیسے پہنچ گئی؟
 "میں نے خیال خوان کے ذریعے اپنے پاؤں کا رڈ پیٹرل کو حکم
 دیا تھا کہ وہ مشین کو دوسری جگہ چھپا دے اور فی الحال مجھے بھی اس کے خلیق
 کچھ بتائے۔"
 میں نے کہا: تمہیں خفیہ مشینیں تمہارے دماغ میں آکر پھر
 مشین کی موجودہ جگہ معلوم کر لوں گا؟
 اس نے جواب نہیں دیا۔ مجھ کو اس طرح سر جھکائے بیٹھی رہی۔
 میں نے کہا: اگر تمہارا سر مذمت سے جھک رہا ہے تو ابھی کچھ نہیں بگڑا۔
 پیٹرل مال سے پوچھو اور مجھے بتاؤ مشین کہاں ہے؟
 "ممت پوچھو، غلطی کے لیے ممت پوچھو۔ میرا بی بی میں کو اس خطرات
 حامل سے غلط دلائل کی موزوں تیار کر رہا ہے۔ میں ایک دایک دن اسے
 اپنے ساتھ لاؤں گی۔ تنہا ہی عمل کے ذریعے پہلے اس کا برہنہ واپس کر لوں
 گی۔ آج تک اس کے دماغ میں جو عمل کیے گئے ہیں ان سب کو دماغ سے
 جھوٹا لوں گی۔ ہو سکتا ہے کہ میں بھی تھیں جو وصل جانے والے وقت مجھے غلط
 مشین کی ضرورت ہوگی۔ ایک دن موزوں نے اس مشین کے ذریعے مجھے
 یہ علم سکھا دیا تھا۔ آئندہ میں اس کا برہنہ واپس کر کے دوبارہ اسے یہ علم
 سکھاؤں گی۔ یہ میرا فرض میری محنت ہے، میں کے لیے جذبات ہیں۔
 خدا کے لیے ہم بہنوں کے راستے میں نہ آؤ۔ اس مشین کے حصول سے
 بڑا جاؤ۔"
 میں نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا: میں تم دونوں بہنوں کے راستے میں
 نہیں آؤں گا۔ لہذا مجھے جانا چاہیے۔
 وہ آواز ہی اٹھ کر گئے کا بار نہ گئی۔ اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ
 مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ۔
 "تانا تمہارے سن و شباب کا مادہ دوسرے جگہ کر لوں گا ہاتھ میں
 یہ بھول گیا تھا کہ تم دونوں بہنوں کی رگوں میں ایک ہی خون دوڑ رہا ہے۔ آج

ایک دہائی گاہ میں منتقل کیا تھا، تب ہی اس کی نظریہ کار و کام چمکنے نکال لیے تھے۔
وہ دونوں پر فخر سے دیکھتے تھے کہ میں بول گے۔

ظاہر بادلوں کے دوش پر پرواز کر رہا تھا۔ غلام باقی آرام سے ایک سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اب ہوسٹس نے اس پر جھٹکے ہوئے مسکرا کر پوچھا تمام مسافر اپنی رہے ہیں تم یہاں سے کیوں ہو؟
غلام باقی نے حسین ہوسٹس کو نا ادری سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”نہیں صرف شراب سے نہیں شباب سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ دراصل رکھ کر بات کرو۔“

”وہ اور نہ“ کہہ کر چلی گئی۔ نہیں نے اسے مخاطب کیا۔ باقی؟
”میرے آقا! وہ ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔
ایک مورنیا کے چلنے سے تم مسکرا کر بھول گئے ہو؟
”نہیں کیا کروں مجھے عورتوں سے سخت نفرت ہو گئی ہے۔“
”کیا میں بھی دوستی اور دوستی سے نفرت کرتا شروع کروں؟“
”میرے آقا! آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کی تمنا کا پلنے والیاں محبت اور وفا کی دیوا ہیں۔“

”یقینی مانتے ہو کہ عورتوں میں محبت اور وفا ہوتی ہے۔ سب ہی عورتیں یہی ہیں۔“
مورنیا جیسی نہیں ہوتیں۔“
”ماتا ہوں میرے آقا! آئندہ کسی عورت سے نفرت نہیں کروں گا۔ یہ شرف خوش دلی سے مسکرا کر بات کروں گا۔ لیکن کسی سے دل لگنے کی حماقت نہیں کروں گا۔“

”یہ تمہاری مرضی ہے لیکن ہر حال میں خوش رہا میں لازمی ہے۔“
”آپ کا حکم سزا محکموں پر آپ نے نہیں بتلایا مجھے لہذا یہی کر لیا کرتا ہے۔ وہاں کن حالات سے گزرنا ہے؟ کو معلوم ہو جائے تو میں ذمہ طوری پر پہلے سے تیار رہوں گا۔“

”مورنیا امریکا میں ہے۔“
”شاہنشاہ اہم امور دنیا سے کوئی دلچسپی نہیں رکھو گے۔ لیکن اس کے دیوانے کی ایک لگن قوم پروردار ہو گے؟“
”مزدوروں کا اس کا مقصد بتا دیجیے؟“

”جس نے مورنیا کو افوا کیا ہے، وہ حسین کینساس میں ٹیڈ دیوکر پرک جانے کا خود نیا اچھی اس کے لیے جان سے زیادہ جیتے ہے۔ وہ نہیں چاہے گا کہ تم جوا بائیس اٹوار کرو۔ وہ حسین نقصان پہنچانے کے لیے براہ راست یا بالواسطہ نکلے گا۔ نہیں چاہتا ہوں، وہ اپنے دل سے نکلے اور میری نظروں میں آجائے۔“

”سمجھ گئی ہیں وہاں پہنچ کر مورنیا، میں امریکا کے لیے پہنچ رہی ہوں گا۔“
”میں لندن ایئر پورٹ پر مورنیا کی بہت سی تصویریں ملیں گی۔“

”کینساس میں کے ہوتوں اور لگوں میں وہ تصویریں دکھا کر اس کا پتا چلا پوچھا کہ وہ؟“

”اس ناکا تصویریں مجھے بھیجیں رہیں گی مگر میں اپنے پاس رکھوں گا کیا مجھے لندن پہنچ کر جاسا سڑا نا ہوگا؟“
”نہیں، ایک بین الاقوامی شہرت رکھنے والا جاسوس شغل پاؤں سے تل ابیب سے لندن پہنچ چکا ہے۔ وہاں سے وہ تمہارے ساتھ امریکا تک سفر کرے گا اور تمہیں ہونیا کی تصویریں دے گا۔“

”یہ مشکل پاؤں سے اپنا آدمی ہے؟“
”اپنا خاص آدمی ہے۔ پس دیکھنے کی چیز ہے۔ اسے تمہاری تصویر دکھائی گئی ہے۔ وہ تمہیں ہونیا کی تصویریں دے کر امین جانے گا۔“

”نہیں جا رہا ہوں۔ دراصل مجھوں وہ انٹرنیشنل جاسوس کیا کر رہے۔“
غلام باقی کا ظاہر لندن پہنچنے ہی والا تھا۔ اس سے پہلے میں مشکل بننے کے پاس گیا۔ وہ امریکا جانے والے مسافروں کے ساتھ ویشنگٹن ہال میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہم پر نہایت قیمتی سوٹ تھا۔ لٹائیاں کی جڑے کی گردن تن گئی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ گردن بھٹکے گا تو نکلنا ہی گھر چھپ جائے گی۔ اسے دکھانے کے لیے وہ اپنا سر ہلکے کی طرف اٹھائے رکھتا تھا۔ چونکہ دن بدن شہرت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ لہذا مکمل طور پر جاسوس نظر آنے کے لیے اس نے بائیں ہینا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت بھی اس کے ہونٹوں کے درمیان بائیں دبا ہوا تھا۔ وہ آنکھیں میکر کر دوڑ کر دیکھتے ہوئے مسافروں کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے خطرناک مجرموں کو تار بٹا رہا ہو۔ دیکھنے کی خاموشی تانے والی تھی۔

ایک شخص نے قریب آ کر پوچھا۔ ”آپ جاسوس شغل پاؤں سے ہیں؟“
”پھر اس شخص نے اپنی سامنے کو آواز دی۔ روزی! کم آن۔ ہری، اب یہ جاسوس شغل پاؤں سے ہیں۔“

ایک لڑکی تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔ اس کے شانے سے کیو لک رہا تھا۔ مشکل پاؤں سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ہندی نے مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیے۔ ہونے لگا۔ آپ نے تمہاری بیب میں حیرت انگیز کلاں سے انجام دیے ہیں۔ میں ایک امریکی رسالے میں کراہی پر مڑوں۔ بیڑ مجھے چند تصویریں ادا کرنے کی اجازت دیجیے۔“

”مشکل پاؤں نے اس کے گونے گونے ہاتھ کو ہاتھ میں لے کر مصافحہ کرنے کا چانس لیتے، ہونے لگا۔ ذرا جلدی تصویریں بنا کر لیں۔“
”جلدی کیوں؟“

”وہ سرگرمی میں ہوا۔ کسی سے دکھانا نہیں ایک بین الاقوامی مجرم کا پچھا کہ ہوں۔“

”نہیں کسی سے نہیں کہوں گی۔“
”وہ کیونکہ شغل کی تصویریں ادا کرنے لگی۔ دائیں بائیں سے دوسرے جگہ بھی تصویریں ادا کرنے لگے۔ ویشنگٹن ہال میں جہاں ہوا تھا جاسوس

مشکل پاؤں سے وہاں موجود ہے۔ وہ دراصل کسی مجرم کا پچھا نہیں کر رہا تھا۔ یونیورسٹی کے محسوس ہونے کے لیے کہہ رہا تھا۔ بجائے ایک لڑکی کے پیٹ میں یہ بات کیسے سنی بات ایک کان سے دوسرے کانوں تک پہنچتی رہی۔ ایک شخص نے گھر کر مشکل پاؤں کے طرف دیکھا۔ وہ سوچیں نہیں سکتا تھا کہ اسے کیا بام ایک آپ کے وجود ایک ہندوستانی جاسوس اسے تارے گا۔

”مجرم ٹونی بیکر بڑا نام دار اسمگلر اور تارک تھا۔ اس نے پریشان ہو کر سوچا۔ کیا مشکل پاؤں نے مجھے پہچان لیا ہے یا اس فلائٹ سے کوئی اور مجرم سحر کرنے والا ہے جیسے جاسوس تارہا ہے۔“

”ٹونی بیکر نے ایسا سوچتے وقت مشکل پاؤں سے کوئی دیکھا۔ یہ اتفاق ہی تھا۔ ایک اسی وقت مشکل پاؤں نے بائیں کاٹش کے کروڑوں دھڑکتے ہوئے ٹونی بیکر کو دیکھا۔ نہیں مشکل پاؤں کے دماغ میں تھا۔ اس نے دیکھا کہ ٹونی نے گھر کر دوسری طرف منہ پھیر لیا تھا۔ مجھے شبہ وائیں لے لگا۔ بائیں نے فریادیں دہاں، شاید یہ شخص شکاٹنے والا ہے۔ سب تیار دماغ کو تیار ہے دھڑکتے گا۔“

”اس نے میری مرضی کے مطابق دونوں ہاتھ اٹھا کر تمام فوٹو گراؤں سے لگا۔ پھر لہجہ کی تصویریں ادا کرنے والی حوا میں حضرت تیار ہے۔ تصویر میں سے گی۔ کسی بھی کو ساتھ کے پوز ہونا چاہتا ہوں۔“
”وہ بڑی شان سے چلتا ہوا ٹونی بیکر کے پاس آ رہا۔ وہ پریشان ہو کر کھڑا ہو گیا۔ بائیں نے لگا۔ آؤ ہم تصویر بنائیں۔“

”ٹونی نے ذرا پیچھے ہٹ کر کہا۔ نہیں، مجھے تصویر اتروانے کے دلچسپی نہیں ہے۔“

”نہیں نے بائیں سے لگا۔ اسے باتوں میں الجھاؤ۔“
”بائیں نے لگا۔ جیسی تم تو لڑکیوں کی طرح شرما رہے ہو اگر تم معزز شہری ہو تو مجھ جیسے جاسوس کے ساتھ تصویر اتروانے میں فخر محسوس کر لیا جائے۔“

”پھر اس نے فوٹو گراؤں سے لگا۔ اجہراؤ۔ ذرا ان کے شرمانے اور کتر لے کی تصویریں ادا کرو۔“

”میں نے لگا۔ بائیں نے اس کا اصل نام ٹونی بیکر ہے۔ یہ جعلی نا اورد پاسپورٹ کے ذریعے سفر کر رہا ہے۔ ایک آپ میں ہے۔ اب تم اپنا کام دکھاؤ۔“

”فوٹو گراؤں کی تصویریں ادا کر رہے تھے مشکل پاؤں نے لگا۔ اب ذرا صبر، ان صاحب کا میک اپ ادا کرنے کے بعد تصویریں اٹاری جائیں گی۔“

”ٹونی بیکر ایک دم سے اچھل کر پیچھے ہٹ گیا۔ پھر دیوالور نکالنے ہوئے ٹونلا۔ خبردار کوئی اپنی جگہ سے ہلے گا تو کوئی مار دوں گا۔ اور تم... تم جاسوس شغل پاؤں سے نہیں نے سنا تھا۔ تم جیسے خطرناک ہو۔ آج

آنکھوں سے دیکھ لیا۔ نہیں تمہیں ذمہ نہیں چھوڑوں گا۔ بلا سے نہیں گرفتار ہوجاؤں اور موت کی سزا پاؤں۔ تمہیں مار ڈالنے کے بعد میرے دوسرے مجرم ساتھی محفوظ رہیں گے۔“

”اس نے ٹونلا بڑا باجیا مار دیا۔ اس کا بائیں نے لٹا نہ سمجھ لیا۔ اس نے ہاتھ پر ٹھوکر ماری۔ دیوالور ہاتھ سے نکل کر دوڑ گیا۔ وہ دیوالور کی طرف دھاوا بڑھتا تھا۔ مشکل پاؤں اس کا موقع نہیں دے سکا تھا۔ بری طرح پٹائی کر رہا تھا۔ پھر پورٹ کی سیکیورٹی فورس نے انھیں گھر لیا۔ کیونکہ فورس کے افسر نے پوچھا۔ یہ کیوں ہے کہ یہ مسافر مجرم ہے؟
بائیں نے لگا۔ ”آپ کو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑے گی۔ صرف اس کے چہرے پر ویشنگٹن کریم لگا دیجیے۔ اس کا اصل چہرہ سامنے آجائے گا۔“

”مشکل پاؤں کے شر سے پر عمل کر گیا۔ ویشنگٹن کریم سنگوٹانی گئی۔ اس کے چہرے پر لگائی گئی پھر ٹونلا سے پوچھا کیا افسر نے بتائی ہے۔ لگا۔ اس نے پوچھا۔ زمانہ اسمگلر اور تارک ٹونی بیکر ہے۔“
”مشکل پاؤں نے اور ٹونی بیکر کی تصویریں بنا لیں۔ بائیں نے لگا۔ ٹونی بیکر! ایک جاسوس کی بھینسی ہے کہ اس کی تصویریں ہمیشہ بدعاشوں کے ساتھ ادا رہی ہیں۔ مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی شریف آدمی کے ساتھ میری تصویر ادا کی گئی ہو۔“

”ذرا سی درمیان ایئر پورٹ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاسوس کے کارنامے کی دھوم مچی تھی۔ ہر ایک کی زبان پر مشکل پاؤں کے کارنامہ اور بائیں کے گردن اور ٹونی جی تارک لٹائیاں گروہ نظر آتی تھیں۔ اس نے باقاعدہ جاسوس نظر آنے کے لیے پھر بائیں سدا کیا تھا اور اس طرح بھکا بھکا مچھوٹا چہرہ دکھا رہا تھا۔ جیسے یہ کوئی علامت ہو کہ وہ مجرموں کو پھنسا رہا ہے اور دھوکے میں کو بیڑا جا رہا ہے۔“

”کوئی ایک گھنٹے بعد وہ اسی طیارے میں سفر کر رہا تھا، جس میں غلام باقی موجود تھا۔ نہیں نے ان دونوں کو ڈانٹ کی کثرت ایک ساتھ بھیجا۔ پہلے مشکل پاؤں نے ٹونلا ٹیٹ میں گیا۔ وہاں مورنیا کی تصویریں کاغذ جھڑ کر گیا۔ اس کے بعد غلام باقی گیا اور وہ لٹائیاں کے کتبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ لٹائیاں میں رکھنا چاہتا تھا۔ نہیں نے لگا۔ دیوالور کی اداکاری اسی لمحے سے شروع کرو۔ مورنیا کی تصویریں دیکھو اور دائیں پھرو۔“

”وہ چھپ کر دیوالور میرے آقا میرے ساتھ دیوالور علی گئی تھی۔ لندن سے ایک عورت میاں آئی ہے۔ نہ جانے کون ہے۔ مجھے بار بار دیکھنی ہے۔ مجھے اس کی موجودگی میں مورنیا کی تصویر دیکھ کر تارک نہیں بھرتے ہوئے شر آئے گی۔“

”تمہاری زندگی میں ایسے کیسے مرتے آئیں گے جب تمہیں بے شرم بننا پڑے گا۔ نہیں بونے کو کا۔ بگڑ جائے گا اگر تم کام لگاؤ نا چاہتے

سر پرک دوں تو زمین میں جھنس جائے گا۔

”اے بڑے بھائی! میں شریف جاسوس ہوں۔ تجھارے جیسے دلوں سے ملہ بیٹ نہیں کروں گا۔ تجھیں دیکھ کر یقین ہو گیا کہ پیرا ستر کی کھوپڑی میں مغز نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو وہ میرے پاس صاع صفائی والے آؤ کی طرح جیبت جاؤ بھولتا کرو۔ یہ لڑکت خائن نہ کرو۔“

ہرلم گنگولی نے اس کے جیروں کو ایک ہاتھ کے شکنجے میں لیا پھر اسے اُپر اٹھا لیا۔ وہ گھبر کر بولا۔ ”اے... رے... تو تمہارا ہو گیا۔ کبھی میری ماں نے بھی ایک ہاتھ سے نہیں اٹھا لیا تھا۔ دیکھو اوپر سے جھوڑ دینا، میں کروڑوں کی آڑی ہوں۔“

پھر اس نے سوت کے ذریعے لچھے مخاطب کیا۔ ”فرار صاحب! بھولکون کے لیے اس دلوں سے پائے۔ یہ میرا کچھ نکال دے گا۔“

”میں نے آج تک نہیں دیکھا آؤ کی کچھ کر کے پڑا ہے۔ نکلنے دو۔“

”اے جناب! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟“

”جاسوس کو کبھی مانگی کھانا پڑتا ہے۔ جنت ملی توجہ نہ کھاؤ گے۔“

پچھے اور صیحت جاسوس ہینے جاؤ گے۔

ہرلم گنگولی نے اسے سر سے لہر لہر کر پھر ایک عرف چھپک دیا۔ وہ

تالین پر گر کر کہنے لگا۔ ”ہائے میں گریگا۔ ہائے میری کمر۔“

”میں نے پوچھا پڑا ہے! وہ ادھار کہاں ہے جو ایسے موقعوں کے لیے

ہوتی ہے؟“

وہ تکلف سے کہتے ہوئے بولا۔ ”میری سبب میں ہے۔“

”اے دروازے کی طرف پھینک دو! اور ہرلم گنگولی سے درست کراؤ۔“

اس نے ہرلم کی نظر پر کھڑک دیا۔ ”میں ایک شرط پر ہوتی

کر سکتا ہوں۔“

”میں ناکام واپس نہیں ہاؤں گا۔ تجھ سے ہر شرط پر دوستی کروں گا۔“

”ذرا ذیل بجا کرو تو کو لاؤ۔“

اس نے بن جانی، پھر لہجہ کی شرط پوری ہوئی؟

”اے... اب جمانے کی بھی کوئی شرط ہوتی ہے۔ تم نے میرا جھوٹ

لا دیا ہے۔ دوستی شرط پر ہوگی اگر تم میرے بدن کی مائل کرو۔“

وہ خرا کر بولا۔ ”تو مجھے مائل کرنے کو کہہ رہا ہے... اے لڑکے، پچھتے

میں پیرا ستر کا دایاں ہاتھ ہوں۔“

”تو بائیں ہاتھ سے مائل کرو۔ جب تک میں اٹھ کر بیٹھنے کے قابل

نہیں ہوں گا تو دوستی نہیں ہوگی۔“

ہرلم نے سختی ہوئی نظر دے دیکھا۔ اس کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر کا زانو کھدہ تھا،

دوستی لازمی ہے۔ یہ شخص شین تک پہنچے گا۔ دوستی ہوگی تو شین پیرا ستر

کا نام پڑھ لیا۔ یہ وہی بیٹا تھا کہ غلط کرنے لگا۔

مورینا کے بیان کے مطابق ہرلم گنگولی پیرا ستر کا قابل اعتماد تھا۔
تھا۔ کیرنا ستر رہی تھی۔ ”اگر میں ہرلم سے دوستی کر لوں تو اس ہمارے
ساتھ میری ماں روشن ہو جائیں گی۔ پھر میں اس کے ذریعے پیرا ستر کی
اہم باتیں آئرن ہارڈ کی تک پہنچاؤں تو وہ مجھے اور مالدار کا ترسہ ہو گا۔“

اس نے بول میں بیٹا کر آئرن ہارڈ کو کھول دیا۔ اسے تمام باتیں
بتانے کے بعد پوچھا۔ ”کیا میں ہرلم گنگولی سے دوستی کر لوں؟“
”اگر تم اس سے دوستی کرے گی تو کامیاب ہو جاؤ تو تمہیں نہ مانگا
انعام دوں گا۔“

”جاسوس کا کیا ہو گا؟“

”اے میرے آؤ مجھ کو لے آؤں گے۔“

ایسے ہی وقت دھماکتا کی دیا تھا۔ آئرن ہارڈی نے پوچھا۔ یہ آؤز

کیسے ہے؟“

لیڈی کرنا برا لائی سے انھیں جانا پھاڑ کر دیکھ رہی تھی کہنے لگی۔

”آئرن مجھے آکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آ رہا ہے۔ اس جاسوس نے

ہمارے ہرلم گنگولی کو اٹھا کر گراؤ پڑھو رہا ہے۔“

آئرن ہارڈی نے کہا۔ ”اس کا مطلب ہے جاسوس جسمانی طور پر

ہاری ہو کر آؤی ہے۔“

کرنا نے کہا۔ ”کیا کیا ہے۔ جاسوس نکل پائے جسمانی طور پر

قد مٹاؤ اور پھنڈا ہے۔ وہ تجھ سے اور ہرلم کے سامنے جیتے ہوئے ہے۔ میری

سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ اس نے اس طرح ہرلم کو اُپر سے نیچے پھینک دیا۔“

”یاد رکھو! میرا مذکورہ ہرلم کے پاس جاؤ۔“

”اے پلیس سے جا رہی ہے۔“

”کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ پیرا ستر کا آؤی ہے۔ پولیس اسٹیشن پہنچنے

سے پہلے ہی پھوٹ جائے گا اس کا بیچا کر۔“

اس نے لاپرواہی سے کہا۔ ”لیڈی کرنا بھی لیسور رکھ کر جانا چاہتی تھی

مگر مڑنے کے بعد اس کے کھانہ دیکھتے ہی چونک گئی۔ جلدی سے لیسور

اٹھایا۔ پھر غریبوں کے لیے جنڈوں کے لہذا آئرن ہارڈ کی آواز سنائی دی

کرنا نے کہا۔ ”میں بول رہی ہوں۔“

”خفے سے پوچھا۔ ”کیا آؤج میں بولنے کا مرض ہو گیا ہے؟“

”ایک بہت اہم اطلاع ہے۔ میں غلام بانی کو دیکھ رہی ہوں۔ وہ

بول میں داخل ہو کر کاؤٹر کی طرف جا رہا ہے۔“

”میں غلام بانی ادھیان؟ تم تو قیدی دیکھ کے لیے رنگ جاؤ۔ معلوم کرو

یہاں کیا کرنا چاہ رہا ہے؟“

یاد تھا کہ وہ کس انداز میں حملہ کرے گا۔ اور میں حملہ کرتے ہی پانڈے
ہاتھا۔ اس نے منہ پر ایک ٹھوکر لاری۔ ہرلم گنگولی تو بین کے اس
ٹھوکر سے ہلکا سا گھبراہٹا ہوا وہ فرش پر پڑے اٹھا۔ اسے پٹے
ہوڑا۔ اسے جیروں میں آ کر دوڑا جلا گیا۔ وہ ہاتھ میں آ رہا تھا۔ اسے
سے اُپر کرنا تھا۔ پھر وہ اُسے دوڑاتا ہوا پھاڑا گیا۔

باہر باکوئی تھی۔ نیچے بڑا سا ڈینک ہال تھا۔ پانڈے نے باکوئی
بک کے پاس آ کر ہرلم کے منہ پر ٹھوکر مارا۔ پھر وہ جسے باہر نکال دیا۔
نے پچھلے پور کٹر کی طرح کر جتا ہوا جھانگ لگائے کے انداز میں
پڑا گیا۔ وہ بیٹھ گیا۔ ہرلم ریٹنگ سے محو کر اُڑھا اُڑھا اُڑھا
پانڈے نے اس کی دوڑوں مانگیں اٹھا کر دوسری طرف اٹھا دیا۔

نیچے دوڑنا بھی ہوئی۔ لیڈی کرنا کیسے تعجب کے سلسلے
ہانا ہو رہا تھا۔ وہ اُسے آ کر مزید پر ایک دھماکے سے گرا۔ اس کے
سے کا پچھلے برتن، جب آگ لگا اس پور پور ہوئے۔ مین کے کھوٹے
نے۔ وہ اندر فرش کی طرف گیا جو میں پیچ مار کر جھانگ لگیں۔ دوسرے
بھی حواس باختہ تھے۔ دھانے کا کٹنے کے گلاس اور برتن ٹوٹ کر
لکے جسم پر پڑتے ہوئے تھے۔ وہ سر سے پاؤں تک لہو میں جھیک
اٹھا۔ اس کے باوجود جیروں میں بیٹھ گیا تھا۔ میں نے اس کی سختی میں کہا۔

”یہ یہاں آئے۔ سے پہلے اپنے ساتھ بھی دیکھ لیتا چاہیے تھے۔ اب
زنت اس میں سے کہیں لے کر ہوش ہو جاؤں۔“

”نہیں۔“ وہ دھنسنے کی طرح غرتا ہوا اُٹھنے لگا۔ لوگ سب کو
بٹھ گئے، بہت سے لوگ اُپر دیکھ رہے تھے۔ وہ باکوئی کی ریٹنگ کے
اس دوڑوں کا کھدہ کر کے کھڑا تھا۔ کھدہ رہا تھا۔ ”میں ہوں انٹرنیشنل
جاسوس نکل پانڈے! میں یہاں کی انٹیلی کوڈنگ دیتا ہوں۔ آئندہ یہ
مخلص یہاں نظر آؤ تو میں اس کے ساتھ ہو کر لوگوں کا بھی ملید بگاڑوں گا۔“

یہ وارننگ دے کر وہ باکوئی سے جلا گیا۔ ہرلم گنگولی تیزی سے
اُٹھ کر زمین کی طرف جا رہا تھا۔ بول کے تمام لازم اسے کھینچنے اور منہ
کرنے لگے۔ لیکن وہ اُپر پانڈے کی طرف جا رہا تھا۔ تمام لازم بولنے
اسے باؤں طرف سے چھو دیا۔ وہ کسی کے پس کا نہیں تھا۔ ایک ایک کو اٹھا
کر پھینک رہا تھا۔ اتنے میں پولیس آگئی۔ وہ پولیس کے قابو میں بھی نہ آ سکیں

اسے کئی دلوں کی زد میں رکھ لیا گیا تھا۔

لیڈی کرنا بھی اسی بول میں تھی۔ اس نے نکل پانڈے سے نصحت
ہونے کے بعد ہرلم گنگولی کو اس کمرے میں جاتے دیکھا تھا۔ جیروں نے
توڑی جل کے دوران آئرن ہارڈی کو لایا پوری ہڑت سائی تھی۔ اس نے

ہرلم گنگولی کا بھی ذکر کیا تھا۔ ادھیان عینیت ناک علیہ بیان کیا تھا، ویسے
خفے کے آؤ کی بول میں دیکھ کر لیڈی کرنا ٹھٹھکی گئی تھی۔ کاؤٹر پر
جاسوس سے ملاقات کرنے والوں کا نام اور نہ لکھا جاتا تھا۔ یہ ہدایت
مکمل پانڈے نے دے رکھی تھی۔ ہر حال کرنا نے کاؤٹر پر آ کر ہرلم گنگولی

پانڈے سے اُٹھ کر بولا۔ ”پانڈے نے کہا۔ میں نہیں پڑوں گا۔“

”بھروسہ نہیں ہوگی۔“

میں نے کہا: "باقی شیخ کا ایک ہر وہ تھا جسے قریب ہے تم اس سے انجان رہو، مگر احوال کرنے والے کو پہنچ کر دو۔"

غلام باقی نے کاؤنٹر گارڈ سے تصویر لیتے ہوئے کہا: "تم نے شاید اخباروں اور رسالوں میں پڑھا ہوگا کہ موریتا ایک نیچر کی دیوانی ہو گئی ہے وہ نیچر میں ہوں۔"

"اچھا، "لو کہ تم جرات سے کہا۔"

"ہاں، میں اسے پیرس کے گیا تھا۔ ایک شیطان احوال کر کے پھر یہاں لے آیا ہے۔ میں اس کی تلاش میں آیا ہوں، اس شیطان کو زندہ نہیں چھوڑنا گا اپنی موریتا کو دوسرے کے گرد ہوں گا۔ وہ میری ہے، میری رہے گی۔"

اس نے جب سے سوڈا لڑکا ایک نوٹ نکال کر کاؤنٹر گارڈ کے ہاتھ میں رکھتے ہوئے کہا: "میں ہول انٹرکام کے روم نمبر دو سو تین میں ایک ہفتے تک رہوں گا اگر تمہیں موریتا کا پتہ تو ملے تو میں فریڈرک اطلاع دینا۔ میں سوڈا لڑکوں کا گانا"

یہ کہ وہ چلا گیا کہ پتہ چھپ چکا کاؤنٹر گارڈ نے ریسورٹاٹھا کر رابطہ قائم ہونے کے بعد کہا: "غلام باقی ایک دیوانے کی طرح موریتا کو تلاش کر رہا ہے اور جیچہ کر رہا ہے کہ احوال کرنے والے کو زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

"مگر براہ؟"

"کیا تم اس نیچر کی آمد سے پریشان ہو؟"

"میں ایسے دس غلام باقی کو پھونک رہا ہوں کہ ایک اس کے پیچھے فرما دیں گی، جتنی جلتے والی پوری تیس ہے۔ میں جان دے دوں گا لیکن موریتا کو نہیں جانے دوں گا۔ میرے سر پر خطرہ منڈلا رہا ہے۔"

"ہول انٹرکام کے روم نمبر دو سو تین میں اس کا قیام ہے۔"

"آج ہول میں اس کا آخری دن ہوگا تم بہرہ منی کی کی ضرور۔"

ان کے درمیان رابطہ ختم ہو گیا۔ میں نے غلام باقی سے کہا: "تھانے لیے ترکان پر چڑھ گیا ہے کسی بھی انداز سے آ سکتا ہے۔ چوٹی پہنچ کر وہاں کے کسی بھی ملازم سے بات کرو۔ میں اس کے درمیان پہنچاؤں گا۔"

مگر بچوں کا گانا تو کہیں تھا جسے کھانے پینے کی چیز میں زہر نہ ملائے۔"

غلام باقی کو مارنے کے لیے جتنے پوشیدہ ذرائع استعمال کیے جاسکتے تھے، میں ان سب پر نظر رکھنے لگا۔ اگر آئرن ہارڈی باس کے آؤٹسٹر سامنے آکر جھک کر تے تو غلام باقی ان کے قابو میں نہ آتا۔ ایک گھنٹے بعد میرا مشہور دست نکل۔ غلام نے چلنے کا آؤٹسٹر لپکھن کے پناہ گزین نے قہر خود تیار کیا، اس میں ایک زہر ملا سفوف مل کیا۔ پھر ایک بیکر کو چائے کی ٹرے دینا چاہتا تھا، میں نے ایسا کرنے میں نہیں دیا۔ اس پناہ گزین کو روک چائے پینے پر مجبور کیا۔ پھر وہی درجہ اس کی موت کی خبر مجھ سے باہر نکل۔ انتظامیہ اس بات کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہاں قیام کرنے والوں کو معلوم ہوا کہ اسے جسے اور ممبر ہول کے کچن میں

زہر ملی چائے تھی تو لوگ وہاں کا پانی بھی نہ پیتے، بلکہ پوٹل چھوڑ دیتے۔ میں نے اپنی خفیہ رفاہی گاہ کے فون کا ریسورٹاٹھا۔ آئرن ہارڈی سے رابطہ قائم کیا۔ پھر اس کی آواز سننے میں کہا: "تم روم میں آئے نہیں دو گے اس لیے فون کو زبردستی لیا ہے۔"

"کون غلام کی تصویر؟"

"ہاں، میں تھکے ہوئے حرا کے قریب تھوں۔ اسی لیے کچن کے انچارج نے میرے آؤٹ کے جتنے کا زہر ملی لیا ہے۔"

اُسے چپ لگ گئی۔ میں نے کہا: "میری پہلی اور آخری وارننگ ہے تمہارا کوئی آؤٹ غلام باقی کے قریب نہ جائے۔ واضح مندی یہی ہے کہ موریتا کو آؤٹ کرو۔ میں توکل کر سامنے آ گیا ہوں۔ دوستی اور شہنائی کی بجائے کسی طرح سرنگب بنا رہی ہے، یہ معلوم ہوگا تو اس وقت تک تمہارے ہوش اڑ چکے ہوں گے۔"

کہتے ہی میں نے ریسورٹ کھو دیا۔ اس کے پوٹل اڑانے کے لیے اتنا ہی کہہ دیا تھا۔ غلام باقی نے وہ پوٹل چھوڑ دیا۔ تاکہ اس پناہ گاہ کیسے سے جلد نہ ہو سکے۔ میں نے اسے خفیہ رفاہی گاہ کا پتہ بتا کر کہا: "پوسٹے شرمیں بیٹھے پھر وجہ یقین ہو جائے کہ تعاقب نہیں ہو رہا ہے تو میرے پاس چلے آنا۔"

میں رفاہی طور پر حاضر ہوا۔ اسی وقت پرانی سڑک کی لہر عمر ہوئی۔ موریتا کی آواز آئی۔ "سائنس دروگن میں ہوں۔"

"واپس جاؤ۔ میں آ رہا ہوں۔"

میں نے سائنس روک لی تھی تو قیام نہیں تھا کہ آئرن ہارڈی رابطہ ختم ہونے کے بعد موریتا کو میرے پاس بھیجے گا۔ میں نے خیال خزانہ کی پڑاؤ کی موریتا کے روم میں جگہ مل گئی۔ وہ انتظار کر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بدستور بند تھیں اور کان ہرے ہو گئے تھے۔ میں نے کہا: "تم اس حالت میں مجھے آئرن ہارڈی تک پہنچنے نہیں دو گی اور وہ تمہیں میرے روم میں بھیجے گا۔"

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میں یہ کہنے آئی تھی کہ آئرن ہارڈی مجھے تمہارے حوالے کرنے کے متعلق سنجیدگی سے غور کر رہا ہے۔"

"مجھے یقین نہیں آ رہا ہے۔"

"میں یقین دلاتی ہوں وہ دروگن کی حملت چاہتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے اسے دروگن کے اندر شہین تک پہنچ جانے کا یقین ہے۔"

"تم کہاں کی بات کہنا لے جلتے ہو۔"

"بات کو جہاں پہنچنا تھا، وہاں پہنچ گئی۔ اس اطلاع کا شکریہ میرے روم میں دانا۔ جگہ نہیں ملے گی۔"

میں واپس آ گیا۔ موریتا میری بات آئرن ہارڈی کو پہنچا رہی ہوگی۔ وہ آؤٹ لڑکوں کو کھلائے گا کہ مجھ سے اس کے شہین تک پہنچے گا۔ علم ہو رہا ہے۔

یہی موقعوں پر برسے بڑے عزم کوئی غلطی کر بیٹھے ہیں۔ میں نے تنازعے کے روم پر دستک دی۔ اس نے پوچھا: "کون فریڈرک؟"

"رومیں آ رہی ہوں۔"

میں واپس آ گیا۔ یہ جان تھا کہ وہ مجھے اپنے روم میں منتہرے نہیں سے گی۔ نہ جانے ہن کے لیے کیا کر رہی تھی۔ مجھ سے پوچھا: "یہی؟"

"میرے پاس آکر بولی۔ کیسے یاد کیا؟"

"میں ابھی موریتا سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ میرے چارے اپنے عاشق آئرن ہارڈی کے لیے پریشان ہے۔ جا کر بن کو تسلیاں دو۔ میں بھی تمہیں یاد دہرا رہا تھا۔ میں نہیں رہنے دوں گا۔ اب جاؤ۔"

"فریڈرک۔"

"ایک تم مجھے اپنے پاس منتہرے رہتی ہو؟"

میں نے سائنس روک لی۔ وہ باہر ہو گئی۔ پھر مجھ کو آؤٹ لپکھن میں تم سے کھولوں گی۔ بتاؤ ابھی کہاں ہو، میں اس کے چھوڑا کر دوں گی۔"

"میرا موجودہ پتہ نہ پوچھو۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں، آئرن ہارڈی مجھ تک پہنچنے کے لیے کون سے راستے اختیار کرتا ہے، تم اس کے لیے راستہ نہ بنو۔"

میں نے اسے روم سے نکال دیا۔ ابھی اس کی ہون کی پریشانی کا ذکر کیا تھا۔ وہ اس کے پاس جاسکتی تھی۔ میں نے چند لمحوں تک انتظار کیا۔ پھر موریتا کے روم میں پہنچ گیا۔ اس نے سائنس نہیں روک لی تھی۔ مجھے محسوس کیا روم کا دروازہ کھلے کھلا ہوا تھا۔ کیونکہ تنازعہ وہاں موجود تھی اور پوٹل چھوڑ رہی تھی۔ "موریتا کیا تم پریشان ہو؟"

موریتا کی آنکھیں اسی طرح بند تھیں، کان ہرے تھے۔ وہ ہن کو بھی یہ جاننے کا موقع نہیں دیتی تھی کہ آئرن ہارڈی کے کس خفیہ آؤٹے میں رہتی ہے۔ اس نے تنازعہ سے پوچھا: "تمہیں یہ خیال کیسے پیدا ہوا کہ میں پریشان ہو سکتی ہوں؟ کیا فرماتے تم سے کہا ہے؟"

"تنازعہ پھٹنے سے بولی۔ فریڈرک میری گردن کو بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مشورے کے مطابق شروع سے گمان زندگی کو گوارا ہی ہوں۔"

"مجھے خوشی ہے۔ تم میرے مشوروں پر عمل کرتے ہوئے خطرناک لوگوں سے بہت دور اطمینان بخش زندگی کو گوارا ہی ہو۔"

"لیکن اب تمہاری خاطر مجھے منظر عام پر آنا ہوگا۔"

"میری خاطر کون؟"

"میں تم سے چھوٹی ہوں، مگر تان میں نہیں ہوں۔ جب تمہارے پاس آتی ہوں، تمہاری آنکھیں بند ہو جاتی ہیں، کان ہرے ہو جاتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟"

"میں تمہیں بتا چکی ہوں، اپنی مخالفت کے لیے ایسا کر رہی ہوں۔"

"تم مجھے ہلا رہی ہو۔ میں یقین سے کہتی ہوں، تم پر کسی نے سحر کیا ہے۔ یا تو مجھے عمل کے زیر اثر ہے اختیار اندھی اور میری ہوجاتی ہو۔"

"تم کبھی بدلیہ بات کہہ چکی ہو۔ آج میں نے آئرن ہارڈی سے تمہارا تنازعہ انجان بن کر پوچھا۔ یہ آئرن ہارڈی کون ہے؟"

"تمہارے بہنوئی ہیں۔"

"کیا شادی ہو چکی ہے؟"

"ابھی نہیں ہو چکا ہے۔"

"جب تک نہ ہوگی کو میرا بہنوئی نہ کرو۔ مجھے شرم آتی ہے۔ میں نے اخبارات میں ایک نیچر کے ساتھ اسکینڈل پڑھا ہے۔ موریتا، تم ایسی بدنام زندگی کیوں گزار رہی ہو؟"

"میں نے نیچر کے ساتھ جذباتی غلطی کی تھی مگر آئرن ہارڈی کے ساتھ دلی رشتہ ہے۔ ہم جلد ہی شادی کرنے والے ہیں۔"

"وہ کبھی شادی نہیں کرے گا کہ اسے کبھی محض تمہاری ٹیلی جی سے فائدہ اٹھائے گا۔ جس دن شہین حاصل ہوگی، وہ تمہاری خیال خزانہ کی صلاحیتیں اپنے روم میں منتقل کرے گا۔ پھر تمہیں دروہ کی کبھی کی طرح نکال دیکھے گا۔"

"چپ ہو جاؤ۔ تنازعہ میں آئرن ہارڈی کے خلاف ایک لفظ نہ سنا پسند نہیں کرتی۔ تم نہیں جانتیں، وہ کتنا شرمندہ اور سخت ہے۔ فریڈرک کو ایک جی میں مسل سکتا ہے۔ تمہیں بھی آئرن ہارڈی کی بناہ میں رہنا چاہیے۔ جب وہ ٹیلی جی سے کھیلنے کا تو تم قیام خیال خزانہ کرنے والے فرماؤ گے خیال خزانہ کرنے والوں کے مقابلہ پر آئیں گے۔ اس کی ختم ہونے والی شہرت کو فنا کر دیں گے۔"

"تنازعہ کہاں ہے تمہاری ہون ہوں تمہارا ساتھ ضرور دوں گی۔ بتاؤ ہماری ملاقات کب اور کہاں ہو سکتی ہے؟"

"تم کسی وقت بھی مجھے مل پڑو۔ اپنے روم کو میرے لیے آزاد چھوڑ دو۔ میں تمہیں اپنے پاس لے آؤں گی۔"

"نہیں موریتا! میں جب تک آئرن ہارڈی کے متعلق خود چھان بین نہیں کروں گی اس وقت تک تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔ آؤں گی تو اجنبی لوگوں کے درمیان اٹھ کر رہ جاؤں گی۔"

"میں تمہاری ہون ہوں۔ اجنبی نہیں ہوں۔"

"تم خود اپنے لیے بیگانہ ہو۔ تمہیں پتا نہیں ہے کہ کسی نے تم پر توہمی عمل کے ذریعے مکمل قبضہ جما لیا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو اپنی آنکھیں کھولو۔ اپنے کانوں کو سناؤ۔ بتاؤ مجھے۔ اپنے آپ کو اس کی آواز سننے دو۔ اگر تم غور نہ نہیں ہو تو اپنے روم کو میرے لیے آزاد کرو۔ جہاں ہوگا سے نکل پڑو۔ میں تمہیں اپنے پاس لے آؤں گی۔"

"تنازعہ تم پر میرے زیادہ ہلا کی کہ بائیں کر رہی ہو۔"

"موریتا، تم نہیں، آئرن ہارڈی کی زبان بول رہی ہے۔ اگر تم ہوش میں ہو تو میری ہلا کی پڑو۔ فریڈرک تم سے۔"

"میری ہون، مجھ سے بحث نہ کرو۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"میں ہی دیکھنے آئی ہوں تم پریشان کیوں ہو؟"
 "فرار میرا حال کر رہا ہے۔ وہ اپنی پوری ٹیم کے ساتھ میرے پیچھے
 چل گیا ہے۔ اگر میں اپنی خفیہ پناہ گاہ سے نکل کر تمہارے پاس آئے کئے لیے
 دماغ کو آزاد چھوڑ دوں گی تو وہ میرے دماغ پر قبضہ جاکر مجھے قیدی بنا
 لے گا۔"

"تمنا تھوڑی دیر تک سوچ رہی۔ پھر لو کہ فرار سے بچ کر میرے
 پاس آنے کا ایک راستہ ہے۔"
 "یہ راستہ ہر پہلو سے محفوظ ہوگا تو ضرور آؤں گی۔"

"میں آج رات تم پر تیزی عمل کروں گی۔ تمہارے دماغ میں نقش
 کردوں گی کہ صرف میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گی۔ باقی دوسری
 سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لوں گی۔"
 "موت دینا ہے؟ اس کا مطلب ہے تم تب جا چکی ہو، میرے بغیر؟"
 "پھر جی رہی اور مجھے پتا نہیں چلے گا۔"
 "تو کیا ہوا۔ میں تمہاری بہن ہوں۔"

"نہیں، آئرن ہارڈ کی صورت میں ہے۔"
 "پھر مان لو کہ اس نے تمہیں محزونہ کر رکھا ہے۔ تم بہن سے لڑنا یا
 اسے اجابت دیتی ہو۔"

"میں محزونہ نہیں، محبت زندہ ہوں۔ اسے دلواری کی حد تک
 چاہتی ہوں۔ ایسا کوئی راستہ اختیار نہیں کروں گی، جس سے اسے
 نقصان پہنچے۔"

"ہمارے درمیان یونسی بحث جاری ہے۔ میں جا رہی ہوں،
 میری طرف سے آئرن ہارڈ کی کوئی آگاہ نہیں میرے پاس آہٹانے کو وہ
 تمہیں کیسے باندھ سکے گا کیا وہ چھوٹی نہیں میرے پاس نہیں لڑنے دے
 گا میں یقین سے کہتی ہوں تم آئرن ہارڈ کی کوئی بھی کھائے خود ہی میرے
 پاس روڑی آؤ گی۔"

"تم جی جی ہو اور دشمن بچوں کا کھیل نہیں ہے تباہ۔"
 "اچھا بات ہے، بہت جلد معلوم ہوگا میرے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ میں جا
 رہی ہوں۔ سو فارا ہو یا نہیں۔"

"تمنا کے ساتھ میں بھی اس کے دماغ سے نکل آیا مجھے اس کی باتیں
 سن کر بہت غصہ ہو رہی تھی اگرچہ اس نے دشمن کے سلسلے میں مجھے دھوکا
 دیا تھا تاہم وہ بہن پر بھی ہراسنا نہیں کر رہی تھی آئرن ہارڈ کی فریب
 میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ مورتا کو اپنے پاس آنے کے لیے کہہ رہی تھی اور یہی
 میں چاہتا تھا اسے آئرن ہارڈ کی کسی غلطی سے لگانا ضروری تھا دلیے
 اس آؤسے تک پہنچنے کے لیے نکل پائے کا راستہ ہمارا ہوا تھا۔
 میں ہرگز نکلنے کے پاس آگیا۔ دو لاکے دو تین قطرے جو جس گھنٹے
 تک اثر دھکتے تھے۔ ہرگز غیر معمولی قوت پر مہارت رکھتا تھا اس لیے
 میں نے اس کی بولی میں بچہ قطرے چکانے تھے۔ دماغ اس نے دوا لکھے

زہریلی شدت کو برداشت کر لیا۔ آب دماغی طور پر نازل تھا صرف وہ غیر
 معمولی طور پر حساس نہیں تھا اور مجھے محسوس نہیں کر رہا تھا۔

اس کے دماغ نے بتایا وہ پولیس والوں کے ساتھ بھولے سے چلا آیا
 تھا اگر وہ اپنا خفیہ شناختی کارڈ دکھاتا تو پولیس والے اس سے دوسرے
 کر سلام کرتے۔ لیکن وہ گہری سنجیدگی سے سوچ میں ڈوب گیا تھا ایک چھوٹے
 ڈھکڑا، جھڈا آؤسے مارتا ہوا اور اس کے خطرناک حملوں سے بچتا رہا۔
 یہ نامکمل سی بات ہے۔ یقینی طور پر شہر ہوا تھا کہ اس جاسوس کے پیچھے
 ٹیلی فون کا کام کرتی رہی تھی۔

"میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ میں غلطی ہی بات سوچ رہا ہوں۔
 صرف میرے جیسے لمبے سر کے لوگ شہر میں نہیں ہوتے۔ چھوٹے قد کے
 لوگ بھی حیرت انگیز جہان تو فوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ منگل پانڈے
 نے مجھے بھولے میں کیا ہے۔ البتہ لڑنے سے پہلے ذرا چلائی دکھائی ہے۔
 بوک میں کوئی ایسی چیز لاکر بھی پائی ہے جس کے بعد میں باقاعدہ لڑنے کے
 قابل نہیں رہا۔ مجھے خواہ مخواہ آزار دیا۔"

"وہ قاتل ہو کر سوچنے لگا۔ ہاں اب یاد آ رہا ہے۔ وہ مجھ پر حملہ کرتا تھا،
 غصہ زیادہ دلاتا تھا کیا ہراس نے منہ پر ٹکڑی لاری۔ دوسری بار میرے منہ پر
 ٹھوک دیا۔ اہہ میں کیا کروں اب مجھے غصے سے لڑنا پڑا ہوں۔ میں اسے نہ دھکیں
 چھوڑ دوں گا۔"

"میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ میں ہی غصہ مجھے دوا۔ آئرن ہارڈ
 وقت قتل کے کام یوں نہیں لیتا۔ قہر غضب میں نہ اٹھائیں۔ بچتا ہوں۔ بعد
 میں اپنی فرزندگی چھپانے کے لیے سوچتا ہوں۔ مجھے کسی انسان نے نہیں پہچانی
 نے شکست دی ہے۔"

"میں نے رفتار رفتہ اس کے دماغ سے بات نکال دی اور منگل پانڈے
 کے پیچھے ٹیلی فون کا کام کر رہی ہے۔ وہ پولیس اسٹیشن پہنچ کر ایک جگہ سر جھکا
 ہوئے بیٹھا تھا۔ ایک پولیس افسر نے اسے مخاطب کیا۔ تم کسی ایڈری کرینا کو
 جانتے ہو؟"

"وہ غرا کر بولا۔ میں کسی حالت سے دوسری نہیں کرتا۔"

"اچھا اس ایڈری کا فون کیا ہے۔ وہ تمہاری ضمانت کے لیے آ رہی ہے۔"
 ہرگز نکلنے سے سوچا۔ لیکن پوچھنے سے کیا میرا سر جھکا رہا ہے کہ میں
 اپنا اسٹیشن شناختی کارڈ دکھاؤں۔ اوپر کی اوپر اس معاملے کو ختم کر دیا جائے۔
 ہر حال مجھے نظر کرنا چاہیے۔"

"اس نے انتظار کیا۔ میں منٹ کے بعد ایڈری کرنا آئی۔ وہ عورتوں سے
 دوستی نہیں کرتا تھا۔ لیکن دل ضرور بھلا تھا اسے دیکھ کر دل میں کہا۔
 "زبردست عورت ہے۔ ایسی صحت۔ ایسا نظارہ بھی مجھے دیکھنے کو ملتا ہے۔"
 وہ قریب آکر کھڑے ہوئے بولی۔ "سیلو، میں کر رہا ہوں۔"

"اس نے مصطفیٰ کے لیے اپنا ہاتھ پیش کیا۔ ہرگز نکلنے کے لیے اس کے
 ہاتھ کو دبایا۔ چاروں ایک ایک وار نہ بتا دیتا ہے کہ پھر کی ہارڈ کی پک چکی ہے۔"

"میں ایک جگہ سے بچنے کے لیے اپنے دونوں بازوؤں میں دبا دیا۔ دھول
 سے کیا کرتے ہو؟ یہ پولیس اسٹیشن۔۔۔۔۔"

"بات پوری ہوئے سے پہلے ہی اس کے ہونٹ بند ہوئے۔ ایک
 مرتے سخت جھجھکے۔ "میں نے سٹرا سے چھوڑ دیا اور ہمارے سوالوں
 پر جواب دو۔"

"اس نے جواب دیا تو مجھے پسند آجاتی ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑنا اس
 سے محبت کرتے ہیں وقت ضائع نہیں کرتا۔ دوسرے تھکے سوالوں کا جواب
 ہے۔"

"اس نے اپنا اسپیشل کارڈ دکھایا۔ سب الٹ ہو کر سلام کرنے لگے۔
 ہرگز ایک ایک شانے سے ہرگز ان کے درمیان سے گزرتا ہوا پڑے افسر کے
 سرے میں آیا۔ افسر نے غصے سے اٹھ کر پوچھا۔ "کون ہو تم؟ یہ کہے
 اسے ہو؟"

"اس نے اسپیشل کارڈ افسر کو دیا۔ ایک ہاتھ سے اس کے منہ پر رکھے
 ہوئے کھینچے پڑھنے کا فہارت اور ٹیلی فون کو سمیٹ کر اپنے جھپٹا خالی ہیز
 پر کرنا کو بیچ دیا۔ وہ تکلیف سے کرا رہے تھے۔ "مگر مسکرائے گی کیونکہ اس
 سے بہت سے اہم کام نکلنے والی تھی۔ ہرگز نے افسر سے اپنا کارڈ لے
 کر کہا۔ "افیسر ناؤ ریڈیٹ آؤٹ۔"

"اس نے بڑے افسر کو ہرگز کے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔
 وہاں کے تمام سپاہیوں کو اور دھڑکنے والے افسروں کو کچھ لگ گئی تھی۔ کرنا
 کے پیچھے اور فریاد کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ پریشان
 ہو رہے تھے۔ پولیس حکمران اس کی دھانسی سے ہٹا م ہونے والا تھا بڑے
 افسر نے آگلی منٹ کے بعد آئی دی ویڈیو ریکارڈ سے رابطہ قائم کیا۔
 اسے پوری رورڈرو سنائی پھر بتایا۔ "ہرگز نکلنے کے لیے اسے افسر آج اسپیشل
 ڈیوٹی فار میرا سٹر۔"

"بیڈ آف دی ویڈیو ریکارڈ نے کہا۔ میں ابھی میرا سٹر سے بات
 کرتا ہوں۔"

"میرا سٹر سے براہ راست گفتگو نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ رپورٹ تاشب
 میرا سٹر کو پہنچائی گئی۔ وہاں سے میرا سٹر کے پاس کچھ بڑے درجے کے
 پہنچے۔ اس وقت تک بڑے افسر کا دروازہ کھل چکا تھا۔ اندر سے ایڈری کرنا
 کی سرورہی آواز آرہی تھی۔ "سورے بچے میں تھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔
 تو آؤی نہیں، شیطان کی امداد ہے۔"

"وہ صحت دہائی کی طرح جھومتا ہوا باہر آیا۔ بڑے افسر نے ڈرتے
 ڈرتے کہا۔ "سرا یہ آپ نے کیا کیا؟ ایڈری کرنا بہت پہنچ ہوئی محبت
 ہے۔ وہ ہم سب کو کھل حالات میں پہنچنے لائے گی۔"

"ہرگز نکلنے کے غرا کر دیکھا۔ افسر عدلی سے پیچھے ہٹ گیا۔ اسی
 وقت ٹرانسپیرنٹ شاور ہوٹل جو ہرگز نکلنے کے حبيب میں ہاتھ رکھا۔
 تیزی سے چلتا ہوا ایک کمرے میں گیا۔ دروازے کو بند کر کے حبيب سے

ٹرانسپیرنٹ کمان کر کے پڑھ کر تے ہوئے بولا۔ "میں سرا کی جی اینڈنگ سرا"
 "میرا سٹر کی آواز سنائی دی۔ "جگہ سے بچنے کی کیا کرتے ہو؟ میرے ہو؟"
 "مگر نہیں سرا ایک پٹا تھی۔ میرے پاس خود ہی پٹ پڑے آئی
 تھی۔ میں نے اس کی ساری بارود نکال دی۔"

"میں ان کا سن۔ وہ خطرناک عورت ہے۔ کتنی ہی جیسا کہ دلداری میں
 اسی پر شہر ہوتا ہے۔ لیکن وہ اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑتی۔ تمہاری
 اس حماقت کے باعث کل کے اخبارات پر میرا سٹر کے کچھ اچھے لکھ گئے۔"
 "سرا اس جاسوس نکل پائے نے مجھے غصے اور مزوں میں مبتلا کرنا
 تھا۔ ایسے میں اس عورت کی جتنی ہوئی جوانی نے میری کھوپڑی آٹ دی۔
 میں نے غلط کیا تو سب کچھ غلط ہو گیا۔"

""جواس موت کمزور ایڈری کرنا کے پاس جاؤ۔ جب زیادتی کی ہے تو
 اور کرو اس سے اقبال ہیز کر دو۔ پھر پولیس والے اس سے ٹٹ لیں گے۔
 اگر کیا کا پتہ ہو تو اسے ختم کرو۔ اس کی لاش چھپا دی جائے گی کہ بات پولیس
 اسٹیشن سے باہر نہیں جائے گی۔"

"میں ان باتوں کے دوران میرا سٹر کے دماغ میں پہنچ گیا تھا۔ میری
 بہت بڑی کامیابی تھی۔ میرا سٹر کو پولیس اسٹیشن سے ہٹا کر میرا سٹر کو دماغ فرار
 ہے۔ وہاں تک کہ خیال خوانی کرنے والا پہنچ نہیں سکتا۔ اسی لیے وہ اکثر
 بند کمرے میں ہرگز نکلنے سے روبرو کھڑا رہتا تھا۔ اس وقت ٹرانسپیر
 استعمال کیا جاتا تھا کہ کوئی تیسرا اس کی آواز دے سکے۔ آدمی موت سے یا
 معصیت سے بچنے کے لیے بڑی اہم انتظامی تدابیر اختیار کرتا ہے۔ لیکن
 موت اور معصیت کسی دوسری رستے سے ضرور آتی ہیں۔ آخر میرا سٹر بھی
 معصیت آ رہی تھی۔"

"میں نے اپنی موجودگی ظاہر نہیں کی اب ایڈری کرنا کے پاس آگیا۔ اس
 کی حالت قابلِ دید تھی۔ اس میں اتنی صحت نہیں رہی تھی کہ اٹھ کر بیٹھ سکے۔ وہ
 ابھی تک اسے گایا دے رہی تھی۔ انسان خواہ کتنا ہی زندہ بنا چاہے۔ مگر
 وہ تھوڑا بہت انسان ضرور ہوتا ہے۔ ہرگز نکلنے میں نام کو انسانیت نہیں
 تھی۔ وہ اسے داتوں سے چھاندا رہا تھا کرنا کا کھنکھارے سے زیادہ ہم زبون
 سے چور تھا۔ دلوں میں بھیگ رہا تھا۔ کوئی دوسری بولی تو دم توڑ چکی ہوئی۔ وہ
 بڑے دل گروے والی عورت تھی۔ لیکن دوبارہ ہرگز نکلنے کو کمرے سے
 دیکھ کر کانپ گئی۔ وہ دوسرے افسروں سے کھنکھارے۔ باہر جاؤ۔
 وہ چلے گئے۔ اس نے دروازہ بند کیا تو وہ بدشت زندہ ہو کر بچنے
 لگی۔ "میں سڑاؤں کی جملے جاؤ۔ اب میں سڑاؤں کی۔"

"اس نے دانت ہمیں کر پوچھا۔ "زندہ رہنا چاہی ہو؟"

"اس کے دونوں تھوڑے ہونے ہاتھ اوپر اٹھے، وہ ہاتھ جو ہرگز نکلنے
 "مجھے معاف کر دو۔ اس بار میں زندہ نہیں بچوں گی۔"
 "ایک ہی شرط پر چھوڑ سکتا ہوں۔ آج تک مجھے جہانم میں منت ہو
 اس کی لہری ہرگز میان کرو۔ یہ بیان تم کھنکھارے جاؤ گی، پولیس جاؤ گی اور یہ
 269

”میں کسی جرم میں ملوث نہیں ہوں۔“

اور ہر انکار پہ بوٹیاں نوچتا جاؤں گا۔“

ہرام گنگولی نے دروازہ کھول

تھے، اُن کے مکمل پتے نوٹ کرانے لگی۔

نکال دے۔“

یہاں کے ہزاروں کے ہیں دوں کا کام یہاں کر رہا ہے۔

270

لیکن وہ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے تھے۔ اپنے دو مہینہ طویل تبادلے کے بعد فوجیوں نے ریڈ کپاٹو آرٹن ایک غصیہ آؤے میں تھا۔ لاہور ہائی کورٹ کے ججین نے درجہ لیڈی کر لیا تو کچھ آرٹن کی وادہ تھی، لہذا وہ صرف کے متعلق باقی تھی۔ اس نے ہائی کورٹ کو بھی دیکھا تھا لیکن دوسرے میں اس کے غصیہ آؤوں کے متعلق کچھ نہیں باقی تھی۔

وہاں سے فرار ہونے کے لیے ایک چور راستہ تھا۔ وہاں ایک کمرہ
 بلی کر دوسرے کمرے میں آیا۔ اب چور راستے تک پہنچنے کے لیے ایک
 ویدک روکوہر کرنا ضروری تھا۔ اس نے اسٹیج سے دروازہ کھول کر کوہر
 ویدک سے فوجی جہاز لکھا دی۔ ایک جہاز نے لاکھ کر کہا "ہاٹ
 آئزن نے اسی لمحے میں چلا گیا۔ ایک کمرے کے دروازے

آئرن نے کہا کہ جو ملے سے کام لیتا ہے وہی دنیا ہوئے گا اعتراض کرتا۔ نہ ہی مجھ کو یہ خبر کیا کہ قاتل کا مظاہرہ کرنا زیادہ جھلڑاٹ ہو گا۔ میں میری آنکھوں کو دیکھتے ہی سنا تھا کہ اپنے اندر کوئی خاص کرتی ہوئی میں شہر بائسٹر کے پاس نہ کہ معلومات حاصل کر رہا تھا۔ فوجی کارروائی

کے سلسلے میں اسے ایک ایسے ہی کی رپورٹ مل رہی تھی۔ وہ کہہ پڑا اور مؤثر فی وی کے سامنے رپورٹ پڑھتا ہوا تھا۔ پہلے اطلاع مل کر اٹھوں ڈاکٹر ایفون اور جرس کے ساتھ آئرن پڑا گیا ہے۔ جیسے اس کی گرفتاری سے زیادہ ان خوروں سے دیکھی تھی، جو مختلف ڈاکٹر تھے اور خورین کی حرارت میں آ رہی تھیں۔ یوں تو بہت سی خوریں تھیں لیکن چھ مختلف ڈاکٹر سے ایسی چھ خوریناں پر آمدم ہوئیں جو آئرن کی خاص و نشان تھیں ان میں سے ایک مورینا ہو سکتی تھی۔

فوجی افسران نے بھی ایک آپٹینس کے ذریعے ہر صورت کو خود سے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے دس خوریں ایک آپ میں تھیں کبھی کسی بڑے جرم کے سلسلے میں مطلب تھیں۔ ایک آپ کے ذریعے خود کو چھپائے ہوئے تھیں لیکن ان میں سے امریکا نہیں تھی۔

فوجی افسران نے اس پہلو کو خاص اہمیت دی تھی کہ مورینا کو بالکل سرخری کے ذریعے چھپا لیا ہوگا۔ ایسی ایک آپٹینس کے ذریعے اسے ڈھونڈنا ممکن نہ ہوگا۔ لہذا وہ ہر صورت کو اہمیت دے رہے تھے۔ اور بھی کو سخت پھرے میں رکھے ہوئے تھے۔

ٹینکے مورینا کے داغ پر دستک دی۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ میں نے کہا: تمھاری مشکلات برقی جاسیں گی۔ آئرن اب تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکے گا۔ اپنی صلاحیت اور برقی چاہتی ہو تو پھر پھر وساکو۔ آنکھیں بند کر لیجئے۔ اپنے آپ اس کی یاد کو دیکھتے اور دیکھتے دو۔ میرے ہر حال میں تھیں وہاں سے نکالے جاؤں گا۔

وہ بولی: "آنکھیں بند کرنا اور اس پاس کی آواز میں سنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔"

"تم تو بات کر رہے ہو کہ اس وقت کس خفیہ پناہ گاہ سے گرفتاری گئی ہو؟" "پرائی سوئیچ کی لہر داغ میں آتی ہے تو کبھی سب کچھ بھول جاتی ہوں۔ ایسا لگتا ہے کہ میں تین میں ہوں اور انسان تین میں اپنے ماحول اور اپنی جگہ کو بھول جاتا ہے۔"

میں نے پریشان ہو کر کہا: "اپنی حفاظت کے لیے کسی طرح بھی تجھ سے تعاون نہ کرو۔ اچھا دیکھو میں ابھی جا رہا ہوں۔ میرے جلتے ہی تمھاری آنکھیں کل جائیں گی تم اپنے ماحول کو دیکھتے بھول گئی۔ لہذا فوراً ایک کاغذ پر حرف "ایم" لکھ دو۔"

وہ بولی: "تمھارے جلتے ہی آنکھیں کھلی تو میں خیال خواتی کی باتیں بھول جاؤں گی۔ میرے ساتھ بیٹھ بیٹھ رہتا ہے۔ خیال خواتی کسر نے والے سے باتیں کرتے وقت میں اپنی دنیا کی ہر بات بھول جاتی ہوں۔ میں پتھر کی لاپلاہ ختم ہونے کے بعد لکھنے اپنی دنیا نظر آتی ہے۔ مگر خیال خواتی کرنے والا یاد نہیں رہتا ہے اس کی باتیں یاد رہتی ہیں مجھے حرف "ایم" لکھنا یاد نہیں رہے گا۔"

مجھے یقین تھا وہ جھوٹ بول رہی ہے اگر وہ آنکھ کھولنے کے بعد بھول

جاتی تو ہماری باتیں اس طرح آئرن کو سنائی دیتی تھیں جیسی ایک خندہ بول رہے تھے۔ میں نے سمجھا اس کے داغ میں وہ کڑے بردہ نہیں کی تھی۔ اب میں راستہ رو گیا تھا کہ ایک بار دربروئی کوئی بات نہ کر دوں گی۔ شاید کامیابی ہو۔

"میں بھول رہی ہوں۔"

"تم اپنے ہاتھ سے اپنے منہ پر کچھ رکھو۔"

"ہاں! میں کرتی ہوں۔ مگر تمھیں اس سے کیا ملے گا؟"

"کچھ بھی حاصل ہو نہ ہو، تم چھڑ کر رکھاؤ۔"

وہ اپنا ایک ہاتھ اپنے زشار کے گئی۔ اس نے میں نے صورت چند ساتوں کے لیے اس کے داغ پر بری طرح قہر جھپایا اور اسے لانے ناخوں سے اپنے زشار پر خراشیں ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے حق سے کراہ نکلی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں داغ سے باہر آ گیا۔ فوراً ہی ان چھ ڈاکٹر پر چھاپا مارنے والے افسروں تک ہادی بادی پہنچنے لگا۔ جہاں سے آئرن کی چھ خاص و نشان کی گئی تھیں۔ ان میں سے تو کئی تھیں۔ ایک افسر کے داغ سے پتا چلا کہ کوئی حسینہ نے اسے اپنے زشار پر ناخوں سے خراشیں ڈالی ہیں۔

میں نے سب سے پہلے علاؤ الدین کا ٹھکانہ یاد کیا۔ "میرے مالک! تم نے مجھے ایسے خوروں پر ذہانت اور حاضر دماغی سے کام لینے کا سلیقہ دیا ہے۔ میں تیرا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں۔"

جس کو کئی حسینہ کے زشار پر خراشیں پڑی تھیں، اس کے متعلق وہاں کی کنیزوں نے بتایا۔ اس کا نام باربرو گولہ ہے۔ وہ درماتش گاہ اس کے نام کی تھی۔ آئرن نے باربرو کے نام اس درماتش گاہ کے مالک حقوق کھولے تھے۔ پاپورٹ میں اس کی تصویر ایسی نام سے تھی۔ مالک حقوق کی کاغذی کارروائی ادا پاپورٹ دفتر پہنچے تین ماہ میں تیار ہوئے تھے۔ مورینا بھی تقریباً تین ماہ سے آئرن کے قبضے میں تھی۔ ویسے باربرو کو مورینا کی حیثیت سے پہچاننے کے لیے اس کا زخمی چھو دی گئی تھا۔

ایک افسر نے پوچھا: "یو باربرو! تم کیسے یقین کر رہی ہو؟"

وہ چپ رہی۔ افسر نے کہا: "میں پیدائشی مومنوں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہوں۔ اس صید کو کھل کے مجھے بتایاؤ، یہ ایسا بولنے کی۔"

تھوڑی دیر بعد اسے پھر بھی کھلی کے مجھے پہچانے گئے۔ وہ باربرو ذبح کی جانے والی بکری کی طرح چلتی تھی مگر جتنے کا اندازہ تو کوئی جیسا تھا۔ منہ سے ایک لفظ انہیں ہوتا تھا۔ بتاؤں تو مجھے شوق ہے کہ میں مضبوطی کے مالک ہوں، ایسے میں بے اختیار بول رہے ہوں مگر وہ بول نہیں پاتی تھی۔ اس کے لیے پورہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے بہت زیادہ ذہانت کی ضرورت نہیں تھی۔ جو آئرن خاموش آنکھوں کے ذریعے تو میری عمل کی چیز مریضہ صلاحیت رکھتا تھا جس کے زیر اثر خیال خواتی کے دوران مورینا کی آنکھیں بند ہو جاتی تھیں، کان بھرے ہو جاتے تھے، مگر زبان کیسے نہ لنگھ جاتی؟

بعد میں یہ حقیقت کھل گئی۔ آئرن نے تو میری عمل کے ذریعے اس کے غ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ وہ تنہا میں صرف آئرن سے باتیں کرے۔ یہی میرے لیے کوئی جگہ میں اس کی زبان سے ایک حرف بھی انہیں نہ ہوگا۔ یہ تو میری عمل کا ہی افسر تھا کہ مجھے سمجھانے کے لیے اور تنہائی کو کشش کرنے کا۔

بادجو وہ ایک لفظ بھی بول نہیں پاتی تھی۔

ان حالات میں سوچا جائے تو مورینا قابلِ غم تھی۔ اگر اس نے برسے اور غلام باقی کو فروغ دیا تھا۔ اسے اس کا آئی تھی، لیکن اسے بہت سزا مل چکی تھی۔ غلام باقی میرے پاس پہنچ گیا تھا۔ میں نے کہا: "اچھا، تیار ہو۔" وہ ہم بھی مورینا کو دلپس لانے کی کوشش کر رہے تھے۔

باقی نے لباس تبدیل کیا۔ ایک لڑکھو جس میں رکھنا چاہتا تھا۔ اسے کہا: "خالی ہاتھ رہو۔ ایسی چیزیں ہمیں دشمنوں سے حاصل ہوجاتی ہیں۔" وہ ہمارے گاڑی چیک کرنے چلا گیا۔ میں نے ایک چھوٹی سی سرخ لڑکھو ایکٹ کرنے کے لیے بے پریشی کی اور انہیں ایک ڈبیر میں رکھ کر میں بھی رکھ لیا۔ پھر سوئیچ کو مخاطب کیا۔ اس نے مسکرا کر پوچھا: "میں بتا دیا کرتی؟"

میں نے کہا: "مورینا کا سراغ مل گیا ہے۔ میں غلام باقی کے ساتھ سے مل کر کہنے جا رہا ہوں۔ تم میرے پاس اور شیشا غلام باقی کے پاس مسلسل ہے گی۔ یہ بات شیشا کے کہ دو۔ جو تباہی شے صاحب سے کہو، وہ اس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کریں۔ یہیں یہاں میں وقت بھی پہلی کا پڑ

ایک خصوصی طیارے کی ضرورت پیش آ سکتی ہے۔"

وہ تھوڑی دیر کے لیے گئی۔ میں کام میں آ کر بیٹھ گیا۔ غلام باقی باربرو کو کہنے لگا۔ میں نے کنگ فرنا کو کو مخاطب کیا۔ وہ خاموشی سے ہلکے کچھ کہنا چاہتا تھا۔ میں نے کہا: "کوئی بچاؤ نہ کرنا۔ میں بہت عرصہ ہوں۔ ایگل فلائنگ کلب میں ایک ایسی کا پٹر تیار رکھو مجھے بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔"

وہ شرب کا بھرا گلاس منٹھٹ لی رہا تھا۔ پھر فضا میں گھونسا لگا کر بولا: "ایسا تو خوف غرض، مطلب پرست فرماؤ، تو نے میرا بیٹا حرام کر دیا ہے۔ اپنے عشق میں مبتلا کرنے کے دن رات انتظار کر رہا ہے۔ میں تجھ سے پیار نہیں کروں گا۔ مگر نہیں...."

میں نے اسے بڑبڑانے کے لیے چھوڑ دیا۔ اس کے داغ سے معلوم ہو چکا تھا کہ ایک ایسی کا پٹر تیار ہے اور وہ مجھے بھی پہنچی مٹانے کے بعد اپنے خاص قابلِ اعتماد مالک کو روانہ کرے گا۔ سوئیچ نے کہا: "شیشا باقی کے پاس موجود ہے۔"

نہ کہا: "اس سے کہو، وہ تھوڑی دیر میرے داغ میں تھا۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

بجلی کے جھلنے پھٹنے تھے۔ وہاں مورینا کے علاوہ باغ میں بعض جوس کی خدمت کے لیے وقت تھیں۔ ان سب کو سخت غمخانی میں رہنا پڑا کہ وہ نکال کر دو الگ الگ گالریوں میں بٹھایا جا رہا تھا۔ میں ایک افسر کو اس گاڑی کے ڈرائیور کی طرف لے گیا جس میں مورینا بھی بیٹھی تھی۔ سوئیچ اور شیشا نے اس افسر کے ذریعے ڈرائیور کی آواز میں سنی۔ سوئیچ نے وہاں کا ایک راستہ ماضی طور پر بند کر دیا تھا۔ میں نے باقی سے کہا: "تم دوسرے راستے سے خود ڈرائیور کی کرا سگے کچھ۔"

میں نے سوئیچ سے کہا: "شیشا اب غلام باقی کے ساتھ رہے گی۔ ہماری گاڑی فوراً ڈرائیور کی کرا سگے پر کرے گی۔ غلام باقی ایک عیسائی لے سے بات کرے گا۔ شیشا اس کی کسی ڈرائیور کے داغ پر قبضہ جاکر بیٹھ جائے گی۔ تم مورینا والی گاڑی کو سوئیچ سے ڈرافٹس پر کر دو گی۔ باقی اس گاڑی سے مورینا کو نکال کر سوئیچ سے آئے گا۔"

میں بلند آواز سے کہہ رہا تھا تاکہ غلام باقی بھی متاثر رہے۔ میں نے اسے جگہ کی قید دی۔ سوئیچ مورینا والی گاڑی کے پاس پہنچ گئی تھی۔ پہلے ہم اس کرا سگے پر پہنچے۔ غلام باقی کا رستہ اتر کر چلا گیا۔ شیشا اس کے ساتھ تھی۔ میں اسے کنگ سیٹ پر لگا لیا۔ خیال خواتی کی پرکھ کر اس افسر کے پاس پہنچ گیا۔ چوڑائی کے کچھلے حصے میں مورینا کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ گویا اب ہم مورینا کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں مزید دو خوریں اور تین مرغ فوجی جون تھے۔

گاڑی انہماک کرا سگے کے پاس لگ گئی۔ افسر نے میری مرضی کے مطابق ایک فوجی جوان سے اس میں گئی۔ وہ کچھ کا کہنا تھا۔ اپنی سنی رستہ ی افسر نے چیک کیا۔ پھر کنگ کی ٹنگر ڈاکٹر کو ٹرٹو فائر کرنے لگا۔ خوریں بیٹھنے لگیں۔ دو فوجی مارے گئے۔ جس نے گئی تھی وہ افسر پر چڑھ پڑا۔ میں اس افسر کے اندر نہ کرانے لگا۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے کھولنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ اسی وقت باہر سے کسی فائرنگ کی۔ دو وارے کالا کھلتے ہی وہ کھل گیا۔ باہر کا منظر جھوٹا تھا۔ دو سبب شخص ص نے فائرنگ کی تھی وہ وارے والا افسر اپنے فوجی جوان کے ساتھ گر گیا۔ میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر جراتی سے دیکھا۔ میں نے سوچا کہ اور کیا ہو رہا تھا۔

اس کرا سگے پر ہر طرف سفید مادھوں پھیلا ہوا تھا۔ فزٹیک ڈک گیا تھا۔ لوگ رھندے سے نظر آ رہے تھے۔ یقیناً مورینا کو اغوا کرنے والے اور لوگ بھی تھے۔ انھوں نے دھومیں کے ہم چمچتے تھے۔ ان کے ہی آدمیوں نے فائرنگ کر کے گاڑی کے کچھ دھڑانے والا کر ڈالا تھا۔ میں نے اس گاڑی کے ڈرائیور کے پاس پہنچ کر کہا: "سوئیچ تم جاؤ۔ غلام باقی کو ابھر بیجو۔"

مورینا ہاتھ سے نکلنے نہ دے۔

ڈرائیور میری مرضی کے مطابق اپنی گئی کہ گاڑی سے باہر نکلا۔ پھر دوڑتا ہوا چلے حصے کی طرف گیا۔ ایک شخص مورینا کو کاندھے پر لاد کر کھاگ رہا تھا۔ ڈرائیور کی فائرنگ سے لکھو اگر گاڑی مورینا کو دوسرے نے سنبھال

میں ان دو افسروں کے پاس پہنچا۔

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

میں نے کہا: "میں نے کہا ہے کہ اس میں نہ کہیں۔"

لید میسر سے نے ڈرامہ پر جلا تو گویاں برساتیں اس انجام کا رونا تو بھی میری خیال خواتی سے پیش کیے لیے نکل گیا۔

میں غلام باقی کے داغ میں پہنچا۔ وہ دھوئیں میں جھپک رہا تھا۔ میں نے کہا۔ قوربا میرے پاس آؤ راستہ نہ ملے تو میاں سے دوڑ نکل جاؤ کہیں سے بھی اندھ گولی آسکتی ہے۔

پھر میں نے باقی کا انتظار نہیں کیا۔ کارٹا مارٹ کے تیزی سے ڈھلے کرتے ہوئے دھوئیں کے دھبے باروں سے نکلا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ کوئی کوس کاڑی میں لے جایا جا رہا ہے اس راستے پرے غمناک ڈرائیو لڈو کوئی تھیں کسی کو آگے بھیجے جانے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ میں روکوں میں گریہ گاڑی کو چلاؤں گا پھر دھوئیں کے باروں میں آیا۔ اسے تیزی سے مخالفت مٹھا۔ پھر ڈرائیو کو تار پاس راستے پر آیا جس پر ہم پہلے آگے تھے۔ آگے جانے والی گاڑیوں کے برابر پور دیکھا گیا۔ شاید کسی میں سوریا نظر آجائے مگر وہ ہاتھ سے نکل نہ تھی۔

روستی نے پوچھا۔ "کیا ہوگا فرارو؟" ٹیکنے مری سانس سانس کر رہا۔ کوئی ضروری تو نہیں کہ کامیابی ہمیشہ فرار میں ہو کہ تم چوتھی سو ہے۔

شبی کی آواز آئی۔ "روستی! میں ابھی سو دینا کے داغ میں گئی تھی وہ کم بہت اندھی اور میری پوچھا ہے۔ میں نے اسے سمجھا۔ اس کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن وہ ہیں دشمن بھی ہے۔"

روستی نے پوچھا۔ "فرار اچھا لکھا کیا خیال ہے اس کے نے اٹھایا ہے؟" آئرن کے ہم زار ہارڈی نے بتا دیا۔

"تم تانہ سے معلوم کر لیتے ہو۔"

"میں کوشش کرتا ہوں تم دونوں آرام کرو۔ باقی سے کھدو وہ رہائش گاہ میں میرا انتظار کرے۔"

ٹیکنے تانہ کو مخاطب کیا اس نے سانس روک لی پھر میرے پاس اگر بولی۔ "فرار! اب میرے پاس نہ آؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں ایک خوش خبری سناؤں گی۔"

"اچھا تو میری بات تم نے بجا رہی ہے؟"

"میں ابھی کہیں بتاؤں گی۔ پلیز میرا انتظار کرو۔"

اسے ابھی تفصیل سے بتا رہا ہوں میرے پاس کم بہت ایسے کر رہا ہے۔ میں جو میرے ساتھ میرے پڑھنے والوں کو بھی اٹھا کر رہتے ہیں۔ برحال میں مجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جب تانہ نے ہل ہلے بغیر اجازت اپنے داغ میں آنے سے منع کیا تب میں اس کی گھبراہٹ سے کہتا ہوں کہ تانہ کو تم واقعی میری بہن پوچھتے

ایک بار سوچنا ہے اس سے کہتا ہوں کہ تانہ کو تم واقعی میری بہن پوچھتے تعین ملاؤ کہ کسی بھی جیتی جانے والے سے تمہارا رابطہ نہیں ہے۔ پہلے مجھے مطمئن کرو میری قسم کھاؤ کہ فرار سے تمہاری دوستی یا شناسائی نہیں ہے۔

تانہ مجھے دل و جان سے جانتی تھی۔ مجھے دوستی تو نہیں سکتی تھی۔ بن کو مجھ میں نہیں سکتی تھی اس نے مجھ کی قسم کھائی۔ "میری بہن! فرار کو میرے وجود کا بھی علم نہیں ہے۔ بلکہ کوئی بھی جیتے جانے والا جاننے والی یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ میں زندہ بھی ہوں یا مرنے والی ہوں۔ صرف تم جانتی ہو۔"

اُدھر اس نے بہن کو یقین دلایا اور مجھ سے التماس کی کہ میں بغیر اجازت اس کے داغ میں نہ آؤں کہیں ایسا ہو، میں داغ میں رہوں، اُدھر سے سوچنا آگے چلی جائیں گے اور ہمارے تعلقات کو سمجھ لے۔

وہ سوچنا کو بھی کو اپنے داغ میں رہنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ یہ اس کی دانش مندی تھی۔ سوچنا اگر باتوں کے دوران معلوم کر سکتی تھی کہ بن کس رہتی ہے، اور فرار سے جو تعلقات ہیں اُدھر سوچنا محضو تھی ہم سب کو آنے کی اجازت دیتی تھی۔ مگر انھوں نے میری بات سن لی۔

لیک بار میں نے سوچنا کے داغ میں پہنچ کر دونوں ہسٹوں کی باتیں سنیں تھیں۔ تانہ اس بات پر رشید تھی کہ سوچنا کو آئرن ہارڈی کے تو می میرے نکلنے کے لیے بہن کے پاس آنا چاہیے پھر اس نے انکشاف کیا۔ "ہن کو سوچنا وہ فرار شاعر مشین میرے پاس ہے۔ اگر آئرن ہارڈی اس سے فائدہ اٹھا چاہتا ہے تو پہلے تمہیں تو می میرے آؤ کرے۔"

آئرن نے سوچنا کے ذریعے کہلوا۔ "اول تو ہم یقین نہیں ہے کہ تم اہم شین کی تمنا نہ حاصل کر کے گے۔ اگر وہ میرے دوست ہے تو پہلے میرا فائدہ تانہ کے فائدہ سے ملاقات کرے گا۔ اگر کوئی ایسا طریقہ کار متفق کر لیں گے جو دونوں کے لیے قابل قبول ہو۔"

تانہ نے کہا۔ "میں غلطو رہے۔ میری جانب سے جلدی فائدہ نہ کر لے گی اس کا۔" اذیتا ہے۔

موریل نے کہا۔ "آئرن کی طرف سے جو فائدہ آئے گا اس کا نام جان ہارڈی ہے۔"

"ایک بات ابھی طرح سے یاد رکھو، میری طرف سے آنے والی ہارڈی لوگا کی ماہر ہے۔ تم اس کے داغ میں نہیں جا سکو۔ کوئی ایسا ہارڈی مجھے بتا رہی ہے۔"

ان فائدہ دل ملاقات کے لیے ایک پوئل کا کردار کر رہا گیا۔ تانہ ہارڈی کے نام سے خود وہاں گئی۔ اپنے پسر میں ایک ایسی ہی دلائی

کھانے یا پینے کی چیزیں ملا کر دیتی تو وہ فائدہ اٹھا کر اٹھانے میں جلا آتا۔ وہ اس پر تیزی عمل کرتی پھر اسے معمول بنا کر آئرن ہارڈی کے پاس نے دتی۔ اس طرح وہ میرا اور آئرن کی خفیہ رابطہ گاہ تک پہنچ سکتی تھی اس نے سوچا تھا۔ "سوچنا کا سرخ ہلے ہیں میں فرار کو آواز دے گا۔ میں آئے کی اجازت دے دوں گی۔ وہ میری کارکردگی پر خوش ہوگا اور

نیوا وہاں سے نکال لانے میں میری مدد کرے گا۔"

اس کی پلاننگ میں بھی تانہ کی دشمن کو تانہ کو سمجھنا سب سے بڑی بات ہے۔ اس نے پہلے کے کمرے میں آئرن کے فائدہ سے مستحان ہارڈی سے ملاقات کی۔ وہ قدر آور صحت مند اور نہایت خوب شخص تھا۔ آنکھوں پر اگلاکس پہنے ہوئے تھا۔ اس نے قریب آکر ہاتھ لگے لیے ہاتھ چڑھایا۔

انہوں نے صاف کر لیا۔ اسی وقت وہ آنکھوں سے سیاہ اگلاکس ہٹا کر دلا۔ میں فرار میں نہیں سکتا تھا۔ میں ایک حسین و فطرت سے ملاقات ہوگی۔

تانہ نے مسکرا کر دیکھا تو دل کی دھڑکن اچانک ہی بند ہو گئی پہلے وہ ہوا، مٹھا فوکرے والا ہاتھ ابھی اٹھ کر گرفت ہی بند ہو گیا ہے۔ پھر مجھ میں آیا "اس کی آنکھیں اجنبی کی آنکھوں میں جوست ہو گئی ہیں اس نے وہاں سے نظریں ہٹانے کی کوشش کی۔ اجنبی نے کہا۔ "تم میری آنکھوں کو دیکھتی ہو گی۔ یہ آنکھیں تمہاری دنیا میں، یہ آنکھیں تمہاری کل کائنات میں۔ کائنات سے باہر میں جا سکتی۔"

اور پھر وہ نظریں ہٹانے میں کامیاب رہی تھی اس نے آج تک کسی میں نہیں دیکھا تھا۔ پوئل نظریں ہی بند ہو گئی ہیں۔ یوں لگ رہا تھا۔

نہیں ہاں! بلکہ آنکھیں ہم سے رہی تھیں۔ "بڑے جاؤ۔"

وہ موٹے پڑے ہوئے۔ وہ بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا۔ تاکہ وہاں ایک برے سے اسی طرح پہنچی رہیں۔ پھر انھوں نے پوچھا۔ "تمہارا نام؟"

وہ آنکھوں کی کائنات میں تھیں۔ اس نے اپنی آپ سے جھپٹا۔

بولتا۔ وہ بے اختیار بولی۔ "تانہ۔"

"تم نے فرضی نام کیوں اپنا لیا تھا؟"

"میں سوچنا کی تھی۔ تم پر تیزی عمل کروں گی۔ تمہیں اپنا معمول بنا کر اپنی کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچ جاؤں گی۔"

"میں میں سوچنا کرتا ہوں۔ کہ تم میری معمول ہو۔"

"ہاں میری کائنات میں تم ہی ہو۔ میں تمہاری معمول ہوں۔ مگر تم کرن

ہیں؟"

"میرا نام ہارڈی ہے۔ میرے ہم زار آئرن نے سوچنا کو اپنی آنکھوں کے

بلانے میں رکھا ہے۔ آج سے تم میری قیدی رہو گی۔ میری آنکھوں کو ہوشیہ

رکھو گی۔ جب بھی یہ آنکھیں تمہیں دلائیں گی تم ساری دنیا چھوڑ کر میرے

دلی میں آ جاؤ گی۔"

"میں تمہارے قدموں میں سرجاؤں گی۔"

"اب اپنے متعلق اذیتا جاؤ۔"

وہ بولنے لگی۔ اپنے ہوش سمجھنے کی عمر سے لے کر آج تک کی تمام باتیں ہمیں بتانے لگی۔ اس نے بتایا۔ تقریباً پچاس کے قریب جیلز پر گزریں

اس کی آواز میں اس میں شہر میں اس کی چار خفیہ رہائش گاہیں ہیں۔ اس نے ایک خفیہ اڈا کی کوئی نہیں سمجھنا یا ہے۔ فرار میں میرے کس حالات میں ملاقات ہوئی۔ اب اس سے دل اور جذباتی تعلقات ہیں۔ مجھے دن سے

اس نے فرار پر باندی لگا رہی ہے۔ وہ بغیر اجازت اس کے داغ میں نہیں آسکتا۔ تانہ ان شیطانی آنکھوں کے سامنے اپنے آپ کو بھول گئی تھی۔ اس نے فرار شاعر مشین کے متعلق بھی بتا دیا۔

ہارڈی نے پوچھا۔ "فرار تمہاری خفیہ رہائش گاہیں دیکھ چکے ہیں۔ کیا وہ شین تک نہیں پہنچ سکتا۔"

"فرار کو اس بلکہ کو علم نہیں ہے، جہاں وہ شین چھپائی گئی ہے۔ میرا لازار صرف میرا ہارڈی کا ڈیوٹر ہے۔"

"ہاں! تم اپنی ہارڈی کا ڈیوٹر کے ساتھ آ رہے؟"

"ہاں، وہ میرے ساتھ دن رات رہتا ہے۔ ابھی پوئل کے دینگ روم میں ہوگا۔"

"تم اس کمرے سے نکلنے کے بعد ہارڈی کو کو خصص کر دو گے۔ پھر مجھے اس فرار شاعر مشین تک لے جاؤ گی۔ کسی میل و وقت کے غیر اسے میرے خوابے کر دو گی۔"

"تمہارا ہر حکم میرے اندر خفیہ طرح اترتا ہے۔ میں تمہیں کروں گی۔"

"میں نے سچا تھا۔ ہم دو جہازوں کے پاس تم دو ہسٹوں رہا کرو گے۔ لیکن فرار پہلے ہی تم پر ہاتھ صاف کر چکا ہے۔ میں تمہاری ہسٹوں کی جیتی جانے والی کو فرار کے پاس چھوڑ نہیں سکتا۔ تم میرے حکم پر جان دو گی۔"

"میں جان دوں گی۔"

"میں تمہیں ایک ہفتے کی زندگی دے رہا ہوں۔ فرار شاعر مشین کا آرٹ کسے اور ہم دو جہازوں کے درمیان میں جیتی منتقل کرنے کے دوران شاید تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے۔ لہذا ایک ایک ہفتے بعد آج ہی کے دن خود کشی کرو گی۔"

"میں ایک ہفتے کے بعد آج ہی کے دن خود کشی کروں گی۔"

"تم اپنے آخری لمحے تک فرار سے بدستور محو رہنا اذیتا میں ہستی رہو گی۔ اسے نہیں ہونے دو گی کہ کسی نے تمہیں تو می میری جگہ رکھ لے۔"

"میں فرار کو شہر کرنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

"تم فرار شاعر مشین میرے حوالے کرنے کے بعد مجھے بھول جاؤ گی۔ تم

میرا نام بھی یاد نہیں رہے گا۔ تم خفیہ طور پر میری آنکھوں کے زیر اثر رہو

گی۔ سوچنا جب بھی میری آنکھوں کا حوالہ دے کر کہے گی کہ اس پر پوئل کروں گی۔

وہ حکم دے رہا تھا۔ تانہ اس کے ہر حکم پر عمل کرنے کا حقد رکھ رہی

تھی۔ پھر ہارڈی نے اپنی جیتی ہوئی نظریں اس پر سے ہٹائیں۔ تانہ نے

ایک مری سانس لی، جیسے خون بوجھا کر گیا ہے۔ پھر اس کا سر صفائی کپشت

275

سے ملک گیا۔ آنکھیں بند ہوئیں۔ ہارڈی کھڑکی کے پاس آیا۔ اسے کھول کر جب سے تھا ساڑھے تین نکال کر پریٹ کرنے لگا کھڑکی کے باہر وہ ایک پھلا ہوا شہر دکھائی دے رہا تھا۔ رابطہ قائم کرنے پر اس نے کہا۔
 "آئرن فوش ہو جاؤ۔ میں ٹرین غلامرشتین کے راستہ پر آ رہا ہوں۔"
 دوسری طرف سے آئرن کی آواز سنائی دی۔ وہ خوشی سے خود گنگا رہا تھا۔ ہارڈی نے کہا۔ تانہ میرے تو ہی ہو چکا ہے۔ تم پوری تحصیل خوشی سنو اس جگہ کا ہارڈی نوٹ کر رہا تھا۔ وہاں وہ شین ہے۔ اگر کوئی غیر متعلقہ بات ہو جائے۔ میں ایک گھنٹے کے اندر شین دلا سکوں تو تم پوری تیاری کے ساتھ دلا دینے چاہئے۔"
 ہارڈی اپنے بے زار آئرن کو تفصیل سے پوری مدد و سہارا دے رہا تھا۔ اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ تانہ جو کہ شین سے شین لگنے تو بڑی نیند سو رہی تھی۔ وہ اس کے پاس آ کر اس کے کان میں آہستہ آہستہ بولنے لگا۔
 "ہارڈی کی آنکھیں کھلیں مجھ کو دے دیں۔ بیلار ہو جاؤ۔ بیلار ہو جاؤ اور حکامات کی قیام کرو۔"
 اس نے دھیرے دھیرے آنکھیں کھول دیں پھر ایک بھر پور انکڑائی لی۔ جیسے پورے بدن سے نینک کا تھکا رکھ رکھ رہی ہو۔ اس نے ہارڈی کی آنکھوں کو دیکھا پھر سر جھکا کر شین کا لیسور اٹھایا۔ رابطہ قائم ہونے پر کہا۔
 "دیکھ دو تم میں مشین پڑ پڑ رہی ہیں۔ اپنے انکھیں لیسور دیکھو۔" تھوڑی دیر بعد پھر پال کی آواز سنائی دی تانہ نے کہا۔
 "میرے مشین ہارڈی کے ساتھ کسی کام سے جا رہی ہیں۔ ابھی تھری ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ۔"
 پھر پال نے کہا۔
 "لیکن ملازم آپ کا حکم تھا انہی کسی حال میں آپ کا ساتھ دے رہے ہوں۔"
 وہ سخت لہجے میں بولی۔
 "نور انکھیں، میں حکم دے رہی ہوں جاؤ یہاں سے۔"
 "آل لارڈ ملازم!"
 رابطہ ختم ہو گیا۔ ہارڈی نے آنکھوں پر سیاہ بینک لگائی۔ دس منٹ انتظار کیا تاکہ پھر پال پلا جائے۔ پھر وہ تانہ کے ساتھ پھول کے باہر آیا اسے اپنی گاڑی کی ایگلیٹ سیٹ پر بیٹھنے کے لیے کہا۔ پھر خود اسٹرینک سیٹ بچھائی لی۔ ڈور کھول کر پھر پال کے اعطاس سے نکلا۔ تانہ کے جاتے ہی پتے کی سمت کار دوڑا دے ہوئے بولا۔
 "تم خیال خوانی کے ذریعے پھر پال کو جانے کا حکم دے رہے تھیں، پھر فون کیوں استعمال کیا؟"
 وہ بولی۔
 "تو چاہتا ہوں میرے دماغ میں بات آئی کہ فون پر پال کی گاڑی سے ہونے والی گفتگو تمہیں بھی سننا چاہیے۔ خیال خوانی کی باتیں تم سن نہیں سکو گے۔ ویسے تم ابھی کہاں جا رہے ہو؟"
 "ایسی جگہ جہاں تمہارا سر اور پھر پال کے سوا کوئی نہیں جاسکتا۔"
 وہ پندرہ منٹ کی ٹرین ٹیک کے بعد وہاں پہنچ گئے۔ تانہ نے

پریشان ہو کر کہا۔
 "میں تھیں اس جگہ کے اندر نہیں جاتے۔ وہاں کی ہارڈی نے سیاہ بینک لگا دی۔ وہ ساکت رہ گئی۔ اس نے کہا۔
 "جب بھی انکار کرنا چاہو گی۔ تمہیں یہ آنکھیں یاد آئیں گی۔"
 "تمہیں ان آنکھوں سے روکا۔ میں انکار نہیں کروں گی۔"
 ہارڈی نے نظریں پٹائیں۔ دونوں کا سر اتر کر شین کے اندر آئے وہاں ایک کمرے میں بڑی تصویر تھی جس میں چار دروازے تھے۔ اس کے پیچھے ایک خفیہ کمرہ تھا۔ تانہ نے شین کو جو وقت مٹ کر پال کو لاک کر دیا تھا۔ جب ہارڈی اس کے ساتھ خفیہ کمرے میں پہنچا تو ایک دم سے چونک گیا۔ چاروں سوٹ میں ایک کے اوپر ایک رکھے ہوئے تھے اور ان سب کے اوپر پھر پال بیٹھا ہوا تھا۔
 ہارڈی نے سخت لہجے میں پوچھا۔
 "تم کون ہو؟"
 "میں اپنی مالک کا دفاع ہوں۔ تاکہ تمہیں نہ پھنسے۔ پورے پلے جاؤ۔ یہ نہیں کہنا مجھے کہاں جانا چاہیے۔ لہذا یہاں آ گیا۔"
 تانہ نے کہا۔
 "میں پھر کچھ کرتی ہوں۔ یہاں سے چلے جاؤ۔"
 "مجھ کی قیام سے پہلے میں آپ کو یاد دلانا چاہتا ہوں۔ پھر پال کی بے حیا کا ہارڈی گاڑی میں رہتا۔ اگر راز صاحب کے بعد تم اس شخص کو اپنا راز دار اور دہائیوں کا ساتھی بنا رہی ہو تو میں بھی اس ملازمت کو چھوڑ دوں گا۔"
 تانہ نے کہا۔
 "تم غلط سمجھ رہے ہو۔ میرے مشران ہارڈی نے مجھے ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے۔ میں نے حیا نہیں کی۔ میرا حکم ناوا رہا ہے۔ جاؤ۔ میری مالک تم کا تھا۔ بہت جلد ہو کر فرار و صاحب سے متین کو چھپا رہی ہو۔ آئندہ اپنی بن مورینا کو حاصل کرنے کے بعد فرار و صاحب ہی اس شین کو آپریٹ کریں گے۔ میرے مالک کے سوا کوئی اور شخص یہاں نہیں آئے گا۔ پھر یہ کیسے آ گیا؟"
 وہ غصے سے بولی۔
 "تم فریو کے نہیں میرے ملازم ہو جاؤ یہاں سے۔"
 ہارڈی نے کہا۔
 "یہ یہاں سے زندہ جانے کا تو ہمارا لیے مصیبت بن چلے گا۔ تمہارے۔۔۔"
 اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی پھر پال نے فضا میں پھلانگ لگاتے ہوئے ایک فلائنگ لگ ماری۔ وہ اونچا اڑتا ہوا چور دروازے سے گزرتا ہوا کمرے میں آیا پھر پھر پال کے مقابلے میں گیا۔ اپنی آنکھوں سے سیاہ بینک آڈار ایک طرف پھینکے ہوئے بولا۔
 "لوٹنے والے اپنے مقابل کی آنکھوں میں دیکھتا ہے۔ تم بھی دیکھو۔"
 پال نے اس کی آنکھوں کو دیکھا۔ اسے کچھ کوری کی احساس ہوا۔ دماغ نے سمجھا۔
 "یہ کسی جاوڑ کی آنکھیں ہیں۔ مجھے نہیں دیکھنا چاہیے۔"
 اس نے جلدی سے دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے۔ ہارڈی نے ایک گھونسا کر دیا۔ پھر دوسرا ڈور تیرا گھونسا کرتے ہوئے کہا۔
 "ہاتھ ہٹاؤ۔ وہاں کی طرح آنکھیں مالک کا مقابلہ کرو۔"

پال نے اٹھ کھڑے کر ایک ہاتھ رسید کیا۔ ہارڈی کمرہ میں گھس گیا۔ اس نے کمرے کا دوسرا ہاتھ مارا۔ شین میں طرف گھوم گیا۔ پھر اس نے دم کر ایک لٹ ماری۔ بڑی جی پی کی لٹ تھی۔ ہارڈی کی آنکھوں سے ایک کیلکس پڑ گئی۔ وہ ایک کمرے سے نکلتا پھر دوسری طرف الٹ کر شین پر چلا گیا۔
 دونوں کا قہقہہ ہنس اٹھا۔ دونوں صحت مند و لادی ہم کے لٹ تھے۔ ہارڈی ایک مانا ہوا غلط تھا۔ اپنی طبعی آنکھوں سے بھی برکت تھا۔ آج اسے تسلیم کرنا پڑا۔ پھر پال سے پھر پال سے وہ آنکھوں سے ہنسنے لگا۔ اسے صرف جسمانی قوت اور دماغی شے سے شکست ناممکن نہ ہو گا۔
 پھر پال نے پتہ زائد سے ہنسے کہا۔
 "اٹھو۔ اپنی آنکھوں کو جوڑ لو۔" یہ پھر کچھ دیر سے ساتھ دونوں کی طرح مقابلہ کرو۔"
 ہارڈی نے اب جب کہ مقابلہ کیا۔ دونوں ہاتھ بائیں کی طرح کھڑے تھے۔ ہر ایک کی طرح ایک دوسرے پر پھٹ رہے تھے۔ پھر تھوڑے بار بار۔ ہارڈی نے فوٹوں سے چڑھ رہا تھا۔ اس نے گڑبگڑ کر کہا۔
 "تانہ میری میں مجھ جڑتی ہیں اسے ختم کر دو۔ اپنا پارس کھولو۔"
 تانہ نے اس پر آنکھیں کھلی گئیں۔ اس نے بڑی جلدی سے پارس کھول کر پال کو دکھایا۔ اپنے ہاتھ کا روکا نشانہ لیا۔ لیکن ایک شکر پڑے ہی ریزاؤ زست نکلی۔ ہارڈی نے دوڑ کر اسے کچھ کرنا چاہا۔ اس کے ہاتھ پر ٹھوکر لگی۔ وہ سنبھلے سنبھلے تانہ سے چھوڑا۔ تانہ نے دوسرے چھوڑا۔ آگے سے ہاتھ بے ہارڈی کا ہاتھ پھینکے۔ دوسرے ہاتھ کی ستمی سے اسے پس کر رکھ دیا۔ وہ بے ہوش پڑ گئی۔
 پال نے فضا میں سے فائر کیا۔ ہارڈی کی لٹ میں ایک گولی پوسٹ کرتے ہوئے بولا۔
 "میں نے بھی تمہیں قتل کیا۔ ایسے موقعوں پر دشمن کو تھکا قتل کرنے کا بل بھی نہیں چھوڑتا۔"
 اس نے دوسری گولی دوسری ران میں اٹا دی۔ ہارڈی فرش پر گر کر زخموں سے لڑا تھا۔ اپنی تیزی سے خفیہ کمرے میں گیا۔ جب وہاں آیا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں دوسرے کین اور دونوں ہاتھوں میں اور دوسرے کین تھے۔ ریزاؤ کی گولیاں ہارڈی کے جسم میں آگ لگا رہی تھیں۔ کوئی اور ہوتا تو ہینک بے ہوش ہو جاتا۔ وہ ایک لڑتا ہوا تھا۔ ہاتھ کا کھولنا۔ لنگ جاؤ میں غصے والا لگا کر دونوں گولیاں کھینک کر ہارڈی کے سر میں رہنا چاہے گا۔ روک ڈیڑھ سی بات میں مان لو۔ لنگ جاؤ۔"
 مگر وہ چلا گیا۔ وہ دمٹ کے بعد واپس آیا۔ ہارڈی تکلیف کے باوجود دھڑ دھڑاتا رہا۔ پال اپنی بے ہوش مالک کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر لے کر تھانے دوسرے مطالبات بھی پورے کر دیا۔
 وہ لوٹا رہا۔ پال اپنی بے ہوش مالک کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر لے کر تھانے دوسرے مطالبات بھی پورے کر دیا۔
 وہ لوٹا رہا۔ پال اپنی بے ہوش مالک کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر لے کر تھانے دوسرے مطالبات بھی پورے کر دیا۔

ہر کفرش پر چاروں خانے چٹ ہو گیا۔ تھوڑا وقت گزرنے کے بعد بہت سارے قتلوں کی آواز سنائی دیں۔ مارن ایک گھنٹہ انتظار کرنے کے بعد اپنے آڈیوں کے ساتھ۔ دونوں پہنچا تو اس کا ہم زلہ بے ہوش ہو چکا تھا اور فرش پر ہوسہ رہا تھا۔
 تانہ نے ہوش آیا تو اس نے خود کو اپنے پیڈم کے آرام رہ بستر پر پالا۔ وہ ابھی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ پریشان ہو کر سوئے گی۔ کیا میں خواب دیکھ رہی تھی؟ کیا جو کہ ہوا وہ ایک خوب تھا؟
 اسے گزرنے سے واقعات یاد رہے تھے۔ جو کچھ ہوا وہ اس کے منہ کے غلات ہوا۔ وہ شین کی کمرے کے لئے نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے باوجود دماغ سمجھا رہا تھا جو ہوا رہا ہوا۔ ایک ہارڈی گاڑی پھر پال کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس نے پال کو غائب کرنے کے لیے خیال خوانی کی پڑاؤ کی پھر دوسرے ہی لمحے میں سر کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ وہ طویل بے ہوشی کے بعد ہوش میں آئی تھی۔ ابھی دماغ کمزور تھا۔ وہ خیال خوانی نہیں کر سکتی تھی۔ اسی وقت اس کا پیٹ بیکر بڑی مورنگ ایک ڈال کے ساتھ آیا۔ ٹرل میں تازہ پھل، خشک میوے اور دودھ اور دھین وغیرہ سب کچھ تھا۔ مورنگ نے۔۔۔ بیٹی! تم کمزور ہو گئی ہو، کچھ کھا کر دودھ پی لو۔"
 "میں یہاں کیسے پہنچ گئی۔ پال کہاں ہے؟"
 "وہ تین چھوڑ کر کہیں گیا ہے۔ بڑی جلدی میں تھا۔"
 "وہ ستر مورنگ! وہ ٹرین غلامرشتین کے لیے ہے۔"
 "کیا کمرہ میری ہوئی؟ انہیں نہیں اس کی دنگلوی پر بند کر دو۔"
 "وہ شین ایسی ہے کہ بیدارشی و فادروں کو بھی غدار بنا دیتی ہے۔"
 "ایسا ہے تو خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرو۔ وہ شین کہاں سے گیا ہے؟"
 "ابھی میرا دماغ کمزور ہے۔ اس کا سراغ لگانے کے لیے مجھے داخل ہونا پڑے گا۔ کچھ کھانا پینا ضروری ہے۔"
 وہ چل نکلتا اور دودھ پی گئی۔ مورنگ نے اسے غائب کیا۔
 "ماس نہ روکنا۔ میں تمہاری بن مورنگ ہوں۔"
 "ماس! کیا تم کو لگتی ہے تمہاری ہی خاطر وہ شین ہاتھ سے لٹ گئی۔ دماغ لٹ کر دودھ ہو گیا۔ ابھی خیال خوانی کی کوشش کر رہی تھی سر دیکھنے لگا۔"
 "مجھے سب معلوم ہو چکا ہے۔ آئرن اور ہارڈی کے آڈیوں نے تمہاری تمام خفیہ رہائش گاہوں اور کون کون کے آڈی میں پھر پال کو تلاش کیا ہے۔ وہ میں نظر نہیں آیا۔ تم سوچ کر بتاؤ۔ وہ کہاں چھپ سکتا ہے۔ ویسے ہمارے آڈیوں نے شین کے باہر جانے والے تمام راستوں کی ناک بندی کی ہے۔ وہ باہر نہیں جاسکے گا۔"
 تانہ نے پریشان ہو کر کہا۔
 "مجھے ڈر ہے کہ میں وہ شین نے کر فرما دے کہ پاس نہ پہنچ جائے۔"
 مورنگ نے پوچھا۔
 "تم نے ہارڈی کی آنکھوں کو فرما دیا کہ کیا میں

نہیں بتایا؟

تانا کے حواس پر پھر دی آنکھیں چمکائیں۔ اس نے کہا: "فریاد نے اپنی رہائش گاہ تک پہنچنے نہیں دیا۔ پھر یہی سن آنکھوں کو پست کیسے بتائی؟"

"تم پٹر پال کی آواز اور لب و لہجہ یاد کرو۔ میں اس کے لب و لہجے کو یاد کروں گی۔ پھر تانا بن کر اسے مخاطب کروں گی۔ کچھ تو معلوم ہو گا وہ ذیل نمک حرام کہاں مر رہا ہے۔"

تانا سر جھٹکائے آنکھیں بند کر کے پٹر پال کا تصور کرنے اور اس کے لب و لہجے کو دہرانے لگی۔ اس نے خود کو کھینچا کھینچا سامعوں کی ہیر خوش ہو کر پوری "میں خیل خولی کر سکتی ہوں" ایسی ہی پال کے پاس پہنچی تھی اس نے سانس روک لی۔

اس نے پھر پال کو مخاطب کیا۔ وہ بولا: "میری مالک! میں حاضر ہوں۔" اس نے پھر سانس روک لی۔ تانا نے پھر مخاطب کیا۔ یہ کیسا "حرکت ہے؟"

"میری مالک! میرے فون کا انتظار کرو۔"

اس نے پھر دماغ سے نکال دیا۔ تانا بھنبھلا گئی۔ سوچتا ہے کہنا۔ "مک بنت بست جا لک ہے۔ میں نے چکیسے سے معلوم کیا وہ ایک پارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں سمجھ رہی تھی کہ مشین کے پاس ہو گا۔"

دس منٹ کے بعد فون کی گھنٹی سنائی دی۔ تانا ریسپونڈ اٹھا کر بولی۔

"ہیلو۔"

آواز سنائی دی۔ "میری مالک! میں حاضر ہوں۔"

"فون کے ذریعے کیوں بات کر رہے ہو؟"

"تمہاری بھلائی کے لیے۔ میں دماغ کا دوازہ تمہارے لیے کھولوں گا تو کوئی دوسرا چکیسے سے آکر مشین کا ٹھکانا معلوم کرے گا۔"

"صرف میں تمہارے دماغ میں آؤں گی۔"

"سواری تم قابل اعتماد نہیں رہیں۔"

"کیا بھوسا کر رہے ہو؟"

"تمہارے ساتھ آنے والے اجنبی نے تم کے کماک ہارڈی کی آنکھیں یاد کرو اور مجھے تم کو وہ تم جیج جیج ختم کرنے کی تحقیر اور لب ہی میں سمجھ گیا تھا، تم اپنی ہی کی طرح محروم ہو چکی ہو۔ ان حالات میں صرف ایک شرط پر مجھ کو سہارا دے گا۔"

"بولو، کیا شرط ہے؟"

"تم فریاد صاحب کو تمام حالات سے گاہ کرو، یا مجھے ان کا پتا بتاؤ۔"

وہ یقین محرز شیطانی آنکھوں کے طلسم سے نکالیں گے جب تم ناراض ہو جاؤ گی تو میں پہلے کی طرح تمہارے جرحم کی تعمیل کروں گا۔"

"تم فریاد صاحب کو تمام حالات سے گاہ کرو، یا مجھے ان کا پتا بتاؤ۔"

"میں صرف تم کو وہ تم جیج جیج ختم کرنے کی تحقیر اور لب ہی میں سمجھ گیا تھا، تم اپنی ہی کی طرح محروم ہو چکی ہو۔ ان حالات میں صرف ایک شرط پر مجھ کو سہارا دے گا۔"

"بولو، کیا شرط ہے؟"

"تم فریاد صاحب کو تمام حالات سے گاہ کرو، یا مجھے ان کا پتا بتاؤ۔"

"میں صرف تم کو وہ تم جیج جیج ختم کرنے کی تحقیر اور لب ہی میں سمجھ گیا تھا، تم اپنی ہی کی طرح محروم ہو چکی ہو۔ ان حالات میں صرف ایک شرط پر مجھ کو سہارا دے گا۔"

"یہ تم فریاد کے والد اکب سے بن گئے؟"

"میں صرف تمہارا دانا دار ہوں۔ اگر فریاد صاحب تمہیں نقصان پہنچا دے تو تمہاری خاطر ان سے بھی گڑبازوں کا یقین ہے میرا ایمان ہے کہ تمہیں موجودہ دلدل سے فریاد صاحب ہی نکال سکتے ہیں۔"

تانا سوچ میں پڑ گئی۔ سوچتا ہے کہ اس سے کونسا بھی فریاد صاحب اس سے دائمی رابطہ قائم کریں گے۔ پھر میں فریاد کے لب و لہجے میں اس سے بات کروں گی۔

پٹر پال نے پوچھا: "میری مالک! خاموش کیوں ہو؟ میرے لیے غلط ہر جہر رہا ہے۔ دشمن خاص ذرا سے معلوم کر سکتے ہیں کہ کہاں سے بات کر رہا ہوں۔ بہتر ہے، تم ریسپونڈ نہ کرو۔ اب میں بہت دور کی دیکر علاقے میں جا کر فون کروں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ ایک کی بار تانا اور مورینا کو آدھے گھنٹے تک انتظار کرنا پڑا۔ پھر فون کی گھنٹی سنائی دی۔ تانا نے جلدی سے ریسپونڈ اٹھا کر غصے سے پوچھا: "کیا یہ تم ہو؟ تم نے اتنی دیر انتظار کیوں کر دیا؟ کیا میں تمہاری ملازمہ ہوں؟"

"تم ہنسی مذاق پر ہر ہی میں ریسپونڈ کر رہی ہو؟ تم نے گڑباز کرنا پھر مشین کے خفیہ مقام تک گیا۔ مشین کے چاروں حصوں کو کچا کیا۔ پھر ان کے درمیان ایک ناٹھم کر دیا۔"

تانا نے جیج جیج پوچھا: "ناٹھم؟ آخر کیوں؟"

"اس لیے کہ دشمن مجھے کسی بھی عملی فون پوچھ میں پھرنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ تم یہ بات ان شیطانی آنکھوں والوں تک پہنچا دینا میں نے ناٹھم کی تلاش کے لیے بچاؤ سنٹ کا وقت سوٹ کر دیا ہے۔ اگر کسی نے مجھے گڑباز کیا اور میں بچاؤ سنٹ سے پہلے وہاں نہ پہنچاؤں ایک زبردست دھماکا ہو گا اور مشین کے پڑنے سے پڑنے ہو جائیں گے۔"

مورینا غصے سے جیج جیج کر بولی۔ "تانا! یہ تم نے کسی سہیلے... کو ہارڈی گارڈ بنالیا ہے۔ اس سے کہو، فوراً چلے اور ناٹھم کو آف کرے۔"

تانا نے کہا: "پال! ابھی فریاد صاحب تم سے دائمی رابطہ قائم کریں گے۔ تم فوراً جا کر ناٹھم کو آف کرو۔"

"میں جا رہا ہوں۔ لیکن میرے دماغ میں کوئی بھی فریاد صاحب بن کر بول سکتا ہے۔ اس لیے میں ان کے ٹو پر ہوشیار کرنا پسند کروں گا۔ دیش آل۔"

اس نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ دو دنوں پہنچیں تھلا کر گئیں۔

اُدھر ہارڈی کی ریلوں سے گولیاں نکال دی گئی تھیں۔ وہ اپنے ہی ایک براؤنیٹ اسپتال میں پڑا ہوا تھا۔ اگر ایک بھائی زخمی ہوتا تھا تو قدرتی طور پر دوسرا بھائی زخموں سے اٹھنے والی میسوں کو محسوس کرتا تھا۔ دوسرے طرف آٹرن اپنے زخمی پہلو کی تکلیف محسوس کر رہا تھا اور بار بار بستر پر گر جاتا تھا۔ مورینا آٹرن کے لیے پریشان تھی۔ اگر وہ مشین اٹھ جاتی

تو دونوں بھائی اپنی ساری دھک بھاری بھول جاتے۔ لیکن مشین بھی کہ

خواب ہوتی جا رہی تھی۔ پٹر پال کی کواپنے دماغ میں آنے نہیں دیتا تھا۔ پالٹی سوچ کی رول کو محسوس کرتے ہی پوچھتا تھا: "کیا فریاد صاحب کا پتا بتا رہی ہو؟"

جواب میں کوئی دوسری بات کسی جاتی تھی تو وہ سانس روک لیتا تھا۔ سے پھر دینے کے لیے کٹا دیا جاتا تھا۔ وہاں پہنچا تو اسے چاروں طرف سے گھیرا جاتا تھا۔ لیکن اس نے پہلے ہی خطرے کی گھنٹی بجادی تھی کہ وہ جب بھی فون کرنے یا ملاقات کرنے غصہ پناہ گاہ سے نکلے گا تو مشین کو ناٹھم سے شک کر کے آئے گا۔

دونوں بھائیوں کو دونوں بہنوں کے لیے بڑی مشکل ہو رہی تھی۔ مشین لگے میں بڑی کی طرح ایک ایک بھی داسے لٹکا جاسکتا تھا۔ ناٹھم جاسکتا تھا۔ لیکن دونوں اور دو راجن گز گئیں۔ ہارڈی کے زخم اتنی جلدی بھر نہیں سکتے تھے۔ لیکن تکلف کم ہو گئی تھی۔ وہ پیسوں والی کرسی پر بیٹھ کر اور کم زور آٹرن اپنے پردے سے مل کر اُدھر اُدھر جانے کے قابل ہو گئے تھے۔ ایسے ہی وقت یہ دھماکا نیز اطلاع ملی کہ فون نے آٹرن کے تمام خفیہ آڈیو کو گھیر لیا ہے۔

آٹرن چاروں طرف سے گھیر گیا تھا۔ ان کے غلات بیان دینے والی لیڈی کرنا کا ہارڈی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لہذا وہ گڑباز سے بچ گیا۔ آٹرن نے مورینا کو کھیلایا۔ "تم تانا اور ہارڈی سے رابطہ قائم کرو۔ خوبی ہو تو تمہیں دو ہی راتوں میں سے کسی ایک رات سے ملے جائیں گے۔ ہارڈی اپنے جان تانا بھیجے گا۔ تانا ان کے ساتھ رہے گی۔ رات سے میں فوجیوں سے پہنچ کر نہایت دلالتے گی اور ہارڈی کے ایک خفیہ آڈیو میں پہنچانے کی تیزانہ کو ہارڈی کے کہیں کے ساتھ رہنا چاہیے کسی مرتبے پر اس کی ٹیلی پیچی بھی کام آسکتی ہے۔"

آٹرن اور ہارڈی کا یہی غصہ آپریشن تھا جس نے میرے آپریشن کو ناکام بنا دیا تھا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تانا اپنی بہن کی طرح محروم ہو کر میرے خلاف آپریشن میں حصہ لے گی۔ جب میں نے اس کے دماغ پر دستک دی تو اس نے کہا: "فریاد! اپنا بھی پلے جاؤ۔ میں تھوڑی دیر بعد تمہیں ایک خوش خبری سناؤں گی۔"

وہ بہت خوش تھی۔ اسے مشین کے چلنے کی پروا نہیں تھی کیونکہ بیماری بہن کی تھی۔ وہ دوسرے فوجیوں کے ساتھ اپنی گاڑی میں آئی۔ پتا چلا کہ ٹرانسک جوائنٹ فائرنگ کے دوران اس گاڑی کا ایک ہیڈ پتہ سے لاپتہ ہو گیا ہے۔ وقت کم تھا۔ مخالفت ہارڈی کا خوف تھا۔ وہ فوراً ہی مورینا کے ساتھ گاڑی سے نکلے۔ دھوئیں کے وسیلہ ریلوں سے گزرتے ہوئے ایک کام کے پاس پہنچی۔ اس کا کچھلا دوازہ کھول کر مورینا کے ساتھ بیٹھ گئی۔ اس کے مسلے ساتھی نے پھر سے اگلا دوازہ کھولا۔ پھر ایشیہ ٹریک سیٹ پر بیٹھے ہوئے شخص کو ریلواری کی زد پر رکھ کر بولا: "فریاد! چلو، ورنہ

گولی مار دوں گا۔"

اس شخص نے پانچ کونڈ میں دیا۔ اسے اطمینان سے سلگایا۔ تانا نے غصے سے کہا: "گاڑی چلاؤ، ورنہ دھک پڑی میں زلزلہ پیدا کروں گی۔"

اس نے پانچ سے ایک کش کیا۔ پھر دھواں پھوٹنے سے ہونے لگا۔ پلٹ کر بولا: "اشرفیٹل جاسوس مکمل پائزے کی گاڑی میں بیٹھے جلنے لگے۔ خاموش بیٹھے رہو۔"

یہ ہوا واقعات پیش آ رہے تھے۔ ان واقعات کے دوران اسے مشین اور مورینا کے لیے دوسری جگہ ہی بہت کچھ ہو رہا تھا۔ اس کے متعلق بھی سننے، ابھی یہ سمجھنا مشکل تھا کہ مشین اور دو بہنیں کس خوش نصیب کے ہاتھ لگیں گی۔

پٹر پال کو اطلاع ملی تھی کہ اتنی خاموشی اور دلزدہ کاری سے بچا ہے مارنے کے باوجود ہارڈی پھر ہے۔ خطرناک غوی عمل جاننے والا آٹرن گرفتار ہو چکا ہے۔ لیکن مورینا جواصل مرہو تھی اسے اخراج کر لیا گیا ہے۔ اسے حاصل کرنے کے لیے پٹر پال نے بڑے سخت احکامات جاری کیے ہیں۔ پورے ملک میں ریل پالڈ سے تعلق رکھنے والوں کو عارضی طور پر گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ماسک مین سے کسب کیا گیا تھا کہ آئی بارہ گھنٹے تک اس کا کوئی ٹیڈا یا ہیل کا پٹر کسی مائیل روٹ میں نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی کسی فلائنگ کلب سے پرہیز کرے گا۔ اس امر کی پینڈول پر بھی ہی پابندی عائد کر دی گئی تھی۔

میرے مسلے تک فریاد پڑ پڑ رہا تھا۔ اسے اس کی رہائش گاہ میں نظر بند کر دیا گیا تھا۔ اس کی تمام ٹرانسپورٹ اور سیل کا پٹرول کو کڑی تحویل میں لے لیا گیا تھا۔ اس طرح پٹر پال نے مجھے حاصل ہونے والی سمولٹوں کو ختم کر دیا تھا۔ وہ کہیں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ میں اس کے دماغ میں رو کر اس کی عازرہ پانڈیوں کا کوڑا تار مارا ہوں۔

جب مورینا میرے ہاتھ سے نکل گئی اور تانا نے مجھے دماغ میں کٹنے سے روک دیا تو میں آیا اسے دائمی جیجے پہنچاؤں۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک تو وہ بار بار سانس روکتی، دوسرے مورینا سے سختیاتی، اگر کسی سلوک مورینا سے کتا تو تانا دے سکتا تھا۔ ان کے مسلے ساتھی اٹھتے ہی ہوش کر دیتے۔ پھر میری ٹیلی کام نہ آتی۔ سب سے اہم بات یہ کہ میں تانا کو نقصان پہنچا کر دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ صرف مورینا کی محبت میں عارضی طور پر مجھے لگ ہوئی تھی۔ پھر میری ہی طرف لوٹ کر آنے والی تھی۔ میں نے سوچا۔ مجھے میرا کام پانچ اور پٹر پال کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہیے کہ اب وہ مورینا تک کیسے پہنچے گا۔

میں پٹر پال کے پاس پہنچا۔ وہ فائر میٹر پر ہلکے ہلکے سے کھد کھد تھا۔ جب تھا دماغ پر کتاب ہے کہ ہم جاسوس مکمل پائزے کے ذریعے مشین تک پہنچیں گے۔ تو مورینا کے لیے کیوں بیکار ہے؟ ہو اس جاسوس کے ساتھ سلسلے کی طرح لے رہا۔

جب مورینا میرے ہاتھ سے نکل گئی اور تانا نے مجھے دماغ میں کٹنے سے روک دیا تو میں آیا اسے دائمی جیجے پہنچاؤں۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک تو وہ بار بار سانس روکتی، دوسرے مورینا سے سختیاتی، اگر کسی سلوک مورینا سے کتا تو تانا دے سکتا تھا۔ ان کے مسلے ساتھی اٹھتے ہی ہوش کر دیتے۔ پھر میری ٹیلی کام نہ آتی۔ سب سے اہم بات یہ کہ میں تانا کو نقصان پہنچا کر دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ صرف مورینا کی محبت میں عارضی طور پر مجھے لگ ہوئی تھی۔ پھر میری ہی طرف لوٹ کر آنے والی تھی۔ میں نے سوچا۔ مجھے میرا کام پانچ اور پٹر پال کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہیے کہ اب وہ مورینا تک کیسے پہنچے گا۔

میں پٹر پال کے پاس پہنچا۔ وہ فائر میٹر پر ہلکے ہلکے سے کھد کھد تھا۔ جب تھا دماغ پر کتاب ہے کہ ہم جاسوس مکمل پائزے کے ذریعے مشین تک پہنچیں گے۔ تو مورینا کے لیے کیوں بیکار ہے؟ ہو اس جاسوس کے ساتھ سلسلے کی طرح لے رہا۔

جب مورینا میرے ہاتھ سے نکل گئی اور تانا نے مجھے دماغ میں کٹنے سے روک دیا تو میں آیا اسے دائمی جیجے پہنچاؤں۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک تو وہ بار بار سانس روکتی، دوسرے مورینا سے سختیاتی، اگر کسی سلوک مورینا سے کتا تو تانا دے سکتا تھا۔ ان کے مسلے ساتھی اٹھتے ہی ہوش کر دیتے۔ پھر میری ٹیلی کام نہ آتی۔ سب سے اہم بات یہ کہ میں تانا کو نقصان پہنچا کر دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ صرف مورینا کی محبت میں عارضی طور پر مجھے لگ ہوئی تھی۔ پھر میری ہی طرف لوٹ کر آنے والی تھی۔ میں نے سوچا۔ مجھے میرا کام پانچ اور پٹر پال کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہیے کہ اب وہ مورینا تک کیسے پہنچے گا۔

میں پٹر پال کے پاس پہنچا۔ وہ فائر میٹر پر ہلکے ہلکے سے کھد کھد تھا۔ جب تھا دماغ پر کتاب ہے کہ ہم جاسوس مکمل پائزے کے ذریعے مشین تک پہنچیں گے۔ تو مورینا کے لیے کیوں بیکار ہے؟ ہو اس جاسوس کے ساتھ سلسلے کی طرح لے رہا۔

جب مورینا میرے ہاتھ سے نکل گئی اور تانا نے مجھے دماغ میں کٹنے سے روک دیا تو میں آیا اسے دائمی جیجے پہنچاؤں۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ ایک تو وہ بار بار سانس روکتی، دوسرے مورینا سے سختیاتی، اگر کسی سلوک مورینا سے کتا تو تانا دے سکتا تھا۔ ان کے مسلے ساتھی اٹھتے ہی ہوش کر دیتے۔ پھر میری ٹیلی کام نہ آتی۔ سب سے اہم بات یہ کہ میں تانا کو نقصان پہنچا کر دشمن نہیں بنانا چاہتا تھا۔ وہ صرف مورینا کی محبت میں عارضی طور پر مجھے لگ ہوئی تھی۔ پھر میری ہی طرف لوٹ کر آنے والی تھی۔ میں نے سوچا۔ مجھے میرا کام پانچ اور پٹر پال کے طریقہ کار کو سمجھنا چاہیے کہ اب وہ مورینا تک کیسے پہنچے گا۔

اس نے کہا: "میرا علم غلط نہیں کہتا۔ میں مجسم پھر کر دوبارہ منگل پاؤں کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ ابھی میں نے اسے ہول کی ایک ریشل کا میں دیکھا ہے۔ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کا کچل سیٹ پھر مورتیا اکلانی دی تھی۔"

میں اور سب باسٹر دونوں ہی چونک گئے۔ اس نے پوچھا "مہدی بتاؤ؟" کن رستوں سے وہ کار گزر رہی ہے۔ تمام نظروں سے اوجھلی نہ رہے۔ اب میرا سٹر اپنے تمام ذرائع سے منگل پاؤں کے کار کو گھیرنے والا تھا۔ میں نے فوراً کار اسٹارٹ کی۔ پھر اس کی طوف دھڑکاتے ہوئے کار سے پہلے ہی اس کے واماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ماس روکنے والا تھا۔ مخصوص کوڈرڈر سن کر بولا: "میں بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں۔ میری کالیا بچی جانتے طریقوں سے لالام ہے۔ ساتھ میں ایک ریلو اور والا بھی ہے۔"

میں نے پاؤں کے ذریعہ کہا: "تیار! انھیں معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ کار ڈرائیو کرنے والا میری آدمی ہے۔"

ریلو اور والے نے کہا: "ٹھیک ہے۔ اب میرا کار مارا ہے۔ اُدھر بیٹے ہو۔"

میں نے اس کے واماغ میں پہنچ کر ریلو اور کو کھڑکی کے باہر بیٹیک دیا۔ پھر اس کے ذریعہ کہا: "مورتیا اور شاناز! ہم نے اسے! تم پر کوئی زبردستی نہیں کی۔ لیکن اب اغلاہ ہو رہا ہے کہ ایک بہن کی فلاح دوسری بہن بھی آئرن ہارڈ کی چال میں آگئی ہے۔۔۔۔۔ تنازعہ میری ہوئے کا دعوئی کر لے۔ ہواور دشمنوں کا ساتھ دیجی ہو۔"

وہ دوڑ پھڑپھڑا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعہ ہارڈی کو بتایا۔ کہ ان کی کار پر فریاد کا قبضہ ہو چکا ہے۔ ہارڈی نے کہا: "فراد کے ساتھ جاؤ۔ مجھے اطمینان ہے۔ تم دونوں ہنوں کی وفاداریاں ہم دونوں جھائیوں کے لیے ہمیشہ رہیں گی۔ ہم تمہارے ذریعہ فریاد تک پہنچ سکیں گے۔"

تنازعہ نہ پریشان ہو کر پھر چلا۔ کیا تم فراد کو نقصان پہنچاؤ گے؟ نہیں، البتہ کرو گے تو میں مر جاؤں گی۔"

"میں تمہارے فراد کو کسی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ تمہاری طرح اسے بھی دوست بناؤں گا۔ لیکن جو فراد اسے ہماری دوستی کے متعلق کچھ دیتا ہے۔"

میں نے پوچھا: "تنازعہ غاش کیوں ہو؟ کیا واماغ میں آؤں؟"

وہ چونک کر بولی: "آں۔ نہیں، واماغ میں نہ آؤ۔ میں سوچ رہی ہوں۔ تم اس کا رول اور بیٹیک کر چھا۔ کیا اسے بھی زحمت کر دو۔ اور تم ہنوں کو کسی محفوظ مقام تک پہنچا دو۔"

میں خوش ہو گیا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ پردہ کیا ہو رہا ہے۔ اور دشمن کس طرح ان ہنوں کے ذریعہ مجھے تک پہنچاتا ہے۔ میں نے کہا: "پاؤں کے اگلا سٹی کر اس کے گاڑی کو کوئی آ رہا ہوں۔"

چرخ ہرام گھولی کے پاس آیا۔ وہ لاسا پائے سے منگل پاؤں کے کاغذ کر رہا تھا۔ ان دو گاڑیوں کے درمیان کئی اور گاڑیاں تھیں۔ میں نے اس کے سپن

کے ساتھ ٹکا ہوں کو بھی بٹکایا۔ اس کے ہاتھ سے اسٹیرنگ ہلک گیا۔ وہ ساتھ والی کار سے ٹکرا۔ دوسری کار میری کھڑ سے ٹکرائی۔ پھر گرنے لگی۔ وال گاڑی کچھ دیر تک کھڑ رہی۔ کچھ دیر میں میری کار پاؤں کے کار کے آگے رگ گئی تھی۔ دونوں بینس دوڑتی ہوئی میری کار میں آئیں۔ میں گاڑی آگے بڑھا کر رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

پچھلے رگ جانے والا ٹریفک بحال ہو گیا تھا۔ ہرام تیزی سے گاڑی ڈرائیو کرتا ہوا آیا۔ پاؤں کے کار سے نکل کر تیزی رستوران میں جا پہنچا تھا۔ وہ گرنے کر بولا: "ہائٹ۔ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔"

پاؤں نے سر کھٹکا کر دیکھا۔ ہرام اپنی گاڑی سے نکل کر آ رہا تھا۔ اس نے پوچھا: "تمہارے ہاتھ میں ریلو اور نہیں ہے۔ پھر تم نے مجھے ہائٹ کیوں کیا؟ ہرام نے کار کے اندر جھانکنے کے بعد پوچھا: "مورتیا کہاں ہے؟"

"کیا یہ تمہاری بہن کا نام ہے؟"

"میں تمہارا سہ توڑ دوں گا۔ میں نے اسے اس کار کی بچلی سیٹ پر دیکھا تھا۔"

"مے جانی! گھولی! تم خواہ توہا کیوں میرے پیچھے بیٹے ہو۔ مجھے کسی مورتیا سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ جب کہ میں صرف افسانہ مشین کے عشق میں بہاں آیا ہوں۔"

ہرام گھولی کی فرام فرم کر گیا۔ کار کی بچلی سیٹ کی طرف دیکھ کر بولا: "یہ شک تم میرے علم کے مطابق مشین تک پہنچو گے۔ میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔ لیکن میں نے تمہاری کار میں مورتیا کو دیکھا تھا۔ پانیر میرے دوست بن جاؤ۔ مجھے کچھ نہ بچاؤ۔"

"میں ہماری تمہاری نئی دوستی کی قسم کھاتا ہوں۔ میں کسی مورتیا کا سایہ تک نہیں دیکھتا۔ میرے ایک احمات جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ جس شخص کے پاس مشین ہے، وہ سامنے والے رستوران کے بار میں بیٹا رہا ہے۔ مجھے میں جھوک لگ رہی ہے۔"

ہرام نے اس کا بازو پکڑ کر کہنے ہوئے کہا: "جب مشین والا رستوران میں ہے تو یہاں وقت ضائع کیوں کر رہے ہو؟ جلدی چلو۔"

وہ پاؤں کے ایک جھل میں دوڑنے لگا۔ اس طرح رستوران کے دروازے پر آیا۔ اسے چھوڑ دینے "مکل سے کام لو۔ مشین والا تمہاری گود میں اتنا بڑا بیٹہ دیکھ کر ہلک جلتے گا۔"

اس نے پاؤں کے کوز میں پھر ڈاکرتے ہوئے کہا: "کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟"

"میں اسے صورت شکل سے نہیں پہچانتا ہوں۔ مگر اس کی بعض خصوصیاتوں سے پہچان لوں گا۔ مگر تم اسی طرح سوالات کرتے رہے تو وہ نکل جائے گا۔"

وہ دونوں رستوران میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک صاحب بیٹے والوں کا ڈرائیو بنا ہوا تھا۔ باقی دو رنگ ڈرائنگ ہال نظر آ رہا تھا۔ فوجیان والوں

اور ان کے ہوائے فریڈنڈ کی اچھی خاصی تعداد تھی۔ مگر ہٹ اور سکا کے مٹھوں میں سے مائل دھندلا رہا تھا۔ کھانے والے میزوں کے اطراف میں بیٹھ ہوئے تھے۔ بیٹے والے بھی چل رہے تھے۔ کسی مری جوانی کے ساتھ میز پر آ جاتے تھے۔ وہیں بیٹر ہال بھی تھا۔

پاؤں نے تقریبی مشین والے کے متعلق جھوٹ کہا دیا تھا۔ وہ جھوٹ اس کی تارنگی میں پھرتا تھا۔ اس نے بیٹر ہال کو پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ ہی کسی اس کے متعلق کچھ سنا تھا۔ لیکن ہال اسے دیکھتے ہی چونک گیا۔ پچھلے دونوں سے انٹرنیشنل جاسوس منگل پاؤں کے تصویریں اخبار میں شائع ہو رہی تھیں۔ اس کا بیان علی حروف میں شائع ہوا تھا کہ وہ اس ملک میں ٹرانسفارمیشن کا قہقہہ تمام کرنے آیا ہے۔ اور جلد ہی اس مشین کو یہاں سے لے جائے گا۔

منگل پاؤں نے ہال کو دیکھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔ ہال نے فوراً منگھایا۔ پاؤں نے آخر پس منگل پاؤں کی نظریں ہلنے والے کو جرم سمجھا تھا۔ ہرام گھولی نے پوچھا: "کیا وہ نظر آیا؟"

پاؤں نے ناگوری سے کہا: "میرا جھوک سے بڑا حال ہے کچھ کھانے پینے دو۔ نظریں دور کرنے دو۔۔۔ وہ یہاں ہے تو مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔"

وہ دونوں ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ ہرام نے بہترین کھانوں کا آرڈر دے کر کہا: "تم جاؤ تو ریلو اور رستوران کھاؤ۔ مگر اسے جلدی نہ کرو۔ نکلنے کی کوشش کرو۔"

منگل پاؤں نے اس سے پچھا: "جھانکے کے لیے کہا۔ وہ جو باکونڈر کے ساتھ لگا کھڑا ہے۔ تمہارے جیسا لہا کر لگتا ہے۔ اس پر مجھے شبہ ہے۔"

میز پر کھانے کی ڈشیں رکھی جا رہی تھیں۔ ہرام نے کہا: "اس سے باتیں کرو۔ ہو سکتا ہے، تمہارا شبہ درست ہو۔"

پاؤں نے کھانا شروع کر دیا۔ ہرے ہوئے کہا: "دنیا کی کوئی بھی مشین انسان کے پیٹ سے زیادہ اچھ نہیں ہے۔ مجھے پیٹ جھرنے دو۔"

کتنی ہی اڑکیاں اور لڑکے پاؤں کے کونچے رہے تھے۔ کوئی دود سے مسکرا کر ہائے، کہہ کر ہاتھ ہلاتی تھی۔ کوئی قریب آ کر پوچھتی تھی آپ منگل پاؤں سے کیا ہے؟"

وہ فرسے پر لڑکے جواب دیتا تھا: "ہاں۔ میں ہی وہ جاسوس ہوں۔"

ایک لڑکی نے پوچھا: "کیا یہ واقعی درست ہے؟ کیا ایسی کوئی مشین ہے جو ایک آدمی کی صلاحیتیں دوسرے کے واماغ میں منتقل کر دیتی ہے؟"

وہ قہقہہ جاتے ہوئے بولا: "اگر ایسی مشین نہ ہوتی تو میں بھی یہاں نہ ہوتا۔ میں وہ مشین حاصل کرنے رستوران میں آیا ہوں۔"

لڑکیاں خوش ہو کر تیار کیا۔ بجانے لگیں۔ ہرام گھولی نے غصے سے کہا: "تم کہتے ہو کہ جاسوس ہو۔ وہ مشین والا لٹنے کا تو یہاں سے بھاگ

جائے گا۔"

بیٹر ہال وہاں سے جانے ہی والا تھا۔ ہرام جلدی سے اٹھ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔ پھر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا: "مجھے ہرام گھولی کہتے ہیں۔ اور تمہاری تعریف؟"

پال نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا: "تم مجھ سے تعارف حاصل کرنا کیوں چاہتے ہو؟"

"ہم دونوں قدر اور پورے پلان کے ہم کے ملک ہیں۔ باقی یہاں سب بچ رہی ہیں۔ میں شہر میں۔ آخر شہر سے ہی دوستی کر سکتا ہوں۔"

"تم مجھ سے دوستی کیوں کرنا چاہتے ہو؟"

"تم عجیب آدمی ہو۔ سوال کیے جا رہے ہو۔ اپنا نام تو بتاؤ۔ کون ہو، کہاں رہتے ہو؟"

"اگر میں نہ بتاؤں تو؟"

ہرام گھولی نے بیٹیک سے کار نکال کر دکھاتے ہوئے کہا: "انٹرنیشنل فوجیوں، تمہاری بہن اسی میں ہے کہ مجھے مشین تک لے چلو۔"

"میں غلط فہمی ہوں ہے۔ میں مشینوں کا ڈرائیو نہیں ہوں۔"

ہرام نے دوڑ بیٹھے ہوئے پاؤں کے طرف اشارہ کر کے کہا: "وہ بہت پہنچا ہوا جاسوس ہے۔ دوسرے بین الاقوامی اسمگلروں کو کھانا پینا ہے۔ جس پر ان کی کھڑکی ہے۔ وہ ضرور غریم ثابت ہوتا ہے اور اس نے تم پر ان کی لکھ دی ہے۔"

پال نے غصے سے کہا: "وہ کہانی باگل کا ہے۔ تم اسے جتنے پیٹے۔ انٹر ہو کر اس کی باتوں میں آگئے ہو۔ تمہیں انٹرنیشنل ڈیوٹی دینے والا بھی باگل ہی ہوگا۔" ہاں، وہ بہت ہی خطرناک باگل ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کیا کوسک کہنے گا، یہ بعض حالات میں بتا دے گا۔"

"میں چنے کو تیار ہوں۔ مگر کسی شے کی بنا پر حالات میں نہیں رکھ سکو گے۔"

ایسے وقت میں دونوں ہنوں کو لے کر اپنی خفیہ رانش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ میرے عقین کے مطابق کوئی وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تھا۔ میں نے مطمئن ہو کر سوچا۔ اب منگل پاؤں کے اور غلام باگی کی خبریں معلوم کرنا چاہیے۔ جب میں پاؤں کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا۔ ہرام گھولی اس کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چرخ ہرام کے پاس آیا تو مجھے بیٹر ہال کی آواز سنائی دی۔ وہ ہرام کے ساتھ قریبی پولیس اسٹیشن جانے کو تیار تھا۔

میں نے ہال کو مخاطب کیا۔ اس نے شروع کے ذریعہ کہا: "میری مالکہ! تم فراد صاحب کی آواز بنا کر بولی رہی ہو۔"

یہ کہنے ہی اس نے سانس روک لی۔ میں نے تعجب سے سوچا۔ کیا یہ مالکہ ہے، ہال تو شاندار بھانجرا ہے۔ اس کا دونا دار و ماں تیار ہے۔ پھر تنازعہ کیوں کر رہا ہے۔ اس کی بات سے بتا جاو کہ اس سے رابطہ قائم کرنا چاہتی ہے۔ مگر وہ واماغ میں جگ نہیں دیتا ہے۔ اسے شبہ ہے کہ

میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر ایک مہری ماسٹیجی - تیار کر ڈھیل
دے کر ایک زبردست دھوکا کھا چکا تھا۔ دشمنوں کو موجودہ رہائش گاہ
لاطم ہو گیا تھا۔ ویسے اب بھی کچھ گزر گزرنے کی گنجائش تھی۔ میں دونوں کو

میں نے ایک ایشیا تھا اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ دوسری طرف

تاج مگنے۔ وہ جبکہ اگر میرے بازوؤں میں آئی۔ پھر بے ہوش ہو گئی۔

پہڑ پال کسی شہر زور کے سامنے جھکا نہیں جانتا تھا۔ بہرام گنگولی

ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ وہ تینوں قریبی خانے میں آئے۔ ہر ام گنگولی نے انھیں حالات میں بھیجا۔ پھر ایک کمرے میں فرانسسٹر کے ذریعے پھر ماسٹر سے باتیں کرنے ملا گیا۔

آہنی سلاخوں کے پیچھے بیڑیاں نے گھور کر منگل ہانڈے کو دیکھا۔ چرنا گوری سے پوچھا: "تم نے اس سر میرے افسر کو میرے پیچھے کیوں لگا لیا؟" ہانڈے نے کہا: "وہ میرے پیچھے بھی پڑا ہوا ہے۔ وہ ستاروں کی ہال دیکھ کر تعین سے کمر لہے کر مشین میرے ذریعے حاصل ہو گی۔ میں نے تو اس مشین کی صورت تک نہیں سمجھی ہے۔ ہر گز وہ خدک نہ تھا۔ میں نے بیچا چھڑنے کے لیے کمر دیا۔" مشین تمھارے پاس ہے۔"

بالہ نے پریشان ہو کر پوچھا: "کیا تم بھی کوئی طرح جانتے ہو؟" اس نے ہنسنے سے کہا: "ہا ہا ہا۔ میں شکاری کو بوسٹھنے والا شکاری نہ ہوں۔ میں یہاں آؤں بننے سے کیا فائدہ ہوگی کام نہ آئے۔ اس سے اچھا ہے آؤں کتابتیں جانے۔ میری طرح بڑے بڑے کرانے کو انجام دے سکتا ہے۔"

"میں پوچھتا ہوں، تم نے مشین کے سلسلے میں مجھے کیوں پھنسا لیا ہے؟" "میرے پھنسلنے سے کیا ہوتا ہے، اگر تمھارے پاس مشین نہیں ہے، تو تمھارا کچھ نہیں ہو سکتا گا۔"

"تھیں دیکھ کر تعین نہیں آتا کہ تم بین الاقوامی شہرت رکھنے والے جاسوس ہو۔"

"اگر تعین نہیں ہے تو مشین کے سلسلے میں ٹوٹے کیوں ہو؟" منگل ہانڈے کا جواب دینے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ بال اٹھتا تھا رہا تھا۔ وہ بار بار خود کو جھٹا تھا۔ یہ جاسوس کوئی جاوگر نہیں ہے۔ یہ بچہ پر غصہ شہ کر رہا ہے، لیکن پھر یہ سول پیدا ہوتا ہے کہ اس کم بخت کو کچھ پرہیز کیوں شہر ہو رہا ہے؟"

تھوڑی دیر بعد ایک پولیس افسر چارلس ہول کے ساتھ آیا۔ آہنی دروازہ کھول کر پلانہ چلو بیکاروں میں تعاری ظہیں ہے۔"

وہ دونوں سپاہیوں کے کمرے میں وہاں سے نکلے۔ بال کے جی میں آرم تھا۔ ان سپاہیوں کو ہلڈ پت کر لنگل جانے۔ یہ اس کے لیے شکل نہیں تھا۔ لیکن اس طرح مشین کے سلسلے میں شہادہ پڑھ جاتا۔ ابھی ایک شہر کی بات ہے۔ بعد میں وہ مفرد کہلاتا۔ پھر پوسے ملک کی پولیس اسے تلاش کرتی پھرتی۔ دشمن پہلے ہی اس کے پیچھے چڑھے ہوئے تھے۔ ان حالات میں اسے مسلسل چھپ کر رہنا پڑتا اور وہ مستقل ایسی زندگی میں گزار سکتا تھا۔ اسے اور ہانڈے کو ایک گاڑی کے پیچھے جتنے میں بھیجا گیا۔ دروازہ کو باہر سے بند کر دیا گیا۔ اندر کھنک کا احساس ہر دم تھا۔ گاڑی کے اس حصے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی یا دروازہ ان میں نہیں تھا۔ وہ دونوں اچانک ہی کھٹکے۔ انھیں ماسٹ لینے میں شہادی ہو رہی تھی۔ بال دروازے کو پیٹنے لگا۔ لیکن جلد ہی ہانڈے کے پیچھے کی طرح ڈھال ہو گیا خود

کو سنبھالنے کی کوشش کرتے کرتے گر پڑا۔ انھیں بند ہو گئیں۔ پھر اسے ہوش دیا۔

مجھے پتا نہیں تھا، ان پر کیا کر دیا ہے۔ ان بنوں نے میں اچھا کر لکھ دیا تھا۔ انھیں ماسٹر جیک جیک کرکھنے کا مسئلہ تھا۔ ایک تھانہ اس کی رہائش گاہ میں تھا۔ لیکن دشمن نے تھانے کا سر لنگ لگا سکتے تھے۔ میں نے ٹنگ فرما لیا۔ دوسرے کما۔ مجھے کسی غیبی نشانہ گاہ کی ضرورت ہے۔"

اس نے کہا: "میری حالت دیکھ رہے ہو تمھاری خاطر مجھے میرے ایک بیٹے میں نظر بند کر دیا گیا ہے۔ کوئی بات نہیں، دوستی میں ایسی آزمائشوں سے گزرتا چڑتا ہے۔ ایک بہترین پناہ گاہ کا پتا نوٹ کر دو۔"

میں نے پتا نوٹ کیا۔ غلام باقی نے میرے جے سے ایک دھن کرانہ لکھ لیا۔ اس نے مورینہ کو اور میں نے تاناکہ بازوؤں میں اٹھایا۔ دھن کی پچھلی سیڑیوں پر انھیں لٹا دیا۔ چہرہ دم وہاں سے چل چڑھے۔ فرنا نڈے نے مجھے بتایا تھا کہ کتنی پناہ گاہ کے دروازے جا بھول کے بغیر کسی طرح کھولے جاتے ہیں۔ وہاں پیٹنے کے بعد اطمینان ہو گیا۔ اس پناہ گاہ کا رخاندہ اشر کر لکھ لکھتا تھا۔ ہم نے دونوں بنوں کو وہاں پہنچا دیا۔

وہ ابھی بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ذرا ہوش میں آئے وقت میں تاناکہ کے دماغ پر قبضہ جاکر پھر اسے سلائے والا تھا۔ تاکہ اس کے خوابوں دماغ کو توڑی ممل کے ذریعے متاثر کر دیں۔ اور یہ معلوم کر دیں کہ اس نے لٹو کی میرے اور اپنے لئے تاناکہ لگاتے ہیں۔

میں نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا وہ ہوش میں آنے والی تھی۔ مجھے منگل ہانڈے اور بیڑیاں کا خیال آیا۔ اگرچہ وہ دشمن ممل نہیں تھی تاہم بہت اچھی تھی۔ اس کے ساتھ کیا ایسا نقشہ تھا جسے دیکھ کر کوئی لہر کھینچ کر اس کے کتے کتے پر سے فائب ہیں اور انھیں دوبارہ کس حسلب سے بنایا جا سکتا ہے۔

میں نے باقی سے پوچھا: "میں نے تمھیں انکجٹ کرنے والی دوا اور سرخ دی تھی۔"

"جی ہاں، میرے پاس موجود ہے۔" "مجیب یہ دونوں ہوش میں آئیں تو انھیں کھانے پینے کے لیے ضرور کچھ دینا لیکن پیٹنے سے تھیں سے اچھی طرح باندھ دو۔ تاکہ انکجٹ لگنے میں دشواری نہ ہو۔"

میں اسے ضروری دوا بات دے کر منگل ہانڈے کے پاس پہنچا۔ وہ ایک بہتر رہنما ہوا تھا۔ بہت کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ جب اس کے دماغ سے پتا چلا کہ بیڑیاں کے ساتھ میں ایسا ہی سلوک کیا گیا ہے۔ تو میں فوراً پال کے پاس پہنچ گیا۔ وہ ایک خالی کمرے میں بستر پر پڑا ہوا تھا۔ میرے پیٹنے سے چند گھنٹے پہلے ہر دم گنگولی نے اس کے ہانڈوں میں ایک دوا انکجٹ کی تھی جس کے نتیجے میں وہ اعلیٰ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔

لیتھو سلوک میں وہ بیٹوں سے کمرے والا تھا، دھجی وہ میرے دو آؤیوں کے ساتھ کر رہا تھا۔ ہانڈے کو کھنک بے ہوش کر کے لایا گیا تھا۔

اسے پال سے دو کہیں رکھا گیا تھا۔ ادھر ہر دم گنگولی اس کے باوجود میں دوا انکجٹ کرنے کے بعد کمرہ ہوا تھا۔ اب تمھاری تمام پہلوانی قوتیں اور تمھاری مستقل مزاجی ختم ہو رہی ہے۔ تم میری آنکھوں میں دیکھتے رہو گے اور میری گنج ہوتی آواز کو اپنے حواس پر مستند ہونے دو گے۔"

بیڑیاں انتہائی کمزوری محسوس کرنے کے باوجود ہر دم کی آنکھوں میں دیکھتا نہیں جا پاتا تھا۔ لیکن کمزوری وہ بلا ہے جو آدمی کو کسی کام کا نہیں ہونے دیتا۔ سنا کوئی ملا چھپانے کا حوصلہ نہیں دیتی۔ ہر دم گنگولی اسے اپنا معمول بنانے کے بعد مشین کا پتا پوچھنے والا تھا۔ تنویری ممل کے مقابلے میں بیڑیاں بہت تیز رفتار ہوتی ہے۔ میں نے فوراً بیڑیاں کے کمزور دماغ سے معلومات حاصل کیں۔ پھر اپنی پناہ گاہ سے نکل پڑا۔

کارڈ ٹاک کرنے کے دوران میں کبھی کبھی پال کے دماغ میں جانا تھا۔ اور اسے ہر دم کے توہین ممل سے بدلے رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اگر میں ایک جوہر کم کر بیٹھ جاتا، اور پال کے دماغ پر قبضہ جاتا تو اس پر کسی عمل کا اثر نہ ہوتا۔ مگر میرے پاس جو کم کر بیٹھنے کا وقت نہیں تھا۔ میں تیزی سے کارڈ ٹاک کر رہا تھا۔ اور توہین ممل کے دوران محض مداخلت کر رہا تھا۔ تاکہ ہر دم میرے مشین کا پتا معلوم کرے۔

مقررہ کر میں مشین تک پہنچ گیا۔ وہ چار سوٹ کس کھول کر دیکھے۔ مشین موجود تھی۔ لیکن اس کے کا قذات نہیں تھے۔ میں نے اس جگہ کی تلاشی لی۔ زیادہ وقت نہیں تھا۔ میرے آؤی کسی وقت بھی وہاں پہنچ سکتے تھے۔ بیڑیاں نے کراچی پناہ گاہ میں لگایا۔

غلام باقی نے میری دوا بات پر عمل کیا تھا۔ مورینا اور تاناکہ کے بازوؤں میں دوا انکجٹ کی تھی۔ وہ دونوں اعلیٰ کمزوری میں مبتلا ہو گئیں۔ لیکن کم ادک بارہ دھمک خیال خالی نہیں کر سکتی تھیں۔ میں نے تاناکہ کو دیکھا۔ وہ بستر پر چاروں شانہ صحت پڑی ہوئی تھانے کی جھٹ کو تک رہی تھی۔ مورینا اس تھانے کے دوسرے حصے میں تھی۔ میں نے پوچھا: "تاناکہ اس حال میں ہو؟" اس نے سر جھکا کر مجھے دیکھا۔ پھر بیڑیاں کمزوری محسوس کرتے ہوئے کہا:

"مجھے تم سے ایسی دشمنی کی امید نہیں تھی۔" "تم آئین کا سانپ بن رہی تھیں۔ مجھ کو مجھے بھی بننا پڑا۔" "کیا تمھیں میری ذلت سے کوئی نقصان پہنچا ہے؟"

"تم ان آنکھوں سے محروم ہو۔ تمھیں پتا نہیں چلتا ہے کہ کس طرح مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہی ہو۔ تم نے اپنے دماغ میں آنے کی پابندی عائد کر دی۔ دوسری طرف لٹو کی کے خرب میں آگئیں۔ میں اس بات سے بے خبر ہوں۔ تم مورینا کو فوج سے نجات دلانے کے لیے میرے خلاف لٹو کی کا ساتھ دے رہی تھیں۔ پھر تم نے اسے میری خفیہ رہائش گاہ کا پتہ بتا دیا۔ اگر بیڑیاں بے قوت صبح صوبہ حال سے آگاہ نہ کرتا تو ابھی میں آئین اور لٹو کی کی قدر میں ہوتا۔ یا ان کے گرو لٹو حملوں سے مارا جاتا اور تم پوچھ نہی ہو کہ تمھاری ذلت سے مجھے کیا نقصان پہنچا ہے؟ بہتر ہے یہ بکٹ

ختم کر دو۔ بات تمھاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔" "تم مجھے کمزور بنا کر کیوں رکھنا چاہتے ہو؟" "تم اس کمزوری میں ان آنکھوں کا نقصان کر دو۔" اس نے آنکھیں بند کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد بولی: "وہ دیکھیں مجھے بلا رہی ہیں مجھے لٹو کی کے لیے کرا چاہے۔ وہ میرے پاس آنا چاہتا ہے۔" میں نے کہا: "اسی لیے کمزور بنا کر رکھا ہے۔ تم اس کے دماغ میں نہیں جا سکو گی۔"

"کیا تم مجھے جیسا روکنے رہو گے؟" "ہمیشہ کے لیے روک دوں گا۔ گرو لٹو دشمن تمھارے سر پائے کھی ہوئی ہے۔ میں تمھارا اور مورینا کا برین واش کروں گا۔ تم بیٹوں کے دماغ ختم ہوں گی۔" "وہ طبعی آنکھیں تمھاری زندگی سے ہمیشہ کے لیے بکٹ جائیں گی۔"

"میں فرماؤں، اسے ظلم نہ کرو۔ میں نے اپنا حق من سب کچھ تمھیں دیا ہے۔ میری دفا کا کچھ تو صلہ دو۔" "اگر قربانی دلاؤں تو پتا تو اس مشین کے کا قذات کہاں ہیں؟" "مشین کے ساتھ میں۔" "تم بھرت بول رہی ہو۔"

"میں کچھ بول رہی ہوں۔" "ایسی بات ہے۔ آنکھیں بند کر دو۔ میں تمھیں مللا رہا ہوں۔"

میں نے اس کے دماغ پر قبضہ جھایا۔ اس کی آنکھیں بند کر دیں۔ اس نے تھپک تھپک کر ملایا۔ پھر اس کے خوابوں دماغ سے معلوم کیا۔ اس نے پہلے تو مجھ پر باندی عائد کی تھی۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ میں بغیر اجازت نہیں آسکوں گا تو اس نے بیڑیاں کو لٹو کر دیا۔ وہ مشین دوسری جگہ چھپا

نکلیں گے بے پناہ کر دہلے گے کرکٹ

بابر بن خاں کپ، ہیتی چک، ہیتی

اس جوان عیشہ زندگی کو بوسہ مستحق تھا

ان کے لیے جن کچھ دکھوں دیکھ دیکھ

آتشوں، آتشوں، آتشوں اور صوبوں کی دلستان

مہر تاش حیات انکھوں و ناخوشیوں فراموش



شخص میرے پاس سے گزرے، جس کے پاس مشین ہوتی تھی سو نگاہ کر

کر رہا تھا۔ وہ بیوی بچوں کے ساتھ اپنی ذاتی لاشعیں میں رہتا تھا۔ بیوی بچے

-22

دی لیکن اس سے پہلے وہ کاغذات
کاغذات کی ہوائی نہیں دی۔۔۔ اجڑی ہوئی پورٹ میں کیسے آگیا اور یہ لباس...
میں باڈی گارڈ پر بھر دیا۔ میں نوٹوں کی ٹوٹی رکھ کر آگے کچھ کتنا بیٹوں گیا، اس
لیکن اس کے کما۔۔۔ سرا آپ اپنی مرضی سے یہاں آئے۔ پانی میں گئے،
اگوا لیا۔ مشین کے لیے کچھ پورے نکالے۔ ساحل پر پھرتے ہوئے ایک
گئے خود تن کو پورے دیے۔ نوٹوں کی یہ گڑھی لی۔ اور اب یوں حیران ہوا جیسے
بات جواب ہے، بے خبر ہوئے ہوں۔“

میں ٹریسز کو اس کے حال پر پھر پوچھ کر کار کی پچھل سیٹ پر آ گیا۔ باقی نے
کار اشارت کی پھر وہاں کے دستے پر چل پڑا۔ میں نے آرام سے بیٹھ کر
خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ دونوں بہتیں گری نیند میں تھیں۔ اگر بدیل
ہو میں، تب بھی ترخانے سے نہ نکل پائیں اور نہ ہی وہ صبح تک خیال خوانی
کے قابل پرستیں تھیں۔

ہم کسی روک ٹوک کے بغیر اپنی پناہ گاہ میں پہنچ گئے۔ میں نے وہ پورے
مشین کیس جسے سے نکالے تھے وہیں لگا دینے کا اہتمام کیا۔ مودینا کی ڈائری کے اہم
اور اہم چھانٹنے کے بعد انھیں حفاظت سے نہیں رکھا تھا۔ مشین آپریٹ
کرنے کے طریقے اچھی طرح یاد کرنے کے بعد انھیں جلا دیا تھا۔ اس کے
باوجود مشین سے سنسک رہنے والے کمپیوٹر کو آن کیا۔ اس کمپیوٹر کو مودینا
یادداشتیں فیکٹ کی گئی تھیں، سب کا مطالعہ کیا۔ تنازعہ نے اس کے اہم کاغذات
ہارڈی کے حوالے کیے تھے۔ اگرچہ ان کی ضرورت نہیں تھی تاہم میں ہارڈی
کے پاس پہنچ گیا۔

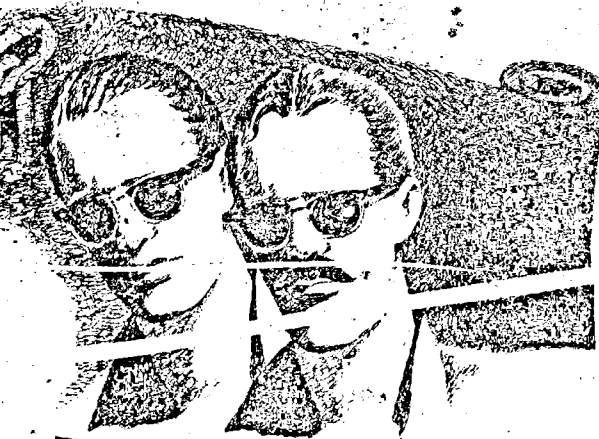
وہ غمی ہونے کے باعث مجھے اپنے دماغ میں محسوس نہیں کر سکتا
تھا۔ البتہ آئرن ضرور محسوس کر لیتا۔ ان کا ایک ہی لب ولہجہ تھا۔ سوچ کی

لہر کسی ایک کے دماغ میں جاتی تو دوسرا بھی محتاط ہو جاتا تھا۔ لیکن میرا
مقدور ساتھ دے رہا تھا۔ میرا مشرکے خاص مارتھ پھر میں آئرن کو اسی
اڈیتیں پہنچائی گئی تھیں جن کے نتیجے میں اس کا دماغ کمزور ہو گیا تھا۔۔۔
دونوں بھائی مجھے اپنے اندر محسوس نہیں کر سکتے تھے۔

میں تھوڑی دیر تک چپ چاپ اس کے خیالات پڑھتا رہا۔ پھر
اس کی سوچ میں کما۔۔۔ تنازعہ نے جو کاغذات دیے ہیں مجھے اب ممکن کا
مطالعہ کرنے کا موقع نہیں ملا۔ ابھی ذرا اطمینان ہے۔ انھیں کھول کر دیکھنا چاہیے
اس نے ایک اماری کے خفیہ خانے سے وہ کاغذات نکالے۔ چلی پڑی

کو خود چلا تا ہوا میرے پاس آیا۔ پھر اس پر مشین کا نقشہ بھلائے لگا۔ اس
کے بعد اس نے دوسرے کاغذات نکالے۔ ان میں مشین کو آپریٹ کرنے
کے طریقے لکھے ہوئے تھے۔ ادھر فلام باقی ان طریقوں کو زبانی بول رہا تھا
جن میں اسے سن کر ہارڈی کے ذریعے دہری باتیں ان کاغذات میں دیکھنا تھا
رہا تھا۔ پھر میں نے مودینا کو پوچھا کہ شاہنشاہ باقی! تمہاری یادداشت کی
رٹنگ ہے۔ یہیں ان کاغذات کا ایک ایک لفظ یاد رہے۔“

ہم نے مشین کے دونوں حصوں کو دو بستروں کے سر پرانے نصب کیا۔
فی الحال برین واشنگ کے لیے ایک حصے کو آپریٹ کرنا تھا۔ اس مشین
کے ذریعے برین واشنگ کا یہ پہلا تجربہ ہونے والا تھا۔ ہم نے پہلے تجربے
کے لیے مودینا کو بستر پر لاکر ڈال دیا۔ وہ بیدار ہو چکی تھی۔ اس آپریٹنگ سے
گزنہ نہیں چاہتی تھی۔ مجھ پر اسے بستر سے باندھنا پڑا۔ اس کام سے فائدہ
ہو کر باقی نے اس کے سر پر آہنی کیپ پہنائی۔ پھر کمپیوٹر کے پاس آ کر
مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔



اس دلچسپ داستان کے باقی واقعات
انیسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔